فتوحاتِ جہانگیری شرح صحیح بخاری

المعروف بہ

جمال السنۃ

جلد اوّل

تصنیف

جامع المنقول والمعقول حاوی الفروع والاصول

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

المعروف بہ

جامع المنقول والمعقول حاوی الفروع والاصول

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول، ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

شرفِ انتساب

حجۃ الکاملین سند الواصلین

حضرت خواجہ **جمال الدین** چشتی ہانسوی

کی نذر

صورت گرے کہ نقش جمال ترا کشد

موئے قلم کشد مژۂ آفتاب را

نیاز مند

محمد محی الدین

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرے)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب ------------	جمال السنۃ (شرح صحیح بخاری)
تصنیف ------------	ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر
کمپوزنگ ------------	حماد علی
باہتمام ------------	ملک شبیر حسین
سن اشاعت ------------	اگست 2006
پروف ریڈنگ ------------	غلام علی اعوان
سرورق ------------	محمد رمضان فیضی

ہدیہ

خاص ایڈیشن ------------	400 روپے
عام ایڈیشن ------------	330 روپے

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

ترتیب

کتاب الوحی

ایمان کا بیان

کتاب الوضو

کتاب العلم

کتاب الغسل

کتاب الحیض

عرضِ ناشر

اللہ کی ذات' تمام تر تعریفوں کی مستحق ہے۔ جو اپنی ذات اور صفات میں ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ جس نے اپنے ایک ارادے کے تحت اس کائنات کو وجود عطا کیا ہے۔ اور اسے اپنی قدرت اور ارادے کا مظہر بنایا۔

حضرت محمد پر' اللہ تعالیٰ' اُس کے فرشتوں' تمام تر مخلوقات' جن میں بطور خاص نبی اکرم ﷺ کے اُمتی شامل ہیں' کی طرف سے بے حد وشمار درود و سلام نازل ہو۔

وہی جلوہ شہر بہ شہر ہے' وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کو خاتم النبیین کے مرتبے پر فائز کیا اور قیامت تک آنے والے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے' آپ کی تعلیمات اور اسوہ کو مشعلِ راہ قرار دیا۔ سنت الہیہ کے تحت نبی اکرم ﷺ ظاہری طور پر' اس دنیا میں' مخصوص وقت گزار کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ آپ کے بعد' آپ کی تعلیمات کو امت تک منتقل کرنے کا فریضہ صحابہ کرام نے سرانجام دیا۔ جن سے تابعین نے اخذ فیض کر کے اس قیمتی ورثے کو اپنے شاگردوں تک منتقل کیا۔

اُس زمانے کے مسلمان' نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات' آپ کے فرمودات' آپ کے افعال سے متعلق روایات کو اسلامی تعلیمات کا بنیادی مآخذ سمجھتے تھے۔ اس لیے اسلام دشمن عناصر نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لیے' من گھڑت باتیں' نبی اکرم ﷺ سے منسوب کر کے لوگوں میں پھیلانا شروع کر دیں۔ صحابہ کرام نے' غیر مسلم معاشروں میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کرتے وقت' یہ نکتہ واضح کر دیا تھا کہ اسلامی تعلیمات کی اصل نبی اکرم ﷺ کی ذات ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو آپ کے اُسوہ سے رہنمائی حاصل کرنا ہو گی۔ خود قرآن کی تعلیم بھی یہی ہے۔ صحابہ کرام کے اس طرزِ عمل کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ ان کے شاگردوں میں نبی اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کے بارے میں روایات کا علم حاصل کرنے' انہیں محفوظ کرنے اور پھر دوسروں تک منتقل کرنے کا جذبہ ایک مذہبی روایت کے طور پر قائم ہو گیا۔ یہی روایت آگے چل کر علم حدیث اور اس سے متعلق دیگر علوم وفنون کی تدوین کی شکل اختیار کر گئی۔

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ کسی بھی علم یا فن کی ایجاد کے ابتدائی مراحل ترامیم و تبدیلیوں کے محتاج ہوتے ہیں' اور ایک خاص اُتار چڑھاؤ سے گزرنے کے بعد ہی کوئی علم اپنا اصل رنگ و روپ واضح کر پاتا ہے۔ اگرچہ تبدیلی و اصلاح کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ علم حدیث بھی نشوونما کے اسی عمل سے گزر کر' تیسری صدی ہجری میں ایک مربوط فن کی شکل میں سامنے آیا۔ اس زمانے میں علم حدیث کے ماہرین نے اپنی زندگی بھر کی ریاضت کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا۔ اور یہی صفحات' اس وقت سے لے کر آج تک' امت کو علومِ نبوی کی روشنی فراہم کر رہے ہیں۔

کتاب التیمم

تخریج احادیث

(20 مسند کتب سے مفصل تخریج) صفحہ 701 تا 808

حدیثِ دل

اللہ کی ذات تمام تر تعریفوں کی حقیقی مستحق ہے جس کے انعام واکرام کا سلسلہ مخلوق کے ہر فرد اور ہر فرد کے ہر جز تک محیط ہے جس کی عظمت کا حقیقی فہم وادراک' مخلوق کے علم اور سوچ کے دائرے سے ماوراء ہے جس کی حقیقی تعریف بیان کرنے سے نطق ولب عاجز ہیں جس کے بارے میں سید الطائفہ جنید بغدادی نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی:

العجز عن درك الادراك ادراك ۔

''اس کے ادراک سے عاجز ہونے کا درک حاصل کر لینا ہی حقیقی ادراک ہے۔''

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ بے حد وشمار درود وسلام نازل کرے' جو اللہ کی صفات کا کامل ترین مظہر ہیں' جو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں' جن کی پیروی نجات کے حصول کے لیے بنیادی شرط ہے' جو تمام مخلوقات کے آقا ومردار ہیں' جن کی ''سنت'' کا ''جمال'' شرک وکفر وبدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بنی نوع انسان کے لیے منارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے' جو قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کی پناہ گاہ ہوں گے' جنہیں مقام محمود پر فائز کیا جائے گا' جن کی شفاعت مقبول ہوگی' وہ جو سوال کریں گے' پورا ہوگا' وہ جو مانگیں گے' انہیں عطا کیا جائے گا۔

زمانۂ طالب علمی میں ہم نے ایک مشغلے کے طور پر ترجمے کے کام کا آغاز کیا۔ استاذ العلماء عبدالحکیم شرف قادری اور محقق عصر مفتی محمد خان قادری کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بدولت اس شعبے میں مزید آگے بڑھنے کا حوصلہ ہوا لیکن اس وقت ہمارے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ آگے چل کر ترجمہ وتصنیف کو مستقل شغل کے طور پر اختیار کر لیں گے اور یہ تو بالکل بھی نہیں سوچا تھا کہ صحیح بخاری کی کوئی خدمت کرنے کا موقع اور شرف حاصل ہوگا لیکن ستمبر **2003**ء میں محترم مظہر صاحب کی عنایت اور تعاون کی بدولت ''معین القاری'' کے عنوان کے تحت صحیح بخاری پر کام کا آغاز کیا اس کتاب میں کچھ نئے تجربات کیے گئے جن میں سے بعض کو دوستوں نے پسند کیا اور بعض تنقید کا نشانہ بھی بنے' لیکن اس کام کے دوران' بطور خاص علم حدیث کی خدمت کے حوالے سے' بعض نئی جہات کی طرف توجہ مبذول ہوئی' کچھ نئے راستے اور طریقے سجھائی دیئے۔

یہی ''معین القاری'' **2005**ء کے وسط میں برادر مکرم شبیر حسین صاحب سے شناسائی کا باعث بنی۔ انہوں نے یہ فرمائش کی کہ بخاری شریف کے حوالے سے کوئی ایسا کام کیا جائے جو مختصر' جامع اور منفرد ہو۔ ''معین القاری'' کا مجوزہ منصوبہ پندرہ جلدوں پر محیط تھا جبکہ نئی فرمائش یہ تھی کہ ایسا کام کیا جائے جو سات جلدوں میں سما جائے۔

اسی زمانے کی ایک نمایاں شخصیت "محمد بن اسماعیل" ہیں۔ آپ کا تعلق وسط ایشیا کے مشہور شہر "بخارا" سے تھا۔ جس کے ایک نواحی گاؤں میں ایک پُرسکون باغ میں آپ ابدی نیند سو رہے ہیں۔

محمد بن اسماعیل جنہیں اُمت مسلمہ "امام بخاری" کے نام سے یاد کرتی ہے اپنے زمانے میں علم حدیث کے چوٹی کے ماہرین میں سے ایک شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کا مرتب کیا ہوا مجموعہ احادیث "صحیح بخاری" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ جس کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علماء اسلام اسے قرآن کے بعد سب سے زیادہ مستند کتاب قرار دیتے ہیں۔ ہر زمانے اور ہر عہد میں اس کتاب کی درس و تدریس علماء کا معمول رہا ہے۔ ہمارے زمانے میں بھی کسی بھی مدرسے کا "شیخ الحدیث" اس استاد کو قرار دیا جاتا ہے۔ جو "صحیح بخاری" پڑھاتا ہو۔

درس و تدریس کے ہمراہ اہل علم نے صحیح بخاری کی تحریری خدمت میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ عربی اور فارسی میں اس کتاب کی بہت سی شروحات تحریر کی گئی ہیں۔ اُردو زبان کا دامن بھی اس نعمت سے خالی نہیں ہے لیکن ان میں سے کوئی ایک شرح بھی ایسی نہیں ہے۔ جسے جدید عہد کے تقاضوں سے ہم آہنگ قرار دیا جا سکے۔

ہمیں فخر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے فضل و کرم کی بدولت ہم ایک ایسی شرح آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں جو قدیم علوم و معارف سے لبریز ہونے کے ساتھ جدید عہد کے تقاضوں سے بھی ہم آہنگ ہے۔ ہم یہ اعتراف کر سکتے ہیں کہ آج تک اردو زبان میں نہ صرف صحیح بخاری کی شرح بلکہ علم حدیث میں اتنا جامع اور بھرپور تحقیقی کام پیش نہیں کیا گیا۔ اور آخر ایسا کیوں نہ ہو؟ کہ اس کا مصنف کتاب و سنت کے علوم کا ماہر اور فقہ و تصوف کے فنون پر بھرپور دسترس رکھنے والا ہے۔ "جمال السنہ" اُس کے علوم کا صرف ایک پہلو ہے۔ ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ہماری آنکھوں نے اُس جیسا کوئی اور نہیں دیکھا۔ اور اللہ قادر ہے کہ آئندہ بھی نہ دیکھیں۔ اللہ کا فضل کسی بھی ایک شخص پر آ کر ختم نہیں ہو جاتا۔ لیکن "جمال السنہ" کے مصنف پر یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص فضل ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اور ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول کرے۔ اور ہمیں آئندہ بھی اسی طریقے سے علم حدیث و دیگر اسلامی علوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

آپ کا مخلص
ملک شبیر حسین

حضرات کو آسانی اور سہولت ہو۔

نفس مسئلہ: جیسا کہ ہم پہلے اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل کرنے سے پہلے ایک ترجمۃ الباب تحریر کرتے ہیں جس کے ذریعے وہ اپنے مؤقف کی طرف اشارہ کر جاتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تجویز کردہ بہت سے تراجم ابواب ایسے ہیں جن کے بارے میں علم کلام اور علم فقہ کے مختلف مکاتب ہائے فکر کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے ہم نے اس عنوان کے تحت اسی بنیادی متنازعہ مسئلے کو مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے تاکہ قاری کو یہ اندازہ ہو جائے کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟

اختلاف اُمت: علم کلام اور علم فقہ کے بہت سے مسائل کے بارے میں اُمت کے جلیل القدر اہل علم کی آراء اور تحقیقات ایک دوسرے سے مختلف ہیں' یہی اختلاف مختلف مکاتب ہائے فکر کے وجود میں آنے کا سبب بنا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مختلف اعتقادی اور فقہی مکاتب فکر موجود تھے' ہمارے زمانے میں بھی ایسا ہی ہے۔

اس عنوان کے تحت حدیث کے مرکزی یا ذیلی مضمون سے متعلق مختلف مکاتب فکر کے نظریات اور ان کے دلائل' نقد و تبصرے کے ہمراہ ذکر کیے گئے ہیں اور اس بارے میں احناف اور اہل سنت والجماعت (بریلوی) مکتب فکر کے دلائل ذکر کیے گئے ہیں تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ کسی بھی فرقے کے کسی نظریئے سے اختلاف رائے کا اظہار تہذیب و شائستگی کی حدود سے باہر نہ نکلے۔

استنباط احکام ومسائل: حدیث میں بعض اوقات کسی ایک یا چند ایک مسائل یا احکام کا ذکر ہوتا ہے لیکن بالواسطہ طور پر اسی حدیث کے ذریعے بعض دیگر احکام ومسائل ثابت ہو رہے ہوتے ہیں جن کی طرف قاری کی توجہ مبذول نہیں ہو پاتی اس عنوان کے تحت ہم نے علامہ عینی کی تحقیقات سے استفادہ کرتے ہوئے حدیث سے ثابت ہونے والے ذیلی احکام ومسائل کی نشاندہی کی ہے۔

عصریات: ہر زمانے کے اپنے مخصوص تقاضے ہوتے ہیں' کچھ مسائل' کچھ خرابیاں ہوتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ قیامت تک آنے والے تمام زمانوں' ہر خطے اور معاشرے کے ہر فرد کے لیے مشعل راہ ہے لیکن احادیث کی شرح کا بیشتر کام کئی صدیاں پیشتر کیا گیا جس میں اس زمانے کے مخصوص رواج کے تحت لغوی وضاحت' رجال پر بحث' نحوی وصرفی تراکیب' فقہاء کے استنباط کردہ مسائل وغیرہ جیسے امور کو زیر بحث لایا گیا۔

ہمارے زمانے میں حدیث کی شرح کا کام کرنے والوں نے عام طور پر انہی تحقیقات کو تلخیص کی شکل میں اردو میں منتقل کر دیا یا زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ ہمارے زمانے میں موجود کسی فرقے کے کسی نظریئے پر نقد کر دیا جنہوں نے اور زیادہ محنت کی انہوں نے جدید پیش آمدہ فقہی احکام کے بارے میں اپنی تحقیقات پیش کر دیں جو زیادہ میں نماز' لاؤڈ سپیکر کا استعمال' روزے میں انجکشن لگوانا وغیرہ جیسے چند احکام تک محدود تھیں۔

یعنی ہم آسان لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تمام تر کوشش علم فقہ یا علم حدیث کے روایتی طلباء کے لیے تو مفید ہیں لیکن انہوں نے معاشرتی رجحانات' ان کے منفی اثرات کے حوالے سے وعظ ونصیحت کے پہلو کی طرف کچھ خاص توجہ نہیں دی' ہم نے ''عصریات'' کے عنوان کے تحت اسی طرح کی بعض مروجہ خرابیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

توجہ طلب: یہ عنوان دراصل ذاتی احتساب کا آئینہ ہے جسے سامنے رکھ کر ہم اپنے ایمان کی کیفیت اور اعمال کی حقیقت کی خوبی و خامی کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

یہ وہ مرکزی عنوانات ہیں جن کے تحت کمی وبیشی کے ہمراہ احادیث کی شرح بیان کی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ بعض مقامات پر اہم موضوعات سے متعلق باقاعدہ مضامین بھی لکھے گئے ہیں جن میں سے بیشتر مضامین کا تعلق موجودہ زمانے میں مسلم معاشرے میں رائج

اہل قلم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ کسی ایک موضوع پر دو مرتبہ لکھنا کتنا مشکل کام ہے؟ اور پھر موضوع بھی ایسا ہو جس میں ایک ہی متن کی وضاحت کرنا مقصود ہو مزید برآں دو چار صفحوں کی بات نہ ہو بلکہ ہزاروں صفحات لکھنا ہوں تو مصنف کے سامنے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان آ جاتا ہے؟

ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ہمارے لیے یہ فرمائش ایک بہت بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی ہم اس آزمائش میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

''معین القاری'' کا انتساب خواجہ معین الدین چشتی کے نام کیا گیا تھا اور کتاب کا نام بھی انہی کی نسبت سے تجویز کیا گیا تھا۔ صحیح بخاری کی یہ دوسری شرح خانوادہ چشت کے مشہور شیخ طریقت خواجہ جمال الدین چشتی ہانسوی کے نام سے منسوب ہے۔ آپ شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر کے اکابر خلفاء میں سے ایک ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

سیف انداز بیاں رنگ بدل دیتا ہے ورنہ دنیا میں کوئی بات نئی بات نہیں

''جمال السنہ'' کی تصنیف میں انداز بیاں کو بدلنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ تمام تر مواد کو ایک مخصوص حجم میں سمیٹنا تھا اس لیے یہی سوچا گیا کہ ذیلی عنوانات قائم کر کے حدیث اور اس کے مضامین سے متعلق بنیادی و ضروری معلومات فراہم کر دی جائیں اس لیے درج ذیل عنوانات ترتیب دیئے گئے۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کسی حدیث کو نقل کرنے سے پہلے ایک عنوان تحریر کرتے ہیں جس میں متعلقہ حدیث سے اخذ شدہ کسی مسئلے کا ذکر ہوتا ہے یا کسی مسئلے کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس عنوان کو ''ترجمۃ الباب'' کہا جاتا ہے اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اخذ شدہ مسئلے کے ذکر کے ساتھ اس کے بارے میں قرآن کی آیات' دیگر احادیث' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و افعال' تابعین کے اقوال' بعد میں آنے والے علماء کے اقوال مختصر طور پر نقل کر دیتے ہیں' ہم نے اس عنوان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تجویز کردہ ''ترجمۃ الباب'' کی مختصر وضاحت کی ہے۔

سند پر تبصرہ: علم حدیث سے واقفیت رکھنے والے حضرات سند کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ ان ہی اسناد کی وجہ سے حدیث کو ''صحیح'' یا ''ضعیف'' قرار دیا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ انہیں کئی لاکھ ''احادیث'' یاد تھیں اس کا مطلب یہی ہے کہ انہیں کئی لاکھ ''اسناد'' یاد تھیں اور انہی اسناد میں سے مستند اسناد کو منتخب کر کے انہوں نے ''صحیح بخاری'' مرتب کی کیونکہ یہ اسناد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب ہیں اس لیے ان میں بعض ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو دیگر کتابوں کی اسناد میں نہیں ہیں۔ بخاری کے شارحین نے جن میں بطور خاص ابن حجر عسقلانی اور بدر الدین عینی قابل ذکر ہیں' ان اسناد کی خوبیوں کی نشاندہی کی ہے جن میں سے بعض فوائد کو ہم نے اس عنوان کے تحت نقل کر دیا ہے۔

حدیث کی قسم: محدثین نے تفہیم کی سہولت کے لیے علم حدیث کی بعض اصطلاحات مرتب کی ہیں جن کے ذریعے حدیث اور اس کی اسنادی حیثیت کا مختلف اعتبارات سے جائزہ لیا جا سکتا ہے اس عنوان کے تحت اسی حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔

مرکزی مضامین: بعض اوقات ایک حدیث مختلف مضامین پر مشتمل ہوتی ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمۃ الباب میں صرف ایک پہلو ذکر کرتے ہیں اس عنوان کے تحت احادیث کے مرکزی مضامین کی نشاندہی کی گئی ہے تا کہ درس حدیث دینے والے

محدثین کے پیشوا

<u>نام ونسب:</u> امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد تھا' آپ کے والد کا نام اسماعیل بن ابراہیم تھا' آپ ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارا میں پیدا ہوئے اسی شہر کی نسبت کی وجہ سے آپ کو"بخاری'' کہا جاتا ہے۔

<u>خاندانی پس منظر:</u> کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اس خطے سے ہے جہاں آتش پرستی یعنی مجوسیت کا دور دورہ تھا اس لیے آپ کے آباؤ اجداد بھی اسی مذہب کے پیروکار تھے' آپ کے اجداد میں سے مغیرہ بن بردزبہ نے اسلام قبول کیا اس زمانے میں رواج یہ تھا کہ جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا تھا تو خود کو اس شخص کے قبیلے سے منسوب کر لیتا تھا جس وقت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ جد امجد نے اسلام قبول کیا اس وقت بخارا کا گورنر یمان جعفی نامی شخص تھا اور اسی کی نسبت کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے افراد اپنے نام کے ساتھ ''جعفی'' کی نسبت استعمال کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد اسماعیل بن ابراہیم صاحب ثروت آدمی تھے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو حصولِ تعلیم کے دوران معاشی پریشانیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا اس کے علاوہ مورخین نے یہ بات نقل کی ہے کہ آپ کے والد علم حدیث میں بھی درک رکھتے تھے' انہیں امام مالک' عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید جیسے چوٹی کے ماہرین سے علم حدیث حاصل کرنے کا شرف حاصل تھا۔

<u>پیدائش وبچپن:</u> امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ 13 شوال 194 ہجری میں پیدا ہوئے' بچپن میں آپ کی بینائی رخصت ہوگئی' آپ کی والدہ جو نہایت نیک خاتون تھیں' انہوں نے بارگاہ رب العزت میں اپنے بیٹے کی بصارت کی واپسی کی دعا کی' یہ ان کی دعا کی برکت تھی کہ انہیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی جنہوں نے اس نیک خاتون کو یہ خوش خبری دی کہ اب تمہارے بیٹے کی بینائی واپس آجائے گی' اگلے دن جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو ان کی بینائی واپس آچکی تھی۔

• <u>حصولِ تعلیم:</u> جیسا کہ سابقہ سطور میں یہ بات بیان کی جاچکی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد اسماعیل بن ابراہیم علم حدیث میں درک رکھتے تھے اور انہیں اس فن کے اکابر اساتذہ سے اخذ فیض کا شرف حاصل ہوا تھا اس لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی' وہ علم حدیث کا مرکز تھا۔ اگرچہ بخاری کے والد بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے لیکن اپنے خاندان کے رسم ورواج کے مطابق بخاری نے علم حدیث کے حصول کا آغاز کیا۔

جس زمانے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث کے حصول کا آغاز کیا اس وقت اگرچہ بعض محدثین نے علم حدیث سے متعلق کتابیں تحریر کی تھیں لیکن عام رواج یہی تھا کہ کوئی استاد اپنے اساتذہ سے سُنی ہوئی حدیث کو طلباء کے سامنے بیان کر دیتا تھا جسے

خرابیوں کی نشاندہی اور ان کے حل کی تجویز کے ساتھ ہے۔ ہمیں یہ توقع ہے کہ آپ کو ان میں بعض ایسے امور بھی ملیں گے جن کی طرف شاید آپ نے کبھی بھی توجہ نہیں کی ہوگی اور شاید آئندہ بھی اس بات کا امکان نہ ہوتا کہ آپ کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو جاتی۔

''معین القاری'' میں ہمارے جس کام کی احباب نے سب سے زیادہ حوصلہ افزائی کی وہ ''صحاح ستہ'' کے حوالے سے صحیح بخاری کی احادیث کی تخریج ہے۔ ''جمال السنہ'' میں اسی کام کو مزید پھیلا دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تیاری کے دوران جن احباب کا خصوصی تعاون حاصل رہا' ہم ان سب کے شکر گزار ہیں جن میں بطور خاص برادر مکرم محمد خرم شامل ہیں جنہوں نے نہایت شفقت اور مہربانی سے تصنیف وتالیف کے لیے سازگار ماحول فراہم کیا۔ محترم فقیر محمد جنہوں نے مسودہ تحریر کرنے میں خاص تعاون کیا۔ محترم وارث علی شاہین اور محترم عارف نعیمی جنہوں نے اخذ واستفادہ کے لیے جامعہ نعیمیہ لاہور کی مرکزی لائبریری سے کتابیں فراہم کیں۔ برادر مکرم محمد سلیم دانش' مخدوم قاسم شاہد اور عطار سول جنہوں نے اسلامی موضوعات سے متعلق کمپیوٹر پروگرام فراہم کیے۔ محترم ڈاکٹر شاہ رخ جنہوں نے تصنیف کے دوران فقیر کی صحت کا خاص خیال رکھا۔

''معین القاری'' کی تمام ٹیم بھی شکریہ کی مستحق ہے کیونکہ یہی کتاب ''جمال السنہ'' مرتب کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی' ان کے علاوہ وہ تمام ناشرین جن کی طبع کردہ کتابیں ہمارے لیے مشعل راہ ثابت ہوئیں' وہ تمام ادارے جن کی کوششوں کے نتیجے میں اسلامی علوم وفنون سے متعلق پروگرام تیار کیے گئے جنہوں نے ہمارے لیے بہت سی آسانیاں پیدا کر دیں۔ برادر مکرم آصف حفیظ جنہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ مسودہ کمپوز کیا۔ برادر محترم مخدوم قاسم شاہد جنہوں نے اس تمام مواد کو طباعتی حوالے سے نہایت خوب صورت انداز میں مرتب کیا۔ محترم اشتیاق اے مشتاق جنہوں نے نہایت دیدہ زیب طباعت کی۔ محترم احمد رضا جنہوں نے کتاب کا خوب صورت ٹائٹل ڈیزائن کیا اور سب سے آخر میں بطور خاص برادر مکرم ملک شبیر حسین جنہوں نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے تمام طباعتی سہولیات فراہم کیں اور کتاب کی تیز رفتار طباعت ونشر واشاعت کا بندوبست کیا۔

ان سب کے ساتھ ہمارے اساتذہ' والدین' بہن بھائی اور وہ تمام دوست بھی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جن کی دعا میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں شامل حال رہی ہیں۔

سب سے آخر میں میرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یقیناً ہمارے حسب حال ہے۔

صدائے تیشہ کہ بر سنگ میخورد دگر است
خبر بگیر کہ آواز تیشہ و جگر است

محمد محی الدین

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے)

اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے علم حدیث کے حصول کے لیے صرف حرمین میں قیام پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مختلف بلاد وامصار کا سفر کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن حضرات سے احادیث نقل کی ہیں ان میں بخارا' بلخ' مرو' نیشاپور' رے' بصرہ' بغداد' کوفہ' واسط' مصر' دمشق' حمص وغیرہ جیسے مشہور شہروں کے محدثین شامل ہیں جس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے علم حدیث کے حصول کے لیے دور دراز کے علاقوں کا سفر کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس محنت کا اندازہ لگانے کے لیے دو پہلوؤں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

(i) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ذرائع آمدورفت کیا تھے؟ انہوں نے جن علاقوں اور خطوں کا سفر کیا ہے ان کی جغرافیائی حدود کیا ہیں؟ آج جب دنیا کے تمام ممالک کی جغرافیائی حدود کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ بخاری نے جن علاقوں کا سفر کیا ہے ان میں سے بیشتر سخت گرم خطے ہیں جہاں تک پہنچنے کے لیے دشوار گزار صحراؤں سے گزرنا پڑتا ہے۔

(ii) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ذرائع ابلاغ کیا تھے؟ ظاہر ہے کہ ان کے زمانے میں اخبارات ورسائل شائع نہیں ہوتے تھے جن میں علمائے کرام کا تعارف' ان کا پتہ' علمی حیثیت' ٹیلی فون نمبر' ای میل ایڈریس وغیرہ موجود ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کے زمانے میں یہ صورتِ حال نہیں تھی کہ بس سٹینڈ سے تمام شہروں کی طرف جانے کے لیے بسیں دستیاب ہوتی تھیں جو آپ کو مطلوبہ مقام تک پہنچا دیتی تھیں جہاں پہنچ کر آپ رکشہ میں بیٹھ کر آسانی سے اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچ جاتے۔

بخاری نے جو اتنے طویل اسفار کیے' وہ مضبوط لگن' انتہائی صبر' غیر معمولی برداشت اور دنیا کی تمام تر رنگینیوں اور آسائشوں سے صرف نظر کیے بغیر کرنا ممکن نہیں ہے۔

ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ حدیث کی جستجو اور تلاش بخاری کی زندگی کا مطمع نظر تھی' وہ جہاں بھی گئے انہوں نے سب سے پہلے یہی جاننے کی کوشش کی کہ علمِ حدیث کا کون سا استاد کہاں قیام پذیر ہے؟ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں اساتذہ کی تلاش اور ان تک رسائی کے لیے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا؟ کیونکہ عین ممکن ہے کہ انہیں کوفہ میں کسی ایسے استاد کا پتہ چلا ہو جو مصر میں قیام پذیر ہو تو یقیناً انہیں ایسے راستے کا انتخاب کرنا ہوگا جہاں قافلے دستیاب ہوسکیں پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے۔ لازمی نہیں کہ ان کے استاد کسی بڑے شہر میں قیام پذیر ہوں جبکہ قافلے عام طور پر بڑے شہروں کے درمیان سفر کرتے ہیں۔ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بڑے شہروں کے درمیان کیا جانے والا سفر ہفتوں اور مہینوں پر محیط ہوتا تھا اس کے لیے زادِراہ ساتھ رکھنا بھی ضروری ہوتا تھا' اپنی سواری کا انتظام کرنا یا کسی سے کرائے پر سواری لینا وغیرہ جیسے بہت سے بنیادی معاملات طے کرنا خاصا مشکل کام تھا اور اس سے بھی زیادہ بڑی اور اہم بات یہ کہ ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد استاد سے حاصل ہونے والی حدیث کے الفاظ اور اس کی سند کو مکمل ضبط اور اتقان کے ساتھ محفوظ رکھنا اور حدیث کے دوسرے ذخیرے کے ساتھ اس کا تقابل کرنا اور ان تمام چیزوں میں ان بنیادی اصولوں کا خیال رکھنا جن کا ذکر ہم سابقہ صفحات میں کر چکے ہیں یعنی راوی کی کسی امکانی غلطی' روایت کے الفاظ کے فرق وغیرہ کا خیال رکھنا۔

عربی کا مقولہ ہے:

الاشیاء تعرف باضدادھا ''کسی بھی چیز کو اس کی ضد کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے۔''

یہ ایک آفاقی اصول ہے' روشنی کی اہمیت کا اندازہ اندھیرے میں ہوتا ہے' صحت کی افادیت بیماری میں پتہ چلتی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی محنت اور کوشش کا ہلکا سا اندازہ اس وقت کیا جاسکتا ہے جب ہم اپنے زمانے کے حالات ومعمولات سے اس کا تقابل کریں۔ آج ہم آٹھ سال تک درسِ نظامی کی کتابیں پڑھ کر تھک جاتے ہیں' بہت سے طلباء کو درسِ نظامی کے دوران اور بقیہ کو فراغت

طلباء نوٹ کرلیا کرتے تھے اس بیان کو روایتِ حدیث کہا جاتا تھا۔

کیونکہ اس زمانے میں درسی کتابوں کے ذریعے تعلیم و تدریس کا رواج نہیں تھا اس لیے استادِ حدیث سے متعلق جملہ پہلو اپنے لیکچر کے دوران واضح کردیا کرتا تھا اس لیکچر میں حدیث سے متعلق درج ذیل امور کی وضاحت کی جاتی تھی۔

(i) حدیث کے الفاظ کیا ہیں؟ اور مختلف راویوں نے کون سے جملے یا ترکیب کو کس طرح نقل کیا ہے؟

(ii) حدیث نقل کرنے والا راوی اپنے استاد کے حوالے سے کن الفاظ کے ذریعے روایت کو نقل کرتا ہے اور ان الفاظ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(iii) جو راوی اپنے کسی استاد کے حوالے سے روایت نقل کر رہا ہے کیا اسے استاد سے استفادے کا شرف حاصل ہے یا وہ اپنی طرف سے کوئی بات بیان کر رہا ہے۔

(iv) راوی کا حافظہ کمزور تو نہیں ہے؟ ایسا تو نہیں ہوتا کہ روایت نقل کرتے وقت وہ کسی وہم یا غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہو؟

(v) جو راوی اپنے استاد کے حوالے سے جو روایت نقل کر رہا ہے اس استاد کے دیگر شاگردوں نے اسی روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے؟

(vi) نقل شدہ روایت کے الفاظ کسی اور مستند روایت کے الفاظ یا مضمون کے خلاف تو نہیں ہیں؟

(vii) راوی کو اپنے اساتذہ کے اسماء کی لڑی کا ذکر کرتے وقت کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوئی؟

(viii) جو روایت نقل کی جارہی ہے وہ صحابی کا اپنا بیان ہے یا اسے نبی اکرم ﷺ کے قول یا فعل کے طور پر نقل کیا گیا ہے؟

(ix) جو روایت نقل کی جارہی ہے اس کی سند کے دوران کسی راوی کا نام رہ تو نہیں گیا؟

(x) روایت اور اس کے راویوں کے اندر کوئی ایسی خامی تو موجود نہیں جو فوراً سمجھ میں نہیں آسکتی ہے؟

یہ اور اس جیسی دیگر بہت سی جزئیات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہر کے علم حدیث کے ماہرین سے اسی نوعیت کے علوم حاصل کیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس فن کو سیکھنے میں کتنی دلچسپی کا مظاہرہ کیا؟ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:

ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نے ایک حدیث کی سند یوں بیان کی اس روایت کو سفیان نے ابوزبیر کے حوالے سے ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استاد کی خدمت میں عرض کی ابوزبیر نے تو ابراہیم سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔ استاد کو یہ جرأت ناگوار گزری۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی اگر آپ نے ان اسناد کے نوٹس تحریر کیے ہوئے ہیں تو آپ ان کی طرف رجوع کرکے دیکھ لیں۔ استاد نے اپنے نوٹس کھنگالے اور پھر اپنے شاگرد سے پوچھا تمہارے خیال میں یہ روایت کس طرح ہونی چاہیے؟ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اس روایت کو سفیان نے (ابوزبیر کی بجائے) زبیر بن عدی کے حوالے سے ابراہیم سے نقل کیا ہوگا۔ استاد اپنے شاگرد کی اس مہارت کو دیکھ کر بہت حیران ہوا۔

اٹھارہ برس کی عمر میں بخاری کو اپنے والدہ اور بڑے بھائی احمد بن اسماعیل کے ہمراہ حج کی سعادت کے حصول کے لیے حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ یہ 212 ہجری کے لگ بھگ کا واقعہ ہے۔ بخاری کے بڑے بھائی احمد بن اسماعیل فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد والدہ کے ہمراہ وطن واپس چلے گئے لیکن بخاری مزید تعلیم کے حصول کے لیے وہیں ٹھہر گئے۔

اگرچہ تاریخ میں اس بات کی صراحت نہیں ملتی کہ بخاری کا یہ قیام کتنے عرصے پر محیط ہے؟ لیکن ان کے اساتذہ کا تعارف دیکھ کر یہ

ایک مرتبہ امام مسلم' امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے کے لیے آئے' مجلس میں کسی صاحب نے ایک حدیث کی سند بیان کی جسے سُن کر امام مسلم نے اس کی بہت تعریف کی جب امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے اس سند کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سند میں ایک خامی موجود ہے۔ امام مسلم کے بے حد اصرار پر آپ نے اس خامی کی نشاندہی کی تو امام مسلم نے فرمایا' میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں (کہ علم حدیث میں مہارت کے اعتبار سے) کوئی بھی شخص آپ کی مانند نہیں ہے۔ (یقیناً ہر شخص اس بات کا اعتراف کرے گا) سوائے اس شخص کے جو حاسد ہو کیونکہ وہ آپ سے بغض رکھے گا۔

احمد بن عدی بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ بخاری بغداد تشریف لا رہے ہیں وہاں کے محدثین نے آپ کا امتحان لینے کے لیے ایک سو احادیث اور ان کی اسناد کو باہم خلط ملط کر دیا یعنی کسی ایک حدیث کی سند کو کسی دوسری حدیث کے ساتھ ملا دیا اور دوسری کی سند کو کسی اور حدیث کے ساتھ ملا دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دس طلباء تیار کیے جن میں سے ہر ایک نے دس احادیث کو غلط اسناد کے ہمراہ یاد کر لیا۔

جب امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے تو ایک بڑے مجمع کے سامنے ان کا امتحان لیا گیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر غلط سند کے ہمراہ حدیث پڑھی اور امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا' کیا آپ اس حدیث کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا' نہیں! تو اس نے غلط سند کے ہمراہ دوسری حدیث پڑھی اور پھر دریافت کیا' کیا آپ اس حدیث سے واقف ہیں؟ آپ نے پھر نفی میں جواب دیا اسی طرح اس نے دس احادیث غلط سند کے ہمراہ پڑھیں اور ہر مرتبہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہی جواب دیا کہ وہ ایسی کسی روایت سے واقف نہیں ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا شخص کھڑا ہوا دوسرے کے بعد تیسرا غرضیکہ جب دس افراد غلط سند کے ہمراہ دس' دس احادیث بیان کر کے فارغ ہو گئے اور امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں تو جب امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اب مزید اور کوئی شخص سوال کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہو رہا' تو آپ نے پہلے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا' تم نے سب سے پہلے یہ حدیث بیان کی اور اس کی یہ سند بیان کی تھی حالانکہ اس کی درست سند یہ ہے پھر تم نے یہ دوسری حدیث اس سند کے ہمراہ بیان کی' حالانکہ اس کی اصل سند یہ ہے اسی طرح امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ان دس افراد کی بیان کردہ سو احادیث اور ان کی اسناد کو پہلے بیان کیا اور پھر ان احادیث کی صحیح سند بیان کی۔ یہ دیکھ کر حاضرین بہت حیران ہوئے اور انہوں نے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے علم و فضل کا برملا اعتراف کیا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ سمرقند میں پیش آیا جہاں چار سو محدثین نے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو مغالطہ دینے کے لیے عراق کی اسناد کو شامی' شامی اسناد کو حجازی اور حجازی اسناد کو یمنی اسناد میں خلط ملط کر دیا اسی طرح احادیث کے متون کے الفاظ کو ایک دوسرے میں گڈمڈ کر دیا لیکن وہ کسی ایک روایت کے الفاظ یا اس کی سند کے بارے میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو مغالطہ نہیں دے سکے اور امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ان تمام احادیث کے متون اور ان کی اسناد کو صحیح طرح سے بیان کر دیا۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بخاری نے اپنی زندگی کی ان گوناگوں مصروفیات میں سے تصنیف و تالیف کے لیے ایک بڑا وقت نکالا' آپ کی عمر 62 برس کے لگ بھگ تھی' عمر عزیز کے ابتدائی اٹھارہ سال آپ نے بخارا میں بسر کیے یوں آپ کی زندگی کے 44 سال علم حدیث کی ترویج و اشاعت اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوئے۔

مؤرخین نے آپ کی درج ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے۔

(۱) الجامع الصحیح: یہ کتاب علم حدیث کے بارے میں ہے جو عرف عام میں صحیح بخاری کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

کے فوراً بعد دنیوی ضرورتیں اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں اور اگر نہ بھی کھینچیں تو بھی ہمارا پیمانہ علم [illegible] جس میں مزید کسی علمی بات کو ڈالنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ہم زمانہ طالب علمی میں اسی شرط پر کسی درس گاہ کا رُخ کرتے ہیں کہ وہاں کھانا [illegible] حاصل ہوگی۔ ہم نے خود کتنی دفعہ صرف علم کے حصول کے لیے سفر کیا ہے؟ کسی اجتماع یا کانفرنس میں شرکت کے لیے دو ایک [illegible] کے لیے کہیں دور چلے جاتے ہیں اور بس؟ افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ ہم نے خود کبھی بھی علم کے حصول کے لیے سفر نہیں کیا' کسی نے ہمیں اس کی تلقین بھی نہیں کی اور ہم بھی کسی کو یہ مشورہ نہیں دیں گے۔

آج اگر ہم نے کسی اجتماع میں خطاب کے لیے "شیخ الحدیث" صاحب کو بلانا ہو تو ان کے آنے [illegible] کے علاوہ ہزاروں روپے نذر پیش کرنا شرط ہے اس کے بغیر حضرت کی آمد ممکن نہیں ہوتی' آج اگر آپ کسی شیخ الحدیث صاحب سے بخاری پڑھنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک طریقہ ہے صبح آٹھ سے نو بجے کے درمیان حضرت صاحب کا درس بخاری ہوتا ہے' آپ اس میں شریک ہو سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے علاوہ صحیح بخاری پڑھنے کی اور کوئی صورت نہیں ہے اور اگر آپ بُرا نہ مانیں تو ہم یہ عرض کرنے کی جسارت کریں گے کہ وہ درس بخاری بھی "نام نہاد درس بخاری" ہوتا ہے' آپ ہم سے یہ شکوہ کر سکتے ہیں کہ ذکر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کا ہو رہا ہے' ہم یہ کیا رونا لے کر بیٹھ گئے ہیں۔

کچھ اور کام بھی اے داغ تم کو آتا ہے؟ وہی بتوں کی شکایت وہی گلہ دل کا

ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم بخاری کے کام' ان کی محنت [illegible] کوشش کا پس منظر آپ کے سامنے واضح کر سکیں تاکہ صحیح بخاری کو پڑھتے وقت آپ مصنف کی علمی حیثیت کے ساتھ متعلقہ فن سے [illegible] کی دلچسپی کا بھی اندازہ کر سکیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے زمانے کے حالات کو سامنے رکھ کر مصنف کے زمانے کے حالات کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کریں [illegible] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے ان کی شخصیت کے اس پہلو کو اُجاگر نہیں کیا بلکہ بیشتر تاریخی شخصیات کی سوانح مخصوص لگے بندھے انداز میں' بعض حضرات کے تعریفی کلمات کے ہمراہ بیان کر دیا گیا لیکن ہمارے [illegible] کا اسلوب [illegible] مختلف ہے۔ [illegible] کی شخصیت کے واقعات نقل کرتے ہوئے اس کے پس منظر اور پیش نظر کی وضاحت کی جاتی ہے۔

تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں کہ بخاری کی محنت رنگ لائی اور وہ بہت جلد اپنے زمانے کے علم حدیث کے جید ماہرین میں سے ایک شمار ہونے لگے۔ یوسف بن موسیٰ نامی ایک صاحب بیان کرتے ہیں' ایک دن میں بصرہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اعلان ہوا' محمد بن اسماعیل بخاری یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں' جس شخص نے ان سے احادیث روایت کرنی ہوں' وہ یہاں آ جائے۔ میں نے دیکھا کہ ایک دُبلا پتلا نوجوان مسجد کے کونے میں نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا کر رہا ہے' اس کا ظاہری حلیہ نہایت سادہ تھا' بعد میں پتہ چلا کہ یہی صاحب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں' بہت سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اگلے دن درس حدیث دینے کا وعدہ کیا' اگلے دن درس حدیث دینے سے پہلے آپ نے اعلان کیا کہ آج میں وہی احادیث بیان کروں گا جو آپ کے شہر کے محدثین بیان کرتے ہیں تاہم ان کی اسناد بالکل مختلف ہوں گی اسی طرح آپ نے ہر حدیث بیان کرنے سے پہلے یہ بتایا کہ یہاں کے محدثین اسے' اس سند کے حوالے سے نقل کرتے ہیں' جبکہ اس کی ایک سند یہ بھی ہے۔

شیخ احمد بن حمدون بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مشہور محدث محمد بن یحییٰ ذہلی کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں سوالات کرتے ہوئے دیکھا' بخاری اتنی تیزی سے انہیں جوابات دے رہے تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے تیر کمان میں سے نکل رہے ہوں۔

عرض وارشاد

عرض کی گئی..... بعض حضرات یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ مشہور مقولہ ہے "کوفی لایوفی" (کوفہ والے وفادار نہیں ہوتے) اور یہ جملہ کہہ کر امام اعظم پر تعریض کرتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق کوفہ سے تھا۔

ارشاد فرمایا..... یہ غایت درجے کی حماقت ہے منقول ہے امام اعظم مدینہ منورہ حاضر ہوئے لوگوں سے دریافت کیا شہر کا جید عالم کون ہے؟ بتایا گیا ابوعبداللہ مالک بن انس الاصبحی امام اعظم ان سے ملنے گئے حسب روایت تعارف کے دوران آپ نے بتایا کہ میں عراق سے آیا ہوں امام مالک نے یہ سن کر ناگواری کے عالم میں کہا وہ عراق جو شہر نفاق ہے؟ امام مالک کا اشارہ اس رسول ﷺ کے ساتھ اہل کوفہ کے سلوک کی طرف تھا یہ سن کر امام اعظم نے نہایت تحمل کے ساتھ کہا میں عجمی ہوں اور آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں تاکہ قرآن کی قرات میں کوئی غلطی ہو تو اس کی اصلاح کروالوں کیونکہ آپ اس مقدس شہر کے باسی ہیں جہاں قرآن نازل ہوا تھا امام مالک نے جواب میں قرات کرنے کی اجازت دی امام اعظم نے یہ جملہ پڑھا

ومن حولكم من الاعراب منافقون ومن اهل العراق

"(اے رسول!) تمہارے آس پاس دیہات میں رہنے والوں میں سے بعض لوگ منافق ہیں اور "عراق" کے رہنے والوں میں سے بھی بعض لوگ منافق ہیں"۔

یہ سن کر امام مالک نے نہایت ناراضگی کے عالم میں کہا خدا کے بندے! قرآن کی آیت تو درست پڑھو امام اعظم نے دریافت کیا درست آیت کیا ہے؟ امام مالک نے کہا درست آیت یوں ہے۔

ومن حولكم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة

"(اے رسول!) تمہارے آس پاس کے دیہات کے رہنے والوں میں سے بعض لوگ منافق ہیں اور "مدینہ" کے رہنے والوں میں سے بھی بعض لوگ منافق ہیں"۔ (توبہ 101)

یہ سن کر امام اعظم نے فرمایا آپ نے خود ہی فیصلہ فرما دیا ہے کہ منافقوں کے شہر میں کون رہ رہا ہے؟ بعد میں تفصیلی متعارف ہوا اور شاید امام اعظم کے اسی طرح کے جوابات سن کر امام مالک نے تبصرہ کیا تھا۔

"وہ ایک ایسے بزرگ ہیں کہ اگر لکڑی کے ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو دلیل کی بنیاد پر کر سکتے ہیں"۔

عرض کی گئی..... امام مالک کا یہ قول کہاں منقول ہے؟

ارشاد فرمایا..... خطیب بغدادی نے اسے امام شافعی کے حوالے سے امام اعظم کے حالات کے ضمن میں نقل کیا ہے۔

(2) الادب المفرد: یہ کتاب بھی احادیث کا مجموعہ ہے تاہم اس کا حجم مختصر ہے اور اس میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے عام اخلاقیات ومعمولات سے متعلق احادیث روایت کی ہیں۔ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

(3) جزء رفع یدین: کتاب کے نام سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کتاب رفع یدین سے متعلق احادیث کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے کے لیے مرتب کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رفع یدین کے بارے میں فقہاء کے درمیان یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا اب ایسا کرنا مسنون ہے یا نہیں؟ بخاری کے بیشتر اساتذہ عراق کے مختلف شہروں کے رہنے والے تھے جہاں عباسی سلطنت کی حکومت تھی۔ مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے امام ابوحنیفہ کے شاگرد قاضی ابویوسف کو تمام عالم اسلام کا چیف جسٹس مقرر کیا تھا جس کے نتیجے میں سلطنت کے بیشتر شہروں کے سرکاری قاضی حنفی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے اور احناف کے نزدیک نماز میں رفع یدین کرنا منسوخ ہو چکا ہے۔ احناف کے ریاستی اثر ورسوخ کی وجہ سے عباسی سلطنت کے بیشتر حصوں میں فقہ حنفی کے مطابق معاملات سرانجام دیئے جاتے تھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ فقہ حنفی کی تعلیمات اور تعبیرات کتاب وسنت کی نصوص کے عین مطابق ہیں لیکن امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بالغ نظر محقق کی حیثیت سے احناف کے بعض افکار سے اختلاف کیا اور ان کی تردید میں کتابیں مرتب کیں جن میں سے ایک مذکورہ بالا کتاب ہے۔

(4) جزء قرأت خلف الامام: فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ بھی متنازعہ ہے کہ اگر کوئی شخص باجماعت نماز ادا کر رہا ہو تو کیا امام کی اقتداء میں وہ قیام کے دوران سورۃ فاتحہ یا قرآن کی کسی اور سورۃ کی تلاوت کر سکتا ہے یا نہیں؟ احناف اس بات کے قائل ہیں کہ ایسی صورت میں مقتدی کے لیے قرأت کرنا درست نہیں ہے جبکہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مقتدی کے لیے قرأت کرنا ضروری ہے۔ اپنے اسی مؤقف کی تائید میں انہوں نے یہ کتاب مرتب کی ہے۔

بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے زمانے کے غیر مقلدین کی طرح اس زمانے کے افراد بھی ان دو مسائل میں احناف کی مخالفت میں خاص شدت اختیار کرتے تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے دیگر تمام تر اختلافی موضوعات کو چھوڑ کر خاص ان دو موضوعات پر کتابیں مرتب کی ہیں۔

(5) التاریخ الکبیر: اگرچہ کتاب کا نام مطلق تاریخ ہے لیکن یہ صرف علماء وصلحاء فقہاء اور محدثین کی تاریخ ہے اس میں ان حضرات کے احوال وواقعات ان کے اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ ان کے علم وفضل یا خامی وکمزوری کے بارے میں دیگر ماہرین کی آراء وغیرہ جیسے موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ یہ کتاب بھی شائع ہو چکی ہے۔

(6) التاریخ الصغیر: غالباً یہ التاریخ الکبیر کی تلخیص ہے اور دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

(7) قضایا الصحابہ والتابعین: یہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے عہد جوانی کی تصنیف ہے جب آپ اپنی والدہ اور بھائی کے ہمراہ حج کے لیے مکہ آئے تھے اور پھر وہیں قیام پذیر ہوئے تو اسی دوران آپ نے یہ کتاب تصنیف کی اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام کے فتاویٰ اور فیصلوں کا ریکارڈ محفوظ کیا لیکن یہ کتاب آج تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکی ہے۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے سوانح نگاروں نے ان کی مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ دیگر تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے ان کے بارے میں ان کے نام کے ذریعے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا موضوع کیا ہوگا ان سے حجم یا تعارف کے بارے میں کوئی معلومات دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔

☆☆☆

اس زمانے کے بعض جدت پسند اس بات کے قائل تھے کہ قرآن مخلوق ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو فلسفہ یونان سے غیر معمولی طور پر مرعوب تھے اور شرعی احکام کو یونانی فلسفے کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ تاریخ نے اس مکتب فکر کو "معتزلہ" کے نام سے یاد رکھا ہے۔ معتزلہ کو عباسی خلیفہ مامون الرشید کے زمانے سے مرکز خلافت میں خاصا اثر ورسوخ حاصل تھا اور اسی اثر ورسوخ کی وجہ سے انہوں نے محدثین کے پیشوا اور امام بخاری کے استاد احمد بن حنبل کو شدید ظلم کا نشانہ بنایا تھا' جس طرح آج لوگ یہ پوچھتے نظر آتے ہیں کہ "یارسول اللہ" کہنا شرک ہے یا نہیں؟ اسی طرح اس وقت سب سے زیادہ یہی مسئلہ زیر بحث رہتا تھے کہ قرآن مخلوق یا نہیں!

ایک مرتبہ برسر محفل کسی نے امام بخاری سے یہی سوال پوچھ لیا کہ آپ کی نظر میں قرآن مخلوق ہے یا نہیں؟

امام بخاری نے پہلے سائل کو ٹالنے کی کوشش کی لیکن اس کے پرزور اصرار پر ارشاد فرمایا' قرآن اللہ تعالی کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے' سائل نے کہا' آپ یہ بتائیں کہ قرآن کے الفاظ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ امام بخاری نے فرمایا' ہمارے تمام افعال مخلوق ہیں اور جو الفاظ ہم ادا کرتے ہیں (خواہ تلاوت کی شکل میں ہوں یا عام گفتگو کی شکل میں ہوں) وہ ہمارے افعال کا حصہ ہیں۔

اس جواب سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ امام بخاری کے نزدیک تلاوت کے دوران قرآن کے جو الفاظ ہم پڑھتے ہیں' وہ مخلوق نہیں ہیں یہ نکتہ نظر شیخ محمد بن یحیٰ ذہلی کے نظریے کے خلاف تھا کیونکہ وہ ان الفاظ کو بھی قدیم اور غیر مخلوق مانتے تھے' جب انہیں امام بخاری کے نکتہ نظر کا پتہ چلا تو انہوں نے اعلان کیا' کوئی شخص بخاری کے درس میں شریک نہ ہو (کیونکہ ذہلی کی تحقیق کے مطابق ان کا عقیدہ درست نہیں ہے)

امام مسلم' جو شیخ محمد بن یحیٰ ذہلی اور امام بخاری دونوں کے شاگرد ہیں انہوں نے دونوں حضرات میں کسی ایک سے بھی کوئی "صحیح مسلم" میں نقل نہیں کی۔ اگرچہ امام بخاری نے شیخ محمد بن یحیٰ ذہلی "صحیح بخاری" کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

عرض کی گئی...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیخ محمد بن یحیٰ ذہلی کے نزدیک امام بخاری کا عقیدہ ٹھیک نہیں تھا۔

ارشاد فرمایا...... یہی کہہ لیں' دراصل محدثین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ روایت حدیث میں غایت درجہ احتیاط سے کام لیتے تھے اور جس شخص کے بارے میں انہیں شبہ ہوتا کہ اس کے عقیدے میں کچھ خرابی ہے اس سے روایت کرنے سے گریز کرتے تھے اس لیے شیخ ذہلی نے امام بخاری کے درس حدیث میں شرکت کرنے سے اپنے تلامذہ کو روک دیا تھا۔

اب یہاں ایک نکتہ اور بھی ہے' جس طرح شیخ محمد بن یحیٰ ذہلی' امام بخاری کو صحیح العقیدہ نہیں سمجھتے تھے کیا اسی طرح امام بخاری بھی شیخ ذہلی کو بدمذہب سمجھتے تھے؟ کیونکہ بہرحال اس عہد کے سب سے نازک مسئلے پر دونوں کا نکتہ نظر مختلف تھا کیونکہ امام بخاری نے شیخ ذہلی سے احادیث روایت کی ہیں' اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک شیخ ذہلی کا نظریہ تحقیقی اعتبار سے غلط ہونے کے باوجود بدعقیدگی کے زمرے میں نہیں آتا تھا ورنہ وہ شیخ ذہلی سے احادیث روایت کرنے سے گریز کرتے۔

لیکن یہاں ایک سوال سامنے آتا ہے؟ شیخ ذہلی امام بخاری کو مجروح قرار دیتے ہیں یعنی ان کے نزدیک امام بخاری سے احادیث روایت کرنا صحیح نہیں ہے' اب دو احتمال ہیں' ایک ذہلی کی جرح درست ہو تو امام بخاری ناقابل اعتبار قرار پاتے ہیں' دوسرا اگر ذہلی کی جرح کو غلط مان لیا جائے تو ذہلی مجروح قرار پاتے ہیں اور الزام پھر امام بخاری پر آتا ہے' کہ انہوں نے ایک مجروح راوی کے حوالے سے روایات کیوں نقل کی ہیں؟

عرض کی گئی...... جس مسئلے کی وجہ شیخ ذہلی نے امام بخاری کا درس بند کروادیا تھا' اس کے بارے امام احمد بن حنبل کی کیا رائے تھی؟

عرض کی گئی ...... امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں امام اعظم کا تذکرہ نہیں کیا اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اتنے جلیل القدر محدث نے آخر کسی وجہ سے امام ابوحنیفہ کو ترک کیا ہوگا' پھر خود ہی جواب دیتے ہیں' شاید علم حدیث سے امام ابوحنیفہ کی عدم واقفیت کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔

ارشاد فرمایا پہلی بات یہ کہ امام بخاری کے بعد محدثین کے مسلمہ پیشوا امام مسلم بن حجاج القشیری ہیں جو تمام مورخین کے نزدیک امام بخاری کے شاگرد ہیں لیکن امام مسلم نے اپنی "صحیح مسلم" میں ایک بھی روایت امام بخاری کے حوالے سے نقل نہیں کی صرف امام مسلم ہی نہیں' صحاح ستہ کے بقیہ 4 مؤلفین میں سے 2 یعنی امام نسائی اور دوسرے امام ترمذی نے گنتی کی چند روایات' (کم وبیش 50) امام بخاری کے حوالے سے نقل کی ہیں بلکہ امام ترمذی نے تو ایسی روایات بھی نقل کر دی ہیں جو امام بخاری نے ان سے روایت کی ہیں۔

ہم لمحے بھر کیلئے فرض کر لیتے ہیں کہ امام اعظم کو علم حدیث سے واقفیت نہیں تھی جس کی وجہ سے امام بخاری نے ان سے روایات نقل نہیں کی ہیں لیکن امام بخاری کو تو لاکھوں روایات یاد تھیں۔ پھر صحیح بخاری کے علاوہ کتنی کتب میں؟ کتنے مصنفین نے؟ ان لاکھوں روایات میں سے کتنی روایات؟ امام بخاری کے حوالے سے نقل کی ہیں؟ معترض سے کہیں پہلے اس سوال کا جواب دو پھر ہم تمہارے سوال کا بھی جواب دیدیں گے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امام شافعی' جو امام بخاری کے اساتذہ میں سے تین جلیل القدر حضرات احمد بن حنبل' شیخ حمیدی' اور اسحاق بن راہویہ کے مسلمہ استاد ہیں۔ امام شافعی سے بھی امام بخاری نے کوئی روایت نقل نہیں کی بلکہ اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہئے کہ امام بخاری نے امام مالک' امام احمد بن حنبل' امام اسحاق بن راہویہ' امام عبداللہ بن مبارک' امام لیث بن سعد' امام اوزاعی جیسے جلیل القدر مسلمہ ائمہ سے کتنی روایات نقل کی ہیں؟ اس جائزہ میں شرح تناسب کا خیال رکھا جائے مثال کے طور پر اگر صحیح بخاری کی کل روایات 9580 ہیں اور ان میں سے صرف 350 امام احمد بن حنبل سے منقول ہیں تو یہ غور وفکر کا مقام ہے۔ اتنی بڑی "مسند احمد بن حنبل" میں سے امام بخاری کو صرف چند سو روایات پسند آئی تھیں؟ اور پھر اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے کہ خود امام بخاری سے (امام بخاری کی اپنی تالیفات کے علاوہ) دیگر ائمہ حدیث نے کس قدر روایات نقل کی ہیں؟

امام بخاری کے سب سے جلیل القدر شاگرد کا حال آپ دیکھ چکے ہیں کہ انہوں نے اپنے لائق وفائق استاد سے کوئی روایت بھی نقل کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی اور یہی حال امام ابوداؤد اور ابن ماجہ کا ہے۔

عرض کی گئی کیا وجہ ہے کہ امام مسلم بن حجاج القشیری نے امام محمد بن اسماعیل بخاری کے شاگرد ہونے کے باوجود اپنی صحیح (مسلم) میں ان سے کوئی روایت کیوں نقل نہیں کی؟

ارشاد فرمایا محمد بن یحییٰ ذہلی نام کے ایک محدث' امام بخاری اور امام مسلم کے استاد ہیں۔ یہ اگر چہ عمر کے اعتبار سے امام بخاری سے زیادہ بڑے نہیں ہیں لیکن بہر حال امام بخاری نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ وسط ایشیاء کے شہر نیشاپور کے رہنے والے تھے جو امام مسلم کا وطن مالوف ہے۔ امام بخاری بغداد سے آ کے نیشاپور میں قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت نیشاپور میں علم حدیث کے سب سے جید عالم یہی ذہلی تھے۔ اس عہد میں' علم کلام کا ایک نیم فلسفیانہ مسئلہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان زیر بحث تھا کہ قرآن مخلوق ہے یا نہیں؟

کے بارے میں امام اعظم کا مسلک' حق ہونے کے باوجود' بادی النظر ایک اور باطل اور گمراہ فرقے "مرجئہ" کے مزعومات سے مشابہ محسوس ہوتا تھا' سو مہربانوں کی کم فہمی' کج فہمی اور غلط فہمی کی وجہ سے ان دونوں جلیل القدر ائمہ کو بہت ناگوار صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔

عرض کی گئی...... امام اعظم کی حیات میں ہی' بہت سے لوگوں نے ان کے بارے میں غلط فہمیاں عام کر دیں تھیں؟

ارشاد فرمایا...... امام اعظم کی زندگی میں ہی افتراء پردازوں نے یہ بات عام کر دی تھی کہ آپ حدیث کے بجائے' قیاس کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔

مؤرخین نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ امام اعظم' امام محمد باقر کی خدمت میں حاضر ہوئے' یہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سید سجاد زین العابدین کے لخت جگر ہیں۔ ائمہ اہل بیت اطہار میں بلند شان کے مالک ہیں۔ علوم و فنون پر کامل دسترس حاصل تھی' اس لیے آپ کو "باقر" کا خطاب دیا گیا یعنی علوم کو شق کر کے ان میں موجود علوم و معارف کو ظاہر کرنے اور نکالنے والا' امام باقر تک اس سے پہلے امام ابوحنیفہ کے بارے میں منفی اطلاعات پہنچ چکی تھیں جبکہ امام صاحب' امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تعارف پر پتہ چلا کہ یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن کے بارے میں طرح طرح کی اطلاعات گوش گزار ہوتی رہی ہیں تو امام باقر نے امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا۔

"تم ہی وہ شخص ہو' جو اپنے قیاس کی وجہ سے ہمارے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہو"؟

"(اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک سوال ہے) مرد کمزور ہے' یا عورت"؟

"عورت' (کمزور ہوتی ہے)"

"وراثت میں عورت کو کتنا حصہ ملتا ہے"؟

"مرد کے حصے کے نصف کے برابر"

"اگر میں قیاس کے ذریعے فتویٰ دیتا تو کہتا کہ عورت کیونکہ کمزور ہے اس لیے اسے مکمل حصہ دیا جائے اور مرد کو عورت کے حصے کا نصف حصہ دیا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(میری بھی وہی رائے ہے جو آپ کے جد امجد' سرکار دو عالم ﷺ سے منقول ہے)"

"(ایک اور سوال) نماز افضل ہے یا روزہ؟"

"نماز (افضل ہے)"

"اگر میں قیاس کے مطابق فتویٰ دیتا تو حائضہ کو روزے کی بجائے' نماز کی قضاء ادا کرنے کا حکم دیتا"۔

"(ایک اور سوال) منی زیادہ ناپاک ہے یا پیشاب؟"

"پیشاب (زیادہ ناپاک ہے)"

"اگر میں قیاس کے مطابق فتویٰ دیتا تو منی کے بجائے پیشاب کے خروج پر غسل کو واجب قرار دیتا"۔

پھر امام اعظم ابوحنیفہ نے کہا' میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ کسی مسئلے میں احادیث رسول کی مخالفت کروں' امام صاحب کی یہ گفتگو سن کر امام باقر بہت مسرور ہوئے اور اٹھ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

ارشاد فرمایا مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ مورخین نے بھی اس نکتے کی وضاحت نہیں کی کیونکہ ذہلی کی طرح امام احمد بن حنبل بھی امام بخاری کے استاد ہیں اور خلق قرآن کی مسئلہ پر سب سے زیادہ انہیں مخالفت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ممکن ہے الفاظ قرآن کے بارے میں امام احمد بن حنبل کی رائے امام بخاری کے نظریے کے مطابق ہو اور یہ بھی ممکن ہے وہ شیخ ذہلی کے ہم خیال ہوں اور اس صورت میں امام بخاری ان کے نزدیک بھی "مجروح" قرار پاتے۔

عرض کی گئی کیا صحیح بخاری کے راویوں میں کچھ لوگ "مجروح" اور "غیر ثقہ" ہیں؟

ارشاد فرمایا صحیح بخاری کے شارحین خصوصاً علامہ ابن حجر عسقلانی نے اور حافظ بدر الدین محمود العینی نے ایسے راویوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں محدثین نے بدعتیوں کی صف میں شامل ہونے کی وجہ سے غیر مستند قرار دیا ہے بلکہ بعض ایسے راویوں کی بھی نشاندہی کی ہے جنہیں خود امام بخاری نے غیر مستند قرار دیا ہے اور پھر ان سے روایات بھی نقل کی ہیں۔

عرض کی گئی کیا وجہ ہے؟ کہ امام بخاری کی رائے امام ابوحنیفہ کے بارے میں مثبت نہیں ہے؟

ارشاد فرمایا ابھی میں نے آپ حضرات کے سامنے بیان کیا ہے کہ کس طرح امام بخاری کے استاد شیخ محمد یحییٰ ذہلی کی رائے دنوں میں تبدیلی ہوئی یہاں تک کہ امام بخاری کو مجبوراً وہ شہر چھوڑنا پڑ گیا اس کی وجہ کیا تھی؟ ایک اعتقادی مسئلے میں آراء کا اختلاف یہی صورت امام اعظم کے ساتھ پیش آئی بعض مسائل میں امام اعظم کا نکتہ نظر دیگر محدثین اور امام بخاری کی تحقیق کے مطابق نہیں تھا اس لیے امام بخاری کی رائے امام اعظم کے بارے میں متاثر ہوئی۔

مثال کے طور پر ایک اہم سوال یہ ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں؟ محدثین کے نزدیک اعمال ایمان کا حصہ ہیں جبکہ امام اعظم کے نزدیک اعمال ایمان کا حصہ نہیں ہیں امام بخاری نے "صحیح بخاری" کے آغاز میں "کتاب الایمان" کے نام سے ایک پورا باب تحریر کیا ہے جس کے آغاز میں اشارۃً امام اعظم کے مسلک پر نقد کرنے کی کوشش کی ہے لیکن شارحین نے امام بخاری کے جواب میں امام اعظم کے نکتہ نظر کو واضح کیا ہے یہ مسئلہ علم کلام سے تعلق رکھتا ہے۔ علم کلام کے مسلمہ ائمہ شیخ ابوالحسن اشعری اور شیخ ابومنصور ماتریدی کی آراء امام بخاری اور محدثین کے نظریے سے مختلف ہیں جس پر تفصیل سے علم کلام کی کتب میں گفتگو کی گئی ہے۔

ہمارے سمجھنے کی بات اس قدر ہے کہ "الفاظ قرآن" کے مسئلے پر امام بخاری کا نظریہ درست تھا اور شیخ ذہلی نے اپنے اجتہاد کے مطابق اسے غلط سمجھتے ہوئے امام بخاری کو مجروح قرار دیا اسی طرح "اعمال ایمان کا حصہ نہیں ہیں" کے حوالے سے امام اعظم کا نظریہ درست ہے لیکن امام بخاری نے اپنی تحقیق کے مطابق اسے غلط سمجھتے ہوئے امام اعظم کو غلط سمجھا ہے اور ان پر اعتراضات وارد کیے۔

آپ خود غور فرمائیں امام بخاری، شیخ ذہلی کے شاگرد ہیں دونوں ایک ہی شہر میں رہ رہے تھے دونوں مجتہد بھی تھے اس کے باوجود شیخ ذہلی نے امام بخاری کو مجروح قرار دیا ہے جبکہ امام بخاری کی پیدائش سے 44 برس پہلے امام اعظم اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ حاسدین اور بدخواہوں نے ان کے بارے میں کیسی کیسی باتیں مشہور کی ہوں گی یہی ہو سکتا ہے اور غلط فہمیاں تھیں جن کی وجہ سے امام اعظم امام بخاری کے نزدیک غیر مستند رہے۔

یہاں ایک اور نکتے کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ "خلق قرآن" کے مسئلے پر امام بخاری کا نکتہ نظر حق ہونے کے باوجود بادی النظر میں اس وقت کے مشہور باطل فرقے "معتزلہ" کے نظریے کا موافق محسوس ہوتا تھا اسی طرح اعمال کا ایمان کا حصہ نہ ہونے

(ذرا سے توقف کے بعد خود ہی ارشاد فرمایا)

اس کا مطلب یہ ہے کہ "اصح الکتب" (صحیح ترین کتاب) "اللہ کی کتاب" ہے۔

"اللہ کی کتاب" میں تمام "آیات" موجود ہیں۔

"صحیح بخاری" میں تمام "احادیث" موجود نہیں ہیں بلکہ بہت سے روایات ایسی ہیں جو "صحیح" ہیں اور صحیح بخاری کی بجائے دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کی تمام آیات "معمول بہ" ہیں؟ یعنی ان میں سے ہر آیت پر عمل کیا جائے گا؟ یقیناً نہیں کیونکہ قرآن کی چند آیات منسوخ بھی ہیں اور منسوخ آیت یا حکم پر عمل نہیں کیا جاتا۔

یہاں دوسرا سوال یہ سامنے آئیگا...... کہ "اصح الکتب" اللہ تعالیٰ کے کلام سے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی تمام آیات اس میں موجود ہیں جبکہ "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے متعلق ہے اور تمام احادیث بھی اس میں موجود نہیں ہیں اور "اصح الکتب" میں بعض آیات منسوخ ہیں۔ اگرچہ اپنے متعلقہ مواد کے اعتبار سے "اصح الکتب" کامل ہے تو کیا "اصح الکتب" بعد "کتاب اللہ" جو اپنے متعلقہ مواد یعنی احادیث کے اعتبار سے کامل نہیں ہے بلکہ بہت سے احادیث دیگر کتب میں بھی منقول ہیں کیا اس کی روایات میں نسخ کا احتمال موجود نہیں ہوسکتا؟

احناف صحیح بخاری کی جن روایات کے مطابق فتویٰ نہیں دیتے وہ ان کے نزدیک منسوخ ہیں یا ان میں تاویل کی جائے گی یا کسی اور سبب کی وجہ سے ان کے مطابق فتویٰ نہیں دیا جاتا۔

فقیہ ہند مفتی شریف الحق امجدی اپنی شہرہ آفاق تصنیف نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری میں تحریر کرتے ہیں۔

"میں ایک مرتبہ ڈومریا گنج ضلع بستی سے اٹوا تھانے جا رہا تھا بس میں کچھ لوگ آپس میں بہت مزے لے لے کر یہ کہہ رہے تھے کہ بریلویوں سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ہے خود کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب "بخاری" ہے مگر بخاری میں لکھا ہے کہ رفع یدین کرو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھو آمین بلند آواز سے کہو مگر نہیں مانتے میں نے ان سے پوچھا کہ بخاری میں جو کچھ لکھا ہے تم لوگ سب پر عمل کرتے ہو؟ انہوں نے کہا بالکل ہم لوگ عمل کرتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں نے بخاری پڑھی ہے تو گھبرا گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ پڑھی نہیں مگر علماء سے سنا ہے کہ بخاری میں یہ لکھا ہے میں نے پوچھا اور کیا کیا بخاری میں لکھا ہے۔ یہ بھی ان علماء نے آپ لوگوں کو بتایا اب اور گھبرائے مگر تھے دیہاتی صاف گو اقرار کر لیا کہ اور کچھ نہیں بتایا ہے۔ میں نے سوچا ان گنواروں کو اگر اصح الکتب کا مطلب سمجھاؤں تو سمجھ نہیں پائیں گے۔ ان کی سمجھ کے مطابق ایک لطیفہ ذہن میں آ گیا میں نے کہا کہ امام بخاری نے بخاری میں دو مسئلے لکھے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر پانی میں نجاست گر جائے اور نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ پانی میں ظاہر نہ ہو تو پانی پاک ہے۔ اگرچہ وہ پانی تھوڑا ہی ہو ان میں سے ایک شخص بولا بالکل صحیح ہے میں نے کہا دوسرا ابھی مسئلہ وہ یہ اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو برتن ایسا ناپاک ہوگا کہ اسے سات بار دھوؤ اور کم از کم ایک بار مٹی سے بھی مانجھو اسی شخص نے کہا یہ بھی بالکل صحیح ہے اب میں نے کہا آپ نے دونوں مسئلوں کو صحیح و حق مان لیا تو سنئے اب ایک میرا سوال ہے کسی برتن میں پانی ہے اس میں کتے نے منہ ڈال دیا منہ ڈالتے ہی دھتکار دیا گیا تو بتایئے پانی پاک کہ ناپاک؟

وہ غریب بول اٹھا کہ پاک ہے میں نے پوچھا اور برتن تو مبہوت ہو کر رہ گیا۔ ہوسکتا ہے کوئی صاحب کہہ دیں وہ جاہل اجڈ تھے ان

عرض کی گئی — بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں' پوری امت کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب "صحیح بخاری" ہے اور اہل سنت بھی اس بات کے قائل ہیں' پھر کیا وجہ ہے؟ کہ اہل سنت "صحیح بخاری" کی روایات کے مطابق عمل نہیں کرتے؟

ارشادفرمایا — ہم میں سے ہر شخص نماز میں سورۂ اخلاص پڑھتا ہے' جس کا آغاز لفظ "قل" سے ہوتا ہے۔ عربی گرامر کی رو سے یہ لفظ "صحیح" نہیں ہے۔

عرض کی گئی — یہ کیسے ممکن ہے؟ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود کوئی لفظ غلط ہو' اول تو کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے یہ کتاب ویسے ہی ہر قسم کی غلطی اور شک وشبہ سے پاک ہے لیکن بالفرض اس میں کوئی غلطی ہوتی بھی تو زمانہ جاہلیت کے مشرکین اس پر اعتراض کرتے جبکہ آج تک ایسا کوئی اعتراض سننے میں نہیں آیا۔

ارشادفرمایا — میں نے یہ کب کہا ہے؟ کہ لفظ "قل" غلط ہے؟ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ "صحیح" نہیں ہے۔

عرض کی گئی — جو چیز "صحیح" نہ ہو وہ لازمی طور "غلط" ہوتی ہے۔

ارشادفرمایا — "صحیح" عربی گرامر کی ایک خاص اصطلاح ہے' جس کے مطابق اگر کسی لفظ میں حرف علت آ جائے یا ایک ہی حرف دو مرتبہ آ جائے تو اسے "صحیح" نہیں کہتے کیونکہ لفظ "قل" دراصل "قول" سے ماخوذ ہے' جس کے درمیان حرف علت "و" موجود ہے اس لیے یہ حرف عربی زبان کی گرامر کی اصطلاح کے مطابق "صحیح" نہیں ہے البتہ اسے لغوی معنی کے اعتبار سے "غلط" بھی نہیں کہا جا سکتا۔

عرض کی گئی — اس کا مطلب یہ ہے کہ "صحیح" ایک اصطلاح ہے؟

ارشادفرمایا — جس طرح عربی گرامر میں "صحیح" ایک اصطلاح ہے' اسی طرح محدثین کے نزدیک بھی "صحیح" ایک اصطلاح ہے یعنی ایسی روایت جس میں درج ذیل 4 شرائط پائی جاتی۔

(i) اس کی سند متصل ہو یعنی محدث اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان موجود تمام راوی ایک دوسرے سے منسلک ہوں کوئی راوی غائب نہ ہو۔

(ii) اس کے تمام راویوں کا عقیدہ' کردار اور یادداشت درست ہوں۔

(iii) اس روایت میں کسی دوسری زیادہ مستند روایت کے خلاف مضمون موجود نہ ہو۔

(iv) اس کے علاوہ اس روایت یا اس کی سند میں کوئی اور خامی نہ ہو۔

اگر ان چار شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی موجود نہ ہو تو محدثین کے نزدیک وہ روایت "صحیح" کہلانے کی حق دار نہیں' لیکن اسے "غلط" بھی قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ جب ہم امام بخاری کی تصنیف کو "صحیح بخاری" کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تمام روایات محدثین کی بیان کردہ شرائط کے اعتبار سے "صحیح" ہیں اور "اصح الکتب" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محدثین کی شرائط کے مطابق "صحیح" روایات' شرح تناسب کے اعتبار سے جس قدر زیادہ تعداد میں "صحیح بخاری" میں ہیں اتنی زیادہ تعداد میں دیگر کتب میں موجود نہیں ہیں۔

عرض کی گئی — اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا مطلب کیا ہوگا؟

ارشادفرمایا — اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب "صحیح بخاری" ہے لیکن اس کا بالواسطہ مطلب کیا ہوگا؟

کوئی ایک راوی بھی بدمذہب نہ ہو اگر ایک راوی بھی بدمذہب آ جائے تو حدیث کی سند مشکوک قرار پاتی ہے ہم ان حضرات سے یہ سوال کریں گے امام بخاری کی نقل کردہ جس روایت پر عمل پیرا ہونے کا آپ دعویٰ کرتے ہیں امام بخاری تک کوئی ایسی سند تو پیش کریں جس کے تمام راوی "تقلید" کے الزام سے بری ہوں تاکہ جس حدیث پر آپ عمل پیرا ہونے کے دعویدار ہیں آپ ہی کے قواعد کے مطابق اسے مستند قرار دیا جاسکے۔

اور پھر اس بات کا بھی خیال رہے کہ آپ کے گروہ کا ہر فرد بذات خود اجتہاد کرے اپنی جماعت کے کسی مولوی سے فتویٰ نہ لے وگرنہ تقلید یہاں بھی پائی جائے گی۔

....

عرض کی گئی...... عہد حاضر میں "اجتہاد" کی گنجائش موجود ہے؟

ارشاد فرمایا...... عربی کا ایک شاعر ہے ابوالعلاء المعری اس کا ایک شعر بہت مشہور ہے۔

انی وان کنت الاخیر زمانہ لات بمالم تستطعہ الاوائل

(اگر چہ میں بعد میں آنے والے زمانے میں پیدا ہوا ہوں مگر وہ کام کر کے دکھاؤں گا جو پہلے لوگ نہیں کر سکے)

ایک مرتبہ ایک نوجوان نے اس سے دریافت کیا پہلے لوگوں نے عربی زبان کے حروف تہجی 28 مقرر کیے تھے کیا آپ 29 واں حرف ایجاد کرلیں گے؟

سوال یہ ہے کہ نئے زمانے میں اجتہاد کرنے والے کس نوعیت کا اجتہاد کریں گے؟

اگر آپ ائمہ کے فتاویٰ کی صحت کا از سر نو جائزہ لینا چاہتے ہیں تو فتاویٰ پر ہی کیوں قناعت کر بیٹھے ہیں؟ اجتہاد کے اصول بھی از سر نو ایجاد کریں محدثین نے علم حدیث کے جو قواعد وضوابط مقرر کیے تھے ان میں صحت وسقم کا جائزہ لے کر از سر نو اصطلاحات حدیث وضع کریں احادیث کے مجموعوں پر تحقیق وتنقید کر کے از سر نو نئے مجموعے مرتب کریں آپ کیا کیا نیا کام کریں گے؟ قرآن کو سمجھنے کیلئے اصول تفسیر دوبارہ مرتب کریں گے؟ حدیث کے اصول ایجاد کریں گے؟ استنباط استخراج کے قواعد وضع کریں گے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عربی گرامر کے قواعد بھی دوبارہ تیار کر پائیں گے۔

معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اجتہاد کے دعویدار حضرات وہ جدید تہذیب کے دلدادہ ہوں یا عدم تقلید کے علمبردار عربی گرامر سے بھی مناسب طور پر واقف نہیں ہوتے۔ دیگر علوم وفنون تو بہت دور کی بات ہے۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ائمہ فقہ کے مقررہ قواعد وضوابط کی روشنی میں جدید پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جائے تو اس کا کوئی بھی منکر نہیں ہے اور اہل سنت کے چاروں مذاہب حنفی شافعی مالکی حنبلی کے فقہاء نئے پیش آمدہ مسائل کا حل اپنے اپنے ائمہ سے منقول اصول وضوابط کی روشنی میں پیش کرتے رہے جس کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھنے کیلئے نوٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام القرطاس والدراھم" ملاحظہ کی جاسکتی ہے اجتہاد کے بہت سے دعویداروں کو اپنی خام خیالی پر شرمندگی ہوگی۔

عرض کی گئی مجتہد کیلئے کن علوم کا جاننا شرط ہے؟

ارشاد فرمایا...... اعلیٰ حضرت کسی سائل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ بات بیان کرتے ہیں کہ فقہ کا مطلب کیا ہے؟ اس سے

کوئی ایک راوی بھی بدمذہب نہ ہو' اگر ایک راوی بھی بدمذہب آ جائے تو حدیث کی سند مشکوک قرار پاتی ہے' ہم ان حضرات سے یہ سوال کریں گے امام بخاری کی نقل کردہ جس روایت پر عمل پیرا ہونے کا آپ دعویٰ کرتے ہیں' امام بخاری تک کوئی ایسی سند تو پیش کریں' جس کے تمام راوی ''تقلید'' کے الزام سے بری ہوں تاکہ جس حدیث پر آپ عمل پیرا ہونے کے دعویدار ہیں' آپ ہی کے قواعد کے مطابق اسے مستند قرار دیا جاسکے۔

اور پھر اس بات کا بھی خیال رہے کہ آپ کے گروہ کا ہر فرد بذات خود اجتہاد کرے' اپنی جماعت کے کسی مولوی سے فتویٰ نہ لے ورنہ تقلید یہاں بھی پائی جائے گی۔

....

عرض کی گئی...... عہد حاضر میں ''اجتہاد'' کی گنجائش موجود ہے؟

ارشاد فرمایا...... عربی کا ایک شاعر ہے' ابوالعلاء المعری' اس کا ایک شعر بہت مشہور ہے۔

انی وان کنت الاخیر زمانہ　　　لات بمالم تستطعہ الاوائل

(اگرچہ میں بعد میں آنے والے زمانے میں پیدا ہوا ہوں مگر وہ کام کر کے دکھاؤں گا جو پہلے لوگ نہیں کر سکے)

ایک مرتبہ ایک نوجوان نے اس سے دریافت کیا' پہلے لوگوں نے عربی زبان کے حروف تہجی 28 مقرر کیے تھے' کیا آپ 29 واں حرف ایجاد کر لیں گے؟

سوال یہ ہے کہ نئے زمانے میں اجتہاد کرنے والے کس نوعیت کا اجتہاد کریں گے؟

اگر آپ ائمہ کے فتاویٰ کی صحت کا ازسرنو جائزہ لینا چاہتے ہیں تو فتاویٰ پر ہی کیوں قناعت کر بیٹھے ہیں؟ اجتہاد کے اصول بھی ازسرنو ایجاد کریں' محدثین نے علم حدیث کے جو قواعد و ضوابط مقرر کیے تھے' ان میں صحت و سقم کا جائزہ لے کر ازسرنو اصطلاحات حدیث وضع کریں' احادیث کے مجموعوں پر تحقیق و تنقید کر کے ازسرنو نئے مجموعے مرتب کریں' آپ کیا کیا نیا کام کریں گے؟ قرآن کو سمجھنے کیلئے اصول تفسیر دوبارہ مرتب کریں گے؟ حدیث کے اصول ایجاد کریں گے؟ استنباط استخراج کے قواعد وضع کریں گے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عربی گرامر کے قواعد بھی دوبارہ تیار کر پائیں گے۔

معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اجتہاد کے دعویدار حضرات' وہ جدید تہذیب کے دلدادہ ہوں یا عدم تقلید کے علمبردار' عربی گرامر سے بھی مناسب طور پر واقف نہیں ہوتے۔ دیگر علوم و فنون تو بہت دور کی بات ہے۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ائمہ فقہ کے مقررہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں جدید پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جائے تو اس کا کوئی بھی منکر نہیں ہے اور اہل سنت کے چاروں مذاہب' حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی کے فقہاء نئے پیش آمدہ مسائل کا حل اپنے اپنے ائمہ سے منقول اصول و ضوابط کی روشنی میں پیش کرتے رہے' جس کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھنے کیلئے نوٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت' مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی کی تصنیف ''کفل الفقیہہ الفاهم فی احکام القرطاس و الدراهم'' ملاحظہ کی جاسکتی ہے' اجتہاد کے بہت سے دعویداروں کو اپنی خام خیالی پر شرمندگی ہوگی۔

عرض کی گئی　　مجتہد کیلئے کن علوم کا جاننا شرط ہے؟

ارشاد فرمایا...... اعلیٰ حضرت کسی سائل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے' یہ بات بیان کرتے ہیں کہ فقہ کا مطلب کیا ہے؟ اس سے

کی بات کا کیا مگر عرض یہ ہے کہ ان کو یہ بتانے والے علماء تو مجتہد مطلق تھے ورنہ وہ کیا جانیں کہ بخاری میں آمین رفع یدین کے بارے میں کیا لکھا ہے اب میں نے للکار کے پوچھا کہ بولو تو بچارے کو سانپ سونگھ گیا وہ سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور بالکل خاموش ہو گئے''۔

عرض کی گئی بعض حضرات ائمہ کی تقلید پر طعن کرتے ہیں اس کا کیا جواب دیا جائے؟

ارشاد فرمایا جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کیا ان میں سے ہر ایک بذات خود اجتہاد کرتا ہے؟ اگر چودھویں صدی کے کسی مولوی صاحب کا فتویٰ درست تسلیم کیا جا سکتا ہے تو پھر امت کی اکثریت جس جلیل القدر عظیم البرکت امام کی پیروی پر متفق ہو اس کی تقلید کرنا کیوں ممنوع ہوگا؟

لوگ غور نہیں کرتے حکم شرعی کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے سنت کے قبول و عدم کا مدار اس کے راوی پر ہے آپ امام بخاری کے نقل کرنے کی وجہ سے کسی روایت کو مستند قرار دیتے ہیں اور وہ روایت اگر امام بخاری کی بجائے کسی شیعہ راوی نے نقل کی ہوتی تو ہمارے نزدیک قابل قبول نہ ہوتی۔

اگر آپ اصل ماخذ کے حق ہونے کے حوالے سے کسی شخص پر اعتماد کر سکتے ہیں تو اس ماخذ سے اخذ مسئلہ کے بارے میں بھی کسی دوسرے شخص پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

پھر یہ نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ ہمیں خواب میں پتہ نہیں چلا تھا کہ امام بخاری علم حدیث کے مسلمہ ماہر فن ہیں بلکہ امت کی اکثریت کیونکہ انہیں مستند قرار دیتی ہے اس لیے ہم ان کی نقل کردہ روایت کو معتبر شمار کرتے ہیں گویا بالواسطہ طور پر ہم امام بخاری کی نہیں بلکہ امت کی توثیق پر عمل پیرا ہیں۔ اسی طرح جب ہم امام ابوحنیفہ کے کسی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امت کی اکثریت ان کی اتباع اور پیروی پر متفق ہے اور امت کے جلیل القدر فقہاء نے امام اعظم یا دیگر ائمہ فقہ کے فتاویٰ کی توثیق کی ہے اور ہم ان حضرات کی توثیق کی وجہ سے ہی ان ائمہ کی پیروی کرتے ہیں۔

عرض کی گئی بعض لوگ تقلید ائمہ کو ''شرک فی الرسالت'' سے تعبیر کرتے ہیں؟

ارشاد فرمایا اگر ان کا قول درست تسلیم کر لیا جائے تو سابقہ صدیوں میں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو کسی امام کا مقلد نہ ہو خود معترضین کے ممدوح شیخ ابن تیمیہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے انہیں چاہئے کہ ان دونوں صاحبان کے کفر کا فتویٰ بھی صادر کر دیں۔ اس طرح سعودی عرب میں حنبلی فقہ کو ریاستی قانون کی حیثیت حاصل ہے اور وہاں کے مفتی اعظم اس کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں انہیں بھی شرک فی الرسالت کا مجرم قرار دیا جائے۔

عرض کی گئی ہندوستان میں شاہ اسماعیل دہلوی اور سید نذیر حسین دہلوی غیر مقلد گزرے ہیں۔

ارشاد فرمایا ان کے اساتذہ میں سے بھی کوئی صاحب غیر مقلد گزرے ہیں؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ اسماعیل دہلوی اور سید نذیر حسین دہلوی کے مسلمہ بزرگ ہیں جو امام اعظم کے پیروکار تھے۔ یہ دونوں شاہ اسماعیل اور نذیر حسین تو اسلاف کے طریقے سے ہٹ گئے تھے۔

عرض کی گئی مگر پھر بھی دونوں حدیث پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

ارشاد فرمایا حدیث کے صحیح اور مستند ہونے کیلئے یہ بات شرط ہے کہ بیان کرنے والے محدث سے لے کر آنحضرت ﷺ تک

رکھتے ہیں اور عربی لغت کا علم بہت وسیع ہے کیونکہ عرب ایک لفظ کو کئی معنی میں استعمال کرتے ہیں اور کئی لفظ ایک ہی معنی کی وضاحت کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

(iv) علم معانی وبیان: یہ ایک نادر فن ہے خود اس کی تین شاخیں ہیں جن میں سے ہرایک اپنی جگہ ایک مستقل فن کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کے ماہرین بہت کم پائے جاتے' آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں' کلام کے محاسن کی پہچان' الفاظ کی نشست و برخاست کے فرق سے معنی کے اختلاف اور اس نوعیت کی دیگر تفصیلات اسی علم سے متعلق ہیں۔

(v) علم منطق: یہ ایک اہم فن ہے جس میں کسی بھی کلام کو جانچنے کے قواعد وضوابط بیان کیے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مدارس اسلامیہ میں اس فن کو بطور خاص اہتمام کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے اور دیگر علوم وفنون مثلاً اصول فقہ وعلم کلام کے مباحث میں اس سے بہت مدد لی جاتی ہے۔

عرض کی گئی...... اس کی وجہ یہ ہے کہ اس علم کے پڑھانے والے صحیح دلچسپی سے اسے نہیں پڑھاتے پھر یہ وجہ بھی ہے کہ طلباء ہی پست ہمت ہیں جبکہ علم حاصل کرنے کیلئے محنت کرنا پڑتی ہے جو ان سے نہیں ہو پاتی۔

عرض کی گئی...... علم منطق کا کیا فائدہ ہے؟

ارشاد فرمایا...... غالباً امام غزالی کا قول ہے۔''جو شخص منطق نہیں جانتا اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا؟

ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کی کتاب یا اس کے رسول ﷺ کی حدیث کا ایک لفظ آتا ہے اس کی دو صورتیں ہوں گی وہ لفظ' ایک ہی لفظ ہوگا جیسے''علی'' یا وہ لفظ فی نفسہ دو مختلف الفاظ کا مجموعہ ہوگا جیسے''عبداللہ'' اس میں''عبد'' اور''اللہ'' دو مستقل لفظ ہیں لیکن کسی کے نام کے طور پر ان دونوں کا مجموعہ ایک لفظ' ایک نام سمجھا جاتا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں پہلی کو لیں' ایک ہی لفظ ہے جسے اصطلاح میں''مفرد'' کہا جاتا ہے۔

عربی زبان میں کتاب وسنت میں' استعمال ہونے والے بہت سے الفاظ''مفرد'' ہوتے ہیں اور میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ عربی زبان میں بعض الفاظ کے کئی ایک معنی ہوتے ہیں اب علم منطق آپ کی رہنمائی کرے گا کہ آپ اپنے سامنے موجود لفظ کا جائزہ لیں۔

(1) وہ لفظ''مفرد'' اس کا معنی صرف ایک ہے؟ یا ایک سے زیادہ ہیں؟

اگر اس کا معنی ایک ہے تو زیادہ الجھن پیش نہیں آتی۔

لیکن اگر اس کے معانی ایک سے زیادہ ہوں تو اب آپ کو غور کرنا ہوگا۔

(i) کیا اس لفظ کے ذریعے' تمام معانی یکساں حیثیت میں مراد لیے جاتے ہیں؟

(ii) اس لفظ کے کچھ معانی کو دیگر معانی پر ترجیح حاصل ہوتی ہے؟

(2) اس''مفرد'' لفظ کے معانی ایک سے زیادہ ہیں تو اب آپ غور کریں گے۔

(i) آپ کے سامنے موجود لفظ اصل لغت کے اعتبار سے ہی مختلف معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے؟

(ii) آپ کے سامنے موجود لفظ' اصل لغت کے اعتبار سے کسی اور معنی کیلئے استعمال ہوتا تھا پھر وہ اصل لغوی معنی کی بجائے کسی دوسرے معنی میں استعمال ہونے لگا اور پہلے معنی کا استعمال یکسر ترک کر دیا گیا ہے؟ (اس کی مزید تین ذیلی صورتیں ہوں گی)

اندازہ لگایا جاسکے گا کہ اجتہاد کی شرائط کیا ہوسکتی ہیں؟

فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ و ضوابط محررہ' وجوہ تکلم و طرق تفاہم' تنقیح مناط' ولحاظ انضباط' و مواضع یسر و احتیاط' تجنب تفریط و افراط' فرق روایات ظاہرہ و نادرہ' و تمیز درایات غامضہ و ظاہرہ' و منطوق و مفہوم صریح و محتمل' و قول بعض و جمہور' مرسل و معلل' و وزان الفاظ متعینین' و شبر مراتب ناقلین' و عرف عام و خاص' عادات بلاد و اشخاص' و حال زمان و مکان' احوال رعایا و سلطان' و حفظ مصالح دین' و دفع مفاسد مفسدین' و علم وجوہ تجریح' و اسباب ترجیح' و مناہج' و مناجح توفیق' و مدارک تطبیق و مسالک تخصیص و مناسک تقیید' و مشارع قیود' و شوارع مقصود' و جمع کلام' و نقد مرام و فہم مراد کا نام ہے"۔

عرض کی گئی علوم شریعت کا مختصر تعارف کیا ہوگا؟

ارشاد فرمایا علوم شریعت دو قسم کے ہیں۔

(i) علوم عالیہ یعنی وہ علوم جو در حقیقت علوم شریعت ہیں۔

(ii) علوم آلیہ' وہ علوم جو علوم شریعت کے فہم کیلئے آلہ و مددگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ علوم آلیہ کون' کون سے ہیں؟ تا کہ ہمیں یہ اندازہ ہو سکے کہ شریعت کے علوم کے ماہرین کس درجہ محنت کے بعد ائمہ کے فتاوی امت تک نقل کرتے ہیں؟

علوم آلیہ میں سب سے اہم اور بنیادی علم' عربی زبان کے قواعد کا علم ہے' یہ قواعد دو علوم پر مشتمل ہیں۔

(i) علم نحو: اس میں عربی الفاظ کے آخر میں آنیوالے اعراب کی وضاحت کی جاتی ہے کس مقام پر کون سا اعراب پڑھا جائے گا؟ جیسے لا الہ الا اللہ' الحمد للہ' ان اللہ

تینوں جگہ پر ایک ہی لفظ ہے" اللہ" مگر ایک جگہ اس کے آخر میں زیر دوسری جگہ زبر اور تیسری جگہ پیش ایسا کیوں ہوا؟ اگر آپ زبر کی جگہ پیش یا پیش کی جگہ زیر پڑھ دیتے' تو معنی میں کیا تبدیلی آتی؟ علم نحو اس بارے میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔

(ii) علم صرف: ہر زبان میں تین طرح کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

(i) ایسے الفاظ جو کسی دوسرے لفظ سے ماخوذ ہوں جیسے" قاتل" یا" مقتول" لفظ" قتل" سے ماخوذ ہیں۔

(ii) وہ الفاظ جو خود تو کسی سے ماخوذ نہیں ہے لیکن دوسرے بہت سے الفاظ اس سے ماخوذ ہوتے ہیں جیسے مذکورہ بالا مثال میں لفظ" قتل" کہ یہ خود تو کسی سے ماخوذ نہیں ہے لیکن دوسرے بہت سے الفاظ اس سے ماخوذ ہیں۔

(iii) وہ الفاظ جو خود کسی سے ماخوذ نہیں ہوتے اور ان سے دیگر کوئی دوسرا لفظ ماخوذ نہیں ہوتا جیسے لفظ" لم"

عربی زبان میں بے شمار ایسے الفاظ ہیں جو خود دوسرے الفاظ سے ماخوذ ہوتے ہیں یا ان سے دیگر بہت سے الفاظ ماخوذ ہوتے ہیں علم صرف' اس معاملے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے کہ فلاں لفظ' فلاں سے ماخوذ ہے علم صرف کی مدد کے بغیر کسی عربی لغت میں کسی لفظ کا معنی ڈھونڈنا تقریباً ناممکن ہے جیسے عربی زبان کا ایک لفظ ہے" مستنصر" اس کا مطلب دیکھنے کے لئے آپ کو لغت میں" ن ص ر" کا مادہ تلاش کرنا پڑے گا۔

(iii) علم لغت: کسی بھی زبان میں موجود کسی بھی قسم کے ادب' خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو' کو سمجھنے کیلئے گرامر اور لغت بنیادی حیثیت

جیسے میں نے آپ کے سامنے جو حدیث بیان کی ہے اس سے بعض حضرات حضرت علی کرم وجہہ اللہ کی خلافت پر استدلال کرتے ہیں۔ آپ علم منطق کی روشنی میں قرآن وسنت اور لغت عرب کو سامنے رکھ کر اپنے مقابل پر واضح کریں گے کہ اس روایت میں لفظ ''مولیٰ'' کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے اور کسی مزید دلیل کے بغیر محض اس لفظ کے ذریعے ایک مخصوص ''شرعی و اصطلاحی معنیٰ'' یعنی خلیفہ مراد نہیں لیا جا سکتا۔

عرض کی گئی...... یہ تو لفظ کی مثال تھی جملے کی بھی مثال عنایت فرمائیں۔

ارشاد فرمایا...... سورۂ آل عمران: آیت 55 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور جب اللہ تعالیٰ نے کہا' میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تمہیں کفار (کے الزامات) سے پاک وصاف کردوں گا''۔

اس آیت کریمہ میں 3 امور کا ذکر کیا گیا ہے۔

(i) حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات

(ii) حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع آسمانی

(iii) حضرت مسیح علیہ السلام کی (کفار کے الزامات سے) تطہیر۔

قادیانی سادہ مسلمانوں کو فریب دینے کیلئے سوال کرتے ہیں دیکھیں اس آیت میں صاف ذکر ہے کہ پہلے حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوں گے۔ پھر آپ کو آسمان پر اٹھایا جائے گا لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام انتقال فرما چکے ہیں اور آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ احادیث میں جس مسیح موعود کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت مسیح الموعود (الدجال) القادیانی ہیں۔

ایک قادیانی نے یہ آیت پڑھ کر یہی سوال ہم سے کیا ہمارے ذہن کے کسی دور دراز گوشے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا یہ فرمان محفوظ تھا کہ قادیانی فریب دینے کیلئے پہلے حیات مسیح کا ذکر چھیڑتے ہیں اور پھر جب عام سنی مسلمان بیچارہ لاجواب ہو جائے تو وہ دھیرے دھیرے اپنے باطل مزعومات اس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ایسی صورت حال میں مسلمان کو چاہئے کہ وہ قادیانی سے کہے ہم تمہارے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث نہیں کرتے' تم ہمارے ساتھ مرزا کی ان کفریات پر گفتگو کرو جو اس کی کتابوں میں حشرات الارض کی طرح بکھری ہوئی ہیں۔

اسی بات کو ذہن میں رکھ کر ہم نے قادیانی سے کہا' بالفرض اگر اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہو بھی جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو بھی اس سے مرزا صاحب کا نبی ہونا پھر بھی ثابت نہیں ہوتا' اگر تم ان کی نبوت کے قائل ہو تو ان کی نبوت کی دلیل پیش کرو اس پر وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگا' حاضرین میں سے ایک صاحب نے ہم سے کہا' تم کیا مرزا قادیانی کو بار بار صاحب کہے جا رہے ہو' ہم نے عرض کی زبان کا محاورہ ہے کہ بعض اوقات کسی کی تحقیر یا تذلیل کیلئے لفظ بول کر اس کا متضاد مفہوم مراد لیا جاتا ہے' اردو کا تو ہمیں معلوم نہیں البتہ انگریزی میں ایسی صورتحال کی ترجمانی کیلئے Irronical Languae کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جیسے کسی دبلے پتلے شخص کو'' گاما پہلوان'' یا کسی سیاہ رو شخص کو'' چاند'' کہہ دیا جائے۔ خود قرآن سورۂ واقعہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

''قیامت کے دن کافر شخص سے کہا جائے گا عذاب کا ذائقہ) چکھ لے تو بڑا عزت والا اور مہربان آدمی ہے''۔

پھر ہم نے روئے سخن قادیانی کی طرف پھیرتے ہوئے کہا' اگر آپ کسی دار العلوم کے پڑھے ہوئے ہوتے تو ہم آپ کو بتاتے کہ

(iii) وہ لفظ از روئے لغت ایک مخصوص معنی کیلئے ایجاد کیا گیا تھا اور پھر عرف میں دوسرے معنی کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ اب کبھی اس لفظ کے ذریعے اصل لغوی معنی مراد لیا جاتا ہے اور کبھی اس کے ذریعے لغوی کی بجائے معروف معنی مراد لیا جاتا ہے۔

یہ صرف لفظ کی بحث اور ان کے ضمن میں مزید نکات بھی ہیں پھر جب یہ الفاظ مل کر ایک جملے کی حیثیت اختیار کرتے ہیں تو ان سے مراد کیا ہوگی؟ یہ الگ بحث ہے۔

عرض کی گئی — یہ بہت دقیق بحث ہے اس کی کوئی مثال عنایت فرمائیں۔

ارشاد فرمایا — نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا:

''میں جس کا ''مولیٰ'' ہوں علی بھی اس کا مولا ہے''۔

اس میں ''مولیٰ'' قابل غور ہے۔ آپ سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیں گے کہ کیا یہ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا ہے ''لغت آپ کو بتائے گی کہ یہ لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اس کے پہلے معنی کو ترک کر دیا گیا؟ یا پہلے اور دوسرے معنی دونوں حسب حال مراد لیے جا سکتے ہیں؟

اب جب ان مختلف اعتبارات سے آپ اس حدیث مبارکہ کے ایک لفظ کا جائزہ لیں گے تو جو لوگ اس روایت کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت پر استدلال کرتے ہیں انہیں جواب دینے میں آپ کو آسانی ہوگی۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ مولیٰ ایک لفظ ہے جو مختلف معانی کا احتمال رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں کیلئے اس کے استعمال سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں حضرات دیگر صحابہ کرام یا بنی نوع انسان کیلئے ایک ہی نوعیت اور حیثیت کے ''مولیٰ'' ہیں جیسے اس لفظ کو قرآن نے سورۂ تحریم ۱ یوں استعمال کیا ہے۔

''(اور اگر نبی ﷺ کی دو ازواج مطہرات) ان پر زور دینے کی کوشش کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ جبرائیل اور تمام نیک مسلمان اس نبی ﷺ کے ''مولیٰ'' ہیں۔

اسی لفظ کو قرآن دوسرے مقام پر سورۃ الدخان، آیت 41 میں یوں استعمال فرماتا ہے۔

''(قیامت کے) دن کوئی ''مولیٰ'' دوسرے ''مولیٰ'' کے کام نہیں آسکے گا''۔

یہی لفظ قرآن ایک اور مقام پر یوں استعمال کرتا ہے

''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کی مثال بیان فرماتا ہے جن میں سے ایک گونگا ہے اور اپنے ''مولیٰ'' پر بوجھ ہے۔''

اسی طرح احادیث میں بھی بہت سے مقامات پر یہ لفظ ''مولیٰ'' استعمال ہوا عربی ادب اور لغت میں استعمال ہوا ہے۔ اب ہمارے سامنے ''علم منطق'' یہ سوال پیش کرے گا کہ کیونکہ یہ لفظ لفظوں کی فلاں مخصوص قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے فلاں فلاں اعتبار سے اس کا جائزہ لینے کے بعد ہی اس کے مفہوم کا تعین کیا جائے گا۔

یہاں فلاں کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا کہ آپ حضرات علم منطق کی اصطلاحات اور ان کے احکام سے واقف نہیں ہیں اس لیے انہیں سن کر کسی الجھن کا شکار نہ ہوں بہر حال علم منطق ہمیں لفظ اور کلام کو جانچنے کے آداب اور قواعد و ضوابط سکھاتا ہے اور کلام کے اسرار سمجھنے میں مدد دیتا ہے جس کی بدولت ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں بہتر انداز میں غور و فکر کر سکتے ہیں۔

درست ہے یا نہیں؟ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ بحر منجمد شمالی میں نماز کے اوقات کیا ہوں گے؟ سیاچین کے برف زاروں میں مورچہ زن فوجی نماز طہارت کیلئے کیا طریقہ استعمال کریں گے؟ اور اسی طرح کے دیگر سوالات ایسے ہیں جن کا جواب قیاس کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

عرض کی گئی...... فقہاء نے چاروں اصول احکام کی بڑی شرح وبسط کے ساتھ وضاحت کی ہے؟

ارشاد فرمایا...... اللہ تعالیٰ ان فقہاء کی قبروں پر اپنے انوار وتجلیات کی بارشیں نازل فرمائے جنہوں نے مسائل کے استنباط واستخراج کے قواعد مقرر کرکے ہمارے لیے آسانیاں پیدا کردی ہیں جو شخص کسی اچھے استاد سے ''اصول فقہ'' کی معرکۃ الآراء کتاب ''نورالانوار'' ہی پڑھ لے وہ اصول فقہ کے ماہرین کی عظمت شان کا قائل ہو جائے گا۔ نصوص کے الفاظ کو جانچنے اور ان سے استنباط مسائل کے لئے اصول فقہ کے ماہرین کی تحقیقات نہایت دقیق ہیں۔

عرض کی گئی...... بعض حضرات خود کو ''محمدی'' کہلواتے ہیں اور ''حنفی'' کی نسبت اختیار کرنے والے کو مطعون کرتے ہیں؟

ارشاد فرمایا...... قرآن مجید میں سورۂ مبارک ''النحل'' آیت 123 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''(اے رسول!) پھر ہم نے تمہاری طرف وحی کی کہ تم ملت ابراہیمی کی پیروی کرو جو (ملت) حنیف ہے''

اسی طرح سورۂ یونس آیت 105 میں ارشاد ہوا:

''اور اپنا چہرہ دین حنیف کی طرف پھیرلو''۔

اسی طرح سورہ روم آیت: 30 میں فرمایا:

''اور اپنا رخ دین حنیف کی طرف کرلو''۔

سورہ نساء آیت 125 میں بیان کیا گیا ہے۔

''اور اس شخص سے اچھا دین اور کس کا ہوسکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ (کے احکام) کے سامنے سرنگوں کردے اور وہ نیکوکار بھی ہو اور ابراہیم کی ملت حنیف کی پیروی بھی کرے''۔

غرضیکہ یہ تمام آیات ایسی ہیں جن میں ملت حنیف کی پیروی کا حکم دیا گیا یا اس کی پیروی کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

عرض کی گئی...... مگر وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ''ملت حنیف'' کی وجہ سے ''حنفی'' نہیں کہلاتے بلکہ امام ابوحنیفہ کی نسبت سے کہلاتے ہیں۔

ارشاد فرمایا...... ایسے تو ہم بھی انہیں کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت سے خود کو ''محمدی'' نہیں کہلواتے بلکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے خود کو ''محمدی'' کہلواتے ہو بالکل اسی طرح جیسے قادیانی احمد مجتبیٰ ﷺ سے نسبت کی بجائے مرزا غلام احمد کی نسبت کی وجہ سے خود کو ''احمدی'' کہلواتے ہیں۔

بلاشبہ ہم امام اعظم کے وابستہ دامن ہونے کی وجہ سے ''حنفی'' کہلواتے ہیں اور حضور غوث اعظم کی نسبت سے ''قادری'' کہلانا پسند

جو آیت کریمہ آپ نے پیش کی ہے اس میں لفظ "قال" کے بعد آنے والے پورا جملہ مقولہ ہے جس کا آغاز حرف "ان" سے ہو رہا ہے جو "حروف مشبہ بالفعل" میں سے ایک ہے اور ان حروف کی خصوصیت یہ ہے کہ ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں آپ کی تلاوت کردہ آیت میں بھی اس حرف کا اسم اسم ضمیر صیغہ واحد متکلم ہے اور اس کے بعد "متوفی" "رافع" اور "مطہر" اسمائے مشتقات ان کی خبر ہیں جبکہ اسم کی تعریف یہ ہے کہ اس کے معانی میں ازمنہ ثلاثہ (تینوں زمانوں) میں سے کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا۔ اس ساری صورتحال کے پیش نظر جب ہم منطق کے اعتبار سے اس جملے کا جائزہ لیں گے تو یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے کیونکہ اس میں ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی بھی ایک زمانہ میں "محمول" کا ثبوت موضوع کیلئے کیا جائے گا اس لیے وفات تطہیر اور رفع زمانہ مستقبل میں ہوں یا عارضی تقدیم و تاخیر کے ہمراہ ہوں یا اس کے بغیر آیت کا مدعا پورا ہو جائے گا لہٰذا اس آیت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا جائیں گے۔ ان کی وفات رفع آسمانی سے پہلے ہوگی یہ ثابت نہیں ہوتا یہ بن کر اس کی حالت کیا ہوئی؟ اسے جانے دیں۔

ہم صرف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ انسان منطق نحوی و صرفی معانی و بیان کے قواعد و ضوابط کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتا ہے عام فہم سی بات ہے ہمارے جلیل القدر علماء آخر اتنے اہتمام سے منطق پڑھتے اور پڑھاتے تھے تو اس کی کوئی ٹھوس وجہ ہوگی محض بھیڑ چال کے تحت ایسا نہیں کیا جاتا تھا۔

عرض کی گئی اب علوم عالیہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

ارشاد فرمایا علوم عالیہ کی دو قسمیں ہیں۔

(i) علم الاحکام (ii) علم ماخذ الاحکام

"علم الاحکام" کی دو قسمیں ہیں۔

(i) علم العقائد جسے "علم کلام" کہا جاتا ہے۔

(ii) علم الاعمال جسے "علم فقہ" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسی طرح "علم ماخذ الاحکام" کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(i) علم کتاب اللہ اسے علم تفسیر کہا جاتا ہے۔

(ii) علم سنت رسول اللہ ﷺ اسے علم حدیث کہا جاتا ہے۔

پھر ان چاروں علوم میں سے ہر ایک کی 2،2 قسمیں ہیں۔

(i) تفسیر (ii) اصول تفسیر (iii) حدیث (iv) اصول حدیث (v) علم کلام (vi) اصول کلام (vii) علم فقہ (viii) علم اصول فقہ

عرض کی گئی کچھ لوگ قیاس کی مخالفت کرتے ہیں؟

ارشاد فرمایا احکام شریعت کا ماخذ 4 چیزیں ہیں۔

(i) کتاب اللہ (ii) سنت رسول اللہ (iii) اجماع (iv) قیاس

ہم اپنے آس پاس کے روزمرہ مسائل کا جائزہ لیں تو بہت سے ایسے مسائل سامنے آئیں گے جن کا حل صراحت کے ساتھ قرآن وسنت میں نہیں مل سکے گا اس لیے ان کے حل کیلئے قیاس کی طرف رجوع کرنا پڑے۔ عام فہم سی بات ہے لاؤڈ اسپیکر پر جماعت کروانا

عرض کی گئی...... ''حنفی'' نسبت کی توجیہ کیا پیش کی جائے گی؟

ارشاد فرمایا...... نبی اکرم ﷺ کے دادا کا نام ''عبد المطلب'' تھا۔ عبد المطلب کے دادا کا نام ''عبد مناف'' تھا۔ عبد مناف عرب کے سب سے معزز قبیلے قریش کے ایک فرد تھے۔ عبد مناف کی اولاد دو ذیلی شاخوں میں تقسیم ہوگئی۔

(i) بنو ہاشم: اس شاخ میں نبی اکرم ﷺ حضرت علی' حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد شامل ہے۔

(ii) بنو امیہ: اس شاخ میں حضرت عثمان غنی' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد شامل ہے۔

نسبی اعتبار سے یہ دونوں نسبتیں ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل استعمال کی جائیں گی کیونکہ دونوں مرتبے کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہیں' کوئی بھی سلیم العقل ''ہاشمی'' یا ''اموی'' نسبت کو ''قریشی'' نسبت کے بالمقابل تصور نہیں کر سکتا۔

بالکل اسی طرح ''حنفی'' نسبت اپنے مقابل اپنی ہم مرتبہ دیگر نسبتوں یعنی شافعی' حنبلی' مالکی کے بالمقابل استعمال کی جائے گی۔ اس کو اسلام یا مسلمان کا مدمقابل سمجھنا غایت درجے کی حماقت ہے۔

''حنفی'' نسبت استعمال کرنے کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہم فقہ میں دیگر ائمہ کی بجائے امام اعظم ابوحنیفہ کے پیروکار ہیں اور جو مہربان اس نسبت سے الجھن محسوس کرتے ہیں انہیں پہلے اپنے گھر کی خبر لینا چاہیے اور ''آل شیخ'' سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ شیخ نجدی محمود اور ''آل شیخ''، ''محمدی'' کی بجائے ''حنبلی'' کی نسبت کیوں استعمال کرتے ہیں؟

عرض کی گئی...... ایک طرف ہم ''حنفی'' نسبت استعمال کرتے ہیں اور دوسری جانب ''قادری'' کہلاتے ہیں جبکہ حضور غوث اعظم حنبلی تھے۔

ارشاد فرمایا...... ایک صاحب نسب کے اعتبار سے قریشی ہیں اور ملتان میں مقیم ہیں وہ ملتانی کہلائیں گے۔ دوسرے صاحب بھی نسب کے اعتبار سے قریشی ہیں لیکن بھیرہ کے رہنے والے ہیں وہ بھیروی کہلائیں گے کیونکہ دونوں نسبتوں کا سبب الگ' الگ ہے۔

ہم فقہ میں امام اعظم سے نسبت کے اعتبار سے حنفی اور تصوف میں حضور غوث اعظم سے نسبت کے اعتبار سے قادری کہلاتے ہیں۔

عرض کی گئی...... بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تم لوگ اچھے قادری ہو کہ حضرت شیخ عبد القادر نماز میں رفع یدین کرتے تھے اور تم نہیں کرتے؟

ارشاد فرمایا...... یہ معترضین کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ حضرت شیخ اتنی عظمت شان اور علم وفضل کے باوجود مقلد تھے اور یہ معترض اپنے کمال جہل کے باوجود غیر مقلد ہیں جہاں تک رفع یدین کا تعلق ہے تو امام احمد بن حنبل کے پیروکاروں کے لیے امام احمد کی تحقیق کے مطابق نماز میں رفع یدین کرنا ہمارے نزدیک بھی درست ہے جبکہ غیر مقلد کا اپنی تحقیق پر اعتماد کرنا اور ائمہ امت کی تحقیق سے خروج کرنا غلط ہے۔ شیخ عبد القادر اس لیے حنبلی تھے کیونکہ فقہ حنبلی میں اجتہاد کی گنجائش بہت زیادہ تھی کیونکہ بعض اوقات ایک ہی مسئلے کے بارے میں امام احمد کی مختلف آراء حنبلی فقہ کے بنیادی ماخذ میں نقل کی گئی ہیں بعض اوقات ایک روایت کے مطابق ایک مسئلہ میں امام احمد کا فتویٰ جواز کا ہوتا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق مکروہ' تیسری کے مطابق حرام اور تینوں فتاویٰ اسی ایک مسئلے سے متعلق ہوتے ہیں۔

اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی جلیل القدر فقیہ' حنبلی فقہ کو از سر نو مرتب کرے اور فقہ حنبلی کی ترویج واشاعت میں اپنا کردار ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی صورت میں وہ فقیہ' فقہ حنبلی کو عطا فرمایا' بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہوں گے

کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے الفاظ میں بارگاہ رب العزت میں دست بدعا رہتے ہیں کہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں ہم قادری ہیں اور اپنی اس نسبت پر ہمیں فخر ہے کوئی شرمندگی نہیں ہے۔ بقول فیض

ہم پر تمہاری چاہ کا الزام ہی تو ہے دشنام تو نہیں ہے یہ اکرام ہی تو ہے

لیکن کیا وجہ ہے؟ کہ جب ان معترضین کو ان کے ممدوح شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حوالے سے "وہابی" کہا جاتا ہے تو یہ آتش زیر پا ہو جاتے ہیں؟

"محمدی" کہلانے والے یہ حضرات پہلے "وہابی" "نجدی" کہلاتے تھے پھر انہوں نے متبادل کے طور پر "محمدی" کہلوانا شروع کیا۔

اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ لوگ "محمد بن عبدالوہاب" کی نسبت سے خود کو "محمدی" کہلواتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے پہلے انہیں شیخ نجدی کی نسبت سے "وہابی" [illegible] کہا جاتا تھا۔

عرض کی گئی شیخ نجدی کا نام "محمد" تھا عبدالوہاب اس کے والد کا نام تھا۔ پھر اس کے والد کے نام کی نسبت سے ان کے پیروکاروں کو کیوں یاد کیا جاتا ہے؟ خاص طور پر جبکہ شیخ عبدالوہاب صحیح العقیدہ سنی تھے۔

ارشاد فرمایا یہ درست ہے کہ شیخ عبدالوہاب اور ان کے دوسرے صاحبزادگان صحیح العقیدہ سنی تھے بلکہ عبدالوہاب کے ایک صاحبزادے شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نے شیخ نجدی کے رد میں ایک کتاب لکھی بھی تھی جو ترکی سے شائع ہو چکی ہے۔

یہ بات یاد رکھیں نسبت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ جس شخص کی طرف نسبت کی جارہی ہے اسی کے نام کے الفاظ کے ساتھ نسبت ظاہر کی جائے بلکہ اس کے والد دادا جد اعلیٰ کسی کی نسبت سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے لیکن اس شخص کے جد اعلیٰ کے نام سے مشہور ہونے والی نسبت اسی شخص کے پیروکاروں کیلئے ہی استعمال ہوگی۔

جیسے حنبل امام احمد کے دادا جان تھے لیکن امام احمد کے پیروکار "احمدی" کے بجائے "حنبلی" کہلاتے ہیں۔

شافع پانچویں یا چھٹی پشت میں امام شافعی کے جد اعلیٰ تھے اور انہی کی نسبت سے امام محمد بن ادریس خود "شافعی" کی نسبت اختیار کرتے تھے اور امام موصوف کے پیروکار ان کے نام کی نسبت سے "محمدی" کے بجائے ان [illegible] کی نسبت سے "شوافع" [illegible]

اسی طرح شیخ نجدی کے پیروکار بظاہر ان کے والد [illegible] درحقیقت شیخ [illegible]

کی وطن مالوف کے نسبت سے "نجدی" کہلاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جیسے کراچی پشاور کوئٹہ لاہور ملتان ڈیرہ غازی خان خیبر ایجنسی کلکتہ بمبئی سوات دکن اجمیر کلیر کے باسیوں کو ان کے اپنے شہروں سے منسوب کرنے کی بجائے ان کے ممدوح اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی کی نسبت سے "بریلوی" کہہ دیا جاتا ہے تو یہ نسبت درحقیقت معترض کی طرف نہیں بلکہ اس کے بانی کی طرف ہے اسی طرح شیخ نجدی کے والد کی نہیں بلکہ شیخ نجدی کی نسبت سے یہ لوگ "وہابی" کہلاتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

''معین القاری شرح صحیح بخاری'' کے مقدمے میں ''عرض وارشاد'' کے عنوان کے تحت ہم نے یہ سوال پیش کیا تھا کہ امام بخاری نے امام اعظم سے کوئی بھی روایت نقل نہیں کی اور پھر اس کے جواب میں یہ بات بیان کی تھی کہ دیگر محدثین نے امام بخاری سے بھی احادیث روایت نہیں کی ہیں جن میں امام بخاری کے شاگرد خاص اور صحیح بخاری کے بعد حدیث کی سب سے زیادہ مستند کتاب ''صحیح مسلم'' کے مؤلف امام مسلم بن حجاج القشیری شامل ہیں۔ صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین میں سے صرف امام ترمذی نے 50 جبکہ امام نسائی نے صرف 1 روایت امام بخاری کے حوالے سے نقل کی ہے جس کی باحوالہ فہرست ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔ معین القاری میں غلطی سے امام نسائی اور ترمذی کے بجائے امام نسائی اور ابوداؤد شائع ہو گیا تھا۔ اس کی اصلاح کر لی جائے۔

امام ترمذی نے امام بخاری کے حوالے سے درج ذیل 50 روایات نقل کی ہیں۔ یاد رہے کہ جامع ترمذی کی جملہ روایات کی تعداد 3891 ہے۔

1	جامع ترمذی	طہارت کا بیان	بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا	7
2	جامع ترمذی	نماز کا بیان	ناپسندیدہ امام کا حکم	328
3	جامع ترمذی	جمعہ کا بیان	نماز کی فضیلت	558
4	جامع ترمذی	زکوۃ کا بیان	زکوۃ کی ادائیگی	562
5	جامع ترمذی	زکوۃ کا بیان	یتیم کے مال کی زکوۃ	580
6	جامع ترمذی	زکوۃ کا بیان	زکوۃ کی وصولی پر مقرر شدہ کارکن کے احکام	584
7	جامع ترمذی	زکوۃ کا بیان	زکوۃ ادا کرنے کی فضیلت	599
8	جامع ترمذی	روزے کا بیان	روزے (رمضان) کی گواہی	627
9	جامع ترمذی	روزے کا بیان	لوگوں کے ہمراہ روزہ رکھنا اور نہ رکھنا	633
10	جامع ترمذی	روزے کا بیان	سفر کے آغاز کا حکم	729
11	جامع ترمذی	روزے کا بیان	قاضی کے بارے میں احادیث	1244
12	جامع ترمذی	روزے کا بیان	کسی کی زمین پر اجازت کے بغیر کھیتی باڑی کرنا	1287
13	جامع ترمذی	نذر اور قسم کا بیان	معصیت کی نذر نہیں مانی جاتی	1444
14	جامع ترمذی	جہاد کا بیان	شہداء کی فضیلت	1568
15	جامع ترمذی	جہاد کا بیان	گدھے کی گھوڑی سے ہم جفتی مکروہ ہے	1623

کہ حضرت شیخ کے پوتے' شیخ ابوصالح نصر بن شیخ عبدالرزاق گیلانی بن شیخ عبدالقادر گیلانی' حنابلہ کے پہلے قاضی القضاۃ بنے تھے اور انہوں نے فقہ حنبلی کی ترویج واشاعت میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

عرض کی گئی   لوگ خود کو اہلحدیث کیوں کہلاتے ہیں؟

ارشاد فرمایا   گلاب کے پھول کو'' بوٹا'' کہہ دینے سے اس کی خوشبو کم نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح کانٹے کو'' خار مغیلاں'' کہنے سے اس کی چبھن ختم نہیں ہو جاتی بلکہ کانٹے کا نام'' ریحان'' (خوشبودار پودے کو کہتے ہیں) بھی رکھ دیا جائے تو بھی اس کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی۔

دوسری صدی ہجری میں مسلمانوں میں ایک فرقہ نمودار ہوا جو خود کو'' اصحاب العدل والتوحید'' (موحدین) کہا کرتے تھے۔ ان کے مقابلے میں تیسری یا شاید چوتھی صدی ہجری میں'' اہل سنت'' کی اصطلاح متعارف کروائی گئی موجودہ زمانے میں'' اہل حدیث'' بھی '' موحد'' ہونے کے دعویدار ہیں۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ خوارج جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا۔ معتزلہ جنہوں نے امام احمد بن حنبل اور دیگر اہل حق کو ایذاء پہنچائیں۔ شیخ نجدی' جن کے معتقدین نے حرمین شریفین میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا اور عہد حاضر کے یہ مہربان'' اہلحدیث'' سب میں ایک ہی فکر ایک ہی سوچ کارفرما ہے۔ ہم موحد ہیں۔ بقیہ ساری امت شرک میں مبتلا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شرک میں مبتلا ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل شرک کا شکار ہیں۔ امت کی اکثریت شرکیہ عقائد کی حامل ہے۔

کہیں ایسا تو نہیں ہے؟ شیطان (نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق) جب'' اس بات سے مایوس ہو گیا کہ مسلمانوں میں شرک کو عام کر سکے'' تو اس نے ایک نئے منصوبے کے تحت'' شرک ساز ادارہ''(Mushrik Makers Ltd) کی داغ بیل ڈال کے اہل اسلام کو گمراہ کرنے کا نیا منصوبہ بنایا ہو؟ آخر اس نے بارگاہ رب العزت میں اس عزم کا اظہار بھی تو کیا تھا

'' (اے میرے پروردگار!) تیری عزت کی قسم! میں ان سب (بنی نوع انسان) کو ضرور بالضرور گمراہ (کرنے کی کوشش) کروں گا''۔

نوٹ: یہ فوائد راقم کی تصنیف'' معین القاری شرح صحیح بخاری'' سے نقل کیے گئے ہیں۔ جہانگیر عفی عنہ

45	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل	3634
46	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل	3649
47	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل	3675
48	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے مناقب	3698
49	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے فضائل	3832
50	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	ثقیف اور بنو حنیفہ کا تذکرہ	3881

اوپر دی گئی فہرست میں بعض احادیث کو امام ترمذی نے براہ راست امام بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ بعض کی سند میں تحویل کے بعد امام بخاری کی سند نقل کی ہے اور بعض روایات کے آخر میں متابع یا شاہد کے طور پر یہ بات نقل کی ہے کہ اس روایت کو امام بخاری نے بھی نقل کیا ہے۔

مزید لطف کی بات یہ ہے کہ جن احادیث کو امام ترمذی نے امام بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے اور جن کی کل تعداد صرف 50 ہے۔

ان میں سے صرف 7 روایات ایسی ہیں جنہیں خود امام بخاری نے بھی نقل کیا ہے۔ ان 50 روایات میں بعض ایسی ہیں جنہیں نقل کرنے میں امام ترمذی منفرد ہیں اور صحاح کے بقیہ مؤلفین میں سے کسی اور نے انہیں نقل نہیں کیا۔ عین ممکن ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان روایات کو اس لیے نقل نہ کیا ہو کیونکہ وہ ان کے معیار پر پوری نہ اترتی ہوں۔ ذیل میں ہم ان روایات کی نشاندہی کر رہے ہیں جنہیں امام ترمذی نے اپنی "جامع" میں امام بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے اور امام بخاری نے خود بھی ان روایات کو اپنی "صحیح" میں نقل کیا ہے جن کی تعداد صرف 7 ہے۔ یہاں ہم ترمذی کا حوالہ صرف نمبر کے طور پر دیں گے۔ تفصیلی حوالے کے لئے آپ سابقہ صفحات میں ترمذی کا حوالہ دیکھ سکتے ہیں جبکہ بخاری کے حوالے کی مفصل وضاحت کریں گے۔

1	ترمذی	562	بخاری	علم کا بیان	رب زدنی علما کی تفسیر	61
2	ترمذی	1444	بخاری	قسم کا بیان	نیکی کی نذر	6202
3	ترمذی	1627	بخاری	جمعہ کا بیان	جمعہ شہر میں ادا کیا جائے گا	844
4	ترمذی	2472	بخاری	اذان کا بیان	سجدے کی فضیلت	764
5	ترمذی	2789	بخاری	مناقب کا بیان	خاتم النبیین کا تذکرہ	3270
6	ترمذی	3554	بخاری	مناقب کا بیان	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر	3272
7	ترمذی	3698	بخاری	مغازی کا بیان	عمرہ قضاء کا ذکر	3920

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین میں سے امام ترمذی کے علاوہ امام نسائی نے امام بخاری کے حوالے سے صرف ایک روایت نقل کی ہے جس کا حوالہ درج ذیل ہے۔ سنن نسائی کی کل روایات 5662 ہیں۔

نسائی	روزے کا بیان	رمضان میں صدقہ وخیرات کرنے کی فضیلت	2069

جو لوگ محدثین کے امام ابوحنیفہ سے عدم روایت پر تنقید کرتے ہیں۔ ان کیلئے یہ تفصیلات یقیناً ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ثابت ہوں گی؟ ہم یہ امید کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ان تفصیلات کو پڑھنے کے بعد اپنی سوچ اور زاویہ نظر میں ترمیم و اصلاح کرنے کی کوشش

16	جامع ترمذی	جہاد کا بیان	حاکم کے بارے میں ہدایات	1627
17	جامع ترمذی	زہد کا بیان	دنیا کی حقیقت کی مثال	2247
18	جامع ترمذی	زہد کا بیان	اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا	2268
19	جامع ترمذی	زہد کا بیان	صحابہ کرام کا طرز زندگی	2292
20	جامع ترمذی	قیامت کا بیان	حوض کوثر کا ذکر	2368
21	جامع ترمذی	جنت کا بیان	جنت کے بازاروں کا تذکرہ	2472
22	جامع ترمذی	علم کا بیان	فقہ کی عبادت اور فضیلت	2605
23	جامع ترمذی	آداب کا بیان	معانقہ کرنا اور بوسہ دینا	2656
24	جامع ترمذی	مثالوں کا بیان	نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کی مثال	2789
25	جامع ترمذی	مثالوں کا بیان	نماز روزے اور صدقے کی مثال	2790
26	جامع ترمذی	مثالوں کا بیان	ابن آدم اس کی زندگی اور خواہشات	2796
27	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ آل عمران	2808
28	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ آل عمران	2809
29	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ اخلاص	2826
30	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	نبی اکرم ﷺ کی قرأت کا طریقہ	2849
31	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	نبی اکرم ﷺ کس طرح قرأت کرتے تھے	2850
32	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ توبہ	3016
33	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ حجر	3052
34	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ حج	3094
35	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ روم	3118
36	جامع ترمذی	قرآن کی فضیلت کا بیان	سورۂ زمر	3163
37	جامع ترمذی	دعاؤں کا بیان	کھانے کے بعد کی دعا	3380
38	جامع ترمذی	دعاؤں کا بیان	مہمان کی دعا	3501
39	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم ﷺ کی فضیلت	3539
40	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم ﷺ کی فضیلت	3547
41	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	بعثت نبوی کا ذکر	3554
42	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	بعثت نبوی کا ذکر	3555
43	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	اثبات نبوت کی نشانیاں	3561
44	جامع ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک	3570

نسائی نے بھی امام شافعی کے حوالے سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔امام ابوداؤد نے 3 جبکہ امام ابن ماجہ نے صرف 3 روایات امام شافعی کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام مبارک احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ہے۔اپنے زمانے میں محدثین کے جلیل القدر پیشوا ہیں۔صحاح ستہ کے جملہ مؤلفین آپ کے حلقہ دامن سے وابستہ ہیں۔241 ہجری میں بغداد میں آپ کا وصال ہوا۔

ہماری ناقص تحقیق کے مطابق صحیح بخاری میں صرف دو احادیث ایسی ہیں جو امام احمد بن حنبل کے حوالے سے منقول ہیں۔پہلی حدیث احمد بن حسن کے حوالے سے امام احمد بن حنبل سے منقول ہے جبکہ دوسری حدیث کے آخر میں امام بخاری نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ امام احمد بن حنبل کی نقل کردہ روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ان دونوں روایات کے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

(i)	صحیح بخاری	مغازی کا بیان	نبی اکرم ﷺ نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی	4113
(ii)	صحیح بخاری	لباس کا بیان	کیا انگوٹھی پر تین سطریں کندہ کرائی جاسکتی ہیں	5429

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں سند متصل کے ہمراہ 22 روایات'امام احمد کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے اپنی ''جامع'' میں سند متصل کے ہمراہ صرف 2 روایات امام احمد بن حنبل کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے اپنی ''سنن'' میں سند متصل کے ہمراہ 11 روایات امام احمد کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں سند متصل کے ہمراہ 242 روایات'امام احمد بن حنبل کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' میں صرف 4 روایات'امام احمد کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام اوزاعی:

آپ کا نام مبارک عبدالرحمن بن عمرو بن ابوعمرو ہے۔آپ کی کنیت بھی ابوعمرو ہے جبکہ آپ امام اوزاعی کے نام سے مشہور ہیں۔شام کے رہنے والے تھے۔157 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے معاصرین میں شامل ہیں۔شام میں'علم فقہ وحدیث میں آپ کو وہی مقام حاصل تھا جو کوفہ اور مدینہ میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک کو حاصل تھا۔

امام بخاری نے'سند متصل کے ہمراہ'امام اوزاعی سے کل 69 احادیث نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ امام اوزاعی کے حوالے سے 85 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ'امام اوزاعی سے 39 احادیث روایت کی ہیں۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ امام اوزاعی سے 131 احادیث روایت کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ'امام اوزاعی سے 85 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ'امام اوزاعی سے 102 روایات نقل کی ہیں۔

امام عبدالرزاق:

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام مبارک عبدالرزاق بن ہمام بن نافع ہے۔آپ یمن کے رہنے والے ہیں۔امام بخاری نے ایک واسطے سے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔آپ کا شمار دوسری صدی ہجری کے اکابر محدثین میں ہوتا ہے۔آپ نے ''المصنف'' کے

کریں گے۔

''معین القاری شرح صحیح بخاری'' میں ہم نے یہ سوال بھی اٹھایا تھا کہ امام بخاری بالخصوص اور صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین بالعموم کی تصانیف کا اس اعتبار سے جائزہ لیا جائے کہ ان حضرات نے جلیل القدر آئمہ متبوعین سے کتنی روایات نقل کی ہیں؟ اور ان روایات کی تعداد کا مکمل کتاب کی جملہ روایات کے مقابلے میں تناسب کیا ہے؟ ہم اس جگہ تفصیل سے یہ تمام جزئیات یہاں پیش نہیں کر سکیں گے۔ البتہ ان کی اجمالی فہرست پیش کر رہے ہیں جو محققین کیلئے مفید ثابت ہوگی۔

امام مالک:

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام مبارک مالک بن انس بن مالک ہے۔ آپ نسبی اعتبار سے عرب ہیں۔ ساری زندگی مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور وہیں واصل بحق ہوئے اپنے وقت میں مدینہ منورہ کے سب سے جلیل القدر عالم محدث اور فقیہ تھے۔

آپ کی کتاب ''موطا'' علم حدیث کے بنیادی مآخذ میں شامل ہے۔ محدثین آپ کے علم وفضل پر متفق ہیں۔ آپ کا انتقال 179 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ کے حوالے سے 701 روایات نقل کی ہیں جبکہ صحیح بخاری کی مجموعی روایات کی تعداد 7008 ہے۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ امام مالک کے حوالے سے کل 432 روایات نقل کی ہیں جبکہ صحیح مسلم کی مجموعی روایات کی تعداد 5362 ہے۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ امام مالک کے حوالے سے کل 186 روایات نقل کی ہیں جبکہ ترمذی شریف کی مجموعی روایات کی تعداد 3891 ہے۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ امام مالک کے حوالے سے کل 467 روایات نقل کی ہیں جبکہ سنن نسائی کی مجموعی روایات کی تعداد 5662 ہے۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ امام مالک کے حوالے سے کل 322 روایات نقل کی ہیں جبکہ سنن ابوداؤد کی مجموعی روایات کی تعداد 4590 ہے۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ امام مالک کے حوالے سے 95 روایات نقل کی ہیں جبکہ ابن ماجہ کی مجموعی روایات کی تعداد 4332 ہے۔

امام شافعی:

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام مبارک محمد بن ادریس ہے۔ نسبی اعتبار سے آپ قریشی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے جد امجد ہاشم کے بھائی مطلب کی اولاد میں سے ہیں۔ مشہور روایت کے مطابق آپ 150 ہجری میں فلسطین میں پیدا ہوئے اور 204 ہجری میں مصر میں انتقال فرمایا جہاں آپ کا مزار مبارک قبلہ حاجات خلائق ہے۔ آپ کو امام مالک اور امام محمد کی شاگردی کا شرف حاصل ہے جبکہ امام احمد بن حنبل نے آپ سے اخذ واستفادہ کیا ہے۔ آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ فقہاء اور محدثین آپ کے علم وفضل پر متفق ہیں۔ امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں کوئی ایک روایت بھی امام شافعی کے حوالے سے نقل نہیں کی ہے۔ اسی طرح امام مسلم، امام ترمذی اور

کا انتقال 175 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' 479 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ 501 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' 169 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ 303 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ 175 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' 131 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے 'سند متصل کے ہمراہ 540 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن مبارک:

عبداللہ بن مبارک فقہاء اور محدثین کے مسلمہ پیشوا سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کو امام اعظم ابوحنیفہ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے جبکہ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین آپ کے بالواسطہ شاگردوں کی صف میں شامل ہیں۔ مشہور صوفی بزرگ سید علی ہجویری آپ کا تعارف ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

''سید زہاد و تاد عبداللہ بن المبارک المروزی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی ذی مقام بزرگ تھے۔ شریعت و طریقت کے تمام احوال اسباب کے عالم اور اپنے زمانے کے امام تھے۔ آپ نے کئی مشائخ کا زمانہ پایا اور ان کی صحبت اٹھائی۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے خصوصی متعلقین اور تلامذہ میں سے تھے۔

آپ مرو سے کوچ کر کے بغداد تشریف لائے اور یہاں مدتوں مشائخ کی صحبت میں رہے پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور کافی عرصہ وہاں مقیم رہے۔ دوبارہ مرو واپس آئے تو وہاں کے تمام لوگ آپ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے آپ کیلئے مجالس وعظ و درس کا اہتمام کیا۔ اس وقت مرو کی نصف آبادی اہل رائے اور بقیہ نصف اہل حدیث کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ دونوں گروہوں سے مصالحت و موافقت سے پیش آتے تھے یہاں تک کہ دونوں فریق آپ کو اپنا سمجھتے تھے۔ آپ نے دو عمارتیں بنوائیں ایک صاحبان حدیث و سنت کیلئے اور دوسری اصحاب عقل و رائے کیلئے اور یہ دونوں عمارتیں آج بھی موجود ہیں۔[1]

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' 266 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ 59 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ 154 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ' 292 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ 56 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ 27 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے 'سند متصل کے ہمراہ 417 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

---

[1] ہجویری' علی بن عثمان' کشف المحجوب (234)

نام سے احادیث کا ایک قابل قدر ذخیرہ مرتب کیا جو "مصنف عبدالرزاق" کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کتاب میں وہ مشہور حدیث موجود ہے جسے "حدیث نور" کہا جاتا ہے جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ آپ کا وصال 211 ہجری میں یمن میں ہوا۔

صحاح ستہ کے تقریباً تمام مؤلفین نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ 118 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ 646 احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ 151 احادیث آپ کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ 111 احادیث آپ کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ 207 احادیث آپ کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ 96 احادیث آپ کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے براہ راست آپ سے احادیث روایت کی ہیں جبکہ صحاح ستہ کے مؤلفین نے واسطوں کے ہمراہ آپ سے احادیث نقل کی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ:

آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور نام مبارک عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ ہے۔ آپ عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان جیسے اکابر محدثین سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ نے حدیث کا ایک مجموعہ بھی مرتب کیا ہے جو "مصنف ابن ابی شیبہ" کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا انتقال 235 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1528 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے صرف 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 60 احادیث نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1151 احادیث نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل بھی آپ کے وابستہ دامن رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی مسند میں آپ سے 184 احادیث نقل کی ہیں۔

امام لیث بن سعد:

آپ کی کنیت ابوالحارث اور نام مبارک لیث بن سعد بن عبدالرحمن ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے معاصرین میں شامل ہیں۔ اپنے زمانے میں ملک مصر میں علم حدیث اور فقہ کے مسلم پیشوا سمجھے جاتے تھے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے بالواسطہ طور پر آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل نے بھی واسطوں کے ہمراہ آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

4-ابان بن یزید: آپ کی کنیت ابویزید ہے۔آپ اکابر تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔بصرہ کے رہنے والے تھے۔آپ کا انتقال 160 ہجری میں ہوا۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل کی ہیں۔

5-ابوبکر بن ابوموسیٰ عبداللہ: آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔آپ درمیانے طبقے کے تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔نسبی طور پر آپ اشعری ہیں۔کوفہ میں اقامت پذیر ہے۔106 ہجری میں انتقال ہوا۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

6-ابوبکر بن المنکدر بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔آپ کا تعلق طبقہ تبع تابعین سے ہے۔بنوتمیم سے نسبی تعلق تھا۔مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

7-ابوبکر بن سالم بن عبداللہ بن: آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔آپ کم سن تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ مدینہ منورہ کے رہنے

صحیح بخاری کے رواۃ حدیث

1- آدم بن ابوایاس: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ کم سن تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام بخاری کے اساتذہ میں شامل ہیں جبکہ آپ کے اساتذہ میں امام لیث بن سعد کا نام نمایاں ہے۔

امام بخاری نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 202 روایات نقل کی ہیں

امام ترمذی نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

2- آدم بن علی: آپ درمیانی عمر کے تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔

امام بخاری نے دو واسطوں سے آپ سے صرف ایک روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین میں سے اور کسی نے بھی ان سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

3- آمنہ بنت محصن: آپ کی کنیت ام قیس ہے۔ یہ خاتون صحابیہ ہیں۔ ان کا تعلق بنو اسد سے تھا۔ مدینہ منورہ [illegible] کی تھیں۔

امام بخاری نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں

امام مسلم نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

نوٹ: راقم نے "معین القاری شرح صحیح بخاری" میں یہ سوال اٹھایا تھا کہ ائمہ متبوعین نے "صحاح ستہ" سے [illegible] کتنی روایات نقل کی ہیں اس بات کا جائزہ لیا جانا چاہیے اس کے جواب میں "جمال السنہ" کے مقدمے میں بعض ائمہ متبوعین سے متعلق "اعداد و شمار" نقل کیے گئے۔ جنہیں دیکھ کر بعض احباب نے تحسین آمیز حوصلہ افزائی کی ان میں سے بعض مہربانوں نے یہ مشورہ دیا کہ اگر "صحیح بخاری" کے جملہ راویوں سے متعلق "اعداد و شمار" نقل کر دیے جائیں تو یہ ایک نئی اور مفید خدمت ہوگی۔ دیگر احباب سے اس بارے میں مشورہ لیا گیا تو انہوں نے بھی اس کی تائید کی کیونکہ "صحیح بخاری" کے جملہ راویوں کی تعداد خاصی زیادہ ہے اس لیے ان معلومات کو "جمال السنہ" کی تمام جلدوں کے آغاز میں تقسیم کر دینے کا فیصلہ کیا گیا جب بعض کام ہو گیا تو چند دوستوں نے فرمائش کی کہ جس طرح مقدمے میں "جامع ترمذی" کے تفصیلی حوالے دیے گئے ہیں کہ امام ترمذی نے کون سی؟ کہاں؟ روایت امام بخاری کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اسی طرح ان تمام راویوں کی روایت کے حوالہ جات کی مفصل وضاحت کی جائے لیکن وقت اور محل دونوں اس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے اس لیے اس سے معذرت [illegible] ہوئے [illegible] ہیں کہ توفیق الٰہی شامل حال رہی تو آئندہ بھی کسی مستقل تصنیف کی شکل میں یہ معلومات مزید اضافہ جات اور تفصیلی حوالہ جات کے ہمراہ اسماء الرجال کی کتب کی طرز پر آپ کی خدمت میں پیش کریں گے تاکہ بالخصوص دورہ حدیث کے طلباء کے لیے مفید و معاون ہوں --- جہانگیر مغل عفی عنہ

امام ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

12- ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمٰن: آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں اور تابع تابعین میں سے ایک ہیں۔

امام بخاری مسلم ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے صرف 1، 1 روایت نقل کی ہے
جبکہ امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

13- ابوبکر بن عیاش بن سالم: آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اکابر تبع تابعین میں شامل ہیں۔ 193 ہجری میں کوفہ میں انتقال ہوا۔ امام عبداللہ بن مبارک اور ابن ابی شیبہ نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

14- ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم: آپ کی کنیت محمد ہے۔ آپ کا تعلق انصار کے قبیلے بنو نجار سے ہے۔ کم سن تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ 120 ہجری میں انتقال فرمایا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 39 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

15- ابوزرعہ بن عمرو بن جریر: آپ کی کنیت ابوزرعہ ہے۔ آپ کا تعلق طبقہ تابعین سے ہے۔ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 116 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔

والے تھے۔ آپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پوتے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ چار مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

8- ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگردوں میں شامل ہیں جبکہ ابن شہاب زہری نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

9- ابوبکر بن عبدالرحمن بن آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہے اور 194 ہجری میں انتقال ہوا۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

10- ابوبکر بن عبداللہ بن ابوملیکہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ نسبی طور پر آپ کا تعلق بنوتمیم سے ہے جبکہ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے صرف امام بخاری نے آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

11- ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ کا تعلق انصار کے قبیلے اوس کے ساتھ ہے۔ آپ حضرت ابوامامہ باہلی جیجز کی اولاد میں سے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

ہیں۔ خود آپ بھی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ سے امام بخاری' نسائی اور ابن ماجہ نے 1,1 روایت نقل کی ہے
جبکہ امام مسلم' ترمذی اور ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔
21- ابی ابن العباس بن سھل بن سعد: آپ انصاری ہیں اور اکابر تبع تابعین میں سے ایک ہیں۔ مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہے۔
آپ سے امام بخاری اور ترمذی نے 1,1 جبکہ امام ابن ماجہ نے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' نسائی اور ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔
22- ابی بن کعب بن قیس: آپ کی کنیت ابوالمنذر ہے۔ مشہور صحابی رسول ہیں۔ انصار کے قبیلے خزرج سے آپ کا تعلق تھا۔ 32 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
23- احمد ابن ابوطیب سلیمان: آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے۔ آپ نے تبع تابعین سے استفادہ کیا ہے۔ امام بخاری کے استاد ہیں۔ 230 ہجری میں انتقال ہوا۔
امام بخاری اور امام ترمذی نے آپ سے 1,1 روایات نقل کی ہے
جبکہ امام مسلم' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔
24- احمد بن ابوبکر القاسم بن الحارث: آپ کی کنیت ابومصعب ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ 242 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔
25- احمد بن اسحاق بن الحصین: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بخارا کے رہنے والے ہیں۔ 242 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں

16- ابوسعید بن المعلی: آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا تعلق انصار سے تھا۔ آپ سن 73 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے 1, 1 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

17- ابوسفیان مولی عبداللہ بن ابواحمد: آپ کی کنیت ابوسفیان ہے۔ آپ کا تعلق بنو اسد سے تھا۔ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

18- ابوکبشہ: آپ شام کے رہنے والے تھے اور اکابر تابعین میں شامل ہیں۔ آپ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
جبکہ امام مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

19- ابولیلیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمن: آپ کی کنیت ابولیلیٰ ہے۔ آپ کا تعلق انصار سے ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے صرف 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

20- ابویزید: تاریخ کی کتابوں سے آپ کے نام کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا۔ تاہم آپ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی

صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مؤلفین میں سے کسی نے بھی آپ سے کوئی بھی روایت نقل نہیں کی۔

32-احمد بن بشیر مولی عمرو: آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔آپ کا تعلق بنومخزوم سے ہے۔آپ نے کوفہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔آپ کا انتقال 97 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

اور امام ابن ماجہ نے صرف 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم' نسائی اور ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

33-احمد بن حفص بن عبداللہ بن راشد: آپ کی کنیت ابوعلی ہے۔آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ بعد میں حمص میں رہائش اختیار کر لی۔آپ کا انتقال 258 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔

اابوداؤد نے 7 روایات آپ کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

امام مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

34-احمد بن حمید: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ کوفہ کے رہنے والے تھے۔آپ کا انتقال 230 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے آپ کے حوالے سے صرف 1 روایت نقل کی ہے

جبکہ صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مؤلفین میں سے کسی ایک نے بھی آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

35-احمد بن سعید بن ابراہیم: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ حمص کے رہنے والے تھے جبکہ آپ کا انتقال' 246 ہجری میں ''قسم'' میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے ایک روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

36-احمد بن سعید بن صخر: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے۔آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ حمص کے رہنے والے تھے جبکہ آپ کا انتقال نہاوند میں 253 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔

صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مولفین میں سے کسی نے بھی آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

26- احمد بن اشکاب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ مرو کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 217 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں

صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مولفین میں سے کسی ایک نے بھی آپ سے کوئی ایک روایت بھی نقل نہیں کی۔

27- احمد بن الحارث: آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 222 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے آپ کے حوالے سے صرف 1 روایت نقل کی ہے

جبکہ صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مولفین میں سے کسی نے بھی آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

28- احمد بن الحسن بن جنیدب: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ حمص کے رہنے والے تھے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔

صحاح ستہ کے بقیہ چار مولفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

29- احمد بن الصباح بن ابوسریج: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ بغداد کے رہنے والے تھے جبکہ آپ کا انتقال 'رے' میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

30- احمد بن المقدام بن سلیمان: آپ کی کنیت ابوالاشعث ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 253 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم اور ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

31- احمد بن النضر بن عبدالوہاب: آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ نیشاپور کے رہنے والے تھے لیکن آپ نے حمص میں رہائش اختیار کر لی۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

42-احمد بن عبداللہ بن ایوب: آپ کی کنیت ابوالولید ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ امام بخاری احمد بن ابورجاء کے نام سے آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ ہرات کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں حمص میں مقیم ہو گئے۔ آپ کا انتقال 232 ہجری میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں
صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مؤلفین میں سے کسی ایک نے بھی آپ سے کوئی بھی روایت نقل نہیں کی۔

43-احمد بن عبداللہ بن علی: آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 252 ہجری میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں
جبکہ امام نسائی اور ابوداؤد نے 4,4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی بھی روایت نقل نہیں کی۔

44-احمد بن عبداللہ بن یونس: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ امام بخاری احمد بن یونس کہہ کر آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے اور وہیں 227 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 73 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 57 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 85 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

45-احمد بن عبدالملک بن واقد: آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ امام بخاری آپ کا نام احمد بن واقد کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ آپ کا تعلق بنواسد سے ہے۔ الجزیرہ میں رہائش پذیر رہے اور بغداد میں 221 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔
امام بخاری اور ابن ماجہ نے آپ کے حوالے سے 4,4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' ترمذی' نسائی اور ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

46-احمد بن عبیداللہ بن سہیل: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بصرہ میں رہائش پذیر رہے۔ آپ کا انتقال 224 ہجری میں ہوا۔
امام بخاری نے آپ کے حوالے سے صرف 1 روایت نقل کی ہے
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

امام ترمذی نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

37- احمد بن سنان بن اسد بن حبان: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کا انتقال 259 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی اور نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

38- احمد بن سیار بن ایوب: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ حمص کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 268 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے آپ سے صرف 1 روایت نقل کی ہے

امام نسائی نے بھی صرف 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین میں سے امام مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

39- احمد بن شبیب بن سعید: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 229 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین میں سے کسی نے بھی آپ سے کوئی بھی روایت نقل نہیں کی۔

40- احمد بن صالح: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ نسب کے اعتبار سے آپ مصری ہیں۔ تاہم آپ نے مصر میں رہائش اختیار کی۔ آپ کا انتقال 248 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں

امام ابوداؤد نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 162 روایات نقل کی ہیں۔

جبکہ امام ابن ماجہ نے صرف 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

41- احمد بن عبداللہ بن ابوشعیب: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ الجزیرہ میں رہائش پذیر تھے۔ تاہم نسبی طور پر آپ قریشی تھے۔ آپ کا انتقال 233 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے "سند متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

52-احمد بن محمد بن موسیٰ: آپ کی کنیت ابوالعباس ہے آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 238ھ ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

53-احمد بن منیع بن عبدالرحمان: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے' آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 244ھ ہے
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

54-احمد بن یزید بن ابراہیم: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' آپ العزیرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

55-احمد بن یعقوب: آپ کی کنیت ابویعقوب ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

56-ازرق بن قیس: آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

57-ازھر بن جمیل بن جناح: آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بنوہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 251ھ ہے
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

58-ازھر بن سعد: آپ کی کنیت ابوبکر ہے' آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 203ھ ہے' آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

47- احمد بن عثمان بن حکیم آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 261 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی اور ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

48- احمد بن عمر آپ کی کنیت ابوجعفر ہے اور آپ کا لقب حمدان ہے۔ امام بخاری آپ کے نام کے بجائے آپ کے مشہور لقب کے ہمراہ حمدان بن عمر کہہ کر آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ بغداد کے رہنے والے تھے۔ آپ کا انتقال 258 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے آپ کے حوالے سے صرف 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

49- احمد بن عیسیٰ بن حسان آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کا انتقال 243 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی اور ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

50- احمد بن محمد بن الولید آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ عام طور پر امام بخاری 'احمد بن محمد' کہہ کر آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ کا انتقال 222 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے آپ کے حوالے سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

صحاح ستہ کے بقیہ پانچ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

51- احمد بن محمد بن حنبل آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 241 ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 242 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

64-اسلم مولیٰ رسول اللہ: آپ کی کنیت ابورافع ہے آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔ 5
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔

65-اسلم مولیٰ عمر: آپ کی کنیت ابوخالد ہے آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں [illegible] رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 80ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔ 22
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

66-اسماء بنت ابی بکر الصدیق: آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے آپ صحابیہ ہیں۔ آپ کا لقب ذات النطاقین ہے۔ آپ کا سن وفات 73ھ ہے۔ آپ خانوادہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 48 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 68 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

67-اسید بن حضیر بن سماک بن عتیق: آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 20ھ ہے۔ آپ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

59-اسامۃ بن حفص: آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

60-اسامۃ بن زید بن حارثہ: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا سن وفات 54ھ ہے
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 52 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 96 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

61-اسباط: آپ کی کنیت ابوالیسع ہے آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

62-اسباط بن محمد بن عبدالرحمن: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 200ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

63-اسعد بن سہل بن حنیف: آپ کی کنیت ابوامامہ ہے آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 100ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

72-اصبغ بن الفرج بن سعید: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کا انتقال حلب میں ہوا' آپ کا سن وفات 225ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

73-فلیح بن حمید بن نافع: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے' آپ انصار کے قبیلے بونجار سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

74-ام العلاء بنت الحارث بن ثابت: آپ کی کنیت ام العلاء ہے' آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ آپ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

75-ام حرام بنت ملحان بن خالد: آپ کی کنیت ام حرام ہے' آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ آپ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 27ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔3

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

76-ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط: آپ کی کنیت ام کلثوم ہے' آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ آپ بنوامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

68-اسید بن زید بن نجیح آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

69-اشعث بن ابی الشعثاء سلیم آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 125ھ ہے۔آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

70-اشعث بن قیس بن معدی کرب: آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 40ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

71-اشہل بن حاتم: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے'امام بخاری نے آپ کی کنیت ابوحاتم ذکر کی ہے۔
آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 208ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام نسائی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

82-انس بن مالک بن النضر: آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ انصار سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 91ھ ہے۔
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 900 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 1067 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 436 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 411 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 347 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 341 روایات نقل کی ہیں۔

83-اہبان بن اوس: آپ کی کنیت ابوعقبہ ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

84-اوس بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوالجوزاء ہے' آپ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 83ھ ہے۔
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

85-ایمن ابن ام ایمن: آپ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرد الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

86-ایمن بن نابل: آپ کی کنیت ابوعمران ہے' آپ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرد الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

77-ام یعقوب امراۃ من بنی اسد آپ کی کنیت ام یعقوب ہے' آپ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

78-امۃ بنت خالد بن سعید آپ کی کنیت ام خالد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
آپ بنو امیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

79-امیہ بن بسطام بن المنتشر آپ کی کنیت ابوبکر ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا
سن وفات 231ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

80-انس بن سیرین آپ کی کنیت ابوموسیٰ ہے' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا
سن وفات 120ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

81-انس بن عیاض بن ضمرۃ آپ کی کنیت ابوضمرۃ ہے' آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 200ھ ہے۔ آپ
مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 39 روایات نقل کی ہیں۔ 39
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

91-ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید: آپ کی کنیت ابوموسیٰ ہے آپ بنوامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 132ھ ہے۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔

32 امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

92-ابراہیم بن ابوعبلہ شمر بن یقظان: آپ کی کنیت ابواسماعیل ہے آپ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 152ھ ہے۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

93-ابراہیم بن حارث بن اسماعیل: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 265ھ ہے۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

94-ابراہیم بن المنذر بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 70 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم امام نسائی امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

95-ابراہیم بن حمزہ بن محمد: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 230ھ ہے۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

87- <u>ایوب بن ابی تمیمۃ کیسان</u>: آپ کی کنیت ابوبکر ہے' آپ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت [illegible] آپ کا سن وفات 131ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 248 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 408 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 99 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 162 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 162 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 55 روایات نقل کی ہیں۔

88- <u>ایوب بن النجار بن زیاد</u>: آپ کی کنیت ابواسماعیل ہے' آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ یمامہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

89- <u>ایوب بن سلیمان بن بلال</u>: آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 224ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

90- <u>ایوب بن عائذ بن مدلج</u>: آپ بحرین کے قبیلے بنو طے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں [illegible]
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

آپ کا سن وفات 168ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

101 - ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن اسماعیل: آپ کی کنیت ابواسماعیل ہے آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں
امام مسلم امام ترمذی امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

102 - ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابومحمد ہے آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بنومخزوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم امام ترمذی امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

103 - ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ قریش کی شاخ بنوزہرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 96ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

104 - ابراہیم بن عبداللہ بن حسنین: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ بنوہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

96-ابراہیم بن حمید بن عبدالرحمٰن: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 178ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

97-ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص: آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بنوزہرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

98-ابراہیم بن سعد بن ابراہیم: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے' آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ قریش کی شاخ بنوزہرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 190 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 227 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 55 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 62 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 39 روایات نقل کی ہیں۔

99-ابراہیم بن سوید بن حیان: آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

100-ابراہیم بن طہمان بن شعبہ: آپ کی کنیت ابوسعید ہے' آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال مرو الروز میں ہوا۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

108- ابراہیم بن موسٰی بن یزید بن زاذان: آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ رے میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 220ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 92 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 58 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

109- ابراہیم بن میسرہ: آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 132ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

110- ابراہیم بن نافع: آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے' آپ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ بنو مخزوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

111- ابراہیم بن یزید بن شریک: آپ کی کنیت ابو اسماء ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' ابراہیم تیمی' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ بنو تیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 93ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

105- ابراہیم بن عمر بن مطرف آپ کی کنیت ابواسحاق ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' ابراہیم بن ابوالوزیر کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 212ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

106- ابراہیم بن محمد بن حارث آپ کی کنیت ابواسحاق ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' ابواسحاق الفزاری کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ 'شام' میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 185ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

107- ابراہیم بن محمد بن المنتشر آپ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ نے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

116- اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا انتقال 259ھ میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

117- اسحاق بن ابراہیم بن محمد: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ امام بخاری صحیح بخاری کی سند میں "الصواف" کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا انتقال 253ھ میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

118- اسحاق بن ابراہیم بن مخلد: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ اسحاق بن راہویہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الحنظلی المروزی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا انتقال نہاوند میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 238ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 110 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 736 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 398 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

119- اسحاق بن ابراہیم بن نصر: آپ کی کنیت ابوابراہیم ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب السعدی ہے۔ آپ بخارا میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 242ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

120- اسحاق بن ابراہیم بن یزید: آپ کی کنیت ابوالنضر ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الفرادیسی الدمشقی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 227ھ ہے۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 52 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

112- ابراہیم بن یزید بن قیس: آپ کی کنیت ابوعمران ہے' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 96ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 169 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 340 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 70 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 164 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 69 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 85 روایات نقل کی ہیں۔

113- ابراہیم بن یوسف بن اسحاق: آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 198ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

114- ادریس بن یزید بن عبدالرحمٰن: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

115- اسحاق بن ابی عیسیٰ جبریل: آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بغداد

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

125- اسحاق بن شاہین بن الحارث: آپ کی کنیت ابوبشر ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الواسطی ہے۔ آپ ہیت میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

126- اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ: آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے' آپ کا اسم منسوب انصاری بخاری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 132ھ ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 59 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

127- اسحاق بن محمد بن اسماعیل: آپ کی کنیت ابویعقوب ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں ''الفروی'' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 226ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

128- اسحاق بن منصور: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں ''السلولی'' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 205ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

121- اسحاق بن راشد: آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب اموی ہے۔ آپ الجزیرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا انتقال سامراء میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

122- اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید: آپ کا اسم منسوب اموی قریشی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 170ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔8
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

123- اسحاق بن سلیمان: آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا انتقال "رے" میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 200ھ ہے۔ آپ کا اسم منسوب الرازی العبدی ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

124- اسحاق بن سوید بن ہبیرہ: آپ کا اسم منسوب العدوی التیمی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 131 ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

133-اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق: آپ کی کنیت ابویوسف ہے' آپ کا اسم منسوب السبیعی الہمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 160ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 79 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 89 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 49 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔

134-اسماعیل بن ابان: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الوراق الازدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 216ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

135-اسماعیل بن ابی خالد: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب البجلی الاحمسی ہے۔ آپ کا سن وفات 146ھ ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 104 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 139 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 34 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 53 روایات نقل کی ہیں۔

136-اسماعیل بن امیہ بن عمرو: آپ کا اسم منسوب اموی قریشی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 144ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

129-اسحاق بن منصور بن بہرام: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب تمیمی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا انتقال نہاوند میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 251ھ ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 81 روایات نقل کی ہیں۔ 81'
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 110 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 63 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 57 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

130-اسحاق بن وہب بن زیاد: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب علاف ہے۔ آپ بیت میں اقامت پذیر رہے ہیں

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

131-اسحاق بن یوسف بن مرداس: آپ کی کنیت ابو محمد ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں 'اسحاق الازرق' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب مخزومی ہے۔ آپ بیت میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 195ھ ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

132-اسرائیل بن موسیٰ: آپ کی کنیت ابو موسیٰ ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں 'ابو موسیٰ' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب بصری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 338 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 49 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

142-اسماعیل بن زکریا بن مرۃ: آپ کی کنیت ابوزیادہ ہے' آپ کا اسم منسوب اسدی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 174ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

143-اسماعیل بن عبداللہ بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الاصبحی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 226ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 238 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

144-اسماعیل بن عبیداللہ بن ابوالمہاجر: آپ کی کنیت ابوعبدالحمید ہے' آپ کا اسم منسوب مخزومی ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 131ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

137- اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے' آپ کا اسم منسوب اسدی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 169ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

138- اسماعیل بن ابراہیم بن معمر: آپ کی کنیت ابومعمر ہے' آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 236ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی' امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

139- اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم: آپ کی کنیت ابوبشر ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' ابن علیہ کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب اسدی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال بغداد میں ہوا' آپ کا سن وفات 193ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 69 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 307 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 73 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 118 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 81 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 53 روایات نقل کی ہیں۔

140- اسماعیل بن الخلیل: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الخزاز ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 225ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

141- اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے' آپ کا اسم منسوب انصاری الزرقی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال بغداد میں ہوا' آپ کا سن وفات 180ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

150- الاسود بن قیس: آپ کی کنیت ابوقیس ہے' آپ کا اسم منسوب العبدی ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

151- اسود بن بلال: آپ کی کنیت ابوسلام ہے' آپ کا اسم منسوب المحلالی ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 84ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

152- اسود بن یزید بن قیس: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے' آپ کا اسم منسوب نخعی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 75 ہے۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 86 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 163 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 113 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 62 روایات نقل کی ہیں۔

153- براء بن عازب بن الحارث: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے' یہ صحیح بخاری کے واحد راوی ہیں جن کا نام "ب" سے شروع ہوتا ہے۔ آپ صحابی رسول ہیں۔ آپ کا تعلق انصار سے ہے۔ آپ کا قبیلہ اوس ہے۔ کوفہ میں اقامت گزین رہے اور وہیں 72 ہجری میں

145-اسماعیل بن مجالد بن سعید: آپ کی کنیت ابوعمر ہے' آپ کا اسم منسوب ہمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

146-اسماعیل بن محمد بن سعید: آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپ کا تعلق بنوزہرہ سے ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 134ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

147-ایاس بن سلمہ بن الاکوع: آپ کی کنیت ابوسلمہ ہے' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 119ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

148-ابنۃ الحارث بن عامر بن نوفل: یہ خاتون صحابیہ ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

149-الاسود بن عامر: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں ''شاذان'' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الشامی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 208ھ ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

157- حارث بن یزید: آپ کا اسم منسوب تیمی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

158- حسن بن ابی الحسن یسار: آپ کی کنیت ابوسعید ہے' آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 110ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 71 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 72 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 96 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 122 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 856 روایات نقل کی ہیں۔

159- حسن بن اسحاق بن زیاد: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کا اسم منسوب اللیثی المروزی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 241ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

160- حسن بن الربیع بن سلیمان: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب البجلی القری ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 220ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

161- حسن بن الصباح: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب البزار الواسطی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن

آپ کا انتقال ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 149 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 152 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 59 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 66 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 60 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔

154- حارث بن ربعی: آپ کی کنیت ابوقتادہ ہے امام بخاری آپ کی کنیت کے ذریعے آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ صحابی رسول ہیں۔ آپ کا تعلق انصار سے ہے۔ البتہ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ سن وفات 54 ہجری ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 56 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 112 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔

155- حارث بن سوید: آپ کی کنیت ابوعائشہ ہے آپ کا اسم منسوب تیمی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

156- حارث بن شمیل بن عوف: آپ کی کنیت ابوالطفیل ہے آپ کا اسم منسوب الجلی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

167- حسن بن عبداللہ: آپ کا اسم منسوب العرنی البجلی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

168- حسن بن علی بن محمد: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' الخلال الہذلی کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔
آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا سن وفات 242ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 117 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 118 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 168 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

169- حسن بن عمر بن شقیق بن اسماء: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' البصری کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا' آپ کا سن وفات 232ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

170- حسن بن عمرو: آپ کو صحابہ کا زمانہ نصیب ہوا لیکن ان کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ آپ کوفہ میں رہائش پذیر رہے۔
آپ کا انتقال 142 ہجری میں ہوا۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

171- حسن بن محمد بن اعین: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' الحرانی کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ الجزیرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 210ھ ہے۔

وفات 249ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم' امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

162- حسن بن بشیر بن سلم: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسمِ منسوب البجلی ہمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 221ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

163- حسن بن خلف بن شاذان بن زیادہ: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الجزار الواسطی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 246ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

164- حسن بن ذکوان: آپ کی کنیت ابوسلمہ ہے' آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی' امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

165- حسن بن شجاع بن رجاء: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسمِ منسوب بلخی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 244ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

166- حسن بن عبدالعزیز بن الوزیر: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الجذامی الجروی ہے۔ آپ مصر میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال عراق میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 257ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

176- حسن بن منصور بن ابراہیم: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

177- حسن بن موسیٰ: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ کا اسم منسوب بغدادی ہے۔ آپ الجزیرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا انتقال رے میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 209ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

178- حسین بن ابراہیم بن الحرہ: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب العامری الخراسانی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 216ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

179- حسین بن الحسن بن یسار: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 188ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

180- حسین بن حریث بن الحسن: آپ کی کنیت ابوعمار ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

172- حسن بن محمد بن الصباح: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔آپ کا اسم منسوب زعفرانی ہے۔آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 260ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

173- حسن بن محمد بن علی: آپ کی کنیت ابو محمد ہے' آپ حضرت علی ؓ کے پوتے ہیں۔آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 99ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

174- حسن بن مدرک بن بشیرہ: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں لی ہے۔

175- حسن بن مسلم بن یناق: آپ کا اسم منسوب مکی ہے۔آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات 203ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

184- حسین بن عیسیٰ بن حمران: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الطائی' القومسی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال [illegible] میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 247ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

185- حسین بن محمد بن بہرام: آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب التمیمی' المروزی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 213ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

186- حسین بن محمد بن زیاد: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا سن وفات 289ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

187- حسین بن منصور بن جعفر: آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا سن وفات 238ھ ہے۔

حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الفزاعی المروزی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 244ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 63 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

181- حسین بن ذکوان: امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں ''حسین المعلم'' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 145ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

182- حسین بن علی بن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ نوجوان جنت کے سردار ہیں۔ 61 ہجری میں کربلا میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے فضائل ومناقب بے حد وشمار ہیں۔ امام بخاری نے آپ کے حوالے سے 9 روایات نقل کی ہیں۔ یہ تمام روایات آپ نے اپنے عالی وقار والد ماجد حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہیں اور امام حسین نے ان روایات کو امام حسین کے صاحبزادے علی بن حسین نے روایت کیا ہے جو امام زین العابدین کے نام سے مشہور ہیں۔ صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین میں سے امام مسلم نے 5' امام ترمذی نے 3' امام نسائی نے 3' امام ابوداؤد نے اور امام ابن ماجہ نے 4 روایات امام حسین کے حوالے سے روایت کی ہیں۔ امام ابن ماجہ نے اپنی کتاب کے مقدمے میں ایک روایت 64 ایسی نقل کی ہے جسے امام علی رضا نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم' انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق' انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر' انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین اور انہوں نے اپنے والد امام حسین' انہوں نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ ابوالصلت نامی محدث کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ اگر اس سند کو کسی پاگل پر پڑھا جائے۔ تو ان مقدس ہستیوں کے ناموں کی برکت کی وجہ سے وہ پاگل ٹھیک ہو جائے۔

یہاں اس بات کی وضاحت مناسب ہوگی کہ امام بخاری و امام مسلم نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حوالے سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔ تاہم صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین میں سے امام ترمذی نے 5' امام نسائی نے 7' ابوداؤد نے 3 اور ابن ماجہ نے 1 روایت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے۔

183- حسین بن علی بن الولید: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب الجعفی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

192-الربیع بن خثیم بن عائذ: آپ کی کنیت ابویزید ہے' آپ کا اسم منسوب الثوری ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 61ھ ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

193-الربیع بن نافع: آپ کی کنیت ابوتوبہ ہے' آپ طبرستان میں اقامت پذیر رہے ہیں طبرستان' آپ کا سن وفات 241 ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

194-الربیع بن یحییٰ بن مقسم: آپ کی کنیت ابوالفضل ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 224 ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

195-الربیع بنت معوذ بن عفراء: یہ خاتون صحابیہ ہیں۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلے بنو بخار سے ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

188- حکم بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوالنعمان ہے' آپ کا اسم منسوب انصاری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

189- حکم بن عتیبہ: آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الکندی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 113ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 57 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 116 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 77 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 43 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 51 روایات نقل کی ہیں۔

190- حکم بن عمرو بن مجدع: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الغفاری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 50 ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

191- حکم بن نافع: آپ کی کنیت ابوالیمان ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 222ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 320 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 51 روایات نقل کی ہیں۔

200-زبیر بن عربی: آپ کی کنیت ابوسلمہ ہے' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

02-سائب بن فروخ: آپ کی کنیت ابوعباس ہے۔ امام بخاری' صحیح بخاری کی سند میں' ابوالعباس کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

203-سائب بن یزید بن سعید: آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 91ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

204-صلت بن محمد بن عبدالرحمٰن: آپ کی کنیت ابوحمام ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

205-ضحاک بن شراحیل: آپ کا اسم منسوب المشرقی' الہمدانی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

196-زبیر بن الخریت: آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

197-زبیر بن عوام بن خویلد: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ صحابی رسول ہیں۔ آپ کا تعلق قریش سے مشہور شاخ ... سے ہے۔ سن 36 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

198-زبیر بن المنذر بن ابی اسید: ان کے بارے میں یہی منقول ہے کہ انہوں نے صحابہ کا زمانہ پایا لیکن ان کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں ہوتی۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

199-زبیر بن عدی: آپ کی کنیت ابوعدی ہے آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 131ھ ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

210- فضل بن عباس بن عبدالمطلب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ نبی اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ کا انتقال 15 ہجری میں شام میں ہوا۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

211- فضل بن العلاء: آپ کی کنیت ابوعباس ہے' آپ کا اسم منسوب الکوفی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

212- فضل بن دکین بن حماد بن زہیر: آپ کی کنیت ابونعیم ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 218ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 191 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 55 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔

213- فضل بن سہل بن ابراہیم: آپ کی کنیت ابوعباس ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے۔ آپ کا سن وفات 255ھ ہے۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا لقب "الاعرج" ہے۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

206- ضحاک بن قیس بن معاویہ: آپ کی کنیت ابو بحر ہے' امام بخاری 'صحیح بخاری کی سند میں'' احنف بن قیس' کہہ کر آپ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التمیمی 'السعدی ہے۔ آپ کا لقب'' احنف'' ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 67ھ ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

207- ضحاک بن مخلد بن ضحاک: آپ کی کنیت ابو عاصم ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کا اسم منسوب شیبانی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 212ھ ہے۔ آپ کا لقب'' نبیل'' ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 81 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔

208- العلاء بن الحضرمی عبداللہ: آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ کا انتقال نجران میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 21ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

209- عوام بن حوشب بن یزید: آپ کی کنیت ابوعیسٰی ہے' آپ کا اسم منسوب شیبانی ہے۔ آپ بیت میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 148ھ ہے۔
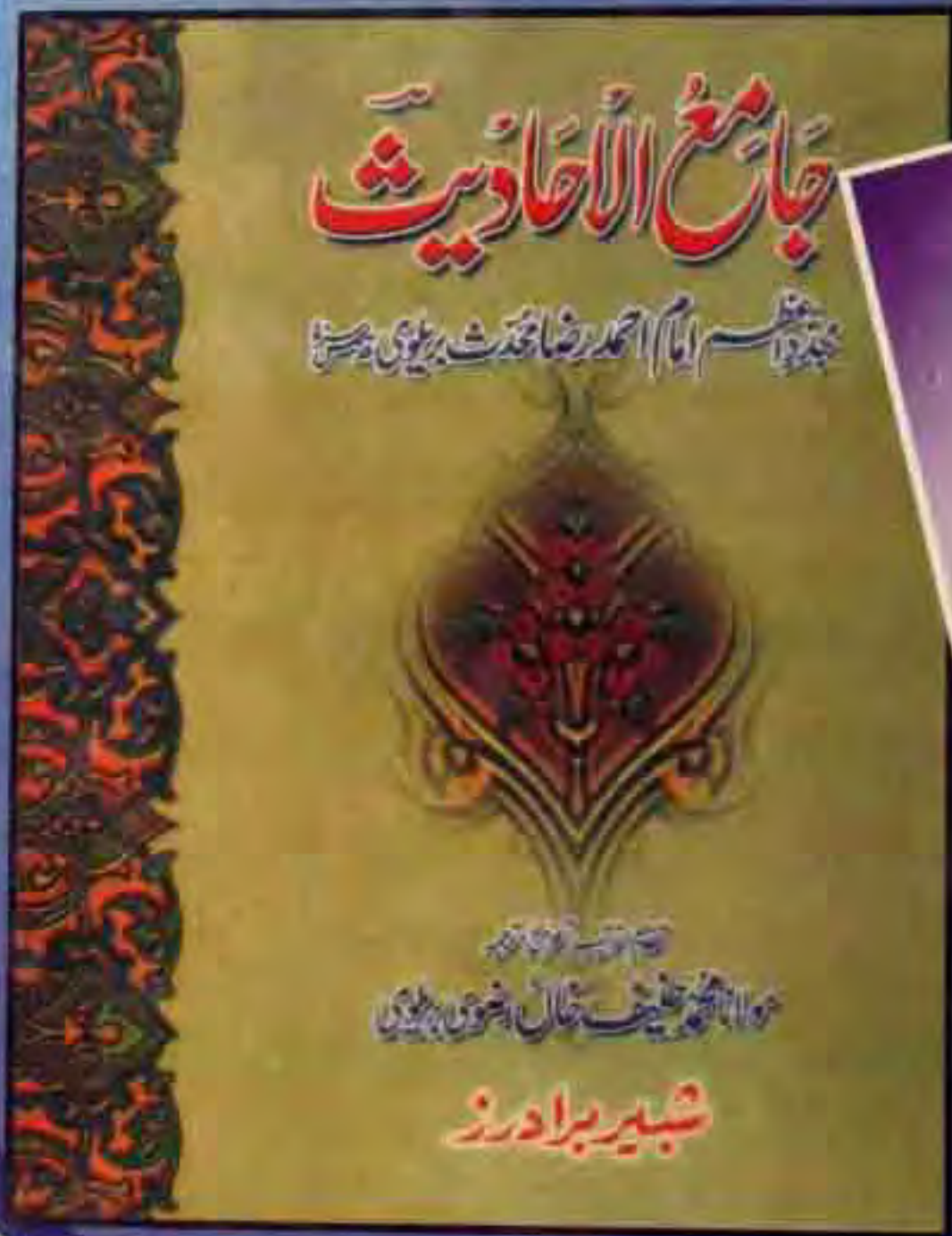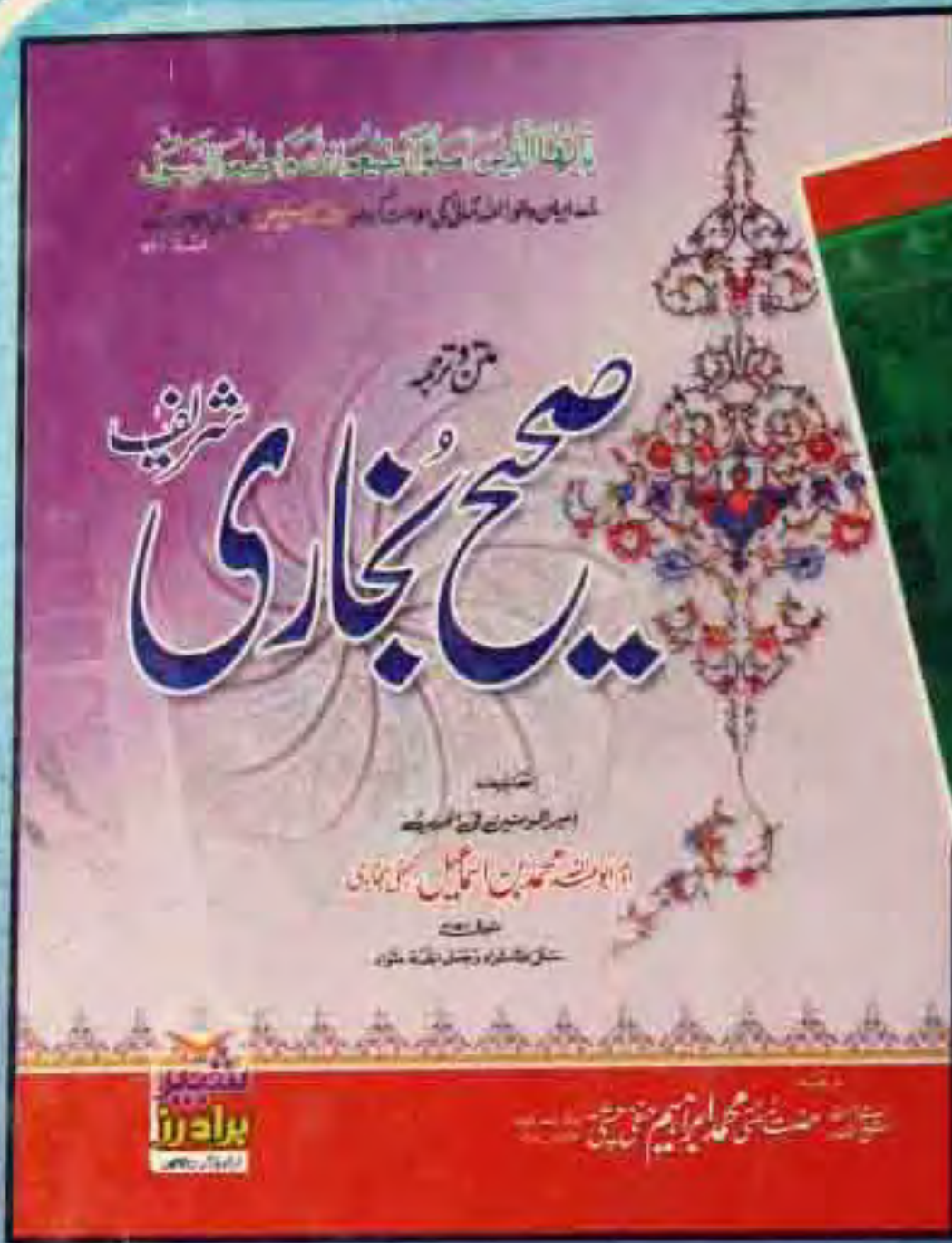
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی امام ابوداؤد امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

219- قاسم بن مالک: آپ کی کنیت ابوجعفر ہے آپ کا اسم منسوب المزنی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

220- قاسم بن محمد بن ابی بکر: آپ کی کنیت ابومحمد ہے آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 106ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 94 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 122 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 89 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔

221- قاسم بن یحییٰ بن عطاء: آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ کا اسم منسوب الھلالی المقدمی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 197ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

222- مثنیٰ بن سعید: آپ کی کنیت ابوسعید ہے آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے لیکن آپ کی کسی صحابی کے ساتھ ملاقات ثابت نہیں ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

214- فضل بن عنبسہ: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الخزاز ہے۔ آپ بیت میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 201ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

215- فضل بن مساور: آپ کی کنیت ابومساور ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

216- فضل بن موسیٰ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 192ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 43 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

217- فضل بن یعقوب بن ابراہیم: آپ کی کنیت ابوعباس ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الرخامی ہے۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 258ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

218- قاسم بن عاصم: آپ کا اسم منسوب التمیمی ہے۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم'امام ترمذی'امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

227- مغیرۃ بن النعمان: آپ کا اسم منسوب النخعی ہے۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کو صحابہ کرام کا زمانہ نصیب ہوا ہے تاہم کسی صحابی سے آپ کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

228- مغیرۃ بن شعبۃ بن ابی عامر: آپ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 50ھ ہے۔

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 39روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 92روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 30روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 35روایات نقل کی ہیں

امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 25روایات نقل کی ہیں۔

229- مغیرۃ بن عبدالرحمٰن بن حارث: آپ کی کنیت ابوہشام ہے' آپ کا اسم منسوب مخزومی ہے۔آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 186ھ ہے۔

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم'امام نسائی'امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

230- مغیرۃ بن عبدالرحمٰن: آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 41روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

223- مسور بن مخرمہ بن نوفل: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے' آپ کا اسم منسوب الزہری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا انتقال مرو الروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 64ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

224- مسیب بن حزن بن ابی وهب: آپ کی کنیت ابوسعید ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ قریش کی مشہور شاخ بنو مخزوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

225- مسیب بن رافع: آپ کی کنیت ابوالعلاء ہے' آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ کا لقب "الاعمی" ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 105ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

226- معافی بن عمران: آپ کی کنیت ابومسعود ہے' آپ کا اسم منسوب الازدی الموصلی ہے۔ آپ الجزیرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 185ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

235-المنذر بن ابی اسید: آپ کی کنیت ابوسعید ہے' آپ کا اسم منسوب الساعدی' الانصاری ہے۔آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

236-المنذر بن الولید بن عبدالرحمٰن: آپ کی کنیت ابوعباس ہے' آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

237-المنذر بن یعلی: آپ کی کنیت ابویعلی ہے' آپ کا اسم منسوب الثوری ہے۔آپ کی صحابہ کرام سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

238-خیال بن عمرو: آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
231- مغیرۃ بن مقسم: آپ کی کنیت ابوہشام ہے۔ آپ کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 136ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
232- المفضل بن فضالۃ بن عبید: آپ کی کنیت ابومعاویہ ہے آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 181ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
233- مقداد بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک: آپ کی کنیت ابوالاسود ہے آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 33ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
234- مقدام بن معدی کرب بن عمرو: آپ کی کنیت ابوکریمہ ہے آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا انتقال شام میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 87ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

243- نعمان بن بشیر بن سعد: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے ٗ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ انصار کے قبیلے خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں ٗ آپ کا سن وفات 65ھ ہے۔
امام بخاری نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 69 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔

244- نعمان بن مقرن بن عائذ ٗ ابوعمرو: آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب المزنی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں ٗ آپ کا سن وفات 21ھ ہے۔
امام بخاری نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

245- الہیثم بن ابی سنان: آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں ٗ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔
امام بخاری نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

246- الہیثم بن خارجہ: آپ کی کنیت ابواحمد ہے ٗ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کو تبع تابعین سے استفادے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الخراسانی المروزی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں ٗ آپ کا سن وفات 227ھ ہے۔
امام بخاری نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے ٗسند متصل کے ہمراہ ٗ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

247- الولید بن العیزار بن حریث: آپ کا اسم منسوب العبدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں ٗ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

239-النزال بن سبرة: آپ کا اسم منسوب الہلالی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

240-نضر بن انس بن مالک: آپ کی کنیت ابو مالک ہے' آپ حضرت انس کے صاحبزادے ہیں۔ آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

241-النضر بن شمیل: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' آپ کا اسم منسوب المازنی' النحوی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ کا سن وفات 203ھ ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

242-نعمان بن ابی عیاش: آپ کی کنیت ابوسلمۃ ہے' آپ انصاری سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں' آپ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

251-ولید بن مسلم: آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔ آپ کا اسم منسوب القریشی الدمشقی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال دمشق میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 195ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 52 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 68 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 99 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 139 روایات نقل کی ہیں۔

252-بجالہ بن عبدہ: آپ کا اسم منسوب التمیمی العنبری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

253-بدل بن المحبر بن منبہ' آپ کی کنیت ابوالمنیر ہے' آپ کا اسم منسوب التمیمی الیربوعی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 215ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

254-برید بن عبداللہ بن ابی بردۃ' آپ کی کنیت ابو بردۃ ہے' آپ کا اسم منسوب الاشعری ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 58 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 74 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد/امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

248-الولید بن صالح: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الضبی الجزری ہے۔ آپ کا لقب ''بیاع الدقیق'' ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

249-ولید بن عبادۃ بن صامت: آپ کی کنیت ابو عبادۃ ہے آپ صحابی رسول حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا تعلق انصار سے ہے۔ آپ کا انتقال شام میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد

250-ولید بن عبدالرحمن بن حبیب: آپ کی کنیت ابو عباس ہے آپ کا اسم منسوب الجاوردی العبدی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں آپ کا سن وفات 202ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

251-ولید بن کثیر: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کا اسم منسوب المخزومی المدنی ہے۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 151ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

259- بشر بن الحکم بن حبیب بن مہران' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے' آپ کا اسم منسوب العبدی النیسابوری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 238ھ ہے۔

امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

نسائی' امام ابوداؤد' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

260- بشر بن السری بن الحارث بن عمیر' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے' آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 238ھ ہے۔

امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

260- بشر بن السری بن الحارث بن عمیر' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے' آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مروالروذ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 195ھ ہے۔

امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

261- بشر بن المفضل بن لاحق' آپ کی کنیت ابواسماعیل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الرقاشی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 187ھ ہے۔

امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 93 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

262- بشر بن بکر: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب البجلی التنیسی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال دمشق' شام میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 205ھ ہے۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

255- برید بن العصیب بن عبداللہ' آپ کی کنیت ابوسہل ہے' آپ کا اسم منسوب الاسلمی المدنی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کفر جدیا میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 63ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 48 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 48 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 34 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔

256- بسر بن سعید مولی ابن الحضرمی' آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 100ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 52 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

257- [illegible] بن عبیداللہ' آپ کا اسم منسوب الحضرمی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

258- بشر بن [illegible]' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب [illegible] ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 218ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

267- بشر بن محمد ' آپ کی کنیت ابو محمد ہے' آپ کا اسم منسوب السختیانی المروزی ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 224ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

268- بشیر بن ابی مسعود عقبہ ' آپ کا اسم منسوب انصاری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

269- بشیر بن عبدالمنذر بن زبیر ' آپ کی کنیت ابولبابہ ہے' آپ کا اسم منسوب انصاری ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

ترمذی' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

270- بشیر بن عقبہ ' آپ کی کنیت ابوعقیل ہے' آپ کا اسم منسوب الناجی الدورقی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

271- بشیر بن کعب بن ابی ' آپ کی کنیت ابوایوب ہے' آپ کا اسم منسوب العمیری العدوی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

263- بشر بن خالد' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب العسکری الفرائضی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 253ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

264- بشر بن شعیب بن ابی حمزہ دینار' آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے' آپ کا اسم منسوب القریشی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 213ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
ابوداؤد' امام مسلم' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

265- بشر بن عیس بن مرحوم' آپ کا اسم منسوب العطار البصری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 238ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ' امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

266- بشر بن عمر بن الحکم' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الزہرانی الازدی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 207ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

276- بکر بن عمرو' آپ کا اسمِ منسوب المعافری المصری ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

277- بکر بن عمرو' آپ کی کنیت ابوالصدیق ہے' آپ کا اسمِ منسوب الناجی البصری ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 108ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

278- بکر مضر بن محمد بن حکیم' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسمِ منسوب المصری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 174ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

272-بشیر بن نہیک' آپ کی کنیت ابوالشعثاء ہے آپ کا اسم منسوب السدوسی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

273-بشیر بن یسار' آپ کی کنیت ابوکیسان ہے' آپ کا اسم منسوب الحارثی الانصاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

274-بسر بن عبداللہ بن بدر' آپ کا اسم منسوب الجہنی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 100ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

275- بکر بن عبداللہ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ کا اسم منسوب المزنی البصری ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 106ھ ہے۔

آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

284- بیان بن عمرو' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب البخاری ہے۔آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بخارا میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 222ھ ہے۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم'امام ترمذی'امام نسائی'امام ابوداؤد'امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

285- توبہ بن ابی الاسد کیسان' آپ کی کنیت ابوالمودع ہے' آپ کا اسم منسوب العنبری ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال مرو میں ہوا۔آپ کا سن وفات 131ھ ہے۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

286- ثابت بن اسلم' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب البنانی ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 127ھ ہے۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 68 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 209 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 82 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 60 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 86 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 57 روایات نقل کی ہیں۔

287- ثابت بن الضحاک بن خلیفہ' آپ کی کنیت ابوزید ہے' آپ کا اسم منسوب الاشھلی الاوسی ہے۔آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 64ھ ہے۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

279- بکیر بن عبداللہ بن الاشج' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب القریشی المدنی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 122ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 101 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 55 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

280- بلال بن رباح' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب الحبشی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال دجیل میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 17ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

281- بھز بن اسد' آپ کی کنیت ابوالاسود ہے' آپ کا اسم منسوب العمی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 197ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 75 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

282- بور بن اصرم' آپ کی کنیت ابوبکر ہے' آپ کا اسم منسوب المروزی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 223ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

283- بیان بن بشر' آپ کی کنیت ابوبشر ہے' آپ کا اسم منسوب الاحمسی البجلی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

292- ثابت بن یزید' آپ کی کنیت ابوزید ہے' آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 169ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

293- ثعلبۃ بن ابی مالک: آپ کی کنیت ابومالک ہے' آپ کا اسم منسوب القرظیی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ترمذی ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

294- ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالک' آپ کا اسم منسوب انصاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

295- ثور بن زید' آپ کا اسم منسوب الدیلی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 135ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

288- ثابت بن عجلان' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب الانصاری الحمصی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ارمینیہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

289- ثابت بن عیاض' آپ کا اسم منسوب العدوی القریشی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

290- ثابت بن قیس بن شماس' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' آپ کا اسم منسوب الخزرجی الانصاری ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الیمام میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 12ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

291- ثابت بن محمد' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الشیبانی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 215ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 318 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 292 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 272 روایات نقل کی ہیں۔

300- جامع بن ابی راشد آپ کا اسمِ منسوب الکاھلی الصیرفی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

301- جامع بن شداد آپ کی کنیت ابوصخرۃ ہے آپ کا اسمِ منسوب المحاربی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 128ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

302- جبلہ بن سحیم آپ کی کنیت ابوسویرۃ ہے آپ کا اسمِ منسوب تیمی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 125ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

303- جبیر بن حیہ بن مسعود آپ کا اسمِ منسوب الثقفی الطائفی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال شیراز میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

296- ثور بن یزید بن زیاد' آپ کی کنیت ابو خالد ہے' آپ کا اسم منسوب الکلاعی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بنی تغلب میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 150ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

297- جابر بن زید' آپ کی کنیت ابوالشعثاء ہے' آپ کا اسم منسوب الازدی الجوفی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 93ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

298- جابر بن سمرہ بن جنادۃ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب السوائی المدنی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔
آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 74ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 118 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔

299- جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے' آپ کا اسم منسوب انصاری اسلمی ہے۔ آپ المدینہ میں
اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 78ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 224 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 877 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 207 روایات نقل کی ہیں۔

307- جریر بن زید بن عبداللہ' آپ کی کنیت ابوسلمہ ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الازدی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

ترمذی' امام ابوداؤد' امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

308- جریر بن عبدالحمید بن قرط' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الضبی الکوفی ہے۔ آپ کا سن وفات 188ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 126 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 455 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 125 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 106 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔

309- جریر بن عبداللہ بن جابر' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب البجلی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال ''قدید'' میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 51ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 34 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 107 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

310- جعد بن دینار' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الیشکری' الصیرفی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

304- جبیر بن مطعم بن عدی' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب قریشی' النوفلی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ مدینہ منورہ' آپ کا سن وفات 59ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

305- جرثوم' آپ کی کنیت ابوثعلبہ ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الخشنی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال شام میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 75ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

306- جریر بن حازم بن زید' آپ کی کنیت ابوالنضر ہے' آپ کا اسم منسوب الازدی العتکی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 170ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 52 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 60 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 43 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

315- جعفر بن عمرو بن امیۃ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الضمری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 96ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

316- جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو' آپ کی کنیت ابوعوان ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب المخزومی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 206ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

317- جعفر بن عبداللہ بن زیاد بن شداد' آپ کی کنیت ابوبکر ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب اسلمی' الختلی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ 233 آپ کا سن وفات ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

318- جنادۃ بن ابی امیۃ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الدوسی ہے۔
آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 80ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

311- جعد بن عبدالرحمٰن بن اوس' آپ کی کنیت ابو یزید ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الکندی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

312- جعفر بن ایاس بن ابی وحشیہ' آپ کی کنیت ابو بشر ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الیشکری' البصری ہے۔ آپ بیت میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 125ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 53 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

313- جعفر بن حیان' آپ کی کنیت ابو الاشہب ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب عطاردی الخرازی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 165ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

314- جعفر بن ربیعہ بن شرجیل: آپ کی کنیت ابو شرجیل ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الکندی ہے۔آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال مرو میں ہوا۔آپ کا سن وفات 136ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

323- جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔'الخزاعیہ المصطلقیہ' آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 50ھ ہے۔

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

324- حاتم بن ابی مغیرہ' آپ کی کنیت ابو یونس ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب التعشیر نی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

325- حاتم بن اسماعیل بن ابی' آپ کی کنیت ابو اسماعیل ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الحارثی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 187ھ ہے۔

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 54 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

326- حاتم بن وردان بن مہران' آپ کی کنیت ابو صالح ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب السعدی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 184ھ ہے۔

امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

319- جندب بن جنادۃ ' آپ کی کنیت ابوذر ہے' آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الغفاری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الربذۃ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 32ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 127 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 53 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 39 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 43 روایات نقل کی ہیں۔

320- جندب بن عبداللہ بن سفیان ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب البجلی' العلقی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 640ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

321- جویریہ بن اسماء بن عبید ' آپ کی کنیت ابومخارق ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الضبعی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 173ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

322- جویریہ بن قدامہ ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التمیمی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

331- حبیب بن ابی ثابت قیس بن دینار' آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 119ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 48 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔

332- حبیب بن ابی عمرۃ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الحمانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 142ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

333- حبیب بن ابی قریبہ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے

334- حبیب بن شہد' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 130ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

335- حجاج بن ابی عثمان میسرۃ' آپ کی کنیت ابوالصلت ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الکندی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 143ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
ابوداؤد امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

327- حارثہ بن وہب' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الخزاعی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

328- حامد بن عمر بن حفص بن عمر' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الثقفی البکراوی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 233ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

329- حبان بن موسیٰ بن سوار' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب السلمی ہے۔
آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 233ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

330- حبان بن ہلال' آپ کی کنیت ابوحبیب ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الباہلی ہے۔
آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 216ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔آپ کا سن وفات 205ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

340-حذیفہ بن الیمان 'آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔آپ کا اسم منسوب العبسی ہے۔آپ مدائن میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 36ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 55 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 112 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 40 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 34 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 55 روایات نقل کی ہیں۔

341-حرب بن شداد 'آپ کی کنیت ابوخطاب ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الیشکری عطار ہے۔آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 161ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

342-حرملہ مولی اسامہ بن زید 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

343-حرمی بن حفص بن عمر 'آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب العتکی القسملی ہے۔آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 223ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

336- حجاج بن منہال ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانماطی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 217ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 79 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

337- حجاج بن حجاج ' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب الباہلی' البصری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 131ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

338- حجاج بن محمد ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب المصیصی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 206ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 63 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 125 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

339- حجین بن المثنیٰ ' آپ کی کنیت ابوعمر ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الیمامی ہے۔ آپ

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی' امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

349- حسان بن ثابت بن المنذر' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری' الا بخاری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 53ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

350- حسان بن حریث' آپ کی کنیت ابوسوار ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العدوی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

351- حسان بن حسان ابی عباد' آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 213ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

352- حسان بن عبداللہ بن سہیل' آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الکندی ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مرو میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 222ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

353- حسان بن عطیہ' آپ کی کنیت ابوبکر ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب المحاربی' الدمشقی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

344- حرمی بن عمارۃ بن ابی حفصہ' آپ کی کنیت ابوروح ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العتکی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 201ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

345- حریز بن عثمان بن جبر' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الرحبی المشرقی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 123ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

346- حزم بن ابی حزم' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القطعی ہے۔
آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 175ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

347- حزن بن ابی وہب بن عمرو' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب المخزومی القرشی ہے۔ آپ مصر میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

348- حسان بن ابراہیم بن عبداللہ' آپ کی کنیت ابوہشام ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الکرمانی العنزی ہے۔ آپ کابل میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 186ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

358-حطان بن خفاف بن زہیر' آپ کی کنیت ابوالجویریہ ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الجرمی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

359-حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب العدوی' القرشی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

360-حفص بن عبداللہ بن راشد: آپ کی کنیت ہے ابوعمرو' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب السلمی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 209ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

361-حفص بن عبیداللہ بن انس بن مالک' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الانصاری ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

354- حصین بن جندب بن عمرو بن حارث' آپ کی کنیت ابوظبیان ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الجنبی 'المذحجی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 90ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

355- حصین بن عبدالرحمن' آپ کی کنیت ابوالہذیل ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب السلمی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 136ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

356- حصین بن محمد' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری السالمی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

357- حصین بن نمیر' آپ کی کنیت ابومحصن ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الکوفی ہے۔ آپ واسط میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

366- حفصہ بنت عمر بن خطاب: آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب العدویہ ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 31ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 40 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 40 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

367- حکیم بن ابی حرۃ: آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسلمی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

368- حکیم بن حزام بن خویلد: آپ کی کنیت ابوخالد ہے آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی القرشی ہے۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 53ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

369- حماد بن اسامہ بن زید: آپ کی کنیت ابواسامہ ہے آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القرشی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 201ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 172 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 326 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

362- حفص بن عمر بن حارث بن سخبرۃ آپ کی کنیت ابوعمر ہے آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری الازدی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 220ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 70 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 90 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

363- حفص بن غیاث بن طلق آپ کی کنیت ابوعمر ہے آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب النخعی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 194ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 97 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 95 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔

364- حفص بن میسرہ آپ کی کنیت ابوعمر ہے آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العقیلی الصنعانی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 181ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

365- حفصہ بنت سیرین آپ کی کنیت ام ہذیل ہے آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانصاریہ ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

374- حمران بن ابان مولیٰ عثمان' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری المدنی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 76ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

375- حمزہ بن ابی اسید مالک بن ربیعا' آپ کی کنیت ابو مالک ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الساعدی الانصاری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

376- حمزہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب' آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العدوی القرشی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

377- حمید بن ابی حمید' آپ کی کنیت ابو عبیدہ ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الخزاعی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 142ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 120 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 58 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 65 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 118 روایات نقل کی ہیں۔

370- حماد بن حمید ' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الخراسانی ہے۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

371- حماد بن زید بن درہم ' آپ کی کنیت ہے ابو اسماعیل' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الازدی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 179ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 230 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 328 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 80 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 130 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 180 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 64 روایات نقل کی ہیں۔

372- حماد بن سلمہ بن دینار ' آپ کی کنیت ہے ابوسلمہ' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 167ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 129 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 101 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 110 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 281 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 105 روایات نقل کی ہیں۔

373- حماد بن مسعدۃ ' آپ کی کنیت ابوسعیدہ ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التمیمی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 202ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 51 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 83 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 34 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

382- حمید بن قیس' آپ کی کنیت ابوصفوان ہے۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ مرو الروذ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مرو الروذ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 130ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

383- حمید بن نافع' آپ کی کنیت ابوافلح ہے۔ آپ کا اسم منسوب انصاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

384- حمید بن ہلال بن ہبیرہ' آپ کی کنیت ابونصر ہے' آپ کا اسم منسوب العدوی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 78 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 40 روایات نقل کی ہیں۔

378- حمید بن الاسود بن الاشقر 'آپ کی کنیت ابوالاسود ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الکرابیسی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

379- حمید بن عبدالرحمٰن 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الحمیری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

380- حمید بن عبدالرحمٰن بن حمید 'آپ کی کنیت ابوعلی ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الرواسی ہے۔' آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 189ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

381- حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف 'آپ کی کنیت ابوابراہیم ہے۔' آپ کا اسم منسوب الزہری القرشی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 105ھ ہے۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

389- حیوۃ بن شریح بن یزید' آپ کی کنیت ابوعباس ہے' آپ کا اسم منسوب العفرنی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 224ھ ہے۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم' امام نسائی آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

390- خارجہ بن زید بن ثابت' آپ کی کنیت ابوزید ہے' آپ کا اسم منسوب النجاری الانصاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 100ھ ہے۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

391- خالد بن اسلم' آپ کی کنیت ابوثور ہے' آپ کا اسم منسوب العدوی القرشی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

392- خالد بن حارث' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے' آپ کا اسم منسوب الہجیمی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال میں ہوا۔ البصرہ آپ کا سن وفات 186ھ ہے۔

امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 88 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 271 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
385- حنظلہ بن ابی سفیان 'آپ کا اسم منسوب الجمعہ القریشی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 151ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
386- حنظلہ بن قیس بن عمرو 'آپ کا اسم منسوب الزرقی انصاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔
387- حویطب بن عبدالعزیٰ 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب العامری القرشی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 54ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔
388- حیوہ بن شریح بن صفوان 'آپ کی کنیت ابوزرعہ ہے' آپ کا اسم منسوب التجیبی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 158ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔

397- خالد بن زید بن کلیب' آپ کی کنیت ابوایوب ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری الخزرجی ہے۔آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال بلاد الروم میں ہوا۔آپ کا سن وفات 50ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 59 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

398- خالد بن سعد مولی ابی مسعود' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب کوفی ہے۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 130ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

399- خالد بن سعید بن عمرو' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الاموی القریشی ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مولفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

400- خالد بن عبدالرحمن بن بکیر' آپ کی کنیت ابوامیہ ہے'' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب السلمی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

401- خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمن' آپ کی کنیت ابوالہیثم ہے'' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب المزنی ہے۔آپ ہیت میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال ہیت میں ہوا۔آپ کا سن وفات 179ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 48 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

393- خالد بن الولید بن مغیرہ' آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے' آپ کا اسم منسوب المخزومی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال حلوان میں ہوا' آپ کا سن وفات 21ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

394- خالد بن خلی' آپ کی کنیت ابوقاسم ہے' آپ کا اسم منسوب الکلاعی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

395- خالد بن دینار' آپ کی کنیت ابوخلدہ ہے' آپ کا اسم منسوب السعدی الخیاط ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 152ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

396- خالد بن ذکوان' آپ کی کنیت ابوحسین ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

406- خالد بن یزید بن زیاد' آپ کی کنیت ابوالھیثم ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی الکاحلی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 215ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

407- خباب بن الارث بن جندلۃ بن سعد' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب التمیمی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 37ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

408- خبیب بن عبدالرحمٰن' آپ کی کنیت ابوالحارث ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری الخزرجی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 132ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

409- خثیم بن عراک بن مالک' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الغفاری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 57 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

402- خالد بن مخلد ' آپ کی کنیت ابوالھیثم ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القطوانی البجلی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 213ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

403- خالد بن معدان بن ابی کرب ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الکلاعی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال طرسوس میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 104ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔

404- خالد بن مہران ' آپ کی کنیت ابوالمنازل ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الحذاء ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 141ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 86 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 82 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 52 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 46 روایات نقل کی ہیں۔

405- خالد بن یزید ' آپ کی کنیت ابوعبدالرحیم ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الجہنی ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الاسکندریہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 139ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

415- خلیفہ بن کعب' آپ کی کنیت ابوذبیان ہے'' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التمیمی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

416- خنساء بنت خذام: آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاریۃ الاوسیۃ ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

417- خولۃ بنت قیس بن قہد' آپ کی کنیت ام محمد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب النجاریۃ الانصاریۃ ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

418- خویلد بن عمرو بن صخر' آپ کی کنیت ابوشریح ہے'' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الخزاعی الکعبی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 68ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

419- خیثمہ بن عبدالرحمن بن ابی' آپ کی کنیت ابوبکر ہے'' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الجعفی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 85ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

410- خرشۃ بن الحر' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الفزاری ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 74ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

411- خطاب بن عثمان' آپ کی کنیت ابوعمر ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الطائی الفوزی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

412- خلاد بن یحییٰ بن صفوان' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب السلمی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مرو الروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 213ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

413- خلف بن خالد' آپ کی کنیت ابوالمحنا ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القریشی ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

414- خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العصری التمیمی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 240ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

424- داؤد بن عبدالرحمٰن: آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العطار العبدی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مروالروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 174ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

425- ذر بن عبداللہ بن زرارۃ' آپ کی کنیت ابوعمر ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب المرہبی' الہمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

426- ذکوان' آپ کی کنیت ابوصالح ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب السمان الزیات ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 101ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 117 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 422 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 152 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 83 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 139 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 184 روایات نقل کی ہیں۔

427- ذکوان مولی عائشہ' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 63ھ ہے۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

420-داؤد بن ابی الفرات عمرو' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے'' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الکندی المروزی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 167ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

421-داؤد بن الحصین ' آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے'' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب القریشی الاموی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 135ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
'W/6
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

422-داؤد بن رشید' آپ کی کنیت ابوالفضل ہے'' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الہاشمی الخوارزمی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 239ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

423-داؤد بن شبیب' آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے'' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الباہلی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 223ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

432 ربیعہ بن عبداللہ بن الحدیر آپ کی کنیت ابوعثمان ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التیمی القرشی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 93ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

433- ربیعہ بن یزید' آپ کی کنیت ابوشعیب ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الدمشقی الایادی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال افریقیہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 121ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

434- رفاعہ بن رافع بن خدیج' آپ کی کنیت ابوخدیج ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری الحارثی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

435- رفاعہ بن رافع بن مالک' آپ کی کنیت ابومعاذ ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الزرقی الانصاری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 41ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
T, ا نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

428- رافع بن خدیج بن رافع' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاوسی الانصاری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 73ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 67 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 63 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔

429- رافع بن مالک بن العجلان' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری الزرقی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ صدٔ
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مولفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

430- ربعی بن حراش بن جحش' آپ کی کنیت ابومریم ہے'' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الغطفانی العبسی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 103ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔

431- ربیعہ بن ابی عبدالرحمن فروخ' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے'' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التیمی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الانبار میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 136ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

440- روح بن عبادۃ بن عالعلاء' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب ... ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرۃ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 205ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 98 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

441- روح بن عبدالمومن' آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الھذلی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 234ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

442- زائدۃ بن قدامۃ' آپ کی کنیت ابوالصلت ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الثقفی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال ارض الروم میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 161ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 53 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

443- زاہر بن الاسود بن الحجاج' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاسلمی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

444- زبید بن الحارث بن عبدالکریم' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الیامی

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

436- رفیع بن مہران' آپ کی کنیت ابوالعالیہ ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الریاحی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 90ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

437- رقبۃ بن مصقلۃ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب العبدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 129ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

438- رملۃ بنت ابی سفیان صخر' آپ کی کنیت ام حبیبہ ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاموية ہے۔' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 49ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 35 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

439- روح بن القاسم' آپ کی کنیت ابوغیاث ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب التمیمی العنبری ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 141ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

448- زکریا بن اسحاق: آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب المکی ہے۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

449- زکریا بن عدی بن الصلت' آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التیمی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 211ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

450- زکریا بن یحییٰ بن صالح' آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القضاعی العربی ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے۔ آپ کا سن وفات 242ھ ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

451- زکریا بن یحییٰ بن عمر بن حصن' آپ کی کنیت ابوالسکین ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الطائی الکوفی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 251ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

452- زعدم بن مغرب: آپ کی کنیت ابومسلم ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الجرمی ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المفر و میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 122ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

445- زر بن حبیش' آپ کی کنیت ابومریم ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 81ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔

446- زرارۃ بن اوفی' آپ کی کنیت ابوحاجب ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العامری الحرشی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 93ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔

447- زکریا بن ابی زائدۃ خالد' آپ کی کنیت ابویحیی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الہمدانی الوادعی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 148ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 64 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

457-زہیر بن معاویہ بن خدیج 'آپ کی کنیت ابوخیثمہ ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب [illegible] ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الجزیرۃ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 173ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 65 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 119 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 53 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 108 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

458-زیاد بن ایوب بن زیاد 'آپ کی کنیت ابوہاشم ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الطوسی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 252ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 51 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

459-زیاد بن الربیع 'آپ کی کنیت ابوخداش ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الازدی الیحمدی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 185ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

460-زیاد بن جبیر بن حیہ 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الثقفی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد/امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

453- زہرہ بن معبد بن عبداللہ' آپ کی کنیت ابوعقیل ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القرشی المدنی ہے۔ آپ مصر میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الاسکندریہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 127ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

454- زہیر بن حرب بن شداد' آپ کی کنیت ابوخیثمہ ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الحرشی النسائی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 234ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 815 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

455- زہیر بن عبداللہ بن جدعان' آپ کی کنیت ابوملیکہ ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب التیمی ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

456- زہیر بن محمد' آپ کی کنیت ابوالمنذر ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التمیمی الخراسانی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 162ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

465- زیاد بن فیروز' آپ کی کنیت ابوالعالیہ ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 90ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

466- زیاد بن یحییٰ بن زیاد بن حسان' آپ کی کنیت ابوالخطاب ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الحسانی النکری ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 254ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

467- زید بن اخزم' آپ کی کنیت ابوطالب ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الطائی النبہانی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 257ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

468- زید بن ارقم بن زید' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری الخزرجی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الکوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 68ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

461- زیاد بن حسان بن قرہ ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الباھلی ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

462- زیاد بن سعد بن عبدالرحمن ' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الخراسانی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مرو الروز میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

463- زیاد بن عبداللہ بن الطفیل ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البکائی العامری ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الکوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 183ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

464- زیاد بن علاقہ بن مالک ' آپ کی کنیت ابومالک ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الثعلبی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 135ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 68ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 39 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔

473- زید بن رباح' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
آپ کا سن وفات 131ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

474- زید بن سہل بن الاسود' آپ کی کنیت ابوطلحہ ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری النجاری
ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال شام میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 51ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

475- زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العدی القریشی ہے۔ آپ
المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الکوفہ میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد' امام نسائی' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

476- زید بن واقد' آپ کی کنیت ابوعمر ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب القرشی ہے۔ آپ شام میں
اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 138ھ ہے۔

امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

469- زید بن اسلم ' آپ کی کنیت ابو اسامہ ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العدوی القرشی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 136ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 72 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 77 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔

470- زید بن ثابت بن الضحاک ' آپ کی کنیت ابو سعید ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری النجاری ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 45ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

471- زید بن جبیر بن حرمل ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الطائی الجشمی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

472- زید بن خالد ' آپ کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الجہنی المدنی ہے۔ آپ

480- زینب بنت عامر بن عویمر' آپ کی کنیت اُم رومان ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الفراسیہ ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

481- زینب بنت معاویہ' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الثقفیہ ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

482- سالم بن ابی امیہ' آپ کی کنیت ابو النضر ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القرشی التیمی ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 129ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 42 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

483- سالم بن ابی الجعد رافع' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الغطفانی الاشجعی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 97ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 39 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 91 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔

484- سالم بن عبداللہ بن عمر' آپ کی کنیت ابو عمر ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العدوی القرشی

امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

477- زید بن وہب' آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الجہنی الہمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 96ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

478- زینب بنت ابی سلمۃ بن عبدالاسد' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب المخزومیۃ ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مروالروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 73ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 59 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔

479- زینب بنت جحش' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاسدیہ ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 20ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

488- سراقہ بن مالک بن جعشم بن مالک' آپ کی کنیت ابوسفیان ہے۔' آپ کا اسم منسوب الکنانی المدلجی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 24ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

489- سریج بن النعمان بن مروان' آپ کی کنیت ابوالحسین ہے۔' آپ کا اسم منسوب الجوھری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 217ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

490- سریج بن یونس بن ابراہیم' آپ کی کنیت ابوالحارث ہے۔' آپ کا اسم منسوب المروذی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 235ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

491- سعد' آپ کی کنیت ابومراوح ہے۔' آپ کا اسم منسوب اللیثی الغفاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 106ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 185 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 257 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 75 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 141 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 65 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 67 روایات نقل کی ہیں۔

485-سالم بن عجلان 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاموی ہے۔ آپ الجزیرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال حشیی میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 132ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

486-سالم مولی ابن مطیع 'آپ کی کنیت ابوالغیث ہے۔' آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

487-سبیعہ بنت الحارث 'آپ کا اسم منسوب الاسلمیۃ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہی ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

497- سعد بن عبید مولی عبدالرحمٰن' آپ کی کنیت ابوعبید ہے۔' آپ کا اسم منسوب الزھری القریشی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 98ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

498- سعد بن عبیدہ' آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے۔' آپ کا اسم منسوب السلمی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال العراق میں ہوا۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 48 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

499- سعد بن مالک بن سنان بن عبید' آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔' آپ کا اسم منسوب الخدری الانصاری ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 74ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 221 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 457 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 183 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 173 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 177 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 201 روایات نقل کی ہیں۔

500- سعد بن ہشام بن عامر' آپ کا اسم منسوب الانصاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الھند میں ہوا۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

492- سعد' آپ کی کنیت ابومجاہد ہے۔' آپ کا اسم منسوب الطائی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

493- سعد بن ابی وقاص مالک ' آپ کی کنیت ابواسحاق ہے۔ آپ کا اسم منسوب الزھری القریش ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 55ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 67 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 149 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔

494- سعد بن ابراہیم ' آپ کی کنیت ابواسحاق ہے۔' آپ کا اسم منسوب الزھری القرشی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال السبارک میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 201ھ ہے۔
امام بخاری' امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

495- سعد بن ایاس' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔' آپ کا اسم منسوب الشیبانی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 96ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

496- سعد بن حفص ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے آپ کا اسم منسوب الطلحی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے۔ آپ کا سن وفات 215ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 156ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 57 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 121 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 97 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 104 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 81 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 84 روایات نقل کی ہیں۔

505- سعید بن ابی مریم الحکم 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الجمحی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 224ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 68 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔

506- سعید بن ابی ہلال' آپ کی کنیت ابوالعلاء ہے۔' آپ کا اسم منسوب اللیثی ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا
سن وفات 135ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

507- سعید بن ابی ہند' آپ کا اسم منسوب الفزاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر
رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 116ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

501- سعید بن ابی الحسن "آپ کا اسم منسوب الانصاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال فید میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 108ھ ہے۔
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں
امام ترمذی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

502- سعید بن ابی بردۃ عامر "آپ کا اسم منسوب الاشعری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 138ھ ہے۔
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

503- سعید بن ابی سعید کیسان "آپ کی کنیت ابوسعد ہے۔" آپ کا اسم منسوب المقبری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 123ھ ہے۔
امام بخاری نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 100 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 66 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 51 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 63 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 67 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے "سندِ متصل کے ہمراہ" آپ سے 58 روایات نقل کی ہیں۔

504- سعید بن ابی عروبہ مہران "آپ کی کنیت ابوالنضر ہے۔" آپ کا اسم منسوب الیشکری العدوی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 66 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 161 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 81 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 129 روایات نقل کی ہیں۔

512- سعید بن الفغر ' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔' آپ کا اسم منسوب البغدادی الاملی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال آمل جیعون میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 234ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

513- سعید بن بشر ' آپ کا اسم منسوب البجیلی الجعفی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

514- سعید بن جبیر بن ہشام ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال العراق میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 94ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 160 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 171 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 87 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 135 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 98 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 67 روایات نقل کی ہیں۔

515- سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ' آپ کی کنیت ابوالاعور ہے۔' آپ کا اسم منسوب العدوی المدنی ہے۔ آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔' آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 51ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

508- سعید بن ایاس' آپ کی کنیت ابومسعود ہے۔' آپ کا اسم منسوب الجریری ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال البصرہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 144ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 550 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

509- سعید بن الحارث بن ابی سعید' آپ کا اسم منسوب انصاری ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

510- سعید بن الربیع' آپ کی کنیت ابوزید ہے۔' آپ کا اسم منسوب العامری الحرَوی ہے۔آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 211ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

511- سعید بن المسیب بن حزن' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب المخزومی القرشی ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 93ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 209 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 271 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

520- سعید بن عبداللہ ' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔' آپ کا اسم منسوب العامری القریشی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 97ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

521- سعید بن عبید ' آپ کی کنیت ابوالھذیل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الطائی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

522- سعید بن عبیداللہ بن جبیر بن حیہ ' آپ کا اسم منسوب الثقفی الجبیری ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

523- سعید بن عمرو بن اشوع ' آپ کا اسم منسوب الھمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 120ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
ترمذی' امام نسائی' امام ابن ماجہ' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

524- سعید بن عمرو بن سعید بن العاص ' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاموی المدنی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

516- سعید بن سلیمان بن کنانۃ آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔آپ کا اسم منسوب الضبی الواسطی ہے۔آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔آپ کا سن وفات 225ھ ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

517- سعید بن شرحبیل آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔آپ کا اسم منسوب الکندی العطفی ہے۔آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔218 آپ کا انتقال میں ہوا۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم امام ترمذی امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

518- سعید بن عامر آپ کی کنیت ابومحمد ہے آپ کا اسم منسوب الضبعی ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 208ھ ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

519- سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی آپ کا اسم منسوب الخزاعی ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

529- سعید بن مروان بن علی ' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔' آپ کا اسم منسوب البغدادی النیسابوری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال غاوندو میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 252ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

530- سعید بن مسروق ' آپ کی کنیت ابوسفیان ہے۔' آپ کا اسم منسوب الثوری ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 127ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

531- سعید بن مقلاص ابی ایوب ' آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے' آپ کا اسم منسوب الخزاعی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 161ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

532- سعید بن منصور بن شعبہ' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔' آپ کا اسم منسوب الخراسانی المروزی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مروالروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 227ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 73 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

525- سعید بن عیسیٰ بن تلید: آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔ آپ کا اسم منسوب الرعینی القتبانی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 219ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

526- سعید بن فیروز ابی عمران: آپ کی کنیت ابوالبختری ہے۔ آپ کا اسم منسوب الطائی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 82ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

527- سعید بن کثیر بن عفیر: آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 226ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 70 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

528- سعید بن محمد بن سعید: آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ کا اسم منسوب الجرمی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 230ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

537- سعید بن یحییٰ بن مہدی' آپ کی کنیت ابوسفیان ہے۔' آپ کا اسم منسوب الحمیری العذاء ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ہیت میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال ہیت میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 202ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

538- سعید بن یزید بن مسلمہ' آپ کی کنیت ابومسلمہ ہے۔ آپ کا اسم منسوب الازدی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرہ میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

539- سعید بن یسار' آپ کی کنیت ابوالحباب ہے۔' آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 117ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

540- سفیان بن ابی زہیر' آپ کا اسم منسوب الازدی الشنائی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 46 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

533- سعید بن میناء' آپ کی کنیت ابوالولید ہے' آپ کا اسم منسوب المکی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا سن وفات ھ ہے۔ مرو الروز

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

534- سعید بن محمد' آپ کی کنیت ابوالسفر ہے۔ آپ کا اسم منسوب الھمدانی الثوری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 112 ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

535- سعید بن یحییٰ بن سعید بن ابان' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔ آپ کا اسم منسوب الاموی القرشی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 249ھ ہے۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

536- سعید بن یحییٰ بن صالح' آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے' آپ کا اسم منسوب اللخمی اللاذقی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

545- سلام بن سلیم' آپ کی کنیت ابوالاحوص ہے۔' آپ کا اسم منسوب الحنفی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 179ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 93 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 55 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 54 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 46 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔

546- سلام بن مسکین بن ربیعہ' آپ کی کنیت ابوروح ہے۔' آپ کا اسم منسوب الازدی النمری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 167ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

547- مسلم بن زریر' آپ کی کنیت ابوبشر ہے۔' آپ کا اسم منسوب العطاردی ہے۔N' آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

548- مسلم بن قتیبۃ' آپ کی کنیت ابوقتیبۃ ہے۔' آپ کا اسم منسوب الشعیری الخراسانی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 200ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

549- سلمان بن الاسلام' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کا اسم منسوب الفارسی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ

امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

541- سفیان بن دینار' آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔' آپ کا اسم منسوب التمارہ ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

542- سفیان بن سعید بن مسروق' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کا اسم منسوب الثوری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 161ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 395 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 413 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 364 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 358 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 238 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 316 روایات نقل کی ہیں۔

543- سفیان بن عیینہ بن ابی عمران' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الھلالی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مروالروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 198ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 361 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1046 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 331 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 470 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 255 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 393 روایات نقل کی ہیں۔

544- سلام بن ابی مطیع سعد' آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔' آپ کا اسم منسوب الخزاعی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 173ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

553-سلمان مولی عزة: آپ کی کنیت ابو حازم ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاشجعی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ 101 آپ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 110 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔

554-سلمہ بن دینار' آپ کی کنیت ابو حازم ہے۔' آپ کا اسم منسوب التمار ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 135ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 125 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 89 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔

555-سلمہ بن رجاء' آپ کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔' آپ کا اسم منسوب التیمی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

556-سلمہ بن سلیمان' آپ کی کنیت ابو سلیمان ہے۔' آپ کا اسم منسوب المؤدب المروزی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 203ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

557-سلمہ بن علقمہ' آپ کی کنیت ابو بشر ہے۔' آپ کا اسم منسوب التیمی ہے۔ N' آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا

المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال المدائن میں ہوا۔آپ کا سن وفات 23ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایت نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

550- سلمان بن عامر بن اوس 'آپ کا اسم منسوب الضبی ہے۔آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔'آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

551- سلمان مولی ابی قلابہ' آپ کی کنیت ابورجاء ہے۔'آپ کا اسم منسوب الجرمی ہے۔N' آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
ترمذی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

552- سلمان مولی جھینۃ' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ کا اسم منسوب الجھنی ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایت نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایت نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایت نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

561- سلیم بن حیان بن بسطام آپ کا اسمِ منسوب الحدلی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

562- سلیمان بن ابی سلیمان فیروز آپ کی کنیت ابواسحاق ہے۔ آپ کا اسمِ منسوب الشیبانی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 138ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 49 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 61 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

563- سلیمان بن ابی مسلم آپ کا اسمِ منسوب المکی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

564- سلیمان بن المغیرہ آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔ آپ کا اسمِ منسوب القیسی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 165ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

سن وفات 139ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

558- سلمہ بن عمرو بن الاکوع 'آپ کی کنیت ابومسلم ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاسلمی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 74ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 40 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

559- سلمہ بن کہیل بن حصین 'آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے' آپ کا اسم منسوب الحضرمی التنعی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 121ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔

560- سلیم بن اسود بن حنظلہ 'آپ کی کنیت ابوالشعثاء ہے۔' آپ کا اسم منسوب المحاربی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 85ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 60 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 58 روایات نقل کی ہیں۔

569- سلیمان بن داؤد' آپ کی کنیت ابو الربیع ہے۔' آپ کا اسم منسوب الزہرانی العتکی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 234ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 157 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

570- سلیمان بن صالح' آپ کی کنیت ابو صالح ہے۔' آپ کا اسم منسوب الیشی المروزی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

571- سلیمان بن صرد' آپ کی کنیت ابو مطرف ہے۔' آپ کا اسم منسوب الخزاعی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے' آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال عمان میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 65ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

572- سلیمان بن طرخان' آپ کی کنیت ابو المعتمر ہے۔' آپ کا اسم منسوب التیمی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرہ میں ہوا۔ 143 آپ کا انتقال میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 73 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 165 روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 58 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

565- سلیمان بن بلال' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب التیمی القریشی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات ھ 172 ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 106 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 83 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

566- سلیمان بن حبیب' آپ کی کنیت ابوایوب ہے۔' آپ کا اسم منسوب المعاربی الدمشقی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال شام میں ہوا۔ آپ کا سن وفات ھ 126 ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

567- سلیمان بن حرب بن بجیل' آپ کی کنیت ابوایوب ہے۔' آپ کا اسم منسوب الازدی المکی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات ھ 224 ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 152 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 69 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

568- سلیمان بن حیان' آپ کی کنیت ابوخالد ہے۔' آپ کا اسم منسوب الازدی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات ھ 189 ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 52 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 59 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔

577 - سماک بن عطیہ: آپ کا اسمِ منسوب المربدی ہے۔ 'N' آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی 'امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

578 - سمرہ بن جنادۃ 'آپ کا اسمِ منسوب السوائی ہے۔ آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔' آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی 'امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

579 - سمرۃ بن جندب بن ہلال 'آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب الفزاری ہے۔ آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 58ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 39 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔

580 - سمی مولی ابی بکر 'آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کا اسمِ منسوب المخزومی ہے۔ 'NO' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال قباء میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 130ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 30 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 44 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔

573- سلیمان بن عبدالرحمٰن 'آپ کی کنیت ابوایوب ہے۔' آپ کا اسم منسوب التمیمی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 233ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

574- سلیمان بن کثیر' آپ کی کنیت ابوداؤد ہے۔' آپ کا اسم منسوب العبدی الواسطی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 133ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

575- سلیمان بن مہران 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الاسدی الکاہلی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 147ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 422 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1196 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 267 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 252 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 261 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 278 روایات نقل کی ہیں۔

576- سلیمان بن یسار' آپ کی کنیت ابوایوب ہے۔' آپ کا اسم منسوب الهلالی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 110ھ ہے۔

ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 227ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم امام ترمذی امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

586- سہل بن حنیف بن واہب' آپ کی کنیت ابو ثابت ہے۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری الاوسی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الکوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 38ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

587- سہل بن سعد بن مالک' آپ کی کنیت ابو العباس ہے۔ آپ کا اسم منسوب الساعدی الانصاری ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 88ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 132 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 81 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔

588- سہل بن یوسف' آپ کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔ آپ کا اسم منسوب الانماطی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 190ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم امام نسائی امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

589- سہیل بن ابی صالح ذکوان' آپ کی کنیت ابو یزید ہے۔ آپ کا اسم منسوب السمان ہے۔ NO' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 138ھ ہے۔

امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

581- سنان ابی سنان' آپ کا اسمِ منسوب الدیلی ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

582- سنان بن ربیعہ' آپ کی کنیت ابوربیعہ ہے۔آپ کا اسمِ منسوب الباہلی ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

583- سنین' آپ کی کنیت ابوجمیلہ ہے۔آپ کا اسمِ منسوب السلمی ہے۔آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

584- سہل ابن ابی حثمہ بن ساعدۃ' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔آپ کا اسمِ منسوب الانصاری الخزرجی ہے۔آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

585- سہل بن بکار بن بشر' آپ کی کنیت ابوبشر ہے۔آپ کا اسمِ منسوب الدارمی ہے۔آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے

امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

594- سیار بن سلامۃ ' آپ کی کنیت ابوالمنہال ہے۔' آپ کا اسم منسوب الریاحی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 129ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

595- سیدان بن مضارب ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کا اسم منسوب الباہلی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 224ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

596- سیف بن سلیمان ' آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے۔' آپ کا اسم منسوب المخزومی المکی ہے۔No' آپ البصرہ میں اقامت پذیر
رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 156ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

597- شبابہ بن سوار ' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔' آپ کا اسم منسوب الفزاری ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔
آپ المدائن میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدائن میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 206ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 47 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 176 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 49 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 58 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔

590- سودۃ بنت زمعۃ بن قیس ' آپ کا اسمِ منسوب العامریۃ القرشیۃ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

591- سوید بن النعمان بن مالک بن عامر ' آپ کی کنیت ابوعقبہ ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب الانصاری الاوسی ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

592- سوید بن غفلۃ بن عوسجۃ ' آپ کی کنیت ابوامیہ ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب الجعفی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 80ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

593- سیار بن ابی سیار وردان' آپ کی کنیت ابوالحکم ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب العنزی ہے۔ No ' آپ بیت میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بیت میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 122ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

602-شداد بن اوس بن ثابت' آپ کی کنیت ابویعلی ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری المدنی ہے۔آپ الشام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال بنی تغلب میں ہوا۔آپ کا سن وفات 58ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5روایات نقل کی ہیں۔

603-شریح بن مسلمۃ' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب التوخی ہے۔آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 222ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

604-شریک بن عبداللہ بن ابی نمر' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب اللیثی ہے۔آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔المدینہ' آپ کا سن وفات 144ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

605-شعبۃ بن الحجاج بن الورد' آپ کی کنیت ابوبسطام ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الازدی الواسطی ہے۔آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال البصرۃ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 160ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 834روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1419روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 284روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 661روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 290روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 281روایات نقل کی ہیں۔

606-شعیب بن ابی حمزۃ دینار' آپ کی کنیت ابوبشر ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الاموی

امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔

598- شبل بن عباد' آپ کا اسم منسوب القاری ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

599- شعیب بن سعید' آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔' آپ کا اسم منسوب التمیمی الحبطی ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 186ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

600- شعیب بن غرقدۃ' آپ کا اسم منسوب السلمی ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

601- شجاع بن الولید بن قیس' آپ کی کنیت ابوبدر ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب السکونی الکوفی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 204ھ ہے۔
امام بخاری نے' متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

610- شقیق بن سلمۃ' آپ کی کنیت ابووائل ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 82ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 199 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 306 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 62 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 101 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 101 روایات نقل کی ہیں۔

611- شہاب بن عباد' آپ کی کنیت ابوعمر ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العبدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 224ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
نسائی' امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

612- شیبان بن عبدالرحمٰن' آپ کی کنیت ابومعاویہ ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ 164
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 62 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 63 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔

613- شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ' آپ کی کنیت ابوعثمان ہے۔' آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب العبدری' الحجبی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 59ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

ہے۔ آپ الشام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 162ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 324 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 50 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 77 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

607- شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمٰن 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاموی الدمشقی ہے۔ آپ دجیل میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 189ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 20 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

608- شعیب بن الحجاب 'آپ کی کنیت ابوصالح ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الازدی المعولی ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 130ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

609- شعیب بن حرب 'آپ کی کنیت ابوصالح ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب المدائنی البغدادی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مروالروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 197ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

6188-صالح بن کیسان' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 107 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 176 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 38 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

619-صخر بن جویریہ مولی بنی تمیم' آپ کی کنیت ابونافع ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب التمیمی ہے۔آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

6200-صخر بن حرب بن امیہ' آپ کی کنیت ابوسفیان ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاموی ہے۔آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 37ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

621-صدقۃ بن الفضل' آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب المروزی ہے۔آپ حمص میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 223ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 49 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

622-صدقۃ بن خالد' آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الاموی ہے۔آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 180ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

614- صالح بن ابی مریم' آپ کی کنیت ابوالخلیل ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الضبعی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 23 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

615- صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ' آپ کی کنیت ابوعمران ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القرشی الزہری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

616- صالح بن خوات بن جبیر' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا انتقال الانصاری میں ہوا۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

617 - صالح بن صالح بن مسلم بن حیان ' آپ کی کنیت ابوحی ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الثوری الہمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 153ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

627- صفوان بن یعلی بن امیہ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسمِ منسوب التیمی ہے۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

628- صفیہ بنت حیی بن اخطب ' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب النظریہ ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 50ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

629- صفیہ بنت شیبہ بن عثمان: آپ کی کنیت ام حجیر ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب العبدریہ ہے۔ آپ مرو الروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

623-صدی بن عجلان' آپ کی کنیت ابوامامۃ ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الباھلی ہے۔آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال شام میں ہوا۔آپ کا سن وفات 86ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 49 روایات نقل کی ہیں۔

624-صعب بن جثامۃ بن قیس' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب اللیثی' الودانی ہے۔آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

625-صفوان بن سلیم' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الزہری ہے۔آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 132ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

626-صفوان بن محرز بن زیاد' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب المازنی ہے۔آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال بصرہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 74ھ ہے۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

634-طاوس بن کیسان 'آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الیمانی الجندی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مروالروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 106ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 89 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 154 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 34 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 118 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 56 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 57 روایات نقل کی ہیں۔

635-طریف بن مجالد 'آپ کی کنیت ابوتمیمہ ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الھجیمی ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 95ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

636-طلحہ بن ابی سعید 'آپ کی کنیت ابوعبدالملک ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسکندرانی القرشی ہے۔ آپ مرو میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 157ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

637-طلحہ بن عبداللہ بن عثمان 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التیمی القرشی ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی' امام ترمذی' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

638-طلحہ بن عبداللہ بن عوف 'آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الزھری

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔

630-سلمۃ بن زفر' آپ کی کنیت ابوالعلاء ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العبسی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

631-صہیب بن سنان' آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الرومی' النصری ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 38ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

632-طارق بن شہاب بن عبدشمس: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب البجلی الاحمسی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 82ھ ہے۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 17 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

633-طارق بن عبدالرحمٰن' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البجلی الاحمسی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

642- طلحہ بن نافع 'آپ کی کنیت ابوسفیان ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القرشی الاسکاف ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 118 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔

643- طلحہ بن یحییٰ بن النعمان 'آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الزرقی الانصاری ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

644- طلحہ بن یزید 'آپ کی کنیت ابوحمزۃ ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الایلی الانصاری ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

645- طلق بن غنام بن طلق بن معاویۃ 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب النخعی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 211ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

القاضی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 97ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

639- طلحہ بن عبدالملک 'آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الایلی ہے۔ آپ شام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

640- طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب القرشی التیمی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرۃ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 36ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

641- طلحہ بن مصرف بن عمرو بن کعب 'آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الیامی الھمدانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 112ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔

650- عائشہ بنت ابی بکر الصدیق 'آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب التیمیہ ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہی ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 58ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 991 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1506 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 330 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 763 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 581 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 504 روایات نقل کی ہیں۔

651- عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الزھریۃ ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 117ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ' امام مسلم' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

652- عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ 'آپ کی کنیت ام عمران ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التیمیۃ ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہی ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

653- عابس بن ربیعہ 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب النخعی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

646- ظالم بن عمرو بن سفیان آپ کی کنیت ابوالاسود ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الدوئلی ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال البصرۃ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 69ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

647- ظہیر بن رافع بن عدی بن زید آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری الاوسی ہے۔ آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

648- عائذ بن عمرو بن ہلال آپ کی کنیت ابوھبیرۃ ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب المزنی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 61ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد امام ابن ماجہ امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

649- عائذ اللہ بن عبداللہ آپ کی کنیت ابوادریس ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الخولانی ہے۔ آپ الشام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال رجیل میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 80ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 22 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 43 روایات نقل کی ہیں۔

القرشی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال الربذۃ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 70ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

658- عاصم بن عمر بن قتادۃ' آپ کی کنیت ابوعمر ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاوسی الانصاری ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 120ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

659- عاصم بن محمد بن زید' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العصری ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

660- عاصم بن یوسف' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الیربوعی الخیاط ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 220ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

661- عامر بن اسامۃ بن عمیر' آپ کی کنیت ابوالملیح ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الھذلی

امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

654- عاصم بن بھدلۃ ابی النجود' آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 128ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 33 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔

655- عاصم بن سلیمان' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 142ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 59 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 134 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 41 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 29 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔

656- عاصم بن علی بن عاصم بن صہیب' آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التیمی الواسطی ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال حیت میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 221ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
ابوداؤد' امام مسلم' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

657- عاصم بن عمر بن الخطاب' آپ کی کنیت ابوعمر ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العدوی

امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 78 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 77 روایات نقل کی ہیں۔

665- عامر بن عبداللہ بن الزبیر 'آپ کی کنیت ابوالحارث ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 121ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

666- عامر بن عبداللہ بن قیس 'آپ کی کنیت ابو بردۃ ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاشعری ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 104ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 87 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 149 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 80 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔

667- عامر بن عبداللہ بن مسعود 'آپ کی کنیت ابوعبیدۃ ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الھذلی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 83ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

668- عامر بن عمرو 'آپ کی کنیت ابوحبۃ ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری البدری ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

ہے۔آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 98ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 91 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔

662 - عامر بن ربیعہ بن کعب' آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔آپ کا اسم منسوب العنزی العدوی ہے۔آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 32ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

663 - عامر بن سعد بن ابی وقاص' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الزھری ہے۔آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 104ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 79 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔

664 - عامر بن شراحیل' آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الشعبی الحمیری ہے۔آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 104ھ ہے۔
امام بخاری نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 123 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 202 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 88 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سند متصل کے ہمراہ آپ سے 133 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

673- عباد بن راشد آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب التیمی البزار ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم، امام نسائی، امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

674- عباد بن عباد بن حبیب آپ کی کنیت ابو معاویہ ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العتکی الاذری ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 180ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 12 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

675- عباد بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاسدی، القرشی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔

676- عباد بن موسیٰ: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الختلی الانباری ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال طبریہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 229ھ ہے۔
امام بخاری نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے سندِ متصل کے ہمراہ آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم ُ امام نسائی ُ امام ترمذی ُ امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

669- عامر بن مصعب ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسمِ منسوب المکی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
ابوداؤد ُ امام ابن ماجہ ُ امام مسلم ُ امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

670- عامر بن واثلة بن عبداللہ ' آپ کی کنیت ابوالطفیل ہے۔' آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسمِ منسوب اللیثی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال مروالروز میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 110ھ ہے۔
امام بخاری نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

671- عباد بن العوام بن عمر ' آپ کی کنیت ابوسھل ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسمِ منسوب الکلابی ہے۔ آپ حیت میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 185ھ ہے۔
امام بخاری نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔

672- عباد بن تمیم بن غزیۃ ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسمِ منسوب المازنی الانصاری ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے ُسندِ متصل کے ہمراہ ُ آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔

681- عباس بن الولید بن نصر' آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الفرسی ہے۔ آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 238ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
ابوداؤد' امام ابن ماجہ' امام نسائی' آنے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

682- عباس بن سہل بن سعد' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الساعدی ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 75ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

683- عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم' آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے' آپ کا اسم منسوب القرشی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال المدینہ میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 32ھ ہے۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 18 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

684- عباس بن فروخ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الجریری ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے' سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 11 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

677- عباد بن یعقوب: آپ کی کنیت ابوسعید ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الرواجنی الاسدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 250ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم' امام ابوداؤد' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

678- عبادۃ بن الصامت بن قیس' آپ کی کنیت ابوالولید ہے۔' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب الانصاری ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال فسا میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 34ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 51 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 19 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 31 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 25 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔

679- عبادۃ بن الولید بن عبادۃ' آپ کی کنیت ابوالصامت ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری' آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

680- عباس بن الحسین' آپ کی کنیت ابوالفضل ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب القنطری ہے۔ آپ بغداد میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 240ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
صحاح ستہ کے بقیہ مؤلفین نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 24 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 26 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 51 روایات نقل کی ہیں۔

689- عبدالاعلیٰ بن مسھر 'آپ کی کنیت ابو مسھر ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الغسانی ہے۔ آپ الشام میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 218ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔

690- عبدالحمید بن جبیر بن شیبۃ 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العبدری الحجبی ہے۔ آپ مروالروز میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 10 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

691- عبدالحمید بن دینار 'آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب البصری ہے۔ آپ البصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابن ماجہ' امام نسائی' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

692- عبدالحمید بن عبدالرحمٰن 'آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الحمانی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 202ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔

685- عبایۃ بن رفاعۃ بن رافع بن خدیج' آپ کی کنیت ابورفاعۃ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الزرقی الانصاری ہے۔آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

686- مبشر بن القاسم ' آپ کی کنیت ابویزید ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب الزبیدی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 178ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 14 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔

687- عبدالاعلیٰ بن حماد بن نصر ' آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب النرسی الباہلی ہے۔آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا انتقال البصرۃ میں ہوا۔آپ کا سن وفات 237ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 15 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ' امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

688- عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کا اسم منسوب السامی القرشی ہے۔آپ البصرۃ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔آپ کا سن وفات 189ھ ہے۔
امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 28 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 70 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 21 روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 1 روایت نقل کی ہے۔
امام مسلم نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

697- عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔' آپ کا اسم منسوب التیمی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال دوران میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 53ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

698- عبدالرحمن بن ابی بکر نفیع' آپ کی کنیت ابوبحر ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الثقفی ہے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 96ھ ہے
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 27 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 35 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔

699- عبدالرحمن بن ابی عمرۃ' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری النجاری ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 8 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 4 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام نسائی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

693- عبدالحمید بن عبدالرحمن' آپ کی کنیت ابوعمر ہے۔ آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب العدوی المدنی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال حران میں ہوا۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 9 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

694- عبدالحمید بن عبداللہ' آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الاصبحی ہے۔ آپ المدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا۔ آپ کا سن وفات 202ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 43 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 7 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 3 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم' امام ابن ماجہ نے آپ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

695- عبدالرحمن بن ابزی' آپ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ آپ کا اسم منسوب الخزاعی ہے۔ آپ الکوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 13 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 2 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 36 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 16 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 6 روایات نقل کی ہیں۔

696- عبدالرحمن بن ابی الموال زید' آپ کی کنیت ابومحمد ہے' آپ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب المدنی ہے۔ آپ مدینہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا سن وفات 173ھ ہے۔
امام بخاری نے 'سند متصل کے ہمراہ' آپ سے 5 روایات نقل کی ہیں۔

ابتدائی دوصدیوں میں روایتِ حدیث

عہدِ رسالت

کیونکہ حدیث کا تعلق نبی اکرم ﷺ کی ذات کے ساتھ ہے اس لیے ہمیں سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ احادیث کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ذاتی طرزِ عمل کیا تھا؟ جب ہم اس حوالے سے عہدِ رسالت میں حدیث کی ترویج واشاعت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے سامنے سب سے پہلے یہ سوال آتا ہے کہ عہدِ رسالت میں جن احادیث کی ترویج واشاعت کا اہتمام کیا گیا ان کا مرکزی مضمون کیا تھا؟ عام طور پر ایسی بیشتر احادیث کا مرکزی مضمون اسلامی تعلیمات کا بنیادی تعارف تھا نیز بعض اسلامی احکام کی ترویج و اشاعت بھی اہتمام کے ساتھ کی گئی۔

عہدِ رسالت میں احادیث کی ترویج کے دو بنیادی طریقے استعمال ہوئے:

(۱) نبی اکرم ﷺ کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وعظ ونصیحت کرنا اس وعظ میں جمعہ عیدین کے خطبات اور عام وعظ کی محافل شامل ہیں۔ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ مخصوص مواقع کے علاوہ بھی وعظ فرمادیا کرتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مخصوص ایام میں ہمیں وعظ کیا کرتے تھے اور ہماری اکتاہٹ کے خیال سے بکثرت وعظ نہیں کرتے تھے۔[۱]

اس طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ خواتین نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی' مرد حضرات ہم پر فوقیت حاصل کر چکے ہیں اس لیے آپ ہماری تعلیم وتربیت کے لیے کوئی وقت مقرر کریں تو آپ نے انہیں وقت دیا۔ (ملخص)[۲]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ (جمعہ کے دن) کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔[۳]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے عید کے دن خطبہ دیا اور بعد میں خواتین کی طرف تشریف لائے (اور انہیں بطورِ خاص وعظ ونصیحت کی)۔[۴]

۱(بخاری' محمد بن اسماعیل'' الجامع الصحیح '' 68 'نیشاپوری' مسلم بن حجاج'' الصحیح'' 5047 'ترمذی' محمد بن عیسیٰ'' الجامع'' 2782 'شیبانی' احمد بن حنبل'' المسند'' 3400)

۲(بخاری' محمد بن اسماعیل'' الجامع الصحیح '' 101 'نیشاپوری' مسلم بن حجاج'' الصحیح'' 4768 'نسائی' احمد بن شعیب'' السنن'' 1853 ' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ'' السنن'' 1592)

۳(بخاری' محمد بن اسماعیل'' الجامع الصحیح '' 871 'نیشاپوری' مسلم بن حجاج'' الصحیح'' 1425 'ترمذی' محمد بن عیسیٰ'' الجامع'' 464 'نسائی' احمد بن شعیب'' السنن'' 1399 'ابوداؤد 921)

۴(بخاری' محمد بن اسماعیل'' الجامع الصحیح '' 911 'نیشاپوری' مسلم بن حجاج'' الصحیح'' 1464 'نسائی' احمد بن شعیب'' السنن'' 1551 'ابوداؤد 965 قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ'' السنن'' 1263)

700 - عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ یسار' آپ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔' آپ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا اسم منسوب الانصاری الاوسی ہے۔ آپ کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔ آپ کا انتقال داریا میں ہوا۔' آپ کا سن وفات 83ھ ہے۔

امام بخاری نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 45 روایات نقل کی ہیں۔
امام مسلم نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 99 روایات نقل کی ہیں۔
امام ترمذی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 40 روایات نقل کی ہیں۔
امام نسائی نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 32 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوداؤد نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 49 روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن ماجہ نے' سندِ متصل کے ہمراہ' آپ سے 37 روایات نقل کی ہیں۔

اسی طرح بارگاہ رسالت ﷺ میں مختلف وفود کی حاضری اور اخذ فیض کا ذکر ملتا ہے جس میں سے وفد عبدالقیس کی حاضری کا ذکر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

عہدِ صحابہ

نبی اکرم ﷺ جب اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے تو اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کندھوں پر آ گئی' یہ حقیقت محتاج وضاحت نہیں ہے کہ جن حضرات کو شرف صحابیت حاصل ہے ان میں سے اکثر حضرات کو زیادہ وقت آپ ﷺ کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل نہیں ہوا اور جن حضرات کو آپ ﷺ کی خدمت میں زیادہ رہنے کا شرف حاصل ہوا' ان میں سے بیشتر کو آپ ﷺ کی احادیث دوسروں تک منتقل کرنے کا موقع نہیں ملا اس کی بہت سی سیاسی' سماجی اور معاشرتی وجوہات ہیں۔

جیسے نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے فوراً بعد بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے۔ عرب کے مختلف خطوں میں نبوت کے جھوٹے دعوے دار پیدا ہو گئے بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ وقت نے نہایت حوصلہ مندی' جرأت اور دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان فتنوں کی بروقت سرکوبی کی یہاں سے فارغ ہوئے تو بیرونی محاذ کھل گیا اور یہ سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت کے درمیانی عرصے تک جاری رہا۔ یہ حقیقت نگاہ سے اوجھل نہیں رہنی چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں اسلام کی تعلیمات صرف جزیرہ نما عرب تک محدود تھیں جہاں صحراؤں میں بسنے والے دیہاتی علم و تعلیم اور درس و تدریس سے آشنا نہیں تھے جب نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اگرچہ آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں غزوۂ تبوک کے موقع پر شامی لشکر سے مقابلے کے آثار پیدا ہوئے تھے لیکن بوجوہ اس کی نوبت نہیں آ سکی۔ خلیفہ اول جن کا دور خلافت کم و بیش اڑھائی برس کے عرصے پر مشتمل ہے' ان کا بیشتر وقت بھی عرب قبائل کے ساتھ برسر پیکار رہنے میں صرف ہوا جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو حالات انہیں دھکیل کر اس موڑ پر لے آئے جہاں انہیں اس وقت کی بڑی فوجی و سیاسی طاقتوں سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ کرنا پڑا اس تمام عرصے کے دوران صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد جہاد میں مشغول رہی اور عام لوگوں کو ان سے اخذ و استفادے کا شرف حاصل نہیں ہو سکا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کم عمر صحابہ نے اکابر صحابہ سے اخذ و استفادے کے سلسلے کا آغاز کیا اگر آپ احادیث کے مجموعہ جات کا جائزہ لیں تو ان میں بہت سی روایات ایسی ملیں گی جنہیں کم سن صحابہ نے اکابر صحابہ سے روایت کیا ہے جیسے کم سن صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بہت سی روایات اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرامین دین اسلام میں آئینی اور قانونی حیثیت رکھتے ہیں' تمام تر سیاسی اور معاشرتی مصروفیات کے باوجود انہوں نے اس بات کا خیال رکھا کہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی ایسی بات بیان نہ کی جائے جو امر واقعہ کے خلاف ہو۔ مؤرخین نے اس بارے میں مختلف واقعات نقل کیے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں حدیث روایت کرتے وقت کتنی زیادہ احتیاط سے کام لیا جاتا تھا؟

امام ذہبی تحریر کرتے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے احادیث قبول کرنے میں غیر معمولی احتیاط سے کام لیا۔ ابن شہاب زہری حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ خاتون حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی (یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے) اس نے خلیفہ صاحب سے یہ فرمائش کی کہ اسے اس کے پوتے کے ترکے میں سے

مخصوص مواقع کے وعظ و نصیحت میں وہ واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے جیسے سیدہ اسماء بنت ابوبکر نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ سورج گرہن کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خصوصی خطاب کیا تھا۔ [1]

اسی طرح بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے خطاب کی روایت نقل کی ہے۔ [2]

خطبات کے علاوہ بھی نبی اکرم ﷺ محافل میں علمی بات بیان کر دیا کرتے تھے جیسے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' تین لوگ وہاں آئے جن میں سے ایک محفل میں خالی جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا' دوسرا پیچھے ہو کر بیٹھ گیا اور تیسرا وہاں سے چلا گیا تو آپ ﷺ نے تینوں کے احوال کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا۔ [3]

یہ اور اسی طرح کے دیگر بہت سے واقعات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ باقاعدگی کے ساتھ ایک معلم کے طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم و تربیت کیا کرتے تھے اور بعض اوقات معمول سے ہٹ کر بھی یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ان تمام تر کاوشوں کا تعلق اسلامی تعلیمات کی تبلیغ سے تھا اور انہیں اہتمام سے بیان کرنے کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا کہ سامعین ان تعلیمات کو محفوظ کر کے ان کی روشنی میں اپنے معمولات حیات سرانجام دیں۔

(ii) عہد رسالت میں حدیث کی اشاعت کا دوسرا بڑا ذریعہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے سائلین اور وفود ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نجد کا رہنے والا ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اس نے آپ ﷺ سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے جوابات عنایت کیے۔ [4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں سے گفتگو کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی وہاں آیا اور اس نے آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا۔ [5]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں نبی اکرم ﷺ سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہماری یہ خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دیہاتی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سوالات کرتے اور ہم آپ ﷺ کے جواب سے مستفید ہوں۔ [6]

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں جملہ حاضرین کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ غیر موجود اشخاص تک یہ حکم پہنچا دیں۔ [7]

---

[1] (بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 182' نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" 1509' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" 2035' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' "السنن" 1255)

[2] (بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 104' نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" 2413' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" 737' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" 282/1' شیبانی' احمد بن حنبل' "المسند" 1255)

[3] (بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 66' نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" 4042' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" 2648' شیبانی' احمد بن حنبل' "المسند" 20901)

[4] (بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 44' نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" 12' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" 454' ابوداؤد 2830' دارمی' عبداللہ بن عبدالرحمن' "السنن" 1532)

[5] بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 57' شیبانی' احمد بن حنبل' "المسند" 8374

[6] (بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 63' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" 2064' ابوداؤد 411' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' "السنن" 1393)

[7] بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 104' نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" 2413' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" 737' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" 2827

ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ [1]

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت حدیث میں کس قدر غیر معمولی احتیاط کیا کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعض ایسے واقعات بھی منقول ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ راوی کی استنادی حیثیت کے ساتھ حدیث کے مضمون کے بارے میں بھی احتیاط کیا کرتے تھے جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ ایسی روایات کا انکار کیا کرتی تھیں جن میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اب اگرچہ اس بارے میں واضح احادیث موجود ہیں لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسی روایات کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے اس کے مقابلے میں قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا:

"آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں لیکن وہ آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے۔" (الانعام 103)

اس بات سے قطع نظر کہ اس بارے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مؤقف کس حد تک درست ہے؟ اصل قابل غور پہلو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک مستند راوی کی روایت کو بھی من وعن تسلیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے کتاب وسنت اور دیگر مستند روایات کے سامنے رکھا جائے گا اگر وہ اس کے موافق ہوگی تو قبول کیا جائے گا ورنہ مسترد کر دیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت کے وسطی حصے میں عراق اور شام کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں کے زیر نگیں آ چکا تھا یہاں کے رہنے والے بیشتر افراد نومسلم تھے جو عربی زبان' قرآن اور احادیث سے ناواقف تھے۔ زندگی کے معاملات اور معاشرتی اقدار کے بارے میں ان کا اپنا مخصوص رویہ اور طرز عمل تھا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے معاملات کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کر دیا جائے یہاں ایک اور بڑا اہم مسئلہ یہ تھا کہ عرب محدود معاشرتی زندگی کے عادی تھے اس کے برعکس عجمیوں کا طرز معاشرت متنوع اور وسیع تھا اس لیے عجمی خطوں میں بہت سے ایسے سوالات سامنے آنے کا امکان موجود تھا جن کے حل کے بارے میں کتاب وسنت کا کوئی واضح حکم موجود نہ ہو۔

دوسری طرف صورت حال یہ تھی کہ عربوں میں نوشت وخواند کا کوئی رواج نہیں تھا' ان کا تمام تر علم وفضل ان کے ذاتی تجربے اور یادداشت تک محدود تھا ایسے وقت میں خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بہت سے مسائل تھے۔ اسلامی سلطنت کی پھیلتی ہوئی سرحدوں کے استحکام کا خیال رکھنا' اسلامی مملکت کی حدود میں شامل ہونے والی نئی اقوام کی تہذیب وتمدن کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات اور تہذیب کے فروغ کی کوشش کرنا' سرحدوں پر موجود اسلامی لشکر کی ضروریات کا خیال رکھنا اور سب سے بڑھ کر ایک ایسی مملکت کے نظام کو پوری ذمہ داری سے چلانا جس کا رقبہ روز بروز وسیع ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اس کے ساتھ دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھنا وغیرہ ایک نہایت پھیلا ہوا کام تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اکثریت جنگوں میں مشغول تھی اس کی منطقی وجہ یہ ہے کہ دشمن کے اصل حریف عرب تھے اس لیے انہیں ہی جنگی امور کا خیال رکھنا تھا ایسے وقت میں یہ کام خاصہ مشکل نظر آتا ہے کہ باقاعدہ درس گاہیں قائم کی جاتیں اور علوم کی نشر واشاعت کا بندوبست کیا جاتا تاہم تاریخی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی ریاست میں شامل ہونے والے ان نئے خطوں کے باسیوں کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا اور اس کام کے لیے اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعینات کیا جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا قاضی اور معلم مقرر کیا گیا اس کام کے لیے یقیناً ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ضرورت تھی جو قرآن کی تعلیمات اور نبی اکرم ﷺ کی احادیث کے مزاج آشنا ہوں اور اس

---

[1] ذہبی شمس الدین محمد بن احمد' "تذکرۃ الحفاظ" 14/1

حصہ دلوایا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا' مجھے قرآن کے ایسے کسی حکم کا علم نہیں ہے' جس سے تمہارے موقف کی تائید ہوتی ہو اسی طرح میں ایسی کسی حدیث سے بھی واقف نہیں ہوں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ تمہیں اس ترکے میں سے حصہ مل جائے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا ایسی صورت حال کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا کوئی فیصلہ موجود ہے؟ تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسی صورت میں دادی کو چھٹا حصہ دینے کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا' کیا کوئی اور شخص آپ کے اس بیان کی تائید کرے گا؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس بیان کی تائید کی۔ [1]

اس واقعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث قبول کرنے میں کتنی زیادہ احتیاط کیا کرتے تھے اور انہوں نے حدیث قبول کرنے میں اسلام کے قانون شہادت کو اختیار کیا تھا یعنی جب تک دو اشخاص گواہی نہ دیں' آپ روایت قبول نہیں کرتے تھے۔

حافظ ذہبی مزید لکھتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے روایت حدیث میں شدید احتیاط کا مظاہرہ کیا اگر آپ کو کسی روایت کے بارے میں شک ہو جاتا تو آپ اسے قبول کرنے میں توقف سے کام لیتے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آئے' دروازے پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ دستک دی' کوئی جواب نہ ملا تو واپس مڑ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا جب وہ آ گئے تو ان سے پوچھا کہ آپ واپس کیوں چلے گئے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی شخص دروازے پر تین مرتبہ دستک دے اور کوئی جواب نہ آئے تو اسے واپس چلے جانا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' آپ اپنے اس بیان کی تائید میں کوئی گواہ لے کر آئیں ورنہ میں آپ کو سزا دوں گا (اس روایت کو نقل کرنے والے صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو نہایت پریشان دکھائی دے رہے تھے' ہم نے ان سے پوچھا' آپ کو کیا مسئلہ درپیش ہے؟ انہوں نے سارا واقعہ سنایا اور پوچھا' کیا آپ میں سے کسی نے یہ حدیث سُنی ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں' پھر ہم میں سے ایک شخص اُٹھ کر ان کے ساتھ گیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ گواہی دی کہ میں نے بھی یہ حدیث سنی ہے۔ [2]

اسی طرح کا ایک اور واقعہ یوں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت کیا اگر کوئی شخص کسی عورت کا حمل ساقط کر دے تو اس کی سزا کیا ہوگی؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ عورت کو ایک غلام دے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا' کیا اس بات کا کوئی گواہ ہے؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حق میں گواہی دی۔ [3]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں' بعض اوقات میں خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی کوئی حدیث سن لیتا تھا اور کبھی کوئی اور شخص مجھے حدیث سناتا جب کوئی دوسرا شخص مجھے حدیث سناتا تو میں پہلے اس سے حلف لے لیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حدیث سنائی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو مسلمان کوئی گناہ کرنے کے بعد وضو کرے اور دو رکعت نماز

[1] ذہبی شمس الدین محمد بن احمد "تذکرۃ الحفاظ" 9/1
[2] ذہبی شمس الدین محمد بن احمد "تذکرۃ الحفاظ" 11/1
[3] ذہبی شمس الدین محمد بن احمد "تذکرۃ الحفاظ" 12/1

ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کو نبی اکرم ﷺ کی ہمراہی میں تمام غزوات میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر ابوجہل کا سر آپ ہی نے تن سے جدا کیا تھا' آپ بکثرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے نعلین' تکیہ اور طہارت کا پانی اُٹھانے کی ذمہ داری آپ کی تھی اسی لیے آپ کو صاحب نعلین کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آپ کو کس قدر قرب حاصل تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں یمن سے اپنے بھائی کے ہمراہ مدینہ آیا اور چند روز قیام پذیر رہا' میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ نبی اکرم ﷺ کے گھر اس قدر زیادہ آمد و رفت رکھتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ شاید یہ دونوں آپ کے اہل بیت ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ صلاحیت عطا کی تھی کہ آپ قرآن و سنت کے علوم و معارف کے زبردست ماہر تھے' اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اگر قرآن پڑھنا سیکھنا ہو تو چار لوگوں سے سیکھو سالم و معاذ و ابی (بن کعب اور عبداللہ بن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان کرتے ہیں:

''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے' قرآن کی کوئی سورۃ ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے یہ پتہ نہ ہو کہ وہ کہاں نازل ہوئی' کس پس منظر میں نازل ہوئی اگر مجھے یہ پتہ چلے کہ قرآن کا کوئی عالم موجود ہے جو مجھ سے زیادہ واقفیت رکھتا ہے تو اگر اس تک پہنچنا ممکن ہو تو میں اب بھی اس کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہوں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کوفہ کا قاضی اور معلم مقرر کیا تھا۔ آپ نے اس تقرری کے وقت اہل کوفہ کے نام ایک خط لکھا اس میں تحریر کرتے ہیں:

''میں عمار کو تمہارا امیر اور عبداللہ بن مسعود کو تمہارا معلم بنا کر بھیج رہا ہوں یہ دونوں حضرات نبی اکرم ﷺ کے برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں' انہیں غزوۂ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل ہے۔ ان کی پیروی کرنا چونکہ میں نے تمہیں اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان قابل توجہ ہے' اس کے ذریعے اگر ایک طرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری جانب اس کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی بصیرت بھی واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے اسلامی سلطنت کا حصہ بننے والے نئے علاقوں میں معلمین کے طور پر ایسے اشخاص کا تقرر کیا جو وہاں کی ضروریات کے کفیل ہو سکتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کے صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا:

''ان کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو ان کی مانند ہو۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و فضل کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

---

[1] بخاری' محمد بن اسماعیل'' الجامع الصحیح'' 4615' نیشاپوری' مسلم بن حجاج'' الصحیح'' 4504'' ترمذی' محمد بن عیسیٰ'' الجامع'' 1894' شیبانی' احمد بن حنبل'' المسند'' 6215

کے ساتھ ان کا ذاتی تجربہ اور ذہانت نئے پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کر سکے۔

مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جنگی مہمات کی کثرت کی وجہ سے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو باقاعدہ طور پر حدیث کی ترویج واشاعت کا موقع نہیں مل سکا۔ جنگوں کا یہ سلسلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت کے ابتدائی وسطی عہد تک جاری رہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کے دوسرے حصے میں اسلامی سلطنت میں بغاوت کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے۔ ایک طرف سلطنت کی وسعت کا سلسلہ جاری تھا اور دوسری طرف مملکت کے اندر بعض فتنہ پرور عناصر نے اسلامی سلطنت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ یہ سلسلہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک جاری رہا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے سیاسی حالات کے پیش نظر دار الحکومت کو کوفہ منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔ یوں علم و فضل کا مرکز حجاز سے عراق منتقل ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور حکومت داخلی خانہ جنگی کا دور ہے جو سن 40 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر ختم ہوا۔

جب 41 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے متفقہ خلیفہ منتخب ہوئے اور اسلامی سلطنت کو داخلی طور پر استحکام نصیب ہو گیا تو اب یہ وہ وقت تھا جب اسلامی علوم وفنون کی باقاعدہ و تدریس کا آغاز ہو۔ یہ وہ دور ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جیسے کثیر الروایت صحابہ سے ان کے شاگردوں نے احادیث نقل کرنا شروع کی یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عہد صحابہ میں غیر صحابہ جو غیر عرب بھی تھے ان تک احادیث کی منتقلی کے کام کا باقاعدہ آغاز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت سے ہوا۔ ہمارے اس موقف کی تائید مشہور سیرت نگار اور مؤرخ ابن سعد کے اس بیان سے ہوتی ہے۔

محمد بن عمر اسلمی بیان کرتے ہیں اکابر صحابہ سے کم تعداد میں احادیث منقول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو ان سے استفادے کا موقع نہیں مل سکا اور یہ اکابرین یہ موقع آنے سے پہلے ہی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے اس لیے زیادہ احادیث منقول نہیں ہیں کیونکہ ان حضرات کی ریاستی ذمہ داریاں بہت تھیں جن میں عدالتی احکام کے فیصلے کرنا بھی شامل تھا۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بچپن یا جوانی کے آغاز میں نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک کا آخری حصہ نصیب ہوا تھا انہیں قدرتی طور پر نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد طویل مدت تک لوگوں کے درمیان رہنے کا موقع ملا اور لوگوں کو ان سے استفادہ کرنے کا موقع ملا اس کی وجہ سے دیگر حضرات کی نسبت ان کا علم و فضل زیادہ پھیل گیا یہاں حالات بھی ان کے حق میں سازگار ثابت ہوئے جیسا کہ ہم سابقہ سطور میں وضاحت کر چکے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ان حضرات کو باقاعدگی سے درس و تدریس کا موقع ملا یہاں ہم بکثرت احادیث نقل کرنے والے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مختصر سوانح نقل کرنا چاہیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے آپ کو بعثت نبوی کے بالکل ابتدائی حصے میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پہلے اسلام لے آئے تھے۔ بعض محدثین نے آپ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اسلام قبول کرنے والا چھٹا شخص ہوں۔ آپ کی خصوصیات میں یہ بات شامل ہے کہ آپ نے حبشہ اور مدینہ دونوں طرف

[1] ابن سعد الطبقات الکبریٰ

دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ "صادقہ" ہے اس میں وہ احادیث تحریر ہیں جو میں نے کسی واسطے کے بغیر براہ راست نبی اکرم ﷺ سے سنی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا انتقال 63 ہجری میں ہوا یعنی آپ کو نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد 53 برس تک دنیا میں رہنے کا موقع ملا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انیس سالہ عہد حکومت بھی شامل ہے لیکن اس کے باوجود آپ سے بکثرت احادیث منقول نہ ہونے کی دو بنیادی وجوہات ہیں:

(i) آپ کی زیادہ توجہ ذاتی عبادت وریاضت کی طرف مبذول رہی کیونکہ آپ نے شعوری طور پر درس وتدریس کا اہتمام نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ کا علم دوسروں تک منتقل نہیں ہوسکا۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی زندگی کا بیشتر حصہ مصر میں بسر ہوا جہاں کے مخصوص سیاسی' سماجی اور معاشرتی حالات کی وجہ سے علم حدیث کے طلباء کا تناسب حجاز اور عراق کی بہ نسبت خاصہ کم تھا۔ مزید برآں جس زمانے میں احادیث کی تدوین کے کام کا باقاعدہ آغاز ہوا اس عہد کے بیشتر مؤلفین ان خطوں سے تعلق رکھتے تھے جو عراق سے نزدیک اور مصر سے خاصے دور تھے اسی طرح ان مؤلفین نے جن حضرات سے احادیث روایت کی ہیں' ان کی اکثریت حجاز اور عراق کے مختلف شہروں سے تعلق رکھتی تھی اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے زیادہ احادیث روایت نہیں کی جا سکی ہیں۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے' عربی زبان میں "ہریرہ" کا مطلب بلی کا بچہ ہے۔ ایک مرتبہ آپ کی گود میں بلی کا بچہ موجود تھا' نبی اکرم ﷺ نے آپ کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے بلایا' اے ابو ہریرہ (بلی کے بچے سے پیار کرنے والے) اس دن کے بعد آپ کی کنیت ابو ہریرہ ہوگئی اور اپنے اصل نام کی بجائے اسی کنیت سے مشہور ہوگئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 7 ہجری میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا یعنی آپ کو کم وبیش تین برس تک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنے کا موقع ملا لیکن اس کے باوجود آپ نے سب سے زیادہ احادیث نقل کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اکثر وبیشتر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ کو علم حدیث حاصل کرنے کا بہت شوق تھا' ایک مرتبہ آپ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی زبانی کوئی بات سن کر بھول جاتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اپنی چادر بچھانے کا حکم دیا۔ انہوں نے چادر بچھائی تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے مقدس ہاتھوں کے ذریعے اس میں کچھ ڈالا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چادر اوڑھنے کا حکم دیا' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے وہ چادر اوڑھی تو اس دن کے بعد آج تک میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم حدیث کا بہت زیادہ شوق تھا' یہی وجہ ہے کہ آپ نے کسب معاش کے سلسلے کو تقریباً مکمل طور پر خیر باد کہہ کے مکمل طور پر علم حدیث کے حصول کی طرف اپنی توجہ مبذول کرلی۔ آپ کے اسی ذوق وشوق کو دیکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے آپ پر خاص لطف وکرم کیا جیسا کہ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ سے علم کے دو برتن حاصل کیے ہیں۔ [3]

---

[1] شیبانی' ابوالحسن علی' "اسد الغابہ" 349/3' ابن سعد 20/9
[2] بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 119' نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" 4549' شیبانی' احمد بن حنبل' "المسند" 8057
[3] بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 120

اجمعین کی ایک بڑی جماعت نے ان سے احادیث نقل کی ہیں' ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ تابعین کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے اخذ و استفادہ کیا ہے' جن میں علقمہ' ابووائل' اسود' مسروق' عبیدہ' قیس بن ابوحازم جیسے جلیل القدر تابعین شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کل 848 احادیث منقول ہیں جن میں سے 64 احادیث کو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے' 21 روایات صرف امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کی ہیں اور 35 روایات صرف امام مسلم نے نقل کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے 32 ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے آخری دور میں وصال فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور دوسری روایت کے مطابق آپ کا انتقال کوفہ میں ہوا۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے' خاندانی طور پر آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ آپ کے والد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ کے زیرک اور دانا ترین افراد میں ہوتا تھا۔ ملک مصر انہی کی کمان میں فتح ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں عبادت و ریاضت کا رنگ غالب تھا اس لیے آپ نے احادیث کے درس و تدریس کی بجائے عبادت میں زیادہ وقت گزارا لیکن اس کے باوجود آپ سے 700 احادیث منقول ہیں جن میں سے 17 احادیث کو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور امام مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ 18 حدیث کو صرف بخاری نے روایت کیا ہے اور 20 احادیث کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مجھ سے زیادہ احادیث صرف حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ احادیث تحریری طور پر نوٹ کرلیا کرتے تھے جبکہ میں احادیث لکھتا نہیں تھا۔ [2]

ابن سعد نقل کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما خود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث تحریر کرنے کی اجازت مانگی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت عطا کردی تو میں نے احادیث کو تحریری طور پر محفوظ کرنے کا آغاز کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے نوٹس کو "الصادق" کہا کرتے تھے۔

دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے اس مجموعہ کی افادیت سے واقف تھے' یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر کو یہ ہدایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ اس سال حج کے لیے مکہ جائیں گے اور مدینہ منورہ سے گزریں گے تو تم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کرنا کیونکہ ان کے پاس احادیث کا قیمتی ذخیرہ محفوظ ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ایک ہیں اور طبقہ تابعین کے اکابر اہل علم میں شامل ہیں' آپ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس کچھ تحریری یادداشتیں دیکھیں' ان کے بارے میں

[1] المزی' جمال الدین' "تہذیب الکمال" 740/2' عسقلانی' احمد بن علی' "تہذیب التہذیب" 27/6' بخاری' محمد بن اسماعیل' "التاریخ الکبیر" 2/5

[2] بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 113' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" 2592' شیبانی' احمد بن حنبل' "المسند" 7084' دارمی' عبداللہ بن عبدالرحمٰن' "السنن" 483

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

آپ کا نام سعد بن مالک ہے' آپ کا تعلق انصار کے قبیلے بنوخزرج سے ہے' آپ کو سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کا شرف حاصل ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے 64 برس بعد 74 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ سے جن جلیل القدر صحابہ اور تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جیسے نامور صحابہ شامل ہیں۔ تابعین میں سے سعید بن مسیب' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور عطاء بن یسار کے اسماء قابل ذکر ہیں۔[۱]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ بنت حارث' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سگی خالہ ہیں اس لیے آپ کو بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانگی معمولات کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے وقت ان کی عمر تیرہ برس تھی لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اخذ و استفادے کا سلسلہ جاری رکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں یہ دعا کی تھی۔

''اے اللہ! اسے کتاب کا علم عطا کر''۔[۲]

کثیر الروایت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ آپ بیک وقت علم حدیث' تفسیر' تاریخ اور لغت کے فن کے ماہر تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ آپ نے کچھ عرصہ یہ فرائض سرانجام دیئے اور پھر واپس حجاز تشریف لے آئے جہاں طائف میں 68 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے 1660 احادیث منقول ہیں۔[۳]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ہیں' آپ کو بچپن میں ہی اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا' اپنے والد کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اپنے والد' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' اپنے چچا' حضرت زید رضی اللہ عنہ' اپنی ہمشیرہ اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم' ان کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت ابن مسعود اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ نے 73 ہجری میں وفات پائی یعنی آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد 63 برس تک علم حدیث سیکھنے اور سکھانے کا موقع ملا جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا 19 سالہ عہد حکومت بھی شامل ہے۔[۴]

---

۱ المزی' جمال الدین'' تہذیب الکمال'' 473/1' ابن سعد' الطبقات الکبریٰ 80/9

۲ بخاری' محمد بن اسماعیل'' الجامع الصحیح'' 75

۳ بخاری' محمد بن اسماعیل'' تاریخ کبیر'' 3/2' شیبانی' ابوالحسن علی'' اسد الغابہ'' 290/3' عسقلانی' احمد بن علی'' الاصابہ'' 322/1

۴ عسقلانی' احمد بن علی'' تہذیب التہذیب'' 325/5' المزی' جمال الدین'' تہذیب الکمال'' 713/2

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ احادیث روایت کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اکثر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا جبکہ مہاجرین و انصار کاروبار دنیا میں مشغول رہا کرتے تھے[۱]

اگرچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی ظاہری زندگی کا بہت مختصر حصہ نصیب ہوا لیکن علم حدیث کے ساتھ والہانہ لگاؤ کی بدولت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علم حدیث میں اخذ و استفادے کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال 57 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں ہوا جیسا کہ ہم سابقہ سطور میں اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد حکومت اسلامی سلطنت کے داخلی استحکام کا دور ہے جس میں احادیث کی روایت کے کام کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ یہ وہ دور ہے جس میں اطراف عالم میں بسنے والے مسلمان علوم نبوت کی روشنی حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوتے رہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم حدیث کی اشاعت کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عہد حکومت کے 17 سال ملے۔ یہی وجہ ہے کہ طویل عرصے کے دوران خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 800 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین نے استفادہ کیا ہے آپ سے منقول احادیث کی تعداد 5374 ہے جن میں سے 325 احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں ان کے علاوہ 93 احادیث صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور 184 احادیث صرف امام مسلم نے روایت کی ہیں۔[۲]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت آپ کمسن تھے آپ کا انتقال 78 ہجری میں ہوا اس لیے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو آپ سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے 1540 احادیث منقول ہیں۔[۳]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

آپ کا تعلق انصار کے قبیلے بنو خزرج سے تھا آپ کی والدہ کمسنی میں آپ کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئی تھیں آپ کو کم و بیش دس برس تک نبی اکرم ﷺ کے خادم خاص رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ بصرہ منتقل ہو گئے تھے عراق کے رہنے والے بیشتر اکابر تابعین نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا ہے جن میں خواجہ حسن بصری ابن سیرین حمید الطویل اور ثابت البنانی جیسے تابعین شامل ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے 93 ہجری میں وصال فرمایا آپ سے 1286 احادیث منقول ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ایک محدث کہنے لگے آج نصف علم دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔ کسی نے پوچھا وہ کس طرح؟ تو انہوں نے جواب دیا جب کوئی بد مذہب بدعتی ہم سے کسی حدیث کے بارے میں بحث کرتا تھا تو ہم اسے یہی کہا کرتے تھے آؤ ان صاحب کے پاس چلتے ہیں جنہوں نے بذات خود یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے اور اب یہ بات ممکن نہیں رہی۔[۴]

۱۔ بخاری محمد بن اسماعیل "الجامع الصحیح" 118 نیشاپوری مسلم بن حجاج "الصحیح" 4547 قزوینی محمد بن یزید ابن ماجہ "السنن" 258 شیبانی احمد بن حنبل "المسند" 7380

۲۔ عسقلانی احمد بن علی "تہذیب التہذیب" 199/6 المزی جمال الدین "تہذیب الکمال" 795/2

۳۔ عسقلانی احمد بن علی "تقریب التہذیب" 27/2

۴۔ بخاری محمد بن اسماعیل "التاریخ الکبیر" 27/2 ذہبی شمس الدین محمد بن احمد "تذکرۃ الحفاظ" 37/1 شیبانی ابو الحسن علی "اسد الغابہ" 157/1

اشاعت کی جن میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نام سر فہرست ہے۔

(iii) عراق:

یہ اسلامی سلطنت کا تیسرا بڑا اور اہم صوبہ تھا یہاں عہد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بصرہ اور کوفہ علم حدیث کا مرکز تھے اور یہاں کی سب سے نمایاں علمی شخصیات حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جنہوں نے کوفہ میں قیام اختیار کیا۔ کوفہ میں رہنے والے اکابر صحابہ میں ان دونوں صاحبان کے علاوہ حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عمار بن یاسر' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت سلمان فارسی' حضرت حذیفہ بن یمان' حضرت ابوالطفیل اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

عراق کا دوسرا بڑا شہر بصرہ ہے یہاں کی نمایاں علمی شخصیت نبی اکرم ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں' ان کے علاوہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ ہم سابقہ سطور میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہاں کے گورنر رہے ہیں اس لیے یقیناً انہوں نے اپنے قیام کے دوران یہاں علم حدیث کی ترویج و اشاعت کی ہوگی جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کے گورنر تھے تو میں ان کے سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہا تھا اسی دوران ایک دن انہوں نے مجھے وفد عبدالقیس کے بارے میں حدیث سنائی۔[1]

دورِ تابعین

تابعی اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے کسی صحابی کی زیارت کا شرف حاصل ہو خواہ اس نے صحابی سے احادیث روایت کی ہوں یا نہ کی ہوں لیکن ہم یہاں ان تابعین کا ذکر کریں گے جنہوں نے علم حدیث کے درس اور تدریس کے حوالے سے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ گویا ہم جن افراد کا ذکر کر رہے ہیں' یہ وہ برگزیدہ لوگ ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت سے علم نبوت کا نور حاصل کیا اور اسے اُمت تک منتقل کیا اس طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد دو طرح کے ہیں:

(i) وہ لوگ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قرابت نسبی کا تعلق رکھتے تھے' ان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیٹے' بھانجے' بھتیجے' پوتے اور نواسے وغیرہ شامل ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحب زادوں میں آپ کے چار بیٹے بلال' حمزہ' سالم' عبداللہ شامل ہیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عروہ بن زبیر اور ان کے صاحب زادے ہشام بن عروہ وغیرہ شامل ہیں۔

(ii) وہ لوگ جنہوں نے صرف علم کے حصول کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے زانوئے ادب طے کیا' ان میں سے ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جو کسی کے آزاد کردہ غلام تھے جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام سالم اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ شامل ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اخذ فیض کرنے والے حضرات میں ایک بڑا طبقہ ان عجمیوں کا تھا جو خود یا ان کے باپ دادا کچھ عرصہ قبل مشرف بہ اسلام ہوئے تھے' ہم نے اس پہلو کو اعتقادی حوالے کی بجائے معاشرتی اور تہذیبی حوالے سے اجاگر کیا ہے یعنی یہ وہ لوگ تھے جن کی زبان' تہذیب' روایات مکمل طور پر مختلف تھیں لیکن انہوں نے علوم اسلامیہ کے حصول اور ان کی تدریس کے لیے جو

---

[1] بخاری' محمد بن اسماعیل' "الجامع الصحیح" 85' نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" 23' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" 2536' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" 4945

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کوئی بھی غیر جانب دار مؤرخ یہ اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ دنیا کی معلوم تاریخ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی جامع الصفات خاتون اور کوئی نہیں ہے۔ وہ بیک وقت علم حدیث' تفسیر' تاریخ' لغت' شاعری' ادب' طب کی ماہر تھیں اور ان تمام فنون کی بہترین استاد تھیں اس کے علاوہ سیاسی' سماجی' معاشرتی مسائل اور حالات پر ان کی گہری نظر تھی۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی سب سے زیادہ محبوب زوجہ محترمہ تھیں' عبادت و ریاضت سے خاص شغف تھا۔ کثرت سے صدقہ و خیرات کرتی تھیں' آپ کی برأت میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیات نازل کی ہیں۔ آپ کے فضائل و مناقب بے حد و شمار ہیں۔ آپ سے 2210 احادیث منقول ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں 67 ہجری میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔[1]

مختلف شہروں کی صورتِ حال

سابقہ سطور میں ہم نے عہد صحابہ میں علم حدیث کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے مختصر گفتگو کی اور بکثرت احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مختصر حالاتِ زندگی اور کثرت روایت کے اسباب کی نشاندہی کی اب یہاں مناسب محسوس ہوتا ہے کہ عہد صحابہ میں اسلامی سلطنت پر ایک اجمالی نظر ڈال لی جائے۔

عہد صحابہ میں اسلامی سلطنت تین بڑے حصوں پر مشتمل تھی:

(i) حجاز (ii) شام (iii) عراق

(i) حجاز:

عہدِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حجاز علم حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا کیونکہ اکابر صحابہ یہیں قیام پذیر تھے۔ اگرچہ خلفائے راشدین کے عہد حکومت کے دوران کمسن صحابہ کی تعلیم و تربیت کا رنگ غالب رہا لیکن بعد میں اطراف و اکناف عالم سے لوگ حجاز کا رخ کرنے لگے یہاں کی مرکزی شخصیات میں خلفائے راشدین' سیدہ عائشہ صدیقہ' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں' ان میں سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بعد میں مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کی جہاں ایک خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا جبکہ بقیہ حضرات مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہے اگر آپ بکثرت احادیث نقل کرنے والے تابعین کا جائزہ لیں تو ان کی اکثریت مدینہ منورہ کی باسی تھی جس نے انہی صحابہ سے احادیث روایت کی ہیں۔

(ii) شام

شام بہت جلد اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا تھا اسی لیے یہاں ایسے صحابہ کی شدید ضرورت تھی جو دعوت و تبلیغ کا کام احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔ جلیل القدر صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے یہ فریضہ ادا کیا۔ ان میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ جمع و تدوین قرآن کے سلسلے میں ان کی نمایاں خدمات ہیں' ان کے علاوہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک نمایاں شخصیت ہیں جنہوں نے شام میں دینی علوم جن میں علم حدیث سرفہرست ہے' کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کے علم و فضل کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ ظاہری میں آپ کو یمن کا قاضی مقرر کیا تھا۔

شام کے بعد ملکِ مصر اسلامی سلطنت کا حصہ بنا یہاں بھی بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے احادیث کی ترویج و

---

[1] شیبانی' ابو الحسن علی' "اسد الغابہ" 188/7' ذہبی' شمس الدین محمد بن احمد' "تذکرۃ الحفاظ" 25/1' عسقلانی' احمد بن علی' "الاصابہ" 348/4

جھوٹی روایات گھڑنے والے لوگوں کو ہم تین بنیادی گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(i) سیاسی لوگ (ii) اسلام دشمن بے دین (iii) عوامی واعظین

1- سیاسی لوگ: خلفائے راشدین کا عہد حکومت چالیس ہجری میں اختتام پذیر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسن نے حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عالم اسلام کے افراد دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک حصہ وہ تھا جو دل و جان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کا حامی تھا اور دوسرا طبقہ وہ تھا جس نے بامر مجبوری اس حکومت کو قبول کیا تھا۔ عالم اسلام کا یہ اختلاف اس وقت کھل کر سامنے آیا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید کو نیا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اہل عراق نے اس انتخاب کی مخالفت کی کوشش کی لیکن اس مخالفت کو بزور بازو دبا دیا گیا۔ یزید کے بعد حکومت بنو امیہ کے مختلف افراد تک منتقل ہوتی رہی جبکہ عراق میں اس حکومت کے خلاف زیر زمین تحریک کا سلسلہ جاری رہا۔ یزید بن معاویہ کی حکومت کے خلاف حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے علم بلند کیا تھا جنہیں کربلا میں ان کے خاندان کے قریبی عزیزوں سمیت شہید کر دیا گیا۔ ان کے بعد آل علی میں سے بعض حضرات نے اموی حکومت کے خلاف زیر زمین تحریک چلائی جسے بعض سیاسی عناصر نے اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا۔ یہ وہ عناصر تھے جنہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لیے جھوٹی روایات پھیلانے سے بھی گریز نہیں کیا' ان کا مقصد یہ تھا کہ عالم اسلام میں بنو امیہ کے خلاف نفرت کی لہر پیدا کی جائے اس لیے انہوں نے ایسی جھوٹی روایات کو فروغ دیا جن سے بنو امیہ کی مذمت ثابت ہوتی تھی اور بعض ایسی روایات پھیلائیں جن میں بنو عباس کی خلافت کی پیش گوئیاں شامل تھیں۔

2- اسلام دشمن بے دین: یہ وہ طبقہ ہے جن میں بیشتر افراد کا تعلق عجمی خطوں سے تھا' ان میں اسلام دشمن عناصر بھی شامل تھے اور لہو و لعب کے شیدائی بھی شامل تھے جن کی بہت سی سرگرمیوں کو اسلام نے ختم کر دیا تھا۔

امام سیوطی نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک زندیق کو خلیفہ ہارون الرشید کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے اس کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ زندیق نے خلیفہ سے پوچھا' آپ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ ہارون نے جواب دیا میں مخلوق خدا کو تم سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔ وہ زندیق بولا' آپ مجھے قتل کروا دیں گے لیکن آپ ان ایک ہزار روایات کا کیا کریں گے؟ جنہیں میں نے اپنی طرف سے ایجاد کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے لوگوں کے درمیان پھیلا دیا ہے۔ ہارون نے جواب دیا' تم ان کی فکر نہ کرو کیونکہ ابھی ابو اسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک زندہ ہیں' وہ ان جھوٹی روایات کو اس طرح چھان کر الگ کر دیں گے جیسے چھانی میں آٹا ڈال کر اسے چھان لیا جاتا ہے۔[1]

(iii) عوامی واعظین: یہ وہ لوگ تھے جو سستی عوامی شہرت حاصل کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے جھوٹی روایات بیان کیا کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام ہمیشہ نئی باتیں سننا پسند کرتے ہیں اس لیے یہ لوگ عوامی دلچسپی کے امور کو سامنے رکھتے ہوئے جھوٹی روایات بیان کیا کرتے تھے۔

امام شعبی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا' میرے قریب ایک شخص اپنے شاگردوں کو درس حدیث دے رہا تھا اس نے ایک سند پڑھی اور اس کے بعد بولا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ نے دو "صور" پیدا کیے ہیں جن میں سے پہلے "صور" میں جب پھونک ماری جائے گی تو تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور پھر جب دوسرے "صور" میں پھونک ماری جائے گی تو سب لوگ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ شعبی کہتے ہیں' یہ سن کر میں بہت بے چین ہوا' میں نے جلدی سے نماز ختم کی اور اس

---

[1] سیوطی' جلال الدین عبدالرحمن' "تاریخ الخلفاء" 412

کاوشیں سرانجام دی ہیں' وہ قابل صد تحسین ہیں۔

دوسری ہجری

سابقہ صفحات میں ہم اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ پہلی صدی ہجری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام کے دور پر مشتمل ہے' ان دونوں طبقوں کے افراد نے اپنے زمانے کے مخصوص رجحانات' سیاسی ومعاشرتی حالات کے تحت علم حدیث کی ترویج واشاعت میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ دوسری صدی ہجری سیاسی ماحول اور معاشرتی رجحانات کے حوالے سے کچھ مختلف ہے۔ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ پہلی صدی میں عالم اسلام تین بڑے حصوں پر مشتمل تھا۔ حجاز' عراق اور شام۔ یہ حصہ پھیل کر اب کچھ اور وسیع ہو چکا تھا' عراق سے آگے وسط ایشیا کے بیشتر حصے اگرچہ عہد عثمانی میں فتح ہو چکے تھے لیکن دوسری صدی ہجری کے آغاز میں یہ علاقے ایک طاقت ور حصے کے طور پر اُبھر کر سامنے آئے اور یہاں کے لوگوں کی تائید وحمایت کی بدولت امویوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور عباسی خلافت قائم ہوئی۔ دوسری طرف شام کی سرحدیں پھیلتی ہوئی افریقہ کے آخری کنارے مراکش تک چلی گئی تھیں بلکہ مسلمانوں نے اندلس کے بیشتر ساحلی علاقوں کو بھی فتح کر لیا تھا۔ دوسری صدی ہجری میں علم حدیث کی تاریخ کا جائزہ لینے کے لیے اس زمانے کی سیاسی تاریخ کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ آئندہ آنے والے وقتوں میں علم حدیث کے بیشتر ماہرین اور علم فقہ کے اکابرین کا تعلق ان خطوں سے تھا جو پہلی صدی ہجری کے حجاز' عراق یا شام سے تعلق نہیں رکھتے۔

دوسری صدی ہجری میں علم حدیث کی ترویج واشاعت کا جائزہ لینے کے لیے ہمیں علم حدیث سے متعلق افراد کو دو بنیادی گروہوں میں تقسیم کرنا ہوگا۔

(i) وہ لوگ جنہوں نے اس زمانے میں علم حدیث سیکھا' یہ وہ لوگ ہیں جو دوسری صدی ہجری کے آخر میں ان محدثین کے استاد بنے جنہوں نے تیسری صدی ہجری میں کتابیں مرتب کی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بھی بعض افراد نے علم حدیث کے موضوع پر جامع تالیفات مرتب کی ہیں۔

(ii) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اکابر تابعین اور ان کے تلامذہ سے اخذ فیض کیا اور دوسری صدی ہجری میں علم حدیث کی مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے۔

فتنہ وضع حدیث

ہم سابقہ سطور میں اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ مسلمان مجاہدین نے بہت مختصر عرصے میں اس وقت کی دو عظیم سیاسی طاقتوں کو اسلامی حکومت کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا تھا' یہ دونوں طاقتیں مختلف نوعیت کا سیاسی' معاشرتی' مذہبی' اخلاقی' تہذیبی پس منظر رکھتی تھیں اور یہ بات بھی پہلے واضح کی جا چکی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان خطوں میں اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ کرتے ہوئے یہ نکتہ واضح کر دیا تھا کہ اسلام کی اصل نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے' آپ ﷺ کا اسوۂ اور آپ ﷺ کے فرامین آئینی اور قانونی حیثیت رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تو مسلم اقوام حدیث رسول ﷺ کو اپنے ہر معاملے میں قول فیصل کی حیثیت دینے لگیں اس صورت حال سے بعض عناصر نے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی اور بعض ایسی جھوٹی باتوں کو نبی اکرم ﷺ سے منسوب کر کے بیان کرنا شروع کر دیا جن کے ذریعے ان کی ذاتی ترجیحات اور مقاصد کی تکمیل ہوتی تھی۔ ذیل میں ہم انہی بنیادی امور کی وضاحت کریں گے جن کے نتیجے میں جھوٹی روایات گھڑنے کے نتیجے کا آغاز ہوا۔

اصطلاحاتِ حدیث

اس حقیقت سے ہر شخص آگاہ ہے کہ دنیا میں مختلف اشیاء سے واقفیت کے حصول کے لیے مختلف علوم وفنون ایجاد کیے گئے ہیں۔ عام طور پر کسی علم میں کسی شے کی حقیقت اور اس کے احوال زیرِ بحث لائے جاتے ہیں تاہم بعض اوقات کسی علم سے واقفیت اور شناسائی کا حصول آسان کرنے کے لیے مزید کسی علم کو ایجاد کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

علم حدیث وہ فن ہے جس میں اسلام کی تعلیمات کا بنیادی ماخذ یعنی نبی اکرم ﷺ کی شخصیت، احوال، فرامین وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن اس فن کو سیکھنے کے کچھ خاص قواعد ہیں جنہیں ''علم اصول حدیث'' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کسی زبان کو سیکھنے کے دو طریقے ہیں لسانیات یعنی زبان سے متعلق ادب کا مطالعہ اور قواعد یعنی اس زبان کی گرائمر کا علم۔ علم اصول حدیث کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسی علم کے قواعد وضوابط کی روشنی میں کوئی محدث یا فقیہ کسی حدیث کی استنادی حیثیت کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

ابتدائی دو صدیوں کے دوران حدیث کی روایت کا زیادہ تر کام زبانی بیان تک محدود رہا کوئی شخص اپنے استاد سے کوئی حدیث سن کر اسے اپنے شاگردوں تک منتقل کر دیتا تھا اس نقل کے دوران اس بات کا امکان موجود تھا کہ وہ راوی اپنی کسی فطری یا فکری کمزوری کے باعث حدیث کے الفاظ نقل کرنے میں کسی شعوری یا غیر شعوری غلطی یا غلط فہمی کا مرتکب ہو جاتا پھر یہ پہلو بھی قابل غور تھا کہ دوسری صدی ہجری میں بہت سے فرقے نمودار ہو چکے تھے جن میں سے بہت سے لوگوں نے اپنے باطل مزعومات کی تائید میں جھوٹی روایات ایجاد کر کے نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا شروع کر دی تھیں اس لیے صحیح اور غلط، مستند اور غیر مستند کے درمیان فرق کی وضاحت کے لیے محدثین نے اصولِ حدیث کا فن ایجاد کیا۔

''اصول حدیث'' کی تمام تر بحث تین امور کے گرد گھومتی ہے:

(i) سند (ii) متن (iii) راوی

ان تینوں موضوعات پر بحث کرنے سے پہلے ہم چند بنیادی قواعد کی وضاحت کریں گے۔

علم اصول حدیث کی تعریف

یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے ایسے قواعد کی واقفیت حاصل کی جاتی ہے جن کی مدد سے کسی روایت کے متن یا اس کی سند کو قبول کرنے یا مسترد کرنے کا فیصلہ کیا جا سکے۔

علم اصول حدیث کا فائدہ

اس علم سے واقفیت کے نتیجے میں انسان صحیح اور غلط، مستند اور غیر مستند حدیث کے درمیان فرق کر سکتا ہے۔

محدث کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم غلط بیان کر رہے ہو نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی "صور" پیدا کیا ہے جس میں دو مرتبہ پھونک ماری جائے گی اس نے دوبارہ وہی سند پڑھی وہی روایت پڑھی اور بولا میں تمہارے سامنے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم میری تکذیب کر رہے ہو۔ شعبی کہتے ہیں' یہ کہنے کے بعد اس نے اپنے شاگردوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے مجھے پیٹنا شروع کر دیا اور اس وقت تک پیٹتے رہے جب تک انہوں نے مجھ سے یہ اعتراف نہیں کروا لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تین "صور" پیدا کیے ہیں اور قیامت کے دن ان تینوں میں پھونک ماری جائے گی۔[1]

ایک مرتبہ مشہور محدث شعبہ کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔ شعبہ نے اس سے دریافت کیا' کیا تم عوامی واعظ ہو؟ اس نے کہا' جی ہاں! تو شعبہ نے کہا' آپ یہاں سے تشریف لے جائیں کیونکہ ہم عوامی واعظین کو احادیث نہیں سناتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں' میں نے شعبہ سے پوچھا' آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو شعبہ نے جواب دیا' ہم انہیں ایک بالشت کے برابر حدیث سناتے ہیں جسے یہ کھینچ کر ایک گز کے برابر کر دیتے ہیں۔[2]

1. القاری' علی بن سلطان "الموضوعات الکبریٰ" 38
2. مصری' استاد ابوزہو "تاریخ حدیث و محدثین"

(ii) نظم المتناثر از امام محمد بن جعفر الکتانی

غیر متواتر حدیث کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مشہور: محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیث کو مشہور کہا جاتا ہے جسے ہر زمانے میں کم از کم تین راوی روایت کریں اور کسی بھی طبقے میں راویوں کی تعداد تین سے کم نہ ہو۔ بعض محدثین نے یہاں ایک اور اصطلاح ''مستفیض'' کا بھی ذکر کیا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں محدثین کے دوران اختلاف پایا جاتا ہے بعض محدثین کے نزدیک یہ اصطلاح ''مشہور'' کے مترادف ہے جبکہ بعض دیگر محدثین کے نزدیک ان دونوں اصطلاحات کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔

نوٹ: یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ لفظ ''مشہور'' بعض اوقات اپنے مخصوص اصطلاحی مفہوم کی بجائے عرفی معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد وہ احادیث ہوتی ہیں جو عرف عام میں شہرت رکھتی ہوں۔

(ii) عزیز: اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند کے اکثر طبقات میں کم از کم تین راوی ہوں اور کسی ایک یا ایک سے زیادہ طبقوں میں کم از کم دو راوی ہوں۔

بعض اہل علم نے عزیز کی یہ تعریف کی ہے کہ اس کی سند کے ہر طبقے میں کم از کم دو راوی موجود ہوں۔

(iii) غریب: اس سے مراد وہ روایت ہے جس کی سند کے کسی بھی ایک طبقے میں صرف ایک راوی ہو۔

بعض محدثین نے ایسی روایت کے لیے ''غریب'' کی بجائے ''فرد'' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

محدثین نے حدیث غریب کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(i) ایسی روایت جسے صرف ایک صحابی نے نقل کیا ہو اور سند کے بقیہ طبقات کے راویوں کی تعداد زیادہ ہو۔

(ii) ایسی روایت جس میں صحابی کے علاوہ کسی اور طبقے میں صرف ایک راوی موجود ہو۔

محدثین نے ''غریب'' حدیث کی ایک اور تقسیم کی بھی نشاندہی کی ہے۔

(i) اس ایک راوی نے جو سند یا متن نقل کیا ہے وہ اس کے علاوہ کسی اور دوسرے راوی سے منقول نہ ہو بلکہ وہ پہلا راوی اس روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہو۔

(ii) اس ایک سند میں کسی ایک طبقے میں وہ اکیلا راوی ہو تاہم وہی روایت کسی اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہو۔

مقبول و مردود

(iii) خبر واحد خواہ وہ مشہور ہو یا غریب اسے ایک اور حوالے سے بھی تقسیم کیا گیا ہے اس کی دو قسمیں ہیں

(i) مقبول (ii) مردود

خبر مقبول کو دو طرح سے تقسیم کیا گیا ہے۔

(i) صحیح اور حسن (ii) معمول بہ اور غیر معمول بہ

صحیح کی دو ذیلی قسمیں ہیں:

(i) صحیح لذاتہ (ii) صحیح لغیرہ

اسی طرح حسن کی بھی دو قسمیں ہیں:

(i) حسن لذاتہ (ii) حسن لغیرہ

سند: اس سے مراد راویوں کے اسماء کا وہ سلسلہ ہے جن کے وساطت سے حدیث نقل ہوئی ہے۔
متن: اس سے مراد وہ مضمون ہے جو نبی اکرم ﷺ یا کسی صحابی کے قول وفعل کے ذکر پر مشتمل ہو۔

سند کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم

سند کے اعتبار سے حدیث کی دو بنیادی قسمیں ہیں:
(i) متواتر (ii) غیر متواتر
غیر متواتر کی مزید تین ذیلی قسمیں ہیں:
(i) مشہور (ii) عزیز (iii) غریب
ذیل میں ہم تمام اقسام کی تعریفات بیان کریں گے۔

متواتر کی تعریف: متواتر کا لغوی معنی کسی چیز کا مسلسل اور لگاتار ہونا ہے اور محدثین کی اصطلاح میں "متواتر" اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں ہر طبقے میں اتنی کثیر تعداد میں راوی موجود ہوں کہ ان سب کا کسی جھوٹی بات کو نقل کرنے پر اتفاق کر لینا ناممکن ہو۔
اس تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خبر متواتر کے لیے تین چیزیں شرط ہیں:
(i) اس حدیث کے راوی کثیر تعداد میں ہوں۔
(ii) یہ کثرت تمام طبقات میں پائی جاتی ہو۔
(iii) ان سب کا کسی جھوٹی بات کو نقل کرنے پر متفق ہونا ناممکن ہو۔

نوٹ: یہاں محدثین نے ایک اصول بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ ان سب راویوں نے کوئی ایسی بات نقل کی ہو جو کسی ایسی چیز سے متعلق ہو جس کا تعلق عالم محسوسات کے ساتھ ہو کوئی عقلی یا نظریاتی بات اس بارے میں دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس طرح ہر مکتبہ فکر کے بہت سے افراد کوئی ایسا نظریہ نقل کر دیتے ہیں جو بنیادی طور پر غلط ہوتا ہے۔

خبر متواتر کا حکم: خبر متواتر کے ذریعے انسان کسی واقعہ کے بارے میں ایسا یقینی علم حاصل کر لیتا ہے جیسے اس نے بذات خود اس کا مشاہدہ کیا ہو اس لیے خبر متواتر کے تمام راویوں کے حالات کا علم نہ بھی ہو تو بھی ایسی خبر کے ذریعے عمل واجب ہو جاتا ہے۔
محدثین نے خبر متواتر کی دو قسمیں بیان کی ہیں:
(i) لفظی متواتر: اس سے مراد وہ متواتر حدیث ہے جس کے الفاظ تواتر کے ساتھ منقول ہوں۔
(ii) معنوی متواتر: اس سے مراد وہ متواتر حدیث ہے جس کے الفاظ مختلف ہوں لیکن معنی ایک ہوں۔
معنوی متواتر کی درج ذیل قسمیں ہیں
(i) مختلف روایات کا تعلق ایک ہی بات سے ہو لیکن اس بارے میں الفاظ کی وبیشی وغیرہ کے ہمراہ منقول ہوں۔
(ii) مختلف واقعات کے بارے میں الفاظ کی کمی وبیشی کے ہمراہ مختلف روایات منقول ہوں لیکن ان سب سے ثابت ہونے والا بنیادی نکتہ مشترک ہو جیسے نبی اکرم ﷺ سے معجزات کا صدور وغیرہ
خبر واحد کے مقابلے میں متواتر احادیث کی تعداد بہت کم ہے تاہم محدثین نے متواتر روایات کو مجموعے کی شکل میں مرتب کیا ہے۔
ان میں درج ذیل دو کتابیں زیادہ مشہور ہیں:
(i) الازھار المتناثرہ از امام جلال الدین سیوطی

(i) معمول بہ (ii) غیر معمول بہ
معمول بہ حدیث کی دو قسمیں ہیں:
(i) محکم (ii) ناسخ
غیر معمول بہ کی بھی دو قسمیں ہیں:
(i) منسوخ (ii) مختلف

محکم کی تعریف: اس سے مراد وہ مقبول حدیث ہے، جس کی معارض کوئی حدیث موجود نہ ہو۔
ناسخ کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہے، جس کی وجہ سے کسی دوسری حدیث کا کوئی حکم منسوخ یعنی کالعدم قرار دیا جائے۔
مختلف کی تعریف: اس سے مراد وہ مقبول حدیث ہے، جس کی معارض کوئی دوسری حدیث موجود ہو اور ان دونوں احادیث کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو۔
منسوخ کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہے، جس کا حکم کسی اور حدیث کی وجہ سے کالعدم قرار پائے۔

یہ اصول ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ کسی بھی حدیث پر عمل کرنے سے پہلے سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ آیا اس حدیث کے مضمون کے خلاف کوئی دوسری حدیث تو موجود نہیں ہے؟ اگر کسی حدیث کے مضمون کے خلاف کوئی دوسری حدیث موجود ہو تو پھر سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ ان دونوں روایات میں سے کوئی ایک منسوخ تو نہیں ہے؟ اگر دونوں میں سے کسی ایک حدیث کا منسوخ ہونا واضح ہو جائے تو ناسخ کے مطابق عمل کیا جائے گا' لیکن اگر دونوں میں سے کسی ایک روایت کا منسوخ ہونا' کسی دلیل کے ذریعے ثابت نہ ہو سکے تو پھر بعض ذیلی اصول ہیں جن میں سے کسی ایک کی وجہ سے کسی ایک روایت کو دوسری پر ترجیح حاصل ہوگی۔

یہ قانون پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ احناف صحیح بخاری کی جن احادیث کے مطابق فتویٰ نہیں دیتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ احناف کے نزدیک ایسی روایات یا تو منسوخ ہوتی ہیں یا کسی اور اصول یا ضابطے کی وجہ سے قابلِ عمل نہیں ہوتی ہیں اگر آپ ایسی روایات کے بارے میں احناف کے مؤقف سے آگاہ ہونا چاہیں تو امام ابوجعفر طحاوی کی تصنیف ''مشکل الآثار'' اور ''شرح معانی الآثار'' کا ضرور مطالعہ کریں۔

خبر مردود: علم حدیث کے طالب علم کے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ علم حدیث کی کتابوں میں بہت سی روایات نبی اکرم ﷺ سے منسوب ہیں لیکن یہ تمام روایات قابلِ قبول نہیں ہیں جو روایات ناقابلِ قبول ہوں' محدثین انہیں ''خبر مردود'' کہتے ہیں یعنی جسے مسترد کر دیا جائے۔ کسی حدیث کو مسترد کرنے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ محدثین نے ان میں سے بعض وجوہات کی موجودگی کے حوالے سے مخصوص اصطلاحات مقرر کی ہیں جبکہ بعض صورتوں کی نشاندہی کے لیے مخصوص اصطلاح مقرر کرنے کی بجائے انہیں ''ضعیف'' کی عمومی اصطلاح میں ذکر کر دیا جاتا ہے۔

ضعیف کی تعریف: وہ روایت جو کسی تکنیکی خامی کی وجہ سے کم از کم حسن کے مرتبے تک بھی نہ پہنچ سکے۔
ضعیف کا حکم: ضعیف روایت کے ذریعے کسی بنیادی عقیدے یا فقہی اعتبار سے کسی حلال یا حرام حکم کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

نوٹ: یہاں یہ اصول پیشِ نظر رکھیں کہ کسی حدیث کے ضعیف ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ سرے سے حدیث ہی نہیں ہے کیونکہ جو بات سرے سے حدیث ہی نہ ہو یعنی کسی نے اسے اپنی طرف سے ایجاد کر کے' گھڑ کر نبی اکرم ﷺ سے منسوب کر دیا ہو تو ایسی روایت کو محدثین کی اصطلاح میں ''موضوع'' کہا جاتا ہے۔

ان چاروں اقسام کی تعریفات درج ذیل ہیں۔

''صحیح'' کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند میں آغاز سے لے کر اختتام تک تمام راویوں کی کڑی متصل ہو وہ تمام راوی عادل ہوں ضابط ہوں اور اس حدیث کے متن میں کوئی شذوذ وعلت نہ ہو۔

گویا اس تعریف میں پانچ بنیادی چیزوں کا ذکر ہے جن میں سے ایک شرط کا تعلق حدیث کے متن کے ساتھ ہے جبکہ بقیہ چار شرطیں حدیث کی سند کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جن میں سے دو کا تعلق راوی کی شخصیت سے ہے اور ایک شرط راویوں کے ایک دوسرے سے تعلق پر مشتمل ہے جبکہ پانچویں شرط یعنی علت سند اور متن دونوں سے متعلق ہو سکتی ہے۔

''صحیح'' کا حکم: محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خبر صحیح پر عمل کرنا واجب ہے۔

علم اصول فقہ کے ماہرین صحیح حدیث کو شرعی احکام کا بنیادی ماخذ قرار دیتے ہیں جس کی مخالفت کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

ایک اہم اصول: اصول یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی لفظ اپنے لغوی یا عرفی معنی میں استعمال ہوتا ہے پھر کسی ایک فن کے ماہرین اسے اپنی مخصوص اصطلاح میں استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ کو وہ مختلف فنون کے ماہرین اپنی اپنی مخصوص اصطلاح میں استعمال کرتے ہیں اس لیے یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ ''صحیح'' محدثین کی مخصوص اصطلاح ہے اور اس سے مراد وہ حدیث ہے جس میں مذکورہ بالا پانچ شرائط پائی جاتی ہوں اگر محدثین کسی حدیث کے بارے میں یہ کہہ دیں کہ یہ حدیث ''صحیح'' نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوگا کہ وہ حدیث ''غلط'' ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس حدیث میں مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی ایک یا چند ایک شرائط موجود نہیں ہیں۔

صحیح لغیرہ کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہوتی ہے جو درحقیقت ''حسن لذاتہ'' ہی ہو لیکن کسی اور سند کے ہمراہ منقول ہو جو پہلی سند کے برابر یا اس سے زیادہ مستند ہو۔ ایسی ''حسن لذاتہ'' حدیث کو ''صحیح لغیرہ'' کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بذات خود صحیح نہیں ہوتی لیکن دوسری سند کی وجہ سے اس کی حیثیت مزید مستند ہو جاتی ہے۔

صحیح لغیرہ کا حکم: یہ حدیث صحیح لذاتہ سے کم اور حسن لذاتہ سے زیادہ مستند ہوتی ہے۔

''حسن'' کی تعریف: حسن اس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح اور ضعیف کی درمیانی حیثیت کی حامل ہو لیکن اس کی اصطلاحی تعریف کیا ہوگی؟ اس بارے میں محدثین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے تاہم حافظ ابن حجر نے اس کی تعریف یوں کی ہے

''جس روایت کے تمام راوی عادل ہوں' سند میں اتصال پایا جاتا ہو۔ نیز اس کے اندر کسی قسم کی کوئی علت یا شذوذ موجود نہ ہو تاہم اس کے کسی راوی کا ضبط (یادداشت) کمزور ہو تو ایسی حدیث کو ''حسن لذاتہ'' کہا جائے گا۔''

حسن لذاتہ کا حکم: اگرچہ تکنیکی اعتبار سے یہ روایت ''صحیح لذاتہ'' جتنی مستند تو نہیں ہوتی مگر دلیل اور ثبوت کے طور پر پیش کرنے کے حوالے سے یہ ''صحیح لذاتہ'' جتنی مستند ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین اور فقہاء اسے سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

حسن لغیرہ کی تعریف: اس سے مراد وہ ضعیف روایت ہے جو کئی اسناد کے ہمراہ منقول ہو تاہم اس ضعیف روایت کا ضعف راوی کے فسق یا کذب کی وجہ سے نہ ہو۔

حسن لغیرہ کا حکم: کیونکہ یہ حدیث مقبول ہی کی ایک قسم ہے اس لیے ایسی حدیث سے استدلال کرنا جائز ہے۔

سابقہ سطور میں ہم اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ قابل عمل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے خبر مقبول کی دو بنیادی قسمیں ہیں

کہ عام طور پر کوئی تابعی جب کسی روایت کو براہِ راست نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ محذوف شدہ راوی کوئی صحابی ہوں گے اور تمام صحابہ کے عادل اور مستند ہونے پر اُمت کا اتفاق ہے اس لیے اگر کسی صحابی کا نام موجود نہ بھی ہو تو بھی وہ روایت مستند قرار پائے گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرسل حدیث کو قبول کرنے کے لیے درج ذیل شرائط پیش کی ہیں:

(i) جس تابعی نے براہِ راست نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے' وہ اکابر تابعین میں سے ہو کیونکہ اصاغر تابعین میں اس بات کا احتمال موجود رہے گا کہ انہوں نے کسی اور تابعی سے یہ حدیث سُنی ہو۔

(ii) اس کے شیوخ واساتذہ مستند اور قابلِ اعتماد ہوں۔

(iii) علم حدیث کے ماہرین اس کی مخالفت نہ کریں۔

حدیث مرسل کی قبولیت کے لیے درج ذیل شرائط میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔

(i) وہ مرسل حدیث کسی اور حوالے سے مسند حدیث کے طور پر منقول ہو۔

(ii) وہی مرسل روایت' کسی اور سند کے ہمراہ' کسی اور حوالے سے منقول ہو۔

(iii) وہ مرسل حدیث کسی صحابی کے قول سے موافقت رکھتی ہو۔

(iv) اکثر اہل علم کا فتویٰ اس مرسل حدیث کے مضمون کے مطابق ہو۔

مرسل صحابی: بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی صحابی' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی روایت نقل کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس بارے میں یہ بات یقینی ہوتی ہے کہ وہ صحابی خود اس موقع پر موجود نہیں ہوں گے جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اس صحابی نے اس روایت کو کسی اور صحابی سے سنا ہوگا مگر پھر اس کا حوالہ دیئے بغیر اسے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کر دیا جیسے آغازِ وحی کے واقعہ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کے آغاز میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس موقع پر موجود نہیں تھیں اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بعض ایسی روایات نقل کی ہیں جن کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے ان روایات کو کسی اور صحابی سے سنا ہوگا۔

مرسل صحابی کا حکم: محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ صحابی کی مرسل حدیث مستند شمار ہوگی کیونکہ تمام صحابہ مستند ہیں۔

معضل کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند میں دو یا دو سے زیادہ راوی موجود نہ ہوں۔

معضل کا حکم: معضل حدیث ضعیف کی ایک قسم ہے اور یہ مرسل اور منقطع سے کم مستند ہوتی ہے۔

منقطع کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند متصل نہ ہو بلکہ اس میں کہیں بھی کسی بھی قسم کا انقطاع موجود ہو۔ عام طور پر جب کوئی تبع تابعی اپنے استاد تابعی کا نام لیے بغیر براہِ راست صحابی کے حوالے سے کوئی روایت نقل کر دے تو ایسی حدیث کو منقطع کہا جاتا ہے۔

منقطع کا حکم: یہ کیونکہ حدیث ضعیف کی ایک قسم ہے اس لیے اس کا حکم حدیث ضعیف کی مانند ہوگا۔

مدلس کی تعریف: مدلس کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

(i) سند کی تدلیس: اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی راوی اپنے کسی استاد کے حوالے سے کوئی ایسی روایت نقل کر دے جو اس نے اپنے

محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضعیف روایت کو حدیث کے طور پر نقل کیا جا سکتا ہے البتہ موضوع روایت کو حدیث کے طور پر نقل کرنا جائز نہیں ہے۔ ترغیب وترہیب کے لئے' فضائل کے اظہار کے لیے' وعظ ونصیحت کے لیے ضعیف روایات کو نقل کیا جا سکتا ہے۔

ضعیف کی اقسام: عام طور پر کسی روایت کے ضعف کا تعلق دو چیزوں سے ہوتا ہے:

(i) سند میں انقطاع آ جانا یعنی راویوں کی کڑی کا درمیان سے ٹوٹ جانا۔

(ii) کسی راوی میں کسی شخصی خامی کا موجود ہونا۔

کسی حدیث کی سند میں انقطاع کا مطلب یہ ہے کہ سند کے دوران کہیں بھی کسی ایک یا ایک سے زیادہ راویوں کا ذکر نہ ہو یعنی نبی اکرم ﷺ سے لے کر حدیث تحریر کرنے والے محدث تک جن راویوں کے نام بطور حوالہ ذکر کرنے ہوں' ان میں سے کسی ایک کا ذکر موجود نہ ہو۔ اصول حدیث کے ماہرین نے اس انقطاع کی دو بنیادی قسمیں بیان کی ہیں۔

(i) سقوط ظاہری: اس سے مراد ایسا انقطاع ہے جسے علم حدیث سے متوسط درجے کی واقفیت رکھنے والا شخص بھی پہچان لے۔

(ii) سقوط خفی: اس سے مراد ایسا انقطاع ہے جس سے علم حدیث کے چوٹی کے ماہرین آگاہ ہو سکیں۔

سقوط ظاہری کی چار ممکنہ صورتیں ہیں:

(i) معلق (ii) مرسل (iii) معضل (iv) منقطع

سقوط خفی کی دو قسمیں ہیں:

(i) مدلس (ii) مرسل خفی

ان چھ اقسام کی تعریفات اور ان کے احکام درج ذیل ہیں:

معلق کی تعریف: معلق ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس میں سے کسی ایک' ایک سے زائد یا پھر جملہ راویوں کا نام حذف کر دیا جائے۔ مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات تراجم ابواب میں یہ بات ذکر کر دیتے ہیں کہ اس بارے میں فلاں صحابی سے یہ حدیث منقول ہے اور اس کا کوئی حوالہ بیان نہیں کرتے۔

معلق کا حکم: کسی بھی حدیث کی سند میں سے کسی بھی ایک راوی کا نام حذف کر دینا درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح حدیث کی استنادی حیثیت مشکوک ہو جاتی ہے۔

صحیحین کی معلقات: اگرچہ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی کتابوں میں بعض معلق احادیث نقل کی ہیں تاہم ان کتابوں کے شارحین نے ان معلقات کے دیگر حوالہ جات کی نشاندہی کر دی ہے اور بالفرض اگر کسی ایسی معلق روایت کا مزید کوئی حوالہ نہ مل سکے تو امام بخاری اور امام مسلم کا اسے نقل کر دینا ہی ایک مستند حوالہ ہے۔

مرسل کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے علاوہ تمام راویوں کے اسماء مذکور ہوں یعنی کوئی تابعی حدیث نقل کرتے وقت صحابی کا حوالہ دیئے بغیر براہ راست نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کر دے۔

مرسل کا حکم: مرسل کے حکم کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک کیونکہ حدیث مرسل بھی حدیث منقطع کی ایک قسم ہے اس لیے دیگر منقطع روایات کی طرح یہ بھی غیر مستند قرار دی جائے گی۔

بعض دیگر اہل علم جن میں امام ابوحنیفہ' امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل شامل ہیں' نے یہ نظریہ پیش کیا ہے

(ii) تہمت کذب: اس کا مطلب یہ ہے کہ راوی پر یہ الزام ہو کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔
(iii) فسق: اس سے مراد یہ ہے کہ راوی اعلانیہ طور پر گناہ کرتا ہو ایسے راوی کو شرعی طور پر عادل تسلیم نہیں کیا جاتا اس لیے وہ حدیث نقل کرنے میں کس طرح مستند قرار دیا جا سکتا ہے؟
(iv) بدعت: اس سے مراد یہ ہے کہ راوی اعتقادی طور پر بدمذہب ہو یعنی اس کے بعض عقائد اہل اسلام کے مسلمہ نظریات کے خلاف ہوں۔
(v) جہالت: اس کا مطلب یہ ہے کہ راوی کے بارے میں جہالت موجود ہو یعنی کسی بھی حوالے سے اس کا تعارف حاصل نہ ہو سکے۔ جس کے ذریعے اس کے مستند ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے۔
مذکورہ بالا صفات میں سے کسی بھی ایک صفت کے حامل راوی کی نقل کردہ روایت کے لیے محدثین نے مختلف اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ جن کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے۔
(1) اگر راوی جھوٹ بولتا ہو تو اس کی نقل کردہ جھوٹی روایت کے لیے محدثین نے "موضوع" کی اصطلاح مقرر کی ہے یہاں یہ بات پیش نظر ہے کہ یہ لازم نہیں ہے کہ جھوٹ بولنے والا راوی ہمیشہ جھوٹی روایت ہی نقل کرے۔
موضوع کی تعریف: "موضوع" محدثین کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی جھوٹی بات کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیا جائے۔
موضوع کا حکم: محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ جب کسی روایت کے موضوع ہونے کا پتہ چل جائے تو اسے حدیث کے طور پر نقل کرنا شدید حرام ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
"جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے اسے جہنم میں اپنے مخصوص مقام تک پہنچنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔"[1]
(2) اگر کسی راوی پر جھوٹ بولنے کا الزام ہو تو اس کی نقل کردہ روایت کو "متروک" کہا جاتا ہے۔
متروک کی تعریف: اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کے کسی راوی پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد کیا گیا ہو۔
راوی پر جھوٹ کا الزام عائد ہونے کی دو صورتیں ہیں:
(i) راوی جو روایت نقل کر رہا ہو دیگر قرائن سے یہ اندازہ ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔
(ii) راوی اپنی ذاتی زندگی میں جھوٹ بولتا ہو۔
(3) اگر فسق کی وجہ سے کسی راوی کو غیر مستند قرار دیا گیا ہو تو اس کی نقل کردہ روایت کو "منکر" کہا جاتا ہے۔
منکر کی تعریف: ایسی روایت جس کے راوی کا فسق ظاہر ہو چکا ہو۔
کسی بھی راوی کے غیر مستند ہونے کی دوسری بنیادی وجہ اس کی یادداشت ہے اس خامی کی پانچ بنیادی صورتیں ہو سکتی ہیں:
(i) اغلاط کی کثرت (ii) حافظے کی کمزوری (iii) غفلت کی کثرت (iv) وہم کی کثرت (v) ثقہ راویوں کی مخالفت
اگر کسی راوی میں اغلاط کی کثرت یا غفلت کی کثرت پائی جاتی ہو تو اس کی نقل کردہ روایت کو "منکر" کہا جاتا ہے۔

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، "الجامع الصحیح" 107 نیشاپوری، مسلم بن حجاج، "الصحیح" 2 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، "الجامع" 2584، قزوینی، محمد بن یزید ابن ماجہ، "السنن" 31

استاد سے نہ سُنی ہو۔

(ii) شیخ کی تدلیس: اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی راوی اپنے استاد سے سُنی ہوئی کسی حدیث کو نقل کرتے وقت استاد کا مشہور نام یا کنیت نقل کرنے کی بجائے غیر معروف نام کنیت یا نسبت ذکر دے تا کہ اس استاد کی شناخت نہ ہو سکے۔

تدلیس کا حکم: ''تدلیس'' کیونکہ جھوٹ یا ہیرا پھیری پر مشتمل ہوتی ہے اس لیے محدثین نے اسے شدید ناپسندیدہ حرکت قرار دیا ہے۔

تدلیس کی اہمیت: ''تدلیس'' علم حدیث کا ایک اہم موضوع ہے اور کوئی بڑا ماہر ہی کسی راوی کی تدلیس کا پردہ چاک کر سکتا ہے کیونکہ یہ پتہ چلانا بہت مشکل ہوتا ہے کہ راوی اپنے استاد کے حوالے سے جو روایت نقل کر رہا ہے وہ اس نے اپنے استاد سے سُنی ہوئی ہے یا نہیں؟ پھر اس بات کا پتہ چلانا بھی بہت مشکل ہے کہ راوی نے اپنے استاد کے طور پر جو غیر معروف نام نقل کیا ہے اس سے مراد اس کا معروف استاد ہے، جس کا معروف نام راوی نے اپنے کسی ذاتی مفاد یا مجبوری کی وجہ سے نقل نہیں کیا۔

مرسل خفی: اس سے مراد وہ روایت ہے جیسے کوئی راوی اپنے استاد سے نقل کرتے وقت حوالے کے طور پر ایسے الفاظ کے ذریعے نقل کرے جن میں تکنیکی اعتبار سے راوی کے ''سماع'' اور'' عدم سماع'' دونوں کا احتمال موجود ہو۔

مرسل خفی کا حکم: یہ حدیث ضعیف کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ راوی نے مشکوک لفظ کے ذریعے روایت کو اس لیے نقل کیا ہے کیونکہ اس نے اپنے استاد سے براہ راست اس حدیث کو نہیں سنا ہے اور حدیث کو براہ راست نہ سننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سند میں انقطاع پایا جاتا ہے۔

ضعیف حدیث کی مذکورہ بالا چھ اقسام کے علاوہ محدثین نے دو مزید قسموں کی نشاندہی کی ہے۔

حدیث معنعن: وہ روایت جس میں راوی لفظ ''عن'' کے ذریعے کوئی روایت نقل کرے۔

حدیث مؤنن: وہ روایت جس میں راوی لفظ ''ان'' کے ذریعے کوئی روایت نقل کرے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں الفاظ بھی اس بات کا احتمال رکھتے ہیں کہ راوی نے اس حدیث کو اپنے استاد سے براہ راست نہیں سنا ہے لیکن اس کے باوجود اسے استاد کے حوالے سے نقل کر دیا۔

تیسری بحث

اکثر اوقات کسی بھی حدیث کو غیر مستند قرار دینے کی بنیادی وجہ اس حدیث کا کوئی راوی ہوتا ہے۔ محدثین نے ایسے اصولوں کی نشاندہی کی ہے، جس کی وجہ سے کسی راوی کو غیر مستند قرار دیا جاتا ہے اور راوی کو غیر مستند قرار دینے کا بالواسطہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی نقل کردہ حدیث کو ہی غیر مستند قرار دیا جائے۔

کسی بھی راوی کو غیر مستند قرار دینے کی بنیادی وجوہ دو طرح کی ہو سکتی ہیں

(i) راوی میں موجود خامی کا تعلق اس کے کردار کے ساتھ ہوگا۔

(ii) راوی میں موجود خامی کا تعلق اس کی یادداشت سے ہوگا۔

اگر راوی میں موجود خامی اس کے کردار کی وجہ سے ہو تو اس کی پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں

(i) کذب: کذب کا مطلب جھوٹ بولنا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی اپنی یا کسی اور کی ایجاد کردہ جھوٹی روایات کو نبی اکرم ﷺ سے منسوب کر کے بیان کرتا ہو۔

(ii) مقلوب متن: اس کی دو صورتیں ہیں:

(i) راوی حدیث کے مقدم حصے کو مؤخر کر دے یا مؤخر حصے کو مقدم کر دے جیسے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:
''ایک شخص نے صدقہ کیا اور اس طرح پوشیدہ طور پر کیا کہ اس کے دائیں ہاتھ کو بھی یہ پتہ نہ چل سکا کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔''

یہی روایت ان الفاظ میں بھی منقول ہے:
''اس کے بائیں ہاتھوں کو بھی یہ پتہ نہ چل سکا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔''

یہاں دائیں کی جگہ بایاں اور پھر بائیں کی جگہ دایاں ہاتھ کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں۔

(ii) مقلوب متن کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک متن کو کسی دوسرے متن کی سند کے ہمراہ ذکر کر دیا جائے ایسا عام طور پر اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی شخص کا امتحان لینا مقصود ہو جیسا کہ مختلف شہروں کے لوگوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کا امتحان لینے کے لیے ایسا کیا تھا۔

مقلوب کا حکم: مقلوب کے سبب کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس کا حکم بھی مختلف ہوتا ہے۔

(i) اگر حدیث کی عبارت میں جدت پیدا کرنے کے لیے اسے مقلوب کیا جائے تو ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ یہ حدیث کے الفاظ میں تبدیلی کے مترادف ہے اور اس میں بالواسطہ طور پر وضع حدیث کا پہلو پایا جاتا ہے۔

(ii) اگر امتحان لینے کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ جائز ہے تاہم مجلس ختم ہونے سے پہلے اس کی وضاحت کر دینی چاہیے اور اصل متن کو اصل سند کے ہمراہ بیان کر دینا چاہیے تاکہ کسی غلط فہمی کا امکان باقی نہ رہے۔

(iii) اگر لاعلمی اور لاشعوری طور پر ایسا ہو جائے تو ایسی صورت میں راوی معذور ہوگا تاہم اگر بکثرت ایسا ہو تو یہ راوی کے حافظے کی کمزوری کی علامت ہے، جس کی وجہ سے وہ راوی ضعیف قرار پاتا ہے۔

(3) المزید کی تعریف: راوی کا کسی ایسی سند میں اضافہ کر دینا جو پہلے سے متصل ہو۔

نوٹ: یہ ایک تحقیقی موضوع ہے کہ حدیث کی متصل اسانید میں مزید کوئی اضافہ کر دیا جائے۔

(4) مضطرب کی تعریف: اس سے مراد وہ روایت ہے جو مختلف اسناد کے حوالے سے مختلف الفاظ میں منقول ہو ان سب کی استنادی حیثیت برابر ہو مگر ان کے درمیان تطبیق دینا ممکن نہ ہو مضطرب کی دو صورتیں ہیں:

(i) مضطرب سند: یعنی کسی ایک ہی روایت کو مختلف اعتبارات سے اس طرح نقل کیا گیا ہو کہ ان سب کو جمع کرنا ممکن نہ ہو یعنی وہی ایک روایت بیک وقت مرسل، موقوف، مسند، متصل یا اور منفصل کے طور پر منقول ہو۔

(ii) مضطرب متن: اس سے مراد یہ ہے کہ حدیث کے متن میں اس طرح کا اضطراب پایا جاتا ہو کہ اس کی تاویل ممکن نہ ہو۔

(5) مصحف کی تعریف: ایسی روایت جس کے الفاظ کو اس طرح تبدیل کر دیا جائے جو مستند راویوں سے لفظی یا معنوی کسی بھی طور پر منقول نہ ہوں۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(i) بعض اوقات سند میں کلمات کو مستند راویوں کے برعکس نقل کر دیا جاتا ہے۔

(ii) بعض اوقات متن کے الفاظ میں الفاظ تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اگر راوی میں وہم کی کثرت پائی جاتی ہو تو اس کی نقل کردہ روایت کو "معلل" کہا جاتا ہے۔ اگر کسی راوی کی نقل کردہ روایت کسی ثقہ راوی کی روایت سے مختلف ہو تو اس کی پانچ ذیلی صورتیں ہوں گی۔

(i) مدرج (ii) مقلوب (iii) المزید (iv) مضطرب (v) مصحف

(1) مدرج: مدرج کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک چیز کو کسی دوسری چیز میں ضم یا درج کردیا جائے اس کی دو قسمیں ہیں

(i) مدرج کا تعلق سند کے ساتھ ہو یعنی سند کے دوران کسی ایسے لفظ کا اضافہ کردیا جائے جو بظاہر سند کا حصہ محسوس ہو لیکن وہ درحقیقت سند کا حصہ نہ ہو۔

(ii) مدرج کا تعلق متن کے ساتھ ہو یعنی حدیث کے متن کے دوران کسی ایسے لفظ کا اضافہ کردیا جائے جو حدیث کا حصہ نہ ہو لیکن سننے والا یہ سمجھے کہ شاید وہ حدیث کا حصہ ہے ایسا عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب کوئی راوی حدیث بیان کرتے ہوئے کلام کے دوران کسی لفظ کے مفہوم کی وضاحت کرتا ہے یا خود کوئی بات کہتا ہے اور سننے والا اسے حدیث کے الفاظ کے طور پر نقل کرتا ہے جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے حدیث 5 میں نقل کرتے ہیں

نبی اکرم ﷺ غار حرا میں خلوت نشینی اختیار کیا کرتے تھے آپ وہاں تحنث کرتے تھے یعنی کئی راتوں تک عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔"

اس روایت میں یعنی کے بعد والا جملہ راوی کا بیان ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ نہیں ہیں حدیث پڑھتے یا ذکر کرتے وقت اس چیز کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ کلام کے الفاظ نبی اکرم ﷺ کے ہیں کہ یا کسی راوی کے ہیں جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الایمان کے آغاز میں ترجمۃ الباب میں تحریر کرتے ہیں

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اور وہ قول اور فعل ہے اور بڑھتا اور گھٹتا ہے۔"

اس روایت میں "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے" صرف یہ جملہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے بقیہ الفاظ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اس لیے علم حدیث کے طالب علم کو نبی اکرم ﷺ اور راوی کے الفاظ کے درمیان فرق کا پتہ ہونا چاہیے۔ مدرج کو ثقہ راویوں کی مخالفت کی ذیلی قسم اس لیے قرار دیا گیا ہے کیونکہ راویوں کے ایسے الفاظ دیگر مستند روایات میں موجود نہیں ہوتے کیونکہ بعض اوقات دیگر محدثین اس بات کا التزام کرتے ہیں کہ روایت کے الفاظ میں کوئی "ادراج" نہ ہونے پائے۔

(2) مقلوب کی تعریف: اس سے مراد ایسی روایت ہے جس کی سند یا متن میں کسی لفظ کو اس کے مخصوص مقام سے مقدم یا مؤخر کردیا جائے۔

مقلوب کی دو بڑی قسمیں ہیں۔

(i) مقلوب سند: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی راوی کے اور اس کے والد کے نام کو مقدم و مؤخر کردیا جائے جیسے محمد بن اسماعیل کو اسماعیل بن محمد کہہ دیا جائے۔

مقلوب سند کی دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ کسی راوی کے شاگرد کے نام کی بجائے اس کے کسی اور شاگرد کا نام کردیا جائے جیسے عکرمہ اور عطاء دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں اب اگر کوئی راوی عکرمہ کی روایت کو عطاء کے حوالے سے نقل کردے تو یہ مقلوب سند ہوگی۔

روایات اس نے حافظے کی خرابی کے بعد نقل کی تھیں وہ تمام مردود ہوں گی اور جن روایات کے بارے میں یہ پتہ نہ چل سکے کہ انہیں حافظے کی خرابی سے پہلے نقل کیا گیا ہے یا بعد میں اُن کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔

متن کی تقسیم: متن کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

(1) حدیث قدسی: اس سے مراد وہ حدیث قولی ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے طور پر نقل کیا ہو۔

قرآن مجید اور حدیث قدسی کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور ان کے معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہوتے ہیں جبکہ حدیث قدسی کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہوتا ہے لیکن الفاظ نبی اکرم ﷺ کے اپنے ہوتے ہیں۔

علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ احادیث قدسیہ کی تعداد کیا ہے؟ مشہور قول کے مطابق تمام تر احادیث قدسیہ کی مجموعی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔ امام عبدالرؤف مناوی نے اپنی کتاب الاتحافات السنیۃ بالاحادیث القدسیۃ میں 272 احادیث قدسیہ نقل کی ہیں۔

(2) مرفوع کی تعریف: اس سے مراد وہ متن ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے کسی قول، فعل یا تقریر کا ذکر موجود ہو۔ مرفوع حدیث کی چار قسمیں ہیں:

(i) مرفوع قولی: وہ متن جس میں نبی اکرم ﷺ کا کوئی قول مذکور ہو۔

(ii) مرفوع فعلی: وہ متن جس میں نبی اکرم ﷺ کے کسی عمل کا ذکر موجود ہو۔

(iii) مرفوع تقریری: وہ متن جس میں اس بات کا ذکر موجود ہو کہ نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا گیا اور آپ نے اس سے منع نہیں کیا۔

(iv) حدیث وصفی: وہ متن جس میں نبی اکرم ﷺ کی کسی صفت کا ذکر ہو جیسے حسن و جمال، جود و سخا اور قوت و بہادری وغیرہ۔

(3) موقوف کی تعریف: اس سے مراد وہ متن ہے جو کسی صحابی یا تابعی کے قول، فعل یا تقریر پر مشتمل ہو اس کی دو قسمیں ہیں:

(i) موقوف صحابی: وہ متن جس میں کسی صحابی کا قول، فعل یا عمل موجود ہو۔

(ii) موقوف تابعی: وہ متن جس میں کسی تابعی کا قول، فعل یا عمل موجود ہو۔

یہاں ایک بات نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض اوقات کوئی روایت بظاہر موقوف محسوس ہوتی ہے لیکن اگر دقت نظر سے جائزہ لیا جائے تو وہ درحقیقت حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ محدثین کے نزدیک ایسی روایت لفظی طور پر موقوف لیکن معنوی اعتبار سے وہ مرفوع حکمی ہوتی ہے اس کی مثال درج ذیل ہے:

(۱) کوئی صحابی جس کے بارے میں یہ طے ہو کہ اس نے اہل کتاب سے کبھی بھی کسی بھی قسم کا استفادہ نہیں کیا ایسا صحابی اگر ماضی یا سابقہ انبیاء علیہم السلام اجمعین کی اُمتوں کے حالات یا مستقبل یعنی قرب قیامت کی علامات، قیامت کے احوال وغیرہ بیان کرے تو اس کا لازمی مطلب یہی ہوگا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے ان امور کے بارے میں سنا ہوگا اسی طرح اگر کوئی صحابی کسی عمل کے اجر و ثواب یا عذاب وعتاب کے بارے میں بیان کر دے تو یہ بھی مرفوع حکمی ہوگا اسی طرح اگر کوئی صحابی یہ کہہ دے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اس طرح کیا کرتے تھے تو اس کا بالواسطہ مفہوم یہی ہوگا کہ یہ روایت مرفوع حکمی تقریری ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی صحابی یہ بیان کر دیتا ہے کہ فلاں عمل سنت ہے۔

اس کے اسباب مختلف ہیں:

(i) بعض اوقات راوی اپنے استاد سے حدیث سنتے وقت لفظ غلط سمجھتا ہے اور پھر اسی غلط لفظ کو آگے نقل کر دیتا ہے۔

(ii) بعض اوقات کسی روایت کو تحریری شکل میں دیکھتے وقت خط کی شکستگی یا رسم الخط کی وجہ سے راوی کسی لفظ کو سمجھنے میں غلطی کر جاتا ہے۔

مصحف کو ایک اور حوالے سے بھی تقسیم کیا گیا ہے یہاں اس کی دو قسمیں ہیں:

(i) لفظی مصحف: یعنی روایت نقل کرتے وقت ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ ذکر کر دیا جائے۔

(ii) معنوی مصحف: اس صورت میں احادیث کے الفاظ اپنی اصل حالت میں برقرار رہتے ہیں لیکن معانی کی وضاحت میں غلطی ہو جاتی ہے جیسے ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے ''عنزہ'' (نامی نیزے) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔''

بعض حضرات غلط فہمی کی وجہ سے اس کا یہ معنی مراد لیتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے عنزہ (نامی قبیلے) کے لیے دعا کی۔''

نوٹ: عربی میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے لیے ایک ہی لفظ ''صلوٰۃ'' استعمال ہوتا ہے۔

راوی کا مجہول ہونا: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی آجائے جس کا تعارف پتہ نہ چل سکے۔

مجہول ہونے کے اعتبار سے راوی کی تین قسمیں ہیں:

(1) مجہول العین: ایسا راوی جس کا نام معلوم ہو لیکن اس سے صرف ایک راوی نے روایت نقل کی ہو۔

ایسے راوی کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ثقہ ہوگا تو اس کی روایت قبول کی جائے گی ورنہ نہیں ایسے راوی کو ثقہ قرار دینے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(i) جس شخص نے اس سے روایت نقل کی ہے اس کے علاوہ کوئی اور محدث اس راوی کی توثیق کر دے۔

(ii) بالفرض اگر روایت کرنے والا خود ہی اس کی توثیق کرے تو اس کے لیے جرح و تعدیل کا ماہر ہونا ضروری ہے۔

(2) مجہول الحال: ایسے راوی کو کہتے ہیں جس سے دو راوی روایت کریں لیکن اس کی توثیق نہ کریں۔

کیونکہ ایسے راوی کی توثیق نہیں کی گئی اس لیے اس کی روایت بھی ضعیف شمار ہوگی۔

(3) مبہم: ایسا راوی جس کا نام سند میں مذکور نہ ہو اس لیے جب تک اس کے نام کی صراحت نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے روایت کرنا درست نہیں ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اس کی ذات کا پتہ نہیں چلے گا اس کی خوبی یا خامی کا پتہ نہیں چل سکے گا۔

سوءحفظ: اس کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

(i) حافظے کی خرابی کی شکایت اوائل عمری میں لاحق ہو گئی ہو۔

(ii) حافظے کی خرابی کی شکایت زیادتی عمر، ضعف بصارت یا تحریری نوٹس کی عدم موجودگی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔

جس راوی کو اوائل عمری میں حافظے کی خرابی کی شکایت ہو گئی ہو اس کی روایت نا قابل قبول ہوگی البتہ جس کو بڑھاپے میں سوءحفظ کی شکایت لاحق ہوئی ہو اس کا حکم مختلف ہوگا۔ حافظے کی خرابی سے پہلے اس نے جو روایات نقل کی تھیں وہ تمام قابل قبول ہوں گی جو

متابع کی تعریف:

وہ حدیث جو انفرادی طور پر منقول ہو تو اس کی تائید کے لیے کوئی ایسی روایت تلاش کرنا جو لفظی یا معنوی اعتبار سے اس حدیث کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔ بشرطیکہ دونوں روایات کو روایت کرنے والے صحابی ایک ہی ہوں۔

شاہد کی تعریف:

وہ حدیث جو انفرادی طور پر منقول ہو اس کی تائید کے لیے کوئی ایسی روایت تلاش کی جائے جو اس حدیث کے ساتھ لفظی یا معنوی مشابہت رکھتی ہو البتہ دونوں روایات کو نقل کرنے والے صحابی مختلف ہوں۔

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موقوف حدیث درحقیقت کسی صحابی یا تابعی کا قول یا فعل ہوتی ہے اس لیے اس کا حکم مرفوع حدیث کی مانند نہیں ہوگا اسے اس وقت حجت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے جب اس کے مقابلے میں کوئی حدیث موجود نہ ہو اور اگر اس کے مقابلے میں کوئی مرفوع حدیث موجود ہو تو پھر مرفوع حدیث کو اس پر ترجیح دی جائے گی تاہم موقوف حدیث کو تائید کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

(4) مقطوع کی تعریف: اس سے مراد وہ متن ہے جو تابعی سے نیچے والے طبقے کے کسی راوی کے قول، فعل یا تقریر پر مشتمل ہو۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مقطوع اور منقطع دو مختلف اصطلاحات ہیں کیونکہ مقطوع کی اصطلاح کا تعلق متن کے ساتھ ہے جبکہ منقطع کی اصطلاح کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔

نوٹ: محدثین نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ وہ کسی بھی موضوع یا مسئلے کے بارے میں نبی اکرم کی احادیث کے ہمراہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اقوال نقل کرتے ہیں اور ان کے ہمراہ بعد میں آنے والے اہل علم کی آراء بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے کہ امام بخاری نے تراجم ابواب میں اسی طرز عمل کو اختیار کیا ہے۔ اس طرز عمل میں ان لوگوں کے لیے خاص نصیحت ہے جو امام بخاری کے علاوہ کسی اور کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے کیونکہ امام بخاری کا اپنا طرز عمل یہ ہے کہ وہ تمام اہل علم کی آراء نقل کرتے ہیں۔ خود قرآن کا حکم بھی یہی ہے۔

''اگر تمہیں علم نہ ہو تو تم اہل علم سے دریافت کرو۔'' (النحل ۴۳)

سابقہ سطور میں ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ حدیث کی دو بنیادی قسمیں ہیں۔ مقبول اور مردود۔ محدثین نے تفہیم کی سہولت کے لیے بعض دیگر اصطلاحات بھی متعارف کروائی ہیں۔ ان میں سے بعض اصطلاحات ایسی ہیں جو مقبول اور مردود روایات میں مشترک ہوتی ہیں۔ یہ اصطلاحات درج ذیل ہیں۔

مسند، متصل، زیادتی ثقات، اعتبار، متابعت، شاہد۔

ان اصطلاحات کی تعریفات درج ذیل ہیں۔

مسند کی تعریف:

وہ مرفوع روایت جس کی سند نبی اکرم ﷺ تک متصل ہو۔

متصل کی تعریف

وہ روایت جس کی سند متصل ہو خواہ وہ روایت مرفوع ہو یا موقوف ہو اسے ''موصول'' بھی کہا جاتا ہے اور یہ منقطع کی ضد ہے۔

زیادتی ثقات

اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی راوی کسی روایت کے الفاظ میں بعض ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیتا ہے جو دیگر راویوں کے حوالے سے منقول نہیں ہوتے۔ یہ اضافہ دو طرح کا ہوتا ہے۔

(i) متن حدیث میں کسی کلمے یا جملے کا اضافہ ہو۔

(ii) اضافے کا تعلق سند کے ساتھ ہو یعنی کسی موقوف روایت کو مرفوع کے طور پر یا مرسل روایت کو متصل کے طور پر نقل کر دیا جائے۔

اعتبار کی تعریف:

اگر کوئی راوی کسی روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہو تو اس کی تائید میں کسی دوسرے راوی کی روایت تلاش کرنا۔

الاعمال بالنیات (اعمال کا دارومدار نیت پر ہے) یہ متواتر حدیث ہے۔ بعض علما فرماتے ہیں "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (دعویٰ کرنے والے کے لئے دلیل پیش کرنا ضروری ہے جبکہ انکار کرنے والے کے لئے محض قسم اٹھالینا کافی ہے)۔ یہ حدیث بھی متواتر ہے۔

متواتر کے نتیجے میں اسی طرح یقینی علم حاصل ہوتا ہے جیسے کسی چیز کا مشاہدہ کرنے کی وجہ سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ خبر متواتر کے نتیجے میں ایسا اطمینان بخش علم حاصل ہوتا ہے، جس میں سچائی کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ خبر متواتر کے ذریعے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا' اسی طرح بعض اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ خبر متواتر کے ذریعے استدلالی علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ استدلالی علم جو مقدمات ترتیب دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ضروری علم حاصل نہیں ہوتا جیسے مکہ اور بغداد ہے۔ یہ جو بدیہی علم واضح اور ثابت ہوتا ہے اس کیلئے کسی کو دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے لئے مقدمات ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔

سنت کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے زمانے میں یہ روایت متواتر نہ ہو لیکن بعد میں اسے بہت لوگ نقل کریں ایسی روایت کو "مشہور" کہا جاتا ہے، یہ اپنی اصل کے اعتبار سے خبر واحد ہوتی ہے، اصل سے مراد پہلی صدی یعنی صحابہ کرام کا زمانہ ہے لیکن بعد میں اسے اتنے زیادہ لوگ نقل کر دیتے ہیں کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہوتا ہے، یہاں بعد سے مراد دوسرا زمانہ یعنی تابعین کا زمانہ ہے اور پھر ان کے بعد آنے والے تبع تابعین کا زمانہ ہے اگر تبع تابعین کے زمانے کے بعد کوئی روایت مشہور ہو جائے تو اس کی شہرت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ اس زمانے میں بہت سی اخبار آحاد مشہور و معروف ہو چکی تھیں، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس زمانے میں کوئی حدیث خبر واحد نہیں رہی تھی۔

خبر مشہور کے ذریعے اطمینان بخش علم حاصل ہوتا ہے، ایسا اطمینان جس میں سچائی کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

خبر مشہور کا مرتبہ خبر متواتر سے کم اور خبر واحد سے زیادہ ہوتا ہے خبر مشہور کے ذریعے کتاب اللہ کے کسی حکم پر اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ مشہور کے منکر کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا، البتہ صحیح قول کے مطابق اسے گمراہ قرار دیا جائے گا، امام جصاص اس بات کے قائل ہیں کہ خبر مشہور خبر متواتر کی ایک قسم ہے اس لئے اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔

حدیث کی تیسری قسم وہ ہے جس کے متصل ہونے میں ظاہری اور باطنی طور پر شبہ پایا جاتا ہو۔ کیونکہ یہ ان تین زمانوں میں مشہور نہیں ہو سکی، جن کے بہترین زمانہ ہونے کی گواہی نبی اکرم ﷺ نے دی ہے۔ ایسی حدیث کو "خبر واحد" کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ حدیث ہے جسے ہر زمانے میں ایک، دو یا ان سے زیادہ راویوں نے روایت کیا ہو، اس شرط کے ذریعے ان لوگوں کے موقف کی تردید ہو جاتی ہے جن کے نزدیک ایک اور دو راویوں کی نقل کردہ روایات کی استنادی حیثیت میں فرق ہوتا ہے، یہ لوگ دو راویوں کی روایات قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک راوی کی روایت قبول نہیں کرتے۔ خبر واحد میں تعداد کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا' بس وہ تعداد متواتر اور مشہور سے کم ہونی چاہیے۔ یعنی ابتدائی تین زمانوں میں اس کے راویوں کی تعداد متواتر اور مشہور کے معیار سے کم ہونی چاہیے اور ان تینوں زمانوں کے بعد کسی خبر واحد کی شہرت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ ان تینوں زمانوں کے بعد ہر خبر واحد مشہور ہو گئی تھی۔

خبر واحد کے ذریعے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا۔ تاہم اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

"ان کے ہر گروہ میں سے بعض ایسے افراد ہونے چاہیے جو علم دین میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اپنی قوم میں واپس آ کر انہیں (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں (یعنی دینی احکام کی تبلیغ کریں۔)" (التوبہ: 122)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اہل ایمان کی بڑی تعداد میں سے چند لوگ علم دین کی مہارت کے حصول کے لئے اپنے گھروں سے کیوں

مطالعۂ حدیث کے بنیادی اصول

از۔ شیخ احمد جیون امیٹھوی رحمہ اللہ۔

خاص عام، امر، نہی وغیرہ کے حوالے سے کتاب اللہ کی بحث میں جتنی اقسام بیان کی گئی ہیں وہ سب سنت کی بحث میں بھی شامل ہوں گی تاہم اس مقام پر ہم صرف وہ اقسام بیان کریں گے۔ جن کا تعلق صرف سنت کے ساتھ ہے، کتاب اللہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ چار بنیادی قسمیں ہیں جن میں سے ہر ایک میں مزید ذیلی اقسام موجود ہیں، تاہم یہ تمام بحث اصول فقہ کے قوانین کے مطابق ہے، اصول حدیث سے متعلق نہیں ہے، اگر چہ اس کے بعض قواعد اور اصطلاحات اصول حدیث کے مطابق ہیں

سب سے پہلے ہم اس چیز کا جائزہ لیں گے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث ہم تک پہنچتی ہے تو اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ یعنی کیا وہ تواتر سے منقول ہوتی ہے یا نہیں؟

ہم تک پہنچنے والی حدیث یا تو کامل ہوگی یعنی متواتر ہوگی' متواتر ایسی خبر کو کہا جاتا ہے جسے لوگوں کی اتنی تعداد روایت کر دے جو خاصی زیادہ ہو اور ان کا کسی جھوٹی روایت کو نقل کرنے پر متفق ہونا ناممکن ہو۔ یہ ناممکن ہونے کی وجہ ان کی کثرت' ان کی رہائش گاہوں کا فرق' اور ان کی عدالت ہو۔ صحیح قول یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی معین تعداد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ اگر چہ بعض حضرات نے سات' ستر اور چالیس کا عدد ذکر کیا ہے۔ لیکن صحیح قول یہی ہے کہ جتنی بھی تعداد کے ذریعے یقینی علم حاصل ہو جائے وہی تعداد متواتر کہلائے گی یہاں یہ بات شرط ہے کہ یہ کثرت آغاز سے لے کر اختتام تک ہونی چاہیے یعنی اس کا اول' آخر اور درمیانی حصہ ہر موقع پر راویوں کی کثیر تعداد موجود ہو' یہ کثرت ہر زمانے میں موجود ہو، اس خبر کے ابتدائی زمانے سے لیکر نقل کرنے والے کے عہد تک، لیکن اگر خبر کے ظہور کے ابتدائی زمانے میں راویوں کی کثیر تعداد موجود نہ ہو، لیکن بعد میں ان کی تعداد زیادہ ہو جائے تو ایسی روایت کو مشہور کہا جاتا ہے، لیکن اگر درمیانے اور بعد والے زمانے میں راویوں کی کثیر تعداد موجود نہ ہو تو اسے منقطع کہا جاتا ہے۔

حدیث متواتر کی مثال قرآن کا منقول ہونا اور پانچ نمازوں کی فرضیت ہے۔ ملا جیون کہتے ہیں امام نسفی نے یہ مثال مطلق متواتر کی بیان کی ہے یہ متواتر سنت کی مثال نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا کوئی متواتر حدیث موجود ہے بھی یا نہیں؟ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کسی متواتر حدیث کا کوئی وجود نہیں، جبکہ بعض اہل علم فرماتے ہیں' انـمـا

[1] ''معین القاری'' کے مقدمے میں' ہم نے قارئین سے یہ معذرت کی تھی کہ احادیث کے بارے میں احناف کے نظریات پیش نہیں کئے جا سکے' اب اس قرض کی ادائیگی کے لئے ہم عہد عالمگیری کے مشہور محقق فقیہ اور اصولی شیخ احمد جیون امیٹھوی کی تحقیقات کو ان کی شہرۂ آفاق کتاب ''نور الانوار'' سے متن و من ترجمے کی شکل میں نقل کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ کتاب درس نظامی کے نصاب کا حصہ ہے لیکن بدقسمتی کے ساتھ اس کی تدریس میں ''الکتاب'' پر بحث کے دوران ہی تعلیمی سال ختم ہو جاتا ہے اور طلباء اس اہم اور معلومات افزا بحث سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ یہ مضمون علم حدیث کے بارے میں آپ کی معلومات میں اہم اضافے کا باعث بنے گا۔ (جہانگیر عفی عنہ)

بعض اہل علم نے یہ رائے پیش کی ہے کہ صرف کسی عالم شخص کی دی ہوئی اطلاع پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

''جس چیز کے بارے میں تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو''۔ (الاسرا:36)

لہٰذا عمل کے لیے علم لازم ہے اور علم کے لئے عمل ملزوم ہے اب اگر کوئی عالم اطلاع نہ دے تو ایسی خبر واحد پر عمل واجب نہیں ہوگا، کیونکہ غیر عالم کی دی ہوئی اطلاع سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ایسی اطلاع سے عمل بھی واجب نہیں ہوگا کیونکہ عمل کا لازم یعنی علم اس کے ذریعے ثابت نہیں ہوتا ہے۔

جب کوئی خبر واحد حد تواتر یا مشہور تک نہ پہنچے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے راویوں سے واقفیت حاصل کی جائے کہ آیا وہ راوی معروف ہے؟ یا مجہول ہے؟ اگر معروف ہے تو فقہ کے حوالے سے معروف ہے؟ یا عدالت کے حوالے سے معروف ہے؟ اگر راوی مجہول ہو تو اس کی پانچ صورتیں ہوتی ہیں۔ ان سب جزئیات کی وضاحت ہم آئندہ سطور میں کریں گے۔

اگر کوئی راوی علم فقہ کا ماہر ہو اور اجتہادی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کی نقل کی ہوئی حدیث ایسی حجت ہوگی۔ جس کے مقابلے میں قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔ ایسے راویوں میں حضرات خلفاء راشدین اور حضرات عبادلہ شامل ہیں لفظ عبادلہ۔ جمع کا صیغہ ہے اور یہ لفظ عبدل کی جمع ہے جو عبداللہ کا ''مرخم'' ہے۔ ان سے مراد حضرات عبداللہ بن مسعود' حضرات عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل ہیں درجہ اجتہاد پر فائز ہونے والے صحابہ کرام میں حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب' حضرت معاذ بن جبل' حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے اسماء شامل ہیں۔

امام مالک اس بات کے قائل ہیں کہ جو خبر واحد قیاس کے خلاف ہو، اس کے مقابلے میں قیاس کو ترجیح دی جائے گی۔ امام مالک اپنے موقف کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پیش کی جو شخص جنازے کی چارپائی کو اٹھاتا ہے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کیا چند خشک لکڑیاں اٹھانے کی وجہ سے ہمارا وضو ٹوٹ جائے گا؟ ہم (احناف) یہ کہتے ہیں خبر واحد اپنی اصل کے اعتبار سے قابل اعتماد ہوتی ہے۔ شبہ وہاں پیدا ہوتا ہے جب یہ ہم تک پہنچتی ہے۔ لیکن قیاس اپنی اصل اور صفت دونوں اعتبار سے مشکوک حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسے خبر واحد کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

اگر راوی علم فقہ کا ماہر نہ ہو لیکن عادل ہو اور اس کی یادداشت بھی ٹھیک ہو جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر ایسے راوی کی حدیث قیاس کے مطابق ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا لیکن اگر وہ قیاس کے خلاف ہو تو انتہائی ضرورت کے پیش نظر ہی اسے ترک کیا جائے گا۔ ضرورت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس حدیث پر عمل کر لیا جائے تو کسی بھی حوالے سے اس کی کوئی بھی توجیہہ پیش نہ کی جا سکے ایسی صورت میں وہ روایت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف شمار ہوگی۔

''اے اہل عقل! عبرت حاصل کرو'' (الحشر:2)

ایسی روایت کے بارے میں یہ فرض کیا جائے گا کہ اس کا راوی کیونکہ فقیہہ نہیں ہے۔ اور روایت کو معنوی اعتبار سے نقل کرتا ہے۔ اس لئے اس بات کا احتمال موجود ہوگا کہ اس نے اپنی فہم کے مطابق حدیث کو نقل کیا ہو۔ اور حدیث کا مفہوم سمجھنے میں اس سے غلطی سرزد ہو گئی ہو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سمجھ میں نہ آ سکی ہو۔ اسی لئے اس کی نقل کردہ روایت مکمل طور پر قیاس کے خلاف ہے۔ ایسی صورتحال میں روایت کو ترک کر دیا جائے گا اور قیاس پر عمل کیا جائے گا یہ بات بیان کرنے کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی

نہیں نکلتے؟ یہ چند لوگ علماء کی خدمت میں حاضر ہوں۔ علم کے حصول کے لئے سفر کریں اور پھر واپس آ کر اپنی قوم کے ان افراد کو تبلیغ کریں۔ جو ضروریاتِ زندگی کے تحت اپنے علاقے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ جب یہ لوگ واپس آ کر اپنی قوم کے افراد کو تبلیغ کریں گے تو شاید وہ افراد اللہ کی نافرمانی سے باز آ جائیں اس آیت میں علم دین میں مہارت حاصل کرنے، واپس آنے اور لوگوں کو تبلیغ کرنے سے مراد ایک ہی طبقے کے لوگ ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسی طبقے کے افراد پر تبلیغ کو لازم قرار دیا ہے۔ قرآن نے اس طبقے کے لئے "طائفہ" کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس لفظ کا اطلاق ایک دو اور ان سے زیادہ افراد پر ہوتا ہے۔ جبکہ قرآن نے باقی رہنے والے افراد پر یہ لازم کیا ہے کہ اس طائفے کی تعلیمات کو قبول کریں اور ان پر عمل کریں اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ خبر واحد پر عمل کرنا ضروری ہے (ملا جیون کہتے ہیں)، اس آیت کی ایک اور توجیہ بھی ہے، جس کی وضاحت ہم نے اپنی کتاب "تفسیرات احمدیہ" میں کی ہے، ہو سکتا ہے کہ علامہ نسفی نے متن میں جو لفظ کتاب استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنا ہو۔

"جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ عہد لیا کہ تم اس کی تعلیمات کو لوگوں کے سامنے بیان کرو گے اور انہیں چھپاؤ گے نہیں"۔ (آل عمران 187)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر اہل علم کے لئے یہ بات واجب کی ہے کہ وہ لوگوں کو دعوت و تبلیغ کرے اور اس دعوت و تبلیغ کا فائدہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب لوگ اسے قبول بھی کریں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فرد واحد کی دی ہوئی خبر پر عمل کرنا واجب ہے۔

اسی طرح حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے جیسے ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ گھر میں موجود گوشت تناول کرنے لگے تو آپ کی کنیز سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتایا کہ یہ صدقے کا گوشت ہے تو آپ نے ان کی اطلاع پر اعتماد کرتے ہوئے جواب دیا 'یہ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ مگر میرے لئے ہدیہ ہے۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی دی ہوئی اطلاع پر اعتماد کرتے ہوئے ایک ہدیے کو قبول کیا تھا۔ اسی طرح آپ نے (باری باری) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا (یعنی یہ دونوں حضرات اپنے عہدۂ قضاء کے فرائض کی ادائیگی اسوۂ رسول کی روشنی میں کرتے تھے۔ لیکن حدیث کے بارے میں ان کی اطلاع اہل یمن کے لئے خبر واحد کی حیثیت رکھتی تھی) اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو اپنے مکتوب کے ہمراہ قیصر روم کے پاس بھیجا تھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی تھی، اگر خبر واحد پر عمل کرنا واجب نہ ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ایسا نہ کرتے۔ یہ تمام روایات اگرچہ اخبار آحاد کی حیثیت رکھتی ہے لیکن جب امت نے ان سب کو قبول کر لیا تو یہ خبر مشہور کے مقام تک پہنچ جائیں گی۔ اس لئے یہاں یہ لازم نہیں آئے گا۔ کہ خبر واحد کی حجیت کو خبر واحد کے ذریعے ہی ثابت کیا جا رہا ہے۔

کتاب و سنت کے ہمراہ خبر واحد کی حجیت اجماع اور قیاس سے بھی ثابت ہے۔ اجماع کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام اختلافی مسائل میں خبر واحد کو دلیل کے طور پر پیش کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ انصار کے دعویٰ خلافت کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان پیش کیا تھا۔ کہ حکمران قبیلہ قریش سے ہوں گے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس اطلاع کو تمام صحابہ نے کسی انکار کے بغیر قبول کر لیا تھا۔ اسی طرح صحابہ کرام (کسی جھیل یا کنوئیں یا برتن وغیرہ کے) پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں فرد واحد کی اطلاع کو قبول کر لیا کرتے تھے۔

عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خبر واحد کو حجت تسلیم کیا جائے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر موقع پر راویوں کی اتنی تعداد موجود ہو۔ جو خبر متواتر یا خبر مشہور کے لئے شرط ہے اب اگر آپ خبر واحد کو مسترد کر دیں۔ تو بہت سے احکام معطل ہو جائیں گے۔

جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں یہ بات مذکور ہے کہ نماز کے دوران قہقہہ لگا کر ہنسنے کی صورت میں وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے تو یہ بات اگرچہ قیاس کے خلاف ہے لیکن کیونکہ اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اس لئے اس روایت کو قیاس پر ترجیح دی جائے گی (اور قیاس کی بجائے اس کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا)

اگر کوئی راوی مجہول ہو یعنی روایت حدیث یا عدالت کے حوالے سے مجہول ہو یہاں مجہول سے مراد نسب کا نامعلوم ہونا نہیں ہے۔ یعنی اس راوی سے صرف ایک یا دو حدیثیں منقول ہوں جیسے وابصہ بن معبد ہیں تو ایسے راوی کی حالت پانچ اقسام میں سے کسی ایک قسم سے تعلق رکھتی ہوگی۔

اگر اسلاف نے اس سے احادیث روایت کی ہوں، یا اس کی عدالت کے بارے میں اسلاف کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو یا کم از کم کسی نے اس پر تنقید نہ کی تو ایسا مجہول راوی معروف راوی کی مانند ہوگا' کیونکہ اسلاف کا اس سے احادیث روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی نقل کردہ روایات صحیح ہیں اور اسلاف کا اس پر کوئی تنقید نہ کرنا ایسے راوی کو قبول کرنے کے مترادف ہے لہٰذا ایسے راوی کی روایات مقبول ہوں گی۔

جس راوی کے بارے میں اسلاف کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہو، اس کی مثال میں یہ روایت پیش کی جاتی ہے، کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ سوال یہ کیا گیا۔

ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کر لی، نکاح کے وقت کوئی مہر مقرر نہیں کیا گیا، کچھ عرصے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا (سوال یہ ہے کہ اس شخص کے ترکہ میں سے اس کی بیوہ کو مہر کے طور پر کتنی رقم ادا کی جائے گی؟) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک اس کا جواب تلاش کرتے رہے' ایک ماہ بعد آپ نے سائل کو بلا کر کہا، میں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی حکم نہیں سنا ہے' اس لئے اس مسئلے کے بارے میں اب میں اپنی رائے پیش کروں گا اگر وہ ٹھیک ہوئی تو یہ اللہ کا فضل ہوگا اور اگر وہ غلط ہوئی تو یہ میری خامی ہو گی جس میں شیطان بھی حصہ دار ہوگا میرا یہ خیال ہے کہ ایسی صورت میں اس عورت کو مہر کی اتنی رقم ادا کی جائے، جتنی اس جیسی عورتوں کو عام طور پر ادا کی جاتی ہے (یہاں اس جیسی سے مراد نسب' حسن' عمر کی عورتیں ہیں)

یہ جواب سن کر حاضرین میں موجود حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہو گئے اور بولے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق (نامی خاتون جو اسی طرح کی صورت حال سے دوچار ہوئی تھیں) ان کے بارے میں یہی فیصلہ دیا تھا۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے ایسی خوشی پہلے کبھی آپ کے چہرے پر نہ دیکھی گئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا فیصلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق تھا۔

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو قبول نہیں کیا' آپ نے روایت سن کر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا' ایک ایسا دیہاتی جسے پیشاب کرنے کا طریقہ بھی نہیں آتا (یعنی حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ) ہم اس کے بیان پر اعتماد نہیں کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس عورت کو مال وراثت سے بیوی کا حصہ ملے گا، مہر کے طور پر کچھ نہیں ملے گا، کیونکہ مہر کی ادائیگی خلاف قیاس ہے۔

(ملا جیون کہتے ہیں) وہ اس طرح کہ جس چیز کے بارے میں نکاح کا معاہدہ ہوا تھا۔ (یعنی عورت کی شرمگاہ سے تمتع کرنا) وہ اس عورت کو واپس مل چکی ہے۔ اس لئے اب مزید کسی معاوضے کی ادائیگی واجب نہیں ہوگی۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے پہلے طلاق دے دے۔ اور اس نے نکاح کے وقت کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں بیوی کو مہر کے طور پر کوئی رقم ادا نہیں کی جائے گی۔

شان میں کوئی گستاخی کرنا چاہتے ہیں یا آپ کا مرتبہ و مقام کم کرنا چاہتے ہیں (**نعوذ باللہ من ذلک**) ہمارا مقصد صرف اصول اور اس کی حکمت کی وضاحت ہے۔

اس اصول کی مثال حدیث "مصراۃ" ہے "مصراۃ" کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی دودھ دینے والے جانور کو فروخت کرنے کا ارادہ ہو تو چند دن تک اس کا دودھ نہ دوہا جائے اس طرح اس کے تھن بھاری دیں گے اور جب منڈی میں خریدار اس کے بھاری تھنوں کو دیکھے گا تو دھوکے کا شکار ہو کر اسے خرید لے گا۔ ایسی صورتحال کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

"اونٹنیوں اور بکریوں کو مصرات نہ کرو جو شخص (دھوکے کی وجہ سے) ایسا کوئی جانور خرید لے اور پھر اس کا دودھ دوہے تو اب اسے اس بات کا اختیار ہوگا کہ چاہے وہ جانور اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو وہ جانور واپس کرکے جو دودھ اس نے استعمال کیا ہے تو اس کے عوض میں ایک صاع کھجوریں بھی دے"۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر خریدار کے ساتھ اس طرح کا دھوکا ہو جائے تو اگر وہ چاہے تو اس دھوکے پر راضی رہے اور اگر وہ سودا ختم کرنا چاہے تو جانور واپس کرتے ہوئے، اسے جانور کے ہمراہ ایک صاع کھجوریں بھی دینا ہوں گی جو اس جانور کے استعمال شدہ دودھ کا معاوضہ ہوں گی۔

یہ حدیث ہر اعتبار سے قیاس کے خلاف ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ خرید و فروخت کے معاملات میں اگر متعلقہ سامان اس نوعیت کا ہو کہ اس کے جیسا اور سامان دیا جا سکتا ہو تو کسی تاوان یا جرمانے کی صورت میں اسی نوعیت کے سامان کی ادائیگی کی جائے گی۔ اور اگر سامان ایسی نوعیت کا ہو جس کی قیمت ادا کی جا سکتی ہو تو پھر اس کی قیمت ادا کی جائے گی لہذا مذکورہ بالا صورت میں استعمال شدہ دودھ کا معاوضہ یا دودھ ہو سکتا ہے یا اس کی قیمت ہوگی؟ بالفرض اگر آپ یہ کہیں کہ کھجوروں کی ادائیگی قیمت کے طور پر کی گئی ہے تو بھی ایک صاع کھجوروں کی ادائیگی کو لازم قرار دینا خلاف قیاس ہے کیونکہ دودھ کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے دودھ کی کمی وبیشی کے مطابق قیمت کی ادائیگی ہونی چاہیے۔

امام مالک اور امام شافعی نے اس حدیث کے ظاہر کے مطابق فتویٰ دیا ہے جبکہ امام ابن ابی لیلیٰ اور امام ابو یوسف کا فتویٰ یہ ہے کہ دودھ کی جتنی بھی قیمت بنتی ہو خریدار جانور واپس کرتے ہوئے اس قیمت کو ادا کرے گا جبکہ امام ابو حنیفہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اس خریدار کو جانور واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اس جانور کے عام بازاری نرخ سے زیادہ ادا شدہ رقم کو فروخت کنندہ سے واپس لے گا، بعض شارحین نے یہی بات نقل کی ہے۔

راوی کا فقہ کے حوالے سے معروف ہونا' یا صرف عدالت کے حوالے سے معروف ہونا' ان دونوں کے درمیان فرق کا نظریہ سب سے پہلے شیخ عیسیٰ بن ابان نے پیش کیا اور پھر بیشتر متاخرین نے اسی اصول کی پیروی کی۔

امام کرخی اور ان کے پیروکار اس بات کے قائل ہیں کہ راوی کے فقیہہ ہونے کی وجہ سے اس کی روایت کو قیاس پر مقدم کرنے کو شرط قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ ہر عادل راوی کی روایت قیاس پر مقدم ہوگی، بشرطیکہ وہ روایت اللہ کی کتاب اور مشہور سنت کے خلاف نہ ہو یہی وجہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کے قتل کے بارے میں' حضرت ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول کرتے ہوئے تاوان کی ادائیگی کو لازم قرار دیا تھا، اگر اس بارے میں قیاس کے مطابق فیصلہ دیا جائے تو وہ بچہ اگر زندہ تھا تو اس کی ہلاکت کی وجہ سے مکمل دیت کی ادائیگی لازم آئے گی اور اگر وہ مردہ ہو تو پھر بھی لازم نہیں آئے گا۔

راوی کی شرائط:

کسی بھی راوی کی نقل کردہ روایت کے حجت ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے۔ کہ اس میں درج ذیل شرائط پائی جاتی ہیں۔

عقل، ضبط (یادداشت) عدالت اور اسلام۔

عقل انسان کے جسم میں موجود ایسا نور ہے۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی راستہ اپنے آغاز سے لے کر انجام تک انسان کے سامنے روشن ہو جاتا ہے۔ اور عقل کو یہ روشنی حواس کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔ یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس مقام پر آ کر حواس کا کام ختم ہو جاتا ہے وہاں سے عقل کے کام کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص کسی بلند عمارت کی طرف نظر کرے۔ تو اسے یہ اندازہ ہو گا کہ اس عمارت کو تعمیر کرنے والا شخص اپنے فن کا ماہر ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ حواس عقل کی مدد صرف ان امور کے بارے میں کر سکتے ہیں جو حواس کے دائرے میں آتے ہوں اگر کسی بات کا تعلق صرف عقل کے ساتھ ہو، تو اس کے لئے علم کی ضرورت ہو گی خواہ وہ علم کسی بھی طریقے سے حاصل ہو۔ لہذا علم سب سے پہلے دل کو حاصل ہوتا ہے اور دل اس کا اعتراف کر لیتا ہے اس عبارت کے ذریعے امام نسفی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اصل ادراک دل کو حاصل ہوتا ہے اور عقل اس ادراک کے حصول کا ایک آلہ ہے اہل اسلام اسی بات کے قائل ہیں قلب سے مراد ایک باطنی کیفیت ہے۔ جس کی بدولت، عقل کی فراہم کی ہوئی روشنی میں کسی شے کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے۔ جیسے ظاہری جسم میں آنکھ کسی چیز کو اسی وقت دیکھ سکتی ہے جب اسے سورج یا چراغ کی روشنی حاصل ہو۔ فلسفی اس بات کے قائل ہیں کہ ادراک انسان کے باطن میں موجود ایک صلاحیت کو حاصل ہوتا ہے اور یہ ادراک عقل اور ظاہری و باطنی حسیات کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔

روایت حدیث کے لئے یہ بات شرط ہے کہ راوی کی عقل کامل ہو۔ یعنی وہ شخص بالغ ہو۔ بچہ نہ ہو، دیوانہ نہ ہو، مدہوش نہ ہو کیونکہ ان کی عقل ناقص ہوتی ہے، اس لئے شرعی حکم یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے ذاتی معاملات میں بھی تصرف نہیں کر سکتے اس لئے شرعی معاملات میں تو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہو گی۔ لیکن یہ صورت اس وقت ہو گی جب راوی نے بالغ ہونے سے پہلے کوئی حدیث سنی ہو اور اسی دوران اسے آگے روایت کر دیا ہو، لیکن اگر اس نے بالغ ہونے سے پہلے حدیث سنی تھی، لیکن اسے روایت بالغ ہونے کے بعد کیا ہے۔ تو ایسے راوی کی روایت قابل قبول ہو گی۔ کیونکہ اب وہ صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کر سکتا ہے۔

راوی کے لئے دوسری بنیادی شرط ضبط ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی بات کو سننے کے بعد اسے مکمل طور پر یاد رکھنا۔ یعنی کلام کے آغاز سے لے کر اختتام تک تمام کلمات کو ان کی ہیئت اور ترکیب کے ہمراہ یاد رکھنا۔

ملاجیون کہتے ہیں نسفی نے یہ شرط اس لئے پیش کی ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حدیث سننے والا شخص مجلس واعظ کے آخر میں آتا ہے اور وہ کلام کا ابتدائی حصہ نہیں سن پاتا اسی طرح لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے استاد کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ پوری روایت کو دوبارہ آغاز سے بیان کرے۔ علم حدیث میں اس نوعیت کا سماع حجت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی حیثیت صرف برکت کی سی ہوتی ہے جیسے بچوں کو برکت کے حصول کے لئے وعظ کی محفل میں لایا جاتا ہے۔

راوی کے لئے یہ بات شرط ہے وہ کلام کو سننے کے بعد اس کے مفہوم کو سمجھے خواہ کلام سے لغوی معنی مراد لیے گئے ہوں۔ یا شرعی معنی مراد لیے گئے ہوں، یعنی راوی صرف الفاظ کو یاد کرنے پر اکتفا نہیں کرے گا۔ کیونکہ محض لفظ یاد کر لینا سماع نہیں ہوتا، راوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ لفظ کا مفہوم سمجھنے کے بعد اسے اچھی طرح سے یاد کر لے، یہاں اچھی طرح سے یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ راوی میں کسی بات کو یاد رکھنے کی جو بھی صلاحیت موجود ہو وہ اسے اچھی طرح استعمال کرے، اسی طرح راوی کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے، کہ

اس صورتحال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رائے اور قیاس پر عمل کرتے ہوئے اسے خبر واحد پر مقدم کیا ہے۔ جبکہ ہم یعنی احناف حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق فتویٰ دیں گے۔ کیونکہ علقمہ مسروق اور حسن بصری جیسے فقہاء نے حضرت معقل رضی اللہ عنہ کی روایت کو مسترد نہیں کیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت معقل رضی اللہ عنہ عدالت کے اعتبار سے معروف راوی کی مانند ہیں، مزید یہ کہ حضرت معقل رضی اللہ عنہ کی روایت کی تائید قیاس کے ذریعے بھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر مذکورہ صورت میں نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہوتا تو ترکے میں سے اس کی ادائیگی لازم ہوتی۔

اگر کسی مجہول راوی کی روایت کو اسلاف مسترد کر دیں تو ایسا راوی مسترد شدہ قرار پائے گا اور اس کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی، اس کی مثال وہ روایت ہے جسے فاطمہ بنت قیس نے یوں نقل کیا ہے کہ جب ان کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں دے دیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کے رہائش اور دیگر اخراجات کی ادائیگی ان کے سابقہ شوہر کے ذمے نہیں لگائی۔ جب یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آئی تو آپ نے اسے یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا کہ ہم ایک عورت کے بیان کی وجہ سے اپنے پروردگار کی کتاب اور اپنے رسول کی سنت کا حکم ترک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ وہ عورت درست بیانی سے کام لے رہی ہے یا نہیں؟ اس واقعہ کے بارے میں اس کی یادداشت ٹھیک کام کر رہی ہے یا نہیں؟ میں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی صورت میں (عدت کے دوران) عورت کی رہائش اور دیگر اخراجات کی ذمہ داری اس کے سابقہ شوہر کے ذمہ ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات صحابہ کرام کے مجمع میں بیان کی۔ اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا لہٰذا اس واقعے پر صحابہ کا یہ اتفاق ہو گیا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کا جو ذکر کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس حاملہ عورت کو طلاق دی جا چکی ہو یا جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو عدت کے دوران اس کے اخراجات کی ذمہ داری سابقہ شوہر کے سر ہوگی، لہٰذا مذکورہ صورت کو بھی کتاب و سنت کے اسی حکم پر قیاس کیا جائے گا۔

بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ حدیث میں ایسی صورت حال کا حکم بعینہٖ منقول ہے اور کتاب کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

''(ان طلاق یافتہ عورتوں کو) ان کی رہائش گاہوں سے نہ نکالو''۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ عدت کے دوران عورت کے رہائش کی ذمہ داری اس کے شوہر کے ذمہ ہوگی۔

جبکہ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''طلاق یافتہ عورتوں کو معروف طریقے سے ساز و سامان فراہم کیا جائے''۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طلاق کی عدت کے دوران عورت کے اخراجات کی ذمہ داری سابقہ شوہر کے سر پر ہوگی۔

راوی کے مجہول ہونے کی پانچویں صورت یہ ہے کہ اسلاف کے زمانے میں اس کی نقل کردہ روایت کا سراغ نہ مل سکے اور کیونکہ اسلاف اس روایت سے آگاہ نہیں ہو سکے اس لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگا کہ اسلاف اسے قبول کر لیتے یا مسترد کر دیتے' اس لئے ایسی روایت پر عمل کرنا جائز ہوگا لیکن اس روایت پر عمل کرنا واجب نہیں ہوگا، یہاں یہ شرط بھی موجود ہوگی کہ وہ روایت قیاس کے خلاف نہ ہو۔ اگر وہ روایت حدیث کے خلاف نہ ہو تو اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔ یہاں عمل کرنے کی نسبت قیاس کی بجائے حدیث کی طرف کی گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص قیاس کا انکار کر سکتا ہے، لیکن حدیث کا انکار نہیں کر سکتا۔

اور بڑے گناہ سے چھوٹا ہوگا۔

کسی بھی راوی کی عدالت دو طرح سے ثابت ہو سکتی ہے، ایک وہ مسلمان ہو اور دوسرا اس کا دماغی توازن ٹھیک ہو، کیونکہ جس شخص میں بھی یہ دونوں صفات موجود ہوں گی، اس کے بارے میں غالب گمان یہی ہوگا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا ہوگا، اور کسی خلاف شریعت بات کو نہیں پھیلا سکتا' لیکن یہ ظاہری کیفیت روایت حدیث کے لیے کافی نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ان دو خوبیوں کا مالک کوئی شخص اپنی خواہش نفس کا اسیر ہو لہٰذا وہ ایک حوالے سے تو عادل ہوگا لیکن دوسرے اعتبار سے عادل نہیں ہوگا اس طرح کے راوی کی روایت اس وقت قبول ہوتی ہے جب وہ حد یا قصاص کے علاوہ کسی اور معاملے کے بارے میں گواہی دے رہا ہو اور اس کے مقابل نے اس پر کوئی الزام عائد نہ کیا ہو لیکن اگر حد یا قصاص کے بارے میں گواہی دی ہو یا مقابل اس پر جھوٹ کا الزام عائد کر دے تو ایسے شخص کی گواہی یہاں قابل قبول نہیں ہوگی (روایت حدیث کا معاملہ تو اس سے کہیں زیادہ اہم ہے)

(راوی کے لیے تیسری بنیادی شرط) اسلام ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور تصدیق کرنا تصدیق کا مطلب یہ ہے کہ اختیاری طور پر کسی چیز کو سچ قرار دینا۔ یہ شرط اس لیے عائد کی گئی ہے کیونکہ بعض اوقات کافر کا ذہن بھی یقینی طور پر وحدانیت کا قائل ہوتا ہے لیکن اسے ایمان نہیں کہا جا سکتا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''(وہ کفار اس رسول کو) اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں''۔ (البقرہ 146)

اس لیے کفار میں تصدیق کی شرط نہیں پائی جاتی بالفرض اگر ان کے قلبی یقین کو ہی تصدیق قرار دیا جائے تو بھی انہیں مسلمان کی بجائے کافر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے عمل سے کفر کا اظہار ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک اسلام میں اقرار باللسان کو احکام کے اجراء کے لیے شرط قرار دیا گیا ہے جب کہ بعض دیگر حضرات کے نزدیک تصدیق کی طرح یہ بھی اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات کی تصدیق کرنا ضروری ہے اسی طرح ان کا اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے مراد وہ اسماء صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات پر دلالت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات سے مراد وہ امور ہیں جن کے اظہار کے لیے یہ اسماء مقرر کیے گئے ہیں۔

اسی طرح اسلام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کے حق ہونے کا اجمالی طور پر اعتراف کریں نبی اکرم ﷺ اسلام قبول کرنے والوں کے اجمالی ایمان پر اکتفاء کر لیا کرتے تھے جیسے ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے رمضان کے چاند کے بارے میں اطلاع دی تو آپ نے دریافت کیا' کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ اس نے عرض کی جی ہاں! آپ نے اس کی گواہی قبول کی اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک لڑکی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا آسمان میں آپ نے دریافت کیا میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے اس کنیز کے مالک کو ہدایت کی اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ مومن ہے۔

بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ تفصیلی ایمان کا اعتراف ضروری ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بالغ عورت ایمان کا تفصیلی تعارف پیش نہ کر سکے تو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی اور اس عورت کو مرتد شمار کیا جائے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسی صورت میں عظیم حرج واقع ہوگا (اس لیے یہ رائے درست نہیں ہے)

کافر، فاسق، بچے، دیوانے اور حافظے کی شدید کمزوری کا شکار شخص کی نقل کردہ روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

اندھے، عورت، غلام اور وہ شخص جس پر حد قذف جاری ہو چکی ہو حدیث میں اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ حدیث کی روایت

وہ اس روایت کی حدود کی حفاظت کرے، یعنی اس روایت کے حکم پر بذات خود عمل کرے، راوی کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی یادداشت پر غیر ضروری اعتماد کرنے کی بجائے اس روایت کے الفاظ کی تکرار کرتا رہے (یعنی علم حدیث کے دوسرے طالب علموں کو وہ روایت سنائے اور پھر خود بھی ان سے وہ روایت سنے) راوی کو اپنی یادداشت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ وہ یہی سمجھے کہ اگر میں نے اس روایت کی تکرار ختم کردی تو میں اسے بھول جاؤں گا جب انسان اتنی احتیاط کے بعد کوئی روایت کسی دوسرے فرد یا جماعت تک منتقل کردے۔ تو اب اللہ کی بارگاہ میں وہ اپنے فرض سے بری ذمہ ہو جائے گا، اب اس روایت کو دوسروں تک پہنچانا اگلے شخص کی ذمہ داری ہوگی اور یوں قیامت کے دن تک یا احادیث کی کتابوں کی تدوین تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

قرآن کا حکم احادیث سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ قرآن کو نقل کرنے کے لئے اس کے معانی کا فہم شرط نہیں ہے، کیونکہ اُمت نے اسے پوری احتیاط کے ساتھ مکمل طور پر نقل کیا ہے، قرآن کے الفاظ بذات خود معجزہ ہیں اور احکام انہی الفاظ سے متعلق ہوتے ہیں، اس لئے معانی کے فہم کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ تغیر اور تبدیلی سے محفوظ ہیں اس لئے جو شخص اس کے معانی کی معرفت نہیں رکھتا اس کے لئے بھی قرآن کے الفاظ کو نقل کرنا درست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہم نے اس ذکر (یعنی قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے''۔ (الحجر ۹)

راوی کے لئے تیسری بنیادی شرط اس کا عادل ہونا ہے۔ یعنی دینی معاملات میں اس کی استقامت ضروری ہے اس استقامت کے درجات مختلف ہیں لیکن حدیث کی روایت کرنے والے راوی میں یہ استقامت کامل طور پر موجود ہونی چاہیے، یعنی راوی کا رجحان دینی تعلیمات کی طرف ہو، اور وہ خواہش نفس کی پیروی یا جھوٹی شہرت کے حصول کا خواہاں نہ ہو وہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب نہ ہوتا ہو، اور صغیرہ گناہوں کی ترغیب نہ دیتا ہو، اگر کوئی راوی گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو یا صغیرہ گناہوں کی ترغیب دیتا ہو تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی لیکن اگر وہ صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو تو اس کی عدالت ساقط نہیں ہوگی، کیونکہ تمام صغیرہ گناہوں سے مکمل طور پر بچنا انبیاء کرام کی خصوصیت ہے، عام بشر ایسا نہیں کرسکتا، لیکن صغیرہ گناہوں کا باقاعدگی سے ارتکاب کبیرہ گناہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ (اگر یہ طے ہو جائے کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں تو پھر اندازہ لگانا آسان ہو جائے گا کہ صغیرہ گناہ کون سے ہیں؟ کیونکہ جو گناہ کبیرہ نہیں ہوگا وہ صغیرہ ہوگا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، کبیرہ گناہ سات ہیں۔

''کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' کسی مسلمان کو قتل کرنا' پاک دامن عورت پر تہمت لگانا' میدان جنگ سے فرار ہو جانا' یتیم کا مال ہڑپ کر لینا' مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں ان سات گناہوں کے علاوہ سود کھانے کا اضافہ نقل کیا ہے۔

جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں ان کے علاوہ چوری کرنے اور شراب پینے کا اضافہ نقل کیا ہے۔

جبکہ بعض دیگر روایات میں، زنا کرنے، قوم لوط کا سا عمل کرنے، جادو کرنے' جھوٹی گواہی دینے' جھوٹی قسم کھانے' [illegible] غیبت اور جوئے کا ذکر موجود ہے۔

بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ کسی گناہ کا صغیرہ یا کبیرہ ہونا ایک اضافی امر ہے۔ ہر گناہ اپنے سے چھوٹے گناہ سے [illegible]

جاسکتا جو حدیث ایک سند کے اعتبار سے مرسل اور دوسری سند کے اعتبار سے مسند ہو تو ایسی روایت مستند ہوگی جیسے نکاح میں ولی کی موجودگی ضروری ہونے کی روایت کو اسرائیل بن یونس نے مسند اور شعبہ نے مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

لہٰذا مسند حدیث مرسل پر غالب آجائے گی۔

بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اسناد کی مثال "تعدیل" کی طرح ہے جبکہ ارسال کی مثال جرح کی طرح ہے اور اصول یہ ہے کہ جب جرح اور تعدیل اکٹھے ہو جائیں تو جرح کو ترجیح دی جاتی ہے۔

باطنی انقطاع:

باطنی انقطاع کی دو قسمیں ہیں یعنی حدیث کی سند میں ظاہری طور پر اتصال موجود ہو لیکن کسی اور حوالے سے کوئی خلل موجود ہو جیسے راوی کیلئے ضروری شرائط میں سے کسی شرط کا فقدان یا کسی زیادہ مستند دلیل کے مخالف ہونا۔

اگر یہ خلل نقل کرنے والے راوی کی کسی خامی کے طور پر ہو تو اس کا حکم ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی کافر، فاسق، بچے اور غفلت کا شکار شخص کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

اگر یہ خلل ہو کہ وہ روایت اپنے سے زیادہ مستند دلیل کے خلاف ہے تو اگر کوئی روایت کتاب اللہ کے خلاف ہو یا معروف سنت کے خلاف ہو یا کسی مشہور واقعے سے متعلق ہو یا صدر اول کے اکابرین نے اسے مسترد کر دیا ہو تو ایسی روایت مردود ہوگی اور یہ باطنی انقطاع کی ایک قسم ہے (یہاں روایت کے مردود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حکم اپنے سے زیادہ مستند دلیل کے حکم کی مانند نہیں ہوگا)۔

کتاب اللہ کے حکم کے برعکس روایت کی مثال وہ حدیث ہے جس میں یہ حکم ذکر کیا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ حکم قرآن کے اس حکم کے خلاف ہے۔

"(نماز میں) تم قرآن کا جو حصہ پڑھ سکتے ہو اسے پڑھ لو"۔ (المزمل 20)

اسی طرح ایک اور روایت میں یہ حکم موجود ہے کہ جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ یہ حکم قرآن کی اس آیت کے خلاف ہے۔

"(اس مسجد قبا میں) ایسے لوگ ہیں جو اچھی طرح طہارت حاصل کرنے کو پسند کرتے ہیں"۔ (التوبہ 108)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو پانی کے ذریعے استنجا کرتے ہیں اور اس عمل میں شرمگاہ کو چھونے کی صورت پائی جاتی ہے۔

کسی حدیث کا کسی معروف سنت کے خلاف ہونے کی مثال یہ حدیث ہے کہ ایک روایت میں یہ بات منقول ہے کہ ایک گواہ اور قسم اٹھانے سے مدعی کے حق میں فیصلہ دے دیا جائے گا۔ یہ روایت اس مشہور حدیث کے خلاف ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ دعویٰ پیش کرنے والے شخص کیلئے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے اور جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کیلئے قسم اٹھا لینا کافی ہے۔

کسی روایت کا مشہور واقعے کے خلاف ہونا اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نماز کے دوران (سورہ فاتحہ سے پہلے) بلند آواز سے تسمیہ پڑھی جائے گی۔ اب نماز ایک ایسا واقعہ ہے جو روزانہ پانچ مرتبہ پیش آتا ہے جس میں سینکڑوں ہزاروں لوگ حاضر ہوتے ہیں لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ان تمام حضرات میں سے صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے تسمیہ پڑھنے کو نقل کیا ہے۔

کے لیے جو بنیادی شرائط ہیں وہ اس میں پائی جاتی ہیں اگر چہ معاملات میں گواہی کے معیار پر ان میں سے بعض پورے نہیں اترتے ہیں۔

یہاں اصول حدیث کے حوالے سے ایک اور پہلو پر بھی بحث کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جب کوئی حدیث ہم تک پہنچتی ہے تو کیا اس کی سند متصل ہوتی ہے؟ یا پھر اس کی سند منقطع ہوتی ہے۔

سند میں انقطاع کی دو صورتیں ہیں ظاہری انقطاع اور باطنی انقطاع۔

ظاہر سے مراد مرسل احادیث ہیں یعنی حدیث بیان کرنے والا اپنے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان موجود واسطوں (راویوں کے اسماء) کا ذکر کیے بغیر یہ کہہ دے کہ نبی اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔ مرسل کی چار قسمیں ہیں:

(i) ایسی روایت جسے کسی صحابی نے مرسل کے طور پر نقل کیا ہو۔

(ii) ایسی روایت جسے دوسری صدی (تابعین کے طبقے) کے کسی فرد نے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہو۔

(iii) ایسی روایت جسے تیسری صدی (یعنی تبع تابعین کے طبقے) کے کسی فرد نے روایت کیا ہو۔

(iv) ایسی روایت جسے (تبع تابعین کے طبقے) کے بعد کے کسی شخص نے روایت کیا ہو مگر وہ روایت ایک اعتبار سے مرسل ہو لیکن کسی اور سند کے اعتبار سے مسند ہو۔

ان تمام اقسام کے احکام درج ذیل ہیں:

صحابی کی مرسل حدیث مقبول ہوگی اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابی نے یا تو وہ حدیث بذات خود سنی ہوگی یا اس بات کا بھی احتمال موجود ہے کہ صحابی بذات خود اس موقعہ پر موجود نہ ہوں اور انہوں نے کسی اور صحابی سے وہ حدیث سنی ہو اور پھر یہ کہہ کر بیان کر دیا ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے یا اسی طرح کے الفاظ نقل کر دیئے ہوں۔

دوسری اور تیسری صدی کے راویوں کی مرسل حدیث ہمارے یعنی احناف کے نزدیک حجت ہے یعنی کوئی تابعی اور تبع تابعی (صحابی یا تابعی کا) حوالہ دیئے بغیر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یہ روایت مقبول ہوگی۔

امام شافعی اس بات کے قائل ہیں کہ ایسی روایت مقبول نہیں ہوگی کیونکہ اصول یہ ہے کہ راوی کی صفات مجہول ہوں تو حدیث مقبول نہیں ہوتی۔ یہاں تو راوی کی ذات اور صفات دونوں ہی مجہول ہیں تو ایسی روایت بدرجہ اولیٰ مقبول نہیں ہونی چاہیے تاہم اگر ایسی کسی روایت کی تائید کسی قطعی حجت یا قیاس کے ذریعے ہو جائے یا امت اسے قبول کر لے یا کسی اور متصل سند کے ذریعے وہ روایت ثابت ہو جائے تو پھر مرسل حدیث مقبول ہوگی۔

احناف یہ کہتے ہیں ہم ان حضرات کی مرسل روایات کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں جو کسی روایت کو مسند کے طور پر نقل کریں تو ان کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مسند روایت کے راوی کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیں گے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ حضرات (تابعین اور تبع تابعین) نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کسی غلط بیانی سے کام لیں اس لیے ان کی نقل کردہ مرسل روایت کو مسند پر ترجیح حاصل ہونی چاہیے کیونکہ جب کوئی عادل راوی کسی حدیث کی مستند سند سے واقف ہو جائے تو اب وہ کسی دھوکے کے بغیر یہ کہہ سکتا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے اس کے برعکس اگر اسے کسی روایت کے بارے میں کوئی شبہ ہو تو وہ نقل کرنے والے راوی کا نام بیان کر کے اپنی ذمے داری سے فارغ ہو جائے گا تابعین اور تبع تابعین کے بعد کے طبقے کے راویوں کی مرسل حدیث امام کرخی کے نزدیک مقبول ہوگی جبکہ شیخ عیسیٰ بن ابان کے نزدیک یہ مقبول نہیں ہوگی کیونکہ تبع تابعین کے بعد والا زمانہ فسق کا زمانہ ہے اور نبی اکرم ﷺ نے صرف تبع تابعین تک کے زمانے کے بھلے ہونے کی گواہی دی ہے اس لیے بعد کے زمانے کے لوگوں پر اعتماد نہیں کیا

"(اگر تم نے کسی پر زنا کا الزام لگایا ہو) تو اس کے خلاف چار گواہ پیش کرو"۔

یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ حدود کا حکم کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ قاضی کی موجودگی میں گواہی کا تعلق کسی شخص پر حد جاری ہونے کے ساتھ ہے۔

اگر معاملے کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہو اور معاملہ ایسا ہو جس میں کسی دوسرے پر کوئی چیز لازم کی جا رہی ہو جیسے قرض کی ادائیگی' فروخت شدہ سامان کی ادائیگی' رہن رکھے ہوئے سامان کی ادائیگی' غصب شدہ سامان کی ادائیگی تو اس طرح کے معاملات میں خبر دینے والے کے اندر وہ تمام شرائط موجود ہونی چاہئے جو حدیث کے کسی مستند راوی میں موجود ہوتی ہیں یعنی عقل' عدالت' ضبط اور اسلام۔

اس نوعیت کی اطلاع (گواہی) میں تعداد شرط ہے یعنی کم از کم دو لوگ ہونے چاہئے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ بات بیان کرتے وقت لفظ شہادت استعمال کریں یعنی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ معاملہ اس طرح ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی شرط ہے کہ انہیں ولایت حاصل ہونی چاہئے یعنی وہ آزاد ہوں (غلام نہ ہوں) گویا حقوق العباد سے تعلق رکھنے والے جس معاملے میں کسی شخص پر کوئی چیز لازم کی جا رہی ہو اس میں گواہی دینے والے شخص میں سات خوبیوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

اگر حقوق العباد سے تعلق رکھنے والا کوئی ایسا معاملہ ہو جس میں کسی شخص پر کسی قسم کی ادائیگی لازم نہ کی جا رہی ہو۔ جیسے کسی کو اپنا وکیل مقرر کرنا' نمائندہ بنانا' کاروباری شریک مقرر کرنا وغیرہ۔ اب اس میں دوسرے شخص پر کسی قسم کی ادائیگی لازم نہیں آتی بلکہ اسے یہ اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو اس پیش کش کو قبول کرے یا نہ کرے۔ اس طرح کے معاملات میں روایت بیان کرنے والے کیلئے یہ بات شرط ہے کہ وہ صحیح و غلط میں تمیز کر سکتا ہو خواہ وہ بچہ ہو یا بالغ ہو؟ آزاد ہو یا غلام ہو؟ کافر ہو یا مسلمان ہو؟ عادل ہو یا فاسق ہو؟ اس کیلئے عدالت شرط نہیں ہے اس لیے اس نوعیت کے واقعات میں مذکورہ بالا تمام اقسام کے افراد کی گواہی قابل قبول ہوگی کیونکہ یہ زندگی کے عام معاملات ہیں۔ انہیں جاری رکھنے کیلئے ایسا شخص تلاش کرنا ممکن نہیں ہے جس میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہوں۔ اگر ہم حدیث نقل کرنے والے کی تمام خصوصیات کو شرط قرار دیں تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ خود نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نیک اور گنہگار قاصد کی دی ہوئی اطلاع کو قبول کر لیا کرتے تھے۔

اگر حقوق العباد سے تعلق رکھنے والا کوئی ایسا معاملہ ہو جس میں کسی ایک حوالے سے کوئی چیز لازم کی جا رہی ہو اور کسی دوسرے حوالے سے لازم نہ کی جا رہی ہو جیسے کسی وکیل کو معزول کرنے کی اطلاع' تو اب حکم یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل مقرر کر سکتا ہے اسی طرح وہ اس وکیل کو معزول بھی کر سکتا ہے اس لیے وکیل پر کوئی بھی چیز لازم نہیں آئی لیکن ایک حوالے سے لازم آئی بھی ہے کہ اسے اپنے مؤکل کے معاملات میں تصرف کرنے سے روک دیا گیا ہے اس لیے اس نوعیت کے معاملات میں' امام ابوحنیفہ کے نزدیک' شرعی شہادت کی دو بنیادی شرائط میں سے' کسی ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے یعنی یا تو گواہوں کی تعداد مکمل ہو یا پھر ایک گواہ عادل ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایسی صورت میں کسی پر کوئی چیز لازم کی جاتی تو شرعی شہادت کی دونوں شرائط کا موجود ہونا ضروری ہوتا اور اگر کچھ بھی لازم نہ کیا جا رہا ہوتا تو شرعی شہادت کی ضرورت ہی نہیں تھی لیکن مذکورہ بالا صورت میں ایک حوالے سے کچھ لازم ہو رہا ہے اور دوسرے حوالے سے نہیں اس لیے شرعی شہادت کی دو شرائط میں سے ایک شرط کی موجودگی لازم قرار دی گئی ہے۔

صاحبین اس بات کے قائل ہیں کہ اس صورت میں کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جو صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتا ہو اس کی دی ہوئی اطلاع کافی ہوگی۔ لیکن یہ اختلاف اس وقت ہوگا جب ایک تیسرا فریق یہ اطلاع دے رہا ہو۔ اگر کوئی مؤکل اپنے وکیل یا قاصد کے ذریعے کسی وکیل کی معزولی کی اطلاع دیتا ہے تو اب عدالت یا تعداد شرط نہیں ہوں گے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کیونکہ نمائندے اور

باطنی انقطاع کی ایک صورت یہ تھی کہ صدر اول کے حضرات یعنی صحابہ کرام نے کسی حدیث سے اعراض کیا ہو اور انہوں نے روایت کے ظاہری حکم پر عمل کرنے کی بجائے قیاس کے مطابق فتویٰ دیا ہو اس کی مثال یہ ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان اس بارے میں اختلاف رائے ہو گیا کہ آیا بچے پر زکوۃ فرض ہوگی یا نہیں؟ تو انہوں نے اپنی رائے کے مطابق بچے کے مال پر زکوۃ کی فرضیت کا فتویٰ دیا اور اس روایت کی طرف توجہ نہیں دی جس سے بظاہر یہ محسوس ہوتا تھا کہ بچے کے مال پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام نے اس روایت کو اس لیے قبول نہیں کیا کیونکہ ان کے نزدیک یا تو یہ روایت ثابت ہی نہیں ہوگی یا پھر اس کی کوئی اور تاویل ہوگی کیونکہ احادیث میں بعض اوقات لفظ "صدقہ" زکوۃ کے بجائے صدقہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

باطنی انقطاع کی یہ تمام صورتیں مردود ہیں۔

تیسری بحث:

یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ کون سے معاملات میں حدیث حجت ہوگی؟ معاملات دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ معاملات جو اللہ کے حقوق کے ضمن میں آتے ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عقوبات (یعنی حدود اور تعزیرات) اور دوسری عبادات۔ دوسری طرح کے معاملات وہ ہیں جو حقوق العباد کا حصہ ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی معاملے میں کوئی چیز یا حکم کسی دوسرے پر لازم کیا جا رہا ہو۔ دوسری یہ کہ کسی معاملے میں کسی دوسرے شخص پر کچھ بھی لازم نہ کیا جا رہا ہو اور تیسری صورت یہ ہے کہ کسی معاملے میں کسی شخص پر ایک حوالے سے کچھ لازم کیا جا رہا ہو اور دوسرے حوالے سے کچھ بھی لازم نہ کیا جا رہا ہو۔

یوں مجموعی اعتبار سے معاملات کی پانچ قسمیں ہیں اور یہاں اس بات پر بحث کی جائے گی کہ ان پانچوں اقسام میں کس نوعیت کی خبر کس طرح سے حجت بن سکتی ہے؟ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم مطلق طور پر خبر واحد پر بحث کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں کہ اس خبر کا تعلق نبی اکرم ﷺ کی ذات کے ساتھ ہو یا صحابہ کرام کے ساتھ ہو یا عام افراد کے ساتھ ہو۔ (ملاجیون کہتے ہیں ہمارا موضوع بحث وہ خبر ہے جو نبی اکرم ﷺ کی سنت ہو یا کسی صحابی کا اثر ہو لیکن یہاں عام افراد کی خبر کو بھی موضوع بحث بنا دیا گیا ہے) یہ غلط ہے۔ سب سے پہلے امام فخر الاسلام بزدوی نے یہ بحث چھیڑی تھی۔ بعد میں آنے والے حضرات نے انہیں کی پیروی کرتے ہوئے یہ بحث نقل کر دی۔

اصول یہ ہے کہ جن معاملات کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ہو خواہ وہ عبادات کا حصہ ہوں یا عقوبات کا ان میں خبر واحد حجت ہوگی۔ اسی طرح اگر وہ معاملات ایسے ہوں جو ایک اعتبار سے عبادت کا حصہ بنتے ہوں اور دوسرے اعتبار سے عقوبت کا حصہ بنتے ہوں تو بھی یہی حکم ہوگا۔ بعض اہل علم کے نزدیک خبر واحد میں راویوں کی کوئی معین تعداد شرط نہیں ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نے یہ حدیث قبول کی ہے کہ جب التقائے ختنین ہو (تو غسل واجب ہو جاتا ہے) حالانکہ اسے صرف سیدہ عائشہ صدیقہ نے روایت کیا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک خبر واحد کی قبولیت کیلئے راویوں کی کم از کم معین تعداد شرط ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے نماز کے اختتام کے بارے میں حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے بیان کو اس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک دیگر حضرات نے اس کی تائید نہیں کر دی۔

امام کرخی اس بات کے قائل ہیں کہ عقوبات کے بارے میں خبر واحد کو قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ خبر واحد کے ذریعے حد ثابت نہیں ہوتی (اور حد عقوبت کا ایک حصہ ہے جب یہ ثابت نہیں ہوگی تو دیگر عقوبات بھی ثابت نہیں ہوں گی) اس کی وجہ یہ ہے کہ خبر واحد کی نبی اکرم ﷺ سے نسبت میں شبہ پایا جاتا ہے اور اصول یہ ہے کہ شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ جہاں تک قاضی کی عدالت میں گواہوں کا تعلق ہے تو یہ حکم نص سے ثابت ہے اور قیاس کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

بھیجے جس میں یہ ذکر ہو کہ یہ حدیث فلاں راویوں کے واسطے سے مجھ تک پہنچی ہے اور پھر اس کے بعد حدیث کا متن تحریر کر دے اور پھر یہ لکھے کہ جب تمہیں میرا یہ خط موصول ہو اور تمہیں اس کا مفہوم سمجھ آ جائے تو تم اسے میرے حوالے سے روایت کر سکتے ہو۔ یہ ایسی صورت ہے جس میں غیر موجود شخص کی روایت کو موجود شخص کی روایت کی طرح نقل کیا گیا ہے۔

اسی طرح کی ایک صورت یہ ہے کہ استاد شاگرد کے پاس اپنا کوئی فرستادہ بھیج دے۔ یعنی استاد اپنے فرستادہ کو یہ کہے کہ تم فلاں شخص تک میری طرف سے یہ حدیث پہنچا دو جسے میں نے فلاں راوی سے روایت کیا ہے ان سے کہہ دینا کہ جب میرا یہ نمائندہ تم تک پہنچے اور تمہیں یہ حدیث سنا دے تو پھر تم میرے حوالے سے یہ حدیث روایت کر سکتے ہو۔

خط اور فرستادہ کے ذریعے ملنے والی حدیث اس وقت حجت ہو گی۔ جب ان دونوں کے سچ ہونے کی گواہی دستیاب ہو جائے جس کے تفصیلی احکام فقہ کی کتابوں میں گواہی سے متعلق ابواب میں مذکور ہیں۔

مختصر یہ کہ سماع حدیث میں عزیمت کی یہ چار صورتیں ہیں جن میں سے پہلی دو بقیہ دو کے مقابلے میں زیادہ کامل ہیں۔

سماع حدیث میں رخصت:

یہ سماع کی ایسی صورت ہے جس میں حدیث سننے اور سنانے کا پہلو نہیں پایا جاتا یعنی اس میں غائبانہ یا بالمشافہ طور پر مکالے کی صورت نہیں سماع حدیث میں رخصت کی مثال ''اجازت'' ہے یعنی کوئی استاد اپنے شاگرد سے یہ کہے کہ میں تمہیں اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ تم میری فلاں کتاب کو میرے حوالے سے روایت کر سکتے ہو یہ وہ فلاں کتاب ہے جسے میں نے فلاں فلاں کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

سماع حدیث میں رخصت کی دوسری مثال ''مناولت'' ہے یعنی استاد شاگرد کو دستی طور پر اپنے تحریری نوٹس دیتے ہوئے کہے کہ میں نے ان روایات کو اپنے فلاں استاد سے سنا ہے اب میں تمہیں اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ تم انہیں میرے حوالے سے آگے روایت کر سکتے ہو۔

''مناولت'' ''شیخ کی اجازت'' کے بغیر درست نہیں ہوتی ہے البتہ ''اجازت'' ''مناولت کے بغیر ممکن ہے۔

جس شخص کو اجازت دی گئی ہے اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اجازت کے حصول سے پہلے متعلقہ کتاب کا علم رکھتا ہو اگر ایسا ہو گا تو اجازت درست ہو گی ورنہ نہیں یعنی ہم کسی شخص کو حدیث کی کتاب ''مشکوۃ المصابیح'' روایت کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو اس شخص کیلئے ضروری ہے کہ اس نے ذاتی مطالعہ اور شروح کی مدد سے اس کتاب کا پہلے سے مطالعہ کیا ہو لیکن اس کے پاس ایسی کوئی سند نہ ہو جو اس کے اور کتاب کے مصنف کے درمیان واسطہ بن سکے جب ہم اسے اجازت دیں گے تو یہ اجازت درست ہو گی۔ اگر ایسا نہ ہو یعنی ہم یہ فرض کریں کہ وہ ہمارے اجازت دینے کے بعد اس کتاب کا مطالعہ کر کے لوگوں کو اس کی تعلیم دے گا جیسا کہ ہمارے زمانے میں اکثر ایسا ہوتا ہے تو یہ اجازت اصطلاحی طور پر حجت نہیں ہو گی بلکہ اس کی حیثیت صرف ایک خبر کی ہو گی۔

تیسری بحث: اس کا تعلق حدیث کو یاد رکھنے کے ساتھ ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں: رخصت اور عزیمت

حفظ حدیث میں عزیمت:

اس سے مراد یہ ہے کہ راوی کسی حدیث کو سننے سے لے کر اسے دوسروں کے سامنے بیان کرنے تک مکمل طور پر یاد رکھے اور اس بارے میں کسی تحریر پر انحصار نہ کرے یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے احادیث کا کوئی مجموعہ مرتب کر کے لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا کیونکہ روایت حدیث میں محض تحریر پر اعتماد کرنا کافی نہیں ہے۔ لیکن طعنہ زنی کرنے والے متعصب مخالفین نے آپ کی اسی خوبی کو خامی

وکیل کا بیان انہیں بھیجنے والے کے بیان کی مانند ہوتا ہے۔

چوتھی تقسیم: اس کا تعلق نفس خبر کے ساتھ ہے اور یہ صرف خبر واحد کے بارے میں ہے خواہ اس کا تعلق نبی اکرم ﷺ کی ذات کے ساتھ ہو یا نہ ہو اس کی چار قسمیں ہیں۔

(i) ایسی خبر جس میں کسی چیز کے بارے میں دی گئی اطلاع سچی ہو جیسے نبی اکرم ﷺ کا کسی بات کی خبر دینا اس کی وجہ یہ ہے کہ قطعی دلائل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات جھوٹ بلکہ ہر طرح کے گناہ کے ارتکاب سے معصوم ہے۔

(ii) ایسی خبر جس میں دی گئی اطلاع جھوٹی ہو جیسے فرعون کا رب ہونے کا دعویٰ کرنا کیونکہ یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ کوئی بھی حادث اور فانی مخلوق معبود نہیں ہو سکتی ہے۔

(iii) ایسی اطلاع جس کے سچ یا جھوٹ ہونے کا امکان برابر ہو جیسے کسی فاسق کی دی ہوئی اطلاع کیونکہ اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے اس بات کا احتمال موجود ہوگا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے لیکن اس کا فسق اس احتمال کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے ایسی اطلاع کے بارے میں توقف واجب ہے۔

(iv) ایسی خبر جس میں دونوں احتمالات میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جا سکے جیسے کسی ایسے راوی کی روایت جس میں تمام ضروری شرائط موجود ہوں۔

اسی آخری قسم پر یہاں بحث کی جائے گی یہ بحث تین اعتبارات سے ہوگی ایک یہ کہ راوی نے وہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہے یا نہیں؟ دوسرا یہ کہ حدیث کو سننے کے بعد اسے اول تا آخر محفوظ بھی رکھا ہے یا نہیں؟ اور تیسرا یہ کہ راوی نے اس حدیث کو دوسروں تک کس طرح نقل کیا ہے؟ ان تمام اعتبارات میں عزیمت اور رخصت دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔

سماع حدیث:

اس کی دو صورتیں ہوں گی عزیمت اور رخصت

سماع حدیث میں عزیمت:

سماع حدیث میں عزیمت یہ ہے کہ کوئی بھی ایسی ظاہری صورت موجود ہو جس میں شاگرد نے استاد کو کوئی حدیث سنائی ہو اس کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ شاگرد استاد کو کوئی حدیث سنائے یعنی کتاب کو دیکھ کر یا اپنی یادداشت کے ذریعے کوئی حدیث سنا کر پوچھے کیا یہ حدیث اسی طرح ہے؟ جیسے میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے؟ تو استاد کہے جی ہاں! یہ زیادہ محتاط طریقہ ہے کیونکہ جب کوئی شاگرد بذات خود پڑھ کر سنائے گا تو وہ حدیث کے متن کو زیادہ احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھے گا کیونکہ وہ یہ عمل اپنے لیے کر رہا ہے اس کے برعکس جب استاد حدیث پڑھ کر سناتا ہے تو اس کا یہ علم طالب علم کیلئے ہوتا ہے۔

سماع حدیث میں عزیمت کی ایک صورت یہ ہے کہ استاد تحریر سے یا اپنی یادداشت سے کوئی حدیث شاگرد کو پڑھ کر سنائے اور شاگرد اسے سنے بعض علماء فرماتے ہیں کہ علم حدیث کی تعلیم کیلئے یہ طریقہ سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ امت کے لئے معلم کی حیثیت رکھتے تھے۔ نیز آپ ﷺ کی ذات خطا اور نسیان سے پاک تھی لیکن ہمیں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔

سماع حدیث میں عزیمت کی ایک صورت یہ ہے کہ استاد معروف طریقے کے مطابق خط کی شکل میں کوئی حدیث تحریر کر کے شاگرد کو

کے علاوہ کوئی اور معنوی طور پر نقل نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حدیث کی حقیقی مراد سے واقف ہوتا ہے اس لیے اس کی معنوی نقل میں کسی خلل کا احتمال باقی نہیں رہتا اس کی مثال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔(1) اس حدیث میں ظاہری الفاظ میں عورت بھی شامل ہوگی جس کے نتیجے میں اس حکم میں خلل آ جاتا۔

نبی اکرم ﷺ کے جو فرامین جوامع الکلم کی حیثیت رکھتے ہیں یا ان کے الفاظ مشکل یا مشترک یا مجمل ہیں۔ انہیں معنوی طور پر نقل کرنا کسی کیلئے بھی جائز نہیں ہے خواہ وہ کوئی مجتہد ہو یا عام شخص ہو جوامع الکلم ایسے فرامین کو کہا جاتا ہے جن میں مختصر الفاظ میں معانی کا جہان آباد ہوتا ہے۔ انہیں معنوی طور پر نقل کرنا اس لیے درست نہیں ہے کیونکہ کوئی دوسرا شخص ان کی معنوی وسعت کو صحیح طور پر نقل نہیں کر سکے گا کیونکہ یہ جامعیت نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ مشکل اور مشترک کو معنوی طور پر نقل کرنے والا اپنی مخصوص تاویل سے ہی اسے نقل کرے گا اور یہ تاویل دوسرے کیلئے حجت نہیں ہو سکتی جبکہ مجمل کو معنوی طور پر نقل کرنا اس لیے درست نہیں ہے کیونکہ مجمل بیان کرنے والا جب تک خود وضاحت نہ کرے اس وقت تک اس کے معنی سے واقفیت حاصل نہیں کی جا سکتی۔

روایت پر طعن کے اسباب:

یہاں اس موضوع پر بحث کی جائے گی کہ راوی یا کسی اور حوالے سے کسی حدیث پر کیا طعن ہو سکتا ہے۔ طعن کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(i) راوی نے جس استاد کے حوالے سے روایت نقل کی ہو۔ اگر وہ استاد ہی اس روایت کا واضح انکار کر دے کہ یہ روایت تم نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا ہے یا میں نے تمہیں یہ حدیث نہیں سنائی تو ایسی روایت پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن اگر راوی کے استاد نے مشکوک انکار کیا یعنی یہ کہا مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے تمہیں یہ حدیث سنائی تھی یا میں اس حدیث کو نہیں جانتا تو ایسی روایت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام کرخی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایسی روایت پر عمل ساقط ہو جائے گا جبکہ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک ساقط نہیں ہوگا۔

(ii) روایت پر طعن کی دوسری صورت یہ ہے کہ راوی کا اپنا عمل اس روایت کے خلاف ہو۔ اگر راوی کا یہ خلاف یقینی طور پر ہو تو اس روایت پر عمل کرنا ساقط ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ راوی نے خود اس حدیث پر اس لیے عمل نہیں کیا ہوگا کہ اس کے نزدیک وہ حدیث منسوخ یا موضوع ہوگی اور ایسی حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور اگر راوی نے اپنی ذاتی غفلت یا روایت سے عدم لگاؤ کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا تو اس طرح راوی کی عدالت ساقط ہو جائے گی (اور اس کی روایت غیر مستند قرار پائے گی)۔

اس کی مثال یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیتی ہے۔ اس کا نکاح باطل قرار پائے گا لیکن سیدہ عائشہ نے خود اپنی بھتیجی کا نکاح اس کے ولی (اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر) کی اجازت کے بغیر کیا تھا۔

ہم نے یہاں یہ شرط پیش کی ہے کہ راوی نے یقینی طور پر اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کیا ہو۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کے الفاظ دو مختلف معانی کا احتمال رکھتے ہیں اور راوی (اپنی فہم کے مطابق) ان دونوں میں سے کسی ایک

---

1 اس روایت میں کئی اصولوں کا ذکر ہے جیسے "من" (جو) عام لفظ ہے۔ اب اس میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ اس سے مراد یہ ہے "مرد اور عورت دونوں" یا صرف مرد؟ مسلمان اور کافر دونوں؟ یا صرف مسلمان؟ اسی طرح دین سے مراد کیا ہے؟ اسلام اور کفر دونوں؟ یا صرف اسلام؟ یوں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ وگرنہ ظاہری الفاظ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین تبدیل کرنے والے ہر شخص کو تہ تیغ کر دیا جائے خواہ وہ کوئی سابقہ کافر ہو اور اس نے اسلام قبول کیا ہو۔ اسی ایک اصول اور مثال میں اہل فہم و بصیرت کیلئے بہت سے نکات پوشیدہ ہیں۔ جہانگیر حنفی عنہ

کے طور پر پیش کیا۔ انہوں   پ کے تقویٰ، ورع، علم اور ہدایت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

حفظ حدیث میں رخصت:

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی راوی روایت حدیث میں تحریری نوٹس پر اعتماد کرے یعنی جب وہ اس تحریر کو دیکھے تو اسے حدیث یاد آ جائے اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ استاد درس حدیث کے دوران کتاب کو دیکھ کر حدیث بیان کرے اس کیلئے ضروری یہ ہے کہ اگر تحریر کو دیکھنے کے بعد اسے سنی ہوئی روایت یاد آ جاتی ہے تو ایسی روایت حجت ہوگی ورنہ نہیں یہ امام ابوحنیفہ کا موقف ہے اس میں یہ فرق نہیں ہوگا کہ وہ نوٹس راوی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں یا کسی اور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں؟ صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک ایسی روایت درست ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک تحریر پر اعتماد کرنا اس وقت درست ہوگا جب وہ نوٹس اس کے اپنے پاس محفوظ ہوں یا ایسے شخص کے پاس محفوظ ہوں جس کے پاس اس راوی کی چیزیں امانت کے طور پر رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اگر وہ نوٹس کسی اور کے پاس ہوں تو پھر ان میں کسی تبدیلی کا امکان موجود ہے اس لیے انہیں روایت کرنا درست نہیں ہوگا۔ امام محمد سے ایک یہ روایت بھی منقول ہے کہ تحریر پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ وہ انسان کے اپنے قبضہ میں نہ ہو امام محمد نے لوگوں کی سہولت کے پیش نظر یہ موقف اختیار کیا ہے۔

اداء حدیث (نقل کرنا):

اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ عزیمت اور رخصت

اداء حدیث میں عزیمت

اس سے مراد یہ ہے کہ راوی روایت کو نقل کرتے وقت معنیٰ کے ساتھ روایت کے الفاظ بھی (من وعن) نقل کرے۔

اداء حدیث میں رخصت:

اس سے مراد یہ ہے کہ راوی کسی روایت کو نقل کرتے وقت (اصل الفاظ من وعن نقل کرنے کی بجائے) روایت کا مفہوم اپنے الفاظ میں نقل کر دے۔ اکثر محدثین کے نزدیک ایسا کرنا درست ہے کیونکہ صحابہ کرام کوئی حدیث نقل کرتے وقت یہی کیا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا، اس کی مانند فرمایا، اس طرح فرمایا۔

بعض علماء کے نزدیک روایت کو معنوی طور پر نقل کرنا درست نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ کو جامع ترین کلمات عطا کیے گئے ہیں اس لیے جو شخص آپ کے کسی فرمان کو معنوی طور پر نقل کرے گا وہ ان جامع کلمات میں کمی یا بیشی کرنے سے محفوظ نہیں رہ سکے گا (ملاجیون فرماتے ہیں)۔

اس بارے میں درست موقف وہی ہے جسے امام نسفی نے ذکر کیا ہے (جسے مختصر تشریح کے ہمراہ آئندہ سطور میں نقل کیا جا رہا ہے)

اگر نبی اکرم ﷺ کے فرمان کا جملہ محکم ہو یعنی اس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو تو ایسے کلام کو معنوی طور پر نقل کیا جا سکتا ہے لیکن وہ شخص کر سکتا ہے جو زبان کے اسلوب سے واقف ہو تا کہ معنوی نقل کے دوران وہ کوئی ایسی غلطی نہ کرے جس سے اصل فرمان کے مفہوم میں کوئی کمی یا بیشی ہو جائے۔

اگر نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے الفاظ ظاہر ہوں یعنی ان میں کسی دوسرے معنی کے مراد ہونے کا احتمال موجود ہو یعنی ایسا عام لفظ ہو جس میں "تخصیص" کا احتمال موجود ہو یا ایسا لفظ ہو جس میں حقیقت کی بجائے مجاز مراد لینے کا احتمال موجود ہو تو ایسی روایت وہ مجتہد فقیہ

صورتحال میں ایک شخص کو ایک سال کیلئے جلاوطن کر دیا وہ روم چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے اسلام کو خیر باد کہہ دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حلف اٹھایا کہ اب میں کسی کو بھی جلاوطنی کی سزا نہیں دوں گا۔ ظاہری بات ہے اگر جلاوطنی حد کی سزا کا حصہ ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی بھی اسے ترک کرنے کی قسم نہ اٹھاتے۔ لہٰذا یہ واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی سزائے جلاوطنی حد کی سزا کا حصہ نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق تعزیر کے ساتھ ہے کیونکہ حدود کے بارے میں منقول تمام تر احادیث ظاہر ہیں جن میں خفاء کا احتمال نہیں ہے اور بطور خاص خلفاء راشدین جنہوں نے حدود کو نافذ کیا ان کے طرز عمل سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔

اس صورت میں ہم نے یہ اصول ذکر کیا ہے کہ صحابہ کا عمل ایسی روایت کے خلاف ہو جو واضح ہو۔ اس میں کسی خفاء کا احتمال موجود نہ ہو۔ اس کے ذریعے ایسی صورتحال سے احتراز کیا گیا ہے جب کسی روایت کے الفاظ میں خفاء پایا جاتا ہو اور پھر صحابہ کرام کا عمل اس کے خلاف ہو کیونکہ اس صورت میں حدیث پر طعن نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جسے حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے جس کے مطابق اگر کوئی شخص نماز کے دوران قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تو اس کی نماز کے ساتھ اس کا وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے لیکن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل نہیں تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی صورتحال ہے جو شاذ و نادر ہی پیش آ سکتی ہے اسی لیے روایت کا مفہوم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر مخفی رہا۔

علم حدیث کے ماہرین اگر کسی راوی پر مبہم تنقید کرتے ہیں تو احناف کے نزدیک ایسا راوی مجروح قرار نہیں پائے گا یعنی کوئی محدث یہ کہہ دے کہ یہ حدیث مجروح ہے یا منکر ہے یا اسی طرح کا کوئی اور لفظ استعمال کرے تو ایسی روایت پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن اگر کسی راوی پر تفصیلی تنقید کی جائے اور اس تنقید پر تمام محدثین کا اتفاق ہو ایسا نہ ہو کہ بعض محدثین اسے مجروح قرار دیں اور بعض اس کی تعدیل کریں مزید برآں یہ کہ جرح کرنے والے وہ حضرات ہوں جو خیر خواہی کے جذبے کے تحت جرح کرنے میں مشہور ہوں۔ متعصب نہ ہوں کیونکہ تعصب رکھنے والے لوگ شرعی احکام میں بہت زیادہ خرابیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ کسی مکروہ چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں اور کسی مستحب کام کو فرض کا درجہ دے دیتے ہیں۔ ایسے شدت پسندوں کی جرح بذات خود مستند نہیں ہو گی۔

اسی لیے تدلیس کی وجہ سے کسی پر جرح نہیں کی جا سکتی۔ تدلیس کا لغوی معنی یہ ہے کہ قابل فروخت سامان میں موجود عیب کو خریدار سے چھپایا جائے اور محدثین کی اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی سند کی تفصیلات کو پوشیدہ رکھا جائے۔ تدلیس کی وجہ سے جرح اس لیے نہیں کی جا سکتی کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس میں ''ارسال'' سے مشابہت پائی جائے گی اور ''ارسال'' پر جرح نہیں کی جا سکتی تو جو چیز اس کی مشابہ ہو گی اس پر بدرجہ اولیٰ جرح نہیں کی جا سکتی۔

اسی کی ایک ذیلی صورت تلبیس ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ کا معروف نام نقل کرنے کے بجائے اس کی غیر معروف کنیت یا نسبت نقل کر دے تاکہ لوگ اس سے آگاہ نہ ہو سکیں اور راوی پر تنقید نہ کر سکیں جیسے سفیان ثوری کہا کرتے تھے۔ مجھے یہ حدیث ابوسعید نے سنائی ہے۔ ابوسعید خواجہ حسن بصری کی کنیت ہے اور مشہور متنازع راوی کلبی کی بھی یہی کنیت ہے (اب اگر کلبی کا نام ذکر کیا جاتا تو لوگ اعتراض کرتے اس لیے اس کی کنیت ذکر کر دی تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ شاید یہ روایت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول

معنی کو اختیار کر لیتا ہے (ایسی صورت میں مذکورہ اصول صادق نہیں آئے گا)

راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا:

اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس نے پہلے روایت نقل کی ہو اور بعد میں اس کے خلاف عمل کیا ہو۔ لیکن اگر راوی پہلے عمل کر لیتا ہے اور بعد میں اس کے خلاف روایت نقل کر دیتا ہے یا یہ نہیں پتہ چلتا کہ راوی نے پہلے روایت نقل کی تھی یا اس کے خلاف عمل پہلے کیا تھا؟ تو ایسی صورت میں کوئی اعتراض لازم نہیں آئے گا۔ پہلی صورت میں اس لیے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ راوی پہلے اسی بات کا قائل تھا جو اس کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے لیکن پھر جب حدیث سامنے آ گئی تو اس نے اپنا عمل ترک کر دیا ہو گا اور دوسری صورت میں اس لیے کیونکہ حدیث اپنی اصل کے اعتبار سے حجت کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے کسی مجہول واقعے (یعنی روایت اور عمل کی تقدیم و تاخیر) کی وجہ سے حدیث پر عمل ساقط نہیں ہو گا۔

(iii) راوی حدیث کا کوئی ایسا معنی متعین کر دے کہ حدیث کے الفاظ اس معنی کا احتمال رکھتے ہوں۔ یہ اس صورت میں ہو گا جب الفاظ مشترک ہوں۔ ایسی صورت میں اس روایت کی کسی دوسری تاویل پر عمل کرنا ممنوع نہیں ہو گا جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

"خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ علیحدہ نہ ہو جائیں"۔

اس حدیث میں علیحدگی سے مراد کیا ہے؟ زبانی لین دین ختم کر لینا یا جسمانی طور پر الگ ہو جانا؟ اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس علیحدگی سے مراد جسمانی علیحدگی ہے۔ امام شافعی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ ہمارے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ جب دونوں کے درمیان زبانی طور پر سودا طے ہو جائے تو اب فریقین کو (کسی دوسرے عذر کے بغیر) سودا ختم کرنے کا اختیار نہیں ہو گا اور ہمارا یہ مؤقف حدیث کے منافی نہیں ہے۔

(iv) اگر کوئی راوی کسی (قابل عمل) روایت پر خود عمل نہیں کرتا تو یہ بھی اسی طرح ہے۔ جیسے اس کا عمل اس روایت کے خلاف ہو۔ ایسی روایت بھی حجت نہیں بن سکتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ رکوع میں جاتے وقت رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کیا کرتے تھے جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد مجاہد کا یہ بیان مستند طور پر ثابت ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں دس سال تک حضرت ابن عمر کی خدمت میں رہا ہوں اور میں نے کبھی بھی پہلی تکبیر کے علاوہ کسی اور موقع پر انہیں رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ مجاہد کے اس بیان سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسے منسوخ سمجھتے تھے۔

(v) اگر کوئی حدیث واضح ہو اس میں کسی خفاء کا احتمال نہ ہو اور پھر مستند طور پر یہ بات ثابت ہو جائے کہ صحابہ کرام کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا تو یہ بات بھی اس روایت کے لئے طعن کا باعث ہو سکتی ہے۔ روایت پر طعن کی یہ دو قسم ہے جس کا سبب راوی نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ شخص زنا کا مرتکب ہو جائے تو اسے سو کوڑے لگانے کے بعد ایک سال کیلئے جلا وطن کر دیا جائے گا۔ امام شافعی اسی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایک سال کی جلا وطنی بھی حد کی سزا کا حصہ ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی

گا کیونکہ ان میں صرف ظاہری طور پر ایک دوسرے کی مخالفت ہوتی ہے ورنہ درحقیقت ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر وصف کے اعتبار سے ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح مشہور حدیث اور خبر واحد حدیث کے درمیان تعارض نہیں ہوتا۔ اسی طرح کتاب اللہ کے خاص حکم اور ایسے عام حکم جس میں سے بعض افراد کو خاص کر لیا گیا ہو درحقیقت تعارض ہوتا ہی نہیں ہے کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک قسم کو ذاتی اعتبار سے دوسری قسم پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

تعارض کیلئے یہ بات شرط ہے کہ دونوں متضاد دلائل سے دو متضاد احکام ثابت ہو رہے ہوں یعنی ایک دلیل کے ذریعے کسی چیز کی حلت ثابت ہو رہی ہو اور دوسری دلیل کے ذریعے اسی چیز کی حرمت ثابت ہو رہی ہو یہ شرط نہایت ضروری ہے البتہ یہاں اسے ضمنی طور پر الگ سے ذکر کیا گیا ہے۔

تعارض کیلئے یہ بات شرط ہے کہ مسئلے کا محل اور وقت ایک ہو لیکن دونوں دلائل کے ذریعے حکم متضاد ثابت ہوتا ہو جیسے جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ عورت اس کیلئے حلال ہو جاتی ہے اور اسی نکاح کی وجہ سے اس عورت کی ماں اس کیلئے حرام ہو جاتی ہے (اب نکاح ایک ہی ہے اور اس کے ذریعے ثابت ہونے والے حکم دو ہیں یعنی حلت اور حرمت ہے لیکن ان دونوں متضاد احکام کا محل مختلف ہے یعنی حلت کے حکم کا تعلق ایک عورت کے ساتھ ہے اور حرمت کے حکم کا تعلق دوسری عورت کے ساتھ ہے' یہ مثال محل کی تھی وقت کی مثال یہ ہے)۔

ابتداء اسلام میں شراب پینا جائز تھا بعد میں اسے حرام قرار دے دیا گیا (اب یہاں حلت اور حرمت دو متضاد حکم ہیں اور دونوں کا محل یعنی شراب نوشی ایک ہی ہے لیکن اس کے باوجود یہاں تعارض موجود نہیں ہوگا کیونکہ دونوں کا وقت ایک نہیں ہے)

اسی طرح اگر محل اور وقت ایک ہوں اور حکم ایک نہ ہو تو اسے تعارض نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات واضح ہے۔

بعض علماء نے یہاں اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ حکم کے ساتھ اس کی نسبت بھی یکساں ہونی چاہئے جیسے (نکاح کی وجہ سے) بیوی شوہر کے لئے حلال ہوتی ہے اور اس کے علاوہ دیگر تمام مردوں کیلئے حرام ہوتی ہے لیکن اس اختلاف کو تعارض نہیں کہا جا سکتا۔

اگر دو آیات کے درمیان بظاہر تعارض نظر آئے تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا کیونکہ تعارض کی وجہ سے دونوں آیات کا حکم ساقط ہو جائے گا اس لیے اسی دلیل کی طرف رجوع کرنا ہوگا جو آیات کے بعد سب سے زیادہ مستند ہو اور وہ سنت ہے ایسی صورت میں کسی تیسری آیت کی طرف رجوع نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کثرت کی وجہ سے ایک دلیل کو دوسری دلیل پر ترجیح دے رہے ہیں اور یہ درست نہیں ہے۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

''(نماز میں) تم سے قرآن کا جو حصہ پڑھا جا سکے پڑھ لے لو!'' (المزمل 20)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے

''جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو''۔ (الاعراف 204)

ہے۔)

"ارسال" کی وجہ سے راوی پر جرح نہیں کی جا سکتی۔ یہ رائے امام فخر الاسلام بزدوی کے موقف کے مطابق ہے۔ اس کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں۔

چوپائے پر سوار ہونا (یعنی امراء کی طرح ظاہری شان و شوکت اختیار کرنا) بھی طعن کا باعث نہیں ہو سکتا جیسا کہ بعض لوگ امام محمد بن حسن شیبانی پر اسی حوالے سے تنقید کرتے تھے۔

راوی کا خوش مزاج ہونا (یعنی مذاق کرنے کی عادت ہونا) بھی طعن کا باعث نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ بھی مذاق کیا کرتے تھے۔ تاہم آپ کا مذاق سچ ہوتا تھا۔ جیسے آپ نے ایک بوڑھی خاتون سے یہ فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ جب وہ روتی ہوئی واپس جانے لگی تو آپ نے صحابہ کو ہدایت کی کہ اس خاتون کو سمجھاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ بوڑھی عورتوں کو دوبارہ زندہ کرے گا تو اس وقت وہ نوجوان ہوں گی۔ (اور جوانی کی حالت میں جنت میں جائیں گی)۔

کم سنی بھی طعن کا باعث نہیں ہو سکتی۔ جیسے سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ اس نوجوان کو ہمارے مقابلے میں علم حدیث حاصل کیے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے لیکن یہ کیسا درست فتویٰ دیتا ہے؟ اسی طرح بہت سے صحابہ کرام ایسے ہیں جنہوں نے کم عمری میں احادیث سنی تھیں اور پھر انہیں آگے نقل کر دیا۔ تاہم کم سنی کیلئے یہ بات شرط ہے کہ راوی میں حدیث کو صحیح طور پر یاد رکھنے کی صلاحیت موجود ہو اور حدیث کو نقل کرتے وقت اس میں عدل کی صفت پائی جاتی ہو۔

اسی طرح راوی کا بکثرت احادیث نقل نہ کرنا بھی جرح کی دلیل نہیں بن سکتا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بکثرت احادیث روایت نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ علم حدیث میں واقفیت کے حوالے سے کوئی ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

فقہی مسائل میں بکثرت اشتغال بھی جرح کا باعث نہیں بن سکتا۔ جیسا کہ بعض محدثین نے اسی وجہ سے ہمارے (احناف کے) اکابرین پر تنقید کی ہے کیونکہ فقہی مسائل میں اشتغال ذہانت اور جودت طبع کا علامتی نشان ہے۔ (جہاں تک ہمارے اکابرین کا تعلق ہے تو وہ علم فقہ کی طرح علم حدیث میں بھی مہارت رکھتے تھے جیسا کہ) امام ابو یوسف کو بیس ہزار موضوع احادیث یاد تھیں اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انہیں صحیح احادیث کی کتنی تعداد یاد ہوگی؟

تعارض کی بحث:

بعض اوقات ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے سامنے موجود شرعی دلائل میں تعارض واقع ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دونوں متعارض دلائل میں سے کون سا حکم ناسخ ہے؟ اور کون سا منسوخ ہے؟ ورنہ شرعی دلائل میں کسی قسم کا تعارض نہیں پایا جا سکتا اور وہ بھی اللہ کے کلام میں کیونکہ کلام میں تعارض عیب ہے اور اللہ کی ذات اس سے پاک ہے۔

تعارض کی تعریف:

تعارض کا مطلب یہ ہے کہ دو دلیلیں (جو ایک دوسرے کی ضد ہوں) اس طرح سے ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں کہ ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح نہ دی جا سکے نہ ذات میں اور نہ ہی صفات میں ایسا ہو سکے۔

لہٰذا مفسر اور محکم کے درمیان تعارض نہیں پایا جائے گا اسی طرح عبارۃ النص اور اشارۃ النص کے درمیان بھی تعارض نہیں پایا جائے

وضو کرنے اور پانی کے استعمال کا حکم اپنی اصل پر باقی رہے گا۔

مذکورہ بالا مسئلے کا یہ حکم ہوگا کہ پانی کیونکہ اپنی اصل کے اعتبار سے پاک ہوتا ہے اس لیے گدھے کے جوٹھے پانی کو نجس قرار نہیں دیا جائے گا لہٰذا اس پانی کے ذریعے وضو کرنا واجب ہوگا۔ (جب کوئی اور پانی موجود نہ ہو) اور انسان کیونکہ اپنی اصل کے اعتبار سے بے وضو ہوتا ہے اس لیے ایسے پانی سے اس کا حدث زائل نہیں ہوگا اس لیے اسے اس وضو کے ہمراہ احتیاطاً تیمم بھی کرنا پڑے گا یہاں یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ پانی اپنی اصل کے اعتبار سے انسان کو پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے تیمم کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی صورت میں آدمی کے بجائے صرف پانی کے اصل حکم کا خیال رکھا گیا ہوگا۔ یہاں یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ جب کسی مسئلے کے بارے میں حلال اور حرام دونوں حال سے نجات حاصل کی جا سکے۔ ہم اس کا جواب یہ دیں گے یہ ترجیح احتیاط کے پیش نظر دی جاتی ہے اور ہم نے یہاں احتیاط کے پیش نظر پہلے ہی یہ فتویٰ دیا ہے کہ احتیاط کے پیش نظر اس پانی سے وضو بھی کر لیا جائے اور بعد میں تیمم بھی کر لیا جائے۔ گدھے کے جوٹھے پانی کو مشکوک اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی حلت یا حرمت کے بارے میں منقول دلائل میں تعارض پایا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کا حکم ہی پتہ نہیں ہے کیونکہ اس کا حکم موجود ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی دوسرا پانی موجود نہ ہو تو اسی پانی کے ذریعے وضو کرنا واجب ہے اور اس کے ساتھ تیمم بھی کیا جائے گا۔

قیاس میں تعارض:

اگر دو طرح کے قیاس کے درمیان تعارض آ جائے تو اس تعارض کی وجہ سے وہ دونوں ساقط نہیں ہوں گے کیونکہ قیاس کے بعد مزید کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ ہر چیز کو اس کی اصل پر باقی رکھا جائے جیسا کہ ضرورت کے پیش نظر گدھے کے جوٹھے کے حکم میں ایسا کیا گیا تھا لیکن یہ عمل ہمارے (فقہائے احناف کے) نزدیک حجت نہیں ہے اس لیے جب دو قیاسوں کے درمیان تعارض آ جائے تو مجتہد اپنے ذہن کے فیصلے کے مطابق ان دونوں میں سے کسی ایک پر عمل کر سکتا ہے یعنی مجتہد پہلے دونوں طرح کے قیاسوں میں غور و فکر کرے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور فراست کی مدد سے اس کا ذہن جس قیاس پر مطمئن ہوگا اس کے مطابق فیصلہ دیدیگا۔ امام شافعی کے نزدیک ایسی صورت میں دل کی گواہی شرط نہیں ہے یہی وجہ ہے اکثر مسائل میں ان کے مختلف فتاویٰ منقول ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے آئمہ میں سے کسی ایک امام کے کسی مسئلے کے بارے میں دو فتاویٰ موجود ہوں بھی تو ان کا تعلق دو الگ زمانوں سے ہوگا لیکن کیونکہ تاریخی طور پر یہ پتہ نہیں چل پاتا کہ دونوں میں پہلا فتویٰ کون سا ہے؟ تاکہ دوسرے پر عمل کیا جا سکے اسی لیے بعد میں آنیوالے فقہا دونوں میں سے کسی ایک قول پر فتویٰ دے دیتے ہیں۔ یہ تمام بحث حقیقی تعارض کے بارے میں تھی جس کا حکم یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں متعارض دلائل ساقط ہو جائیں گے۔ تعارض کی دوسری صورت ظاہری تعارض ہے جس کا حکم یہ ہے کہ اس میں ظاہری طور پر متعارض دلائل میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے اس کی ممکنہ صورتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) یہ تعارض دلیل کی حیثیت کے حوالے سے ہوگا یعنی وہ دونوں متعارض دلیلیں مساوی حیثیت کی مالک نہیں ہونگی جیسے ان میں سے کوئی ایک خبر مشہور ہو اور دوسری خبر واحد ہو یا ان میں سے کوئی ایک (اصول فقہ کی اصطلاح کے مطابق) ''نص'' ہو اور دوسری

پہلی آیت کے عمومی حکم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں مقتدی کیلئے بھی قرات کرنا فرض ہے جبکہ دوسری آیت کے خصوصی حکم سے اس کی نفی ہوتی ہے اور یہ دونوں آیات نماز ہی کے بارے میں ہیں اس لیے اس تعارض کی موجودگی میں حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا اور وہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

"جس شخص کے آگے امام کھڑا ہو تو امام کی قرات ہی اس کیلئے کافی ہوگی۔"

سنت میں تعارض:

اگر دو حدیثوں کے درمیان تعارض آ جائے تو صحابہ کرام کے اقوال یا قیاس کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ امام فخر الاسلام بزدوی نے یہی اصول بیان کیا ہے تاہم بعض علما اس بات کے قائل ہیں کہ صحابہ کرام کے اقوال کو قیاس پر ترجیح حاصل ہوگی۔ خواہ وہ قیاس کے مطابق ہوں یا نہ ہوں بعض علماء کے نزدیک مطلق طور پر قیاس کو ترجیح حاصل ہوگی بعض علماء نے یہ رائے پیش کی ہے کہ جن مسائل کا حل قیاس کے ذریعے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں صحابہ کرام کے اقوال کو مقدم رکھا جائے گا اور جن مسائل کو قیاس کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے ان میں قیاس کو مقدم رکھا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ بعض احادیث میں یہ بات منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف میں دو رکعت ادا کی تھیں جن میں سے ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کیا اور دو مرتبہ سجدہ کیا جبکہ سیدہ عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف میں چار رکعات ادا کی تھیں اور ان میں سے ہر ایک رکعت میں چار مرتبہ رکوع کیا تھا اور چار مرتبہ سجدہ کیا تھا (یہ دونوں روایات متعارض ہیں) اس لیے قیاس کی طرف رجوع کیا جائیگا اور نماز کسوف کو بھی دیگر نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے (اس روایت کو ترجیح دی جائیگی جس میں ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کا ذکر ہے)

اگر صحابہ کرام کے اقوال اور قیاس کی طرف رجوع کرنے کے بعد بھی مسئلے کا حل سامنے نہ آ سکے تو ہر ایک صورت کو اس کی اصل کے مطابق لیا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ گدھا اگر پانی میں منہ ڈال دے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ اس بارے میں احادیث مختلف ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا تھا جبکہ غالب بن ابجر روایت کرتے ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی گدھوں کے علاوہ میرا تمام مال ضائع ہو چکا ہے تو آپ نے فرمایا تمہارے مال میں سے جو بھی جانور موٹا تازہ ہو تم اس کا گوشت کھا سکتے ہو تو جب اس کے گوشت کے بارے میں تعارض واقع ہو گیا تو اس کے جوٹھے کا بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ منہ کا لعاب گوشت سے پیدا ہوتا ہے ایک حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے گدھے کے جوٹھے پانی کا حکم دریافت کیا گیا کہ اس کے ذریعے وضو کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں! یہ روایت حضرت جابر ؓ نے نقل کی ہے جبکہ حضرت انس ؓ نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے پالتو گدھوں کو ناپاک قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا جوٹھا بھی ناپاک ہوگا گدھے کے جوٹھے پانی کا حکم قیاس کے ذریعے بھی واضح نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسے پسینے پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اس کو دودھ پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس کو کتے کے جوٹھے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ کتے کا جوٹھا ناپاک ہوتا ہے اور (سابقہ زمانوں میں) انسان کو کتے سے زیادہ گدھے کی ضرورت ہوتی تھی اس طرح گدھے کے جوٹھے کو بلی کے جوٹھے پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بلی کا جوٹھا پاک ہوتا ہے اور گدھے کی بہ نسبت گھر میں بلی کی آمد و رفت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا جب یہ تمام دلائل باہمی طور پر متعارض ہو گئے تو اب

یہ ہوگا کہ دونوں صورتوں میں غسل ہی کی تاکید ہوگی اس لیے اب اس تعارض کوختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ "شد" والی قرأت غسل کے وجوب کے بجائے اس کے استحباب پر دلالت کرتی ہے۔

(iv) ظاہری تعارض کوختم کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ دونوں دلائل میں سے ہرایک کو صریح طور پر مختلف زمانوں پر محمول کیا جائے۔ یہ اس وقت ہوگا جب یہ پتہ نہ ہو کہ دونوں دلائل میں سے کون سا حکم پہلے موجود تھا؟ کیونکہ اگر یہ پتہ چل جائے تو پھر پہلے حکم کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ ماننا ضروری ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بعد میں نازل ہوا۔

''حاملہ عورتوں کی عدت (کا اختتامی وقت) وضع حمل ہے''۔ (طلاق 4)

جب کہ یہ فرمان پہلے نازل ہوا تھا۔

''جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس دن تک عدت بسر کرے''۔ (البقرہ 234)

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی خواہ وہ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو لیکن پہلی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاملہ عورت کی عدت کا اختتامی وقت بچے کی پیدائش ہوگا خواہ وہ عورت طلاق یافتہ ہو یا بیوہ ہو لہٰذا ان دونوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے لہٰذا اجتماعی صورت میں دونوں آیات کے درمیان تعارض آ جائے گا یعنی حاملہ بیوہ کی عدت کیا ہوگی؟ ایسی صورت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ ہے کہ احتیاط کے پیش نظر عورت وہ عدت بسر کرے گی جو دونوں میں سے زیادہ طویل ہو یعنی اگر بچے کی پیدائش نزدیک ہو تو عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی اور اگر بچے کی پیدائش دور ہو تو اس کی پیدائش تک عدت بسر کرے گی۔ یہ اس وقت ہوگا جب یہ پتہ نہ چل سکے کہ دونوں میں سے کون سی آیت پہلے نازل ہوئی تھی لیکن اسی صورتحال کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا فتویٰ یہ ہے کہ ایسی عورت کی عدت بچے کی پیدائش کے ساتھ ختم ہوگی وہ یہ کہا کرتے تھے کہ میں اس بارے میں مباہلہ کرنے کیلئے تیار ہوں کہ سورہ طلاق کی آیت (جس میں حاملہ کی عدت بچے کی پیدائش ہونے کا ذکر ہے) سورہ بقرہ کی آیت (جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہونے کا ذکر ہے) کے بعد نازل ہوئی تھی۔

لہٰذا جب یہ واضح ہو گیا کہ کون سی آیت بعد میں نازل ہوئی تھی تو اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ بعد میں نازل ہونے والی آیت نے پہلے نازل ہونے والی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ اسی لیے ایسی صورت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ اگر مرحوم شوہر کی میت غسل کے تختے پر پڑی ہوئی ہو اور اسی دوران اس کی حاملہ بیوہ کے ہاں بچے کی پیدائش ہو جائے تو اسی وقت اس بیوہ کی عدت ختم ہو جائے گی اور اب اگر وہ چاہے تو دوسرے شخص سے نکاح کر سکے گی۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

(v) ظاہری تعارض کوختم کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ دونوں دلائل کو دلالت کے اعتبار سے مختلف زمانوں پر محمول کیا جائے جیسے ایک ہی چیز کے بارے میں دو مختلف دلائل سامنے آ جائیں جن میں سے ایک کے ذریعے اس کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہو اور دوسری دلیل کے ذریعے مباح نہ ہونا ثابت ہوتا ہو تو مباح نہ ہونے والی دلیل کو دلالت کے اعتبار سے موخر قرار دیا جائے گا۔

''ظاہر'' ہو تو ایسی صورت میں اعلیٰ کو ادنیٰ پر ترجیح دی جائے گی۔

(ii) ظاہری تعارض کا تعلق حکم کے اعتبار سے ہو گا یعنی ایک حکم کا تعلق دنیا سے ہو گا اور دوسرے کا تعلق آخرت سے ہو گا جیسے سورہ بقرہ اور سورہ مائدہ میں قسم اٹھانے سے متعلق آیات موجود ہیں۔

سورہ بقرہ 225 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

''اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں کا مواخذہ نہیں کرے گا بلکہ وہ تمہارے دل میں موجود نیت کا مواخذہ کرے گا''۔

اس آیت میں موجود حکم میں غموس اور منعقدہ دونوں نوعیت کی اقسام شامل ہیں۔ لہٰذا اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ یمین غموس میں بھی مواخذہ ہو گا جبکہ دوسری طرف سورہ المائدہ 89 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ انہی قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ کرے گا جنہیں تم نے مضبوط کیا ہے (یعنی صرف یمین منعقدہ پر مواخذہ ہو گا'')

لہٰذا اس آیت کے تحت یمین غموس لغو اقسام میں داخل ہو گی جس کا مطلب یہ ہوا کہ یمین غموس پر مواخذہ نہیں ہو گا۔

جب یہ دونوں آیتیں یمین غموس کے بارے میں تعارض کا شکار ہو گئیں تو جہاں یمین غموس پر مواخذہ ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد اخروی مواخذہ یعنی گناہ ہو گا اور جہاں یمین غموس پر مواخذہ نہ ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد دنیاوی مواخذہ یعنی قسم توڑنے کا کفارہ نہ ہونا ہے۔ ہم اس موضوع پر پہلے ہی تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔

(iii) ظاہری تعارض کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا تعلق مخصوص حالت سے ہو یعنی دونوں متعارض دلائل میں سے ایک کو ایک حالت پر محمول کیا جائے اور دوسرے کو دوسری حالت پر محمول کیا جائے جیسے ارشاد باری تعالیٰ حتی ''یطھرن'' میں ''ط'' پر ''شد'' بھی پڑھی گئی ہے اور اس حرف کو ''شد'' کے بغیر بھی پڑھا گیا ہے۔ آیت یہ ہے۔

''(حائضہ بیویوں کے ساتھ) اس وقت تک صحبت نہ کرو جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں''۔ (البقرہ، 222)

اس آیت میں اگر حرف ''ط'' پر ''شد'' نہ پڑھی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جب ان کے خون کی آمد منقطع ہو جائے تو خواہ انہوں نے غسل کیا ہو یا نہ کیا ہو ان سے صحبت کرنا جائز ہے اگر ''ط'' پر ''شد'' پڑھی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جب تک وہ غسل نہ کر لیں تو ان کے ساتھ صحبت کرنا جائز نہیں ہو گا۔ قرات کے اس اختلاف کی وجہ سے آیت کے حکم میں تعارض آ گیا ہے اور یہ دو متعارض آیات کی مانند ہو گئی ہے اس لیے ان دونوں قراتوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی یعنی جس قرات میں ''شد'' نہیں پڑھی گئی اس سے مراد وہ صورت ہو گی جب خون کی آمد دس دن گزر جانے کے بعد منقطع ہوئی ہو کیونکہ مزید حیض کی آمد کا امکان باقی نہیں ہے لہٰذا ایسی صورت میں محض خون کی آمد منقطع ہو جانے سے ہی صحبت کرنا درست ہو گا جبکہ ''شد'' والی قرات کو ایسی صورتحال پر محمول کیا جائیگا۔ جب دس دن پورے ہونے سے پہلے خون کی آمد منقطع ہو جائے تو ایسی صورت میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ شاید یہ دوبارہ خون آ جائے اس لیے خون کے انقطاع کو یقینی سمجھنے کیلئے ضروری ہو گا کہ عورت غسل کرے یا پھر خون کے انقطاع کے بعد ایک نماز کا وقت گزر جائے تاکہ معنوی طور پر عورت کی طہارت کا حکم جاری ہو جائے۔

لیکن اس جواب پر یہ اعتراض وارد ہو گا کہ اس آیت کے اگلے حصے میں لفظ تطھرن ''شد'' کے ساتھ منقول ہے، جس کا لازمی مطلب

بَابُ الْوَحْيِ

وحی کا بیان

❀—❀❀—❀

باب ۱: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ﴾

نبی اکرم ﷺ پر وحی کے نزول کا آغاز کیسے ہوا؟ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی تشریح) ''(اے رسول!) ہم نے تمہاری طرف وحی نازل کی (اسی طرح) جیسے تم سے پہلے نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کی طرف نازل کی تھی۔''

•••——•••——•••

1- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

علقمہ بن وقاص لیثی فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب ﷛ کو برسر منبر یہ بیان کرتے ہوئے سنا (حضرت عمر ﷛ فرماتے ہیں) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے'' اعمال (کی صحت/ اجر وثواب) کا دارو مدار نیت پر ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (کی رضا کے حصول) کے لیے ہجرت کرے گا۔ تو (اجر وثواب کے اعتبار سے) اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے (ہی شمار) ہوگی اور جس شخص نے (کسی) دنیاوی مقصد کے حصول یا کسی عورت سے نکاح کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوئی جس طرف اس نے ہجرت کی تھی۔ (یعنی جو اس نے نیت کی تھی اس کے مطابق اس کو بدلہ ملے گا۔)''

•••——•••——•••

سند پر تبصرہ: اس کی سند مرفوع متصل ہے۔ اس میں دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسے ایک تابعی محمد بن ابراہیم تیمی نے دوسرے تابعی علقمہ بن وقاص لیثی سے روایت کیا ہے۔ اس روایت کے ابتدائی دو راوی مکی ہیں اور باقی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث قولی ہے' کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان منقول ہے۔

مضامین حدیث: نیت کی اہمیت کا بیان

عصریات: علامہ اقبالؒ نے کہا تھا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ۔۔۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

زندگی عمل سے عبارت ہے اور عمل ہی زندگی ہے۔ عصر حاضر میں اس حدیث کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ زندگی کے

اس دلالت کی صورت یہ ہوگی کہ ہر شے اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہوتی ہے اس لیے جب ہم حرام قرار دینے والی دلیل کو
اختیار کریں گے تو اباحت ثابت کرنے والی دلیل اس اصول سے مل جائے گی کہ ہر شے اصل میں مباح ہوتی ہے لہٰذا حرمت ثابت کرنے
والی دلیل کے ذریعے ان دونوں طریقوں سے ثابت ہونے والی اباحت کو منسوخ قرار دیا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر ہم اباحت ثابت
کرنے والی دلیل کو موخر قرار دیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ حرمت ثابت کرنے والی دلیل کے ذریعے پہلے شے کی اصل اباحت کو منسوخ
قرار دیا جائے گا اور پھر اباحت ثابت کرنے والی دلیل کے ذریعے حرمت ثابت کرنے والی دلیل کو منسوخ قرار دیا جائے گا یوں ایک ہی
مسئلے میں نسخ میں تکرار آ جائے گی جو عقل کے خلاف ہے۔

یہ بہت بڑا بنیادی اصول ہے جس کے ذریعے بہت سی جزئیات کا حل پیش کیا جا سکتا ہے لیکن یہ ان حضرات کے موقف کے مطابق
ہوگا جو اس بات کے قائل ہیں کہ ہر شے میں اصل اباحت ہوتی ہے البتہ بعض علماء کے نزدیک ہر شے میں اصل حرمت ہوتی ہے بعض علماء
اس نظریے کے قائل ہیں کہ شے کے اصل حکم کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے گی۔ یہاں تک اس کے حرام اور حلال ہونے کی
دلیل سامنے آ جائے ہم نے اپنی کتاب "تفسیرات احمدیہ" میں اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

اس کی اقسام کا ذکر کیا ہے جبکہ روایت کا دوسرا حصہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان پر مشتمل ہے جس میں آپ نے نبی اکرم ﷺ پر وحی کے نزول کی کیفیت کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے۔

مضامین حدیث: اس میں وحی کے نزول کی مختلف کیفیات کا ذکر ہے۔ اور اس کے نزول کے وقت نبی اکرم ﷺ کو جس شدید صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس کا ذکر ہے۔

استنباط احکام ومسائل: اس روایت میں فرشتوں کے وجود کا اثبات ہے جس کے ذریعے بعض فلاسفہ اور ملحدین کے نظریے کی تردید ہو جاتی ہے۔ اس روایت کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض اوقات کوئی ایک شخص سوال کرتا اور پھر کوئی دوسرا اس سوال کے جواب کو محسوس کر کے اسے دوسروں تک منتقل کر دیتا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرشتہ انسانی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ قرآن کے الفاظ کے باطنی اثرات کس قدر عظمت اور شدت کے حامل ہیں۔ اور اس کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی قوت اور طاقت بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

توجہ طلب: نبی اکرم ﷺ نے اُمت تک قرآن مجید اور دینی تعلیمات کی تبلیغ کے لیے کس قدر مشقت برداشت کی ہے؟ ایک طرف آپ نے کفار و مشرکین کی ظاہری ایذا رسانی کو برداشت کیا اور دوسری طرف نزول وحی کی شدت کا سامنا کیا۔ کیا ہم نے کبھی نبی اکرم ﷺ کی اس عنایت وشفقت کے بارے میں سوچا ہے؟ اور پھر احسان مندی کے جذبات کے تحت آپ کی خدمت میں ہدیہ درود وسلام پیش کیا ہے؟

3- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ

معاملات بے حد متنوع اور کثیر الجہات ہیں اس لیے ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ کوئی بھی عمل کرتے وقت نیت کی اصلاح کر لیں جیسے لوگ ظاہری خوشحالی اور دنیاوی ناز و نعمت کے حصول کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک ہجرت کرتے ہیں لیکن ان کا مطمع نظر صرف دنیا ہوتی ہے۔

توجہ طلب: کیا ہم اپنے معاملات انجام دیتے وقت اپنی نیت کا خیال رکھتے ہیں؟ مرحومین کو ایصال ثواب کرتے وقت محفل نعت منعقد کرتے وقت علماء و صلحاء کی میزبانی کے وقت غرضیکہ کوئی بھی نیکی سرانجام دیتے وقت ہماری نیت کیا ہوتی ہے؟ اللہ کی رضا کا حصول؟ یا سستی شہرت اور ظاہری نیک نامی کا حصول؟

2- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَاَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں ایک مرتبہ حارث بن ہشام نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر وحی (کے نزول) کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کبھی گھنٹی کی آواز کی طرح (وحی نازل) ہوتی ہے اور یہ وحی کی سب سے زیادہ سخت قسم ہے جب وہ آواز بند ہوتی ہے تو جو اس (فرشتے نے) کہا ہوتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ کبھی فرشتہ انسانی شکل میں آ کے مجھ سے گفتگو کرتا ہے اور میں اس کے بیان کردہ (الفاظ) یاد کر لیتا ہوں۔'' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: ''میں نے سخت سردی کے موسم میں دیکھا ہے کہ جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت ختم ہوتی تھی تو آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے ہوتے تھے''۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے ایک صحابیہ سیدہ عائشہ صدیقہ نے دوسرے صحابی حضرت حارث بن ہشام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں اگر اس موقع پر سیدہ عائشہ موجود تھیں تو اس روایت کا حکم حدیث متصل کا ہوگا۔ اور اگر حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے انہیں اس واقعہ کے بارے میں بتایا ہے تو یہ صحابی کی ''مرسل'' شمار ہوگی۔ تاہم صحابہ کرام کی مراسیل مسانید کا درجہ رکھتی ہیں۔[1]

اس روایت کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اسے ایک تابعی ہشام بن عروہ نے دوسرے تابعی عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ ہشام عروہ کے صاحبزادے ہیں اور عروہ سیدہ عائشہ کے سگے بھانجے ہیں۔ امام بخاری کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے جملہ راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: اس حدیث کے دو حصے ہیں ایک نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے جس میں آپ نے بذات خود وحی کے نزول کی کیفیت اور

[1] عینی، بدر الدین محمود، عمدۃ القاری ۱/ 77

مجبور کردے گی"۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: "کیا یہ لوگ مجھے (مکہ سے) نکلنے پر مجبور کردیں گے"۔ ورقہ نے کہا: "جی ہاں! آپ کی طرح جب بھی کوئی بھی نبی (اللہ کا پیغام لے کر اپنی قوم کے پاس) آیا تو ہمیشہ اس کی مخالفت کی گئی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا (جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کردے گی) تو آپ (ﷺ) کی بھرپور مدد کروں گا"۔ (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس واقعہ کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ (ایک اور روایت کے مطابق) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ وحی کے نزول کے انقطاع کا ذکر کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "ایک دن میں کہیں جا رہا تھا کہ اسی دوران آسمان کی طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ میں نے نظر اٹھا کے دیکھا تو جو فرشتہ غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا' وہی فرشتہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ میں اسے دیکھ کر مرعوب ہوا اور (وہیں سے) گھر واپس آ گیا۔ (گھر واپس آ کر میں نے خدیجہ سے کہا) مجھے کچھ اوڑھنے کے لیے دو' مجھے کچھ اوڑھنے کے لیے دو' (خدیجہ نے مجھے چادر اوڑھنے کے لیے دی جو میں نے اوڑھ لی) اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورۃ المدثر کی یہ آیات مبارکہ بطور) وحی نازل فرمائیں۔ "اے چادر اوڑھنے والے! اٹھو اور (لوگوں کو اپنے پروردگار کے عذاب سے) ڈراؤ' اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو' اپنا لباس پاک و صاف رکھو اور بتوں سے دور رہو"۔ اس کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ شروع ہوگیا"۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس کی سند مرفوع متصل ہے۔ جسے ایک تابعی محمد بن مسلم نے دوسرے تابعی عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ جنہوں نے اپنی خالہ سیدہ عائشہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں یہ روایت مراسیل صحابہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ سیدہ عائشہ نزول وحی کے آغاز کے موقع پر موجود نہیں تھیں اس لئے انہوں نے یہ بات یا تو نبی اکرم ﷺ سے سنی ہوگی یا پھر کسی اور صحابی سے اس بارے میں سنا ہوگا۔ علامہ عینی' علامہ طیبی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ روایت کے الفاظ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ نے یہ روایت بذات خود نبی اکرم ﷺ سے سنی ہوگی [1]

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت دو حصوں پر مشتمل ہے۔ روایت کا ابتدائی حصہ سیدہ عائشہ سے منقول ہے اور آخری حصہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ سیدہ عائشہ سے منقول روایت کا حصہ بھی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کے آغاز میں سیدہ عائشہ کا اپنا بیان موجود ہے اور اس کے بعد پہلی وحی کے نزول سے متعلق' نبی اکرم ﷺ کا اپنا بیان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے بیان میں سیدہ خدیجہ کے الفاظ اور ورقہ بن نوفل کا بیان بھی شامل ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے صرف نبی اکرم ﷺ کا بیان نقل کیا ہے۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونوں کی روایت ایک ساتھ نقل کردی ہے تاہم یہ بات پیش نظر رہے کہ یہ دونوں روایات الگ الگ واقعے سے متعلق ہیں۔

<u>مضامین حدیث</u>: نبی اکرم ﷺ کی شخصی خصوصیات' آپ کی عبادت کا طریقہ کار' پہلی وحی کا نزول' نزول وحی کا ردعمل' سیدہ خدیجہ کی معاملہ فہمی' ورقہ بن نوفل کا علم و فضل' عزم و ارادہ' وحی کے نزول کا منقطع ہو جانا' نزول وحی کا دوبارہ آغاز' سورہ العلق اور سورہ المدثر کا شان نزول اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی صورت کا بھی ذکر موجود ہے۔

---

[1] عینی' بدر الدین محمود' "عمدۃ القاری"' 1 / 77

قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ) إِلٰى قَوْلِهِ (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ وَأَبُو صَالِحٍ وَتَابَعَهُ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ بَوَادِرُهُ

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: وحی کے آغاز میں سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کو سچے خواب دکھائے گئے تھے۔ آپ ﷺ جو بھی بات خواب میں دیکھتے' وہ اگلے دن سامنے آجاتی۔ پھر آپ ﷺ کی طبیعت تنہائی کی طرف مائل کر دی گئی۔ آپ ﷺ گھر واپس آئے بغیر کئی' کئی دن تک غار حرا میں عبادت میں مشغول رہتے تھے اس دوران کھانے پینے کا سامان آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتا تھا پھر کئی دن بعد آپ ﷺ واپس سیدہ خدیجہ ؓ کے ہاں تشریف لاتے اور وہ مزید سامان تیار کر دیتی تھیں (یہی معمول جاری رہا) یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس حق (قرآن) آ گیا۔ آپ ﷺ غار حرا میں موجود تھے کہ فرشتہ آیا اور بولا "پڑھیے!" (نبی اکرم ﷺ) فرماتے ہیں' میں نے اس سے کہا' میں نہیں پڑھوں گا۔" (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اس نے مجھے پکڑ کے (گلے لگا کے) زور سے دبایا اور پھر چھوڑ کے بولا: "پڑھیے!" میں نے اس سے دوبارہ کہا "میں نہیں پڑھوں گا۔" اس فرشتے نے دوبارہ مجھے (گلے لگا کے) زور سے دبایا اور پھر چھوڑ کے بولا "پڑھیے!" میں نے پھر کہا" میں نہیں پڑھوں گا" اس نے تیسری مرتبہ پھر (مجھے گلے لگا کے) زور سے دبایا اور بولا: "پڑھیے! اپنے اس پروردگار کے نام (کی برکت) کے ساتھ جس نے پیدا کیا (وہ پروردگار) جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔" (ام المومنین فرماتی ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ (غار حرا سے) واپس روانہ ہوئے (تو وحی کے نزول کی شدت کی وجہ سے) آپ کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہو چکی تھی۔ جب آپ ﷺ سیدہ خدیجہ ؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا: "مجھے کچھ اوڑھنے کے لیے دو"' "مجھے کچھ اوڑھنے کے لئے دو"' پھر جب آپ کی طبیعت پُرسکون ہوئی تو آپ نے سیدہ خدیجہ ؓ کو سارا ماجرا سنایا' اور کہا: "مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے تو سیدہ خدیجہ ؓ نے کہا: "ہرگز نہیں' اللہ کی قسم' اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوائی کا شکار نہیں ہونے دے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں محتاجوں کی حاجت روائی کرتے ہیں' مہمان نواز ہیں اور حادثات میں (لوگوں کی) مدد کرتے ہیں"۔ (اس کے بعد) سیدہ خدیجہ ؓ' آپ ﷺ' کو اپنے چچازاد بھائی' ورقہ بن نوفل' کے پاس لے گئیں۔ یہ صاحب زمانہ جاہلیت میں نصرانیت اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کے پاس انجیل کا کچھ حصہ' عبرانی زبان میں' تحریری شکل میں محفوظ تھا۔ اس وقت ورقہ' نہایت عمر رسیدہ ہو چکے تھے اور ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ سیدہ خدیجہ ؓ نے ان سے کہا: "اے میرے چچازاد! اپنے بھتیجے کی بات سنیے"۔ ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: "بھتیجے آپ کے ساتھ کیا ماجرا پیش آیا ہے؟" آپ ﷺ نے انہیں سارا ماجرا سنایا' یہ سن کر ورقہ بولے' یہ وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش! میں اب جوان ہوتا' اور کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ (ﷺ) کی قوم' آپ (ﷺ) کو (آپ کے آبائی وطن سے) نکلنے پر

ﷺ کیونکہ اپنی زبان کو حرکت دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا۔ (''اے حبیب ﷺ!) اس (وحی) کو جلدی یاد کرنے کے لیے تم اپنی زبان کو اس کے ساتھ ساتھ حرکت نہ دو۔ اس کو جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے''۔ (سیدنا ابن عباس تفسیر فرماتے ہیں اس آیت میں) ''جمع کرنے'' کا مطلب نبی اکرم ﷺ کے سینہ اقدس میں قرآن مجید کو محفوظ کرنا ہے اور ''پڑھنے'' کا مطلب آپ ﷺ میں تلاوت کلام پاک کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔'' مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے) ''جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس وقت تم اس پڑھے ہوئے کی پیروی کرو''۔ (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر فرماتے ہیں) یعنی اسے غور سے سنو اور خاموش رہو۔ (مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے) ''پھر اس (قرآن) کو (مزید وضاحت کے ساتھ) بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے''۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تفسیر فرماتے ہیں) یعنی تمہارا تلاوت قرآن کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس آیت کے نزول کے بعد جب بھی حضرت جبرائیل امین (وحی لے کر) آتے تو نبی اکرم ﷺ (اس وحی کو) غور سے سنتے۔ پھر جب حضرت جبرائیل امین تشریف لے جاتے تو نبی اکرم ﷺ (ان آیات کو) اسی طرح پڑھتے جیسے حضرت جبرائیل امین نے (وہ آیات) نبی اکرم ﷺ کے سامنے پڑھ کر سنائی تھیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند بھی مرفوع متصل ہے۔ اس کے راویوں میں دو تابعین موسیٰ بن ابو عائشہ اور سعید بن جبیر شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت حدیث وصفی ہے جس میں سیدنا عبداللہ بن عباس نے نزول وحی کے وقت نبی اکرم ﷺ کی کیفیت ذکر کی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کے مرکزی مضامین میں نزول وحی کی شدت نبی اکرم ﷺ کا قرآن مجید کے حفظ اس کی تلاوت اور اس کی تبلیغ پر شغف حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آپ ﷺ کے سامنے قرآن کی قرأت کرنا شامل ہیں۔ اس روایت میں جو آیات موجود ہیں ان کا مرکزی مضمون یہ ہے۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔

استنباط احکام ومسائل: 1- استاد کے لئے مستحب ہے کہ وہ شاگرد کو عملی طور پر حسب ضرورت کوئی بات سمجھائے۔ 2- انسان صرف اللہ کے فضل وکرم اور اس کی مدد کے ذریعے قرآن مجید کو حفظ کرسکتا ہے۔ 3- استاد کے جانے کے بعد شاگرد کو چاہیے کہ وہ خود بھی سبق کی تکرار کرے۔

توجہ طلب: قرآن کی قرأت نبی اکرم ﷺ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ہمارے معمولات میں اس کی کتنی گنجائش ہے؟

5- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِىْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِىْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ سخی انسان تھے رمضان المبارک کے مہینے میں آپ (ﷺ دیگر مہینوں کی نسبت) زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے جبکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان المبارک کے مہینے میں روزانہ رات کے وقت آپ ﷺ کے پاس تشریف لایا کرتے

استنباط احکام و مسائل: اس روایت میں سیدہ عائشہ نے یہ تصریح کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو دکھائی دینے والے خواب بھی وحی کی ایک قسم ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ظاہری اسباب کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ غارِ حرا میں جاتے وقت زادِ راہ ساتھ لے کر جاتے تھے۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ خلوت نشینی انسانی کی باطنی کیفیات اور احوال پر اثر انداز ہوتی ہے۔ چوتھا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ ''سورہ العلق'' کی ابتدائی آیات سب سے پہلے نازل ہوئی تھیں۔ پانچواں مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کو کبھی رسوائی کا شکار نہیں کرتا۔ تاہم نیک لوگوں کو منکرین کی مخالفت اور ایذا و رسائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چھٹا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ غیر متوقع صورتحال درپیش ہو تو انسان کو کسی عالم فاضل' جہاں دیدہ اور تجربہ کار شخص سے مشورہ کرنا چاہیے۔

عصریات: اس حدیث کا ایک حصہ عصر حاضر میں اہل ایمان کے لیے نہایت اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ سیدہ خدیجہ نے نبی اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھتے ہیں' محتاجوں کی مالی امداد کرتے ہیں' مہمان نواز ہیں اور پریشانی میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

آج ہر شخص کی زندگی انواع و اقسام کے مصائب' مشکلات اور ضروریات سے معمور ہے۔ کوئی بھی شخص اکیلا ان پر قابو نہیں پا سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے معاشرے میں باہمی تعاون کے جذبے کو فروغ دیں۔ ایک دوسرے کے کام آئیں۔ ایک دوسرے کی مدد کریں۔ یہی اصل سنت ہے۔ جس پر کاربند ہونا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

توجہ طلب: ہمارے پیارے نبی رشتہ داری کے حقوق کا خیال رکھتے تھے کیا ہم ایسا کرتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ غریبوں اور محتاجوں کی مالی اور عملی امداد کیا کرتے تھے۔ ہم نے کتنی دفعہ ایسا کیا ہے؟

4- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكُمْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ جَمْعُهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ وَتَقْرَأَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأَهُ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''(اے حبیب ﷺ!) تم جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وحی کے نزول کے وقت جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان مبارک کو بہت تیزی سے حرکت دیتے تھے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے فرمایا) میں تمہیں اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کے دکھاتا ہوں کہ کس طرح نبی اکرم ﷺ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد) سعید بن جبیر فرماتے ہیں' میں آپ کو ہونٹوں کو حرکت دے کے دکھاتا ہوں۔ بالکل اسی طرح جیسے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہونٹوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ (سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں) آپ

قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ لَا
نَدْرِيْ مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا قَالَ وَلَمْ تُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ
نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قُلْتُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالٌ يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ قَالَ مَاذَا يَاْمُرُكُمْ قُلْتُ
يَقُوْلُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ اٰبَاؤُكُمْ وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ
وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهٗ سَاَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهٖ فَذَكَرْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْ نَسَبٍ فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ
تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ اَحَدٌ قَالَ هٰذَا
الْقَوْلَ قَبْلَهٗ لَقُلْتُ رَجُلٌ يَّاْتَسِيْ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا قُلْتُ فَلَوْ
كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اَبِيْهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا
قَالَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا فَقَدْ اَعْرِفُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ اَشْرَافُ
النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ
فَذَكَرْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ اَمْرُ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ اَيَرْتَدُّ اَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ
فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ
الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّهٗ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّيَنْهَاكُمْ
عَنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَيَاْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَاِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ
هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ لَّمْ اَكُنْ اَظُنُّ اَنَّهٗ مِنْكُمْ فَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ
كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهٖ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ بَعَثَ بِهٖ دِحْيَةُ
الْكَلْبِيْ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَرَاَهٗ فَاِذَا فِيْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ
تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْيَرِيْسِيِّيْنَ وَ يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ
وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ
وَاُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ حِيْنَ اُخْرِجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اِنَّهٗ يَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ
مُوْقِنًا اَنَّهٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ صَاحِبُ اِيْلِيَاءَ وَهِرَقْلَ سُقُفًّا عَلٰى
نَصَارَى الشَّامِ يُحَدِّثُ اَنَّ هِرَقْلَ حِيْنَ قَدِمَ اِيْلِيَاءَ اَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيْثَ النَّفْسِ فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهٖ قَدِ
اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَاَلُوْهُ اِنِّيْ رَاَيْتُ
اللَّيْلَةَ حِيْنَ نَظَرْتُ فِي النُّجُوْمِ مَلِكُ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَّخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالُوْا لَيْسَ يَخْتَتِنُ اِلَّا
الْيَهُوْدُ فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَاْنُهُمْ وَاكْتُبْ اِلٰى مَدَايِنِ مُلْكِكَ فَيَقْتُلُوْا مَنْ فِيْهِمْ مِنَ الْيَهُوْدِ فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى اَمْرِهِمْ اُتِيَ

تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔ (ان ایام میں) آپ ﷺ ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔"

سند پر تبصرہ: یہ حدیث بھی مرفوع متصل ہے۔ اور اس کی سند میں بھی تابعین محمد بن مسلم اور عبید اللہ بن عبداللہ موجود ہیں۔ امام بخاری نے یہاں اس روایت کی تین اسناد بیان کی ہیں۔ یوں محدثین کے قواعد کے مطابق یہ تین حدیثیں شمار ہوں گی۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث بھی حدیث وصفی ہے کیونکہ اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کی شان جود و عطا کا ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ رمضان المبارک میں آپ ﷺ کے معمولات کا ذکر کیا ہے۔ اس حوالے سے یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت میں نبی اکرم ﷺ کی سخاوت، رمضان کے مہینے میں زیادہ نیکیاں کرنے کی ترغیب اور معمول، حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آپ کے ساتھ بطور اہتمام قرآن کا دور کرنا وغیرہ مضامین شامل ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: 1- انسان کو سخاوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ 2- رمضان کے مہینے میں ہر طرح کے نیک اعمال عام دنوں کی بہ نسبت زیادہ کرنے چاہئیں۔ 3- علماء صلحاء کی زیارت اور ان کی ہم نشینی اختیار کرنی چاہیے۔ بشرطیکہ یہ بات ان کے لیے الجھن کا باعث نہ ہو۔ 4- رمضان کے مہینے میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔ 5- قرآن مجید اور دیگر شرعی علوم کی درس و تدریس کا سلسلہ برقرار رکھنا چاہیے۔ 6- قرآن مجید کی تلاوت دیگر تسبیحات و اذکار پر فضیلت رکھتی ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ دیگر اوراد و اذکار کی بہ نسبت قرآن مجید کی تلاوت کا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔

عصریات: عصر حاضر میں ہمارے لئے اس حدیث سے حاصل ہونے والا سبق "سخاوت" ہے۔ یہ سخاوت علمی بھی ہو سکتی ہے، اور مالی بھی ہو سکتی ہے۔

توجہ طلب: نبی اکرم ﷺ رمضان کے پورے مہینے میں قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ ہماری تمام نیکیاں رمضان کے ابتدائی دنوں تک کیوں محدود ہیں؟

6- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا فَقَالَ أَدْنُوهُ مِنِّي وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ فَوَاللهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَقُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لَا

ہاں!"۔ ہرقل نے دریافت کیا "پھر ان کے ساتھ تمہاری جنگوں کا کیا نتیجہ نکلا؟"۔ میں نے جواب دیا: "برابر برابر' کبھی ان کا پلڑا بھاری رہا' کبھی ہمارا"۔ ہرقل نے دریافت کیا "وہ تمہیں کن باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں؟"۔ میں نے جواب دیا: "وہ کہتے ہیں۔ صرف ایک خدا کی عبادت کرو..... اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ..... اپنے آباؤ اجداد کے (کفریہ) عقائد چھوڑ دو ..... (اس کے علاوہ) وہ ہمیں نماز' سچائی' پاک دامنی' صلہ رحمی کی تبلیغ کرتے ہیں"۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہو: میں نے تم سے دریافت کیا کہ "ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟" تو تم نے جواب دیا: "نہیں"۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنے بزرگوں کی سلطنت کے حصول کے خواہشمند ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا: "ان کے دعویٰ نبوت کرنے سے پہلے تم انہیں جھوٹا سمجھتے تھے؟" تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ "ہم آسانی سے یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ ایک شخص اگر انسانوں کے بارے میں جھوٹ بولنے سے گریز کرتا ہے تو وہ خدا کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے"۔ پھر میں نے تم سے سوال کیا "ان کے پیروکار صاحب ثروت لوگ ہیں یا غریب لوگ ہیں؟" تو تم نے جواب دیا: "ان میں اکثریت غریب لوگوں کی ہے"۔ اور غریب لوگ ہی انبیاء کرام کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا: "ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی ہو رہی ہے؟" تو تم نے جواب دیا: "ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے"۔ ایمان کا معاملہ بھی اسی طرح ہے' وہ پورا ہونے تک مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا "کیا کبھی کوئی شخص ان کا دین قبول کرنے کے بعد ناراض ہو کے ان کا دین ترک کرنے پر بھی مجبور ہوا؟" تم نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا۔ "ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ جب ایمان کی تازگی دل میں گھر کر جائے (تو پھر دل سے نہیں نکلتی)۔ پھر میں نے تم سے دریافت کیا "کیا انہوں نے کبھی تمہارے ساتھ وعدہ خلافی کی؟" تم نے جواب دیا "نہیں"۔ انبیاء کرام کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ پھر میں نے تم سے دریافت کیا: "وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟" تو تم نے جواب دیا "وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے' کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانے' بتوں کی پوجا سے باز رہنے' نماز پڑھنے' سچائی اور پاک دامنی اختیار کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں"۔ (ہرقل نے مزید کہا) اگر تمہارے تمام جوابات درست ہیں۔ تو عنقریب وہ میری اس مملکت کے بھی مالک بن جائیں گے۔ مجھے اس بات کا علم تھا کہ ان کی بعثت کا زمانہ نزدیک ہے لیکن یہ میرے حاشیہ خیال میں بھی نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر مبعوث ہوں گے۔ اگر مجھے ان تک پہنچنے کا یقین ہوتا تو سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوتا اور اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ان پاؤں دھونے کو اپنے لیے سعادت سمجھتا۔ (ابوسفیان فرماتے ہیں) پھر ہرقل نے نبی اکرم ﷺ کا وہ مکتوب گرامی منگوایا۔ جو نبی اکرم ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے بصریٰ کے گورنر کو بھجوایا تھا اور بصریٰ کے گورنر نے وہ مکتوب گرامی ہرقل کو بھجوا دیا تھا۔ اس خط کو پڑھا گیا تو اس کا مضمون یہ تھا:

اللہ کے نام کے ساتھ آغاز کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

(یہ خط) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب سے روم کے حاکم ہرقل کے نام (تحریر کیا گیا ہے) ہدایت کی پیروی کرنے والا ہمیشہ سلامت رہے۔ اما بعد! میں تمہیں اسلام (قبول کرنے) کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم اسلام قبول کر لیتے ہو تو سلامت رہو گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا اجر عطا فرمائے گا' لیکن اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمے ہوگا (کیونکہ وہ صرف تمہاری پیروی میں اسلام قبول نہیں کرے گی)۔ (پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کے مکتوب گرامی میں سورۂ آل عمران کی وہ آیت تحریر تھی جس کا ترجمہ درج ذیل ہے) "اے اہل کتاب! آؤ ایک بات پر اتفاق

هِرَقْلُ بِرَجُلٍ اَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ اذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا اَمُخْتَتِنٌ هُوَ اَمْ لَا فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَحَدَّثُوْهُ اَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَاَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ فَقَالَ هِرَقْلُ هٰذَا مُلْكُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ اِلٰى صَاحِبٍ لَهُ بِرُوْمِيَةَ وَكَانَ نَظِيْرَهُ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ اِلٰى حِمْصَ فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتّٰى اَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَاْيَ هِرَقْلَ عَلٰى خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ نَبِيٌّ فَاَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّوْمِ فِيْ دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ اَمَرَ بِاَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ وَاَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ اِلَى الْاَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَاٰى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَاَيِسَ مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ رُدُّوْهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ اِنِّيْ قُلْتُ مَقَالَتِيْ اٰنِفًا اَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَاَيْتُ فَسَجَدُوْا لَهُ وَرَضُوْا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ اٰخِرَ شَاْنِ هِرَقْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ رَوَاهُ صَالِحُ ابْنُ كَيْسَانَ وَيُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا" جس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور کفار قریش کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ (صلح حدیبیہ) کیا تھا' انہی ایام میں شام کے ایک تجارتی سفر کے دوران ہرقل (شاہ روم) نے ہمیں اپنے دربار میں طلب کیا۔ ہرقل ان دنوں ایلیاء (نامی شہر) میں قیام پذیر تھا۔ ہم وہیں اس کے دربار میں حاضر ہوئے اس وقت ہرقل کے ہمراہ رومی حکومت کے عمائدین بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ہمیں دربار میں حاضری کی اجازت دی اور ایک ترجمان بلوالیا اور ہم سے دریافت کیا: "جن صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے' نسبی اعتبار سے تم میں سے کون' ان کے سب سے زیادہ قریب ہے؟" حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے کہا" نسبی اعتبار سے' میں ان کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔" ہرقل نے حکم دیا' اس شخص کو میرے قریب کر دیا جائے اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے بٹھا دیا جائے۔" پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا' اس کے ساتھیوں سے کہو:" میں اس شخص سے' ان صاحب کے بارے میں سوالات کرنے لگا ہوں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگر یہ میرے کسی سوال کا غلط جواب دے تو تم اس کی تکذیب کر دینا۔" ابوسفیان فرماتے ہیں:" خدا کی قسم! اگر مجھے اس بات پر شرم محسوس نہ ہوتی کہ میرے ساتھی' میری کسی بات کو جھٹلا سکتے ہیں تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ضرور وہاں جھوٹ بولتا۔" ہرقل نے مجھ سے سب سے پہلا سوال یہ کیا" ان کا نسب کیسا ہے؟" میں نے جواب دیا" ہمارے اندر وہ عالی نسب شمار کیے جاتے ہیں۔" ہرقل نے دریافت کیا" کیا اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے یہ بات کہی تھی (یعنی دعویٰ نبوت کیا؟)" میں نے جواب دیا" نہیں!" ہرقل نے پوچھا:" ان کے پیروکار' مال دار ہیں یا غریب لوگ ہیں؟" میں نے جواب دیا" غریب لوگ ہیں" ہرقل نے اگلا سوال کیا:" اُن کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی ہو رہی ہے؟" میں نے جواب دیا:" (ان کی تعداد میں) اضافہ ہو رہا ہے"۔ ہرقل نے دریافت کیا" ان کے دین میں داخل ہو جانے کے بعد کبھی کسی شخص نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس دین کو چھوڑا ہے؟"۔ میں نے جواب دیا:" نہیں"۔ ہرقل نے دریافت کیا" انہوں نے کبھی تمہارے ساتھ وعدہ خلافی کی؟"۔ میں نے جواب دیا" ویسے تو ہمارا ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ چل رہا ہے لیکن کچھ کہا نہیں جا سکتا' آگے چل کے وہ وعدہ خلافی کے مرتکب ہوتے ہیں یا نہیں"۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا (پوری گفتگو کے دوران) میں صرف ایک یہی بات کہہ سکا تھا (جو خلاف واقعہ تھی)۔ ہرقل نے مجھ سے اگلا سوال یہ کیا" کیا تم نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے؟"۔ میں نے جواب دیا" جی

(ذہنی اور عملی ومعاشرتی) حالت یہ تھی۔

سند پر تبصرہ: اسے ایک صحابی' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسرے صحابی' حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور ایک تابعی محمد بن مسلم نے دوسرے تابعی عبید اللہ بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے۔

حدیث کی قسم: اس روایت کو اگرچہ محدثین نے مرفوع متصل قرار دیا ہے۔ تاہم یہ ایک صحابی کی یادداشت کی حیثیت رکھتی ہے جو انہوں نے اپنے ایک ساتھی کے سامنے' اپنے ماضی کے بارے میں بیان کی۔

مضامین حدیث: اس روایت کے مرکزی مضامین میں نبی اکرم ﷺ کی بنیادی تعلیمات کا اجمالی تعارف' کفار مکہ اور عیسائیوں کی اسلام دشمنی' اہل ایمان کی ثابت قدمی' ان کی ظاہری خستہ حالی' ان کا جذبہ جہاد' انسان پر ایمان کے اثرات' قیصر روم کی مرعوبیت' اسلامی فتوحات کی پیشین گوئی' غیر مسلموں کو تبلیغ کرنے کا طریقہ وغیرہ جیسے بنیادی مضامین شامل ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: کسی شخصیت یا قوم کے احوال سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ان کے قریبی لوگوں سے معلومات حاصل کرنی چاہیے۔ اور یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ جواب دینے والا اپنے ذاتی احساسات وخیالات کے تحت غلط بیانی نہ کر رہا ہو۔ 2- بزرگوں کو اپنے ذاتی تجربات اگلی نسلوں تک منتقل کرنے چاہئیں۔ 3- کسی اہم مسئلے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے' یا غور وفکر کرتے وقت سمجھدار اور تجربہ کار افراد کو اپنے ہمراہ رکھنا چاہیے۔ 4- نئی تحریکات کے ظہور' اس کے قائدین اور پیروکاروں کے طرز عمل' تحریک کے پس منظر وپیش منظر' تحریک کے مخالفین کی رائے اور نظریات' تحریک کے مستقبل کے بارے میں امکانی امور وغیرہ کا جائزہ لینا چاہیے۔ 5- نسل اور خاندان انسان کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں اس لیے قائدانہ عہدوں پر عالی نسب افراد کو تعینات کرنا چاہیے۔ 6- غیر مسلم حکمرانوں کے ساتھ مراسلت کا سلسلہ رکھنا چاہیے۔ 7- کسی بھی شخص کو خط لکھتے وقت شائستہ القاب وآداب اختیار کرنے چاہیے۔ 8- غیر مسلم ممالک کا سفر کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر بے حرمتی کا ڈر نہ ہو تو قرآن مجید بھی وہاں لے جایا جاسکتا ہے۔

توجہ طلب: جب ایمان کی بشاشت دل میں گھر کر جائے تو انسان اس سے منہ نہیں موڑتا ہے۔ کیا اپنے ایمان کا اظہار اور اسلامی شعائر کو اختیار کرنا ہمارے لئے ممکن ہے؟' یا پھر ہم بھی قیصر روم کی طرح' لوگوں کی مخالفت کے خوف کے تحت حق کو قبول کرنے سے باز رہتے ہیں؟

بریں) جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی بھی عبادت نہیں کریں گے اور کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنوں میں سے کسی کو رب قرار نہیں دیں گے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اگر پھر بھی وہ نہ مانیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں"۔ (ابوسفیان فرماتے ہیں) جب ہرقل اپنے تاثرات بیان کر کے اور نامۂ مبارک کا مضمون سن کر فارغ ہوا تو دربار میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں یہاں تک کہ ان آوازوں کا شور بلند ہوا تو ہمیں دربار سے باہر نکال دیا گیا۔ دربار سے باہر نکلتے ہوئے میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔ "ابو کبشہ کے بیٹے (ان کا اشارہ نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے) اب اس مرتبے تک پہنچ گئے ہیں کہ بنو اصفر (یعنی اہل شام) کا بادشاہ بھی ان سے خوفزدہ ہے"۔ (ابوسفیان ابن عباس کو بتاتے ہیں) اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ عنقریب (اپنے مخالفین پر) غالب آ جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ (اس روایت کے ایک راوی ابن شہاب زہری کہتے ہیں) اس وقت ایلیاء کا گورنر ابن ناطور نامی ایک شخص تھا جو ہرقل کا دوست اور ملک شام میں بسنے والے عیسائیوں کا مذہبی رہنما بھی تھا ابن ناطور نے (ایک مرتبہ ابن شہاب زہری کو) بتایا۔ ان دنوں (جب ہرقل ایلیاء آیا ہوا تھا) ایک دن صبح بڑا پریشان نظر آیا۔ کسی مصاحب نے دریافت کیا۔ "آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں"۔ (ابن ناطور کہتے ہیں۔ ہرقل علوم نجوم میں مہارت رکھتا تھا) اس نے درباری کو جواب دیا۔ آج رات ستاروں کے مشاہدے کے دوران یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ ختنہ کروانے کا رواج جس قوم میں ہے ان کا بادشاہ ظاہر ہو چکا ہے۔ (جو عنقریب ہماری سلطنت پر غلبہ پا لے گا۔ اس بات کی تحقیق کی جائے کہ) آج کل کون سی قوم میں ختنہ کروانے کا رواج ہے؟ درباریوں نے جواب دیا "یہ رواج صرف یہودیوں میں ہے اور ان سے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مملکت کے تمام شہروں میں یہ شاہی فرمان بھجوا دیں کہ وہاں بسنے والے تمام یہودیوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے"۔ (ابن ناطور کہتے ہیں) انہی ایام میں غسان کے حاکم نے ایک شخص ہرقل کے دربار میں بھیجا جو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں خاصی معلومات رکھتا تھا۔ جب اس نے اپنی معلومات ہرقل کے سامنے بیان کیں تو ہرقل نے حکم دیا۔ "جا کے دیکھو یہ شخص ختنہ شدہ ہے یا نہیں؟" پھر ہرقل نے رومیہ (نامی شہر) میں موجود اپنے ایک دوست کو خط لکھا۔ جو ہرقل کی طرح علم نجوم کا بڑا ماہر تھا۔ (اس خط میں نبی اکرم ﷺ کی بابت دریافت کیا گیا تھا کہ آپ ﷺ کے بارے میں اس کا علم نجوم کیا کہتا ہے) ہرقل خود وہاں سے (اپنے پایۂ تخت) حمص روانہ ہو گیا۔ حمص پہنچنے کے کچھ دن بعد رومیہ کے ماہر نجوم کا جوابی خط موصول ہوا۔ جس میں اس ماہر نجوم نے ہرقل کی اس رائے سے اتفاق کیا تھا کہ نبی آخر الزمان ﷺ دنیا میں تشریف لا چکے ہیں اور آپ ﷺ نبی برحق ہیں۔ ہرقل نے دارالسلطنت کے عمائدین کو اپنے محل میں مدعو کیا۔ اور باہر نکلنے کے تمام دروازے بند کروا دیے۔ پھر اس نے عمائدین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ "اے اہل روم! کیا تم کامیابی اور ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہو" یا تم چاہتے ہو کہ تمہارے مملکت باقی رہے؟ (اگر واقعی ایسا چاہتے ہو) تو نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت (کر کے اسلام قبول) کر لو۔ (یہ تجویز سنتے ہی تمام عمائدین) وحشی گدھوں کی طرح بدک کر دروازوں کی طرف بھاگے جو بند تھے ہرقل نے جب ان کا یہ طرز عمل دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ کبھی مسلمان نہیں ہوں گے اس نے حکم جاری کیا۔ سب واپس آ کے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں۔ پھر اس نے (بات بنانے کے لیے) کہا۔ "میں نے یہ بات صرف اس لیے کہی تھی تا کہ تمہارے دین میں مضبوطی و پختگی کا اندازہ لگا سکوں جس کا مظاہرہ میں نے دیکھ لیا ہے"۔ (یہ سن کر) وہ سب (ہرقل کے سامنے) سجدہ ریز ہو گئے اور اس (امتحان پر) خوشی کا اظہار کیا۔ (ابن ناطور کہتے ہیں) ہرقل کی آخری

بھر کے لیے ہم ایمان لے آئیں"۔ (حضرت عبداللہ) بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "یقین پورے کا پورا ایمان ہے" (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "کوئی شخص اس وقت تک تقویٰ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اس بات کو چھوڑ نہیں دیتا جو اس کے سینے میں کھٹکتی ہے"۔ حضرت مجاہد (تابعی) فرماتے ہیں: "(اللہ تعالیٰ کے اس فرمان) "شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ" کا مطلب یہ ہے" کہ اے محمد ﷺ! ہم نے تمہیں اور اسے (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو) ایک ہی دین کی وصیت فرمائی"۔ (حضرت عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر یوں کرتے ہیں:) "شرعة ومنهاجا" کا مطلب راستہ اور سنت ہے۔ اسی طرح "دعاؤكم" کا مطلب "ایمانكم" (تمہارا ایمان) ہے۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری نے "کتاب الوحی" کے بعد سب سے پہلے "کتاب الایمان" نقل کیا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ایمان کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری نے دو مسائل کا ذکر کیا ہے۔ ایک یہ کہ عمل، ایمان کا حصہ ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ایمان میں کمی اور اضافہ ہوتا ہے۔

جہاں تک عمل کے، ایمان کا حصہ ہونے کا تعلق ہے۔ اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ محدثین کے نزدیک عمل ایمان کا حصہ ہے اور امام بخاری بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ صحیح بخاری میں، کتاب الایمان میں، امام بخاری نے جو تراجم ابواب تجویز کیے ہیں۔ ان میں سے بیشتر کے ذریعے وہ اپنا یہی موقف ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مختلف روایات میں مختلف اعمال کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے لیکن اہل علم کی اکثریت، جس میں احناف بھی شامل ہیں، اس بات کی قائل ہے کہ جس ایمان کو آخرت میں دائمی نجات کے حصول کا بنیادی سبب قرار دیا گیا ہے۔ اس کی حقیقت میں اعمال شامل نہیں ہیں۔ ان حضرات نے اپنے موقف کی تائید میں کتاب وسنت کی مختلف نصوص سے استدلال کیا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو مرد یا عورت نیک عمل کریں گے اگر وہ مومن ہوں تو ہم انہیں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔" (نحل: 97)

اس آیت میں مومن ہونے کو شرط کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کا ذکر عمل صالح سے علیحدہ طور پر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ عمل صالح نہ بھی کریں تو بھی وہ مومن قرار دیے جائیں گے۔ اسی طرح کتاب وسنت کی دیگر نصوص میں گناہ گار شخص کو مومن قرار دیا گیا ہے۔ اگر عمل کو ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا جائے تو اس سے مراد یقیناً نیک عمل ہوگا۔ اور اگر نیک عمل کو ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا جائے تو گناہ گار شخص پر مومن ہونے کا اطلاق درست نہیں ہوگا۔ اور یہ بات بدیہی طور پر غلط ہے۔

امام بخاری نے اس ترجمۃ الباب میں دوسرا بنیادی مسئلہ یہ ذکر کیا ہے کہ ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہے۔ محدثین اور ائمہ ثلاثہ بھی اسی بات کے قائل ہیں لیکن احناف کے نزدیک تکنیکی اعتبار سے ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نفس ایمان، جو آخرت میں دائمی نجات کے حصول کے لیے شرط ہے۔ اور دوسرا کامل ایمان، جو ایک ایسی حقیقت ہے، جس میں کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ کیفیت ہر شخص میں دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ اس میں اضافہ آخرت میں زیادہ اجر وثواب کے حصول کا باعث بنتا ہے۔ اور اس میں کمی، آخرت کے اجر وثواب میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ تاہم یہ وہ نفس ایمان نہیں ہے جس کا تعلق آخرت میں دائمی اور مطلق نجات کے ساتھ ہے۔

——***

۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

كِتَابُ الْإِيمَانِ

❀—❀❀—❀

بَاب ۲: قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ وَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ﴾ ﴿وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ ﴿وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى﴾ ﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا﴾ وَقَوْلُهُ ﴿أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا﴾ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا﴾ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ مِنَ الْإِيمَانِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ أَنَّ لِلْإِيمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُودًا وَسُنَنًا فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْإِيمَانَ فَإِنْ أَعِشْ فَسَأُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتَّى تَعْمَلُوا بِهَا وَإِنْ أَمُتْ فَمَا أَنَا عَلَى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيصٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ وَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ اجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْيَقِينُ الْإِيمَانُ كُلُّهُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا﴾ أَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِيَّاهُ دِينًا وَاحِدًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ سَبِيلًا وَسُنَّةً ﴿وَدُعَاؤُكُمْ﴾ إِيمَانُكُمْ

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان (کی وضاحت) ''اسلام کی بنیاد پانچ احکام پر مشتمل ہے''(امام بخاری فرماتے ہیں) ایمان قول اور فعل (کے مجموعے) کا نام ہے اور یہ کم اور زیادہ ہوتا ہے۔(اس کے علاوہ) اللہ تعالیٰ کے ان فرامین (کی تشریح) (i) ''(اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے دلوں پر سکون نازل کیا) تاکہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو''۔(ii) ''(اصحاب کہف اپنے پروردگار پر ایمان لائے) اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا''۔(iii) ''اور اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اضافہ کر دیتا ہے''۔(iv) ''اور ہدایت اختیار کرنے والوں کے لیے ان کی ہدایت کو (اللہ تعالیٰ نے) بڑھا دیا اور انہیں تقویٰ (کی دولت) عطا کی''۔(v) ''اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ کر دیتا ہے''۔(vi) ''(جب قرآن کی کوئی آیت نازل ہوتی ہے تو منافقین مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں اس آیت نے تمہارے) ایمان میں کیا اضافہ کیا ہے؟ جبکہ اہل ایمان کے ایمان میں (آیات کے نزول سے) اضافہ ہو جاتا ہے''۔(vii) ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ایمان میں اضافہ کر دیا''۔(viii) ''(غزوۂ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی آزمائش مسلمانوں) کے ایمان اور اسلام میں اضافہ کا باعث بنی''۔(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے) ''اللہ تعالیٰ (کی رضا کے حصول) کے لیے کسی سے محبت یا دشمنی رکھنا ایمان کا حصہ ہے''۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن عدی کو بھجوائے جانے والے ایک مکتوب میں یہ بات تحریر کی تھی ''ایمان کے کچھ فرائض و ضوابط اور حدود و طریقے ہیں پس جو انہیں مکمل کرے گا اس کا ایمان کامل ہوگا اور جو انہیں مکمل نہ کر سکے اس کا ایمان نامکمل ہوگا اگر زندگی رہی تو میں تمہیں اس کی تفصیلات بتاؤں گا تاکہ تم ان سے پوری طرح آگاہ ہو جاؤ اور اگر میں مر گیا تو مجھے زندہ رہنے کا زیادہ شوق بھی نہیں ہے''۔(قرآن نے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہے ''تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے''حضرت معاذ (بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ساتھی کو) فرمایا تھا: ''میرے پاس بیٹھو تاکہ گھڑی

جب ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بات کرتے ہیں یا ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے یہ اصول ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی بھی ذات کی معرفت کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(i) اس ذات کے وجود کی معرفت (ii) اس ذات کی صفات کی معرفت

ہمارے عام محاورے میں وجود سے مراد کسی بھی چیز کا مادی وجود ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے ماوراء ہے اس کی عظیم و بلند و برتر ذات کے بارے میں کیا ہے؟ کیسے ہے؟ کب سے ہے؟ کہاں ہے؟ وغیرہ جیسے سوالات پیش کرنا بذات خود کم عقلی کی دلیل ہے کیونکہ کیا؟ کیسے؟ کب؟ کہاں؟ یہ سب مخلوق کی خصوصیات ہیں۔

جب یہ اصول آپ کے سامنے واضح ہو گیا تو اب آپ بڑی آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اللہ کی معرفت حاصل کرنے کا مطلب اس کی ذات کے وجود کی معرفت حاصل کرنا نہیں ہوگا جب ذات کا وجود معرفت کے دائرے سے باہر نکل گیا تو اب ہمارے سامنے صرف ایک صورت باقی رہ گئی یعنی اس کی صفات کی معرفت

جب ہم کسی بھی چیز کی معرفت حاصل کرتے ہیں تو اس کے دو طریقے ہوتے ہیں۔

(i) وہ شے ہمارے حواس کے دائرے میں آتی ہو گی اور ہمارے ذہن کو کسی حس کی مدد سے اس کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔

(ii) وہ شے ہمارے حواس کے دائرے میں شامل نہ ہو مگر ہمارا ذہن اس کے بارے میں کوئی تصور قائم کر لے۔

جب ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں غور کرتے ہیں تو بہت جلد ہمیں اس حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ اللہ کی صفات ہمارے حواس کے دائرے میں نہیں آ سکتی ہیں۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ پھر ہم اللہ کی صفات کی معرفت کس طرح حاصل کریں؟

انسان کے مادی جسم میں علم کا مرکز دماغ ہے جس میں موجود خیالات کی لہروں کو علم کا نام دیا جاتا ہے یہ دماغ صرف ان چیزوں سے مانوس ہوتا ہے جن کا علم اسے حواس کے ذریعے حاصل ہوا ہو اور جس چیز کا علم اسے حواس کے ذریعے حاصل نہ ہوا ہو دماغ اس کے بارے میں صرف ایک تصور قائم کر سکتا ہے اب یہ تصور حقیقت سے کتنا نزدیک ہے یا دور؟ اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت کے حصول کے لیے ہم ان چیزوں کے محتاج ہیں جو حواس کے دائرے یا ذہن کے خیال کی زد میں آ سکتی ہیں اور یہ بات طے ہے کہ اللہ کی صفات ان دونوں کے دائرے سے بلند و برتر ہیں۔

لیکن کیونکہ ہمارا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت کا حصول ہے اس لیے ہمیں کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا جس کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اندازہ لگا سکیں اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ وہ اندازہ حقیقت کے کتنا قریب ہوگا؟

ہمارے حواس اور ذہن کا دائرۂ کار صرف کائنات کی حد تک محدود ہے وہ کائنات جو اللہ تعالیٰ کی صفات کی مظہر ہے اور یہ کائنات بھی مجموعی طور پر ہمارے سامنے نہیں ہے بلکہ اس کا ایک بہت قلیل سا حصہ ہمارے سامنے موجود ہے۔

یعنی ہم اللہ کی ذات کی معرفت اس کی صفات کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں اور اس کی صفات کی معرفت ان صفات کے مظاہر کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں اور ان مظاہر میں سے صرف ایک مخصوص اور محدود حصہ ہماری دسترس میں ہے اور اس میں سے بھی ایک بڑے حصے کی طرف توجہ کرنے کی مہلت ہمیں زندگی بھر میں نہیں مل پاتی ہے۔

اس لیے ہم آسانی سے وہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں جو آج سے کئی صدیاں پیشتر مشہور مفکر، فلسفی، دانش ور اور صوفی سید الطائفہ جنید

حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر مشتمل ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (2) نماز قائم کرنا (3) زکوٰۃ ادا کرنا (4) حج کرنا (5) رمضان کے روزے رکھنا۔"

ترجمۃ الباب: اس حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب: 2 کے ساتھ ہے۔ اس حدیث میں پانچ چیزوں کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اور وہ پانچوں امور عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام بخاری کے نزدیک اسلام اور ایمان ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں اس لیے ان کے نزدیک اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان کی بنیاد پانچ اعمال پر مشتمل ہے۔

سند پر تبصرہ: اس حدیث کی سند میں امام بخاری کے استاد عبیداللہ بن موسیٰ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون اسلام کی بنیادی عملی تعلیمات کا بیان ہے اور اس کے ذریعے کلمہ شہادت کے اعتراف نماز کی ادائیگی زکوٰۃ کی ادائیگی حج اور رمضان کے روزوں کی فضیلت اور اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ہر وہ شخص جو مسلمان ہونے کا دعوے دار ہو اسے ان پانچوں احکام کی لازمی طور پر پابندی کرنا ہوگی۔

استنباط احکام و مسائل: (1) بظاہر یوں لگتا ہے جیسے اگر کوئی شخص ان احکام میں کسی ایک کو ترک کر دے تو اس کا اسلام برقرار نہیں رہے گا لیکن ان میں سے کسی ایک حکم کو بھی ترک کرنے والے شخص کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (3) یہ پانچوں احکام بنیادی فرائض ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر عمل کرنا ضروری ہے۔

❀—❀❀—❀

باب۳: اُمُورِ الْاِیْمَانِ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی

(لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ الْمُتَّقُوْنَ) (قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ) الْاٰیَة

امورِ ایمان کا بیان: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی تشریح) "نیکی (محض) یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی سمت موڑ لو بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لایا جائے (آیت کے آخر تک)" (نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تشریح) "ایمان لانے والے کامیاب ہو گئے۔"

معرفتِ الٰہیہ

قرآن کہتا ہے:

"اور ہم نے انسانوں اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔" (الذاریات 56)

کوئی بھی انسان اس وقت تک صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتا جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب نہ ہو جائے اس لیے ہم یہاں مختصر طور پر معرفت الٰہیہ کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

ذیل میں ہم چند بنیادی اصول بیان کریں گے جو علمِ توحید سیکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

(1) علمِ توحید کا بنیادی ماخذ قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

(2) قرآن مجید کی بعض آیات کے الفاظ "عام" ہوتے ہیں جبکہ ان سے مراد "مخصوص" مفہوم ہوتا ہے اسی طرح بعض آیات کا خصوص پس منظر ہوتا ہے اگر اس اصول کا خیال نہ رکھا جائے تو ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے انسان غلطی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ توحید سے متعلق بعض جزدی اصول وقواعد کی تعبیر میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک فرقہ ایک چیز کو توحید کے منافی نہیں سمجھتا اور دوسرا اسی بات کو عین شرک قرار دیتا ہے اس لیے علمِ توحید حاصل کرنے والے شخص کو اس علم کے جزوی مسائل کے بارے فرقہ وارانہ اختلافات کا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہیے۔

(3) علمِ توحید کا تیسرا بنیادی ماخذ یہ کائنات ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق کا مظہر ہے علم توحید حاصل کرنے والا شخص اگر اس کائنات میں موجود نظم پر غور کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیوں اور دلائل سے واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

علمِ توحید حاصل کرنے کے تین بنیادی طریقے ہیں

(i) علمی طریقہ: یعنی اہلِ علم میں اپنی تحریرات وبیانات میں اللہ تعالیٰ کی توحید وصفات کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے اس سے آگاہی حاصل کی جائے۔

(ii) فکری طریقہ: یہ متکلمین کا طریقہ ہے اس میں قرآن وسنت کی نصوص اور کائنات کے نظام میں غور وفکر کرنے کے بعد مسائل کا استنباط کر کے اصول وقواعد مرتب کیے جاتے ہیں۔

اس موضوع پر لکھی جانے والی نمایاں تصانیف میں قاضی عضد الدین کی "شرح مواقف" علامہ سعد الدین تفتازانی کی "شرح مقاصد" تفتازانی ہی کی "شرح عقائد نسفیہ" ان کتابوں پر ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کے حواشی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

(iii) روحانی طریقہ: انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے اور ان دونوں کے درمیان تعلق کو برقرار رکھنے والی حقیقت کا نام زمانہ ہے انسان کو جب کسی بات کا علم حاصل ہوتا ہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے ذہن میں روشنی آ گئی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی روح کو اللہ تعالیٰ نے یہ تمام علوم ومعارف عطا کیے ہوئے ہیں لیکن جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت روح کو جسم کا پابند کر دیا جاتا ہے اور روح کے علوم ومعارف پر حجاب ڈال دیا جاتا ہے جب انسان دنیاوی طور پر کوئی علم حاصل کرتا ہے تو اس حجاب کا ایک کنارہ ہٹ جاتا ہے جس سے انسان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس کے ذہن میں روشنی سی ہوئی ہے یا شاید وہ اس بات سے پہلے بھی واقف تھا لیکن رسمی طور پر علوم وفنون سیکھنے اور روح کے حجابات ہٹانے کے لیے انسان ایک خاص حد سے آگے نہیں جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نبی کی روح سے ان تمام حجابات کو زائل کر دیتا ہے جس کی بدولت وہ نبی کائنات کے دور دراز حصوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے ان کے بارے میں تمام معلومات ایک توجہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی یہی روحانی خصوصیت آپ ﷺ کے صحابہ میں منتقل ہوئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تابعین نے استفادہ کیا اس کے بعد ہر زمانے کے مشائخ اپنے شاگردوں کو اس کی تلقین کرتے رہے اور یوں یہ روحانی علوم اُمت تک پہنچے۔

آپ یہاں یہ سوال پیش کر سکتے ہیں کہ صوفیاء کے ہاں رائج معمولات میں بہت سے امور سنت سے زائد ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح علم شریعت کے ماہرین نے دینی علوم کی ترویج واشاعت کے لیے اصول وضوابط مقرر کیے نئے علوم وفنون ایجاد کیے اسی

بغدادی نے ان الفاظ میں پیش کیا تھا۔

العجز عن درك الادراك ادراك

''معرفتِ الٰہیہ کے ادراک سے خود کو عاجز سمجھ لینا ہی حقیقی ادراک ہے۔''[1]

...——...——...

8- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کی 60 سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

ترجمۃ الباب: امام بخاری سابقہ روایت میں لفظ اسلام کے ذریعے جو بات ثابت کرنا چاہتے تھے اسے یہاں مزید وضاحت کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔ ترجمۃ الباب میں پہلے انہوں نے سورہ بقرہ کی آیت: **177** نقل کی ہے جس میں مختلف اعمال کا، ایمان باللہ کے ہمراہ ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد انہوں نے سورہ مومنون کی پہلی آیت نقل کی ہے جس میں مومنین کی کامیابی کا ذکر ہے اور بعد والی آیات میں مومنین کی جن خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق مختلف اعمال کے ساتھ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی عبداللہ بن دینار نے، دوسرے تابعی ذکوان سے روایت کیا ہے۔ اس میں امام بخاری کے استاد عبداللہ بن محمد بخارا کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: کیونکہ اس حدیث میں ایمان کی مختلف شاخوں کا تذکرہ ہے اس لیے بالواسطہ طور پر اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ایمان کی وہ شاخیں دراصل اعمال کی مختلف اقسام ہیں جس سے باآسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اعمال کے ان مختلف شعبہ جات کے درمیان فضیلت اور مرتبے کے اعتبار سے فرق پایا جاتا ہے اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ ان اعمال کی کمی وبیشی کے باعث اہل ایمان کے مراتب اور درجات میں بھی فرق ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کو ایمان کا جز قرار دیا ہے۔ یہ موضوع اسلامی اخلاق وآداب کے متعلق ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (۱) ایمان کی مختلف شاخیں ہیں جن کی کمی وبیشی بندۂ مومن کی فضیلت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

علم توحید

دنیا میں کوئی بھی علم سیکھنے کے لیے انسان کو اس علم کے ماہرین کی آراء اور خیالات سے واقفیت حاصل کرنا ہوتی ہے کیونکہ ہر زمانے میں انسان مختلف علوم وفنون کی تعلیم وتفہیم کے لیے قواعد وضوابط مرتب کرتا رہا ہے بالکل اسی طرح علم توحید کے حصول کا ارادہ کرنے والے شخص کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اس علم اور فن کے ماہرین کی تحقیقات سے استفادہ کرے۔

[1] ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب ص178

ذیل میں ہم چند بنیادی اصول بیان کریں گے جو علم توحید سیکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

(1) علم توحید کا بنیادی ماخذ قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

(2) قرآن مجید کی بعض آیات کے الفاظ "عام" ہوتے ہیں جبکہ ان سے مراد "مخصوص" مفہوم ہوتا ہے اسی طرح بعض آیات کا مخصوص پس منظر ہوتا ہے اگر اس اصول کا خیال نہ رکھا جائے تو ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے انسان غلطی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ توحید سے متعلق بعض جزوی اصول وقواعد کی تعبیر میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک فرقہ ایک چیز کو توحید کے منافی نہیں سمجھتا اور دوسرا اسی بات کو عین شرک قرار دیتا ہے اس لیے علم توحید حاصل کرنے والے شخص کو اس علم کے جزوی مسائل کے بارے فرقہ وارانہ اختلافات کا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہیے۔

(3) علم توحید کا تیسرا بنیادی ماخذ یہ کائنات ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کا مظہر ہے علم توحید حاصل کرنے والا شخص اگر اس کائنات میں موجود نظم پر غور کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیوں اور دلائل سے واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

علم توحید حاصل کرنے کے تین بنیادی طریقے ہیں

(i) علمی طریقہ: یعنی اہل علم میں اپنی تحریرات وبیانات میں اللہ تعالیٰ کی توحید وصفات کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے اس سے آگاہی حاصل کی جائے۔

(ii) فکری طریقہ: یہ متکلمین کا طریقہ ہے اس میں قرآن وسنت کی نصوص اور کائنات کے نظام میں غور وفکر کرنے کے بعد مسائل کا استنباط کر کے اصول وقواعد مرتب کیے جاتے ہیں۔

اس موضوع پر لکھی جانے والی نمایاں تصانیف میں قاضی عضد الدین کی "شرح مواقف" علامہ سعد الدین تفتازانی کی "شرح مقاصد" تفتازانی ہی کی "شرح عقائد نسفیہ" ان کتابوں پر ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کے حواشی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

(iii) روحانی طریقہ: انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے اور ان دونوں کے درمیان تعلق کو برقرار رکھنے والی حقیقت کا نام دماغ ہے انسان کو جب کسی بات کا علم حاصل ہوتا ہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے ذہن میں روشنی آ گئی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی روح کو اللہ تعالیٰ نے یہ تمام علوم ومعارف عطا کیے ہوئے ہیں لیکن جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت روح کو جسم کا پابند کر دیا جاتا ہے اور روح کے علوم ومعارف پر حجاب ڈال دیا جاتا ہے جب انسان دنیاوی طور پر کوئی علم حاصل کرتا ہے تو اس حجاب کا ایک کنارہ ہٹ جاتا ہے جس سے انسان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس کے ذہن میں روشنی سی ہوئی ہے یا شاید وہ اس بات سے پہلے بھی واقف تھا لیکن رسمی طور پر علوم وفنون سیکھنے اور روح کے حجابات ہٹانے کے لیے انسان ایک خاص حد سے آگے نہیں جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نبی کی روح سے ان تمام حجابات کو زائل کر دیتا ہے جس کی بدولت وہ نبی کائنات کے دور دراز حصوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے ان کے بارے میں تمام معلومات ایک توجہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی یہی روحانی خصوصیت آپ ﷺ کے صحابہ میں منتقل ہوئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تابعین نے استفادہ کیا اس کے بعد ہر زمانے کے مشائخ اپنے شاگردوں کو اس کی تلقین کرتے رہے اور یوں یہ روحانی علوم اُمت تک پہنچے۔

آپ یہاں یہ سوال پیش کر سکتے ہیں کہ صوفیاء کے ہاں رائج معمولات میں بہت سے امور سنت سے زائد ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح علم شریعت کے ماہرین نے دینی علوم کی ترویج واشاعت کے لیے اصول وضوابط مقرر کیے نئے علوم وفنون ایجاد کیے اسی

بغدادی نے ان الفاظ میں پیش کیا تھا۔

العجز عن درك الادراك ادراك

''معرفتِ الٰہیہ کے ادراک سے خود کو عاجز سمجھ لینا ہی حقیقی ادراک ہے۔''[1]

...———...———...

8-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَيَاءُ الْاِيْمَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کی 60 سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

ترجمۃ الباب: امام بخاری سابقہ روایت میں لفظ اسلام کے ذریعے جو بات ثابت کرنا چاہتے تھے اسے یہاں مزید وضاحت کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔ ترجمۃ الباب میں پہلے انہوں نے سورہ بقرہ کی آیت: **177** نقل کی ہے جس میں مختلف اعمال کا، ایمان باللہ کے ہمراہ ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد انہوں نے سورہ مومنون کی پہلی آیت نقل کی ہے جس میں مومنین کی کامیابی کا ذکر ہے اور بعد والی آیات میں مومنین کی جن خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق مختلف اعمال کے ساتھ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی عبداللہ بن دینار نے، دوسرے تابعی ذکوان سے روایت کیا ہے۔ اس میں امام بخاری کے استاد عبداللہ بن محمد بخارا کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: کیونکہ اس حدیث میں ایمان کی مختلف شاخوں کا تذکرہ ہے اس لیے بالواسطہ طور پر اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ایمان کی وہ شاخیں دراصل اعمال کی مختلف اقسام ہیں جس سے با آسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اعمال کے ان مختلف شعبہ جات کے درمیان فضیلت اور مرتبے کے اعتبار سے فرق پایا جاتا ہے اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ ان اعمال کی کمی وبیشی کے باعث اہل ایمان کے مراتب اور درجات میں بھی فرق ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے حیا کو ایمان کا جز قرار دیا ہے۔ یہ موضوع اسلامی اخلاق و آداب کے متعلق ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) ایمان کی مختلف شاخیں ہیں جن کی کمی وبیشی بندۂ مومن کی فضیلت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

علم توحید

دنیا میں کوئی بھی علم سیکھنے کے لیے انسان کو اس علم کے ماہرین کی آراء اور خیالات سے واقفیت حاصل کرنا ہوتی ہے کیونکہ ہر زمانے میں انسان مختلف علوم وفنون کی تعلیم و تفہیم کے لیے قواعد وضوابط مرتب کرتا رہا ہے بالکل اسی طرح علم توحید کے حصول کا ارادہ کرنے والے شخص کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اس علم اور فن کے ماہرین کی تحقیقات سے استفادہ کرے۔

[1] ہجویری' علی بن عثمان' کشف المحجوب' ص 178

ذیل میں ہم چند بنیادی اصول بیان کریں گے جو علم توحید سیکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

(1) علم توحید کا بنیادی ماخذ قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

(2) قرآن مجید کی بعض آیات کے الفاظ ''عام'' ہوتے ہیں جبکہ ان سے مراد ''مخصوص'' مفہوم ہوتا ہے اسی طرح بعض آیات کا مخصوص پس منظر ہوتا ہے اگر اس اصول کا خیال نہ رکھا جائے تو ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے انسان غلطی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ توحید سے متعلق بعض جزوی اصول وقواعد کی تعبیر میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک فرقہ ایک چیز کو توحید کے منافی نہیں سمجھتا اور دوسرا اسی بات کو عین شرک قرار دیتا ہے اس لیے علم توحید حاصل کرنے والے شخص کو اس علم کے جزوی مسائل کے بارے فرقہ وارانہ اختلافات کا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہیے۔

(3) علم توحید کا تیسرا بنیادی ماخذ یہ کائنات ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کا مظہر ہے علم توحید حاصل کرنے والا شخص اگر اس کائنات میں موجود نظم پر غور کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیوں اور دلائل سے واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

علم توحید حاصل کرنے کے تین بنیادی طریقے ہیں

(i) علمی طریقہ: یعنی اہل علم میں اپنی تحریرات وبیانات میں اللہ تعالیٰ کی توحید وصفات کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے اس سے آگاہی حاصل کی جائے۔

(ii) فکری طریقہ: یہ متکلمین کا طریقہ ہے اس میں قرآن وسنت کی نصوص اور کائنات کے نظام میں غور وفکر کرنے کے بعد مسائل کا استنباط کر کے اصول وقواعد مرتب کیے جاتے ہیں۔

اس موضوع پر لکھی جانے والی نمایاں تصانیف میں قاضی عضد الدین کی ''شرح مواقف'' علامہ سعد الدین تفتازانی کی ''شرح مقاصد'' تفتازانی ہی کی ''شرح عقائد نسفیہ'' ان کتابوں پر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے حواشی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

(iii) روحانی طریقہ: انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے اور ان دونوں کے درمیان تعلق کو برقرار رکھنے والی حقیقت کا نام دماغ ہے انسان کو جب کسی بات کا علم حاصل ہوتا ہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے ذہن میں روشنی آ گئی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی روح کو اللہ تعالیٰ نے یہ تمام علوم ومعارف عطا کیے ہوئے ہیں لیکن جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت روح کو جسم کا پابند کر دیا جاتا ہے اور روح کے علوم ومعارف پر حجاب ڈال دیا جاتا ہے جب انسان دنیاوی طور پر کوئی علم حاصل کرتا ہے تو اس حجاب کا ایک کنارہ ہٹ جاتا ہے جس سے انسان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس کے ذہن میں روشنی سی ہوئی ہے یا شاید وہ اس بات سے پہلے بھی واقف تھا لیکن رسمی طور پر علوم وفنون سیکھنے اور روح کے حجابات ہٹانے کے لیے انسان ایک خاص حد سے آگے نہیں جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نبی کی روح سے ان تمام حجابات کو زائل کر دیتا ہے جس کی بدولت وہ نبی کائنات کے دور دراز حصوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے ان کے بارے میں تمام معلومات ایک توجہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی یہی روحانی خصوصیت آپ ﷺ کے صحابہ میں منتقل ہوئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تابعین نے استفادہ کیا اس کے بعد ہر زمانے کے مشائخ اپنے شاگردوں کو اس کی تلقین کرتے رہے اور یوں یہ روحانی علوم اُمت تک پہنچے۔

آپ یہاں یہ سوال پیش کر سکتے ہیں کہ صوفیاء کے ہاں رائج معمولات میں بہت سے امور سنت سے زائد ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح علم شریعت کے ماہرین نے دینی علوم کی ترویج واشاعت کے لیے اصول وضوابط مقرر کیے نئے علوم وفنون ایجاد کیے اسی

طرح صوفیاء نے انسان کی نفسیاتی خامیوں کا مطالعہ کر کے انہیں دُور کرنے، نفس کی اصلاح کرنے، روحانی ترقی حاصل کرنے وغیرہ کے لیے اپنے مشاہدے و تجربے کی روشنی میں مختلف قواعد و ضوابط، ریاضت و مجاہدے کے طریقے وغیرہ ایجاد کیے ہیں۔
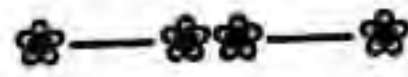
باب ٤: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان کی زبان اور ہاتھوں سے دُوسرے مسلمان محفوظ رہتے ہیں۔

• حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ وَاِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ هُوَ ابْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُالْاَعْلٰى عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان تمام کاموں کو ترک کردے جن (کے ارتکاب) سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔'' امام بخاری فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند سے بھی منقول ہے۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری نے اس روایت کی چار اسناد نقل کی ہیں۔ ان اسناد میں تین راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک عامر جو شعبی کے نام معروف ہیں۔ دوسرے اسماعیل بن ابو خالد اور تیسرے داؤد بن ابو ہند، داؤد بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ اسماعیل اور عامر کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ تیسری سند میں بخاری کے استاد محمد بن خاذم بھی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

عصریات: عصر حاضر میں اگر دنیا بھر کے اسلامی ممالک کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہمارے زمانے میں مسلمان سب سے زیادہ مسلمانوں کے ہاتھوں ہی غیر محفوظ ہیں۔ کہیں مسلمان حکمران اپنے ہی ملک کے مذہبی پیشواؤں اور سیاسی مخالفین کا قتل عام کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں مسلمانوں کی دو مختلف تنظیمیں ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار نظر آتی ہیں بلکہ بعض اوقات دو مسلمان ملک بھی ایک دوسرے سے آمادہ جنگ ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی ایک ہی مسلمان ملک کے بعض افراد اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لیے علیحدگی کی تحریک شروع کر دیتے ہیں۔ مسلمان، مسلمان کو دھوکہ دیتا ہے۔ مسلمان ہی مسلمان کے حقوق پامال کرتا ہے۔ مسلمان ہی مسلمان کو اذیت پہنچاتا ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور انہیں ایک دوسرے کی ذات سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ نیز اصل نیکی اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) مسلمان کی جان و مال محفوظ ہیں۔ (2) کوئی شخص کسی مسلمان کی جان و مال کے درپے نہیں ہو سکتا۔ (3) جھوٹ، چغلی، غیبت، عیب جوئی، تہمت وغیرہ کسی بھی طریقے سے مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی۔ (4) ہاتھ کے براہِ راست

استعمال یا ہاتھ میں کوئی آلہ تھام کر کسی مسلمان کو نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ (5) کسی مسلمان کو ذہنی یا جسمانی کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی۔ (6) بعض اوقات "جز" بول کر "کل" مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں زبان اور ہاتھ انسانی اعضاء کا تذکرہ ہے لیکن مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے پورے جسم کے ذریعے کسی مسلمان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (7) بعض اوقات نصوص میں کوئی لفظ اپنے معروف اصطلاحی معنی کی بجائے صرف لغوی معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں لفظ "مہاجر" استعمال ہوا ہے۔

*—**—*

باب۵: اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ

افضل اسلام کون سا ہے؟

...—...—...

10-حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْاُمَوِیِّ الْقُرَشِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) افضل اسلام کیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "(افضل اسلام اس شخص کا ہے) جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ مسلم کے نیک عمل کو اسلام (یعنی ایمان) قرار دیا ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عمل ایمان کا حصہ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے چار راوی یحییٰ بن سعید، برید بن عبداللہ، عامر بن عبداللہ اور عبداللہ بن قیس یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مضمون بھی سابقہ روایت کے الفاظ کے مطابق ہے یعنی مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔

استنباط احکام و مسائل: اگرچہ "افضل" کا مطلب سب سے زیادہ فضیلت والا ہوتا ہے لیکن بعض اوقات یہ لغوی معنی سے ہٹ کر بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مختلف احادیث میں مختلف مقامات پر مختلف اعمال کو "افضل" قرار دیا گیا ہے۔

*—**—*

باب۶: اِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ

کھانا کھلانا بھی اسلام ہے

...—...—...

11-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ

عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا' سب سے بہتر اسلامی (عمل) کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا' تم (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ اور جسے تم جانتے ہو اور جسے نہیں جانتے اسے (پہلے) سلام کرو۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حدیث میں کھانا کھلانے کو اسلام (یعنی ایمان) کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ایک عمل ہے لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ عمل، ایمان کا حصہ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس کے تمام راوی مصر میں قیام پذیر رہے ہیں اور اسے ایک تابعی یزید بن ابوحبیب نے دوسرے تابعی مرثد بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں یہ رواج ہے کہ ہم صرف اسی شخص کو کھانا کھلاتے ہیں جس سے ہمیں کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس روایت میں جس نیک عمل کی ترغیب دی ہے۔ صوفیاء نے اس کو رواج دینے کے لیے مشائخ کو ایصال ثواب کرنے کی محافل کی روایت قائم کی۔ جس میں حاضرین کو کھانا بھی کھلایا جاتا تھا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ صرف بھوکے کو کھانا کھلانا کارِ ثواب نہیں ہے بلکہ آپ اللہ کی رضا کے لیے کسی آسودہ حال شخص کو بھی کچھ کھلا سکتے ہیں۔

مضامین حدیث: کسی کو کھانا کھلانا نیکی کا کام ہے اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ کھانے والا امیر ہے یا غریب؟ تاہم یہ بات پیش نظر رہے کہ اس عمل کا مقصد صرف اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ دوسرا مضمون سلام کو پھیلانا ہے کیونکہ اس کے ذریعے خوش اخلاقی اور محبت کا اظہار ہوتا ہے جس کی وجہ سے آپس کے تعلقات میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

استنباط احکام و مسائل: (1) ''خیر'' عربی قواعد کی رو سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کا مطلب سب سے زیادہ ''بھلائی'' والا ہے تاہم احادیث میں یہ لفظ سب سے زیادہ ''بھلائی'' کی بجائے بھلائی والا اور بہتر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (2) کیونکہ حدیث میں کھانا کھلانے کا حکم مطلق ہے اس لیے اس میں یہ قید نہیں ہوگی کہ جس کو کھانا کھلایا جارہا ہے' وہ امیر ہے یا غریب (3) اس حدیث سے بالواسطہ طور پر اہل سنت کے اس معمول کی تائید ہو جاتی ہے جو وہ گیارہویں شریف' میلاد شریف' شب برأت وغیرہ جیسے مواقع پر ایک دوسرے کو اہتمام کے ساتھ کھانا کھلاتے ہیں۔ (4) حدیث کے الفاظ سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سلام میں پہل کرنا افضل ہے۔ (5) اگرچہ حدیث کے الفاظ مطلق ہیں کہ ہر واقف اور اجنبی کو سلام کرو لیکن اس کا مفہوم مقید ہے یعنی ہر واقف اور انجان مسلمان کو سلام کرو۔
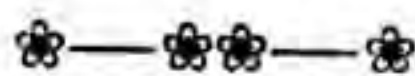
باب ۷: بَابُ مِنَ الْاِیْمَانِ اَنْ یُّحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرنا جو خود کو پسند ہو' بھی ایمان کا حصہ ہے۔

12- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی (چیز' کام صورت حال) پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرنے کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے جو انسان اپنے لیے پسند کرتا ہے چونکہ یہ چیز عمل کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے نتیجہ یہ سامنے آئے گا کہ عمل بھی ایمان کا حصہ ہے' جس سے امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ان لوگوں کے موقف کی تردید ہو جاتی ہے جو اعمال کو ایمان کا حصہ نہیں سمجھتے ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند مرفوع متصل ہے۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث قولی ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان منقول ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا نفس مضمون یہ ہے کہ مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

عصریات: آج اس حدیث کا مفہوم نسبتاً وسیع معنی میں ہمارے سامنے آتا ہے تاہم مختصر طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کوکوئی شخص ہمارے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اس طرح ہمیں بھی اپنے فرائض اور دوسروں سے متعلق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے' جس طرح ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ کوئی شخص ہماری عزت نفس مجروح نہ کرے اس طرح ہمیں اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں یہ بات پسند کرنی چاہیے کہ کوئی یا ہم خود اس کی عزت نفس مجروح نہ کریں۔

توجہ طلب: مسلمان بھائی تو بہت دُور کی بات ہے' کیا ہم اپنے سگے بھائی کے لیے بھی وہی بات پسند کرتے ہیں جو ہمیں اپنے لیے پسند ہوتی ہے؟

باب ۸ حُبُّ الرَّسُوْلِ ﷺ مِنَ الْاِيْمَانِ

محبت رسول' ایمان کا حصہ ہے

۱۳- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' کوئی بھی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

ترجمۃ الباب: اس حدیث میں محبت رسول ﷺ کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے اس لیے ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس کی سند میں دو تابعین عبدالرحمن بن ہرمز اور عبداللہ بن زلحوانی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون محبت رسول ﷺ کی اہمیت ہے۔

عصریات: آج کے زمانے میں ''حب رسول ﷺ'' کا موضوع عجیب وغریب صورتِ حال اختیار کر گیا ہے۔ایک طرف وہ گروہ ہے جو محبتِ رسول ﷺ کا دعوے دار ہے اور ان کی تمام تر محبت صرف نعت خوانی اور نعرے بازی تک محدود ہے جبکہ دوسری طرف ایک دوسرا گروہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کی ظاہری اتباع تو کرتا ہے مگر ان کی تحریریں اور ان کے طرزِ عمل سے کسی بھی حوالے سے محبت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنے والا شخص آپ کے بارے میں اتنی آسانی سے فیصلہ نہیں دے سکتا کہ آپ کو فلاں چیز کا علم ہے اور فلاں کا نہیں ہے اور فلاں کا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

توجہ طلب: کیا آپ حضرات اکابر علماء دیوبند سے عقیدت رکھتے ہیں؟ کیا آپ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور شاہ محمد اسماعیل دہلوی کے پیروکار ہیں؟ کیا آپ ان حضرات کے بارے میں اتنی ہی آسانی سے فیصلہ صادر کر سکتے ہیں جتنی آسانی سے آپ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فتویٰ جاری کرتے ہیں' کہ ان لوگوں کو فلاں مسئلہ سمجھ آ گیا ہے' فلاں ان کی سمجھ میں نہیں آیا اور اسے بیان کرنے میں ان سے فلاں غلطی سرزد ہوئی ہے اور فلاں مسئلے کا صحیح اور حقیقی جواب ان کے علم میں آ ہی نہیں سکتا۔

کیا آپ ان حضرات کو معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا ان سے کبھی خطا سرزد ہوئی؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہوئی تو کون سی؟ یا ۔ کہیے گا کہ آپ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو تمام بنی نوع انسان سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے محبت نہ ہو اور ان تمام بنی نوع انسان آپ کے یہ ممدوحین بھی شامل ہیں۔

محبتِ رسول ﷺ

کسی بھی ذات کے ساتھ انسان صرف اسی وقت محبت کرتا ہے جب اس ذات کی عظمت کا شعور اُسے حاصل ہو جائے۔اور نبی اکرم ﷺ کی عظمت میں آپ کی ظاہری سیرت آپ کی روحانی اور باطنی رفعت بھی شامل ہے۔جس سے اکابر صوفیاء ہی صحیح طور پر آگاہ ہو سکتے ہیں۔

مشہور صوفی بزرگ سیدی عبدالعزیز دباغ اپنے وقت کے غوث تھے۔آپ ''امی'' ولی تھے۔آپ کے مرید خاص سیدی احمد بن مبارک سلجماسی نے آپ کے ملفوظات کو ''الابریز'' کے نام سے مرتب کیا ہے جس کی ایک فصل میں ''نور محمدی'' پر بحث کی گئی ہے۔اس بحث کی جامعیت اور اہمیت کے پیش نظر ہم اسے یہاں نقل کر رہے ہیں۔ہمیں توقع ہے کہ یہ شذرات آپ کی معلومات میں اضافے کا باعث ہوں گے اور انہیں پڑھنے کے بعد آپ کے دل میں عظمت مصطفیٰ کا احساس مزید اجاگر ہوگا۔جب ایسا ہو تو آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان سطور کے مؤلف کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(احمد بن مبارک فرماتے ہیں) مشہور صوفی بزرگ قطب زمان حضرت عبدالسلام بن مشیش نے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر درود بھیجنے کیلئے ایک ترکیب موزوں کی ہے۔سیدی دباغ نے اس کے بعض مشکل مقامات کی تشریح کی ہے جو درج ذیل ہیں۔

نور محمدی ہر شے کی اصل ہے:

شیخ عبدالسلام بن مشیش نے درود شریف کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے۔

اللهم صل علی من منه انشقت الاسرار

''اے اللہ! اس ہستی پر درود نازل فرما جس کے ذریعے اسرار شق ہو گئے (اور ان کا ظہور ہوا)''۔

سیدی دباغ فرماتے ہیں۔ سیدی محمد بن عبدالکریم البصراوی کا قول ہے جب اللہ تعالیٰ نے زمین کی برکات اور اس میں موجود اسرار یعنی چشمے' کنویں' دریا' درخت' پھل' پھول وغیرہ کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے ستر ہزار فرشتے زمین پر بھیجے۔ پھر مزید ستر ہزار فرشتے بھیجے اس کے بعد پھر ستر ہزار مزید فرشتے بھیجے۔ ان فرشتوں نے زمین پر طواف کرنا شروع کر دیا۔ ستر ہزار فرشتوں کے پہلے گروہ نے نبی اکرم ﷺ کے اسم مبارک کا ورد شروع کیا۔ اس سے مراد آپ ﷺ کا ایک مخصوص اسم ہے جس کی وضاحت بعد میں کی جائے گی۔ ستر ہزار فرشتوں کے دوسرے گروہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم ﷺ کے مرتبہ و مقام کا ذکر شروع کر دیا اور تیسرے گروہ نے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا شروع کر دیا۔ اس وقت ان تینوں گروہوں کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا نور مبارک موجود تھا۔ یہ کائنات آپ ﷺ کے ذکر کی برکت سے وجود میں آئی ہے۔

جب آپ ﷺ کا ذکر زمین پر کیا گیا تو اس میں ٹھہراؤ آ گیا اور جب آسمانوں پر کیا گیا تو وہ بلند ہو گئے جب یہ ذکر حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے جوڑوں پر کیا گیا تو وہ نرم ہو گئے جب ان کی آنکھوں پر کیا گیا تو ان میں روشنی آ گئی اور یہی شیخ عبدالسلام بن مشیش کے قول کا اصل مقصد ہے۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) میں نے عرض کی ''دلائل الخیرات'' کی اس عبارت کا بھی یہی مفہوم ہوگا؟

وبالاسم الذی وضعته علی الليل فاظلم و علی النهار فاستار و علی السموات فاستقلت و علی الارض فاستقرت و علی الجبال فرست و علی البحار فعبرت و علی العيون فنبعت و علی السحاب فامطرت .

''(یا اللہ!) میں اس نام کے وسیلے سے (دعا کرتا ہوں) جسے تو نے رات پر رکھا تو وہ تاریک ہو گئی اور دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا' آسمانوں پر رکھا تو وہ بلند ہو گئے اور زمین پر رکھا تو اس میں ٹھہراؤ آ گیا' پہاڑوں پر رکھا تو وہ زمین میں گڑ گئے۔ سمندروں پہ ڈالا تو ان میں بہاؤ آ گیا۔ چشموں پر ڈالا تو وہ پھوٹ پڑے اور بادلوں پر ڈالا تو وہ برسنے لگے''۔

سیدی عبدالعزیز دباغ نے فرمایا' ہاں! یہ نام ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اسم گرامی ہے' جس کی برکت کے وسیلے سے کائنات وجود میں آئی ہے۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) اس سے پہلے ہم غوث زمان سیدی احمد بن عبداللہ کا یہ قول نقل کر چکے ہیں جو آپ نے اپنے ایک مرید کے سامنے بیان کیا تھا۔

''اے میرے بیٹے! اگر نبی اکرم ﷺ کا نور نہ ہوتا تو زمین کا کوئی بھی راز ظاہر نہ ہوتا اور اگر آپ ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو کوئی چشمہ جاری نہ ہوتا' کوئی دریا نہ بہتا' آپ ﷺ کا نور مبارک مارچ کے مہینے میں تین مرتبہ تمام بیجوں پر اپنی خوشبو ڈالتا ہے جس کی برکت سے ان بیجوں سے پھل پیدا ہوتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کا نور مبارک نہ ہوتا تو یہ پھل بھی پیدا نہ ہوتے' دوسروں کا تو خیر ذکر ہی کیا؟ جس شخص کا ایمان سب سے زیادہ کم ہو اسے بھی ایمان پہاڑ سے زیادہ وزنی محسوس ہوتا ہے اور

بعض اوقات انسان اس کے بوجھ سے تنگ آ کر اس سے پیچھا چھڑانے کا خیال کرتا ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے نور مبارک (کی تجلی) اس پر پڑتی ہے اور ایمان کے ثقل کو برداشت کرنے میں انسان کی مدد کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ شخص ایمان کی مٹھاس اور لذت کو محسوس کرتا ہے''۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) یہ قول اسی کتاب کے آغاز میں موجود ہے۔

ایک مرتبہ سیدی عبدالعزیز دباغ نے شیخ عبدالسلام بن مشیش کے مذکورہ بالا قول کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کا وجود مسعود نہ ہوتا تو جنت اور دوزخ میں لوگوں کے درمیان کوئی تفاوت نہ ہوتا اور تمام لوگ ایک ہی مرتبے کے حامل ہوتے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو تخلیق کیا تو اس سے پہلے مشیت الٰہی میں یہ بات موجود تھی کہ اس نور کو قبول کرنے اور اس کی طرف مائل ہونے کے اعتبار سے لوگوں کے درمیان تفاوت پایا جائے گا اور جب اس نور کو تخلیق کر دیا گیا تو مشیت ظاہر ہوگئی اس سے پتہ چل گیا کہ بعض لوگ نور محمدی کو قبول کرنے میں خشوع وخضوع کے فلاں مرتبے پر فائز ہوں گے۔ فلاں کا رنگ یہ ہوگا اور فلاں کو یہ فیض نصیب ہوگا (یہ تمام امور) مخلوق کے ظہور سے پہلے (طے ہو چکے تھے) جبکہ مخلوق ابھی مرتبہ عدم میں ہی معدوم تھی۔

(سیدی دباغ فرماتے ہیں) آپ ﷺ کی ذات اقدس کی بدولت اسرار کے شق ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ کے باعث مخلوق کے مراتب میں تفاوت اور فرق ظاہر ہوا ہے۔

ایک اور مرتبہ اسی قول کی تشریح کرتے ہوئے سیدی دباغ نے بیان کیا۔ تمام انبیاء اور اولیاء کے اسرار نبی اکرم ﷺ کے ''سر'' سے ماخوذ ہیں۔ آپ ﷺ کے دو ''سر'' ہیں۔ ایک کا تعلق مشاہدے کے ساتھ ہے جو ایک وہبی چیز ہے جبکہ دوسرا اس پہلے ''سر'' سے ماخوذ ہے لیکن دوسرا ''سر'' کیسا ہے؟ اس بات کو ہم ایک مثال کے ذریعے یوں بیان کر سکتے ہیں کہ مشاہدہ کپڑے کی مانند ہے جس پر کوئی دست کار اپنے فن کا نمونہ بنا دیتا ہے۔ گویا صاحب مشاہدہ اس کپڑے پر اپنے فن کا نمونہ نقش کر دیتا ہے۔ لہٰذا جب وہ ریشمی کپڑے پر دست کاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ریشم کی صنعت سے متعلق تمام علوم سے آگاہ کر دے گا لیکن اگر وہ سوتی کپڑے پر دست کاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سوتی کپڑے سے متعلق تمام امور سے آگاہ فرما دے گا۔ اس طرح وہ شخص ان صنعتوں سے متعلق ان تمام امور سے آگاہ ہو جائے گا جن سے اس صنعت کے ماہرین آگاہ ہوتے ہیں اور ان امور سے بھی آگاہ ہو جائے گا جن سے اس صنعت کے ماہرین بھی آگاہ نہیں ہوتے۔ نبی اکرم ﷺ کے مشاہدے کی بھی یہی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کا مشاہدہ ان تمام علوم اور معارف پر مشتمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے میں پہلے سے موجود تھے۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) مشاہدے کو کپڑے سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ دونوں کے درمیان ایک قدر مشترک ہے یعنی ان سے متعلق امور کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا لہٰذا کپڑے میں دست کاری کے مختلف نمونے ہوتے ہیں جبکہ مشاہدے میں مختلف اسمائے حسنیٰ کے انوار واسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ دوسری قدر مشترک یہ ہے کہ جیسے ایک ہی کپڑے پر دست کاری کے مختلف نمونے بنائے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح تمام اسمائے حسنیٰ کے انوار نبی اکرم ﷺ کے مشاہدے میں شامل ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جس طرح انسان دست کاری کے مختلف طریقوں میں سے کسی ایک میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح اسمائے حسنیٰ میں سے کسی ایک اسم کے انوار کے فیض سے دنیا میں کوئی تصرف کیا جاتا ہے لہٰذا مذکورہ بالا تینوں اقدار کی وجہ سے مشاہدے کو کپڑے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سیدی عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ میں وہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں جن کی بدولت یہ مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور آپ ﷺ کو اس مشاہدے کے تمام اسرار حاصل ہیں۔ ان خصوصیات میں مخلوق پر رحم کرنا' ان سے محبت کرنا' ان سے درگزر

کرنا' بردباری سے پیش آنا' ان کے لیے دعائے خیر کرنا کہ شاید اللہ تعالیٰ انہیں آپ کی ذات پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمادے۔

سیدی دباغ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے یہی دعا کیا کرتے تھے لیکن آج کل لوگوں کو اس دعا کی اہمیت کا احساس نہیں ہے۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) جب ہم یہ فرض کرلیں کہ مشاہدہ تمام اسمائے حسنیٰ پر مشتمل ہوتا ہے اور صاحب مشاہدہ (نبی اکرم ﷺ) کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو کپڑا بننے کے فن سے آشنا ہے تو اس سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کو تمام اسمائے حسنیٰ کے انوار حاصل ہیں اور آپ ﷺ ان کے اسرار کے مالک ہیں لہٰذا آپ ﷺ کی ذات اقدس میں صبر' رحمت' حلم' عفو' مغفرت' علم' قدرت' سماعت' بصارت' کلام حتیٰ کہ تمام اسمائے حسنیٰ کے انوار آپ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

سیدی عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں جب ہم دیگر انبیاء کرام اولیاء عظام اور فرشتوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعض انوار ان میں پائے جاتے ہیں اور انہیں آپ ﷺ کی ذات اقدس کا فیض حاصل ہے تو گویا ان سب کے اسرار نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کی بدولت ہی ظاہر ہوئے ہیں۔

سیدی دباغ فرماتے ہیں اگر انسان کے جسم میں دوڑنے والا خون اور رگیں' حقائق کی معرفت کیلئے رکاوٹ نہ ہوتیں تو کوئی بھی "نبی" آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر کوئی کلام نہ کرتا اور ہر "نبی" (اپنے امتیوں کو) آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تلقین کرتا اور اس بات کا اعتراف کرتا کہ اسے جو بھی فیض حاصل ہوا ہے۔ وہ آپ ﷺ کی بدولت نصیب ہوا ہے لہٰذا در حقیقت یہ تمام انبیاء کرام نبی اکرم ﷺ کے نائب ہیں اور آپ ﷺ کی روحانی اولاد ہیں اور آپ ﷺ ان کے روحانی باپ ہیں۔ یہاں تک کہ ساری مخلوق آپ ﷺ سے فیض لینے میں یکساں حیثیت کی مانند ہے اور ہر ایک آپ ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا پابند ہے۔ لہٰذا وہ تمام لوگ جو آپ ﷺ کے ظہور سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ وہ مرنے کے فوراً بعد اس حقیقت سے یقینی طور پر آگاہ ہو جاتے ہیں اور آخرت میں انہیں اس کا عملی تجربہ بھی ہو جائے گا۔ جب جنت میں داخلے کے وقت ان (کفار) کے اور جنت کے درمیان رکاوٹ آ جائے گی اور جنت ان سے منہ موڑتے ہوئے یہ بات کہے گی کہ میں تم سے واقف نہیں ہوں کیونکہ مجھے تمہارے اندر نور محمدی ﷺ دکھائی نہیں دے رہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پہلی امتوں کے لوگ اپنے انبیاء سے فیض حاصل کرتے تھے اور جملہ انبیاء کرام' حضرت محمد ﷺ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ گویا ہر ایک بشر آپ ہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق انسان کے جسم میں موجود خون حجاب کا باعث نہ ہوتا تو یہ سب کچھ اسی دنیا میں پیش آ جاتا۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا' معرفت کے حصول میں' خون کیوں رکاوٹ بنتا ہے؟ سیدی دباغ نے جواب دیا' اس کی وجہ یہ ہے کہ خون انسان کو اس کی بشری حیثیت کی طرف لے جاتا ہے اور فانی امور کی طرف راغب کر دیتا ہے' جس کے نتیجے میں مال و دولت اکٹھا کرے اور ان کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو جانا' اللہ تعالیٰ کی ذات سے غافل ہونے اور محجوب ہونے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اگر ان کے جسم میں خون موجود نہ ہوتا تو انسان کبھی بھی فانی امور کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) اس حجاب کی مختلف قسمیں ہیں۔ عوام میں یہ بہت گہرا ہوتا ہے جبکہ خواص میں اس کی حیثیت کمزور ہوتی ہے۔ انبیاء کرام میں یہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ میں یہ بالکل ہی موجود نہیں ہوتا۔

ہر مخلوق نور محمدی سے سیراب ہوتی ہے:

(سیدی عبدالسلام بن مشیش کے درود شریف کے چند الفاظ یہ ہیں)

وانفلقت الانوار ''(اے اللہ! اس ہستی پر درود نازل فرما جن سے) انوار پھیل گئے''۔ سیدی دباغ اس کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کے نور کو پیدا کیا۔ پھر اس نور سے قلم' 70 حجابات اور ان میں موجود فرشتوں کو پیدا کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے لوح کو پیدا کیا۔ پھر لوح کے مکمل ہونے سے پہلے عرش' ارواح' جنت اور برزخ کو پیدا کیا۔ عرش کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور اس نور کو ہمارے نبی کے نور سے پیدا کیا گیا۔ عرش کو ایک بہت بڑے یاقوت کی شکل میں پیدا کیا گیا ہے جس کے حجم کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور پھر اس یاقوت کے درمیان میں ایک گوہر پیدا کیا گیا ہے۔ یاقوت اور گوہر ایک انڈے کی مانند ہے جس کی سفیدی یاقوت ہے اور اس کی زردی وہ گوہر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس گوہر کو نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا۔ یہ نور یاقوت کو پھاڑ کر گوہر کو سیراب کرتا ہے۔ اس گوہر کو سات مرتبہ نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا گیا تو وہ گوہر بہہ کر پانی کی شکل اختیار کر گیا اور وہ پانی یاقوت یعنی عرش کی تہہ میں آ گیا۔ پھر اس نور سے اللہ تعالیٰ نے آٹھ فرشتے پیدا کیے جو حاملین عرش ہیں اس نور سے ہوا کو پیدا کیا گیا اور اسے حکم دیا کہ وہ پانی کے نیچے جائے۔ ہوا پانی کے نیچے گئی اور اس نے اسے اٹھا لیا اور پھر ہوا کے اثرات کے تحت وہ پانی جمنے لگا۔ ہوا نے اس کے جمے ہوئے ٹکڑوں کو خلا میں مختلف جگہ بکھیر دیا جس کے نتیجے میں سات زمینیں پیدا ہوئیں اسی طرح ہوا کے پانی میں اثر کرنے کی بدولت آسمان پیدا ہوئے' ہوا میں آگ کے اثرات بھی موجود تھے۔ فرشتوں نے ان اثرات کو نکال کر دوزخ بنائی چونکہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ آگ زمین و آسمان کو جلا کر بھسم کر دیتی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے نور سے زمین پر رہنے والے فرشتے پیدا کیے اور انہیں زمین پر رہ کر عبادت کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ کے نور مبارک سے آسمان کے فرشتے پیدا کیے اور انہیں آسمان میں رہ کر عبادت کرنے کا حکم دیا۔ جنت کے بعض حصوں کو چھوڑ کر بقیہ ساری جنت اور تمام ارواح کو نبی اکرم ﷺ کے نور سے پیدا کیا گیا۔ برزخ کا اوپری حصہ نور سے پیدا کیا گیا لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ لوح' قلم' نصف برزخ' ستر (70) حجابات اور ان میں موجود فرشتے' زمین و آسمان میں موجود تمام فرشتے آپ ﷺ کے نور سے کسی واسطے کے بغیر پیدا کیے گئے جبکہ عرش' جنت اور ارواح کو ایک نور سے پیدا کیا گیا ہے اور اس نور کو نور محمدی ﷺ سے پیدا کیا گیا ہے اس کے بعد ان تمام مخلوقات کو دوبارہ نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا گیا۔

قلم جو ایک بہت بڑی مخلوق ہے جس کے نور کو اگر زمین پر ڈال دیا جائے تو روئے زمین ریزہ ریزہ ہو جائے اس قلم کو سات مرتبہ نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا گیا۔ اسی طرح پانی کو بھی سات مرتبہ نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا گیا۔ البتہ قلم کی بہ نسبت پانی کی سیرابی کی کیفیت کم مرتبے کی مالک تھی۔ ستر (70) حجابات ہمیشہ نور محمدی سے سیراب ہوتے رہتے ہیں۔ عرش کو دو مرتبہ سیراب کیا گیا۔ ایک اس وقت جب اس کی تخلیق ہوئی تھی اور دوسرا اس وقت کیا جائے گا۔ جب قیامت قائم ہوگی تاکہ اس وقت عرش کا وجود باقی رہے یہی کیفیت جنت کے ساتھ بھی ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام اہل ایمان کو خواہ ان کا تعلق سابقہ امتوں کے ساتھ ہو۔ آٹھ مرتبہ نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا گیا۔ پہلی مرتبہ عالم ارواح میں جب ارواح کا نور پیدا کیا گیا۔ دوسری مرتبہ اس وقت جب ارواح کو شکل وصورت عطا کی گئی۔ تیسری مرتبہ اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے ارواح سے دریافت کیا ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' تو انبیاء کرام اور وہ تمام اہل ایمان جنہوں نے اس کا مثبت جواب دیا' ان کی ارواح کو (تیسری مرتبہ) سیراب کیا گیا۔ تاہم اس سیرابی کے دوران لوگوں میں تفاوت پایا گیا جس کی بدولت کوئی عام مسلمان رہا اور کوئی مرتبہ ولایت پر فائز ہوا۔ وہ کفار جن کے نصیب میں اس نور سے سیراب ہونا نہیں تھا

انہوں نے جب ان اہل ایمان کو حاصل ہونے والی نعمتوں اور سعادتوں کا مشاہدہ کیا تو انہیں اپنے طرز عمل پر پشیمانی ہوئی اور انہوں نے بھی سیرابی کی درخواست کی (لیکن ان کی یہ درخواست قبول نہ ہوئی) اور انہیں ظلمتوں کے سپرد کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے محفوظ رکھے جس وقت ماں کے پیٹ میں بچے کی شکل وصورت بنتی ہے۔ اس کی ہڈیوں کو ترتیب دیا جاتا ہے اور اسے بصارت عطا کی جاتی ہے۔ اس وقت چوتھی مرتبہ نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا جاتا ہے تاکہ اس کی ہڈیاں نرم ہو جائیں اور اسے سماعت بصارت حاصل ہو جائے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بچے کے جوڑ کبھی بھی نرم نہ ہوں۔

جب بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے اس وقت پانچویں مرتبہ اسے نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا جاتا ہے اور اس طرح اس کے اندر کچھ کھانے کی جبلت پیدا ہوتی ہے۔

چھٹی مرتبہ بچے کو اس وقت نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا جاتا ہے جب وہ پہلی مرتبہ ماں کا دودھ پیتا ہے۔

ساتویں مرتبہ بچے کو اس وقت نور محمدی سے سیراب کیا جاتا ہے جب اس کے جسم میں روح پھونکی جاتی ہے کیونکہ اگر یہ نور نہ ہوتو روح کبھی بھی اس کے وجود میں داخل نہ ہو سکے۔ اس کے باوجود روح بڑی مشکل سے جسم میں داخل ہوتی ہے اور اسے جسم میں داخل کرتے وقت فرشتوں کو خاصی مشکل پیش آتی ہے۔ اگر اللہ کا حکم نہ ہو اور روح کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ ہو تو کوئی بھی فرشتہ روح کو جسم میں داخل نہ کر سکے۔

ایک مرتبہ سیدی عبدالعزیز دباغ نے اس حقیقت کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے کہا جو فرشتے روح کو جسم میں داخل کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔ ان کی مثال بادشاہ کے ان غلاموں کی مانند ہوتی ہے جنہیں بادشاہ یہ حکم دے کہ میرے فلاں مقرب شخص کو قید کر لو۔ اب اگر ہم اس مقرب شخص کی طرف دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ غلام اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن اگر ہم بادشاہ کی طرف دیکھیں۔ جس نے ان غلاموں کو بھیجا ہے وہ بادشاہ اس مقرب شخص کا بھی حاکم ہے۔ اس بادشاہ کی عظمت کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ غلام اس مقرب شخص پر قابو پالیں گے۔ اسی طرح جب فرشتے روح کو جسم میں داخل کرنے لگتے ہیں۔ اس وقت روح انتہائی تکلیف کا شکار ہو جاتی ہے اور خوب گریہ وزاری کرتی ہے۔ اس کی کیفیت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

جب بندہ مومن کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس وقت اسے آٹھویں مرتبہ نور محمدی سے سیراب کیا جائے گا تاکہ اس کا وجود برقرار رہے۔

سیدی عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں۔ آٹھ مرتبہ کی اس سیرابی میں دیگر تمام انبیاء کرام اور ان کی امتوں سے تعلق رکھنے والے تمام اہل ایمان شامل ہیں لیکن اس سیرابی کی کیفیت میں اختلاف ہوتا ہے کیونکہ جس طرح انبیاء نور محمدی سے فیض حاصل کرتے ہیں اس طرح کوئی اور یہ فیض حاصل نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کو مرتبہ نبوت اور رسالت پر فائز کیا گیا ہے۔ باقی اہل ایمان میں سے ہر شخص اپنے نصیب کے مطابق اس نور سے فیض یاب ہوتا ہے۔

امت محمدیہ اور سابقہ امتوں کی سیرابی کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ امت محمدیہ اس نور سے اس وقت سیراب ہوئی جب یہ نور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں داخل ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نور نے آپ کی روح مبارک اور جسم اقدس دونوں کا فیض حاصل کیا ہے جبکہ سابقہ امتیں نور محمدی سے اس وقت سیراب ہوئی تھیں جب جب وہ نور ذات اقدس میں داخل نہیں ہوا تھا جس کے نتیجے میں انہیں صرف نبی اکرم کی روح مبارکہ کے "سر" کا فیض حاصل ہوا اور اسی بنیادی فرق کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی امت کو دیگر تمام امتوں پر فضیلت عطا کی گئی جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کی امت کو "خیر امت" (سب سے بہتر امت) قرار دیا ہے۔ اس نعمت پر ہم

اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ بلاشبہ اسی کی ذات تمام تر تعریفوں کی حقیقی مستحق ہے۔

سیدی عبدالعزیز دباغ ارشاد فرماتے ہیں اسی طرح دیگر تمام مخلوقات کو بھی نور محمدی ﷺ سے فیض یاب کیا گیا ہے اور اگر یہ نور نہ ہوتا تو کوئی بھی شخص، کسی بھی چیز سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

سیدی دباغ فرماتے ہیں، جب سیدنا آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے اس وقت درختوں کے پھل نکلنے کے فوراً بعد زمین پر گر جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پھلوں کو باقی رکھنے کے ارادے کے تحت انہیں نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا جس کے باعث درختوں کے پھل پکنے کے بعد بھی درختوں کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ اگر کفار کو ماں کی پیٹ میں شکل بنتے وقت روح پھونکتے وقت، ماں کے پیٹ سے باہر نکلتے وقت اور پہلی مرتبہ ماں کا دودھ پیتے وقت نور محمدی ﷺ کا فیض عطا نہ کیا جاتا تو جہنم خود ان کے پاس آ کر انہیں ہڑپ کر لیتی اور جب تک آخرت میں بھی ان کے وجود سے یہ فیض نہیں نکالا جائے گا اس وقت تک دوزخ انہیں نہیں جلا سکے گی۔

ایک مرتبہ سیدی دباغ نے یہ بات بیان کی جب اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کے وسیلے سے قلم، عرش، لوح، برزخ اور جنت کو پیدا کیا۔ اسی طرح حاملین عرش، جنت اور ستر (70) حجابات میں موجود فرشتوں کو پیدا کیا تو عرش نے بارگاہ رب العزت میں التجا کی۔ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس لیے تاکہ تو اپنے اوپر موجود ستر (70) حجابات کے نور سے زمین پر بسنے والے میرے بندوں کو محفوظ رکھنے کیلئے حجاب بن جائے کیونکہ یہ لوگ ان انوار کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ میں انہیں مٹی سے پیدا کروں گا کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا نافرمان نہیں تھا اور جہنم بھی موجود نہیں تھی اس لیے فرشتوں نے یہ گمان کیا کہ مٹی سے پیدا ہونے والی اللہ تعالیٰ کی محبوب مخلوق جنت میں پیدا ہوگی اور جنت ہی میں رہے گی اور انہیں عرش کے ذریعے محجوب کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کے نور کو ایک ساتھ پیدا کیا اور اسے نور محمدی ﷺ سے فیض یاب کیا۔ پھر اسے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مختلف ارواح کی شکل دی گئی اور ہر ایک روح کو مخصوص شکل دیتے وقت اسے دوبارہ نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا گیا۔ ایک مخصوص مدت تک ارواح کی یہی حالت رہی۔ بعض ارواح نے اس سیرابی سے لطف حاصل کیا اور بعض اس لطف سے محروم رہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کیلئے جہنم کو پیدا کیا اور پھر تمام ارواح کو اکٹھا کر کے ان سے دریافت کیا:

الست بربکم (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟)

جن ارواح نے نور محمدی ﷺ سے سیرابی کے بعد لطف حاصل کیا تھا اور ان کا میلان اس نور کی طرف تھا۔ انہوں نے پوری رضامندی اور خوشی سے اقرار کیا (کہ تو ہی ہمارا رب ہے) لیکن جن ارواح کی قسمت میں محرومی تھی، ان پر جہنم کی تاریکی چھا گئی۔ انہوں نے مجبوری اور خوف کے عالم میں اس بات کا اقرار کیا۔ ان کے سامنے نور محمدی ﷺ اور جہنم کی تاریکی دونوں ظاہر ہوئے اور پھر اس وقت جب انہوں نے نور محمدی ﷺ کی عظمت کا مشاہدہ کیا تو انہیں اس کی اہمیت کا احساس ہوا کیونکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ اب ان پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور انہی کے لئے جہنم کو تیار کیا گیا ہے۔

انبیاء کرام پر نوری محمدی کا فیض:

ایک مرتبہ سیدی دباغ نے ارشاد فرمایا اگرچہ تمام انبیاء کرام کو نور محمدی ﷺ سے سیراب کیا گیا لیکن ان تمام حضرات میں سے کوئی بھی اس نور سے مکمل طور پر سیراب نہیں ہوا بلکہ ہر نبی اپنے، اپنے نصیب کے مطابق اس سے سیراب ہوا نور محمدی کے مختلف رنگ، احوال

اور بے شمار اقسام ہیں جن میں سے ہر نبی کو ایک مخصوص رنگ اور مخصوص قسم عطا کی گئی۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نور محمدی کا فیض حاصل کیا تو انہیں ''مقام غربت'' حاصل ہوا جس کا مالک کسی ایک مقام پر ٹھہرنے کی بجائے سیاحت میں مشغول رہتا ہے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نور محمدی کا فیض حاصل کیا تو انہیں ''کامل مشاہدے'' کے ہمراہ رحمت اور تواضع کا مقام حاصل ہوا یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی سے مخاطب ہوتا دیکھ لے تو ان کے لہجے کی نرمی اور انداز کی انکساری کی وجہ سے یہ سمجھے گا کہ شائد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مخاطب کے سامنے تواضع کا اظہار کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے عظیم مشاہدے کی قوت اور عظمت کی وجہ سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متواضع رہتے ہیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نور محمدی کا فیض حاصل ہوا تو آپ کو مشاہدے کے ایسے مقام پر فائز کیا گیا جہاں آپ اللہ تعالیٰ کی تمام تر نعمتوں اور مہربانیوں' جن کی کوئی حد نہیں ہے' کے ہمراہ مشاہدہ حق میں مشغول رہتے ہیں۔

اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام اور ملائکہ عظام کو نور محمدی سے مختلف اعتبار سے فیض حاصل ہوا۔

سیدی عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں تمام ''اہل خیر'' میں نبی اکرم کی برکت کی وجہ سے خیر ظاہر ہوئی ہے اور ان اہل خیر میں تمام انبیاء کرام اولیاء عظام' فرشتے اور اہل ایمان شامل ہیں۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا ان کے درمیان فرق کیسے کیا گیا؟

سیدی دباغ نے جواب دیا' فرشتوں کی ذات اور ان کی ارواح دونوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ انبیاء کرام کی ارواح کو اور ان کی ذات کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک اور نور ہے جس سے ان کی ذات سیراب ہوتی ہے۔ یہی کیفیت اولیاء کرام کی بھی ہے لیکن انبیاء کرام مرتبہ نبوت پر فائز ہونے کے باعث اولیاء پر فوقیت رکھتے ہیں کیونکہ مرتبہ نبوت کی عظمت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا عام مسلمانوں کا وجود مٹی سے پیدا ہوتا ہے اور ان کی ارواح نورانی ہوتی ہیں اس لیے ان کے وجود میں انبیاء و اولیاء کے نور سے ہلکی سی مشابہت پائی جاتی ہے۔

(احمد بن مبارک کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا' ان تمام انوار کو نبی اکرم ﷺ کے نور مبارک سے نسبت حاصل ہے؟ نیز یہ انوار نور محمدی ﷺ سے کس طرح مدد حاصل کرتے ہیں؟

سیدی عبدالعزیز دباغ نے اس کے جواب میں ایک عام فہم مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اگر بہت سی بلیوں کو کچھ عرصے تک بھوکا رہنا پڑے یہاں تک کہ انہیں کھانے کی شدید طلب محسوس ہو' وہ سب اس روٹی پر ٹوٹ پڑیں گی لیکن (وہ روٹی ایسی ہو کہ سب بلیوں کے کھانے کے باوجود) اس روٹی میں کوئی کمی نہ آ سکے یہی حالت نبی اکرم ﷺ کے نور مبارک کی ہے کہ تمام جہان اس نور سے فیض حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس میں اضافہ کرتا رہے گا۔ یاد رہے کہ اس اضافے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نور کا حجم پھیل جاتا ہے بلکہ اس سے مراد باطنی اضافہ ہے۔ تمام انبیاء کرام' اولیاء عظام اور عام مسلمان اسی نور سے فیض حاصل کرتے ہیں لیکن اس فیض کے مراتب مختلف ہوتے ہیں۔

اجرام فلکی پر نور محمدی کا فیض:

ایک مرتبہ سیدی دباغ نے ارشاد فرمایا' سورج' چاند اور ستاروں کا نور' برزخ کے نور سے پیدا ہوا ہے اور برزخ کا نور اس میں موجود ارواح کے نور سے پیدا ہوا ہے اور ارواح کا نور' نور محمدی سے پیدا ہوا ہے۔

ایک مرتبہ سیدی دباغ نے ارشاد فرمایا ان تمام اجرام فلکی میں نور محمدی کا ظہور زمین اور پہاڑوں کی پیدائش کے بعد اور سیدنا آدم کی تخلیق کے قریب ہوا۔ اس ظہور سے پہلے فرشتے اور ارواح اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دن اچانک سورج، چاند اور ستاروں میں روشنی ظاہر ہوئی تو زمین پر رہنے والے فرشتے اس سے خوف زدہ ہو کر سائے کی تلاش میں بھاگنا شروع ہو گئے اور بھاگتے ہوئے انہوں نے پوری زمین کا چکر لگا لیا اور آخر پھر وہیں پہنچ گئے جہاں سے انہوں نے بھاگنے کا آغاز کیا تھا اس صورتحال سے وہ سخت خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید کوئی بڑی تباہی رونما ہونے والی ہے۔ یہ سوچ کر وہ سب ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ انہیں دیکھ کر آسمان سے بھی فرشتے نازل ہوئے اور برزخ میں موجود ارواح بھی زمین پر اتر آئیں اور ان سب نے مل کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا شروع کر دی جب سورج غروب ہو گیا تو یہ تمام فرشتے اپنے اپنے مخصوص مقام کی طرف لوٹ گئے اور پھر اسی بات کی یادگار میں وہ ہر سال اسی رات کو اکٹھے ہو کر دعا کیا کرتے تھے ان کے اس عمل کی یادگار ''لیلۃ القدر'' کی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہے۔

(سیدی عبدالسلام بن مشیش کے موزوں کردہ درود شریف میں ایک مقام پر یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں)

وفیہ ارتقت الحقائق (اور نبی اکرم کی ذات اقدس میں حقائق کا ارتقاء ہوا)

سیدی عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں یہاں حقائق سے مراد وہ اسرار ہیں جو ساری مخلوق میں پھیلے ہوئے ہیں اور جن کی تعداد 366 ہے حیوانات، جمادات بلکہ تمام مخلوقات میں یہ اسرار موجود ہیں مثلاً نباتات میں موجود ''سر'' وہ نفع ہے جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے متعلق ہے کیونکہ ہر چیز کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے (احمد بن مبارک کہتے ہیں) آئندہ سطور میں اس نکتے کی وضاحت کی جائے گی (سیدی عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کی ذات میں دوسروں کو نفع پہنچانے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے اور اس بارے میں جو مقام نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ آپ خود غور کر سکتے ہیں (کہ ساری کائنات کو وجود کی نعمت بھی نبی اکرم کے وسیلے اور برکت سے حاصل ہوئی ہے) اور ساری کائنات نبی اکرم کے نور مبارک سے مدد حاصل کرتی ہے یہ خصوصیت کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

سیدی دباغ فرماتے ہیں زمین میں یہ ''سر'' موجود ہے کہ اس نے اپنے اوپر تمام موجود چیزوں کا بوجھ اٹھا رکھا ہے اور یہ بھی حقائق میں سے ایک حقیقت ہے اور یہ حقیقت نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں اس حد تک پائی جاتی ہے کہ اگر آپ ﷺ کے اسرار و معارف کو مخلوق پر ڈال دیا جائے تو وہ ان کا بوجھ برداشت نہیں کر سکے گی اور ہلاکت کا شکار ہو جائے گی۔

اہل مشاہدہ میں یہ ''سر'' موجود ہے کہ وہ ایک لمحے کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات سے غافل نہیں ہوتے اور یہ خصوصیت نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں اس مرتبے میں موجود ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکا۔

صدیقین میں یہ ''سر'' موجود ہے کہ وہ ''صدق'' سے متصف ہیں اور یہ خصوصیت سب سے زیادہ کمال کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی ذات میں موجود ہے۔

اہل کشف میں معرفت الٰہیہ کا ''سر'' موجود ہے اور ساری مخلوق میں سب سے زیادہ معرفت نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہے۔

(اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا) حقائق کا ارتقاء اللہ تعالیٰ کے انوار سے سیرابی کے مطابق ہوتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ان تمام انوار کی اصل ہے۔ تمام انوار آپ ﷺ ہی کی ذات سے پھیلے ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی ذات میں حقائق اس قدر زیادہ ہیں جن کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی دوسرا اس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

(سیدی عبدالسلام بن مشیش کے درود شریف کے بعض الفاظ درج ذیل ہیں کیونکہ ان کا سیاق و سباق موجود نہیں ہے اس لیے ان کا

ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔ مترجم عفی عنہ)

سیدی دباغ فرماتے ہیں یہاں علوم آدم سے مراد ان اسماء کا علم ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

وعلم آدم الاسماء كلها

(اور اللہ نے آدم کو تمام اسماء کا علم عطا کر دیا)

الاسماء سے مراد کیا ہے؟

یہاں اسماء سے مراد اسمائے عالیہ ہیں' اسمائے نازلہ مراد نہیں ہیں۔ (یاد رکھیں) ہر مخلوق کے دو نام ہیں' ایک اسم عالی اور دوسرا اسم نازل۔ اسم نازل اس نام کو کہا جاتا ہے۔ جو عام طور پر رکھا جاتا ہے لیکن اسم عالی اس نام کو کہتے ہیں۔ جو (اس نام سے متعلق چیز یعنی) مسمیٰ کی حقیقت' اس کے فوائد اور متعلقات کی وضاحت کر دے جیسے کلہاڑی (اسم نازل ہے اور اس) کیلئے جو اسم عالی ہوگا۔ محض اس اسم عالی کا لفظ سن کر ہمیں یہ پتہ چل جائے گا کہ اس کا کیا فائدہ ہے اور یہ کن کاموں میں استعمال ہو سکتی ہے۔ لوہار اسے کس طرح بناتا ہے غرضیکہ صرف اسم عالی سن لینے سے ہی کلہاڑی سے متعلق تمام علوم اور معارف سمجھ میں آ جاتے ہیں اسی طرح تمام مخلوقات کے اسمائے عالیہ سن کر ان تمام مخلوقات سے متعلق جملہ علوم و معارف سمجھ میں آ جائیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا فرمان میں حضرت آدم علیہ السلام کو ان تمام اسمائے عالیہ کا علم عطا کر دیا گیا۔ جنہیں حاصل کرنے کی وہ صلاحیت رکھتے تھے اور جو ان کی اولاد کی ضروریات سے کسی نہ کسی حوالے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں عرش کے نیچے سے لے کر فرش کے نیچے تک موجود تمام مخلوقات شامل ہوں گی جس میں جنت' دوزخ' ساتوں آسمان' ان میں جو کچھ بھی موجود ہے۔ ان آسمانوں کے درمیان جو کچھ موجود ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ موجود ہے اور زمین میں جنگل' میدان' وادیاں' سمندر' درخت غرضیکہ ہر مخلوق خواہ وہ ناطق ہو یا جامد۔

حضرت آدم علیہ السلام کو ان سب کی اصل' ان کے فوائد اور دیگر متعلقات کا علم عطا کر دیا گیا۔ مثلاً جب انہیں جنت کے اسم عالی کا پتہ چلا تو انہیں یہ بھی پتہ چل گیا کہ جنت کہاں موجود ہے؟ اسے کس طرح پیدا کیا گیا ہے؟ اس میں کتنے مقامات ہیں؟ کتنی حوریں ہیں؟ قیامت کے بعد یہاں کتنے لوگ آ کر آباد ہوں گے؟ اسی طرح دوزخ' آسمان' فرشتے وغیرہ تمام مخلوقات کے بارے میں جملہ متعلقات کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہو گیا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد میں' انبیاء کرام اور کامل اولیاء عظام کو یہ علوم عطا کیے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا نام بطور خاص (قرآن میں) اس لیے ذکر کیا گیا کیونکہ یہ تمام علوم سب سے پہلے آپ ہی کو حاصل ہوئے اور پھر آپ کے بعد آپ کی اولاد کی طرف منتقل ہو گئے۔ اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کسی کو بھی ان اسماء کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کے ساتھ ہم نے یہ قید ذکر کی ہے کہ ان سے مراد وہ علوم ہیں جن کی انہیں یا ان کی اولاد کو ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس قید کا مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے کہ تمام اشیاء کے اسمائے عالیہ کا علم حاصل کر لینے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کا علم' اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر ہو جائے گا۔

سیدی عبدالسلام بن مشیش نے "تنزلت" کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے تاکہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت آدم و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے علم کے درمیان فرق واضح ہو جائے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام جب مشاہدۂ حق میں مستغرق ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کی توجہ ان علوم کی طرف کم ہو جاتی ہے اور جب انبیاء کرام علیہم السلام ان علوم کی طرف توجہ کرتے ہیں تو مشاہدہ حق کے اندر ہلکی سی کمی آ جاتی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ جب آپ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو آپ کو حق تعالیٰ کا مکمل مشاہدہ حاصل ہوتا ہے

لیکن اس کے ساتھ ساتھ علوم کا مشاہدہ بھی مکمل طور پر حاصل رہتا ہے اور جب آپ مکمل طور پر ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس وقت مشاہدہ حق میں بھی کوئی کمی نہیں آتی۔ لہٰذا آپ ﷺ کیلئے مشاہدۂ حق، مشاہدۂ خلق کیلئے حجاب نہیں بنتا اور مشاہدۂ خلق، مشاہدۂ حق کیلئے حجاب نہیں بنتا۔

(مترجم عرض پرداز ہے اس کے بعد سیدی احمد بن مبارک سلجماسی نے مذکورہ بالا درود شریف کی عبارت میں سے چند مقامات کی تشریح بیان کی ہے جس کا رواں بامحاورہ اور آزاد ترجمہ درج ذیل ہے) نبی اکرم ﷺ کو ان علوم میں جس قدر رسوخ حاصل ہے۔ وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی توجہ بھی ان علوم سے ہٹ جاتی ہے۔ آپ ﷺ کا مرتبہ و مقام اس قدر بلند ہے کہ مخلوق میں سے کوئی ایک بھی اسے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی توجہ بھی ان علوم سے ہٹ جاتی ہے۔ آپ ﷺ کا مرتبہ و مقام اس قدر بلند ہے کہ مخلوق میں سے کوئی ایک بھی اسے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد میں سے کوئی نبی بھی یا کوئی ولی بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ آپ ﷺ کی روح مبارکہ باطنی کمالات کے اعتبار سے سب سے زیادہ کامل ہے اور آپ ﷺ کا جسم مبارک ظاہری کمالات کے اعتبار سے سب سے زیادہ کامل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو عالم علوی یعنی تقدیر کے تمام معاملات کا اس وقت بھی علم تھا۔ جب آسمان، لوح، فرشتے اور دیگر مخلوقات کو پیدا بھی نہیں کیا گیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ہی بدولت عالم ملکوت کو رونق بخشی اور عالم جبروت آپ ﷺ کے ہی فیوض و برکات سے بھرا ہوا ہے۔[1]

•••——•••——•••

14- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِىْ اَيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک' اس کے والدین' اولاد' (یہاں تک کہ) سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے چار راویوں میں سے تین ''بصری'' ہیں۔ اور ایک بخاری کے استاد یعقوب بن ابراہیم ''بغدادی'' ہیں، امام بخاری نے یہاں، اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔ دوسری سند میں بخاری کے استاد آدم بن ابوایاس بھی بغداد میں اقامت گزین رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

عصریات: محبت ایک فطری جذبہ ہے۔ جو ہر انسان کے دل میں موجود ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ استاد کو شاگرد سے محبت ہوتی ہے بیمار کو تندرستی اور تنگدست کو خوشحالی سے محبت ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے زمانے میں ماں باپ اولاد کے لیے، تنگدست خوشحالی کے لیے، ملازم، ملازمت بچانے کے لیے، مدرس تنخواہ وصول کرنے کے لیے، غرضیکہ ہر شخص اپنے ذاتی مفاد کی محبت میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کو بھول جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہماری زندگی کا ہر معاملہ اللہ کے پیارے رسولؐ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں بسر ہو۔

[1] سلجماسی' احمد بن مبارک' الابریز' 318)

مضامین حدیث: امام بخاری نے سابقہ روایت ہی کو ایک اور سند کے ہمراہ نقل کر دیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ سابقہ روایت کے آغاز میں نبی اکرم ﷺ کے یہ تاکیدی الفاظ موجود ہیں اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یہ الفاظ دوسری روایت میں نہیں ہیں جبکہ دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں (اولاد اور والدین کے ہمراہ) تمام بنی نوع انسان سے زیادہ میں تمہیں محبوب نہ ہو جاؤں۔ پہلی روایت میں صرف اولاد اور والدین کا ذکر ہے تمام بنی نوع انسان کا ذکر نہیں۔

❀—❀❀—❀

باب۹: حَلَاوَةِ الْإِيْمَانِ

ایمان کی حلاوت

15- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص میں تین خوبیاں موجود ہوں اس نے ایمان کی حلاوت کو پا لیا۔ (1) اللہ اور اس کے رسول' اس کے نزدیک ہر (شخص اور شے) سے زیادہ محبوب ہوں۔ (2) وہ کسی بھی شخص سے اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ (3) (ایمان لانے کے بعد) کفر کی طرف لوٹ جانا اس کے نزدیک اس قدر ناپسندیدہ ہو جیسا آگ میں ڈالا جانا ناپسند ہوتا ہے۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ حدیث میں ان امور کا ذکر ہے جن کی موجودگی میں ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے اس لیے امام بخاری ؒ نے ترجمۃ الباب کا عنوان ''ایمان کی حلاوت'' رکھا ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کے مرکزی مضامین تین ہیں' اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھنا' انسان کا اپنے مسلمان بھائیوں سے صرف اللہ کی رضا کے لیے محبت کرنا اور کفر کی طرف لوٹنے کو ناپسند کرنا۔

عصریات: آج کے زمانے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت برائے نام رہ گئی ہے۔ کچھ لوگ روایت پسندی کے تحت' کچھ اپنے مالی مفادات کے لیے اور کچھ نمود و نمائش کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے نعرے لگاتے ہیں۔

اسی طرح ہم کسی بھی شخص سے اللہ کی رضا کے لیے محبت نہیں کرتے' کسی پیر صاحب کی بارگاہ میں حاضری دے کر' کسی عالم صاحب کا درس قرآن سن کر جانے والوں میں ہر طبقے کے لوگ شامل ہوتے ہیں' ان میں سے کچھ کے پاس ذاتی سواریاں ہوتی ہیں اگر وہ چاہیں تو اپنے دو تین مسلمان بھائیوں کو ساتھ سوار کر کے کسی مناسب مقام تک پہنچا سکتے ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔ (2) اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ زندگی کے ہر معاملے میں صرف اسی راستے کو اختیار کیا جائے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے درست قرار دیا ہے اور ہر اس کام سے گریز کیا جائے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے غلط قرار دیا ہے۔ (3) انسان دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات اختیار کرتے

ہوئے صرف اللہ کی رضا کے پہلو کو پیش نظر رکھے۔ (4) ایمان کی طرح کفر کے بھی مختلف درجات ہیں جس طرح مختلف اعمال ایمان کا حصہ ہیں اسی طرح مختلف اعمال کفر کا بھی حصہ ہیں اگرچہ حدیث میں مطلق طور پر کفر کی طرف لوٹنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے تاہم اس سے بالواسطہ طور پر یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ انسان ان تمام اعمال کو ناپسند کرے جو اللہ کی نافرمانی کے زمرے میں آتے ہیں۔

توجہ طلب: کیا ہم کسی بھی شخص کی صرف اس لیے تعظیم کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں کس قدر مقرب ہوسکتا ہے؟ سلسلہ عالیہ کے پیر طریقت یا مدرسے کے شیخ الحدیث کا ہر شخص احترام کرتا ہے لیکن کیا باہمی دوستی اور تعلق میں بھی اس اصول کو پیش نظر رکھا جاتا ہے؟

باب ۱۰: عَلَامَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ

انصار سے محبت کرنا بھی ایمان کی علامت ہے۔

16-حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور انصار سے بغض رکھنا منافقت کی علامت ہے۔''

ترجمۃ الباب: کیونکہ حدیث میں انصار کی محبت کو ''ایمان کی علامت'' قرار دیا گیا ہے اس لیے امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں انصار کی محبت کا ایمان کی علامت ہونے کا ذکر کیا ہے یہاں امام بخاری نے حدیث کے صرف ابتدائی حصے کو نقل کیا ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون' انصار سے محبت رکھنا ہے یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان کا حصہ ہے اس طرح جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں' ان سے محبت بھی دین کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) جن لوگوں نے دین کی دعوت وتبلیغ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اعتبار سے مدد کی' ان سے محبت رکھنا ضروری ہے اور یہ محبت ایمان کی علامت ہے۔ (2) صالحین سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض رکھنا منافقت کا علامتی نشان ہے۔ (3) اس سے ان لوگوں کو نظریے کی تردید ہو جاتی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ گنتی کے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوا (معاذ اللہ) تمام حضرات گمراہی کا شکار ہو گئے ہیں کیونکہ یہ عقیدہ رکھنے والے لوگ بہت سے انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھتے ہیں اس لیے یہ بغض ان کے نفاق کا علامتی نشان ہے۔

عصریات: عصر حاضر میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ یہ حدیث ان کے لیے تازیانہ عبرت ہے۔

توجہ طلب: کیا ہم یا ہمارے متعلقین میں کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کی بدولت نفاق کا شکار ہو؟
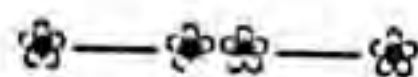
باب۱۱

•••———•••———•••

17-حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو اِدْرِيسَ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَّهُوَ اَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ بَايِعُونِي عَلَى اَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَاَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ' جنہیں غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے اس کے علاوہ آپ [illegible] موجودگی کا بھی شرف حاصل ہے' بیان فرماتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ [illegible] اجمعین حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تم میرے (ہاتھ پر) اس بات پر بیعت [illegible] گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' کسی پر جھوٹا [illegible] میں نافرمانی نہیں کرو گے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا) جو شخص اس عہد کو پورا [illegible] اگر کوئی (مذکورہ بالا گناہوں میں سے) کسی ایک کا مرتکب ہو جاتا ہے تو (اس کے نتیجے میں [illegible] (سزا اس کے گناہ کا) کفارہ ہوگی لیکن اگر کوئی شخص (ان میں سے) کسی ایک گناہ کا مرتکب [illegible] پوشی فرمائے (یعنی کسی کو اس کے گناہ کا پتہ نہ چل سکے جس کے نتیجے میں اس پر دنیاوی [illegible] اللہ کی مرضی ہے کہ (آخرت میں) اسے سزا دے یا (اس کے گناہ سے [illegible] ہیں) ہم نے ان باتوں پر بیعت کی۔

<u>مضامین حدیث</u>: شرک' چوری' زنا' اولاد کا قتل' بہتان تراشی اور بھلائی کے کاموں میں [illegible] مضامین ہیں کیونکہ ان گناہوں میں سے بعض کے ارتکاب پر حد جاری ہوتی ہے [illegible] لیے اگر کوئی شخص ان کا ارتکاب کرے اور اسے دنیاوی سزا مل جائے تو یہ اس کے [illegible]

<u>استنباط احکام و مسائل</u>: (1) اللہ تعالیٰ کے ذمہ یہ بات واجب نہیں ہے کہ وہ [illegible] (2) اگر کوئی شخص [illegible] گناہوں پر عمل پیرا رہتے ہوئے توبہ کیے بغیر مر جائے تو اس کی بخشش کی امید کی جا سکتی ہے (3) [illegible] حساب و کتاب کے بغیر بخشا جا سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے اسے جہنم میں داخل [illegible] اسے جنت میں داخل کیا جائے۔ (4) اس حدیث سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے [illegible] دیا جا سکتا۔

<u>اختلاف اُمت</u>: یہاں ایک مسئلہ ہے' جس پر مختلف فرقوں کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب رہنے والا شخص اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو اس کا [illegible]

کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ خوارج اس بات کے قائل ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب دائرۂ اسلام ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ (یہ خوارج وہی ہیں، جنہوں نے حضرت علی وحضرت معاویہ رضی اللہ عنہما پر شرک کا فتویٰ لگایا تھا)۔

اہلِ سنت اس بات کے قائل ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے شخص کو معاف کر سکتا اور اگر چاہے تو اپنی مرضی کے مطابق اس شخص کو عذاب کا شکار کر کے بعد میں جنت میں داخل کر سکتا ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں گناہوں کا صدور عام ہو گیا ہے، بہت سے گناہ اس طرح سے معاشرے میں رچ بس گئے ہیں کہ ان کے مرتکبین ذرا بھی شرمندگی محسوس نہیں کرتے بلکہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں جن کے مرتکبین معاشرے کے معزز افراد شمار ہوتے ہیں بلکہ اب تو یہ عالم ہے کہ اگر کسی آدمی کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو اور وہ کسی نیک آدمی کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرنا چاہے تو اسے ڈھونڈنے سے بھی کوئی نیک آدمی نہیں مل سکے گا، جو بھی ملے گا اسے درحقیقت خود بیعت توبہ کی ضرورت ہوگی۔

توجہ طلب: کیا ہم نے کبھی زندگی میں اپنے اعمال کا محاسبہ کیا ہے؟ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا پختہ عزم کیا ہے؟
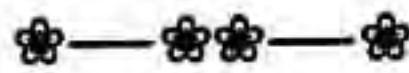
بَاب ۱۲: مِنَ الدِّيْنِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ

فتنوں سے بچنا دین کا حصہ ہے۔

18-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب وہ وقت آئے گا جب کسی بھی مسلمان کا بہترین اثاثہ بکریاں ہوں گی، جنہیں ہمراہ لے کر وہ اپنے دین کو بچانے کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں اور چٹیل میدانوں میں بھاگتا پھرے گا۔

مضامین حدیث: عنقریب طرح، طرح کے فتنے پیدا ہوں گے اور جب فتنوں کا ظہور ہو اس وقت مسلمان کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ ضروریاتِ زندگی کی بنیادی اشیاء لے کر ویرانے کا رُخ کر لے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) خود کو فتنوں کے درمیان رکھنا درست نہیں ہے۔ (2) اپنے دین یعنی عقائد کی حفاظت کے لیے ہر بدمذہب سے بچنا چاہیے۔

عصریات: عصر حاضر فتنوں کے اعتبار سے نہایت خطرناک عہد ہے کیونکہ اس میں ایک طرف بے دینی و بے راہ روی عام ہو چکی ہے اور دوسری طرف دین کا نام لے کر کتاب وسنت کی بات کر کے لوگوں کو بہکایا جا رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی وسعت اور سہولت نے فتنوں کے ظہور کا کام آسان کر دیا ہے۔ چینلز پر ہر علامہ اور مفکر اپنی راگنی الاپ رہا ہوتا ہے، لوگ اپنے خیالات تقریروں کی شکل میں ریکارڈ کروا کے پھیلا رہے ہیں، دھڑا دھڑ پمفلٹ اور کتابیں شائع کی جا رہی ہیں اور کہا یہ جا رہا ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو عام کر رہے ہیں۔ ہر طبقے تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ قرآن کے لفظوں میں:

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو وہ جواب دیتے ہیں ہم تو اصلاح کر رہے ہیں۔ خبردار! یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔" (البقرہ 12 '11)

ہم یہ نہیں کہتے کہ انسان کو دینی تعلیمات حاصل نہیں کرنی چاہئیں' ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ ایک شخص آپ کے سامنے اپنے ذاتی عقائد اور خیالات پیش کر دیتا ہے اور وہ آپ کے سامنے قرآن کی آیت کا اپنا من پسند مفہوم بیان کر دیتا ہے۔ آپ اسے حرف بحرف درست نہ سمجھیں کیونکہ قرآن میں بعض دیگر آیات بھی ہیں جن سے اس شخص کے اخذ کردہ مفہوم کی تردید ہو جاتی ہے لیکن نہ وہ بیان کرتا ہے اور نہ آپ اس سے واقف ہوتے ہیں اگر آپ کو اپنے عقیدے اور مسلک کے بارے میں کوئی شبہ پیدا ہو تو کسی مستند عالم کی طرف رجوع کریں جیسا کہ قرآن نے کہا ہے:

"اگر تمہیں (کسی مسئلے کا) علم نہ ہو تو اہل ذکر (علم) سے پوچھ لو۔" (بنی اسرائیل 36)

توجہ طلب: کیا آپ آج بھی وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو چند برس پہلے تھا؟ آپ کے باپ دادا جس پر کاربند تھے؟ کہیں آپ اپنے سابقہ اور اپنے آباؤ اجداد کے عقیدے کے برعکس نظریہ تو اختیار نہیں کر چکے ہیں؟ کیا آپ کسی ایسے گناہ میں مبتلا تو نہیں جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ممنوع قرار دیا ہے؟ آپ اللہ تعالیٰ کو رحیم و غفار سمجھتے ہیں لیکن کیا آپ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ وہ بے نیاز ہے؟ جبار و قہار ہے؟

❀—❀❀—❀

بَاب ۱۳ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ وَأَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ)

نبی ﷺ کا فرمان "مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم سے زیادہ علم ہے" معرفت دل کا فعل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور جو تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ ان (عقائد) پر تمہاری گرفت فرمائے گا۔"

•••—•••—•••

19- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَهُمْ أَمَرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ قَالُوا إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "نبی اکرم ﷺ لوگوں کو ہمیشہ انہی کاموں کا حکم دیتے تھے جنہیں وہ پورا کر سکیں۔ ایک دن چند حضرات نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہمارا حال آپ ﷺ کی مانند نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سب خلاف اولیٰ کام تک بخش دیئے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں تم سب سے زیادہ (اللہ سے) ڈرتا ہوں اور اللہ کے بارے میں تم سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔"

مضامین حدیث: (1) نبی اکرم ﷺ کا طریقہ تبلیغ (2) نبی اکرم ﷺ کا طرز عبادت (3) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذوق عبادت (4) شرعی حکم کے خلاف سوچ' دیکھ کر نبی اکرم ﷺ کا اظہار ناپسندیدگی۔

استنباط احکام و مسائل: (1) انسان کو اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق نفلی اعمال اختیار کرنے چاہئیں۔(2) اعمال کی کثرت کی بجائے باقاعدگی اور مداومت شریعت کی نظر میں محمود ہے۔(3) کوئی خلاف شریعت کام دیکھ کر غصے اور ناراضگی کا اظہار درست ہے۔ (4) ضرورت کے وقت انسان اپنی ذاتی فضیلت کا اظہار کر سکتا ہے۔(5) کسی شاگرد یا مرید کو کوئی وظیفہ یا عمل تلقین کرتے وقت اس کی طاقت اور حیثیت پیش نظر رکھنی چاہیے۔(6) ظاہری عبادت کی کثرت تقویٰ یا معرفت کی کثرت کی دلیل نہیں ہے۔(7) پرہیزگاری اور عبادت دو مختلف چیزیں ہیں۔(8) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فضیلت کا معیار عبادت کی کثرت نہیں ہے بلکہ معرفت اور پرہیزگاری کی زیادتی فضیلت کا باعث ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں یہ رواج چل نکلا ہے کہ اساتذہ اور پیر صاحبان اپنے شاگردوں اور مریدین کے سامنے خواہ مخواہ کی فرمائشیں رکھ دیتے ہیں اور ان کی تکمیل کو دین داری اور معرفت قرار دیتے ہیں' یہ نہایت معیوب حرکت ہے۔

توجہ طلب: یعنی نبی اکرم ﷺ تو لوگوں کو ان کی طاقت سے زیادہ اللہ کی عبادت کا حکم بھی نہیں دیتے تھے اور ہم ان لوگوں سے ذاتی خدمت لیتے ہیں۔کیا ہم نے کبھی کوئی خلاف شریعت کام دیکھ کر ناراضی کا اظہار کیا ہے؟

❀—❀❀—❀
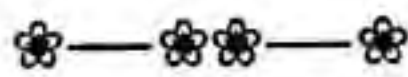
باب ۱۴: مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ مِنَ الْاِيْمَانِ

کفر کی طرف لوٹنا اسی طرح ناپسندیدہ ہونا چاہیے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔

•••———•••———•••

20- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَايُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس شخص میں تین خوبیاں ہوں اس میں ایمان کی حلاوت پائی جائے گی۔(1) جسے اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ محبوب ہوں۔(2) جو دوسروں سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔(3) جب اللہ تعالیٰ اسے کفر سے محفوظ فرما دے تو وہ کفر کی طرف لوٹنا اسی طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔"

ترجمۃ الباب: کیونکہ حدیث کے الفاظ میں بندۂ مومن کی خصوصیات میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ وہ کفر کی طرف لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کا عنوان اسی حوالے سے تجویز کیا ہے۔

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث: 15 میں نقل کر چکے ہیں۔دونوں مقامات پر فرق یہ ہے کہ وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے ابتدائی حصے کو ترجمۃ الباب کا عنوان قرار دیا تھا اور یہاں حدیث کے آخری حصے کو ترجمۃ الباب کا عنوان قرار دیا ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت موفوع متصل ہے اور یہ قولی حدیث ہے۔

باب ۱۵: تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِي الْاَعْمَالِ

اعمال کے اعتبار سے اہل ایمان کے درجات مختلف ہیں۔

•••——•••——•••

21-حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَا اَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةِ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِّنْ خَيْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب جنتی لوگ جنت میں اور دوزخی لوگ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے' اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو) حکم دے گا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے' اسے (دوزخ سے) نکال دو' ایسے لوگ (جب دوزخ سے) نکلیں گے تو ان کے وجود سیاہ ہو چکے ہوں گے اور پھر انہیں (راوی امام مالک کو شک ہے) دریائے حیات یا دریائے حیاء میں ڈالا جائے گا تو ان کے جسم اس طرح تندرست ہوں گے جیسے بہتے ہوئے پانی کے کنارے دانا اُگتا ہے' کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جب وہ پھوٹتا ہے تو اس کا رنگ زرد ہوتا ہے۔'' امام بخاری فرماتے ہیں ایک اور روایت کے مطابق دریائے حیات کا ذکر ہے' اور دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان کی بجائے رائی کے دانے کے برابر خیر (بھلائی) کا ذکر ہے۔

مضامین حدیث: (1) اہل ایمان کے درجات میں تفاوت ہونا۔ (2) صاحب ایمان کا آخر کار جہنم سے نکلنا۔

استنباط احکام ومسائل: (1) قیامت کے دن بعض اہل ایمان اپنے گناہوں کی بدولت جہنم میں بھی جائیں گے۔ (2) جنت میں دخول کا بنیادی سبب ایمان ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے آخرت میں بھی امور کو اسباب کے تابع کیا ہے جیسے جہنمی جل کر کوئلہ ہو جانے کے بعد جب نہر حیات میں غوطہ زن ہوں گے تو دوبارہ ان کے جسم صحیح وسالم ہو جائیں گے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں سب سے کم قیمت اور ارزاں چیز ایمان ہے جسے تھوڑے سے فائدے کے عوض فوراً فروخت کر دیا جاتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

نہیں جاتی متاعِ لعل وگہر کی گراں یابی متاعِ غیرت وایمان کی ارزانی نہیں جاتی

توجہ طلب: کیا ہمارا ایمان بھی قابل فروخت ہے؟ ہم اوسطاً کتنے فائدے کے عوض میں اسے بیچ سکتے ہیں؟ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ جس طرح تھوڑے سے دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے ہم ایمان سے منہ پھیر لیتے ہیں اسی ایمان کی بدولت آخرت میں ہمیں اس سے کہیں زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دائمی اور ابدی ہوگا۔

اہل ایمان کی باہمی فضیلت

اہل ایمان کے باہمی درجات میں تفاوت پایا جاتا ہے' یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ بعض اہل ایمان دوسرے اہل ایمان پر

فضیلت رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور جہاد کیا وہ (دوسرے مسلمانوں کے) برابر نہیں ہیں' اُن کا مرتبہ ان لوگوں سے زیادہ ہے' جنہوں نے فتح (مکہ) کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور جہاد کیا۔''

(الحدید 10)

اس لیے اہلِ ایمان کی باہمی فضیلت سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے درج ذیل اصولوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

فضیلت کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

(1) شرعی فضیلت یعنی اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دوسروں سے زیادہ اجر و ثواب عطا کرے۔

اس کی تین ذیلی قسمیں ہوں گی:

(i) اس فضیلت کا تعلق اس شخص کی ذات سے ہوگا جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک عمل کا ثواب غیر صحابہ سے زیادہ ملتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اُمتیوں کو ایک ہی عمل کا ثواب دیگر انبیاء علیہم السلام کے اُمتیوں سے زیادہ ملے گا۔

(ii) اس فضیلت کا تعلق کسی مقام کے ساتھ ہوگا جیسے مسجد حرام میں' مسجد نبوی میں' مسجد بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ثواب دیگر عام مقامات سے زیادہ ہے۔

(iii) اس فضیلت کا تعلق کسی وقت سے ہوگا جیسے رمضان کے مہینے میں نیک عمل کا ثواب عام دنوں سے زیادہ ہے۔

(2) دنیاوی فضیلت: اس فضیلت کا تعلق ان امور کے ساتھ ہے جو مثبت سوچ رکھنے والے ہر شخص کے نزدیک قابلِ تعریف خصوصیت شمار ہوتے ہیں جیسے علم' بہادری' حسن و جمال وغیرہ۔

قرآن و سنت میں جہاں کہیں اہلِ ایمان کی باہمی فضیلت میں تفاوت کا ذکر آتا ہے تو اس سے مراد شرعی فضیلت ہے تاہم کسی مقام پر دنیاوی فضیلت کا ذکر بھی مقصود ہو سکتا ہے۔

•••———•••———•••

22-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِىَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَىَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِىَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَىَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا جنہوں نے (مختلف سائز کی) قمیصیں پہن رکھی تھیں' کچھ لوگوں کی قمیصیں سینے تک تھیں اور کچھ لوگوں کی اس سے نیچی تھیں پھر میرے سامنے عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا' ان کی قمیص (اتنی لمبی تھی کہ) زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! اس کی تاویل کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دین!''

ترجمۃ الباب: کیونکہ اس روایت میں اہلِ ایمان کے درجات میں تفاوت کا ذکر موجود ہے اور ترجمۃ الباب کا عنوان بھی یہی ہے اس لیے اس روایت اور ترجمۃ الباب میں مناسبت پائی جاتی ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اس کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں دو راوی صحابی ہیں ایک حضرت سعد بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں اور دوسرے حضرت اسعد بن سہل رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں۔

مضامین حدیث: (1) دین یعنی ایمان بنیادی فضیلت ہے۔ (2) اس فضیلت کے حوالے سے لوگوں کے درجات میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ (3) دینی فضیلت کے حوالے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نمایاں اور بلند ترین مقام حاصل ہے۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث قولی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب بھی وحی کی ایک قسم ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے بیان کر دینا اور واضح طور پر اس کی تعبیر بھی بیان کر دینا اس خواب کو مزید مستند کر دیتا ہے۔

عصریات: عصر حاضر میں مسلمان کہلانے والا ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اس لیے ایسے کسی شخص کے ساتھ میل جول رکھنا اپنے دین کو فتنے میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے کیونکہ کسی بھی شخص کی بدزبانی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دینی فضیلت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ آپ کی فضیلت زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ بدزبانی کرنے والا ویسے ہی بے دین و بدمذہب ہوگا لیکن اگر ہم رسم دنیا کے تحت اسے سُن کر خاموش رہیں تو ہمارا اپنا دین خطرے میں پڑ جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دین کی تو یہ حالت ہے کہ آپ کی قمیض زمین پر گھسٹ رہی ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے اس طرزِ عمل کی وجہ سے ایمان کے نام پر گریبان کا ایک چاک ہمارے گلے میں جھول رہا ہو جس کے نتیجے میں قیامت کے دن ہمیں جہنم کے دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔

توجہ طلب: اہل ایمان کی ایمانی کیفیات کے درمیان تفاوت حق ہے' اس تفاوت میں ہمارا مقام و مرتبہ و قد و کاٹھ کیا ہے؟

یہ ہے بھی یا نہیں؟ بتا یہ ہے کہ محض جال ہے؟ میرے تمہارے عنکبوت وہم کا بنا ہوا!

❀—❀❀—❀

باب ١٦ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ

حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

•••——•••——•••

23-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری سے کہا'' اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔''

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے الفاظ بعد میں نقل کی جانے والی حدیث کا حصہ ہے۔ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے اور اس کے ذریعے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حیاء ایک عمل ہے اور عمل ایمان کا حصہ ہے۔ اگرچہ حیاء ایک باطنی کیفیت ہے لیکن روایت کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے یہاں حیاء کے عملی اظہار کا ذکر ہو رہا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے پانچ راویوں میں چار مدنی ہیں جن میں امام مالک بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔
مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون حیاء کی ترغیب دینا ہے۔
نفس مسئلہ: حیاء کیا ہے؟ یہ ایک بڑا اہم تکنیکی سوال ہے۔ عام لفظوں میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس سے مراد ایک لاشعوری احساس ہے۔ جس کی موجودگی میں انسان شعوری طور پر بہت سے منفی افعال انجام دینے سے باز رہتا ہے لیکن یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض اوقات کسی چیز کی ضرورت سے کمی یا زیادتی دونوں مضر ہوتے ہیں۔ اس لیے جس طرح حیاء کا ضرورت سے کم ہونا نقصان دہ ہے۔ اس طرح ضرورت سے زیادہ ہونا بھی مناسب نہیں ہے جیسا کہ امام بخاری نے کتاب العلم میں مشہور تابعی مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ غیر ضروری طور پر شرمانے والا شخص علم حاصل نہیں کر سکتا۔
عصریات: عصر حاضر میں مسلم معاشروں میں حیاء کی صورتحال پر تبصرے کے لیے عربی کا یہی مقولہ نقل کر دینا ہی کافی ہے۔

اذا فاتك الحياء فاصنع ماشئت

''اگر تمہاری حیاء ختم ہو جائے تو جو چاہو کرو۔''

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں حیاء کا جذبہ اجتماعی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اسی لیے ان کا جو جی چاہتا ہے وہ بڑے آرام وسکون اور پوری دلجمعی کے ساتھ کر لیتے ہیں۔

❀—❀❀—❀
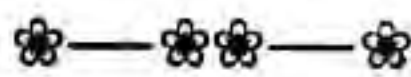
باب ۱۷: (فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ)

(اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر) ''اگر وہ لوگ توبہ کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔''

•••——•••——•••

24- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الْحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک (کافر) لوگوں کے ساتھ جنگ کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور بے شک (حضرت) محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جب تک نماز قائم نہیں کرتے، زکوٰۃ ادا نہیں کرتے پھر جب وہ ایسا کر لیں گے تو ان کے خون اور ان کے مال میری طرف سے محفوظ ہو جائیں گے البتہ اسلام کا حق باقی رہے گا اور ان سے حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔''

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے سورۃ توبہ کی آیت 5 کا ایک حصہ نقل کیا ہے، آگے نقل کی جانے والی حدیث کا موضوع بھی وہی ہے جو اس آیت میں ذکر ہے اس لیے ترجمۃ الباب اور آگے نقل کی جانے والی حدیث میں موضوع کے اعتبار سے مناسبت پائی جاتی ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت بھی مرفوع متصل ہے اور یہ قولی حدیث ہے۔

مضامین حدیث: (1) کلمہ شہادت' نماز اور زکوۃ کی ادائیگی اسلامی تعلیمات کے بنیادی رکن ہیں۔ (2) کفار ان بنیادی ارکان پر ظاہری طور پر عمل کر کے حلقہ بگوش اسلام شمار ہوں گے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) اسلام کے ظاہری احکام پر عمل پیرا ہونے والے شخص پر اسلام کے دنیاوی اور ریاستی احکام جاری ہوں گے۔ (2) اگر کوئی شخص دلی طور پر اسلام قبول نہیں کرتا تو آخرت میں اس سے مواخذہ ہوگا۔ (3) ظاہری طور پر مسلمان کہلانے والے شخص کا خون بہانا یا اسے مالی نقصان پہنچانا درست نہیں ہے۔

عصریات: یہ حدیث ان لوگوں کے لیے دعوت فکر ہے جو مسلکی اختلاف کے باعث ایک دوسرے کی عبادت گاہوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ فرقہ وارانہ فسادات میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے ہیں۔

توجہ طلب: کسی بھی گناہ یا غلطی کو درست سمجھنا اور اس سے راضی رہنا بھی گناہ اور غلط ہے۔ کیا آپ نے کبھی فرقہ وارانہ دہشت گردی کو درست تو نہیں سمجھا؟

❀—❀❀—❀

باب۱۸: مَنْ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ هُوَ الْعَمَلُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ وَقَالَ عِدَّةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْاَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ عَنْ قَوْلِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ ﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾

ایمان' عمل ہی کا دوسرا نام ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یہ جنت جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے یہ ان اعمال کے بدلے میں ہے جنہیں تم بجالاتے ہو۔" بہت سے اہل علم اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ (وہ فرمان یہ ہے) "اور تمہارے پروردگار کی قسم! ہم سب لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال کریں گے۔" پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "عمل کرنے والوں کو اسی طرح عمل کرنا چاہیے۔"

————***

25-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔" صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی پھر اس کے بعد (کون سا عمل افضل ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا" صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دوبارہ دریافت کیا پھر اس کے بعد (کون سا عمل افضل ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا حج جس میں کسی برائی کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔"

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے یہ بات بیان کی ہے کہ ایمان عمل کا نام ہے اور پھر آپ نے قرآن

کی تین آیات نقل کی ہیں۔ پہلی آیت کا تعلق سورۂ زخرف سے ہے یہ سورۂ زخرف کی آیت 72 ہے کیونکہ اس میں یہ بات مذکور ہے کہ ہم تمہیں جس جنت کا وارث کریں گے وہ جنت تمہیں تمہارے اعمال کے عوض میں ملے گی اور کیونکہ جنت میں داخلے کا بنیادی سبب ایمان ہے اس لیے اس آیت سے پتہ چل گیا کہ ایمان عمل ہی کا دوسرا نام ہے۔

ترجمۃ الباب میں موجود دوسری آیت سورۂ الحجر آیت: 92 ہے جس میں یہ بات مذکور ہے کہ قیامت کے دن لوگوں سے ان کے عمل کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہت سے اہلِ علم نے یہاں اعمال سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار لیا ہے۔ ترجمۃ الباب میں موجود تیسری آیت سورۂ الصفات آیت: 61 ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے مضمون کے حوالے سے یہ قولی حدیث ہے اس کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور دوسرے محمد بن مسلم جو ابن شہاب زہری کے نام سے مشہور ہیں۔

مضامین حدیث: (1) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہے۔ (2) جہاد کی فضیلت کا بیان۔ (3) حج کی فضیلت کا بیان

عصریات: عصر حاضر میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان صرف لفظوں کی حد تک باقی رہ گیا ہے۔ جہاد کا نام لینا تقریباً ممنوع ہو چکا ہے اور بہت سے لوگ ناجائز آمدنی کے ذریعے حج کرنے کے لیے جاتے ہیں۔

توجہ طلب: کیا واقعی ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں؟ اگر ہمیں جہاد میں شرکت کی دعوت دی جائے تو ہمارا ردعمل کیا ہوگا؟ معذرت؟ اگر ہم حج کر چکے ہیں تو کیا وہ جائز آمدن کے ذریعے کیا گیا تھا؟

❀—❀❀—❀
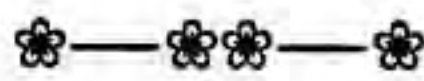
باب۱۹: اِذَا لَمْ يَكُنِ الْاِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَكَانَ عَلَى الِاسْتِسْلَامِ اَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا﴾ فَاِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ فَهُوَ عَلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ اَلْاٰيَةَ

قتل ہو جانے کے خوف سے اسلام قبول کرنے کا اقرار کرنے یا صرف دکھاوے کے لیے اسلام قبول کرنے (کا حکم) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''دیہاتی لوگ کہتے کہ ہم ایمان لا چکے ہیں تم کہہ دو (اے دیہاتی لوگو!) تم ایمان نہیں لائے تمہیں کہنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔'' اسلام کا اطلاق حقیقی ایمان پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''بے شک اللہ کے نزدیک (پسندیدہ) دین اسلام ہے۔''

•••——•••——•••

26- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِيْ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُّ لِمَقَالَتِيْ وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يَّكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ وَرَوَاهُ يُوْنُسُ وَصَالِحٌ

وَمَعْمَرٌ وَابْنُ اَخِی الزُّهْرِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال عطا فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس وقت وہیں تشریف فرما تھے' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کوئی چیز عطا نہیں کی۔ (سعد کہتے ہیں) وہ شخص دیگر سب لوگوں کی بہ نسبت مجھے سب سے زیادہ پسند تھا۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں کو کوئی چیز کیوں نہیں عطا فرمائی؟ خدا کی قسم! میں اس شخص کو مومن سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (تم اسے مومن سمجھتے ہو) یا مسلمان؟ (میں یہ سُن کر) کچھ دیر خاموش رہا پھر اس شخص کے بارے میں جو میرا گمان تھا اس گمان کے تحت میں نے اپنی عرض دہرائی۔ آپ ﷺ نے بھی اپنا جواب دہرایا پھر آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: ''اے سعد! جب میں کسی شخص کو کوئی مال دیتا ہوں (اس وقت کوئی) دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے لیکن (پہلے شخص کو) اس خوف سے مال دیتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں نہ پھینک دے۔''

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ درحقیقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جس میں انہوں نے ایک واقعہ کا تذکرہ کیا ہے اور اس پر نبی اکرم ﷺ کے لفظی ردعمل کا ذکر کیا ہے' اس کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک ابن شہاب زہری اور دوسرے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ۔

مضامین حدیث: (1) بعض اوقات ظاہری طور پر مسلمان دکھائی دینے والا کوئی شخص درحقیقت مسلمان نہیں ہوتا۔ (2) نبی اکرم ﷺ لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے شدید خواہش مند ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) ہر شخص کی ظاہری دین داری سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ (2) اگر کسی بزرگ کے کسی کام یا عمل کی حکمت ظاہری طور پر سمجھ نہ آئے تو بھی اس پر عمل کرنا چاہیے۔ (3) مشائخ کے قول وفعل پر اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے۔ (4) جب شیخ کسی ایک مسئلے کے بارے میں اپنی رائے دیدے تو بحث وتکرار درست نہیں ہے۔ (5) ضعیف الاعتقاد لوگوں کی مالی امداد کر کے انہیں دین کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔ (6) انسان کو دوسروں کے بارے میں نیک گمان رکھنا چاہیے لیکن یہ نیک گمانی غلط فہمی آمیز خوش اعتقادی پر مشتمل نہ ہو۔

عصریات: ہمارے زمانے میں مسلمان کہلانے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو صرف اپنی جماعت اور فرقے کے بڑے لوگوں کو دین دار بلکہ دین کا ٹھیکے دار سمجھتے ہیں' انہیں اپنے اس نظریے کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنی خوش اعتقادی کی تحقیق کرنی چاہیے۔

توجہ طلب: کیا آپ اپنے مسلک کے بزرگوں' علماء اور بڑوں کے بارے میں غلط خوش اعتقادی کا تو شکار نہیں ہیں؟

باب ۲۰: اِفْشَاءُ السَّلَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلَاثٌ مَّنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْاِيْمَانَ الْاِنْصَافُ مِنْ نَّفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْاِنْفَاقُ مِنَ الْاِقْتَارِ

سلام کو عام کرنا' اسلام کا حصہ ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے (اپنے اندر) تین خوبیوں کو جمع کر لیا اس نے ایمان کو اکٹھا کر لیا۔ (1) اپنی ذات سے انصاف کرنا (2) سلام کو عام کرنا (3) مفلسی میں خرچ (صدقہ) کرنا

27- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' سب سے بہترین اسلام (یعنی اسلامی عمل) کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(لوگوں کو) کھانا کھلانا اور ہر واقف و اجنبی کو سلام کرنا۔''

<u>ترجمۃ الباب</u>: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سلام کرنا، جو ایک عمل ہے، اسے حدیث میں اسلام کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ عمل ایمان کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری نے حضرت عمار یاسر کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے جس میں تین مختلف اعمال کو ایمان قرار دیا گیا ہے۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کے پانچ راویوں میں سے چار کا تعلق مرو سے ہے صرف امام بخاری کے استاد قتیبہ بن سعید کا تعلق حمص سے ہے۔ اس روایت کو ایک تابعی یزید بن ابوحبیب نے دوسرے تابعی ابوالخیر مرثد بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

<u>مضامین حدیث</u>: اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث 11 میں نقل کیا ہے۔ تاہم دونوں کے ترجمۃ الباب مختلف ہیں وہاں حدیث کا ابتدائی حصہ ترجمۃ الباب کا عنوان ہے اور یہاں حدیث کا آخری حصہ ترجمۃ الباب کا عنوان ہے۔ مزید برآں یہاں ترجمۃ الباب میں صحابی رسول حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد بھی موجود ہے۔
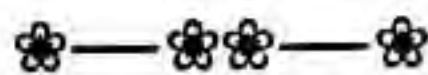
باب ۲۱: كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَكُفْرٍ دُوْنَ كُفْرٍ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خاوند کی ناشکری (کی سزا کا بیان) کفر کے مراتب کے اختلاف (کا بیان) اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے۔

28- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے دوزخ کا مشاہدہ کروایا گیا (میں نے دیکھا) دوزخیوں میں اکثریت عورتوں کی ہے جو کفر (انکار) کرتی ہیں۔ عرض کی گئی' کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا' وہ اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور بھلائی کا انکار کرتی ہیں اگر تم ایک طویل عرصے تک ایک عورت (یعنی اپنی بیوی) کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے رہو اور پھر اسے تمہاری طرف سے کوئی ایک تکلیف پہنچے تو وہ فوراً کہہ دیتی ہے' مجھے تو کبھی

تمہاری طرف سے کوئی بھلائی نہیں ملی۔"

مضامین حدیث: (1) عورتوں کی تعلیم وتربیت (2) عورتوں کی فطری نفسیاتی خامیوں کی نشاندہی اوران سے بچنے کی تلقین۔

استنباط احکام ومسائل: (1) اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نگاہِ مبارک کی قوت کا عالم کیا ہے؟ کہ آپ نے پورے جہنم اوراس کے باسیوں کوملاحظہ فرمالیا اور یہ بھی معلوم کرلیا کہ ان میں عورتوں اور مردوں کا تناسب کیا ہے؟ (2) یعنی اوقات احادیث میں لفظ "کفر" اپنے مخصوص شرعی اصطلاحی مفہوم سے ہٹ کر صرف لغوی معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ (3) ایک ہی لفظ کو اللہ تعالیٰ اورغیر اللہ دونوں کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں لفظ "کفر" اللہ تعالیٰ اور خاوند دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے اس طرح قرآن میں لفظ "شکر" اللہ تعالیٰ اوروالدین دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"میرااوراپنے والدین کاشکرادا کرو۔" (سورۃ لقمان: 14)

(4) شوہر کی نافرمانی وناشکری نہایت سخت گناہ ہے۔ (5) احسان فراموشی نہایت قبیح حرکت ہے۔ (6) اگر کسی محسن کی طرف سے کبھی ناگوار صورت حال کا سامنا کرنا پڑ جائے تواسے صبر کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے۔ (7) مقابل کی خوبیوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور خامیوں سے درگزر کرنا چاہیے۔ (8) ہر معاملے میں مثبت سوچ رکھنی چاہیے۔ (9) کچھ بھی کہتے وقت زبان سنبھال کر بات کرنی چاہیے۔ (10) عورتوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ (11) عورتوں کو بطورِ خاص اپنے اعمال کا محاسبہ اوراپنے دین کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ ان سے صادر ہونے والے گناہ عام طور پر ایسے ہوتے ہیں جنہیں وہ خود گناہ سمجھتی ہی نہیں ہیں۔

عصریات: ہمارے زمانے میں معاشرتی رسوم وروایات خاصی حد تک تبدیل ہو چکے ہیں' زندگی کے مسائل اور ضروریات اتنے وسیع ہو چکے ہیں کہ بیشتر شہروں میں خواتین کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا پڑتا ہے اگر وہ ایسا نہ کریں تو شہری زندگی کے بہت سے لوازمات پورے نہیں کیے جاسکتے بے انتہا مادی ترقی نے زندگی کی آسائش سے متعلق بہت سا ساز وسامان پیدا کر دیا ہے ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مجھے فلاں فلاں چیز مل جائے۔ مزید برآں میڈیا نے اپنی چکاچوند کے ذریعے زندگی کو مزید شوخ اور خوش رنگ بنادیا ہے اس لیے ہمارے زمانے میں ایک بیوی کی خواہشات کا دائرہ عہد رسالت ﷺ کی بہ نسبت بہت زیادہ وسیع ہو چکا ہے جسے پورا کرنا بہت سے لوگوں کے لیے عملی طور پر ممکن نہیں رہا ہے۔

توجہ طلب: اگر آپ ایک خاتون ہیں یا اگر آپ ایک مرد ہیں تو اپنی اہلیہ کو یہ حدیث سنائیں اور ایک لمحے کے لیے یہ سوچیں کہ ہم خود یا ہمارے گھر والے جہنم کے راستے کی طرف تو نہیں چل رہے؟

باب ٢٢: اَلْمَعَاصِي مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ

وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا اِلَّا بِالشِّرْكِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ وَّقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ

گناہ کا ارتکاب جاہلیت کی نشانی ہے (کفر کی نہیں) اس لیے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم ایک ایسے شخص ہو جس میں جاہلیت (کی خوبو) پائی جاتی ہے۔" نیز ارشادِ باری تعالیٰ

ہے: ''اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔'' (ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے)
''اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں تو ان کے درمیان صلح کروا دو۔'' (امام بخاری فرماتے ہیں) اس آیت میں دونوں گروہوں کو مومنین قرار دیا گیا ہے۔

•••——•••——•••

29-حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِاَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِیْ اَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ اَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ

احنف بن قیس فرماتے ہیں' میں ایک شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی حمایت میں (ان کے مخالفین سے) جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں میری ملاقات (صحابی رسول) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی' انہوں نے مجھ سے دریافت کیا' کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کی اس شخص کی مدد کرنے کا' انہوں نے مجھے نصیحت کی' واپس چلے جاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جب دو مسلمان باہم آمادہ پیکار ہوں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے (ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قاتل کے متعلق تو ٹھیک ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' وہ بھی تو اپنے مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔''

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گناہ ارتکاب اگرچہ قابل مذمت ہے۔ لیکن اس کے باوجود گناہ گار شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ جو شخص شرک، کے گناہ کا ارتکاب کرے اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اپنے اس موقف کی تائید میں امام بخاری قرآن کی دو آیات پیش کی ہیں۔ ایک سورہ نساء کی آیت: **48** ہے۔ اور دوسری سورہ حجرات کی آیت: **9** ہے۔ پہلی آیت کے ذریعے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شرک کی معافی نہیں ہے لہٰذا اس کے مرتکب کو کافر یعنی دائمی عذاب کا مستحق قرار دیا جائے گا اور دوسری آیت کے ذریعے امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپس میں جنگ کرنے والے، مسلمانوں کے دونوں گروہوں کو مومن قرار دیا ہے۔ آپس میں جنگ کرنا اگرچہ حرام ہے لیکن اس کے باوجود ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی امام بخاری نے دو سندیں نقل کی ہیں۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کی دونوں اسناد کے تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ اس روایت کی سند میں چار حضرات طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ایوب، حسن، ضحاک اور یونس۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کی مذمت ہے۔

نفس مسئلہ: -اس روایت کا تعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے مخالفین کے درمیان ہونے والی جنگوں کے ساتھ ہے۔ ان جنگوں کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم ایک عام امتی ہونے کی حیثیت سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کسی قسم کی کوئی تنقید نہیں کرسکتے۔ ان حضرات کی آپس کی جنگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

عصریات: اہل تشیع ان جنگوں کی بدولت ان حضرات پر تنقید کرتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مدمقابل آئے۔ ہم ان سے صرف یہ سوال کرنا چاہیں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ہمارے آقا اور سردار ہیں اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کرنا درست ہوتا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔ اگر حضرت معاویہ کی حکومت غیر اسلامی ہوتی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جس طرح یزید کے خلاف صف آراء ہوئے تھے اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھی مدمقابل آتے۔ بطور خاص ایسی صورت میں جب ان کے ساتھ ان کے شہید والد کے وفاداروں کی پوری فوج تھی۔

*** —— *** —— ***

30-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ لَقِيتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّى سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِاُمِّهِ فَقَالَ لِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَعَيَّرْتَهُ بِاُمِّهِ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ

معرور (نامی تابعی) فرماتے ہیں ربذہ کے مقام پر میری ملاقات (صحابی رسول) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی اس وقت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام نے ایک جیسے کپڑے پہن رکھے تھے میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا (عہد رسالت مآب میں) ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک غلام کو برا بھلا کہا اور اس کی والدہ کی شان میں نامناسب الفاظ استعمال کیے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "اے ابوذر! تم نے اس کی ماں کو برا بھلا کہا ہے؟ تمہارے اندر ابھی بھی جاہلیت کی خوبو باقی ہے تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے لہٰذا جو تم کھاتے ہو وہی کچھ انہیں بھی کھلاؤ اور جو تم خود پہنتے ہو وہی کچھ انہیں بھی پہناؤ اور انہیں ایسا کام نہ سونپو جو ان کی بساط سے زیادہ ہو اور اگر کوئی ایسا کام آن پڑے تو خود بھی ان کی مدد کرو۔"

حدیث کی قسم: یہ روایت دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ حضرت معرور رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جس میں انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اپنے غلام کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر کیا ہے اور دوسرا حصہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بیان پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے اپنے ماضی کے ایک واقعہ اور اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردعمل کا ذکر کیا ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ (1) بندہ مومن کو اپنے غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا چاہیے۔ (2) بولتے وقت احتیاط کرنی چاہیے۔ (3) تکبر اور خود پسندی سے گریز کرنا چاہیے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنا مستحب ہے۔ (2) کسی شخص کو گالی دینا یا طعنہ دینا تکبر اور غرور کا علامتی نشان ہے۔ (3) تمام مسلمان خواہ وہ آقا ہوں یا غلام حاکم ہو یا ماتحت ان سب کی عزت برابر ہے۔ (4) ماتحت اور خادم کو وہی کھانا کھلانا اور لباس پہنانا چاہیے جو خود کھاتے اور پہنتے ہیں۔ (5) ماتحت کو اس کی گنجائش سے زیادہ کام نہیں دینا چاہیے۔ (6) ماتحت کے کام میں اس کی عملی مدد کرنی چاہیے۔

عصریات: عصر حاضر میں ماتحتوں کو تقریباً وہی درجہ دیا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں غلاموں کا تھا۔ کوئی بھی سینئر اپنے جونیئر کی کسی بھی

وقت کسی بھی نوعیت کی بے عزتی کر دیتا ہے اور اس دوران بڑی فراخ دلی سے مقابل کی ماں اور بہن کو گالی دے دی جاتی ہے۔ یہ نہایت سخت گناہ ہے اسی طرح ایک شخص کو کسی ایک کام کے لیے منتخب کیا جاتا ہے لیکن پھر اسے ذاتی ملازم سمجھ کر اس کے ذمہ وہ کام بھی لگا دیئے جاتے ہیں جو براہِ راست اس سے متعلق نہیں ہوتے اور اگر کوئی جونیئر ایسا کرنے سے انکار کر دے تو اسے اپنی توہین سمجھا جاتا ہے اور مزید بدقسمتی یہ ہے کہ اس گناہ کا احساس تک نہیں ہوتا بلکہ اسے اپنا پیدائشی حق سمجھا جاتا ہے۔

توجہ طلب: کیا آپ بھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جو زمانہ جاہلیت کے امراء اپنے غلاموں کے ساتھ کیا کرتے تھے اور جسے نبی اکرم ﷺ نے جاہلیت کی نشانی قرار دیتے ہوئے ممنوع قرار دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''میں تمہیں دو بندوں کے بارے وصیت کر کے جا رہا ہوں۔ غلام اور عورتیں۔''

❀——❀❀——❀
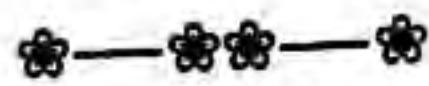
باب ۲۳: ظُلْمٌ دُوْنَ ظُلْمٍ

ظلم کے مراتب مختلف ہیں۔

•••——•••——•••

31-حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ و حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَبُو مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب قرآن کریم کی درج ذیل آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ہمراہ ظلم نہیں کیا۔'' صحابہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جس نے کوئی ظلم (گناہ) نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل کی: ''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

حدیث کی قسم: یہ روایت دراصل قولِ صحابی ہے کیونکہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جس میں انہوں نے سورہ الانعام کی آیت 82 کا شانِ نزول بیان کیا ہے اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پریشانی اور پھر اس کے نتیجے میں سورۂ لقمان کی آیت:13 کا شانِ نزول بیان کیا ہے۔

مضامین حدیث: (۱) شرک سے بچنا (2) اللہ تعالیٰ کی گرفت سے خوف زدہ رہنا (3) اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا (4) قرآن کی آیات میں غور و فکر کرنا اس حدیث کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: (۱) قرآن میں بعض اوقات کوئی لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بعض اوقات وہی لفظ کسی اور مقام پر اصطلاحی معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ ''الحی'' اور ''القیوم'' ہے۔ (البقرہ)

جبکہ ''سورۂ روم'' میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ''الحی'' کو ''المیت'' میں سے نکالتا ہے اور ''المیت'' کو ''الحی'' میں سے نکالتا ہے۔''

(2) بعض اوقات قرآن ''عام'' لفظ استعمال کرتا ہے لیکن اس سے ''خاص'' معنی مراد ہوتا ہے اور یہ ''خاص'' معنی ہی اس لفظ کا اصطلاحی مفہوم ہوتا ہے۔ (3) قرآن کی تفسیر کرتے وقت یہ فرق پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ آپ جس لفظ کی تفصیل بیان کر رہے ہیں وہ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یا اصطلاحی معنی میں استعمال ہوا ہے؟ وہ حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے یا مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے؟ وہ ''خاص'' لفظ ہے یا ''عام''؟ ''خاص'' کے ذریعے ''عام'' یا ''عام'' کے ذریعے ''خاص'' معنی تو مراد نہیں ہیں؟ (4) قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ آپ کی مطلوبہ آیت ''مجمل'' نہ ہو بعض اوقات کسی ایک آیت میں موجود ''مجمل'' لفظ کی وضاحت کسی اور آیت کے ذریعے کی جاتی ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی ایک آیت کے ذریعے دوسری آیت کا مفہوم واضح کیا ہے۔ (5) انسان کو اپنے فہم پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے بلکہ کسی عالم سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ (6) بعض اوقات اہلِ علم بھی تعبیر بیان کرنے یا سمجھنے میں غلطی یا غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں جیسے مذکورہ بالا حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعبیر اللہ تعالیٰ کی مراد سے مختلف تھی۔

<u>عصریات:</u> قرآن کے احکام کی تبلیغ عہدِ حاضر کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے لیکن اس کے ساتھ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بھی ہے۔ ہر مکتبِ فکر کا مبلغ آیات کو کھینچ تان کر اپنے مسلک اور موقف کو درست ثابت کر دیتا ہے اس لیے درسِ قرآن میں شرکت کرتے وقت کم از کم مذکورہ بالا امور ضرور پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔

<u>توجہ طلب:</u> قرآن کا فہم حاصل کرنے سے پہلے کیا آپ قرآن کی تفسیر کے بنیادی اصولوں اور قواعد و ضوابط سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں؟

❀—❀❀—❀
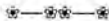
باب ۲۴ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ

منافق کی نشانیاں

•••——•••——•••

32-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ اَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِي عَامِرٍ اَبُو سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین عادتیں منافق کی نشانیاں ہیں (1) ہمیشہ جھوٹ بولے گا (2) ہمیشہ وعدے کی خلاف ورزی کرے گا (3) ہمیشہ امانت میں خیانت کرے گا۔

<u>سند پر تبصرہ:</u> اس روایت کے پانچ راویوں میں سے چار مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ اسے ایک تابعی نافع بن مالک نے دوسرے تابعی، جو ان کے والد ہیں، مالک بن ابوعامر سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری کے استاد ابوربیع سلیمان بن داؤد بغداد کے رہنے والے ہیں اور ان کا انتقال بصرہ میں ہوا۔

<u>حدیث کی قسم:</u> یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

<u>مضامینِ حدیث:</u> حدیثِ مبارک میں جن امور کو منافق کی نشانی قرار دیا گیا ہے بدقسمتی کے ساتھ یہ تینوں خامیاں مسلمانوں کا علامتی

نشان بن چکی ہیں۔ کسی دوسرے مذہب کے لوگوں میں یہ خامیاں موجود ہیں یا نہیں؟ یہ مسئلہ نہیں ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم خود کو مسلمان قرار دیتے ہیں تو ہمارے اندر ان تینوں میں سے کوئی ایک بھی خامی موجود نہیں ہونی چاہیے۔

توجہ طلب: ہم اپنے روزمرہ معاملات میں کس قدر جھوٹ بولتے ہیں اگر ہم غور کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ ہمیں اپنی باتوں میں سے وہ باتیں چھانٹ کر نکالنا ہوں گی جب ہم نے بات کرتے ہوئے جھوٹ نہیں بولا یہی حال وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کا ہے اگر آپ کسی ادارے میں ملازم ہیں اور اپنے فرائض صحیح طریقے سے سرانجام نہیں دیتے تو یہ بھی امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔
بلکہ اگر آپ غور کریں تو یہ بات بھی سامنے آئے گی کہ اگر آپ اپنے معمولات میں اللہ کے حکم کی پیروی نہیں کرتے تو یہ بھی امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔ یہ بھی وعدہ خلافی ہے۔

33-حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''چار عادات ایسی ہیں کہ اگر وہ چاروں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ خالص منافق ہوگا اور اگر ان چاروں میں سے کوئی ایک عادت کسی شخص میں پائی جائے تو گویا اس میں منافقت کے آثار پائے جاتے ہیں تاوقتیکہ وہ اس عادت سے چھٹکارا حاصل کرلے۔ (1) امانت میں خیانت کرنا (2) جھوٹ بولنا (3) وعدہ خلافی کرنا (4) گالی گلوچ کرنا

سند پر تبصرہ: اس سند میں، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام راوی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اس سند میں تین راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسروق، عبداللہ بن مرہ اور اعمش امام بخاری نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔ دوسری سند میں ایک راوی مختلف ہے۔ یعنی امام بخاری کے استاد شعبہ بن حجاج۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی کوفہ کے رہنے والے ہیں صرف بخاری کے استاد محمد بن عرعرہ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔
عصریات: عصرِ حاضر میں اس حوالے سے بڑی دلچسپ صورتِ حال پائی جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑا تو دُور کی بات ہے لوگ ہنسی مذاق میں گالیوں پر فراخ دِلانہ تبادلہ کرتے ہیں اور اس کو اپنی ذہانت اور زندہ دلی کا مظاہرہ تصور کرتے ہیں۔
توجہ طلب: اس روایت کا مرکزی مضمون سابقہ روایت سے مطابقت رکھتا ہے تاہم اس میں منافقت کی ایک علامت کے زائد ہونے کا ذکر ہے اور وہ جھگڑے کے دوران بدزبانی کا مظاہرہ کرنا ہے۔
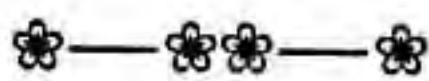
باب ۲۵: قِيَامُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الْإِيْمَانِ

شب قدر میں نوافل پڑھنا ایمان کا حصہ ہے

34۔حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص شب قدر میں'ایمان کی حالت میں'ثواب کے حصول کی نیت سے'نوافل ادا کرے گا اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جائیں گے''۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اعمال ایمان کا حصہ ہیں اس لیے انہوں نے ترجمۃ الباب کا عنوان یہ قائم کیا ہے۔ شب قدر میں قیام کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ کیونکہ قیام کرنا یعنی نماز پڑھنا عمل کا حصہ ہے اس لیے جب نماز کو ایمان کا حصہ قرار دیا جائے تو اس کا بالواسطہ مطلب یہ ہوگا کہ عمل بھی ایمان کا حصہ ہے اور یہی امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت موفوع متصل ہے اور اس کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ عبدالرحمن بن ہرمز اور عبداللہ القریشی

حدیث کی قسم: یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: شب قدر میں نوافل کی ادائیگی کی فضیلت کا بیان اور یہ نوافل ادا کرنے کی ترغیب اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام ومسائل: حدیث میں لفظ ''قیام'' کا ذکر ہے لیکن اس سے مراد پوری نماز ہے کیونکہ عربی زبان کا محاورہ ہے کہ بعض اوقات ''جز'' بول کر ''کل'' مراد لیا جاتا ہے۔ اگرچہ ''قیام'' کا رکن فرض اور غیر فرض نمازوں میں مشترک ہے لیکن یہاں ''قیام'' سے مراد صرف نفلی نمازیں ہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اسی حدیث کو نمبر ۳۶ میں دوبارہ نقل کریں گے اور وہاں انہوں نے ترجمۃ الباب کا عنوان ''رمضان کے مہینے میں نوافل کی ادائیگی ایمان کا حصہ ہے'' قائم کیا ہے۔

عصریات: خوش قسمتی سے ہمارے زمانے میں یہ روایت موجود ہے کہ عام گناہ گار مسلمان بھی شب قدر میں اہتمام سے نوافل ادا کرتے ہیں۔

توجہ طلب: کیا ہم شب قدر کی اہمیت اور فضیلت سے واقف ہونے کے بعد اس مقدس رات میں نوافل ادا کرتے ہیں؟
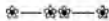
باب ۲۶ اَلْجِهَادُ مِنَ الْاِيْمَانِ

جہاد کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

35۔حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا اِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ اَنْ اُرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَّلَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنے ذمہ کر لی ہے جو شخص مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسول کی تصدیق کرنے کی وجہ سے (یعنی اسلام کی سربلندی کے لیے) جہاد کے لیے نکلے گا (اور وہ جنگ میں شہید نہ ہو) تو میں اسے اجر یا مال غنیمت کے ہمراہ واپس (اس کے گھر) پہنچاؤں گا (اور اگر وہ شہید ہو

جائے) تو میں اسے (سیدھا) جنت میں داخل کردوں گا۔" نبی اکرم ﷺ مزید ارشاد فرماتے ہیں: "اگر مجھے اپنے اُمت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر جنگ میں بنفس نفیس شریک ہوتا کیونکہ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے' پھر مجھے (اللہ کی راہ میں) شہید کردیا جائے' پھر دوبارہ مجھے زندہ کیا جائے پھر دوبارہ شہید کر دیا جائے۔"
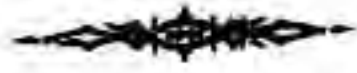
ترجمۃ الباب: کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عمل کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں اور اس روایت میں جہاد کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے اس لیے اس حدیث کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موقف کی دلیل پیش کی ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت موفوع متصل ہے اور یہ ایک قولی حدیث ہے۔

مضامین حدیث: (1) جہاد کی فضیلت (2) نبی اکرم ﷺ کا جذبۂ جہاد (3) مجاہدین کو زندگی یا موت دونوں صورتوں میں اجر ملنا اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) کسی مستحب اور باعثِ فضیلت کام کو بار بار کرنا چاہیے۔ (2) اگر عملی طور پر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو کم از کم ایسا کرنے کی آرزو کرنی چاہیے۔ (3) عام حالات میں ہر مسلمان کے لیے جہاد میں شمولیت فرض عین نہیں ہے۔ (4) ریاستی قائدین اور مرکزی عہدے داروں کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ عملی طور پر جہاد میں شریک نہ ہوں تاکہ نظم مملکت میں خلل واقع نہ ہو۔ (5) ضرورت کے پیش نظر کسی افضل کام کو ترک کیا جاسکتا ہے۔ (6) مسلمانوں کے امور کی نگرانی حکام کا بنیادی فرض ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں جہاد کے نام پر بہت سی تنظیمیں وجود میں آئی تھیں جن میں سے بیشتر ختم ہوچکی ہیں۔ بدقسمتی سے ان تمام تنظیموں کا مقصد اپنے قائدین کے سیاسی اور مالی مفادات کا تحفظ تھا۔ بہت سی تنظیمیں سرکاری ایجنسیوں نے بنائی تھیں اور یہ تنظیمیں سیاسی حکومتوں کے مفادات کا تحفظ کرتی رہی ہیں بلکہ مزید بدقسمتی یہ ہے کہ بیشتر تنظیموں کی "جہادی کارروائیوں" سے بنیادی فائدہ اسلام دشمن عناصر کو حاصل ہوا۔ یقیناً نبی اکرم ﷺ نے جس جہاد کی فضیلت بیان کی ہے اس سے مراد وہ جہاد ہے جو عالمِ اسلام کے فائدے کے لیے ہو جس سے اغیار کو فائدہ ہو' اسے جہاد کا نام دینا شرعی تعلیمات کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال رہی تو ہم "کتاب الجہاد" میں اس موضوع پر تفصیلی کلام کریں گے۔

توجہ طلب: کیا آپ بھی ایسی ہی کسی جہادی تنظیم کے سرگرم کارکن' مخلص یا مؤید رہے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ غور کریں کہ اب اس تنظیم کی جہادی سرگرمیاں کیوں ماند پڑگئی ہیں؟ ناصر کاظمی سے معذرت کے ساتھ۔

"الجہاد" کا نعرہ لگانے والے کیا ہوئے — وہ قوم کا چندہ کھانے والے کیا ہوئے
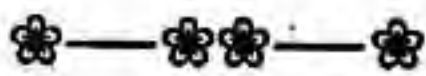
باب ۲۷: تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الْاِيْمَانِ

رمضان میں نوافل (تراویح) کی ادائیگی بھی ایمان کا حصہ ہے۔
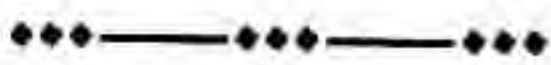
36- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص رمضان میں' حالت ایمان میں' صرف حصولِ ثواب کے لیے' نوافل (نمازِ تراویح) ادا کرے گا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

ترجمۃ الباب: کیونکہ امام بخاری کے نزدیک اعمال ایمان کا حصہ ہیں اس لیے انہوں نے ترجمۃ الباب میں وہ عنوان قائم کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمضان میں نوافل کی ادائیگی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے اور یہ نوافل کیونکہ عمل کا حصہ ہیں اس لیے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عمل بھی ایمان کی حقیقت میں شامل ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور اس کی سند کے دو راوی طبقۂ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک حمید بن عبدالرحمن اور دوسرے ابن شہاب زہری

مضامین حدیث: رمضان کے مہینے میں نوافل ادا کرنے کی فضیلت اس کا اجر و ثواب' اس کی ترغیب' اس حدیث کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: اس حدیث کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انسان اپنی سہولت کے مطابق نفلی عبادات اور معمولات اختیار کر سکتا ہے' جیسے اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں ظہر کی نماز کے بعد چار نوافل ادا کرنے کا معمول اختیار کر لے تو کوئی بھی معترض یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا کرنا بدعت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

عصریات: ہمارے زمانے میں یہ رواج ہے کہ لوگ رمضان کے مہینے میں ابتدائی چند دنوں میں نوافل وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ اپنے پرانے معمولات کی طرف لوٹ جاتے ہیں حالانکہ رمضان کے پورے مہینے میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول جاری رہتا ہے بلکہ آخری عشرے میں اس میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے آخری عشرے میں شب قدر تلاش کرنے یعنی طاق راتوں میں بکثرت نوافل کی ادائیگی کی ترغیب دی ہے۔

توجہ طلب: کیا ہم رمضان کے مہینے میں نوافل ادا کر کے اپنے سابقہ گناہ بخشوانے کی کوشش کرتے ہیں؟ یا گناہوں کے بوجھ میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔

باب ۲۸ صَوْمُ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِنَ الْإِيمَانِ

حصولِ ثواب کے لیے رمضان کے روزے رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔

37۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایمان کی حالت میں صرف حصولِ ثواب کے لیے رمضان کے (مہینے میں) روزے رکھے گا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

ترجمۃ الباب: کیونکہ روزہ رکھنا عمل کا حصہ ہے اور حدیث پاک میں رمضان کے روزے کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے اس لیے ثابت

یہ ہوا کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں۔
مضامین حدیث: رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے کی ترغیب اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔
استنباط احکام و مسائل: جس روایت میں رمضان کے مہینے میں قیام کا ذکر تھا وہاں اس سے مراد نفلی قیام تھا لیکن یہاں روزہ رکھنے سے مراد فرض روزے رکھنا ہے کیونکہ رمضان کے مہینے میں نفلی روزہ نہیں رکھا جا سکتا اس لیے روایت کے الفاظ میں لفظ ''مطلق'' ہے لیکن قرائن یعنی رمضان کے ذکر کی وجہ سے یہ پتہ چل گیا کہ اس مفہوم کا ''مقید'' ہے یعنی ''فرض روزے'' مراد ہیں۔
عصریات: ''کتاب الصوم'' میں وہ روایت ذکر کی جائیں گی جن میں کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر رمضان کا ایک روزہ نہ رکھنے کے گناہ اور عذاب کا ذکر ہے۔ ہمارے ہاں یہ فیشن بن چکا ہے کہ لوگ رمضان میں روزے نہیں رکھتے اور اس کی تاویل یہ پیش کرتے ہیں کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے' یہ نہایت غلط طرز عمل ہے۔ رحمت خداوندی کی امید پر معمولی گناہ کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔
توجہ طلب: کیا ہم سگریٹ کے چند کش کے ذریعے اپنے لیے جہنم کی آگ کو تو نہیں بھڑکا رہے؟
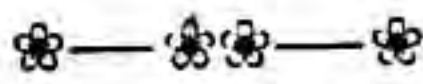
باب ۲۹ اَلدِّيْنُ يُسْرٌ وَّقَالَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ

دین (اسلام) آسان (احکام پر مشتمل) ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین دین (وہ دین ہے جو) حق اور آسان ہو۔''

38-حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک دین (اسلام) آسان (احکام پر مشتمل ہے) ہے اور جو شخص اسے مشکل بنانے کی کوشش کرے گا (تو یہ دین) اس پر غالب آ جائے گا۔ (اے اہل ایمان!) میانہ روی اختیار کرو (ایک دوسرے کے) نزدیک رہو (دوسروں کو) خوش خبری (سے متعلق آیات و روایات) سناؤ اور صبح و شام اور رات کے وقت (وقفے وقفے سے نفلی عبادات کے ذریعے) مدد حاصل کرو۔''

مضامین حدیث: دین میں سہولت اور آسانی کے پہلو کو نمایاں کرنا تا کہ لوگ با آسانی دینی تعلیمات کی طرف راغب ہوں' اس روایت کا مرکزی مضمون ہے اس کے علاوہ صدقہ و خیرات کی ترغیب بھی اس روایت کا ایک اہم مضمون ہے۔
استنباط احکام و مسائل: (1) دین کی آسانی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنا آسان ہے۔ ہر شخص کسی بھی مشکل کے بغیر اپنے ذمہ عائد کردہ فرائض و واجبات ادا کر سکتا ہے۔ دین کی آسانی کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ آپ کی مرضی ہے' آپ اپنا فرض ادا کریں' آپ کی مرضی نہ ہو تو نہ کریں۔ (2) بشارتیں سنا کہ وعظ نصیحت کا کام کرنا تبلیغ کا ایک اہم عنصر ہے کیونکہ عام طور پر انسان اپنے فائدے

کی بات سن کر جلد متاثر ہو جاتا ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈرانے اور خوف زدہ کرنے والی روایات نہ سنائی جائیں کیونکہ یہ بھی تبلیغ کا حصہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے خود بھی ایسی احادیث بیان کی ہیں جن میں مختلف گناہوں کے ارتکاب پر آخرت میں ملنے والی سزاؤں کا ذکر موجود ہے۔ ہر معاملے میں انسان کو میانہ روی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ افراط و تفریط سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوتے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں لوگ خوش خبری سناتے ہوئے کچھ مبالغہ کر جاتے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا

ذرا سی بات تھی اندیشہ عجم نے جسے بڑھا دیا ہے فقط زیب داستان کے لیے

ہمارے پاس ایک مہربان تشریف لائے اور اپنی جماعت کے اجتماع میں شرکت کی دعوت دی' ہم نے ان سے دریافت کیا' ہمیں آپ کے اجتماع میں شرکت کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ انہوں نے اجتماع میں شرکت کے فوائد و ثمرات بیان کرنا شروع کیے جن میں ایک یہ بات بھی شامل تھی کہ ہمارے اجتماع میں ایک نماز پڑھنے سے 49,00,00,000 (انچاس کروڑ) نمازوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ ہم نے نہایت ادب سے عرض کی' محترم! مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے' مسجد نبوی اور مسجد بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے' آپ کے اجتماع میں ایسی کیا خصوصیت ہے کہ وہاں اس قدر اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے؟

توجہ طلب: اگر آپ کسی دینی جماعت کے مبلغ' کسی مسجد کے امام یا خطیب شعلہ بیان ہیں؟ یا ان تینوں اقسام میں سے کسی ایک قسم سے تعلق رکھنے والی شخصیت کے سامعین میں شامل ہیں تو براہ کرم یہ بات ضرور پیش نظر رکھیں کہ بشارت سنانے یا ڈرانے دھمکانے کے حوالے سے جو روایت بیان کی جا رہی ہے' وہ کس حد تک مستند ہے؟

❀—❀❀—❀

باب ۳۰: الصَّلٰوةُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ) يَعْنِىْ صَلَاتَكُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ

نماز ایمان (کی علامات) میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کا شان نزول) "اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔" (امام بخاری فرماتے ہیں) اس آیت میں ایمان سے مراد وہ نمازیں ہیں جو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے ادا کی گئی تھیں۔

•••———•••———•••

39-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى اَجْدَادِهِ اَوْ قَالَ اَخْوَالِهِ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَّهُ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّهُ صَلّٰى اَوَّلَ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰى مَعَهُ فَمَرَّ عَلٰى اَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ قَدْ اَعْجَبَهُمْ اِذْ كَانَ يُصَلِّيْ قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَاَهْلُ الْكِتَابِ فَلَمَّا وَلّٰى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ فِيْ حَدِيْثِهِ هٰذَا اَنَّهُ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ اَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ وَّقُتِلُوْا فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے) پہلی مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اپنے اجداد یعنی اپنے ننھیال کے محلے میں قیام پذیر ہوئے' آپ تقریباً سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نمازیں ادا فرماتے رہے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ خانہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دے دیا جائے۔ (آقا کی خواہش کے مطابق جب خانہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا گیا) تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز' خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے ادا کی۔ آپ کی اقتداء میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ایسا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے حضرات میں سے ایک صحابی نماز سے فارغ ہو کر کہیں روانہ ہوئے' راستے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک مقام پر کچھ لوگ بدستور حسب سابق بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے اس صحابی نے ان حضرات سے کہا' میں اللہ کو گواہ بنا کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے (ابھی کچھ دیر پہلے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرمائی ہے۔ (یہ سُن کر ان حضرات نے نماز ہی کی حالت میں) اپنا رخ تبدیل کر کے خانہ کعبہ کی طرف کر لیا۔ (تحویل قبلہ کے حکم کے بعد یہودیوں نے اس حکم پر حیرت کا اظہار کیا) کیونکہ انہیں یہ بات پسند تھی کہ مسلمان بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے ہی نماز ادا کریں کیونکہ اہلِ کتاب بھی اسی طرف رُخ کر کے عبادت کیا کرتے تھے لیکن جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو یہودیوں نے طرح طرح کی باتیں بنائیں۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت براء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہم اس بارے میں تردد کا شکار تھے کہ جو مسلمان تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انتقال کر چکے تھے یا جامِ شہادت نوش کر چکے تھے' ان (کی نمازوں کا) کیا حکم ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔''

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں جو آیت ذکر کی ہے اس میں لفظ ایمان سے مراد ''نمازیں'' ہیں۔ اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں نماز کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے کیونکہ نماز کا تعلق عمل کے ساتھ ہے اس لیے اس کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عمل ایمان کا حصہ ہے۔

مضامین حدیث: (1) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خانہ کعبہ سے محبت کرنا۔ (2) بیت المقدس کا قبلہ اوّل ہونا۔ (3) اہلِ کتاب کے اعتراضات (4) تحویل قبلہ (5) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانِ اطاعت اس حدیث کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) اللہ تعالیٰ نیک اعمال کے اجر وثواب کو ضائع نہیں کرتا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔''

(2) علامہ عینی لکھتے ہیں اس روایت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ سنت کے حکم کو قرآن کے ذریعے منسوخ قرار دیا جا سکتا ہے۔ معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بارے میں دو آراء منقول ہیں۔ ایک قول کے مطابق ایسا کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت کے ذریعے قرآن کو نسخ کرنا جائز نہیں ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' اکثر اہلِ علم نے عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے اسے جائز قرار دیا ہے جبکہ بعض اہلِ علم نے عقلی اعتبار سے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ بعض دیگر اہلِ علم عقلی اعتبار سے اسے جائز اور نقلی اعتبار سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ (3) خبر واحد کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ (4) اگر نماز کے دوران کسی شخص کو پتہ چل جائے اس کی سمت درست نہیں ہے تو وہ نماز کے دوران ہی صحیح سمت میں اپنا رخ پھیر سکتا ہے۔

(5) نماز کے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنا واجب ہے۔ (6) اگرچہ روایت کے الفاظ میں صراحتاً اس بات کا ذکر نہیں ہے تاہم اس واقعہ کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی عظمت فضیلت اور شان محبوبیت ظاہر ہو جاتی ہے کیونکہ آپ کی خواہش کے مطابق تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

''ہم تمہارے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں اور ہم ضرور بالضرور تمہیں اسی قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس سے تم راضی ہو۔ پس اب تم اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف موڑ لو۔'' (البقرہ:144)

(7) اس روایت کے ذریعے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذوقِ عبادت بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ (8) انسان کو اپنی عبادت پر فخر کرنے کی بجائے اس بات سے خوف زدہ رہنا چاہیے کہ کہیں اس کی کسی کوتاہی کی وجہ سے اس کے تمام اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔[1]

باب ۳۱: حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ

آدمی کے اسلام کی خوبی

قَالَ مَالِكٌ اَخْبَرَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا

اسلام قبول کرنے کی خوبی (کیا ہے؟) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے اور عمدہ طریقے سے اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام سابقہ گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کو ہر نیک عمل کا بدلہ دس گنا سے لے کر ستر گنا تک عطا فرماتا ہے جبکہ اس کی کسی بُرائی کے بدلے میں صرف ایک بُرائی شمار کی جاتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس ایک کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔

40-حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنے اسلام کو (یعنی اعمال کو) بہتر کر لے تو اس کے ہر نیک عمل کے بدلے میں دس سے ستر گنا تک اجر و ثواب تحریر کیا جاتا ہے جبکہ کسی گناہ کے ارتکاب کی صورت میں صرف ایک گناہ تحریر کیا جاتا ہے۔''

مضامین حدیث: (1) بندۂ مومن کو حاصل ہونے والا اجر و ثواب (2) اسلام قبول کرنے کی وجہ سے سابقہ تمام گناہوں کی معافی (3) گناہ کے ارتکاب پر صرف ایک گناہ کا عذاب ملنا اور اس کی بھی معافی کی امید اس حدیث کے مرکزی مضامین ہیں۔

اختلافِ اُمت: ناہ گار شخص کا انجام کیا ہوگا اس بارے میں مسلمانوں کے مختلف مکاتب ہائے فکر کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا

[1] عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری 387/1

ہے۔ خوارج کے نزدیک گناہوں کے مرتکب شخص کو کافر قرار دیا جائے گا اور ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ معتزلہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں کا مرتکب شخص اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو وہ یقینی طور پر جہنم میں جائے گا جبکہ اس حدیث کے ذریعے اہلِ سنت کا یہ مؤقف ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے شخص کو معاف کر سکتا ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) نیکی کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اسی لیے وہ اپنے فضل کی بدولت کسی شخص کو دوسرے سے زیادہ اجر و ثواب عطا کرتا ہے۔ (2) اگرچہ احادیث میں بہت سے اعمال کے اجر و ثواب کا ذکر موجود ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس اجر و ثواب کو بھی کئی گنا زیادہ کر کے عطا فرما سکتا ہے۔ (3) عین ممکن ہے کہ ایک شخص ایک عمل کو ایک مرتبہ سرانجام دے اور اسے ستر گنا اجر و ثواب حاصل ہو اور دوسرا شخص اسی عمل کو چالیس مرتبہ سرانجام دے اور ہر مرتبہ میں اسے ایک گنا اجر و ثواب حاصل ہو یوں اس کے مجموعی اعمال کا مجموعی اجر و ثواب پہلے شخص کے ایک عمل کے برابر بھی نہیں ہوگا اس لیے کسی بھی شخص کو اپنے عمل کی وجہ سے خود کو دوسرے کسی ایسے شخص سے افضل اور بہتر نہیں سمجھنا چاہیے جس کے ظاہری عمل کی مقدار کم ہو۔

عصریات: ہمارے ہاں عمل اور اس کے اجر و ثواب کے حوالے سے خاصی دلچسپ صورتِ حال پائی جاتی ہے۔

بہت سے لوگ کسی خاص تنظیم سے وابستہ ہو کر چند مخصوص اعمال ہی کو فضیلت کا معیار اور مدار سمجھ لیتے ہیں اور زبانی اقرار نہ بھی کریں تو بھی عملی طور پر عام مسلمانوں کو خود سے کم تر سمجھتے ہیں۔

توجہ طلب: اگر آپ بظاہر بہت سے نیک اعمال کرتے ہیں تو کیا اپنی ان نیکیوں کی وجہ سے آپ دوسروں کو خود سے کم تر تو نہیں سمجھتے؟

❀—❀❀—❀

باب ۳۲: اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَدْوَمُہٗ
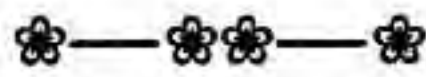
باقاعدگی سے کیا جانے والا دین (عمل) اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین (عمل) ہے۔

41-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَتْ فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ عَلَیْكُمْ بِمَا تُطِیْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا یَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰی تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْهِ مَادَامَ عَلَیْهِ صَاحِبُهٗ

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا' یہ کون ہے؟ اُم المومنین نے بتایا کہ فلاں خاتون ہے' ساتھ ہی اس خاتون کی کثرت عبادت کا بھی ذکر کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خبردار! اپنی طاقت کے مطابق (عبادت و ریاضت) کیا کرو' خدا کی قسم! (کثرت عبادت کی وجہ سے) تم تھک جاتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ تھکن کا شکار نہیں ہوتا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین دین (عمل) وہ ہے جسے باقاعدگی سے انجام دیا جائے۔''

ترجمۃ الباب: کیونکہ اس حدیث میں ''عمل'' کے لیے لفظ ''دین'' استعمال ہوا ہے اس لیے اس کے ذریعے امام بخاری بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عمل ایمان کا حصہ ہے۔

مضامین حدیث: نفلی عبادات میں کثرت کی بجائے باقاعدگی کا شریعت کی نظر میں محمود ہونا اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباطِ احکام ومسائل: (1) بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے جو مخلوق کی خصوصیت ہو جیسا کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''تھکاوٹ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے تاہم اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی نہ ہو۔ (2) کسی بھی اہم کام کی اہمیت کا احساس دلانے کے لیے قسم اُٹھائی جا سکتی ہے۔ (3) باقاعدگی سے کیا جانے والا تھوڑا عمل ایسے زیادہ عمل پر فضیلت رکھتا ہے جسے باقاعدگی سے انجام نہ دیا جائے۔ (4) عمل کی ظاہری قلت یا کثرت مختلف لوگوں کے اعتبار سے مختلف ہوگی کیونکہ لوگوں کی طبیعت اور طاقت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ (5) شریعت کی منشا کے خلاف کوئی عمل ظاہری طور پر نیک اور مستحب ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس پر ٹوک دینا چاہیے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں بہت سے مہربان ایسے ہیں جو اہلِ سنت کے بہت سے معمولات پر یہی اعتراضات کرتے ہیں کہ انہیں باقاعدگی سے کیوں انجام دیا جاتا ہے؟ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ کسی بھی مستحب کام کو باقاعدگی سے کرنا چاہیے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ جب انسان کوئی کام باقاعدگی سے کرنا چاہتا ہے اس کے لیے کوئی وقت مخصوص کرتا ہے تاکہ دیگر مشاغل اس کام کے آڑے نہ آ سکیں اور یہ کام دیگر مصروفیات میں حارج نہ ہو سکے اس لیے اہلِ سنت اپنے معمولات میں باقاعدگی برقرار رکھنے کے لیے جب کسی عمل کو کسی دن یا وقت کے ساتھ مخصوص کر لیتے ہیں تو اس بات پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

توجہ طلب: کیا آپ تمام مستحب کام باقاعدگی سے کرتے ہیں؟ کیا آپ کسی دوسرے کی باقاعدگی پر اعتراض کر کے اس حدیث کی مخالفت کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟

❀—❀❀—❀

باب ۳۳: زِيَادَةِ الْإِيْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَزِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا﴾ وَقَالَ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ فَاِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ

ایمان کی زیادتی اور کمی کا بیان' اللہ تعالیٰ کے ان فرامین (کی تشریح) ''اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا۔'' ''اور اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے ایمان میں اضافہ فرما دیتا ہے۔'' ''آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔'' امام بخاری فرماتے ہیں: ''جب کسی مکمل چیز کا کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے تو وہ ناقص ہوتی ہے۔''

•••——•••——•••

42- **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ بُرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبَانٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِيْمَانٍ مَكَانَ مِنْ خَيْرٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جہنم سے وہ شخص بھی نکل جائے گا' جس نے یہ کہا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے' اور اس کے دل میں جو (کے دانے) کے برابر بھلائی موجود ہو' اور ایسا شخص بھی جہنم سے نکل جائے گا جس نے یہ کہا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اس کے دل میں گندم (کے دانے) کے برابر بھلائی موجود ہو' اور جہنم سے وہ شخص بھی نکل جائے گا جس نے یہ کہا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے

اس کے دل میں ذرّے کے برابر بھی بھلائی موجود ہو۔ (امام بخاری فرماتے ہیں) ایک روایت کے مطابق حدیث میں ''خیر'' کی بجائے ''ایمان'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور یہ قولی حدیث ہے۔

مضامین حدیث: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور ایمان ان دونوں کی فضیلت حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

نفس مسئلہ: کیا گناہ گار شخص جنت میں داخل ہوگا؟ اس بارے میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی آراء مختلف ہیں اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو شخص مومن ہے وہ خواہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے فضل کی بدولت آخر کار ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

عصریات: عہد حاضر میں بہت سے فرقوں کے لوگ اہلِ سنت و جماعت' جو کہ اہلِ اسلام کے مرکزی اکثریت ہیں' کے افراد کو مشرک قرار دیتے ہیں' انہیں یہ فتویٰ جاری کرتے وقت یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اس صورت میں وہ اہلِ اسلام کی اکثریت کو مستقل جہنمی قرار دیتے ہیں کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اس کے سوا باقی گناہوں کو معاف کر دے گا۔'' (نساء: 48)

توجہ طلب: آخرت میں ایمان کا یہ اجر وثواب اس شخص کو حاصل ہوگا جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی ایسا عقیدہ یا نظریہ اختیار نہ کیا ہو جو شریعت کی نظر میں ایمان کے منافی ہو اور پھر اس کا خاتمہ ایمان کی حالت میں ہو اس لیے ہمیں ہمیشہ اپنے ایمان کی فکر کرتے رہنا چاہیے۔

استنباط احکام و مسائل: علامہ عینی لکھتے ہیں' تیمی فرماتے ہیں' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ذریعے ایمان کے کم ہونے پر استدلال کیا ہے کیونکہ جس شخص کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا اس کا ایمان یقینی طور پر اس شخص سے زیادہ ہوگا جس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر یا ذرے کے برابر ایمان ہوگا۔

کرمانی کہتے ہیں اس حدیث کے ذریعے ایمان کی زیادتی پر بھی استدلال کیا جاسکتا ہے' ہمارے (عینی کے) نزدیک اس حدیث میں خیر یا ایمان سے مراد ایمان کا ثمرہ ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایمان کے ثمرات کم اور زیادہ ہوتے ہیں۔[1]

•••——•••——•••

43-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ جَعْفَرَ بْنَ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَيْسِ اَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَءُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا قَالَ اَىُّ اٰيَةٍ قَالَ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا) قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِىْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ ایک یہودی نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا' اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن مجید) میں ایک ایسی آیت موجود ہے اگر وہ ہماری قوم یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو

[1] عینی' بدر الدین محمود' عمدۃ القاری 407/1

عید (کادن) سمجھتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا' کون سی آیت؟ اس یہودی نے عرض کی (سورۂ نسا کی وہ آیت جس کا ترجمہ درج ذیل ہے) "آج کے دن ہم نے تمہارے لیے' تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کر لیا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس دن اور جس جگہ یہ آیت نازل ہوئی تھی ہم اس سے واقف ہیں اسی دن جمعہ کا دن تھا اور آپ عرفہ میں قیام پذیر تھے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت موقوف متصل ہے کیونکہ اس کا اختتام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بیان پر ہو جاتا ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ صحابی کے اس بیان کو ایک اور صحابی حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے۔ آپ کی کنیت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے' نسبی اعتبار سے "بجلی" میں کوفہ میں قیام پذیر رہے 82 ہجری میں واصل بحق ہوئے۔

مضامین حدیث: (1) دین اسلام کی تکمیل (2) عرفہ کے دن کی فضیلت (3) المائدہ:3 کا شانِ نزول اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: (1) کسی بھی نعمت کے حصول کے دن کو یاد رکھنا شرعی تعلیمات کے منافی نہیں ہے۔ (2) لفظ "عید" اپنے مخصوص شرعی معنی کے علاوہ لغوی معنی میں بھی احادیث میں استعمال ہوا ہے۔ (3) جمعہ کا دن اہل ایمان کے لیے لغوی اعتبار سے "عید" کی حیثیت رکھتا ہے۔

عصریات: عصر حاضر میں بعض مہربان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو عید میلادالنبی کہنے پر اہل سنت پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام میں ایک تیسری عید ایجاد کر لی ہے جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اس کا جواب مختصر طور پر ہم نے آئندہ صفحات میں دے دیا ہے۔

توجہ طلب: کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو "عید" قرار دیتے ہوئے اُلجھن کا شکار تو نہیں ہیں؟

بَاب ٣٤: الزَّكٰوةُ مِنَ الْاِسْلَامِ وَقَوْلُهٗ ﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾

زکوٰۃ (کی ادائیگی بھی) اسلام کا ایک جز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی تشریح) "اور انہیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں' سیدھے راستے پر گامزن رہیں' نماز قائم کریں' زکوٰۃ ادا کریں اور یہی درست دین (داری) ہے۔"

44- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: (ایک مرتبہ) بکھرے ہوئے بالوں کا مالک ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا (بعد میں پتہ چلا کہ) اس کا تعلق وادئ نجد سے ہے (اس نے دھیمی آواز میں نبی اکرم ﷺ سے گفتگو شروع کی) ہمیں اس کی آواز کی بھنبھناہٹ محسوس ہو رہی تھی لیکن الفاظ سمجھ نہیں آ رہے تھے یہاں تک کہ مزید نزدیک ہوا تو پتہ چلا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا ہے (کہ اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ (وقت) نمازیں (ادا کرنا)'' اس نے عرض کی: کیا ان (پانچ نمازوں) کے علاوہ بھی کوئی (نماز) مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں! البتہ اگر تم نوافل ادا کرو (تو یہ بہتر ہے)'' نبی اکرم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا (اسلامی تعلیمات میں سے ایک) رمضان کے روزے بھی ہیں۔'' اس نے عرض کی: کیا ان (رمضان کے روزوں) کے علاوہ بھی (کوئی روزہ) مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں! البتہ اگر تم نفلی روزے رکھو (تو یہ زیادہ بہتر ہے) پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے بتایا کہ (اسلامی تعلیمات میں) زکوٰۃ کی ادائیگی بھی شامل ہے تو اس نے دریافت کیا (مخصوص فرض شدہ زکوٰۃ کی ادائیگی) کے علاوہ بھی (کسی قسم کا صدقہ و خیرات) میرے ذمہ فرض ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! البتہ اگر تم نفلی (طور پر صدقہ و خیرات کرو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔)'' (یہ سن کر) وہ شخص یہ کہتے ہوئے اُٹھ کر چل دیا کہ میں ان تمام احکامات میں کوئی کمی یا کوئی اضافہ نہیں کروں گا (اس کی یہ بات سن کر) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ درست کہہ رہا ہے (اور اپنی اس بات پر واقعی عمل بھی کرے گا تو سمجھ لو کہ) وہ کامیاب ہو گیا۔''

ترجمۃ الباب: چونکہ اس روایت میں سائل نے نبی اکرم ﷺ سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا تھا اور امام بخاری کے نزدیک اسلام ایمان کا مترادف ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ جب اسلام کا حصہ ہے' تو یہ ایمان کا حصہ بھی ہوگی' یوں عمل ایمان کا حصہ قرار پائے گا۔

امام بخاری ترجمۃ الباب میں سورۃ البینہ: ۵ نقل کی ہے اس آیت کی ترجمۃ الباب سے مناسبت یہ ہے کہ اس میں دینی اخلاص' نماز پڑھنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کو ''دین القیمہ'' قرار دیا گیا ہے اور یہ بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تجویز کردہ عنوان سے مطابقت رکھتی ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور اس کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں دو تابعین' حضرت ابوسہیل نافع بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت مالک بن ابو عامر الاصبحی رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ حضرت ابوسہیل نافع بن مالک رضی اللہ عنہ' امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔

مضامین حدیث: بنیادی اسلامی فرائض کی وضاحت اور نوافل کی ترغیب اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) نماز' روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہوئی۔ (2) نوافل' نفلی روزوں یا صدقہ و خیرات کی شکل میں فرض شدہ اعمال کے علاوہ دیگر اعمال بھی انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ (3) جو شخص ان احکام پر عمل پیرا ہوگا اس کی کامیابی یقینی ہے۔ (4) علمی مسائل سیکھنے کے لیے اہلِ علم مشائخ سے استفادہ کرنا چاہیے۔ (5) علم کے حصول کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنا چاہیے۔

باب۳۵ اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الْاِيْمَانِ

جنازے کے ہمراہ چلنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

...—...—...

45-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ الْمَنْجُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ تَابَعَهُ عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''جو شخص ایمان اور احتساب کے ہمراہ کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہوا اور اس وقت تک ساتھ رہے جب تک (اس مرحوم کو) نماز جنازہ ادا ہو جانے کے بعد اسے دفن نہ کر دیا جائے (ایسا شخص اس پورے عمل سے فارغ ہو کر) جب واپس آتا ہے تو اسے دو قیراط (کے برابر) اجر عطا کیا جاتا ہے۔ (اور ان دو قیراط میں سے) ہر ایک قیراط' احد پہاڑ کے مساوی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص صرف نماز جنازہ ادا کر کے دفن سے پہلے لوٹ آئے تو اسے ایک قیراط (کے برابر ثواب) عطا کیا جاتا ہے۔ (امام بخاری فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند سے بھی منقول ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ قولی حدیث ہے اس کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

مضامین حدیث: نماز جنازہ میں شرکت' جنازے کے ہمراہ قبرستان جانے کی ترغیب اور اس عمل کی فضیلت کا بیان اس حدیث کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) نماز جنازہ میں شرکت کرنا سنت ہے۔ (2) نماز جنازہ کے بعد دفن تک ساتھ رہنا بھی سنت ہے۔ (3) جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے۔

عصریات: ہمارے ہاں عام طور پر دنیاوی تعلق کی پاس داری کے لیے رسم کے طور پر جنازے میں شریک ہوا جاتا ہے۔ حدیث میں موجود اجر وثواب اس شخص کو حاصل ہوگا جو صرف اللہ کی رضا کے لیے جنازے میں شریک ہوا ہو۔

توجہ طلب: ہم نے آج تک کتنی مرتبہ نماز جنازہ میں شرکت کی ہے؟ اور کتنے جنازوں میں دفن ہونے تک ساتھ رہے ہیں؟ ان میں سے کتنے جنازوں میں شرکت اللہ کی رضا کے لیے تھی؟ اور کتنے جنازوں میں رسم دنیا کے تحت شریک ہونا پڑا؟

باب۳۶ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ يَّحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ مَا عَرَضْتُ قَوْلِيْ عَلٰى عَمَلِيْ اِلَّا خَشِيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مُكَذِّبًا وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَدْرَكْتُ ثَلَاثِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلٰى

نَفْسِهٖ مَا مِنْهُمْ اَحَدٌ يَّقُوْلُ اِنَّهٗ عَلٰى اِيْمَانِ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ مَا خَافَهٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا اَمِنَهٗ اِلَّا مُنَافِقٌ وَّمَا يُحْذَرُ مِنَ الْاِصْرَارِ عَلَى النِّفَاقِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ)

کسی مومن کا اس بات سے خوف زدہ رہنا (بھی ایمان کا حصہ ہے) کہ شاید کہیں اس کے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور اسے پتہ بھی نہ چل سکے۔ حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں جب بھی اپنے قول کو اپنے عمل کے سامنے پیش کرتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہ میرا شمار جھوٹے لوگوں میں نہ کیا جائے۔'' حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایسے 30 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کی ہے جو اپنی ذات کے بارے میں نفاق سے خوف زدہ رہتے تھے اور ان حضرات میں سے کوئی بھی نہ نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کے ایمان (کی مانند) ہے۔'' حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''صرف مومن (اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ) ڈرتا ہے اور صرف منافق بے خوف ہوتا ہے۔'' (امام بخاری فرماتے ہیں' ترجمۃ الباب کا دوسرا عنوان یہ ہے) منافقت پر اصرار کرنے اور توبہ کیے بغیر گناہوں میں مبتلا رہنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ جان بوجھ کر اپنی ایسی حرکات پر اصرار نہیں کرتے۔''

•••——•••——•••

46- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ

زبید (نامی تابعی فرماتے ہیں) میں نے ابووائل سے مرجۂ کے (عقیدے کے) بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا: ''کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے (یعنی کسی بھی مسلمان کو) قتل کرنا کفر ہے۔''

مضامین حدیث: مسلمان کو بُرا بھلا کہنے سے بچنا اور مسلمانوں کو آپس کی خانہ جنگی سے بچنے کی ترغیب دینا اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

عصریات: اس حدیث میں ان خطباء اور واعظین کے لیے خاص سبق ہے جو مجمع گرمانے کے لیے نعرے لگوانے کے لیے برسر منبر دوسرے فرقے کے لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں اگر کسی مسلمان کہلانے والے فرقے کا کوئی عقیدہ اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے غلط ہو تو اسے کتاب وسنت کے دلائل کے ذریعے غلط ثابت کیا جائے۔ گالی دے کر یا بُرا بھلا کہہ کر کسی عقیدے کو صحیح یا غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا اور کوئی بھی سنجیدہ اور متین شخص ایسے کسی مقرر کی بات کی طرف توجہ دینا بھی مناسب نہیں سمجھے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمان طعنے نہیں دیتا' لعنت نہیں بھیجتا۔''

توجہ طلب: آپ کا تعلق کوئی سے مکتبِ فکر سے ہو' کسی دوسرے فرقے کے لوگوں کو کافر قرار دیتے ہوئے یہ تسلی کر لیں' کہ آپ کے دلائل کتاب وسنت سے آراستہ ہیں یا صرف گالیوں اور جگتوں تک محدود ہیں۔

47- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ

عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ اِنِّىْ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاِنَّهُ تَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ اِلْتَمِسُوْهَا فِى السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: "ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے لیے تشریف لائے (تو ملاحظہ فرمایا کہ) دو مسلمان بحث وتکرار میں مشغول تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں شب قدر کے بارے میں اطلاع دینے کے لیے آیا تھا لیکن فلاں فلاں کی بحث وتکرار کی وجہ سے اسے اُٹھالیا گیا ہے شاید یہ تمہارے حق میں بہتر ہو تم اسے (رمضان کے آخری عشرے میں) ساتویں نویں یا پانچویں (رات میں) تلاش کرو"۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت قولی حدیث ہے اس کی سند مرفوع متصل ہے اس کی سند کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے ایک صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

مضامین حدیث: غیر ضروری بحث وتمحیص کی مذمت اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں یہ رواج چل نکلا ہے کہ لوگ علم نہ ہونے کے باوجود بڑے ذوق وشوق سے مذہبی مباحث میں حصہ لیتے ہیں اور اس دوران خوب بے پر کی اُڑاتے ہیں ان میں سے ہر شخص کو خود کو علامہ سمجھتا ہے اور اپنی رائے کی درستگی پر اصرار کرتا ہے ایسا کرنا نہایت غلط ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جس بارے میں تمہیں علم نہ ہو اس بارے میں کچھ بیان نہ کرو"۔

توجہ طلب: کسی بھی مذہبی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے آپ یہ تسلی کر لیتے ہیں کہ آپ کو اس موضوع کے بارے میں ضروری مستند معلومات حاصل ہیں؟

باب ۳۷: سُؤَالِ جِبْرِيْلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ

وَعِلْمِ السَّاعَةِ وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ ثُمَّ قَالَ جَآءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ دِيْنًا وَّمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِالْقَيْسِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے ایمان اسلام احسان اور قیامت کے علم کے بارے میں سوالات کیے اور آپ ﷺ نے انہیں جوابات عنایت کیے اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔ (امام بخاری فرماتے ہیں) اس روایت میں نبی اکرم ﷺ نے (ایمان اسلام اور احسان کے) مجموعے کو ایمان قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وفد عبدالقیس کو ایمان کے بارے میں جو معلومات بیان کی تھیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے "جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرے گا تو وہ (آخرت میں) قبول نہیں کیا جائے گا۔

48- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِّلنَّاسِ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَبِلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّىَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمُ فِى الْبُنْيَانِ فِىْ خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ) الْاٰيَةَ ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنَ الْاِيْمَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ اس دوران ایک شخص آیا اور اس نے (نبی اکرم ﷺ سے) دریافت کیا' ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا' ایمان یہ ہے کہ تم اللہ' اس کے فرشتوں' اس سے ملاقات' اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تم دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ اس شخص نے دریافت کیا' اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' نماز قائم کرو' فرض زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو اس شخص نے دریافت کیا' احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو لیکن اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے دریافت کیا' قیامت کب قائم ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بارے میں مسئول (جس سے سوال کیا گیا ہے یعنی نبی اکرم ﷺ) سائل (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) سے زیادہ علم نہیں رکھتا البتہ میں تمہیں اس کی نشانیاں بتا دیتا ہوں جب باندیاں اپنے آقاؤں کو جنم دیں اور چرواہے بلند و بالا عمارتیں قائم کرنے لگیں۔ (نبی اکرم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا) پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی: ''بے شک قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔'' پھر وہ شخص چلا گیا (اس کے جانے کے کچھ دیر بعد) آپ ﷺ نے فرمایا' اسے واپس بلاؤ۔ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باہر نکل کر دیکھا) مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے۔''
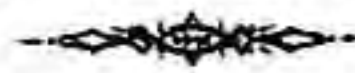
ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان میں ہی امام بخاری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوالات اور نبی اکرم ﷺ کے جوابات کا ذکر کیا ہے اور پھر یہ وضاحت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایمان' اسلام اور احسان کو مجموعی اعتبار سے دین قرار دیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اگر کوئی شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی پیروی کرے گا تو یہ پیروی قابلِ قبول نہیں ہوگی۔''

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین سے مراد اسلام ہے اور بعض دیگر روایات میں اسلام کو بھی ایمان قرار دیا گیا ہے اس لیے بالواسطہ طور پر دین کا مطلب ایمان ہوگا اور کیونکہ حدیث جبرائیل میں مختلف اعمال کو اسلام کا حصہ قرار دیا ہے اس لیے اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا

کہ اعمال ایمان کا حصہ ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ دراصل ایک صحابی کا بیان ہے جس میں انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد ان کے سوالات اور نبی اکرم ﷺ کے جوابات بیان کیے ہیں۔

مضامین حدیث: (1) اسلام کی بنیادی تعلیمات کا خلاصہ (2) کن امور پر ایمان رکھنا ضروری ہے؟ اس کی وضاحت (3) اسلام کی بنیادی عملی تعلیمات کیا ہیں (4) انسان کی باطنی کیفیت کیا ہونی چاہیے۔ (5) قرب قیامت کی علامات کیا ہیں اس کی وضاحت اس حدیث کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) فرشتہ انسانی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ (2) عام انسان کسی فرشتے کو انسانی شکل میں دیکھ سکتے ہیں۔ (3) اگرچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذاتی وجود بہت وسیع وعریض ہے لیکن ان کا ایک انسان کی شکل میں آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایک وسیع وعریض وجود کو ظاہری طور پر ایک مختصر وجود کی شکل میں لے آئے اور پھر اسی مختصر وجود کو دوبارہ وسیع وعریض وجود کی شکل میں لے جائے۔ (4) اسی کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی حقیقت اور آپ کے بشری وجود کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ بشری جسم محدود ہے جبکہ آپ کی حقیقت کائنات کے ذرے ذرے میں جاری وساری ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ کائنات کے مختلف عناصر واقسام آپ ﷺ کے نور مبارک ہی کے مختلف تعینات ہیں۔ (5) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کیا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ان دونوں اصطلاحات کے مفہوم سے ناآشنا تھے اس لیے ثابت یہ ہوا کہ بعض اوقات علم کے باوجود بھی سوال کیا جاتا ہے اور اس کا مقصد دوسروں کی تعلیم وتربیت ہوتی ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں ایمانیات کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اس اختلاف کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات' نبی اکرم ﷺ کے خصائص' قرآن کی بعض آیات کی تفسیر' احادیث کے مفاہیم کی وضاحت کے ساتھ ہے۔

توجہ طلب: آپ کا تعلق کسی بھی مکتبۂ فکر سے ہو جب آپ کسی دوسرے فرقے کے کسی فرد کے ساتھ کسی موضوع پر اختلاف کرتے ہیں تو کیا پہلے ان امور کا جائزہ لیتے ہیں؟

(1) متنازعہ مسئلے کا تعلق بنیادی نوعیت کے عقائد کے ساتھ ہے یا ثانوی نوعیت کے عقائد کے ساتھ ہے؟ (2) متنازعہ مسئلہ اللہ کی کتاب یا اس کے رسول ﷺ کی سنت سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے یا نہیں؟ (3) متنازعہ مسئلہ ایمان یا کفر کا مسئلہ تو نہیں ہے (4) آپ متنازعہ مسئلے کی جو تعبیر پیش کر رہے ہیں' کیا آپ کے مسلک کے اکابر علماء بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ (5) آپ اپنے عقیدے کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبہ کا شکار تو نہیں ہیں۔ (6) کیا آپ میں اتنی صلاحیت ہے کہ مقابل کے پیش کردہ دلائل کے جوابات دے سکیں۔ (7) متنازعہ مسئلے کے بارے میں آپ کی معلومات کتنی ہیں؟ (8) اگر آپ کے سامنے حق واضح ہو جائے تو آپ کے اندر اسے قبول کرنے کا حوصلہ ہے؟ اس روایت میں دوسرا توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ قیامت کی علامات میں سے کئی علامات ظاہر ہو چکی ہیں؟ مگر ہم نے ان سے کیا عبرت حاصل کی ہے؟

ایمان باللہ سے مراد کیا ہے؟

ہم میں سے ہر شخص اللہ کی ذات پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی ذات پر ایمان' تمام انبیاء کی دعوت وتبلیغ کا مرکزی موضوع رہا ہے۔

تمام علماء، صلحاء، صوفیاء، مبلغین اسی بات کی دعوت دیتے آئے ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔

''(اے رسول) تم ان سے پوچھو! کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟''۔ (زمر:9)

اس آیت کا یقینی مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارے میں زیادہ علم رکھتے ہیں اور جو اس بارے میں کم علم رکھتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ہیں اور اسی کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جو شخص لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسری نوعیت کی تعلیم دینے والے اس کے برابر نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ ایمان باللہ اسلامی تعلیمات کی بنیاد ہے اور صحیح بخاری اسلامی احکام کے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے ہم یہاں سلف صالحین کے علوم و معارف سے استفادہ کرتے ہوئے ایمان باللہ کے موضوع پر مختصر کلام کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے علوم کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(i) اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات اور اس کے ذیلی نکات

(ii) اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت

(iii) اللہ تعالیٰ کن صفات سے پاک ہے؟

(iv) اللہ تعالیٰ کے افعال کے اسرار و احکام

(v) اللہ تعالیٰ کے افعال سے متعلق فروعی نکات

(vi) اللہ تعالیٰ کے اسماء اور ان سے متعلق مباحث

اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات:

کسی بھی ذات کے احوال کی واقفیت کے حصول کیلئے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ آیا اس کا کوئی وجود بھی ہے یا نہیں ہے؟ جب یہ ثابت ہو جائے کہ کسی ذات کا وجود پایا جاتا ہے تو پھر اب اس کے بعد اس ذات اس کے مختلف احوال اور صفات پر بحث کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے اثبات کیلئے علم کلام اور علم فلسفہ کے ماہرین نے دو طریقے اختیار کیے ہیں جن کا نچوڑ یہ ہے کہ ممکن موجودات یعنی کائنات کیلئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ انہیں ایجاد کرنے والی کوئی ''واجب'' ذات موجود ہو۔ علم کلام کے ماہرین کی اصطلاح میں ''واجب'' اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ فرض کرنا محال ہو کہ کبھی کوئی ایسا بھی وقت تھا جب وہ ذات موجود نہیں تھی یا کبھی کوئی ایسا بھی وقت آئے گا جب وہ ذات موجود نہیں رہے گی۔

علم فلسفہ کے ماہرین یہ کہتے ہیں کوئی بھی وجود دو طرح کا ہو سکتا ہے یا وہ واجب ہوگا؟ یا پھر ممکن ہوگا؟ اگر وجود ممکن ہو تو اس کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ کوئی ایسی طاقت موجود ہو جس نے اس ممکن کو عدم کی تاریکی سے نکال کر وجود کی روشنی عطا کی ہو۔ وہ طاقت یا تو خود ''واجب'' ہوگی یا پھر وہ بھی ممکن ہوگی۔ اگر وہ بھی ممکن ہو تو اسے بھی کسی نے وجود عطا کیا ہوگا۔ پھر اسے وجود عطا کرنے والے کا جائزہ لیا جائے گا۔ غرضیکہ آخرکار ہم کسی ایسی ذات تک پہنچ جائیں گے جس کا وجود ''واجب'' ہو اور اس کے واجب ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ وہ از خود ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گی اور یہ وہی ذات ہے جسے اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے۔

علم کلام کے ماہرین کہتے ہیں۔ یہ ایک عام مشاہداتی حقیقت ہے کہ کائنات مسلسل تغیر اور تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے۔ اس تبدیلی کو پیدا کرنے اور جاری رکھنے کیلئے کسی ایک ایسی ذات کی موجودگی ضروری ہے جو خود اس تغیر اور تبدیلی سے ماوراء ہو کیونکہ یہ بات عقلی طور پر ناممکن ہے کہ ہر ایک وجود محض ذاتی طور پر تبدیلی اور تغیر کی زد پر ہو اس لئے جس ذات کی قدرت اور طاقت کے تحت کائنات میں تبدیلی کا یہ نظام چل رہا ہے وہی ذات واجب الوجود ہے۔

گویا علم فلسفہ اور علم کلام کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کائنات کا واجب الوجود کے بغیر موجود ہونا ناممکن ہے یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ علم کلام اور علم فلسفہ کے ماہرین سے مراد ان علوم کے مسلمان ماہرین ہیں ورنہ بیشتر غیر مسلم فلسفی اللہ کی ذات کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار رہتے ہیں۔

اگر ممکنات کو وجود عطا کرنے کیلئے کسی واجب الوجود کی ذات کو تسلیم نہ کیا جائے تو اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ یہ موجودات خود بخود وجود میں آئے ہیں اور یہ ناممکن ہے کیونکہ مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ ایک ممکن وجود کسی دوسرے ممکن وجود کی وجہ سے اپنا وجود حاصل کرتا ہے۔ گویا ہر ممکن کے وجود میں آنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس سے پہلے ایک اور ممکن موجود ہو۔ غرضیکہ آپ پیچھے کی طرف چلنا شروع کر دیں ہر ایک ممکن وجود سے پہلے ایک اور ممکن موجود ہوگا لیکن آخرکار آپ ایک ایسے نکتے تک پہنچ جائیں گے جو تمام ممکنات کا نکتہ آغاز ہوگا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے آپ چھ ارب ترپن کروڑ اٹھارہ لاکھ ستانوے ہزار پانچ سو نو 6,53,18,97,509 سے الٹی گنتی گننا شروع کریں تو ہر عدد سے پہلے ایک عدد ہوگا اور دور تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا لیکن آخرکار آپ 1 تک پہنچ جائیں گے جو تمام تر اعداد کا نکتہ آغاز ہے۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔

''(اے رسول) تم بتا دو کہ اللہ 'احد' ہے''۔ (اخلاص ۱)

علم کلام اور فلسفہ کے ماہرین نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اثبات کیلئے عالم اجسام یعنی کائنات کے ان حصوں اور اقسام سے استدلال کیا ہے جو مادی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ اجسام دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔

(i) مفرد: یعنی ایسی مادی اشیاء جن کی حقیقت ایک ہو۔ جیسے مٹی یا پانی

(ii) مرکب: ایسی مادی اشیاء جو دو یا دو سے زیادہ مفردات سے مل کر بنی ہو جیسے اینٹ کہ یہ مٹی اور پانی کا مجموعہ ہوتی ہے۔

یہاں مادی اجسام کو موضوع بحث اس لیے بنایا گیا ہے کیونکہ انسان کے حواس ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ خود قرآن نے اپنے قاری کو ان موجودات میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

''بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق' دن اور رات کے درمیان موجود اختلاف' لوگوں کی سہولت کیلئے سمندر میں چلتی ہوئی کشتیاں' اللہ تعالیٰ کا آسمان سے پانی نازل کر کے بنجر زمین کو سرسبز کر دینا' زمین میں ہر طرح کے جانور پیدا کر دینا' ہواؤں کا چلنا' بادلوں کا زمین و آسمان کے درمیان مسخر رہنا ان سب میں عقل مند لوگوں کیلئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور خالقیت کی) بہت سی نشانیاں موجود ہیں''۔ (البقرہ 164)

اسی طرح ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''عنقریب ہم انہیں آفاق میں اور ان کے اپنے وجود میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے''۔ (فصلت 53)

یہ اور اس طرح کی بہت سی دیگر آیات ہیں جن کے ذریعے قرآن نے اہل فہم کو یہ دعوت دی ہے کہ کائنات کے نظام میں غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت کا شعور حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ایک عرب دیہاتی کا قول ہے:

"البعرة تدل على البعير، وآثار الاقدام على المسير، فسماء ذات ابراج، وارض ذات فجاج، الا تدل على اللطيف الخبير".

"اونٹ کی مینگنیاں دیکھ کر اونٹ کے گزرنے کا پتہ چل سکتا ہے۔ پاؤں کے نشانات دیکھ کر گزرے ہوئے آدمی کا پتہ چل سکتا ہے تو برجوں والے آسمان اور تنگ راستوں والی زمین کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی لطیف وخبیر ذات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا؟"

ذات باری تعالیٰ کے اثبات کیلئے سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اللہ کی ذات ہر حوالے اور ہر اعتبار سے ممکنات یعنی اپنی مخلوق سے مختلف ہے کیونکہ اگر واجب الوجود ذات کے اندر بھی ممکنات کی خصوصیات موجود ہوں تو پھر واجب اور ممکن کے درمیان فرق کرنا ممکن نہیں رہے گا۔

کیونکہ تغیر اور تبدیلی ممکن کی بنیادی خصوصیات ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہر ممکن پہلے موجود نہیں تھا۔ پھر وجود میں آیا اور آخر میں اس کا وجود ختم ہو جائے گا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ذات واجب الوجود کیونکہ ممکن کی ضد ہوتی ہے اس لیے وہ ہمیشہ سے ہوگی اور ہمیشہ موجود رہے گی۔ اسے ہم آسان لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ازل سے ہے اور ابد تک باقی رہے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وقت اور زمانے کی حد بندیوں میں محدود ہونا مخلوق کی خصوصیت ہے اور ذات باری تعالیٰ تو دیگر مخلوقات کے ساتھ وقت اور زمانے کی بھی خالق ہے اس لیے وقت اور زمانہ اس کی ذات پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

توحید کا بیان:

اصول یہ ہے کہ واجب الوجود ذات میں کثرت نہیں پائی جاتی یعنی اس کے وجود کے اجزاء نہیں ہوتے ہیں کیونکہ مرکب ہونا ممکن کی خصوصیت ہے۔ وہ اس طرح کہ ہر مرکب پہلے مفرد حالت میں موجود ہوتا ہے اور پھر دو یا دو سے زیادہ مفردات مل کر ایک مرکب کی شکل اختیار کر جاتے ہیں لیکن ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ تغیر اور تبدیلی ممکن کی خصوصیت ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ مرکب ہونا مخلوق کی خصوصیت ہے۔ اللہ کی ذات ان سے پاک ہے۔

الٰہ ہونے کیلئے یہ بھی بنیادی شرط ہے کہ وہ ایک ہو کیونکہ اگر ایک سے زیادہ الٰہ موجود ہوں گے تو وہ دونوں محدود ہو جائیں گے کیونکہ دونوں کو درمیان ایک ایسا نکتہ ضرور موجود ہوگا جہاں آ کر دونوں کا وجود ختم ہو جائے گا جو ان کے محدود ہونے کی دلیل ہوگی اور محدود ہونا ممکن کی خصوصیت ہے۔

بعض غیر مسلم فلسفیوں نے یہ رائے پیش کی ہے کہ ایک سے زیادہ الٰہ موجود ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہوگا کہ اگر دو معبودوں کے وجود کا امکان فرض کر لیا جائے تو عین ممکن ہے کہ ان دونوں کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو جائے۔ جب ان دونوں کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہوگا تو دونوں میں سے کسی ایک کی مشیت پوری ہوگی جس کی مشیت پوری ہوگی وہ غالب ہوگا اور جس کی مشیت پوری نہیں ہوگی وہ مغلوب ہوگا اور اصول یہ ہے کہ مغلوب ہونا ممکن کی خصوصیت ہے اس لیے دو معبودوں کا امکان تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

اس پر بعض فلاسفہ یہ قول پیش کرتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دونوں معبود آپس میں یہ طے کر لیں کہ ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کریں گے اس کا جواب یہی ہے کہ اس معاہدے کا امکان دونوں کی مجبوری ظاہر کرتا ہے اور مجبور ہونا مخلوق کی خصوصیت ہے۔

[illegible] یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ واجب الوجود صرف ایک ہی ذات ہے اور وہی ایک ذات ہی واجب الوجود ہو سکتی ہے

اور وہ ذات اپنی ہر صفت اور ہر شان کے اعتبار سے بے مثل اور بے مثال ہے۔ کسی بھی اور وجود کا کسی بھی حوالے سے اس کی مانند ہونا عقلی طور پر ناممکن ہے۔

جب یہ بات طے پا گئی کہ واجب الوجود ایک ہی ذات ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب اگر کوئی شخص ممکنات کے کسی ایک فرد کو کسی ایک حوالے یا اعتبار سے واجب الوجود کی مانند تصور کرے تو یہ غایت درجے کی حماقت ہے اور عقل کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اس گناہ کو معاف نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے اس کے علاوہ تمام گناہوں کو معاف کردے گا"۔ (نساء:48)

ممکن کے اندر تین بنیادی صفات میں سے کوئی ایک صفت ضرور پائی جاتی ہے۔ وہ تین صفات یہ ہیں۔

(i) جسم: ہر جسم مختلف اجزاء کا مجموعہ ہوتا ہے اور جسم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ مکان اور جہت کا محتاج ہوتا ہے۔

(ii) عرض: ایسے وجود کو کہتے ہیں جس کا وجود جسم کے وجود کا محتاج ہو۔

(iii) جوہر: اس سے مراد وہ وجود ہے جو جسم کی مخصوص ماہیت سے زائد ہو لیکن یہ بھی اپنے وجود کے لئے جسم کا محتاج ہوتا ہے۔

بعض دیگر اہل علم نے جسم کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ جسم میں تین خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ طول' عرض' عمق۔ یعنی لمبائی' چوڑائی اور گہرائی۔

بعض اہل علم کے نزدیک جسم ایسے جوہر کو کہتے ہیں جو ہیولیٰ اور صورت سے مل کر بنا ہو۔

ان تمام تر تعریفات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ یہ سب صفات ممکن کی خصوصیت ہیں اور اللہ کی ذات ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی شان کے شایان نہ ہو اور جو چیز ممکن کی خصوصیت ہوگی وہ اللہ کی شان کے لائق نہیں ہوگی۔

اگر ذات واجب الوجود کیلئے جسم کے امکان کو فرض کر لیا جائے تو اس کی ذات کیلئے ان تمام عوارض کا امکان تسلیم کرنا پڑے گا جو جسم کی خصوصیت ہیں جن میں سب سے بڑا عارضہ تغیر اور تبدیلی ہے۔ یوں ذات باری کو محل حوادث ماننا پڑے گا اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اس کی ذات ہر اس وصف سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو۔ اس عقیدے کو علم کلام کی اصطلاح میں "تنزیہہ باری تعالیٰ" کا عقیدہ کہتے ہیں۔

بعض حضرات تنزیہہ باری تعالیٰ کے عقیدے کو درست تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کہ لفظ جسم کے اطلاق کا مطلب یہ ہے کہ وہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ جوہر کے استعمال کا مطلب یہ ہے کہ اس کا وجود بذات خود قائم ہے لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جو اس کی شان کے لائق نہ ہوں۔ اگرچہ ان کے لغوی یا عرفی مفہوم کی بجائے ان کا مخصوص اصطلاحی مفہوم مراد لیا جا رہا ہو۔

مسلمان کہلانے والوں میں ایک فرقہ ایسا بھی گزرا ہے جس کے نزدیک اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مخصوص جسم ہے کیونکہ ان کے نزدیک کوئی بھی فعل جسم کے بغیر سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ اس فرقے کو "مجسمہ" کہا جاتا ہے۔ پھر ان میں بھی کئی فرقے ہیں جو اس جسم کی ہیئت اور ترکیب کے بارے میں مخصوص نظریات رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جسم خون اور گوشت سے بنا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا جسم ایک خوبصورت نوجوان کی مانند ہے اور بعض کے نزدیک وہ ایک چمکدار وجود ہے لیکن یہ تمام لغویات' فضولیات اور بکواس ہیں۔

مسلمان کہلانے والوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر کی طرف موجود ہے اور عرش کے اوپر ہے۔ اس کا جسم عرش کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ لوگ ''مشبہہ'' کہلاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں قرآن کی ان آیات سے استدلال کیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ کیلئے اسی نوعیت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جب تمہارا پروردگار آئے گا تو فرشتے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہوں گے'' (الفجر:22)

اسی طرح ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وہ دیکھیں گے کہ اللہ ان کے پاس آ رہا ہے۔'' (البقرہ:210)

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہیں۔'' (الزمر:67)

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''رحمان نے عرش پر استواء کیا ہے'' (طٰہٰ:5)

اسی طرح بعض احادیث میں اسی نوعیت کا کلام موجود ہے جیسے امام مسلم اپنی سند کے ہمراہ یہ بات نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم نے ایک گونگی کنیز سے یہ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے اس عمل کا انکار نہیں کیا بلکہ اسے مسلمان قرار دیا۔[1]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ ہر رات میں ہمارا پروردگار آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے؟ جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے؟ جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں' کون ہے' جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟[2]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی نقل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیا ہے۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی نقل کرتے ہیں کہ (قیامت کے دن) جہنم بھرے گی نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا۔[4]

یہ اور اسی نوعیت کی بہت سی احادیث ہیں جن کی وجہ سے مشبہہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جسم یا جوہر سے متعلق الفاظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا درست ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس نوعیت کی تمام تر نصوص متشابہات کی حیثیت رکھتی ہیں اور متشابہات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''ان کی تاویل اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا''۔ (آل عمران:7)

---

[1] نیشاپوری' مسلم بن حجاج' ''الصحیح'' 33' ابوداؤد 167' شیبانی' احمد بن حنبل' ''المسند'' 291/2

[2] نیشاپوری' مسلم بن حجاج' ''الصحیح'' 168' اصبحی' مالک بن انس' ''الموطا'' 30' شیبانی' احمد بن حنبل' ''المسند'' 264/2

[3] نیشاپوری' مسلم بن حجاج' ''الصحیح'' 115' شیبانی' احمد بن حنبل' ''المسند'' 244/2

[4] شیبانی' احمد بن حنبل' ''المسند'' 369/2

اصول یہ ہے کہ ذات واجب الوجود کو کیت اور کیفیت کے ساتھ متصف نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے لمبائی' چوڑائی' شکل' رنگ' ذائقہ' بو' خوشی' افسوس' ناراضگی' لذت' تکلیف وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ ماہیت استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ علم کلام کے مشہور ماہر امام ابو منصور محمد بن محمود ماتریدی فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہم سے یہ دریافت کرے کہ اللہ تعالیٰ کیا ہے؟ تو ہم اسے جواب دیں گے۔ اگر تو تمہارے سوال کا مقصد یہ ہے کہ اس کا نام کیا ہے؟ تو وہ الرحمٰن اور الرحیم ہے۔ اگر تمہارے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی صفات کیا ہیں؟ تو وہ سمیع و بصیر ہے اور اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ اس کا فعل کیا ہے؟ اس کا فعل مخلوقات کو پیدا کرنا اور ہر شے کو اس کے مخصوص مقام پر رکھنا ہے۔ اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ اس کی ماہیت کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ مثال اور جنس سے پاک ہے (اس لیے اس کیلئے ماہیت کا لفظ استعمال نہیں کیا جاسکتا)

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اس کی ذات کا کسی بھی مخلوق کے ساتھ' کسی بھی نوعیت کا' حلول یا اتحاد کا تعلق نہیں ہے۔ یہ ایک اہم مقام ہے۔ رئیس الکاشفین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے ''وحدۃ الوجود'' کا نظریہ پیش کیا۔ یہ بہت دقیق علمی مسئلہ تھا۔ بعض کوتاہ بین اس مسئلے کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور انہوں نے شیخ کے خلاف کفر اور گمراہی کا فتویٰ دے دیا۔ دوسری طرف بعض کم فہم ایسے بھی تھے جنہوں نے شیخ کے کلام کو سمجھنے کی زحمت کیے بغیر اس سے حلول و اتحاد کے معنی مراد لیے اور بعد میں آنیوالے ستم ظریفوں نے اسی حلول واتحاد کے نظریے کو شیخ اکبر کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ وہ اس سے بری ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حلول واتحاد کا نظریہ کیسے اختیار کیا جاسکتا ہے؟ فارسی کے کسی شاعر نے کیا خوبصورت سوال پیش کیا ہے۔

حلول واتحاد ایں جا محال است　　　　که در وحدت دوئی عین ضلال است

''اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حلول واتحاد کا نظریہ رکھنا ناممکن ہے کیونکہ وحدت میں ''دوئی'' کا امکان تسلیم کر لینا عین گمراہی ہے''۔

آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اس حلول واتحاد کے نظریے کی اس شدومد سے تردید کی جارہی ہے۔ اس سے مراد کیا ہے؟

اتحاد کی تعریف:

اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ دو مستقل وجود الگ سے موجود ہوں اور وہ دونوں اس طرح سے مل جائیں کہ ایک وجود کی شکل اختیار کرلیں۔ اگرچہ دونوں کا مستقل وجود اپنی جگہ برقرار رہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جماعتیں اپنے مشترکہ مقاصد کے حصول کیلئے ''اتحاد'' کر لیتی ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ان سب کی انفرادی حیثیت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے لیکن اجتماعی طور پر بھی وہ ایک مستقل تنظیم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اتحاد ایک ایسا نکتہ ہے جسے بنیاد بنا کر صوفیاء کے مخالفین وحدت الوجود پر تنقید کرتے ہیں حالانکہ اگر وحدت الوجود کا عقیدہ نہ رکھا جائے تو عقیدہ توحید میں اتحاد کا امکان واحتمال آجاتا ہے۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ جس کی وضاحت ہم آگے چل کر وحدت الوجود کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کریں گے۔

حلول کی تعریف:

حلول کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز دوسری کے اندر داخل ہونے کے بعد اس طرح سے اس کا حصہ بن جائے کہ اس کا اپنا وجود بظاہر

برقرار نہ رہے۔ جیسے آپ نمک یا چینی کو پانی میں ڈال کر حل کریں تو اس طرح پانی کے وجود کا حصہ بن جاتی ہے کہ اس کا اپنا وجود دکھائی نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ کیلئے حلول اور اتحاد دونوں عقیدے رکھنا ممکن نہیں ہے کیونکہ ہم پہلے اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کمیت اور کیفیت سے پاک ہے۔ جسم کا کوئی بھی عارضہ اسے لاحق نہیں ہوسکتا۔ جسم کیلئے یہ شرط ہے کہ لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کے حوالے سے اس کی مخصوص حد ہوتی ہے۔ جب دو مختلف اجسام کی حدود کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا جائے تو ''اتحاد'' ہو جاتا ہے۔ اللہ کی ذات کیونکہ محدود ہونے سے پاک ہے اس لیے کسی اور وجود کے ساتھ اس کا اتحاد ممکن ہی نہیں ہے۔

اسی طرح حلول اس وقت پایا جائے گا جب ایک جسم کے اجزاء کے اندر خلاء موجود ہو اور دوسرا جسم اس خلاء کے اندر سما جائے کیونکہ اللہ کی ذات اس بات سے پاک ہے کہ اس کے وجود کے اجزاء ہوں۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی اور وجود اس کی ذات میں حلول کر سکے۔

اسی مسئلے کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیا جائے تو حلول اور اتحاد کیلئے دو اجسام کا پایا جانا ضروری ہے اور پھر وہ دو مختلف اجسام اپنے سوص مقام سے حرکت کر کے ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں یا ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے وجود کا حصہ بن جاتا ہے۔ ہم پہلے ہی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ کسی مخصوص مقام پر موجود ہونا اور پھر وہاں سے حرکت کر کے کسی دوسری جگہ تک آ جانا ممکن کی خصوصیت ہے۔ اللہ کی ذات اس سے پاک ہے۔

اللہ کی ذات سے حلول واتحاد کے امکان کی نفی سے ''مشبہہ'' کے نظریات کی تردید ہو جاتی ہے اور اہل سنت کا موقف واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن وسنت کی نصوص میں اللہ تعالیٰ کیلئے متشابہات کے حوالے سے جو بیان مذکور ہیں۔ ان کی تاویل کی جائے گی اور یہ تاویل اللہ کے علم میں ہے۔

بعض لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے عین اوپر ہے اور ہر رات میں، آسمان دنیا پر آتا ہے تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ یہی کہ پہلے اس کے وجود کا اتحاد واتصال عرش کے وجود کے ساتھ تھا اور پھر اس کا اتصال آسمان دنیا کے ساتھ ہو گیا۔

یاد رکھیں! خود کو ''صوفی'' یا ''اہل توحید'' کہلانے والے کسی جاہل کی طرح، عرش بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا صوفی یا اہل توحید کہلانے والے جاہل کے وجود کے ساتھ متحد و متصل ہونا جتنا ناممکن ہے۔ عرش کے وجود کے ساتھ متحد و متصل ہونا اتنا ہی ناممکن ہے۔

بنیادی اصول یہ ہے کہ ذات واجب الوجود کو حادث وجود کی کسی بھی خصوصیت کے ساتھ متصل نہیں کیا جا سکتا۔

اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس بات پر امت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو صرف انہی صفات کے ساتھ متصف کیا جا سکتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہوں۔ جو صفات مخلوق کی خصوصیت ہوں وہ اس کی شان کے لائق نہیں ہوں گی کیونکہ مخلوق کی خصوصیت، مخلوق کی طرح حادث ہوگی اور اللہ کی ذات کیلئے حدث کی کسی بھی صورت کا امکان تسلیم کرنا محال ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کیلئے کسی حادث صفت کا امکان تسلیم کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ازل سے اس صفت سے متصف ہے اور یہ ناممکن ہے کیونکہ جب ایک صفت حادث ہوگی تو وہ ازل میں کیسے پائی جا سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی صفات:

کسی بھی ذات کی عظمت کا شعور اس کی صفات سے واقفیت حاصل کیے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بات کی جاتی ہے تو اس میں اس کی صفات کی معرفت شامل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں اس کی درج ذیل صفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(i) صفت وجود: یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اس کا وجود ان تمام تر صفات سے متصف ہے جو اس کی شان کے لائق ہیں۔
(ii) صفت قدرت: قدرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ جو فعل انجام دینا چاہے اسے انجام دے سکے اور جسے انجام نہ دینا چاہے اسے انجام نہ دے۔

یہاں یہ اصول پیش نظر رکھنا چاہئے کہ قدرت کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہوتا ہے۔
اس اجمالی اصول کی تفصیل یہ ہے کہ وجود موجود ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(i) واجب الوجود: ایسی ذات جس کا ہمیشہ پایا جانا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات۔
(ii) ممتنع الوجود: اس سے مراد وہ وجود ہے جس کا کبھی بھی کہیں بھی پایا جانا ممکن نہ ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا۔
(iii) ممکن الوجود: اس سے مراد وہ وجود ہے جس کا پایا جانا اور نہ پایا جانا دونوں برابر ہیں یعنی کوئی وقت ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا وجود نہ ہو اور پھر ایسا بھی وقت آ سکتا ہے کہ وہ وجود میں آ جائے۔

اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق واجب الوجود اور ممتنع الوجود کے ساتھ نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں ہے جس کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی کسی ایک صفت کو بھی ختم یا معطل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اس کی قدرت کا تعلق ممتنع الوجود کے ساتھ بھی نہیں ہے۔ اس کی تمام تر قدرت ممکن الوجود کے ساتھ متعلق ہے۔

عقلی طور پر دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ممکن ایک ایسا وجود ہے جس کا ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہیں اس لیے اسے عدم سے اٹھا کر وجود کی بلندی پر لانا قدرت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس کی قدرت کا تعلق کائنات کے ہر حصے کے ہر جز، ہر جز کے ہر ذیلی جز کے ساتھ ہے۔

یہاں یہ اصول پیش نظر رکھیں کہ اس کی قدرت کا تعلق اس کی مشیت کے ساتھ ہے اپنی مشیت کو نافذ کرنے کیلئے وہ کسی سہارے یا سبب کا محتاج نہیں ہے اور یہ اصول بھی ہمیشہ ذہن نشین رہے کہ اس کی دیگر تمام صفات کی طرح اس کی قدرت کی بھی (ممکنات کے بارے میں) کوئی حد نہیں ہے۔ نیز یہ اصول بھی ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ممکن کی موجودہ شکل میں منحصر نہیں ہے۔ یہ واضح سی بات ہے کیونکہ کوئی بھی شخص اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بس یہی ہے کہ اس نے انسان کی دو آنکھیں، دو ہاتھ اور دو پاؤں پیدا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس سے زیادہ ہاتھ پاؤں پیدا کر دے۔

اسی اصول کے ذریعے بہت سے اختلافی مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے زمانے میں لوگ یہ سمجھتے ہیں (اگرچہ وہ اس کا اعتراف نہیں کرتے) کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بس وہیں تک ہے۔ جہاں تک ہمیں محسوس ہوتی ہے جیسے عام مشاہدے کی بات ہے کہ کوئی شخص ایک خاص حد تک دیکھ سکتا ہے اس سے آگے اس کی نگاہ کام نہیں کرتی۔ انسان ایک مخصوص فاصلے سے آنے والی آواز ہی کو سن سکتا ہے اس سے پرے سماعت کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے۔ انسان ایک خاص سمت میں ایک خاص حد تک مختلف اشیاء کا مشاہدہ کر سکتا ہے اگر بیک وقت بہت سی آوازیں سنائی دیں تو اسے ان میں سے کسی ایک کا مفہوم بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ اور اسی طرح کی دیگر بہت سی قوتیں اور ادراکات ہیں جن کا مخصوص اور محدود دائرہ ہے لیکن یہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے اس کی قدرت کی آخری حد نہیں ہے۔ حواس کے دائرہ کار کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہے اور ممکنات کے بارے میں اللہ کی قدرت بے حد و حساب ہے۔ اس طویل تمہید کے ذریعے ہم ان لوگوں کو دعوت فکر دینا چاہتے ہیں جنہیں نبی اکرم کا حاضر و ناظر ہونا' دور سے پکارنے والے اپنے امتی کی پکار سننا۔ شان الوہیت کے مترادف محسوس ہوتا ہے حالانکہ یہ ایک امر ممکن ہے اور باری تعالیٰ کی قدرت کے ماتحت ہے اسی ایک اصول کے ذریعے بہت سے فروعی

مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔ جو عام مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں بانٹنے کا سبب بنتے ہیں۔
مختصر یہ کہ اللہ کی تمام تر صفات میں سے کسی بھی ایک صفت کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے اور یہی صورت صفت قدرت کی بھی ہے۔
یہاں متکلمین نے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے متعلق بعض فروعی مسائل پر بحث کی ہے لیکن ہم ان سے صرف نظر کرتے ہوئے قدرت کی بحث کو اس اصول پر ختم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قدرت کی کوئی انتہا نہیں ہے یعنی اس کی قدرت کا ممکنات کے ساتھ تعلق کبھی منقطع نہیں ہوگا اس کی قدرت ممکن کے ہر جز اور اس جز کے تمام ذیلی اجزاء تک محیط ہے۔

صفتِ علم:

اگر چہ مخلوق کیلئے جس چیز کو علم کہا جاتا ہے اس کی کیفیت مخلوق کی خصوصیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے جس علم کا اثبات کیا جاتا ہے وہ اللہ کی شان کے لائق ہے۔ مخلوق کیلئے ثابت کیے جانے والے علم کیلئے ضروری ہے کہ اس سے پہلے جہالت موجود ہو بالکل اسی طرح جیسے مخلوق کے وجود کیلئے ضروری ہے کہ پہلے وہ معدوم ہو لیکن خالق کا علم ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ بالکل اسی طرح جیسے اس کا وجود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ مخلوق کا علم ظاہری و باطنی مختلف نوعیت کے احساسات اور مدرکات کا مرہون منت ہوتا ہے جبکہ خالق کا علم ان وسائل اور وسائط سے ماوراء ہوتا ہے۔ مخلوق کا علم عطائی ہوتا ہے بالکل اسی طرح جیسے مخلوق کا وجود عطائی ہوتا ہے جبکہ خالق کا علم اس کے وجود کی طرح ذاتی ہوتا ہے۔ مخلوق کا علم ان کے وجود کی طرح محدود ہوتا ہے جبکہ خالق کا علم اس کی ذات کی طرح غیر محدود ہوتا ہے مخلوق کا علم (فی نفسہٖ) فانی ہوتا ہے جبکہ خالق کا علم ازلی وابدی ہوتا ہے۔

خالق کے علم کے ازلی وابدی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اسے اس واقعہ کا علم ہوتا ہے اور یہ ''پہلے'' وقت کی دائرہ بندی میں محدود نہیں ہوتا۔ اس طرح خالق کو اس بات پر قدرت حاصل ہے کہ مخلوق کے کسی ایک فرد کو دیگر مخلوقات کے وجود میں آنے سے پہلے ان مخلوقات کے بارے میں جملہ علوم سے آگاہ کردے جیسے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے ان سے متعلق علوم کو لوح محفوظ میں تحریر کروادیا ہے۔ گویا قلم اور لوح دونوں کو مخلوقات کے بارے میں معلومات' مخلوقات کے وجود میں آنے سے پہلے حاصل ہوگئی تھیں۔ یہاں یہ نکتہ ذہن نشین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو یہ علوم ''املاء'' نہیں کروائے تھے بلکہ اسے حکم دیا تھا کہ آج سے پہلے جو ہو چکا ہے اور آئندہ جو کچھ ہوگا اس سب کو تحریر کرو اور یہ اللہ کی قدرت ہے کہ قلم کو اسی حکم کے ساتھ' کائنات کے بارے میں تمام تر معلومات حاصل ہوگئی اور اس نے ان تمام تر معلومات کو لوح پر تحریر کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بیشک اس کے ''امر'' کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ کرے تو وہ اسے فرماتا ہے، ہوجا! تو وہ ہو جاتی ہے'' (یٰسین:82)

اس طویل تقریر کے ذریعے ہم ان مہربانوں کو دعوت فکر دینا چاہتے ہیں جو اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ کیلئے یہ صفت تسلیم کرلی جائے کہ آپ کو کسی واقعہ کا پہلے سے علم ہوسکتا ہے؟ یا آپ ﷺ کو ما کان وما یکون کا علم ہوسکتا ہے؟ یا پھر آپ کو کسی غیب کا علم ہوسکتا ہے؟ تو یہ تمام امور شرک ہونگے کیونکہ ہم ابھی یہ بات واضح کرچکے ہیں کہ خالق اور مخلوق کے علم کے درمیان کئی اعتبارات سے فرق پایا جاتا ہے اور اہل سنت نبی اکرم کے بارے میں جس علم کے قائل ہیں وہی علم مخلوقات کے دو دیگر افراد یعنی لوح اور قلم کو بھی حاصل ہے۔ علامہ اقبال نے کہا ہے

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

خالق کے لیے یہ بات لازمی ہے کہ اس کی قدرت اور علم مخلوق کی تمام تر جزئیات پر محیط ہوں اس بات کو ایک عام مثال کے ذریعے یوں واضح کیا جاسکتا ہے آپ کو جگر کی تکلیف ہو جاتی ہے معالج جگر کی اصلاح کے لیے جو دوا تجویز کرے گا اس کے ذریعے شاید آپ کا جگر تو ٹھیک ہو جائے لیکن آپ کے جسم کے دیگر بہت سے اجزاء متاثر ہو جائیں گے کیونکہ جسم کے تمام تر اجزاء ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں اس عام فہم سی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کائنات کے عناصر و اجزاء کس قدر منظم اور مربوط ہیں اور اللہ تعالیٰ کا علم کس طرح ان سب کے ساتھ متعلق ہے؟ کہ ان عناصر کی تبدیلی دیگر عناصر کے لیے نقصان کا باعث نہیں ہوتی' یہ نظم اور ضبط اسی وقت ممکن ہے جب کائنات کے ان تمام تر اجزاء و عناصر سے متعلق تمام جزوی معلومات پہلے سے خالق کے علم کا حصہ ہوں اسی لیے قرآن اپنے قاری کو انفس و آفاق میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

مجوسیوں کا مذہب یہ ہے کہ نیکی کا خالق اپنی عظیم ترین قدرت کے باوجود برائی یا بری چیزیں پیدا نہیں کر سکتا' کیونکہ یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔ اس لیے مجوس اس بات کے قائل ہیں کہ نیکی کا خدا الگ ہے اور برائی کا خدا الگ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اچھائی اور برائی اضافی امر ہیں اور ان کی نسبت تعینات کی سی ہے اور ہر تعین اپنی اصل کے اعتبار سے صحیح اور درست ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں آخری بات یہ ہی ہے کہ اسکے علم کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کا علم ہر ظاہر و باطن، موجود، معدوم، عدد اور شکل، کل اور جزء، کلی اور جزئی غرضیکہ ہر نوع، جنس اور فصل بلکہ ہر ذات اور عرض تک محیط ہے جیسا کہ قرآن نے کہا ہے۔

''اللہ تعالیٰ ہر شے کے بارے میں علم رکھنے والا ہے۔'' (البقرہ، 282)

مخلوق سے متعلق جملہ علوم اور معلومات اس کے علم کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں رکھتے ہیں جو ایک بیکراں سمندر کے سامنے پانی کے ایک قطرے کو حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے علم کو اجزاء میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے بے انتہا علوم کا تعلق اس کی اپنی ذات کی صفات و کمالات کے ساتھ بھی ہے۔

غیر مسلم فلسفی اس بات کے قائل ہیں کہ جزئیات کا علم اللہ تعالیٰ کو حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام جزئیات تغیر و تبدیلی سے آراستہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے اور یہ طے ہے کہ زمانہ قدیم میں یہ تغیر و تبدیلی موجود نہیں تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جزئیات میں تبدیلی ہمارے اعتبار سے نمودار ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں اس کی حیثیت کے مطابق، تمام تر جزوی تبدیلیاں طے کر دی گئی تھیں۔ کیونکہ بنیادی اصول یہ ہے کہ معلوم کے متغیر ہونے کی وجہ سے علم متغیر نہیں ہوتا۔

سابقہ زمانوں میں بعض مسلمان فلسفی جن میں ابو الحسن البصری، جہم بن صفوان سمرقندی اور ہشام بن حکم شیبانی شامل ہیں، اس بات کے قائل تھے کہ جزئیات کے متغیر ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم بھی متغیر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل میں اشیاء کے حقائق اور ماہیات سے واقف تھا ان کے اشخاص اور احوال کا علم اسے ان کے واقع و نمودار ہو جانے کے بعد ہوتا ہے لیکن یہ قول درست نہیں ہے چونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو مخلوق کے علم پر قیاس کیا ہے۔ یہ اصول ہمیشہ کیلئے ذہن نشین کر لیں کہ زمان و مکان کی پابندیاں مخلوق کیلئے ہوتی ہیں۔ اور پہلے و بعد کا تعلق ''زمان'' کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ تو زمان و مکان کا خالق ہے ان کی پابندیاں اس کی ذات اور صفات پر لاگو نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس لیے اسکے علم میں پہلے یا بعد کوئی چیز نہیں۔

''ارادہ'' کی بحث:

اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کے بارے میں مختصر گفتگو آپ پڑھ چکے ہیں ہم اس اصول کی وضاحت کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق یا تو اس کی ذات کے ساتھ ہوگا یا مخلوق کے ساتھ ہوگا۔ اور یہ قاعدہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق صرف ممکن

یعنی مخلوق کے ساتھ ہے اور یہ بات بھی واضح کی جا چکی ہے کہ ممکن اس وجود کو کہتے ہیں جسکا ہونا اور نہ ہونا برابر ہو۔

نیز ہونے کے بعد بھی اسکے احوال وکیفیات تغیر وتبدیلی کا شکار رہیں ان تمام اصولوں کو سامنے رکھنے کے بعد ہمارے لیے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں رہتا کہ کسی بھی ممکن کو عدم سے وجود میں لانے کیلئے اور وجود میں لانے کے بعد اسکے احوال وکیفیات میں تغیر وتبدیلی کیلئے علم اور قدرت کے ساتھ ''ارادہ'' بھی ضروری ہے۔

جب ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ارادے کی صفت تسلیم کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے کے تحت اپنی قدرت کی شان کے مطابق، کرنے یا نہ کرنے کے اختیار کے باوجود، دو ممکنہ صورتوں میں سے ایک صورت کو ترجیح دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دیگر تمام صفات کی طرح صفت ارادہ بھی قدیم ہے لیکن اسکے قدیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صفت بلکہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ نسبت اور تعلق کے اعتبار سے قدیم ہوتی ہیں۔ البتہ مخلوق کیونکہ خود حادث ہے اس لیے مخلوق کے ساتھ ان صفات کی نسبت اور تعلق میں حدث کا پہلو پایا جاتا ہے۔

قرآن نے لفظ ''ارادہ'' اللہ تعالیٰ کیلئے مختلف مقامات پر استعمال کیا ہے۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی کا ارادہ کرتا ہے وہ تمہارے لیے مشکل کا ارادہ نہیں کرتا۔ (البقرہ:185)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم لوگ دنیاوی ساز وسامان کا ارادہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کا ارادہ کرتا ہے۔ (الانفال:67)

صفت ارادہ کے آخر میں اس بات کا یقین کرنا ضروری ہے کہ کائنات کے نظام میں جہاں کہیں بھی جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے مطابق ہو رہا ہے اور اگر کہیں کچھ نہیں ہو رہا تو یہ بھی اس کی مشیت اور ارادے کے مطابق ہے۔

اس پر بعض لوگ یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ دنیا کے ظاہری نظام اور حالات کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے جیسے بنی نوع انسان کی اکثریت جہنم میں جائے گی تو کیا اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھی یہ ہی ہے؟ کہ اکثر بنی نوع انسان کو جہنم میں داخل کیا جائے؟ حالانکہ ان میں بڑے بڑے حسین وجمیل، وجیہہ وشکیل، ذہن وفطین، ضعیف ونحیف، کبیر وصغیر غرضیکہ ہر طرح کے لوگ شامل ہیں اور ان تمام لوگوں کو جہنم کا ایندھن بنا دینا بظاہر عدل کے منافی محسوس ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کسی ایک چیز کو حاصل کر کے اسے تغیر وتبدیلی کے عمل سے گزار کے اپنے ذاتی نفع کے حصول کیلئے استعمال کرتا ہے جیسے آپ ایک جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت کھا لیتے ہیں اور اسکے چمڑے کے جوتے بنا کر پاؤں میں پہن لیتے ہیں اور پھر جب وہ جوتے ناکارہ ہو جاتے ہیں تو انہیں اٹھا کر کچرے کے ڈھیر پر پھینک دیتے ہیں۔ اگر آپ نظر انصاف سے کام لیں تو انسان کی حیثیت اس مرحوم بکرے یا اس پھٹے پرانے جوتے سے زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک عام مشاہداتی وتجرباتی حقیقت ہے کہ جب آپ ہی کے بقول، ذہین وفطین، وجیہہ وشکیل، صغیر وکبیر، ضعیف ونحیف شخص موت کا شکار ہو جاتا ہے تو ہم میں سے کوئی ایک بھی اسے اپنے پاس رکھنا گوارہ نہیں کرتا یہ صرف ہمارا شعور ہے کہ ہم اس مرحوم کا گوشت نہیں کھاتے اس کی کھال کے جوتے نہیں بناتے لیکن فطری حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری بجائے اس کا گوشت کیڑے کھا جاتے ہیں۔

یہ اصول ہمیشہ کیلئے ذہن نشین کر لیں کہ ہر مالک اپنی مملوکہ چیز میں کسی بھی قسم کا تصرف کر سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کیونکہ تمام بنی نوع انسان کا خالق ومالک ہے اس لیے اسے اپنی ملکیت میں کسی بھی قسم کا تصرف کا حق حاصل ہے اگر وہ چاہے تو تمام بنی نوع انسان کو جنت میں داخل کر دے اور یہ محض اس کا فضل ہوگا اور اگر وہ چاہے تو تمام بنی نوع انسان کو جہنم میں داخل کر دے اور ایسی صورت میں وہ کسی کے

ساتھ بھی زیادتی کرنے والا نہیں ہوگا۔ آزاد خیال اور لادین لوگ جو اشکال پیش کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی میں غور و فکر کرنے کی بجائے اپنی ذات کو اہم سمجھنے کی غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے آپ ایک جیتے جاگتے انسان کے مقابلے میں ماچس کی جلتی ہوئی تیلی کو اہمیت دینے کی بات کریں بلکہ شاید اس طرح بھی نہیں ہے کیونکہ ماچس اور انسان دونوں مخلوق ہیں۔

الحی القیوم:

کسی کی ذات کی معرفت کیلئے اس کی صفات کی معرفت بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارا تمام تر مشاہدہ مخلوق سے متعلق ہے جس میں ایک قدر مشترک ہے تغیر اور تبدیلی۔ اسی تغیر اور تبدیلی کو کبھی زندگی کہہ دیا جاتا اور کبھی اسے موت کا نام دیا جاتا ہے۔

علامہ اقبال نے کہا ہے۔

سلسلہ روز و شب نقش گر حادثات ۔۔۔ سلسلہ روز و شب اصل حیات و ممات

سلسلہ روز و شب تار حریر دو رنگ ۔۔۔ جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات

سلسلہ روز و شب' ساز ازل کی فغاں ۔۔۔ جس سے دکھاتی ہے ذات زیر و بم ممکنات

اللہ تعالیٰ کیلئے صفت "الحی" کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ کسی بھی قسم کا کوئی بھی تغیر یا تبدیلی اس کی ذات کو لاحق نہیں ہو سکتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات پر فنا کا طاری ہونا بھی ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے "القیوم" استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات بذات خود موجود اور قائم ہے اور دیگر تمام تر موجودات یعنی کائنات کے جملہ اجزاء و عناصر اسی کی ذات کی مشیت اور قدرت کی بدولت قائم ہیں۔'

قرآن نے اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفات کا ذکر آیت الکرسی میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

''اللہ کی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور وہ الحی القیوم ہے۔ (البقرہ:255)

صفت کلام:

ہم پہلے بھی اصول کی وضاحت کر چکے ہیں کہ جو لفظ اللہ تعالیٰ اور مخلوق دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی شان کے مطابق استعمال ہوگا اور مخلوق کیلئے مخلوق کی حیثیت کے مطابق استعمال ہوگا۔ کلام ایک ایسا ہی لفظ ہے جسے اللہ تعالیٰ کیلئے بھی استعمال کیا گیا ہے اور اسے مخلوق کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جب (حیوانات کے طبقے سے تعلق رکھنے والی) مخلوق کیلئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد حلق' تالو' زبان' ہونٹ اور دانتوں کی مدد سے آواز کا مخصوص زیر و بم پیدا کرنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ ان سب سے پاک ہے اس لئے اس کیلئے صفت کلام کا اثبات اس کی شان کے مطابق ہوگا۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا مظہر ہے۔ قرآن اور صفت کلام کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف مکاتب ہائے فکر کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے آخر اور تیسری صدی ہجری میں یہ ایک شدید ترین متنازعہ مسئلے کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

کتاب و سنت کی نصوص سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو صفت کلام سے متصف کرنا درست ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ کسی بھی بشر کے ساتھ وحی کے ذریعے یا حجاب کے پیچھے سے کلام کرتا ہے'' (شوریٰ:51)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم، حضرت نوح اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اپنے کلام کا ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ عالم ارواح میں۔ ارواح سے کلام کا ذکر بھی موجود ہے۔ قرآن کی آیات کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ قیامت کے دن اہل جنت اپنے پروردگار سے کلام کریں گے۔

مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات صفت کلام سے متصف ہے لیکن اس سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام آواز اور حروف سے پاک ہے اور یہ کلام قدیم ہے۔ اس قدیم کلام پر عبارت یا تحریر کے ذریعے دلالت کی جاسکتی ہے لیکن یہ الفاظ یعنی عبارت یا تحریر حادث شمار ہوں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام قدیم ہے۔

حنابلہ اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کے جملہ حروف اور ان کی آوازیں اپنی ترتیب کے ہمراہ ازلی کلام کا حصہ ہیں۔ قرآن کے ہر ایک لفظ کا مقدم یا موخر ہونا ازلی کلام کا حصہ ہے اور ازل ہی سے ذات باری تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔ معتزلہ کی مخالفت میں یہ حنابلہ کی غیر ضروری انتہا پسندی ہے اور بعض حنابلہ انتہاء پسندی میں اس حد تک غلو کرنے لگے کہ ان کے نزدیک قرآن کی جلد اور اس کا غلاف بھی ازلی ہیں۔

بہر حال اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کے الفاظ قدیم نہیں ہیں۔

قرآن کے الفاظ پر غور کرنے والا اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہو سکتا ہے کہ اس کے الفاظ حادث ہیں کیونکہ ان الفاظ کے درمیان میں مختلف طرح کی حرکات اور کبھی جزم آجاتی ہے۔ یہ ایسی زبان ہے جو ایک خاص خطے میں بسنے والے بنی نوع انسان بولتے ہیں اسے کوئی بھی شخص زبان کے ذریعے بول سکتا ہے اور کانوں کے ذریعے سن سکتا ہے۔ اسے مصحف کی شکل میں تحریر کیا جاسکتا ہے۔ سورتوں اور آیات کے نام پر اسے مخصوص حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اس کے الفاظ اور ان کے حکم میں نسخ کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اس کے اندر کلام کی وہ تمام صفات پائی جاتی ہیں جو مخلوق کے کلام کا حصہ ہوتی ہیں جیسے خاص، عام، مشترک، مؤول، حقیقت، مجاز وغیرہ اور یہ طے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدیم ان سب سے پاک ہے۔ اسی طرح اس کے الفاظ میں خبر، انشاء، امر، نہی وغیرہ جیسی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

یہاں یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی ہے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کس طرح سن لیا؟ یا ارواح نے اسے کس طرح سنا؟ یا اہل جنت اپنے پروردگار سے کس طرح کلام کریں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام ازلی اور قدیم ہے لیکن اس کا مخلوق کے ساتھ تعلق حادث ہے کیونکہ مخلوق خود حادث ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی صفت خلق، قدرت، ارادہ اور اس جیسی دیگر صفات قدیم ہیں اور ازل سے اس کی ذات کے ساتھ متعلق ہیں لیکن مخلوق کے ساتھ ان کی نسبت اور تعلق حادث ہے۔

ایک اہم نکتے کی وضاحت:

صوفیاء اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ارواح سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ الست بربکم (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟) ارواح نے اس کلام کو جس کیفیت میں سنا وہ اب بھی باقی ہے۔ آج بھی کوئی شخص ریاضت ومجاہدت کے ذریعے اپنے ذہن وروح سے حجابات ہٹا کر اس آواز کو سن سکتا ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ جب یہ آواز آتی ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ یا وقفہ نہیں ہوتا اور یہ آواز ہر ایک آواز سے زیادہ اونچی اور واضح ہوتی ہے اور یہ خارج سے داخل نہیں ہوتی بلکہ انسان کے اپنے اندر سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ بحمدہ تعالیٰ راقم کو ایسے چند ایک مشائخ کی نیازمندی کا شرف حاصل ہے جو خود اس آواز کو سنتے ہیں اور اپنے

مریدین کو ریاضت مجاہدے کی تربیت کے ذریعے اسے سننے کے قابل بناتے ہیں۔

افعال باری تعالیٰ کی بحث:

سابقہ صفحات میں ہم نے اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کے بارے میں چند ایک نکات تحریر کئے۔ جب ان صفات کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے تو اس وقت انسان کے ذہن میں بعض سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ان سوالات کا بنیادی تعلق اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کی تعبیرات کے حوالے سے ہے۔

علم کلام کے ماہرین کے درمیان اسی نوعیت کا ایک بڑا متنازعہ مسئلہ یہ ہے کہ انسان جو افعال سرانجام دیتا ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوتے ہیں یا انسان خود ان کا خالق ہے؟ اس بارے میں 4 مکاتب فکر ہیں۔

1- اہل سنت:

جو اس بات کے قائل ہیں کہ انسان کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں البتہ ان افعال کا کسب انسان خود کرتا ہے۔

2- القدریہ:

یہ اس بات کے قائل ہیں کہ انسان کو ہر فعل ادا کرنے کی مکمل قدرت حاصل ہے اس لئے اپنے افعال کا خالق وہ خود ہے۔ اس نظریے کی تعبیر بیان کرنے میں القدریہ کے 20 ذیلی مکاتب فکر ہیں جن کی تفصیل "الملل و النحل" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

3- الجبریہ:

یہ اس بات کے قائل ہیں کہ انسان مجبور محض ہے۔ اسے کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

4۔ معتزلہ:

یہ اس بات کے قائل ہیں کہ انسان صحت اور اختیار کے ہمراہ اپنا فعل خود ایجاد کرتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام فخر الدین رازی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

اگر عقلی اعتبار سے اس مسئلے کا جائزہ لیا جائے تو اہل سنت کا موقف کتاب وسنت کی نصوص اور قیاس سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے کیونکہ اگر بندوں کے افعال کو ان کی ذاتی قدرت کے تابع کر دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے بالواسطہ طور پر اللہ کی قدرت کو مفلوج قرار دے دیا۔ مرزا غالب نے کہا ہے۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں
غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

یہ ایک عام فہم سی بات ہے کہ انسان کا عمل اس کی سوچ کے تابع ہوتا ہے اور یہ طے ہے کہ سوچ انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ البتہ سوچ کے نتیجے میں کسی کام کو کرنے یا نہ کا مجاز انسان ہوتا ہے اور اسی کو اہل سنت "کسب" قرار دیتے ہیں۔

اگر انسان کو اپنے افعال کا موجد قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے ہر فعل سے متعلق جملہ تفاصیل سے آگاہ ہو حالانکہ سونے والا' چلنے والا' بولنے والا اور لکھنے والا شخص اپنے فعل سے متعلق بہت سی تفاصیل سے آگاہ نہیں ہوتا ہے۔

یہ بات طے ہے کہ اللہ تعالیٰ جزئیات کا عالم ہے۔ وہ جزئیات جو گزر چکی ہیں اور جو آئندہ واقع ہوں گی۔ یہ بات ناممکن ہے کہ

ان میں سے کسی ایک جزئی کا علم اللہ تعالیٰ کو نہ ہو۔ اگلا سوال یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے علم میں ہے کہ وہ واقع ہوگی۔ اس کا واقع ہونا لازمی ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو کہ وہ واقع نہیں ہوگی۔ اس کا واقع نہ ہونا واجب ہے اور واقع ہونا ناممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی شان یہی ہے۔ اگر چہ نفس وقوع کے اعتبار سے وہ چیز ممکن کی حیثیت رکھتی ہے، جس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور یہ ظاہری بات ہے کہ جو چیز ضروری یعنی واجب اور غیر ضروری یعنی ناممکن ہو تو اس بارے میں بندے کیلئے یہ حق تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اسے کرنے یا نہ کرنے کا از خود اختیار رکھتا ہے۔

اگر انسان کے فعل کو اس کی اپنی قدرت کا نتیجہ قرار دیا جائے تو اس کی ایک ممکنہ صورت یہ ہوگی کہ انسان اپنے جسم کو حرکت دینے کا ارادہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہو کہ اس کا جسم ساکن رہے۔ اس ارادے کی تکمیل کا ہونا یا نہ ہونا دونوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے گی اور کوئی بھی ذی فہم یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے مقابلے میں انسان کا اپنا ارادہ کارگر ہوگا۔

اگر انسان کو اپنے فعل کا موجد قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس فعل کو سرانجام دینے کی وہ قدرت رکھتا ہے۔ اسی طرح کا فعل دوبارہ کرنے کی قدرت بھی اسے حاصل ہونی چاہئے حالانکہ یہ بات عملی طور پر ناممکن ہے کیونکہ یہ ایک عام مشاہداتی حقیقت ہے کہ ہم بعض اوقات ایک کام نہایت اچھے طریقے سے سرانجام دیتے ہیں لیکن دوبارہ وہی کام اسی طرح انجام نہیں دے سکتے ہیں۔

اگر انسان کو اپنے افعال کا خالق تسلیم کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کا کوئی اچھا کام کرنا اللہ تعالیٰ کے اس فعل سے بہتر ہو جس میں بظاہر منفی تاثر پایا جاتا ہے جیسے شیطان کی تخلیق اور یہ طے ہے کہ انسان کا کوئی بھی فعل خالق کے کسی بھی فعل سے بہتر نہیں ہوسکتا ہے۔

اگر انسان کو اپنے فعل کا خالق تسلیم کرلیا جائے تو اس کا بالواسطہ مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا انسان پر لازم نہیں ہے اور یہ بات بدیہی طور پر غلط ہے۔

اگر ہم کتاب وسنت کی نصوص کا جائزہ لیں تو ان کے ذریعے بھی اہل سنت کے موقف کی تائید ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''(اللہ تعالیٰ نے) ہر شے کو پیدا کیا ہے'' (الانعام: 101)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہم نے ہر شے کو تقدیر کے مطابق تخلیق کیا ہے'' (القمر: 49)

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی (پیدا کیا ہے)'' (الصافات: 49)

یہ اور اس طرح کی دیگر بہت سی آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شے کا حقیقی خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہے۔

''اور جو تم چاہتے ہو (وہ نہیں ہوتا' وہی ہوتا ہے) جو اللہ چاہتا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔ (تکویر: 29)

اسی طرح احادیث میں بہت سی ایسی روایات منقول ہیں جن میں اس بات کا سراغ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی تقدیر مقرر کردی ہے اور کائنات کی ہر چیز رب تعالیٰ کی مقرر کردہ تقدیر کے تابع ہے۔ یہ احادیث اگر چہ انفرادی طور پر خبر واحد کی حیثیت رکھتی ہے لیکن معنوی طور پر ان کا حکم متواتر کا ہے کیونکہ ان سب روایات کے اندر ایک چیز قدر مشترک ہے کہ ہر چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی مقرر کردہ

تقدیر کے تابع ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں واضح طور پر اس بات کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''ہر شے تقدیر کے تابع ہے یہاں تک کہ کمزوری اور طاقت بھی''۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان بحث چھڑ گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے حضرت آدم علیہ السلام! آپ ہمارے جد امجد ہیں آپ نے ہمیں جنت سے نکلوا کر اچھی مصیبت میں ڈلوا دیا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف ہم کلامی عطا کیا ہے آپ کو تورات عطا کی ہے۔ کیا آپ ایک ایسے فعل کے بارے میں مجھے ملامت کر رہے ہیں؟ جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے 40 سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا؟

(نبی اکرم ارشاد فرماتے ہیں) اس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف مضبوط دلیل پیش کی۔[2]

اسی طرح نبی اکرم کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔

''ہر شخص کا دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے (اگر اللہ تعالیٰ) اسے (ہدایت پر) قائم رکھنا چاہے تو قائم رکھتا ہے اور اگر گمراہ کرنا چاہے تو گمراہ کر دیتا ہے۔[3]

انسان کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فیصلے اور تقدیر کے تابع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کے اسرار و رموز پر بحث کرتے ہوئے متکلمین نے قضاء و قدر پر بھی بحث کی ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

''بیشک ہم نے ہر شے کو تقدیر کے مطابق پیدا کیا ہے'' (القمر 49)

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ انسان کی ناقص عقل اللہ تعالیٰ کے افعال کے اسرار و رموز کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ مسئلہ تقدیر ایک ایسا مسئلہ ہے جسے لوگوں نے اپنی ناقص عقلوں کے مطابق حل کرنے کی کوششیں کی اور اس کے نتیجہ میں افراط و تفریط کا شکار ہو کر گمراہی کی دلدل میں جا گرے۔ اس جہاں میں رونما ہونے والی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی تبدیلی اللہ کی مشیت کے بغیر رونما نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدرت اور مشیت کائنات کے چھوٹے سے چھوٹے ذرے سے لے کر اس کے مجموعی حجم تک سب کو محیط ہیں۔ اس لیے انسان کے اپنے افعال اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع اور تقدیر کے مطابق ہیں اور کیونکہ اس کی مشیت یہ ہے کہ انسان تمام اچھے افعال کو اس کی عطا کردہ توفیق اور تمام برے افعال کو اپنے نفس کی خامی کا نتیجہ قرار دے اس لیے انسان کو اللہ کی مشیت کے مطابق یہی نظریہ اختیار کرنا چاہئے۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ فیشن کے طور پر تقدیر کا مسئلہ چھیڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور یوں اپنے آپ کو دانش ور ثابت کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ ان کیلئے مناسب جواب یہی ہے کہ تقدیر کے موضوع پر اظہار خیال کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے افعال کے اسرار کا عالم ہو اور ایسا ہونا عملی طور پر ناممکن ہو۔ محدود وجود محدود عقل محدود علم اور محدود مشاہدہ رکھنے والی

---

[1] نیشاپوری مسلم بن حجاج ''الصحیح'' 18 اصبحی مالک بن انس ''الموطا'' 40

[2] نیشاپوری مسلم بن حجاج ''الصحیح'' 13 شیبانی احمد بن حنبل المسند 248/2

[3] نیشاپوری مسلم بن حجاج ''الصحیح'' 17 شیبانی احمد بن حنبل المسند 168/2

مخلوق اپنے خالق کے لامحدود افعال اور ان کے لامحدود اسرار سے کس طرح واقف ہو سکتی ہے؟ اس لیے شیطان کے بہکاوے میں آنے اور اپنی فہم پر اعتماد کرنے کی بجائے انسان کو ان تعلیمات کو حق تسلیم کر لینا چاہئے جو اللہ اور اس کے رسول نے ارشاد فرمائی ہیں۔

بعض لوگ جو خود کو مسلمان کہلاتے تھے۔ انہوں نے تقدیر کا انکار کیا ہے یعنی انہوں نے اس بات کی نفی کی ہے کہ ہر طرح کی خیر و شر اللہ تعالیٰ کی مشیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں ایسی روایات ملتی ہیں جن میں اس طرح کا عقیدہ رکھنے والوں کی مذمت کی گئی ہے جیسے ایک روایت میں آپ کا ارشاد ہے۔

''تقدیر کا انکار کرنے والوں پر ستر انبیاء کی زبانی لعنت کی گئی ہے''۔[۱]

ایک اور روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''تقدیر کا انکار کرنے والے اس امت کے مجوس ہیں''۔[۲]

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''جب قیامت قائم ہوگی تو ایک ندا دینے والا حاضرین محشر میں یہ ندا دے گا' اللہ تعالیٰ کے دشمن کہاں ہیں؟ تو اس کے جواب میں تقدیر کا انکار کرنے والے اٹھ کھڑے ہوں گے''۔[۳]

تقدیر کا انکار کرنے والوں کو مجوسی کیوں کہا گیا ہے؟ علماء نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجوسی اس بات کے قائل ہیں کہ نیکی اور بدی دونوں کا خدا الگ' الگ ہوتا ہے ایک کو ''یزداں'' اور دوسرے کو ''اہرمن'' کہا جاتا ہے اور قدریہ بھی تقدیر کے حق ہونے کا انکار کرتے ہیں یعنی وہ اچھائی اور برائی کے منجانب اللہ ہونے کے قائل نہیں ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء کی بحث:

اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ کے اسماء ''توقیفی'' ہیں یا نہیں؟ یعنی کیا اللہ تعالیٰ کو صرف ان ہی اسماء کے ذریعے یاد کیا جائے گا؟ جو کتاب وسنت میں اس کیلئے مذکور ہیں یا ان کے علاوہ دیگر اسماء کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاسکتا ہے؟

معتزلہ اس بات کے قائل ہیں کہ جو بھی صفت اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہو خواہ وہ ایجابی ہو یا سلبی ہو یعنی اس صفت کو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کیا گیا ہو یا اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کی نفی کی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایسی صفت سے متصف کرنا درست ہے خواہ شریعت میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو۔

قاضی ابو بکر باقلانی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام تر اسماء توقیفی ہیں یعنی کتاب وسنت میں جو لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال نہیں کیا گیا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

امام غزالی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اسماء توقیفی ہیں۔ امام الحرمین ابو محمد الجوینی نے اس مسئلے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

علماء کے درمیان اس اختلاف کا بنیادی پہلو یہ ہے کہ کوئی بھی ایسی صفت جسے شریعت میں اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال نہ کیا ہو اور اس

---

۱ الجوزی' عبدالرحمن بن علی' ''العلل المتناھیہ'' 143/1

۲ ہیثمی' علی بن ابو بکر' مجمع الزوائد: 205/7' تبریزی' محمد عبداللہ' مشکوۃ المصابیح 107

۳ ہیثمی' علی بن ابو بکر' مجمع الزوائد 206/7' ہندی' علی متقی بن حسام الدین' کنز العمال 569

کے استعمال سے منع بھی نہ کیا ہو۔شریعت میں اس کے مترادف کے طور پر بھی کوئی لفظ استعمال نہ ہوا ہولیکن اس صفت کے ذریعے کسی وہم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا شعور اور احساس پیدا ہوتا ہے تو ایسے لفظ کو اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا کیسا ہے؟اس بارے میں علماء کی آراء نقل کردی گئی ہیں لیکن زیادہ محتاط قول یہی ہے کہ عامۃ الناس ایسے الفاظ استعمال نہ کریں البتہ علم وفن کے ماہرین اپنے فن کی مخصوص اصطلاحات کے طور پر ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔

ہمارے زمانے میں مسلمان کہلانے والے کچھ ایسے مہربان پیدا ہو گئے ہیں جن کے سامنے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہہ دیں تو انہیں توحید کی فکر ہونے لگتی ہے۔اگر ان کے سامنے آپ شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم کہہ دیں تو انہیں آپ کا ایمان مشکوک دکھائی دینے لگتا ہے۔ہم نے اپنی کتاب ''معین القاری'' میں اس موضوع پر مختصراً کچھ تحریر کیا ہے،جس کی افادیت کے پیش نظر اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔امید ہے اسے پڑھ کے آپ کو اس مسئلے کی صحیح صورت سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

ایک مرتبہ مولف سطور ہذا حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر تھا کہ کسی نے دریافت کیا۔بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت سید علی ہجویری کو ''داتا'' کہنا درست نہیں؟جناب کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

یہ سوال سن کر ایک دھیما سا تبسم آنجناب کے ہونٹوں پہ نمودار ہوا اور ارشاد فرمایا:اس کا جواب حاصل کرنے سے پہلے ایک بات سمجھ لیں،دو چیزیں ہیں۔

i-اللہ تعالیٰ کی صفات ii-اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام

اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کو مخلوق کے حق میں تسلیم کرنا شرک ہے،بشرطیکہ مخلوق کے حق میں اس صفت کو تسلیم کرتے ہوئے انسان کے ذہن میں یہ بات ہو کہ جس طرح یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ذات میں پائی جاتی ہے اسی طرح مخلوق میں بھی پائی جاتی ہے۔

اسی بات کو مزید واضح کرتے ہوئے ہم یہ بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ان کے حقیقی معنی کے اعتبار سے مخلوق میں اثبات شرک ہے جبکہ مجازی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو قسمیں ہیں۔

(i) ایک وہ جن کا اطلاق اللہ کے علاوہ کسی اور پر بہ نیت اطلاق مجازی حرام ہے۔

(ii) دوسری صفات وہ ہیں جنہیں مجازی معنی میں مخلوق کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

خود قرآن نے سورۂ مبارکہ (بقرہ:143) میں اللہ تعالیٰ کے لئے ''رؤف'' اور ''رحیم'' کے صفاتی اسماء ذکر کیے ہیں جبکہ سورۂ توبہ (آیت:128) میں نبی اکرم ﷺ کی ذات پر مجازی معنی میں ان صفات کا اطلاق بھی کر دیا ہے،جن کا ذکر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کیلئے کیا گیا تھا۔

قرآن کی اس مثال سے مطلقاً یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات یا صفاتی اسماء کا اطلاق مخلوق پر کرنا جائز ہے لیکن علماء نے اپنی تحقیق کے مطابق یہ اصول بیان کیا ہے کہ ایسا کرنا مطلقاً جائز نہیں ہے بلکہ بعض مخصوص اسماء اور صفات کو مجازی طور پر مخلوق کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ:اب یہاں ایک اور نکتہ سمجھ لیں۔یہی علماء بیان فرماتے ہیں۔بعض الفاظ ایسے ہیں جنہیں قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر بیان کیا ہے لیکن عام محاورے میں انہیں اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر ذکر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے شان الوہیت میں نقص کا احتمال سامنے آتا ہے۔

جیسے سورۂ مبارکہ الذاریات: آیت:48 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے زمین کو فرش کیا اور ہم کتنے اچھے ماہد (بچھانے والے) ہیں''۔

اسی طرح سورۂ مبارکہ انعام آیت:95 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلی کا فالق (چیرنے والا) ہے''۔

اسی طرح سورۂ واقعہ آیت:64 میں ارشاد ہوتا ہے۔

''کیا تم اس کھیتی کو بناتے ہو یا ہم اسے پیدا کرتے ہیں''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ''زارع'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جس کا معنی ''کسان'' ہیں۔ پہلی آیت میں ''فالق'' اور ''ماہد'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ وہ مثالیں ہیں جن کو بطور لفظ قرآن نے ذکر کیا ہے۔ اگر آپ معنوی اعتبار سے جائزہ لیں تو اس کی مثالیں اور زیادہ ہو جائیں گی یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی فعل کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہو تو اس فعل کے فاعل کے طور پر اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کو ایجاد کر لیا جائے۔

یہ ساری گفتگو ذہن میں رکھیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پیش نظر رکھیں۔

''(اے رسول!) تم فرماؤ (اے لوگو!) تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو اس کے (بہت سے) اچھے نام ہیں''۔ (الاسراء:110)

سوال یہ ہے کہ داتا، گنج بخش، غوث اعظم، غریب نواز وغیرہ جیسے الفاظ اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن مجید یا احادیث مبارکہ میں کہیں استعمال کیے گئے ہیں؟

عرض کی گئی، یہ الفاظ تو استعمال نہیں ہوئے لیکن معنوی اعتبار سے تو یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال ہونا چاہئے۔

ارشاد فرمایا: اس بات کی وضاحت تو میں پہلے کر چکا ہوں کہ معنوی اعتبار سے الفاظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی معنی میں اور مخلوق کیلئے مجازی معنی میں ہوگا اس لیے یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود مخلوق کیلئے ایسے الفاظ استعمال فرمائے ہوں اور جو معنوی اعتبار سے اور لفظی اعتبار سے مشترک ہوں۔

ہم میں سے ہر شخص، مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ اور رسول اللہ ﷺ کے داماد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عثمان غنی کہتا ہے۔ کیا حضرت عثمان غنی کہنا شرک ہے؟

حاضرین نے انکار میں سر ہلایا تو ارشاد فرمایا، سورۂ محمد آیت:38 میں خود قرآن کہتا ہے:

''اور اللہ تعالیٰ غنی ہے جبکہ تم فقیر ہو''۔

اس آیت مبارکہ میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ ''غنی'' اللہ تعالیٰ ہے اور تم لوگ ''فقیر'' ہو۔ اسی بات کو سورۂ فاطر آیت:15 میں ان الفاظ میں مزید صراحت سے ذکر کیا گیا ہے، ارشاد ہوا:

''اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے فقیر (محتاج) ہو اور اللہ غنی وحمید ہے''۔

اب کوئی کم فہم و ناداں، ان آیات کو پڑھ کر یہ ''فتویٰ صادر کر دے'' کہ خبردار، حضرت عثمان کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہنا، شرک ہے تو آپ اس کی کم عقلی پر ماتم کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ کوئی ''نام نہاد موحد، جوش توحید'' میں یہ فتویٰ دے ہی ڈالے تو آپ اس سے سوال کر سکتے ہیں۔

خود قرآن نے سورۂ مبارکہ نساء آیت :6 میں ارشاد فرمایا ہے:

''اور (جو سرپرست) غنی ہو اسے چاہئے کہ (اپنے زیر کفالت یتیم کے مال میں سے خرچ نہ کرنے سے) بچا رہے''۔

یہاں تو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے حق میں ''غنی'' کا لفظ صراحتاً ارشاد فرمایا ہے۔

اس لیے یہاں (یعنی لفظ داتا' غوث وغیرہ میں) معنوی اشتراک کی مناسبت تو بہت دور کی بات ہے۔ یہی الفاظ اگر کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کیے گئے ہوتے تو بھی ''غیر اللہ'' کیلئے ان کے استعمال کو مطلقاً شرک قرار دینا محل نظر ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کیلئے ان کا استعمال حقیقی اور مخلوق کیلئے ان کا استعمال مجازی ہوتا۔

مؤلف عرض پرداز ہے۔ حاضرین کی چہروں پر موجود روشنی یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ حضرت کے اس جواب سے بھرپور طریقے سے لطف اندوز ہوئے ہیں اور مسئلہ کے اصل خدوخال ان کے سامنے واضح ہو گئے ہیں۔ حضرت نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا:

اب ہم اسی مسئلے کو ایک اور اعتبار سے سمجھ لیں۔ اپنی عام روزمرہ کی بول چال میں ہم جو الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کے معانی تین قسم کے ہوتے ہیں۔

i-لغوی ii-اصطلاحی iii-عرفی

اب جب بھی کوئی لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال کریں گے تو اس سے مراد اس کا اصطلاحی معنی ہوگا اور یہ اصطلاحی معنی' شریعت کی اصطلاح کے مطابق ہوگا جبکہ مخلوق کیلئے استعمال کیے جانے والے الفاظ تینوں قسم کے ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے لغوی' اصطلاحی اور عرفی معنی میں سے کسی بھی معنی میں استعمال ہو سکتے ہیں۔

جیسے غوث' صوفیاء کی ایک خاص اصطلاح ہے جو ایک خاص مرتبہ ومقام کے حامل بزرگ کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے مجتہد کی اصطلاح علم فقہ کے ماہرین' مخصوص اہلیت کے حاملین کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح جب عرف میں لفظ ''غوث اعظم'' استعمال کیا جاتا ہے تو عرفی معنی کے اعتبار سے اس سے مراد محبوب سبحانی' قطب ربانی' غوث صمدانی' شہباز لامکانی' حضرت شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی کی ذات والا صفات ہوتی ہے۔

اس لیے جب ''تصوف'' کے ماہرین اسی لفظ کو استعمال کریں گے تو اس سے مراد ''علم تصوف'' کے اصول وقواعد کے مطابق مخصوص اصطلاحی معنی مراد ہوں گے اور جب عوام یہ لفظ استعمال کریں گے تو اس سے عرفی معنی مراد ہوں گے۔ اور اس سے مراد بھی شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں گے۔ اصطلاح یا عرف میں ایک مخصوص مفہوم کیلئے استعمال ہونے والے اس لفظ کو کھینچ تان کر اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کے مترادف کے طور پر استعمال کرنا' اتنا ہی غلط ہے جتنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لقب ''غنی'' کو کھینچ تان کر' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال ہونے والے لفظ ''غنی'' کے مترادف سمجھ بیٹھنا غلط ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جبکہ لفظ ''غوث'' کے ذریعے اس کا عرفی یا اصطلاحی معنی مراد لیا جائے۔ بالفرض اگر اس کا لغوی معنی مراد لیا جائے تو بھی محبوب سبحانی کیلئے اس کا استعمال شرک قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ محض لغوی اشتراک اگر شرک کا باعث قرار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء میں سے کسی ایک اسم کو بھی مخلوق کیلئے استعمال کرنا درست نہ ہوگا جبکہ میں ابھی آپ حضرات کے سامنے اس بات کی وضاحت کر چکا ہوں کہ ایسا کرنا خود کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کی: یہ تمام گفتگو لفظ ''غوث'' سے متعلق تھی لیکن ''غوث اعظم'' کہنے کا مطلب اس کے

سوا اور کیا ہوگا؟ کہ نعوذ باللہ، شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی بڑے ”غوث اور مددگار“ ہیں؟

ارشاد فرمایا: مشائخ کیلئے جب اس طرح کے القابات استعمال کیے جاتے ہیں تو ان سے مراد ان کے معاصرین یا بعد میں آنے والے حضرات سے تقابل ہوا کرتا ہے۔ آپ خواہ مخواہ ہر ایک کو اس میں شامل نہیں کر سکتے جیسے امام الائمہ، مصباح الامہ، امام ابوحنیفہ کو جب ”امام اعظم“ کہا جاتا ہے تو اس سے مراد ان کے معاصرین اور بعد میں آنیوالے حضرات پر آپ کی افضلیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور معاصرین کا مطلب ایک ہی زمانے کے لوگ نہیں بلکہ وہ حضرات جو مرتبے و مقام میں آپ کے معاصر ہیں، آپ کے اساتذہ و مشائخ اس میں شامل نہیں ہونگے۔

عرض کی گئی، حضرات غیر مقلدین کے نزدیک جس طرح شیخ عبدالقادر جیلانی کو ”غوث اعظم“ کہنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک ”امام ابوحنیفہ“ کو ”امام اعظم“ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ ”امام اعظم“ حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ارشاد فرمایا: اگر اس بات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ”فاروق اعظم“ کہنا بھی ناجائز ہونا چاہئے کیونکہ ”فاروق اعظم“ تو نبی اکرم ﷺ ہیں، اسی طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ”صدیق اکبر“ کہنا بھی ناجائز ہونا چاہئے کہ ”صدیق اکبر“ آنحضرت ﷺ ہیں جبکہ حضرات غیر مقلدین کے نزدیک بھی یہ بات ممنوع نہیں ہے۔

(پھر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا) کوئی کم فہم یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ اذان میں، نماز میں: ”(اللہ) اکبر“ کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور دوسری طرف آپ ابوبکر کو بھی صدیق ”اکبر“ کہتے ہیں۔

اس لیے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، محبوب سبحانی کو ”غوث اعظم“ اور حضرت امام ابوحنیفہ کو ”امام اعظم“ کہنا اسی طرح جائز ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ”صدیق اکبر“ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ”فاروق اعظم“ کہنا جائز ہے اور ان سب القابات کو حضور ﷺ کے مقابل سمجھنا، غایت درجے کی حماقت کے مترادف ہے۔

علی ہذا القیاس، داتا گنج بخش، غریب نواز، بندہ نواز وغیرہ جیسے القابات سے مراد ان کا عرفی مفہوم ہوا کرتا ہے اس لیے بزرگوں کے حق میں ان الفاظ کا استعمال شرعی تعلیمات کے منافی نہیں ہے۔

مؤلف عرض پرداز ہے کہ یہاں اس نکتے کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروانا، فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ لفظ داتا کے بہت سے معانی میں سے ایک معنیٰ ”فقیر“ بھی ہے اس لیے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ علی الاطلاق، اللہ تعالیٰ کو داتا کہنا جائز ہے، انہیں اپنے نظریے کی اصلاح کرنا چاہئے۔[1]

اسماء کے بارے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ بعض اوقات کسی اسم کے ذریعے نفس ذات یا حقیقت مراد ہوتی ہے۔ بعض اوقات اسم کے ذریعے کوئی جز مراد ہوتا ہے لیکن اللہ کی ذات کیونکہ اجزاء سے پاک ہے اس لیے اسم کی یہ قسم اس کی ذات پر صادق نہیں آئے گی۔ اسی طرح بعض اوقات کسی صفت کے اظہار کیلئے بھی کوئی اسم مقرر کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات کسی فعل کی نسبت سے کوئی اسم ماخوذ ہوتا ہے۔ بعض اوقات کسی عیب کی نفی کیلئے کوئی اسم مقرر کیا جاتا ہے اور بعض اوقات کسی اضافی حوالے یا نسبت کے اعتبار سے کوئی اسم مقرر کیا جاتا ہے اگر اسم مقرر کرنے کی ان تمام صورتوں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے اسماء کا جائزہ لیا جائے تو وہ بے حد و شمار ہوں گے۔

کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کے 99 نام مشہور ہیں لیکن ان کے علاوہ کتاب و سنت میں مزید اسماء کا سراغ بھی ملتا ہے جو ان اسماء

---

[1] جہانگیر، محمد محی الدین، معین القاری

میں شامل نہیں ہیں جیسے

الباری (الحشر:24)' الکافی (الزمر:36)' النور (النور:35)' المحیط (البقرہ:19)' القریب (البقرہ 186)' الفاطر (فاطر:۱)' المولیٰ (التوبہ:78)' الملیک (القمر:55)' الاکرم (العلق:3)' المدبر (یونس:31)' الرفیع (غافر:15)' ذی الطول (غافر:3)' ذی المعارج (المعارج:3)' ذی الفضل (البقرہ:105)' الخلاق (الحجر:86)' شدید العقاب (البقرہ:196)' قابل التوب (غافر:3)

یہ وہ اسماء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مشہور ننانوے ناموں میں شامل نہیں ہیں لیکن قرآن میں ان کا ذکر موجود ہے ان کے علاوہ قرآن نے اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء کا ذکر کیا ہے ان کے علاوہ قرآن نے اللہ تعالیٰ کے بعض افعال کا ذکر کیا ہے جن کے ذریعے اسماء کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے۔

محققین اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور ان کے اسرار کی وضاحت کے بارے میں مستقل تصانیف مرتب کی ہیں جن میں امام بیہقی اور امام رازی کی تصانیف بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

وحدت الوجود:

اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھنا تمام انبیاء کی تعلیمات کا بنیادی جز رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کا مرکزی موضوع بھی یہی تھا۔ جب اسلامی سلطنت نے عجمی خطوں کو اپنے زیر نگیں کیا تو وہاں کے سابقہ افکار ونظریات نو مسلم معاشروں پر اثر انداز ہوئے جس کے نتیجے میں عجمی علاقوں میں نت نئے فرقے پیدا ہو گئے جس کے نتیجے میں مختلف اسلامی تعلیمات کی من مانی تشریحات پیش کی جانے لگیں۔ جس کے نتیجے میں مسلمان اہل علم نے ایک باقاعدہ فن مدون کیا جس کا نام ''علم کلام'' رکھا گیا۔ اس فن میں بطور خاص ''الہیات'' اور عمومی طور پر تمام اسلامی عقائد کے بارے میں بہت سے جزوی نکات کو موضوع بحث بنایا گیا۔ لوگوں کے شکوک وشبہات کو بطور خاص عقلی دلائل کے ذریعے نیست ونابود کیا گیا۔ آج بھی اگر آپ علم کلام کی کسی مستند کتاب کا مطالعہ کریں تو اس میں آپ کو بہت سی ایسی ذیلی مباحث ملیں گی جن کی طرف پہلے کبھی آپ کی توجہ مبذول نہ ہوئی ہو بلکہ اگر آپ علم کلام کی امہات کتب جیسے شرح مواقف' شرح مقاصد' شرح عقائد مع خیالی وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہیں تو شاید ان کی بہت سی مباحث کو سمجھ ہی نہ سکیں گے (خود ہمارے ساتھ یہ اتفاق پیش آ چکا ہے)

اسی طرح اگر آپ علم فقہ کی کسی کتاب کا مطالعہ کریں تو ان میں آپ کو بہت سے ایسے ذیلی مسائل ملیں گے جن کا کتاب وسنت میں صراحت کے ساتھ ذکر موجود نہیں ہے۔ اسی طرح علم حدیث' علم اصول حدیث کے بارے میں بہت سی ایسی مباحث' بعد کے زمانے میں تحریر کی گئی ہیں جن کا ابتدائی دو صدیوں میں سراغ نہیں ملتا۔

دوسری صدی ہجری کے آغاز میں فلسفہ اسلامی علوم وفنون میں شامل ہو چکا تھا۔ اس کا موضوع بحث کیا تھا؟ کن صدیوں میں یہ کون سے مراحل سے گزرتا رہا یہ ایک طویل بحث ہے۔ ہمارا موضوع سخن چھٹی صدی ہجری کے مشہور صوفی اور فلسفی شیخ اکبر ابن عربی کا پیش کردہ ''نظریہ وحدت الوجود'' ہے جو ایک طویل عرصے سے مسلم مفکرین کے درمیان خاصی متنازعہ حیثیت کے طور پر زیر بحث رہا ہے۔ اہل علم کا ایک گروہ شیخ ابن عربی کو ''شیخ اکبر'' اور ''رئیس المکاشفین'' قرار دیتا ہے جبکہ دوسری طرف بعض لوگ شیخ ابن عربی کو زندیق اور بے دین قرار دیتے ہیں۔ صوفیاء کیونکہ شیخ اکبر کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے دوسرے طبقے کے افراد وحدت الوجود کی آڑ لے کر نفس تصوف کے بارے میں بھی زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں مسلمان کہلانے والے چار بڑے فرقے موجود ہیں۔ دیوبند، بریلوی، شیعہ اور اہل حدیث۔ ان میں سے دیوبند اور بریلوی ''ابن عربی'' کو کامل صوفی اور عارف تسلیم کرتے ہیں۔ دیوبند مکتبہ فکر کے مشہور عالم دین مولانا اشرف علی تھانوی نے شیخ ابن عربی کی تائید وحمایت میں دو مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ صرف اہل حدیث فرقے سے تعلق رکھنے والے حضرات شیخ ابن عربی کے بارے میں مختلف طرح کے شکوک وشبہات پیش کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض جدت پسند مفکرین جیسے امین احسن اصلاحی اور اس نوعیت کے دیگر افراد بھی تصوف اور شیخ اکبر کو بطور خاص مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ یہ وہ مہربان ہیں جو خود کو توحید کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق توحید کی حقیقت بس وہی ہے جو ان کی اور ان کی جماعت کے بڑوں کی سمجھ میں آئی ہے۔

انیسویں صدی عیسوی کے ممتاز محقق، حکمت و منطق کے امام مولانا فضل حق خیر آبادی نے نظریہ وحدت الوجود کے اثبات میں ایک مختصر رسالہ تالیف کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ ان سے پہلے ہندوستان کی غیر متنازعہ علمی شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اپنی کتابوں میں شیخ اکبر کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے اور ان سے بھی پہلے شیخ مجدد شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی نے شیخ اکبر کو مقبول بارگاہ الٰہی قرار دیا ہے لیکن سلفی کہلانے والے ہمارے یہ مہربان لاشعوری طور پر یہی سمجھتے ہیں کہ توحید کے بارے میں حرف آخر وہی ہے جو وہ سمجھتے ہیں۔

کئی لوگ ہم سے بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ وحدت الوجود سے مراد کیا ہے؟ اور کیا یہ نظریہ درست ہے؟ استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالحکیم شرف القادری کی فرمائش پر خاصا عرصہ پہلے ہم نے اس موضوع پر کچھ لکھنے کی کوشش کی تھی جس کا مسودہ ہنوز ایک مہربان کے پاس منتظر اشاعت ہے اور مستقبل قریب میں اس کی اشاعت کا بظاہر کوئی امکان بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اس مسودے کے بیشتر مندرجات ہمیں خود بھول چکے ہیں لیکن ''جمال السنہ'' کی تصنیف کے دوران بعض مہربانوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ایمان باللہ کے ضمن میں اس مسئلے کے بارے میں بھی مختصر طور پر کچھ تحریر کر دیا جائے تاکہ اکابر صوفیاء پر طعن کرنے والوں کو جواب دینا آسان ہو، سو ان کی فرمائش کی تکمیل کیلئے ہم مختصراً اس موضوع پر اظہار خیال کریں گے۔

انسان کا مقصد تخلیق اپنے پروردگار کی معرفت کا حصول ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے تین طریقے ہیں۔

(1) علمی طریقہ: یہ علماء کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(i) کتاب وسنت کے الفاظ میں غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اصول وضوابط کا استنباط واستخراج کیا جائے۔

(ii) کائنات میں غور وفکر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی عظمت کے اظہار کیلئے اصول مقرر کیے جائیں۔ قرآن نے کئی مقامات پر اپنے قاری کو کائنات کے مختلف مظاہر میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔

(2) روحانی طریقہ: یہ صوفیا کا مخصوص طریقہ ہے۔ اس طریقے میں انسان ریاضت ومجاہدے کے ذریعے اپنی روحانی طاقت میں اضافہ کرتا ہے اور روحانی طور پر اشیا کے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

ان دونوں طریقوں میں اصل مدار کتاب وسنت اور کائنات کے مظاہر پر ہوتا ہے۔ لیکن غور وفکر کا طریقہ مختلف ہوتا ہے۔ ایک طرف صرف عقل ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف روحانی وباطنی صلاحیت ہوتی ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو عقل بھی ایک روحانی اور باطنی صلاحیت ہے۔

(3) مطالعاتی طریقہ: علماء اور صوفیا نے اپنے مشاہدات وتجربات کو کتابوں میں بیان کیا ہے۔ انہیں اصولوں اور جزوی مسائل میں تقسیم

کیا ہے۔ ان کے اسباب اور نتائج کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے دلائل کا ذکر کیا ہے۔ ان سب معلومات کو مطالعے کے ذریعے حاصل کرنا معرفت الٰہیہ کے حصول کا تیسرا بنیادی طریقہ ہے۔ اور ہمارے زمانے میں معرفت الٰہیہ کے بیشتر طلب گار اسی تیسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس طبقے کی علمی بے مائیگی کا یہ عالم ہے کہ یہ سابقہ پچاس یا سو برس کے دوران لکھی جانے والی اُردو کی کتابوں پر اعتماد کر کے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے توحید کا علم حاصل کرلیا ہے۔ اور انھوں نے جن مصنفین کی تحریرات سے توحید کا علم حاصل کیا ہے اگر آپ ان مصنفین کے شخصی احوال کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آئے گی۔ کہ انھوں نے بھی تلاش وتحقیق کی زحمت کرنے کی بجائے اپنے بڑوں کے خیالات کو الفاظ کی تقدیم وتاخیر کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔

کیا آپ نے کبھی یہ غور کیا کہ اسلام میں توحید کے سب سے بڑے داعی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی کو موحدین کا سرخیل سمجھا جاتا ہے؟

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیخ النجدی نے نبی اکرم کی حقیقی تعلیمات کو ازسرنو امت کے سامنے پیش کیا۔ ہم ایک لمحے کیلئے اس بات کو درست تسلیم کر لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شیخ کو توحید کی حقیقی تعلیمات امت کے سامنے ازسرنو پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ شیخ کے زمانے میں ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا جس کے نتیجے میں شیخ نے توحید کی حقیقی تعلیمات کو عام کیا۔ ہم ایک لمحے کیلئے یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ واقعی ایسا تھا۔ سوال یہ ہے کہ شیخ کے زمانے میں صرف حجاز میں شرک کا دور دورہ تھا یا ساری دنیا کے مسلمان شرک میں مبتلا تھے۔ اگر آپ یہ جواب دیں کہ صرف حجاز میں شرک عام تھا تو ہم یہ سوال کریں گے کہ کیا دنیا بھر میں شیخ کی طرز کا کوئی اور موحد بھی موجود تھا؟ تاریخ کے مطالعے سے ایسے کسی موحد کے وجود کا ثبوت نہیں ملتا اور شیخ کی تعلیمات اور ان کے سوانح نگاروں کے بیانات پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا بھر کے مسلمان شرک میں مبتلا تھے۔ شیخ نے توحید کی دعوت کو عام کیا جس کے نتیجے میں لوگوں کو اپنے عقائد کی اصلاح کا موقع ملا۔ ہم ایک لمحے کیلئے اس امکان کو درست تسلیم کر لیتے ہیں۔ اگر چہ یہ بات ایک حکایت کے طور پر منقول ہے لیکن اس میں موجود اصل سوال اپنی جگہ برقرار ہے۔

منقول ہے ایک مرتبہ شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی وعظ کر رہے تھے۔ دوران وعظ انہوں نے یہ روایت بیان کی کہ اللہ تعالی رمضان کی ہر رات میں بے شمار جہنمیوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور پورے رمضان میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا تھا ان کی مجموعی تعداد کے برابر رمضان کی آخری رات میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے اٹھ کر سوال کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر طرف شرک کا دور دورہ ہے اور یہ بھی طے ہے کہ مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور آپ کے ماننے والوں کی تعداد بھی اتنی زیادہ نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی جن لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے وہ کہاں پائے جاتے ہیں؟

یہ ایک اہم سوال ہے جو ہمارے معاصر موحدین کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانا چاہتا ہے کیونکہ ان کی جماعت کے لوگوں کی مجموعی تعداد کبھی بھی اتنی نہیں رہی ہے جتنی تعداد میں اللہ تعالی ایک رمضان کے مہینے میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

ہم بات یہ کر رہے تھے کہ اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنے کا ایک طریقہ مطالعاتی طریقہ ہے۔ جس میں عام طور پر شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی کے خیالات کو الفاظ کے الٹ پھیر کے ہمراہ لوگوں کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔

شیخ اکبر اور اکابر صوفیاء وحدت الوجود سے کیا مراد لیتے ہیں؟ اس کی وضاحت تو ہم نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارا مبلغ علم اتنا زیادہ نہیں ہے لیکن ایک تیسرے درجے کے طالبعلم ہونے کے ناطے ہم اس نظریے کے امکانی پہلوؤں کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

اللہ تعالی نے کائنات کو پیدا کیا۔ یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کائنات کو کہاں پیدا کیا گیا؟

اس کی ایک امکانی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود (نعوذ باللہ) محدود ہے جس کے پرے کچھ خلاء موجود تھا۔ جہاں اس کائنات کو پیدا کر دیا گیا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ یقینی طور پر نہیں کیونکہ محدود ہونا مخلوق کی خصوصیت ہے۔ اللہ کی ذات اس سے پاک ہے سنگین سوال یہ ہے کہ جب آپ کائنات کو محدود قرار دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور کائنات دونوں کو مستقل طور پر موجود تسلیم کرتے ہیں تو اس کا بالواسطہ مطلب کیا ہوگا؟ یہی کہ ایک مقام ایسا ہے جہاں آ کر کائنات ختم ہو جاتی ہے اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا آغاز ہوتا ہے۔

دوسرا امکان یہ ہے کہ آپ اس کائنات کو مجموعی طور پر ایک دائرہ فرض کر لیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس کے چاروں طرف اللہ تعالیٰ موجود ہے؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے اندر (نعوذ باللہ) ایک خلا موجود تھا اور اس خلا کے اندر کائنات کو پیدا کر دیا گیا جس طرح آپ کے جسم میں بہت سے خلا موجود ہیں اور وہ خلا در حقیقت آپ کے جسم کا ہی ایک حصہ ہیں اور اس خلا میں پیدا ہونے والی کوئی بھی چیز آپ کے وجود کا حصہ شمار ہوگی۔ اسی طرح وہ ممکنہ خلا بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا حصہ ہوگا اور اس میں پیدا ہونے والی کائنات' اللہ تعالیٰ کے وجود کا حصہ ہوگی۔

کیا یہ دونوں امکانی صورتیں اسلام کے نظریہ توحید سے مطابقت رکھتی ہیں؟ یقیناً نہیں۔ تو پھر کائنات اور خدا دونوں کے وجود کی کیا امکانی صورت پیش کی جا سکتی ہے؟ یہی وہ بنیادی سوال ہے جس کے جواب میں شیخ اکبر نے نظریہ وحدت الوجود پیش کیا کیونکہ انہوں نے اپنے مشاہدے اور عقل کے ذریعے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ خدا اور کائنات دونوں کو بیک وقت' مستقل طور پر' موجود تسلیم کرنا ممکن نہیں ہے' اس لئے ہمیں یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ در حقیقت موجود ''خدا کی ذات'' ہے۔ اس کے علاوہ سب کچھ ''معدوم'' ہے اور اسی معدوم میں ''وجود و عدم'' ایک دوسرے کے ساتھ نسبت کے اعتبار سے ''موجود و معدوم'' ہیں۔ وگرنہ حقیقت یعنی ذات باری کے اعتبار سے یہ دونوں معدوم ہیں اور معدوم رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کے اظہار کیلئے شیخ ابن عربی نے جو نظریہ پیش کیا ہے اس کی روشنی میں اسلام کے نظریہ توحید پر کسی قسم کا کوئی اشکال وارد نہیں ہو سکتا۔

ہم اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ نظریہ وحدت الوجود کی بعض لوگوں نے غلط تعبیر پیش کی اور اس کی آڑ میں حلال وحرام کے درمیان فرق ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ وحدت ادیان کی طرف پیش رفت کی گئی اور اس طرح کی دیگر بہت سی خرابیاں پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن کیا ان اسباب کی وجہ سے وحدت الوجود یا نفس تصوف ہی کو مسترد کر دیا جائے گا؟

خود کو موحد سمجھنے والے اہل سنت کے عقائد کو غلط سمجھتے ہیں۔ ایک لمحے کیلئے اس بات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ ان اہل سنت کی وجہ سے عقیدۂ توحید یا اسلام کو مسترد کیا جائے گا؟

عام فہم سی بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسی صحیح بات کی غلط تعبیر پیش کرتا ہے تو اس غلط تعبیر کا انکار کیا جائیگا۔ صحیح بات کو مسترد نہیں کیا جائیگا۔

یہاں ایک اور حقیقت کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا بھی نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ مسئلہ وحدت الوجود کے دو پہلو ہیں:

ایک اس کا عقلی اور فلسفیانہ پہلو ہے جس کے اعتبار سے مختصر بنیادی نکات کی نشاندہی ہم نے کر دی ہے۔

اس مسئلے کا دوسرا پہلو خالصتاً روحانی اور کشفی ہے۔ شیخ مجدد اور شیخ اکبر کے درمیان بنیادی اختلاف اس مسئلے کے عقلی پہلو کے بارے میں نہیں ہے بلکہ کشفی پہلو کے بارے میں ہے۔ اس کشفی اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ جب کوئی سالک ریاضت ومجاہدے کے ذریعے سلوک کی منازل طے کرنا شروع کرتا ہے تو ایک خاص مقام پر پہنچ کر اسے ہر شے میں اللہ تعالیٰ کی ذات (کے انوار) محسوس ہونا شروع ہو

جاتے ہیں اور سالک کو اس وقت اللہ کی ذات کے علاوہ کچھ اور دکھائی نہیں دیتا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ کیفیت راہ سلوک کا نقطہ اختتام ہے؟ شیخ اکبر کے نزدیک سلوک کی انتہا یہی ہے کہ سالک کو اللہ کی ذات کے علاوہ کچھ اور دکھائی نہ دے۔ دوسری طرف شیخ مجدد اس بات کے قائل ہیں کہ اس کیفیت کے آگے ایک اور کیفیت بھی ہے۔ جب سالک اس مقام تک پہنچتا ہے تو اسے اللہ کی ذات اور کائنات الگ الگ محسوس ہوتے ہیں اور سلوک میں نقطہ کمال یہی ہے کیونکہ کوئی بھی دائرہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک دوبارہ اسی نقطے تک نہ پہنچ جائے جہاں سے شروع ہوا تھا جس طرح سالک کو آغاز میں کائنات اور خدا الگ دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح انجام میں بھی الگ محسوس ہونے چاہئیں۔

یہ مکمل طور پر کشف اور شہود کا مسئلہ ہے۔ ہم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ تاہم اس حقیقت کی نشاندہی ضروری ہے کہ اس بارے میں بیشتر صوفیاء کی تائید شیخ اکبر کو حاصل ہے۔ اگرچہ وحدت الوجود کے بارے میں حضرت باقی باللہ نے ایک مختصر فقرے میں نہایت جامع اور حقیقت آمیز تبصرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

توحید کوچہ تنگ است شاہراہ دیگر است

حدیث جبریل کو اسلامی تعلیمات کے اجمالی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ آج کے زمانے میں مسلمان مختلف نظریاتی فرقوں میں تقسیم ہو چکے ہیں اس لئے ہم حدیث جبریل کی وضاحت میں 'مسلمانوں کے اختلافی نظریات اور ان کے دلائل کو اجمالی طور پر نقد و تبصرے کے ہمراہ یہاں نقل کریں گے۔ کیونکہ ہمارا تعلق جس مسلک سے ہے اسے عرف عام میں ''بریلوی'' کہا جاتا ہے اس لئے ہم یہیں سے کلام کا آغاز کرتے ہیں۔

بریلویت کیا ہے؟

کسی بھی عقیدے یا موقف کا جائزہ لینے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ اس کے ماننے والے کیا کہتے ہیں؟ اور دوسرا یہ کہ اس کے مخالفین کیا الزام عائد کرتے ہیں؟ ہمارے زمانے میں اس کی واضح مثال موجود ہے۔ اسلام دشمن عناصر اسلام کو دہشت اور بربریت کا دین قرار دیتے ہیں جبکہ مسلمان مسلسل اپنی صفائی پیش کرتے رہتے ہیں۔ ہر بالغ نظر عقلمند شخص جب صحیح نتیجے تک پہنچنے کیلئے غیر جانبداری کے ساتھ حقائق کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اسلام دشمن عناصر کے منفی پروپیگنڈے پر کان دھرنے کی بجائے صحیح اسلامی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرے اور صحیح اسلامی تعلیمات سے آگاہی کے حصول کیلئے اسے اسلامی تعلیمات کے بنیادی ماخذ کا مطالعہ کرنا ہوگا ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص افغانستان یا عراق میں موجود کسی نام نہاد جہادی تنظیم کے کارکنوں سے ملنے کے بعد ان کے خیالات کو اسلامی تعلیمات کی روح قرار دے۔

جب ہم کسی مکتبہ فکر کے نظریات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس مکتبہ فکر کے مسلمہ پیشواؤں کے مستند بیانات کو سامنے رکھیں۔ بریلویوں کے ساتھ عام طور پر یہ زیادتی کی جاتی ہے کہ کوئی صاحب کسی مزار پر ہونے والی تمام خرافات کو بریلوی مسلک کے اکابرین کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں یہ نہایت غیر مناسب طرز عمل ہے۔

ہندوستان کے صوبہ ''اتر پردیش'' میں ایک شہر ہے۔ ''بریلی'' جس کا سابقہ تاریخی نام ''روہیل کھنڈ'' ہے۔ یہاں ایک عالم دین گزرے ہیں جن کا نام مولانا احمد رضا خان تھا۔ آپ 1856ء میں پیدا ہوئے اور 1921ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار بریلی شہر میں ہے اپنے والد اور شہر کے دیگر اساتذہ سے درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ مخدوم شاہ آل رسول قادری برکاتی کے

دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ مخدوم شاہ آل رسول ہندوستان کی نمایاں علمی شخصیت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔

غیر جانبداری سے تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو مولانا احمد رضا خان کو "قدامت پسند" قرار دینا مناسب محسوس ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انکے مخالفین کے نزدیک "قدامت" بھی شرک و بدعت کا ایک حصہ تھی۔ مولانا احمد رضا خان نے اپنے علم و فضل کے ذریعے ہندوستان میں پیدا ہونے والے "جدید فرقوں" کے نظریات کی سختی سے تردید کی جو خود کو توحید کا علمبردار اور مسلمانوں کی اکثریت کو کافر و مشرک قرار دیتے تھے۔ ان کی اسی دینی حمیت کو یار لوگوں نے شدت پسندی کا نام دے کر انہیں ایک مستقل فرقے کا بانی قرار دے دیا جس کے نتیجے میں اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بہت سے لاعلم لوگ مولانا احمد رضا خان کے بارے میں شدید بدگمانی اور غلط فہمی کا شکار ہو گئے لیکن یہ بحث ہماری کتاب کے موضوع سے متعلق نہیں ہیں لیکن یہاں اس طویل تمہید کو تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنا جائزہ لیں، کیا آپ ایک سچے مصلح کے بارے میں اسی طرح منفی پروپیگنڈے کا شکار تو نہیں ہو گئے؟ جیسے بلاد مغرب میں رہنے والا کوئی عام شخص اسلام کے بارے میں منفی پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہماری التجاء صرف یہ ہے کہ آپ حقائق کا بنظر غائر جائزہ لیں اور کسی بھی بات کو محض اس لیے مسترد نہ کر دیں کہ یہ بریلویوں سے منسوب ہے اور "ہمارے استادوں" کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ حق کو سمجھنے کیلئے "شخصیت" یا "نام" کا جائزہ لینے کے بجائے "عقائد" اور "حقائق" کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

عرف عام میں جن لوگوں کو "بریلوی" کہا جاتا ہے وہ درحقیقت اہل سنت ہی ہیں اس مثال کو ایک عام فہم مثال کے ذریعے اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک شخص جو ایک سو سال پہلے کسی پہاڑ کے دامن میں گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ وہ پوری ایک صدی کے بعد آپ کے شہر میں آ کر آپ کا مہمان بن جاتا ہے۔ آپ اس کی خاطر مدارت کیلئے خادم کو "دیسی گھی" میں کھانا پکانے کیلئے کہتے ہیں وہ یقیناً اس اصطلاح کو سن کر حیران ہوگا کیونکہ اس کے زمانے میں "دیسی گھی" کو صرف "گھی" کہا جاتا تھا لیکن بعد میں جب زمانے نے ترقی کی اور "گھی" کے نام پر "بناسپتی گھی" مارکیٹ میں آیا تو پہچان اور امتیاز کیلئے "حقیقی گھی" کو "دیسی گھی" کہا جانے لگا۔ بالکل اسی طرح جب انگریزوں کے ایجاد کردہ "بناسپتی اہل سنت" دیوبند کے نام کے ساتھ مارکیٹ میں متعارف ہوئے تو "حقیقی اہل سنت" کو "بریلوی" کہا جانے لگا تاکہ "حقیقی" اور "بناسپتی" کے درمیان فرق اور امتیاز قائم کیا جا سکے۔

اب ہم بریلویوں کے ان عقائد پر مختصر گفتگو کریں گے جن کے بارے میں ان کے مخالفین مختلف نوعیت کے تحفظات کا شکار ہیں۔ ہمارے زمانے میں عرف عام میں ہندو پاک میں، اہل سنت کو "بریلوی" کہا جاتا ہے۔ اہل سنت کے مخالفین تین بڑے فرقوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ شیعہ، اہل حدیث اور دیوبند

ان تینوں میں سے دیوبند اور اہل حدیث کے نزدیک شرعی احکام کے بنیادی ماخذ بریلویوں سے مختلف نہیں ہیں جیسا کہ ہم اس سے پہلے اس نکتے کی وضاحت کر چکے ہیں۔

دیوبند اور اہلحدیث کو بریلویوں سے تقریباً ایک جیسی شکایات ہیں اہل حدیثوں کو اضافی شکایت یہ ہے کہ بریلوی تقلید کیوں کرتے ہیں؟ لیکن بریلویوں کے دیگر عقائد کیونکہ اہل حدیثوں کے نزدیک شرک فی العبادۃ میں شامل ہیں جبکہ تقلید ان کے نزدیک شرک فی الرسالت میں شامل ہے اس لیے وہ بریلویوں پر تقلید کی وجہ سے تنقید کرنے کے بجائے ان کے دیگر عقائد کی وجہ سے تنقید کرتے ہیں۔

دیوبند اور اہلحدیث "بریلوی" کو ایک مستقل فرقہ قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک بریلویوں کے عقائد اور معمولات میں موجود تمام خرابیوں کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی شرک اور بدعت۔

بریلویوں کے جن عقائد کو شرک قرار دیا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(i) علم غیب (ii) حاضر و ناظر (iii) مختار کل (iv) تصرف بعد از وصال

جبکہ درج ذیل معمولات بدعت قرار دیئے جاتے ہیں۔

(i) عید میلاد النبی (ii) ایصال ثواب کا مروجہ طریق کار

اس کے علاوہ چند مزید نکات ایسے ہیں جنہیں شرک یا بدعت قرار نہیں دیا جاتا البتہ انہیں حرام کہا جاتا ہے یا ان کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بریلویوں اور انکے مخالفین کا نقطہ نظر ایک دوسرے سے مختلف ہے یہ مسائل درج ذیل ہیں۔

(i) نور و بشر (ii) وسیلہ (iii) زیارت قبور

عید میلاد النبی:

اہل سنت کے جن معمولات پر زبان طعن دراز کی جاتی ہے ان میں سے ایک معمول نبی اکرم کا جشن ولادت منانا ہے۔ عام طور پر معترضین یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے دو عیدیں متعارف کروائی تھیں جبکہ بریلویوں نے اپنی طرف سے تیسری عید کا اضافہ کر دیا ہے۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر عید میلاد النبی منانا محبت کی نشانی ہوتا تو صحابہ کرام ایسا ضرور کرتے۔ یہ لوگ صحابہ کرام سے زیادہ نبی اکرم سے محبت رکھتے ہیں؟ بعض مہربان یہ سوال کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ نبی اکرم کی تاریخ پیدائش 12 ربیع الاول ہونا ایک متنازع امر ہے جبکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نبی اکرم کی تاریخ وفات 12 ربیع الاول ہے۔ یہ کیسے مسلمان ہیں؟ جو اپنے نبی کے یوم وفات پر خوشیاں مناتے ہیں اور پھر یہ حضرات وہ واقعات بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں جن میں نبی اکرم کے وصال ظاہری کے موقع پر مختلف صحابہ کرام کے غم و اندوہ کا ذکر ہے۔

مختصر یہ کہ ہمارے زمانے میں مسلمان کہلانے والے مختلف فرقوں کے درمیان عید میلاد النبی کا جائز ہونا یا نہ ہونا ایک بڑا متنازع مسئلہ ہے۔ بریلوی حضرات اسے بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ شیعہ اسے جائز سمجھتے ہیں جبکہ دیوبند اور اہل حدیث کے نزدیک یہ ایک بڑی بدعت ہے اور شدید گناہ کا کام ہے۔ دیوبند مکتبہ فکر کے مشہور عالم دین جنہیں فقیہ النفس قرار دیا جاتا ہے مولانا رشید احمد گنگوہی ایک فتویٰ کے جواب میں تحریر کرتے ہیں۔

''انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے''[1]

''عید'' کی وجہ تسمیہ:

یہ ایک بنیادی اصول ہے کہ کوئی بھی لفظ تین معانی میں سے کسی ایک معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

(i) لغوی (ii) اصطلاحی (iii) عرفی

اس لیے کسی بھی لفظ کے بارے میں کوئی فیصلہ دیتے وقت اس چیز کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ ان تین معانی میں سے کون سے معنی میں استعمال ہو رہا ہے؟

اسلام کی جن دو عیدوں کا ذکر کیا جاتا ہے اس سے مراد عید کا شرعی اصطلاحی مفہوم ہوتا ہے اور عید میلاد النبی منانے والے تمام حضرات بھی اس چیز کے قائل ہیں کہ شرعی اصطلاحی اعتبار سے اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔

---

[1] گنگوہی، رشید احمد ''فتاویٰ رشیدیہ'' (130)

اگر لغوی اعتبار سے لفظ عید کا جائزہ لیا جائے تو اس کا معنی دوبارہ آنا ہے اور اس اعتبار سے سال کے 365 دن عید ہو سکتے ہیں۔ ہفتے کے ساتوں دن عید ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ دن دوبارہ لوٹ کے آجاتے ہیں۔

اگر عرفی اعتبار سے لفظ عید کا جائزہ لیا جائے تو یہ خوشی کے دن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ غم سے متعلق مخصوص دن بھی دوبارہ پلٹ کے آجاتا ہے لیکن عرف میں اسے عید نہیں کہا جا سکتا عید کا لفظ صرف خوشی اور نعمت کے حصول کے دن کے ساتھ مخصوص ہے جسے حضرات عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے کہا تھا۔

''(آپ دعا کریں) اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر آسمان سے دستر خوان نازل کرتا کہ وہ دن ہمارے پہلے اور بعد والے لوگوں کیلئے عید کا دن ثابت ہو''۔ (المائدہ:114)

اسی طرح ایک مرتبہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی کتاب میں ایک ایسی آیت موجود ہے کہ اگر وہ ہمارے یعنی بنی اسرائیل کے اوپر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید کا دن قرار دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وہ کون سی آیت؟ اس نے جواب دیا الیوم اکملت لکم تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں (یعنی ایک عید الضحیٰ کا دن کا اور دوسرا جمعہ کا دن تھا) اس روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کو ''عید'' کا دن قرار دیا ہے بلکہ بعض روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم نے جمعہ کے دن کو عید کا دن قرار دیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دو مخصوص عیدوں کے علاوہ کسی دن کو عید کا دن قرار دیا جا سکتا ہے اور اسی کے ذریعے اس اعتراض کا جواب بھی سامنے آجاتا ہے کہ جو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں جبکہ نبی اکرم کے یوم ولادت کے دن روزہ رکھنا سنت ہے تو یا نبی اکرم کے یوم ولادت کے دن روزہ رکھنا درست نہیں ہوگا؟ یا پھر یوم ولادت کو عید کہنا درست نہیں ہوگا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ جمعہ کے دن کو عید قرار دیا گیا ہے اور جمعہ کے دن روزہ رکھنا سنت بھی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ 12 ربیع الاول نبی اکرم کا یوم پیدائش ہونا متنازع ہے جبکہ اس تاریخ کا آپ کی تاریخ وفات ہونا متفقہ امر ہے تو یہ بات بھی درست نہیں ہے اگرچہ نبی اکرم کی تاریخ پیدائش کے بارے میں مختلف سیرت نگاروں نے مختلف روایات نقل کی ہیں۔ تاہم بعد میں امت مسلمہ نے متفقہ طور پر 12 ربیع الاول کو یوم ولادت کے طور پر منانا شروع کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خاص اسی تاریخ کو نبی اکرم کی تاریخ ولادت قرار دیا جائے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اتفاق کے ساتھ یہ دن اہتمام کے ساتھ منا سکیں۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ نبی اکرم کی تاریخ وفات 12 ربیع الاول ہے کیونکہ اس بات پر تمام سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کا دن جمعہ کا دن تھا اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ نبی اکرم کا وصال پیر کے دن ہوا۔ اب اگر آپ کسی بھی مہینے کو 29 دن کا کریں یا کسی بھی مہینے کے 30 دن مقرر کریں تو سوموار کا دن 12 ربیع الاول سے دو ایک دن پہلے آئے گا یا دو ایک دن بعد آئے گا اس لیے 12 ربیع الاول کو نبی اکرم کی تاریخ وفات قرار دینا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے اور یہ بات ہم اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہے ہیں بلکہ مشہور محدث سہیلی کے حوالے سے اردو کے مشہور سیرت نگار شبلی نعمانی نے یہ بات نقل کی ہے۔

اگر بالفرض 12 ربیع الاول کو نبی اکرم کی تاریخ وفات قرار دے بھی دیا جائے تو بھی اس دن کو سوگ کے طور پر نہیں منایا جا سکتا کیونکہ شرعی طور پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا درست نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے آپ کے وصال ظاہری کے موقع پر اس لیے غم واندوہ کا اظہار کیا تھا کیونکہ انہیں آپ کی ظاہری صحبت کا جو شرف حاصل تھا وہ اس سے محروم ہو گئے تھے لیکن ہمیں کیونکہ یہ شرف حاصل ہی نہیں ہوا اس لیے ہم اس بارے میں کسی دکھ کا اظہار نہیں کر سکتے بلکہ نبی اکرم نے تو یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میرا زندہ رہنا اور میرا انتقال کر جانا

تمہارے حق میں بہتر ہے اس لیے جو صورت ہمارے حق میں بہتر ہے ہم اس پر کس طرح دکھ اور سوگ کا اظہار کر سکتے ہیں؟ لیکن یہ جواب اس احتمال کے پیش نظر ہے جب 12 ربیع الاول کو نبی اکرم کی تاریخ وصال کے طور پر درست تسلیم کیا جائے اور ہم پہلے ہی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔

معترضین کا یہ کہنا کہ اگر عید میلاد منانا محبت کی دلیل ہوتا تو صحابہ کرام ضرور ایسا کرتے۔ یہ بھی کم فہمی کی دلیل ہے کیونکہ صحابہ کرام کا کوئی کام نہ کرنا اس بات کی دلیل ہوگا کہ اس عمل کو ترک کرنا جائز ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صحابہ کرام نے جو کام نہیں کیا وہ سرے سے مستحب ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر آپ یہ اصول مقرر کر دیں تو پھر آپ کو یہ قاعدہ تسلیم کرنا ہوگا کہ جو کام نبی اکرم نے نہیں کیا وہ بھی سرے سے مستحب ہو ہی نہیں سکتا؟ کیونکہ بہت سے اعمال ایسے ہیں جو نبی اکرم نے سرانجام نہیں دیئے ہیں لیکن صحابہ کرام نے انہیں معمول کے طور پر اختیار کیا ہے؟

عید میلاد النبی کیا ہے؟ نبی اکرم کی ولادت' آپ کے معجزات' آپ کے فضائل و کمالات کا ذکر کرنا اور یہ عمل سب کے نزدیک جائز ہے دوسرا یہ کہ ایک معین دن میں اہتمام کے ساتھ ایسا کرنا حالانکہ اس معین دن میں ایسا کرنا نبی اکرم اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے تو جب کوئی عمل نبی اکرم سے ثابت نہ ہو تو صحابہ کرام سے اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کی بحث بے فائدہ ہوگی کیونکہ شارع نبی اکرم کی ذات ہے اب اگر صحابہ کرام سے کوئی ایسا عمل ثابت ہو جائے جو نبی اکرم نے نہ کیا ہو تو اس کا بالواسطہ مطلب یہ ہوگا کہ بعد میں آنیوالے امتی کوئی ایسا عمل کر سکتے ہیں جو نبی اکرم کے ساتھ صحابہ کرام سے بھی ثابت نہ ہو اور اس کی بڑی واضح مثال تمیں دن تک باقاعدگی کے ساتھ باجماعت نماز تراویح ادا کرنا ہے جو نبی اکرم سے ثابت نہیں ہے لیکن صحابہ کرام نے اسے معمول کے طور پر اختیار کیا ہے۔

نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اسلام میں کسی اچھے کام کا آغاز کرے تو اسے اس کا ثواب ملے گا''۔[1]

میلاد کے مسئلے میں اصل عمل نبی اکرم کا ذکر خیر ہے جو بلاشبہ جائز بلکہ بہترین سعادت ہے اس کیلئے محض اہتمام کو کس طرح ناجائز قرار دیا جا سکتا ہے؟ آپ کسی بھی مدرسہ میں چلے جائیں ''درس بخاری'' کا وقت معین ہوتا ہے اور اسے کوئی بھی بدعت قرار نہیں دیتا بلکہ اگر آپ شرعی تعلیمات کا بنظر غائر جائزہ لیں تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ کسی بھی واقعے کو اسی تاریخ کو اہتمام کے ساتھ منایا جائے گا جب وہ واقعہ پیش آیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس تاریخ کو اپنے بیٹے کی قربانی پیش کی تھی اسی تاریخ کو اہتمام کے ساتھ قربانی کی جاتی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک لازمی امر ہے لیکن حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جن ایام کا منانا شرعاً ضروری نہیں ہے نبی اکرم نے انہیں بھی اہتمام سے منانے کی تعلیم دی ہے جیسے احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب نبی اکرم کو یہ بات پتہ چلی کہ یہود عاشورہ کا دن اس لیے اہتمام سے مناتے ہیں کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات عطا کی تھی تو نبی اکرم نے فرمایا کہ ہم یہودیوں سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں اس لیے ہم بھی یہ دن اہتمام کے ساتھ منائیں گے۔ تاہم یہودیوں سے الگ شناخت کے طور پر اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھا کریں گے۔

نبی اکرم کے یوم ولادت منانے پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کسی بھی جائز اور مستحب کام کو محض اس لیے ترک کرنا مناسب نہیں ہے کہ اس میں کسی اور قوم یا

[1] تبریزی محمد بن عبداللہ ''مشکوۃ المصابیح''

دین کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے بلکہ اس جائز اور مستحب کام کو اپنایا جائے البتہ اس کی ظاہری مشابہت کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

یہاں ہم ایک نادر اور اہم حوالہ پیش کرنا چاہیں گے جس سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔اہل محبت کے لئے یہ حوالہ ایک خوشگوار چیز ہوگا اور ان کے مخالفین کیلئے ایک بڑا سوالیہ نشان؟

شیخ ابن تیمیہ الحنبلی الحرانی، جنہیں غیر مقلدین اپنا سب سے بڑا مستند پیشوا سمجھتے ہیں اور علماء دیوبند بھی انہیں ''بدعت'' کے مخالفین کا سرخیل سمجھتے ہیں آپ اپنے کتاب ''اقتضاء الصراط المستقیم'' میں تحریر کرتے ہیں۔

''اسی طرح بعض لوگوں نے 'عیسائیوں کی ''عید مسیح'' کے مقابلے میں' یا پھر نبی اکرم سے محبت اور آپ کی تعظیم کے اظہار کے لیے (عید میلاد النبی) ایجاد کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی اس محبت اور اجتہاد کا ثواب عطا کرے گا۔''[1]

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف ہندو پاک میں ''بریلوی'' مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ عید میلاد النبی مناتے ہیں۔دنیا کے اور کسی خطے میں اسے منانے کا رواج نہیں ہے اس پر بعض لوگ سعودی عرب کی مثال پیش کرتے ہیں کہ وہاں نبی اکرم کا یوم ولادت نہیں منایا جاتا۔

حقیقت یہ ہے کہ سابقہ سات صدیوں سے دنیا بھر کے مسلمان نبی اکرم کا یوم ولادت اہتمام کے ساتھ مناتے چلے آرہے ہیں اور اب بھی دنیا کے بیشتر علاقوں میں جشن ولادت اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں ان میں عراق' شام' اردن' ترکی' مراکش وغیرہ تمام اسلامی ملک شامل ہیں۔عراق میں عید میلاد کا مرکزی جلوس شیخ عبدالقادر جیلانی کی درگاہ سے شروع ہوتا ہے اور امام الائمہ مصباح الامہ امام اعظم کے مزار مبارک تک آتا ہے۔دارالسلام برونائی میں عید میلاد النبی کا مرکزی جلوس بادشاہ کے محل سے برآمد ہوتا ہے جس کی قیادت بادشاہ خود کرتا ہے یہ جلوس پورے شہر کا چکر لگا کر محل کے دوسرے دروازے سے اندر آتا ہے اور شرکاء کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ محل کے دوسرے دروازے سے شرکاء اندر داخل ہو رہے ہوتے ہیں اور پہلے دروازے سے شرکاء کے نکلنے کا سلسلہ ابھی جاری ہوتا ہے۔ فلسطین میں بیت المقدس کے امام نہایت اہتمام کے ساتھ جشن ولادت کے جلوس سے خطاب کرتے ہیں اور یہ روایت آج ہی نہیں بلکہ صدیوں سے چلی آرہی ہے۔امت کے جلیل القدر علماء نے اس مقدس عمل کے فوائد وثمرات کو اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔

عید میلاد النبی اور میڈیا:

ہمارا زمانہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔آپ دنیا میں رونما ہونیوالے کسی بھی واقعے کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کر کے اسے دنیا بھر کے افراد کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر مسلمانوں کی کوئی تنظیم کوشش کرے تو درج ذیل ہدایات پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

(i) پیشہ ور ماہرین کے ذریعے دنیا کے ہر خطے اور ملک میں نکلنے والے عید میلاد النبی کے جلوسوں کی ڈاکومنٹری فلمیں تیار کی جائیں۔

(ii) دنیا کے ہر ملک اور خطے سے تعلق رکھنے والی اکابر اہل علم کے بیانات ریکارڈ کیے جائیں پھر انہیں اصل آواز میں سنایا جائے جس کے پیچھے ترجمے کی پٹی چل رہی ہو۔

(iii) مستند اہل علم نے عید میلاد النبی کے جو فوائد وثمرات اپنی کتابوں میں بیان کیے ہیں۔ان کے ''شذرے'' خوبصورت گرافنگ کے ہمراہ پیش کیے جائیں جسے ایک آواز پڑھ کر سنائے' کمپیوٹر گرافنگ کے ذریعے اصل الفاظ' کتاب کا سرورق' مصنف کا نام' سن

[1] حرانی' احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ' اقتضاء الصراط المستقیم 123/2

وفات سب سکرین پر دکھائے جائیں۔

علم غیب:

علم کی دو قسمیں ہیں علم غیب اور علم شہادت

قرآن نے اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب والشهادة قرار دیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا غیب کی طرح شہادت کا علم بھی اللہ کی صفت ہے اس لیے اگر کوئی شخص غیر اللہ کیلئے "علم غیب" کا اثبات کرنے کو شرک قرار دیتا ہے تو اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ غیر اللہ کیلئے "علم شہادت" کا اثبات بھی شرک ہونا چاہئے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ غیب اور شہادت علم کی دو قسمیں ہیں دونوں میں سے کسی ایک کا مخلوق کے حق میں اثبات شرک ہونا چاہئے پھر تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سرے سے "عالم" کہنا بھی شرک ہونا چاہئے جبکہ اہل سنت کے مخالفین خود کو "علامہ" کہتے ہوئے ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے حالانکہ قرآن میں لفظ "علام" (بہت زیادہ علم والا) اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال ہوا ہے۔

لہٰذا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ بریلویوں اور ان کے مخالفین کے درمیان اصل متنازعہ مسئلہ علم غیب یا علم شہادت نہیں ہے بلکہ "کل" یا "جز" علم ہے خواہ اس کا تعلق شہادت کے ساتھ ہو یا علم غیب کے ساتھ ہو۔

کل اور جز دو اضافی امر ہیں یعنی کوئی ایک چیز کسی دوسری چیز کے ساتھ نسبت کے اعتبار سے کل ہو سکتی ہے اور وہی چیز کسی تیسری چیز کے ساتھ نسبت کے اعتبار سے جز ہو سکتی ہے جیسے چہرہ اپنے تمام اجزاء کے اعتبار سے ایک "کل" (مکمل حصہ) کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ بقیہ جسم کے مقابلے میں یہ ایک جز ہے۔

بالکل یہی کیفیت علم کی ہوتی ہے "ماکان وما یکون" کا علم مخلوق یعنی کائنات سے متعلق جملہ معلومات پر محیط ہے اور کائنات سے متعلق علم کے اعتبار سے یہ "کل" کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ذات باری کے علم کے مقابلے میں اس کی حیثیت "جز" کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم مخلوق کو محیط ہونے کے ساتھ اس کی اپنی ذات وصفات کے بارے میں بھی ہے اور اصول یہ ہے کہ ذات وصفات کے علم کے مقابلے میں مخلوق یعنی کائنات سے متعلق جملہ علوم کی حیثیت ایسی بھی نہیں ہے جو ایک بے کراں سمندر کے مقابلے میں پانی کے کسی قطرے کو حاصل ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سمندر اور قطرہ دونوں محدود حیثیت رکھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے اور کائنات سے متعلق تمام علوم محدود ہیں۔ اس لیے اگر اہل سنت نبی اکرم کیلئے ماکان وما یکون کے علم کا اثبات کر بھی لیں تو اس سے شرک لازم نہیں آتا کیونکہ ماکان وما یکون کے تمام علوم "بعض علم غیب" کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ بات کتاب وسنت کی نصوص سے ثابت ہے کہ نبی اکرم کو بعض علوم غیب حاصل تھے جیسے بہت سی احادیث میں ایسے واقعات کا ذکر ملتا ہے جن کا تعلق غیب کے ساتھ تھا اس میں مستقبل میں پیش آنیوالے واقعات کی پیشگوئیاں ہونگی اور قیامت جنت اور دوزخ کے احوال سے متعلق احادیث بھی اسی علم غیب کا حصہ شمار ہونگی۔

یعنی بلا تشبیہ و بلا مثال صرف تفہیم کی سہولت کیلئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ماکان وما یکون سے متعلق علم غیب کو 100 اجزاء میں تقسیم کیا جائے تو ان میں سے تین فیصد علم غیب کو نبی اکرم کے حق میں تسلیم کرنا ہمارے ایمان کا بنیادی حصہ ہے اس کے بغیر ہم مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اب بقیہ 97 فیصد علم غیب باقی رہ جاتا ہے جس کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ یہ طے ہے کہ نبی اکرم کے حق میں غیب کا تین فیصد علم تسلیم کرنے سے اگر شرک لازم نہیں آتا تو بقیہ 97 فیصد کرنے سے بھی شرک لازم نہیں آئے گا کیونکہ کوئی بھی عاقل و بالغ یہ قاعدہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک خاص مقدار تک علم غیب تسلیم کرنا عین ایمان ہوگا اور اس سے اوپر شرک کا درجہ شروع ہو جائے

گا کیونکہ اس خاص مقدار سے آگے علم غیب کے امکان کا احتمال ہر ایک مقدار اور عدد میں باقی رہے گا۔

بعض لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ قیامت اور آخرت سے متعلق علوم کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کو دیدی تھی اس لیے اب یہ علوم ''علم غیب'' نہیں قرار دیئے جاسکتے۔

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ قرآن نے اللہ تعالیٰ کو ''عالم الغیب والشہادۃ'' کہا ہے آپ کے بیان کے مطابق اس کے دو ہی مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے اس کا علم نہیں تھا اور دوسرا یہ کہ اگر علم تھا تو اسے عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے۔

جو لوگ نبی اکرم کیلئے ما کان وما یکون کے علم کے اثبات کو علم الٰہی کا مقابل قرار دے کر شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ علم الٰہی کے مقابلے میں مخلوق کے علم کو کسی بھی اعتبار سے پیش نہیں کیا جاسکتا۔ خواہ وہ غیب ہو یا نہ ہو اس کا تعلق ما کان وما یکون کے ساتھ ہو یا نہ ہو۔

علم غیب کے موضوع پر اہل سنت کے عقیدے اس پر وارد ہونے والے اشکالات اور ان کے جوابات کیلئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی کی تصنیف لطیف ''الدولۃ المکیہ'' اور ''انباء الحی'' ملاحظہ فرمائیں۔

حاضر و ناظر:

اہل سنت کے جن عقائد اور نظریات پر ان کے مخالفین کی طرف سے اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ ان میں ایک اہم عقیدہ نبی اکرم کا حاضر و ناظر ہونا ہے۔

نبی اکرم کی شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ ایک آپ کی شخصیت کا بشری پہلو ہے اس حوالے سے آپ کا بشری جسم مدینہ منورہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ کے حجرے میں موجود قبر مبارک میں آرام فرما ہے۔

جہاں تک نبی اکرم کے روحانی پہلو کا تعلق ہے تو آپ کی روح مبارکہ کائنات کے ذرے ذرے میں جلوہ گر ہے جیسا کہ ہم ''نور محمدی'' پر گفتگو کے ضمن میں اس موضوع پر تفصیل سے وضاحت کرچکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کے بشری وجود کو یہ صلاحیت عطا کی ہے کہ نا صرف پوری روئے زمین بلکہ ساری کائنات آپ کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں رکھتی جو کسی انسان کی ہتھیلی پر موجود رائی کے ایک دانے کو حاصل ہوتی ہے۔

اس اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو روحانی طور پر نبی اکرم کی روح مبارکہ روئے زمین سمیت کائنات کے ہر ذرے میں موجود ہے جیسا کہ حدیث جابر سے یہ بات ثابت ہے کہ کائنات کے مختلف مظاہر درحقیقت نور محمدی کے تعینات ہیں۔ مولانا احمد رضا خان نے کیا خوب کہا ہے۔

وہی جلوہ شہر بہ شہر ہے وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

جبکہ بشری طور پر نبی اکرم کا جسم مبارک قبر انور میں موجود ہے لیکن آپ کے مشاہدے کی قوت یہ ہے کہ ساری کائنات آپ کے سامنے حاضر ہے۔

عام طور پر محافل میلاد میں اس نوعیت کا کلام پڑھا جاتا ہے جس میں نبی اکرم کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے۔ اس پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا نبی اکرم قبر انور کو خالی چھوڑ کر تمہاری محفل میں تشریف لے آئے ہیں؟ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ معراج

کی رات نبی اکرم نے سرخ ٹیلے کے پاس سے گزرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں' آپ سے پہلے موجود تھے اور وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر آپ کو نمازوں میں تخفیف کروانے کا مشورہ دے رہے تھے۔ اس وقت وہ اپنی قبر کو خالی چھوڑ کر آسمان پر تشریف لے گئے تھے؟

صوفیاء کی اصطلاح میں اسے جسم مثالی کہا جاتا ہے یعنی ایک وجود' ایک ہی طرح کے کئی اجسام میں منتقل ہو جائے۔ دیوبند مکتبہ فکر کے مشہور عالم دین مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "جمال اولیاء" میں بہت سے صوفیاء کی ایسی کرامات کا ذکر کیا ہے کہ وہ بیک وقت مختلف مقامات پر پائے گئے ہیں۔

سائنسی طور پر دیکھا جائے تو اس بات کا امکان نظر آتا ہے کیونکہ کسی ایک انسان کے جسم کا ایک خلیہ حاصل کر کے' اسے مخصوص عمل سے گزارنے کے بعد' اسی شخص جیسا ایک مستقل انسان پیدا کیا جا سکتا ہے اور اگر اس تمام عمل کو روشنی کی رفتار سے کیا جائے تو اس پر وقت اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہئے کہ ایک جسم میں اوسطاً سات کھرب تیس ارب کے قریب خلیے موجود ہوتے ہیں اور جب آپ ایک خلیے کو ایک مستقل جسم کی شکل میں تبدیل کر دیں تو اس جسم میں بھی اتنے ہی خلیے موجود ہوں گے یوں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک جسم کو بیک وقت اتنے اجسام میں پیش کیا جا سکتا ہے جن کی تعداد بیان کرنا عدد میں ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کوئی حساب وشمار نہیں ہے۔ اس نے ایک عام انسان کے جسم میں کتنی صلاحیت رکھی ہے؟ ہم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے تو پھر کیا یہ ہمارے لیے ممکن ہے؟ کہ ہم اس بات کا اندازہ لگا سکیں کہ اس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر فضائل وکمالات عطا کیے ہیں؟

یاد رہے کہ سابقہ سطور میں جو اعداد وشمار ہم نے بیان کیے ہیں ان کا تعلق ایک عام انسان کے "بشری وجود کے ساتھ ہے"۔ ایک عام انسان کی روحانی طاقت کیا ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ نبی اکرم کی بشری یا روحانی طاقت کا اندازہ لگانا تو بہت دور کی بات ہے۔ ہم ایک ایسی ذات کے کمالات کے بارے میں کیا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ جنہیں ان کے پروردگار نے "محمد" قرار دیا ہے جو تمام جہانوں کیلئے "رحمت" ہیں۔ جن کی آنیوالی ہر گھڑی پہلی سے بہتر ہے جن کی صدر مبارک کو اللہ تعالیٰ نے کشادہ کیا ہے جن کے قلب اطہر پر وہ قرآن نازل ہوا جسے اگر پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ اللہ کے خوف سے لرزہ براندام ہو جاتا۔

مرزا غالب کے مشہور شعر پر ہم اس گفتگو کو ختم کرتے ہیں۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم   کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

تصرف بعد از وصال:

اہل سنت اور ان کے مخالفین کے درمیان ایک بڑا متنازعہ مسئلہ یہ ہے کہ آیا کوئی نبی یا ولی ظاہری طور پر دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دنیا میں کسی قسم کا تصرف کر سکتا ہے یا نہیں؟

دیوبند مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کا ایک طبقہ ایسے تصرف کے جواز کا قائل ہے بلکہ انہوں نے اپنے اکابر علماء کی سوانح میں ایسے واقعات نقل کیے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان اکابر علماء نے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد امور دنیا میں مختلف طرح کا تصرف کیا ہے۔

اس مسئلے کا جائزہ لینے سے پہلے سب سے پہلے یہ بنیادی اصول ذہن نشین کر لیں کہ کوئی بھی زندہ یا مرحوم شخص' دنیا کے یا آخرت

کے کسی بھی معاملے میں، کسی بھی نوعیت کا تصرف، اللہ کی مرضی اور مشیت کے بغیر نہیں کر سکتا۔ جب بھی کسی نبی یا ولی کیلئے، کسی بھی نوعیت کے تصرف کا اثبات کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی مرضی کے تابع ہے اور اس کی عطا کردہ صلاحیت کے نتیجے میں ہے۔ اس اصول کی روشنی میں وہ تمام اعتراضات مسترد ہو جاتے ہیں جو یار لوگ یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ اگر مرحوم بزرگ تصرف کر سکتے ہیں تو وہ فلاں کام کیوں نہیں کرتے؟ اس کا سادہ سا جواب ہے کہ اللہ کی مرضی یہ نہیں ہے وگرنہ یہی سوال اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسا کیوں نہیں کرتا؟

دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت اور مشیت کے تحت فرشتوں کو کائنات کے مختلف امور سرانجام دینے پر مقرر کیا ہے۔ اس موضوع پر مختصر گفتگو ہم نے اپنی کتاب ''معین القاری'' میں حدیث جبرئیل کی شرح کے دوران کی ہے۔

تیسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ تصرف کی دو قسمیں ہیں۔ بالواسطہ تصرف اور بلاواسطہ تصرف۔ اگر آپ ہم سے ایک سو روپیہ ادھار مانگیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی جیب میں سے کاغذ کا نوٹ نکال کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں لیکن اگر آپ اللہ تعالیٰ سے رزق حلال کا سوال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دے جس کے نتیجے میں آپ کو حلال رزق میسر آ جائے۔

جب مرحوم بزرگوں سے کسی تصرف کی درخواست کی جاتی ہے انہیں مدد کیلئے بلایا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ بنفس نفیس چل کے آ کر آپ کی مدد کریں بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں اور اللہ تعالیٰ آپ کا یہ مسئلہ حل کر دے۔ بعض اوقات اس سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ بزرگ ذاتی روحانی توجہ کے ذریعے آپ کا مسئلہ حل کر دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کے پاس آ کر اس مسئلے کو حل کرے۔ مرنے کے بعد جسم مثالی کے ذریعے کہیں جانے کے امکان کے بارے میں ہم حاضر و ناظر کے عنوان کے تحت گفتگو کر چکے ہیں اور فاصلے سے روحانی توجہ کے ذریعے کسی چیز پر اثر انداز ہونے کی مثال حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری کا وہ واقعہ ہے جس میں انہوں نے طویل فاصلے پر موجود تخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا تھا۔

اگر آپ نے ائیر کنڈیشنر چلانا ہو تو پہلے اس کا طریقہ یہ تھا کہ آپ کو اپنی جگہ سے اٹھ کر بٹن آن کرنا پڑتا تھا۔ اب آپ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے، پلاسٹک کے بنے ہوئے ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن دباتے ہیں اور اس میں سے توانائی کی لہر نکل کر آپ کے ائیر کنڈیشنر کو آن کر دیتی ہے۔ اس بات کا امکان موجود ہے کہ اولیاء کرام امور کائنات سرانجام دینے والے فرشتوں پر، اللہ کی مشیت کے مطابق، اس سے ملتی جلتی کسی صورت میں اثر انداز ہو سکتے ہوں۔

کیا کوئی شخص مرنے کے بعد زندوں کے کسی معاملے میں تصرف کر سکتا ہے؟ اس کی واضح مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازوں میں تخفیف کروانے کا مشورہ دینا ہے۔ اسی طرح بعض دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم کے وصال ظاہری کے بعد لوگ آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے اور آپ سے استمداد کرتے تھے۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے حضرت عتبی کے حوالے سے ایک دیہاتی کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ اس نے نبی اکرم کی قبر انور پر حاضر ہو کر استمداد کی تو آپ نے حضرت عتبی کے خواب میں آ کر انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اس دیہاتی کو یہ خوشخبری سنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے[1]

اسی طرح علامہ قسطلانی نے حضرت ابو صالح کے حوالے سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لوگ قحط سالی

---

[1] دمشقی، ابو الفدا اء عماد الدین ابن کثیر''تفسیر ابن کثیر'' (520/1)

میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر استمداد کی۔[1]

نورانیت مصطفیٰ:

اہل سنت کے مخالفین اہل سنت کے جن نظریات کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں ان میں سے ایک اہم مسئلہ نبی اکرم کا نور ہونا ہے۔ عام طور پر یہ غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے کہ اگر نبی اکرم کو نور تسلیم کر لیا جائے تو اس سے آپ کی بشریت کی نفی ہو جاتی ہے حالانکہ قرآن مجید میں آپ کو کئی مقامات پر بشر قرار دیا گیا ہے اس لیے جو شخص نبی اکرم کی نورانیت کا قائل ہو گا وہ ان آیات کا منکر ہو گا جن میں نبی اکرم کیلئے بشریت کا اثبات کیا گیا ہے۔

امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان تحریر کرتے ہیں۔

''جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے''[2]

یہ طے ہو گیا کہ اہل سنت سمیت تمام مکاتب فکر نبی اکرم کی بشریت کے قائل ہیں۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے بشر ہیں اور اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ نبی اکرم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے کم وبیش 600 برس بعد دنیا میں تشریف لائے یعنی نبی اکرم کے ''بشری وجود'' کی تخلیق چھٹی صدی عیسوی میں ہوئی۔ اس بات پر کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

اگر نبی اکرم کا وجود مسعود صرف ''بشری جسم'' پر مشتمل ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ چھٹی صدی عیسوی سے پہلے آپ مرتبہ نبوت پر فائز نہیں تھے کیا آپ اس مطلب کو درست تسلیم کرتے ہیں؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو ہم آپ سے یہ سوال کرنا چاہیں گے کہ قرآن نے انبیاء کرام سے لیے گئے جس میثاق کا ذکر کیا ہے وہ عہد ان حضرات سے ان کے دنیا میں آنے سے پہلے لیا گیا تھا یا بعد میں قرآن کہتا ہے۔

''اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہاری نبوت کی تصدیق کرنے والا ہو تو تم نے ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا ہے اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنی ہے''۔ (آل عمران: 81)

اس آیت میں موجود عہد اگر انبیاء کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے لیا گیا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن ان حضرات کو اس وقت بھی ''نبی'' تسلیم کر رہا ہے جب وہ اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے یعنی سادہ لفظوں میں جب ان کا بشری وجود پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب نبی بشری وجود کی تخلیق سے پہلے بھی نبی ہوتا ہے تو اس کا وجود محض ''بشری'' نہیں ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ پھر آپ اس وجود کو کیا کہیں گے؟ غالب گمان یہی ہے کہ آپ یہ جواب دیں گے کہ یہاں انبیاء سے مراد ان کی ارواح ہیں کیونکہ ارواح بشری اجسام کی تخلیق سے پہلے پیدا کی گئی تھیں۔

یہاں ہم آپ سے یہ سوال کرنا چاہئیں گے کہ عام طور پر مخلوقات کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جمادات یہ بالاتفاق مادہ سے بنے ہوئے ہیں۔ انسان اس کا بشری وجود بھی بالاتفاق مٹی یعنی مادے سے بنا ہے۔ جنات ان کا وجود متفقہ طور پر آگ سے بنا ہے اور فرشتے ان کا وجود متفقہ طور پر نور سے بنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ روح کا وجود کس چیز سے بنا ہے؟ کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص یہ نہیں

---

[1] قسطلانی احمد بن محمد ''المواھب اللدنیہ'' 77/8

[2] بریلوی احمد رضا خان فتاویٰ رضویہ 67/6

کہہ سکتا کہ روح کا وجود آگ یا مٹی سے بنا ہے ایک آخری امکان یہی ہے کہ روح کو نور سے پیدا کیا گیا ہو۔

یہاں آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اگر نورانیت مصطفیٰ سے مراد آپ کی روح مبارکہ کی نورانیت ہے تو اس طرح تو ہر روح نور سے بنی ہوئی ہے؟

ہم آپ کا یہ سوال تسلیم کرتے ہیں جس طرح نبی کو بشری حیثیت میں دیگر تمام نوع بشر پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہوئی ہے اسی طرح نبی کی نورانی حیثیت میں اس دیگر تمام نورانی مخلوق پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور روشن کتاب آئے ہیں''۔ (المائدہ:15)

امام خازن فرماتے ہیں یہاں نور سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔[1]

امام بیضاوی لکھتے ہیں

''ایک قول کے مطابق یہاں نور سے مراد نبی اکرم ہیں''[2]

امام سیوطی تحریر کرتے ہیں۔

''(یہاں نور سے مراد) نبی اکرم ہیں''[3]

امام صاوی تحریر کرتے ہیں

''نبی اکرم کو نور اس لیے قرار دیا گیا ہے کیونکہ آپ بصارت کو نورانیت عطا کر کے انہیں ہدایت کی طرف لے جاتے ہیں نیز آپ ہر طرح کے حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔''[4]

نور محمدی کائنات کی اصل ہے

اصول یہ ہے کہ نبی اکرم کا نور مبارک کائنات کی اصل ہے۔

امام قسطلانی' امام عبدالرزاق کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ نبی اکرم نے جواب دیا اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تمہارے نبی کے نور کو اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ایک خاص حالت میں رہا۔ یہ وہ وقت تھا جب نہ لوح موجود تھی اور نہ ہی قلم موجود تھا' نہ جنت موجود تھی' نہ ہی جہنم موجود تھی' نہ کوئی فرشتہ موجود تھا' نہ آسمان تھا' نہ زمین' نہ سورج تھا' نہ چاند' نہ جن تھا نہ انسان' پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصے کے ذریعے قلم کو پیدا کیا' دوسرے کے ذریعے لوح کو پیدا کیا۔ تیسرے کے ذریعے عرش کو پیدا کیا پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے پہلے حصے کے ذریعے عرش کو اٹھانے والے فرشتے پیدا کیے۔ دوسرے حصے کے ذریعے ''الکرسی'' کو پیدا کیا۔ تیسرے حصے کے

---

1. خازن' ''لباب التاویل فی معانی التنزیل'' 447/1
2. بیضاوی' ابوسعید' عبداللہ بن عمر' 418/1
3. سیوطی' جلال الدین' عبدالرحمن بن ابوبکر' ''الجلالین'' 111)
4. صاوی' احمد بن محمد' ''الحاشیہ علی الجلالین'' 486/2

ذریعے تمام فرشتوں کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے پہلے حصے کے ذریعے آسمانوں کو پیدا کیا۔ دوسرے کے ذریعے زمین کو پیدا کیا اور تیسرے کے ذریعے جنت اور جہنم کو پیدا کیا۔[1]

امام قسطلانی نے اس حدیث کو امام بخاری کے استاذ الاستاذ امام عبدالرزاق بن ہمام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ مقام شکر ہے کہ مصنف عبدالرزاق کا یہ گمشدہ حصہ اب منصۂ شہود پر آ چکا ہے اور شرف ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف القادری کے زیر اہتمام عربی و اردو میں شائع ہو چکا ہے۔

مقام فکر

اگر آپ عقلی اعتبار سے اس حدیث کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت کے زیادہ قریب محسوس ہوگی کیونکہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی کو تقسیم اور پھیلاؤ کے عمل سے گزارنے کے بعد کائنات کی موجودہ شکل عطا کی گئی۔ آپ کائنات کا عام مشاہدہ کریں ہر چیز اپنی اصل کے اعتبار سے ایک شکل میں موجود ہوتی ہے پھر وہ پھیل کر چند مختلف شکلوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ پھر وہ شکلیں پھیلتی چلی جاتی ہیں اور مختلف ذیلی شکلوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں جیسے ایک بیج پہلے پودا بنتا ہے۔ پھر وہ پودا ایک تناور درخت کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے جس میں مختلف طرح کی شاخیں، پتے اور پھل موجود ہوتے ہیں۔

اسی طرح انسان پہلے ایک نطفے کی شکل میں موجود ہوتا ہے۔ پھر وہ نطفہ مخصوص مقام پر مختلف مراحل سے گزر کر ایک بچے کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ پھر وہ بچہ نشوونما پاتا ہے۔ اس کے اعضاء بڑھنا اور پھیلنا شروع ہو جاتے ہیں پھر اس کے اپنے جسم کے اندر وہی نطفہ پیدا ہوتا ہے جو مزید کئی بچوں کی پیدائش کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ اور دیگر مشاہدات اسی بات کی تائید کرتے ہیں کہ کائنات میں تغیر و تبدیلی مخصوص طرز کی تقسیم کے عمل سے گزر کر ہی رونما ہوتی ہے۔ اگر آپ NASA کی رصدگاہ میں بیٹھ کر ستاروں کی پیدائش اور حرکت کا مشاہدہ کریں تو یہی نتیجہ سامنے آئے گا۔

اگر آپ کائنات کو جسم فرض کر لیں تو ''نور محمدی'' اس کی روح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے آپ کو ''رحمۃ للعالمین'' قرار دیا ہے جس طرح روح کا تعلق جسم میں موجود ہر خلیے اور اس کے ذیلی اجزاء کے ساتھ ہوتا ہے اسی طرح ''نور محمدی'' کا تعلق کائنات کے تمام اجزاء و اقسام کے ساتھ ہے۔

وسیلہ:

اہل سنت اور ان کے مخالفین کے درمیان ایک بڑا متنازعہ مسئلہ وسیلہ ہے جس کی دو بڑی صورتیں ہیں۔

(i) اعمال کا وسیلہ: وسیلے کی اس قسم کے جواز پر تمام امت کا اتفاق ہے کیونکہ مستند حدیث کے ذریعے یہ بات ثابت ہے کہ سابقہ زمانے میں تین مسافر ایک غار میں آئے۔ کچھ دیر بعد ایک بڑا سا پتھر غار کے دہانے پر آ گرا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ ان تینوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اپنے نیک عمل کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے یہ دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے اس عمل کی بدولت ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو اس مصیبت سے نجات عطا کر دی۔ اس حدیث کی وجہ سے مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کسی نیک عمل کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

(ii) اشخاص کا وسیلہ: اس کی دو قسمیں ہیں:

---

[1] قسطلانی، احمد بن محمد، ''المواہب اللدنیہ'' 71/1

(1) کسی زندہ نیک شخص سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہماری فلاں ضرورت پوری کر دے وسیلے کی اس قسم کے جواز پر اکثر اہل علم متفق ہیں اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کے نزول کی دعا کریں۔

(2) انسان کسی زندہ یا مرحوم بزرگ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے اللہ فلاں بزرگ کے وسیلے، صدقے، مرتبے کی برکت کی وجہ سے میرا فلاں مقصد پورا کر دے۔ وسیلے کی اس قسم کو بعض دیوبند اور تمام غیر مقلدین درست نہیں سمجھتے ہیں۔

البتہ اکثر علمائے دیوبند کے نزدیک وسیلے کی یہ قسم بھی جائز ہے جیسے شیخ خلیل احمد سہارنپوری تحریر کرتے ہیں۔

''ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک' دعاؤں میں انبیاء کرام' صالحین' اولیاء' شہداء اور صدیقین کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ ان کی زندگی میں بھی اور ان کے وصال کے بعد بھی۔ یعنی انسان اس طرح دعا مانگ سکتا ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فلاں صاحب کے وسیلے سے' یہ دعا کرتا ہوں کہ تو میری دعا کو قبول کر اور میری ضرورت کو پورا کر دے'' [1]

جو حضرات مرحوم بزرگوں کے وسیلے کے منکر ہیں ان سے سوال کیا جائے کہ مرحوم شخص کے وسیلے سے دعا مانگنے کا حکم کیا ہے؟ کیا ایسا کرنا شرک ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو سوال یہ ہے کہ شریعت کا کون سا ایسا قاعدہ ہے جس کی روشنی میں یہ ثابت ہو کہ ایک شخص کی زندگی میں اس کے وسیلے سے دعا مانگنا اسلام ہوتا ہے اور اس کے مرجانے کے بعد اس کے وسیلے سے دعا مانگنا شرک ہو جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس شخص کی ظاہری زندگی میں اس کے وسیلے سے دعا مانگنے کے اندر دو بنیادی چیزیں پائی جاتی تھیں۔ ایک یہ کہ دعا اللہ سے مانگی جائے اور دوسرا یہ کہ اس شخص کے مقرب بارگاہ الٰہی ہونے کا وسیلہ پیش کیا جائے۔ یہ دونوں صورتیں اس مقرب شخص کی ظاہری زندگی اور موت کی صورت میں یکساں حیثیت رکھتی ہیں تو پھر شرک یا حرمت کہاں سے ثابت ہوتی ہے؟

یہاں ایک اور سوال سامنے آتا ہے کہ کیا کوئی شخص مرنے کے بعد' کسی زندہ شخص کے بارے میں' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی دعا کر سکتا ہے یا کسی دوسرے حوالے سے کوئی مدد کر سکتا ہے؟ اس کا جواب اثبات میں ہے۔ امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ہمراہ نقل کرتے ہیں۔

ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ مالک الدار جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن طعام تھے۔ انہوں نے فرمایا لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط میں مبتلا ہو گئے تو ایک شخص (حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی امت ہلاکت کا شکار ہونے والی ہے۔ آپ اس کیلئے بارش کی دعا فرمائیں۔ اس صحابی کو خواب میں کہا گیا کہ ''عمر'' کو جا کر سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ تمہیں بارش عطا کی جائے گی اور یہ بھی کہو کہ (امور خلافت ادا کرنے میں مزید) بیدار مغزی سے کام لو اس صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو آپ رو پڑے اور عرض کیا:

''اے میرے رب! جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے۔ میں اس میں کوتاہی نہیں کرتا'' [2]

اس روایت سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ ایک صحابی نے' نبی اکرم کے وصال ظاہری کے بعد' آپ کی قبر انور پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ علم حدیث کے جلیل القدر ماہرین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے جن میں علامہ ابن حجر عسقلانی' امام

[1] سہارنپوری' خلیل احمد' ''المہند علی المفند'' (مترجم) 32

[2] کوفی' عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ' ''المصنف'' 32/12

قسطلانی اور زرقانی شامل ہیں۔[1]

علامہ ابن کثیر نقل کرتے ہیں۔ سن 17 یا 18 ہجری کے آغاز میں مدینہ منورہ میں سخت قحط واقع ہوا جس سے بہت لوگ ہلاک ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے' دو رکعت نماز پڑھائی اور اس کے بعد لوگوں سے پوچھا کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھ میں کوئی ایسا معاملہ دیکھتے ہو؟ حاضرین نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا بلال بن حارث اس طرح کہتے ہیں تو حاضرین نے کہا یہ سچ کہہ رہے ہیں۔[2]

افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ اہل سنت کے مخالفین جو خود کو ''توحید کا ٹھیکیدار'' سمجھتے اور قرار دیتے ہیں وہ ان روایات کو اسلام کے بنیادی اصول و قواعد کا مخالف قرار دیتے ہیں۔ شیخ ابوبکر جابر الجزائری جو مسجد نبوی میں وعظ کے کام پر مامور ہیں' تحریر کرتے ہیں۔

''حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی یہ روایت جسے امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں نقل کیا ہے۔ اس روایت نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ یہ روایت کس طرح صحیح ہو سکتی ہے جبکہ یہ دین کے سب سے بڑے اصول کی مخالف ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ قصد اور طلب کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہوگا۔[3]

صرف اسی ایک شذرے کو دیکھ کر آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسجد نبوی میں بلکہ سعودی عرب میں مذہبی مناصب پر مامور افراد کے سوچنے کا انداز کیا ہے؟ یہ لوگ شیخ نجدی کے اخذ کردہ نتائج کو من وعن درست تسلیم کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں امام بخاری' امام بیہقی اور امام ابن حجر عسقلانی جیسے جلیل القدر محدثین کی نقل کردہ روایات کو غیر مستند قرار دیتے ہیں۔

وسیلے سے متعلق ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کو درست تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو مخصوص بزرگوں کی دعا کو قبول کرنے کا پابند کر رہے ہیں۔ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی ایک شخص بھی اللہ تعالیٰ کو کسی بھی معاملے میں' کسی قسم کا پابند نہیں کر سکتا اور اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مخصوص نتائج کو مخصوص اسباب سے منسلک کیا ہے جیسے دوزخ سے دائمی نجات کیلئے۔ دنیا میں ایمان کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف نیک اعمال کو آخرت میں درجات کی بلندی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اب کوئی بھی شخص یہ سوچ کر اپنے عمل کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اسے قبول کرنا لازم ہوگا بلکہ اپنے عمل کا وسیلہ پیش کرنے والا ہر شخص اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کی طرف نظر کرتے ہوئے اس کی حاجت اور ضرورت پوری کر دے گا بالکل اسی طرح جب کوئی شخص' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی نیک آدمی کا وسیلہ پیش کرتا ہے تو اس کی یہ نیت ہرگز نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس وسیلے کو قبول کرنے کا پابند ہے بلکہ ہر شخص یہی سوچ کر' کسی نیک آدمی کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کی بدولت اس دعا کو پورا کرے گا۔

یہاں ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ ہم سب جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ' احکم الحاکمین ہے۔ اس کی بارگاہ میں کسی شخص کا وسیلہ پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کا پہلا الزامی جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی ضرورت اور حاجت سے آگاہ ہے تو پھر اس کی بارگاہ میں دعا کی کیا

---

1. عسقلانی' احمد بن حجر' فتح الباری 412/2
2. دمشقی' عماد الدین ابن کثیر' البدایۃ والنہایۃ 91/7
3. الجزائری' ابوبکر جابر' وجاؤا یرکضون (23)

ضرورت ہے؟

اگر دعا مانگنی بھی ہے اور وہ احکم الحاکمین ہے تو پھر اس کی بارگاہ میں کسی عمل کا وسیلہ پیش کرنے کی بھی ضرورت یا گنجائش نہیں ہونی چاہئے جبکہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ عمل کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

پھر یہاں ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے اور وہ یہ کہ انسان اور اس کے تمام افعال کا حقیقی خالق اللہ تعالیٰ ہے تو جب انسان اور اس کے اعمال دونوں اللہ کی مخلوق ہونگے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کی بارگاہ میں مخلوق کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔

البتہ مخلوق' خواہ وہ انسان ہوں یا ان کے اعمال ہوں' ان کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک اچھی اور دوسری بری' یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس مخلوق کا وسیلہ پیش کیا جائے گا جو اچھی ہوگی۔

یہاں ایک اور نکتے کی وضاحت ضروری ہے کسی انسان یا عمل کا اچھا یا برا ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کے افراد یکساں نوعیت کے حامل نہیں ہوتے یعنی بعض نیک اعمال کو دوسرے نیک اعمال پر فضیلت حاصل ہوتی ہے اور بعض نیک لوگ دوسرے نیک لوگوں پر فضیلت رکھتے ہیں اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس عمل کا وسیلہ پیش کرنا چاہئے جو زیادہ فضیلت رکھتا ہو۔

کسی بھی نیک یا بزرگ شخص کا وسیلہ' اس کے نیک اعمال کی وجہ سے پیش کیا جاتا ہے اس لیے کسی نیک آدمی کا وسیلہ بالواسطہ طور پر نیک عمل کا وسیلہ ہے۔

یہاں ایک اور اصول ذہن نشین کرلیں اور وہ یہ کہ بعض اوقات ''افضل'' کی موجودگی میں ''مفضول'' کا وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس کا مطلب ''افضل'' کے مرتبے میں کمی نہیں ہوتا بلکہ ''مفضول'' کی عزت افزائی مقصود ہوتی ہے جیسے حدیث غار میں' لوگوں نے اپنے ایمان کا وسیلہ پیش کرنے کی بجائے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا تھا اور ان میں سے ایک عمل یعنی ماں باپ سے پہلے اولاد کو کھانے کیلئے کچھ نہ دینا' فرض یا واجب نہیں تھا جبکہ اس کے مقابلے میں اللہ کی ذات پر ایمان رکھنا سب سے اہم فرض ہے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی تھی حالانکہ اس بات پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد' تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل ہیں۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''جب کوئی دعا مانگنے والا مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں'' (البقرہ)

تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم کسی اور شخص کو دعا کیلئے کہیں؟ خواہ وہ ظاہری طور پر زندہ ہو یا نہ ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ حضرات یہ بات ''قیاس'' کے ذریعے کہہ رہے ہیں جبکہ ہمارا عمل ''قیاس'' کے مقابلے میں ''حدیث'' کے مطابق ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم کے عہد مبارک میں لوگ قحط میں مبتلا ہوگئے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم' جمعہ کے دن' خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک دیہاتی آپ کے منبر کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول! ہمارا مال برباد ہوگیا۔ ہمارے اہل خانہ بھوک کا شکار ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش نازل کرے۔ نبی اکرم نے اسی وقت اپنے ہاتھوں کو دعا کیلئے اٹھایا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے نبی اکرم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ نے دعا کی۔ اے اللہ! ہم پر بارش نازل کر! اے اللہ! ہم پر بارش نازل کر! اے اللہ! ہم پر بارش نازل کر! اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف تھا۔ اچانک ڈھال کی مانند بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور آسمان پر پھیل گیا اور بارش شروع ہوگئی (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ ابھی نبی اکرم نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ آسمان پر پہاڑوں کی مانند بادل نمودار ہوگئے اور نبی اکرم کے منبر سے نیچے

تشریف لانے سے پہلے ہی آپ کی داڑھی مبارک سے بارش کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

(اس کے بعد طویل حدیث ہے جس میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ ایک ہفتے تک لگا تار بارش ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اگلے ہفتے جمعہ کے دن اسی دیہاتی یا کسی اور شخص نے یہ درخواست کی کہ بارش کے رکنے کی دعا کی جائے)

اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نبی اکرم سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ یہ درخواست کسی ضرورت کے حصول کیلئے بھی ہوتی تھی اور کسی مصیبت سے نجات کیلئے بھی ہوتی تھی۔ نبی اکرم نے تو ان سے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام دعاؤں کا سننے والا ہے۔ تم خود اس کی بارگاہ میں دعا کرو۔ وہ تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔

اسی ایک مسئلے کے ذریعے آپ کم از کم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل سنت کے عقائد و نظریات نبی اکرم کی احادیث اور صحابہ کرام کے معمولات کے مطابق ہوتے ہیں جبکہ وہابی حضرات جو خود کو "اہل حدیث" کہلاتے ہیں وہ ان احادیث کے مقابلے میں ان نتائج کو ترجیح دیتے ہیں جو ان کی جماعت کے بڑوں نے اپنی "ناقص عقل" اور "ناقص علم" کے ذریعے قرآن کی بعض آیات کے "ظاہری مفہوم" سے اخذ کیے ہیں۔

دیوبند:

دیوبند مکتبہ فکر فقہی اعتبار سے امام ابوحنیفہ کا وابستہ دامن ہے البتہ بعض عقائد اور معمولات میں ان کا زاویہ نظر اہل سنت سے مختلف ہے۔ دیوبند اہل سنت کے کون سے نظریات کے بارے میں کس نوعیت کے تحفظات کا شکار ہیں۔ اس موضوع پر ہم نے اہل سنت کے عقائد پر بحث کے دوران مختصر روشنی ڈالی ہے البتہ اہل سنت کا دیوبند سے بنیادی اختلاف کیا ہے؟ یہ سوال قابل غور ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان محدث بریلوی نے دیوبند مکتبہ فکر کے چار اکابرین کو ان کی کفریہ عبارات کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ وہ چار اکابرین یہ ہیں۔

(i) شیخ قاسم نانوتوی ان صاحب کو دارالعلوم دیوبند کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ انہوں نے "تحذیر الناس" کے نام سے ایک کتاب تحریر کی ہے جس کی بعض عبارات شرعی طور پر قابل گرفت ہیں۔

(ii) شیخ اشرف علی تھانوی: ان صاحب کو دیوبند مکتبہ فکر کے اکابرین میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کی کتاب "حفظ الایمان" کی ایک گستاخانہ عبارت کی وجہ سے انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔

(iii) شیخ خلیل احمد سہارن پوری: یہ صاحب بھی اکابر علمائے دیوبند میں سے ایک سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے "براہین قاطعہ" نامی ایک کتاب تحریر کی جس کی ایک عبارت شدید گستاخی پر مشتمل ہے اور اسی وجہ سے انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔

(iv) شیخ رشید احمد گنگوہی: یہ صاحب بانی دارالعلوم دیوبند شیخ قاسم نانوتوی کے ہم درس ہیں۔ انہوں نے شیخ خلیل احمد سہارن پوری کی کتاب کی تصدیق کی کیونکہ کفر کی تصدیق کرنا بھی کفر کے مترادف ہے اس لیے ان صاحب کو بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔

ان چاروں صاحبان کی کفریہ عبارات کو ہم نے شعوری طور پر یہاں نقل نہیں کیا۔ اگرچہ دیوبند مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات ان عبارات کی مختلف تاویلات پیش کرتے ہیں لیکن ان سب کی حیثیت "عذر گناہ بدتر از گناہ" کی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے یہ لوگ "اکابر پرستی" چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کے دامن رحمت میں آ جائیں۔

اہل حدیث:

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی باقاعدہ تبلیغ کا آغاز اس وقت ہوا جب پانچویں صدی ہجری میں مشہور صوفی بزرگ سید علی ہجویری نے لاہور کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا البتہ یہاں اسلام کی باقاعدہ ترویج واشاعت اس وقت شروع ہوئی۔ جب چھٹی صدی ہجری کے مشہور صوفی بزرگ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری نے اس وقت ہندوستان کے دارالسلطنت ''اجمیر'' میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہ وہی زمانہ ہے جس میں افغان حکمران شہاب الدین غوری نے ہندو حکمران رائے پرتھوی راج چوہان کو شکست دے کر ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس وقت سے لے کر انیسویں صدی عیسوی کے آغاز تک برصغیر پاک وہند کے مسلمان صوفیاء کے مسلک کے مطابق حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ متحدہ ہندوستان کی آخری غیر متنازعہ شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی امام اعظم ابوحنیفہ کے وابستہ دامن تھے۔

ہندوستان کی تاریخ میں شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل دہلوی وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے عدم تقلید کا نعرہ بلند کیا۔ ان کے معاصر اہل علم نے ان کے اس طرز عمل پر شدید تنقید کی لیکن وہ اپنی روش سے باز نہ آئے اور ہندوستان میں ایک نئے فرقے کا آغاز ہوا۔ شاہ اسماعیل نے فقہی مسائل میں عدم تقلید کے ساتھ بعض اعتقادی مسائل میں مروجہ نظریات سے مختلف موقف پیش کیا۔ ان کا یہ موقف نجد کے متنازع شخص شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے مطابقت رکھتا تھا اس لیے شاہ اسماعیل اور ان کے پیروکاروں کو ''وہابی'' کہا جانے لگا اور ایک طویل عرصے تک یہ لوگ اسی نام سے بلائے جاتے رہے بعد میں انہوں نے اپنے لیے ''اہل سنت'' کے مقابلے میں ''اہل حدیث'' کا نام اختیار کیا۔

ان کا اہل سنت سے بنیادی اختلاف ''تقلید'' ہے۔ ستم یہ ہے کہ یہ لوگ تقلید کی وجہ سے اہل سنت کو شرک فی الرسالت کا مجرم قرار دیتے ہیں جبکہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی جنہیں یہ توحید میں اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں وہ امام احمد بن حنبل کی تقلید کرتے تھے۔ آج بھی سعودی عرب میں شیخ نجدی کی اولاد جو آل شیخ کہلاتی ہے۔ اپنے نام کے ساتھ بڑے فخر سے ''حنبلی'' لکھتے ہیں۔ ہماری اپنے ان معزز کرم فرماؤں سے یہی فرمائش ہے کہ وہ جس فراخدلی سے احناف کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ اتنی ہی دریا دلی سے ''نجدی شیوخ'' پر بھی فتوی جاری کریں۔

شیعہ:

ہمارے زمانے میں یہ ایک بڑا فرقہ ہے جس کے تمام عقائد اور نظریات پر مفصل بحث کرنا یہاں ممکن نہیں ہے لیکن ان کے تمام تر نظریات کی بنیاد ان کا نظریہ امامت ہے جس کے بارے میں چند ایک نکات ہم یہاں تحریر کریں گے۔

اگر بالفرض نبی اکرم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کام کے لیے تلوار کیوں نہیں اٹھائی؟

اگر امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان کا موروثی حق تھی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کیوں اختیار کی؟

اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی مفادات کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں بننے دیا تو وہ ذاتی مفادات کیا تھے؟ جبکہ تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ ان حضرات کے خاندان میں حکومت نہ آئی؟ ان حضرات کی مالی پوزیشن انتہائی کمزور تھی؟

بالفرض کوئی ایسی وجہ تھی جو ہمارے علم میں نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ عربوں کے روایتی مضبوط قبائلی نظام میں یہ کس طرح قبول کرلیا

گیا؟ کہ قریش کی ایک غیر معروف شاخ کے فرد کو خلیفہ بنا دیا جائے؟ کسی سردار نے اس کی مخالفت کیوں نہیں کی؟

اگر خلافت و امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان کا موروثی حق تھی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت کیوں بلند نہیں کیا؟

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ اور بعد میں تشریف لانے والے ائمہ اہل بیت نے خاموشی اور گوشہ نشینی کی پالیسی کیوں اختیار کی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) غلطی پر تھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انہی کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی؟

جس طرح اہل سنت میں عقیدۂ نبوت بنیادی عقیدہ ہے۔ اسی طرح اہل تشیع میں عقیدہ ولایت علی و عقیدہ امامت بنیادی عقیدہ ہے۔ اگر انہیں اس مسئلے پر خاموش کر دیا جائے تو مزید مباحث کو چھیڑنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

قادیانی:

ہم نے ''معین القاری'' میں اپنے قارئین سے یہ معذرت کی تھی کہ کوشش کے باوجود ہم امام بخاری کے زمانے کے مختلف فرقوں کے بنیادی نظریات کا تعارف پیش نہیں کر سکے۔ اسی طرح ہمارے زمانے میں مسلمان کہلانے والے مختلف فرقوں کے نظریات کا تعارف بھی وہاں پیش نہیں کیا جا سکا تھا۔ یہاں اس کتاب میں ہم نے مختصر طور پر اس موضوع پر چند بنیادی نکات تحریر کیے ہیں تاکہ قاری اس مسئلے سے اجمالی طور پر واقفیت حاصل کرلے وگرنہ فرقوں کے اختلافی نظریات اور ان کے دلائل کے بارے میں تفصیلی مواد آسانی دستیاب ہو جاتا ہے اس تحریر کے دوران ہمارے بعض احباب نے یہ خواہش ظاہر کی کہ قادیانی مذہب کے لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کے عقائد خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے ان کے بارے میں مختصر طور پر بنیادی اصول بیان کر دیئے جائیں تاکہ عوام اہل سنت ان سے استفادہ کر سکیں۔ سو مختصر طور پر ہم چند نکات یہاں تحریر کر رہے ہیں جو عوام کی ضرورت کیلئے انشاء اللہ کافی ہوں گے۔

(i) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے پردہ کر چکے ہیں یا نہیں؟ نبی اکرم کے بعد کوئی اور نبی آ سکتا ہے یا نہیں؟ اس بحث سے قطع نظر اصل سوال یہ ہے کہ آیا مرزا صاحب نبی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(ii) کسی بھی نبی کے اندر کچھ بنیادی خصوصیات ہونی چاہئیں جو اسے اس کے زمانے کے دیگر افراد سے نمایاں اور ممتاز کرتی ہوں۔ مرزا صاحب کے زمانے میں ہندوستان میں بہت سی نمایاں اور بھاری بھرکم شخصیات گزری ہیں۔ انبیاء کرام کی مقدس ہستیوں کے ساتھ مرزا صاحب کا تقابلی جائزہ لینا تو بہت دور کی بات ہے۔ ہمارا ذوق لطیف یہ بھی گوارہ نہیں کرتا کہ مرزا صاحب کا قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ تقابل کیا جائے۔ ایمانداری کی بات یہ ہے کہ شخصی اور معاشرتی خوبیوں کے اعتبار سے یعنی علم' فضل' ذہانت' معاشرتی خدمات' مرتبہ و مقام' خاندانی پس منظر اور شخصی وجاہت کے اعتبار سے مرزا صاحب پنڈت جواہر لعل نہرو کے پائے کے آدمی بھی نہیں ہیں۔

کوئی بھی ذی شعور شخص اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ آئن سٹائن بیسویں صدی کا سب سے بڑا سائنسدان ہے لیکن کوئی بھی شخص کسی علاقائی عدالت کے کسی تیسری درجہ کے منشی کو بیسویں صدی عیسوی کا سب سے عظیم آدمی قرار نہیں دے سکتا۔ ایک پڑھا لکھا شخص ہونے کے ناطے یہ سوچنا ہمارا حق ہے کہ مرزا صاحب کو نبی ماننے کا مطلب یہی ہے کہ انہیں بیسویں صدی کا سب سے عظیم آدمی قرار دیا جائے۔ اس دعوے کی کوئی ٹھوس وجہ ہونی چاہئے۔ پنجاب کے ایک پسماندہ دیہات میں رہنے والے مختلف بیماریوں کے شکار ایک عام دیہاتی کو کس طرح سے بیسویں صدی کا سب سے عظیم آدمی قرار دیا جا سکتا ہے؟

(ii) مرزا صاحب اگر نبی تھے تو یقیناً ان پر وحی بھی نازل ہوتی ہو گی ان کے وحی کے مجموعہ کو "براہین احمدیہ" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ آپ کہیں سے بھی اس مجموعے سے عربی عبارت نکال لیں۔ اسے اچھی طرح سے ٹائپ کروائیں اور کسی بھی یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے کسی قابل استاد کو مصنف کا نام بتائے بغیر دکھائیں اور اس سے پوچھیں اس کلام کی ادبی حیثیت کیا ہے؟
آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کا مبلغ علم کیا ہے؟
یہ وہ بنیادی سوالات ہیں جنہیں آپ کسی بھی قادیانی کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

❀—❀❀—❀

بابٌ ۳۸:

•••———•••———•••

49-حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ اَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهُ اَحَدٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا: "(زمانہ قبل از قبولِ اسلام میں ایک ملاقات کے دوران) ہرقل نے مجھے کہا' میں نے تم سے ان (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیروکاروں کے بارے میں دریافت کیا تھا' وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے' ایمان کی بھی یہی مثال ہے' مکمل ہونے تک (وہ مسلسل بڑھتا رہتا ہے) میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا ان کے پیروکاروں میں سے کوئی شخص سختیوں کی تاب نہ لا کر مرتد بھی ہوا؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا' ایمان ایسا ہی ہوتا ہے جب اس کی بشاشت دل میں گھر کر جائے تو کوئی شخص اس سے منہ نہیں موڑتا۔

ترجمۃ الباب: علامہ عینی لکھتے ہیں' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب میں کوئی عنوان قائم نہیں کیا اس کے بعد آپ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیان پر مشتمل روایت کا ایک حصہ یہاں نقل کیا ہے جب کہ کتاب "بدء الوحی" میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اسی سند کے ہمراہ تفصیل سے نقل کیا ہے۔ روایت کو اس طرح سے نقل کرنے کو "خرم" کہا جاتا ہے یعنی روایت کے ایک حصے کو نقل کر دیا جائے اور بقیہ حصے کو چھوڑ دیا جائے' علم حدیث کے بعض ماہرین نے اسے مطلق طور پر ممنوع قرار دیا ہے اور بعض اہلِ علم کے نزدیک ایسا کرنا مطلق طور پر جائز ہے۔ صحیح قول یہی ہے کہ کوئی عالم روایت کے غیر متعلقہ حصے کو بیان نہ کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اس صورت میں حدیث کے بیان میں خلل نہ آئے اس کے مفہوم میں خرابی پیدا نہ ہو۔[1]
نفس مسئلہ: کیونکہ امام بخاری یہاں وہ روایت نقل کر رہے ہیں جن کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے اس لیے انہوں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیان پر مشتمل روایت کا وہ حصہ نقل کیا ہے جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ایمان کی کیفیت اور اس کے ثمرات کے بارے میں رومی حکمران قیصر کے تاثرات نقل کیے ہیں۔ روایت کے اس حصے کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے البتہ دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

[1] عینی بدرالدین محمود عمدۃ القاری 1 / 457

کسی اعتراض کے بغیر اس کو نقل کیا ہے اس لیے اس کی حیثیت "تقریر صحابی" کی ہوگی۔
توجہ طلب: ہمیں یہ غور کرنا چاہیے کہ آیا ہمارے ایمان کی بھی یہی کیفیت ہے؟

باب ۳۹: فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ

اپنے دین کی حفاظت کے لیے (گناہ سے بچنے) کی فضیلت

50- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَّا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَّرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهُ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا اِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي اَرْضِهِ مَحَارِمُهُ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:" حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے (یہ حرام ہیں یا حلال ہیں) پس جو شخص ایسی مشتبہ چیزوں سے بچے گا' وہ اپنا دین اور اپنی عزت محفوظ کرلے گا اور جو شخص ایسی کسی مشتبہ چیز میں گرفتار ہو گیا تو اس کی مثال اس چرواہے کی مانند ہوگی جو (اپنے جانوروں کو بادشاہ کی) چراگاہ کے آس پاس چرنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے اس بات کا امکان موجود ہے کہ کوئی جانور اس چراگاہ میں داخل ہو جائے۔ خبردار' ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ دنیا میں اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ جان لو' جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو پورا جسم تندرست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! (گوشت کا وہ ٹکڑا) دل ہے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری اپنا یہی موقف ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عمل' ایمان کا حصہ ہے اور وہ یوں کہ ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والے حدیث میں مشتبہ امور سے بچنے کو دین کی حفاظت قرار دیا گیا ہے۔ اور امام بخاری کے نزدیک ایمان' اسلام اور دین مترادفات ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی کوفہ میں اقامت گزین رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ انسان کو اپنے دین کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

استنباط احکام و مسائل: **1**- بعض لوگوں کا ایمان کمزور ہوتا ہے' **2**- بعض امور کا حکم مشتبہ ہوتا ہے' **3**- جس چیز کے حکم کا پتا نہ ہو اس سے گریز کرنا چاہیے' **4**- حرام کے قریب جانے سے اس میں مبتلا ہونے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے اس لیے کسی حرام شے یا حرام کام کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے' **5**- انسان کا دل یعنی اس کے ایمان کی باطنی کیفیت اس کے جسم یعنی اس کے اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں آج جبکہ میڈیکل سائنس بے حد ترقی کر چکی ہے اس نے عملی طور پر یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اگر کسی انسان

کا دل اپنا عمل صحیح طور پر انجام نہ دیتا ہو تو اس کے نتیجے میں اس کے پورے جسم کا نظام تباہ ہو جاتا ہے اور وہ شدید ضعف کا شکار ہو جاتا ہے۔

اگر باطنی طور پر جائزہ لیا جائے تو یہاں دل سے مراد اس کے اندر موجود چیز یعنی ایمان ہے جو انسان کے تمام اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے اگر چہ محاورے کی زبان میں لفظ قلب کا ترجمہ ''دل'' کیا جائے گا لیکن درحقیقت اس سے مراد ذہن ہے۔ اور ذہن سے مراد اس میں موجود سوچ اور شعور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیاء سب سے پہلے انسان کے قلب یعنی اس کے ذہن کی اصلاح پر توجہ دیتے ہیں اور اس کے لیے مراقبہ اور اس نوعیت کے دیگر اعمال تجویز کرتے ہیں۔

❀—❀❀—❀

باب ۴۰: اَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الْاِيْمَانِ

خمس کی ادائیگی بھی ایمان کا حصہ ہے۔

•••——•••——•••

51-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ يُجْلِسُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ اَقِمْ عِنْدِيْ حَتّٰى اَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِّنْ مَالِيْ فَاَقَمْتُ مَعَهُ شَهْرَيْنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاْتِيَكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَاَلُوْهُ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَاَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ وَّرَآءَكُمْ

حضرت ابوحمزہ (نامی تابعی روایت کرتے ہیں) میں اکثر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ مجھے اپنے پاس پلنگ پر بٹھایا کرتے تھے' ایک دن انہوں نے مجھے کہا' تم کچھ عرصہ میرے پاس رہو تا کہ میں اپنے مال (علم) کا ایک حصہ تمہیں دوں' میں کم وبیش دو ماہ ان کی خدمت میں حاضر رہا' ایک دن انہوں نے مجھے بتایا: ''وفد عبدالقیس جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا' تم کس قوم یا جماعت سے تعلق رکھتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی (بنو) ربیعہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس قوم یا جماعت کو (کسی بھی قسم کی) رسوائی یا ندامت کے بغیر خوش آمدید ہو۔ انہوں نے عرض کی' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ''مضر'' قبیلے کے کفار بستے ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان بنیادی تعلیمات سے آگاہ کریں جو ہم اپنے علاقے کے لوگوں تک پہنچا کر جنت میں داخل ہو سکیں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) اس کے علاوہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشروبات کا حکم دریافت کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا حکم دیا پھر دریافت کیا'

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے) کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (دوسرا یہ کہ) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو (تیسرا) رمضان کے روزے رکھو۔ (چوتھا) مال غنیمت میں سے خمس ادا کرو۔ آپ ﷺ نے انہیں جن چار چیزوں سے منع کیا (وہ یہ ہیں) حنتم دباء نقیر اور مزفت (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ احکام بیان کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) ان باتوں کو یاد کر لو اور (اپنے علاقے کے) دوسرے لوگوں تک انہیں پہنچا دینا۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اعمال ایمان کا حصہ ہیں اور اس حدیث میں نماز زکوٰۃ اور رمضان کے روزوں کے ہمراہ خمس کی ادائیگی کو بھی ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں خمس کی ادائیگی کا ایمان کا حصہ ہونا عنوان قائم کیا ہے دیگر احکام کا ذکر اس لیے نہیں کیا کیونکہ وہ ان احکام سے متعلق عنوانات پہلے ہی قائم کر چکے ہیں۔

سند پر تبصرہ: یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور یہ قولی حدیث ہے۔

مضامین حدیث: (1) نماز زکوٰۃ روزہ خمس کی فرضیت کا بیان (2) شراب کے لیے استعمال کیے جانے والے برتنوں کی حرمت اس حدیث کے بنیادی مضامین ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: (1) طالبان علم گروہ کی شکل میں طلب علم کے لیے سفر کر سکتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"ہر گروہ میں بعض ایسے افراد ہونے چاہئیں جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے نکلیں اور (علم دین حاصل کرنے کے بعد) جب اپنی قوم میں واپس آئیں تو انہیں (اللہ کے عذاب اور آخرت کے خوف سے) ڈرائیں۔"
(2) طالبان علم کو پہلے بنیادی اصولوں [illegible] کا [illegible] چاہیے (3) استاد کو چاہیے کہ وہ طالبان علم کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور ان کی حوصلہ افزائی کرے۔ (4) اگر سارا سال علم دین حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو سال بھر میں اپنی گنجائش اور سہولت کے مطابق ایک وقت علم دین کے حصول کے لیے مخصوص کر دینا چاہیے۔ (5) استاد کو چاہیے کہ وہ تعلیم دیتے وقت طالب علم کے ذہنی معیار اور وقت کی گنجائش کا خیال رکھے۔ (6) جن اشیاء سے حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ موجود رہتا ہے ان سے بچنا چاہیے۔ (7) انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی دینی معلومات دوسروں تک بھی منتقل کرے۔

❀—❀❀—❀

باب ٤١: مَا جَآءَ اِنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى

فَدَخَلَ فِيْهِ الْاِيْمَانُ وَالْوُضُوْءُ وَالصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالْحَجُّ وَالصَّوْمُ وَالْاَحْكَامُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ﴾ عَلٰى نِيَّتِهٖ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا صَدَقَةٌ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ

(اس حدیث کی وضاحت کہ) اعمال کا دار و مدار نیت اور خلوص پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کا بدلہ ملے گا (امام بخاری فرماتے ہیں) ایمان وضو نماز زکوٰۃ حج روزہ اور تمام احکام (اس حدیث کے حکم میں) داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی تشریح) "(اے رسول!) تم فرما دو! ہر شخص اپنی طبیعت کے مطابق عمل کرتا ہے۔" امام بخاری فرماتے ہیں اس

آیت میں موجود لفظ شاکلۃ سے مراد نیت ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے) کوئی شخص ثواب کے حصول کی نیت سے اپنے گھر والوں پر جو خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ شمار ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: "(ہجرت ختم ہو چکی ہے) لیکن جہاد اور نیت ابھی باقی ہیں۔

•••——•••——•••

52-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اعمال (کی صحت/ کے اجر و ثواب) کا دارومدار نیت پر ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (کی رضا کے حصول) کے لیے ہجرت کرے گا تو (اجر و ثواب کے اعتبار سے) اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے (ہی شمار) ہو گی اور جس نے (کسی) دنیاوی مقصد کے حصول کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کے لیے ہجرت کی اس کی ہجرت اسی طرف ہو گی جس طرف اس نے ہجرت کی تھی (یعنی جو اس نے نیت کی تھی اسی کے مطابق اس کو بدلہ ملے گا۔)

ترجمۃ الباب: یہ روایت اسلام کی تعلیمات کا مغز اور نچوڑ ہے اس کے مطابق کوئی بھی اچھا عمل اس وقت تک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جب تک اس کا محرک جذبہ درست نہ ہو۔ خواہ ظاہری اعتبار سے وہ کیسا ہی نیک کام کیوں نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی مثال میں ہجرت کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ ہجرت کرنے والے صحابہ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنی زیادہ فضیلت رکھتا ہے کہ جو صحابی یہ شرف نہیں رکھتا اس کا مرتبہ ہجرت کرنے والے صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث قولی ہے اور اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے آغاز میں نقل کر چکے ہیں دونوں مقامات پر فرق ترجمۃ الباب کے عنوان میں ہے اس کی وضاحت ہم نے سابقہ سطور میں کر دی ہے۔

53-حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَدِىُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی شخص ثواب کے حصول کی نیت سے اپنے گھر والوں پر (مال) خرچ کرتا ہے تو یہ (عمل) اس کے لیے صدقہ شمار ہو گا۔"

ترجمۃ الباب: کیونکہ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں یہ عنوان قائم کیا تھا کہ انسان کو اس کی نیت کے مطابق عمل کا اجر و ثواب ملتا ہے اس لیے یہاں آپ نے وہ حدیث نقل کی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کے عام معمولات جن میں اپنی بیوی کی

ضروریات کی تکمیل بھی شامل ہے اگر انہیں بھی نیک نیتی سے سرانجام دیا جائے تو ان عام اعمال پر بھی اجر وثواب حاصل ہوگا۔

مضامین حدیث: (1) نیت کی اصلاح (2) بیوی کے ساتھ حسن سلوک (3) صدقے کی فضیلت اس حدیث کے مرکزی مضامین ہیں۔

عصریات: انسان جو کام اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اس کے اجر وثواب کے حصول کی امید بھی اللہ کی ذات سے رکھے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ کی جانے والی بھلائی ایک طرف اخلاقی فریضہ بھی ہے اور دوسری طرف اللہ کی رضا اور اجر وثواب کے حصول کا باعث بھی ہے اگر کوئی شخص اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ بھلائی کرنے کے بعد اسے جتاتا بھی ہے تو یہ نہایت مذموم حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے ایمان والو! احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو تباہ نہ کرو

توجہ طلب: اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے وقت ہم نے کتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی نیت کی ہے؟

54-حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَاَتِكَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اس کا تمہیں اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ (اگر تم صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے) اپنی بیوی کو کھانا کھلاتے ہو (تو تمہیں اس کا بھی اجر دیا جائے گا۔)''

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور اس کی سند میں دو حضرات طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک ابن شہاب زہری اور دوسرے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ۔

مضامین حدیث: انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب' نیت کی اصلاح اور اہلِ خانہ سے حسنِ سلوک کرنے کی ترغیب اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: اس روایت میں یہ شرط بیان کی گئی ہے کہ کوئی صدقہ وخیرات صرف اسی وقت مقبول ہوگا جب اصل نیت رضائے الٰہی کا حصول ہوگی۔ اگر چہ حدیث میں ایک دوسری شرط کا ذکر نہیں ہے لیکن صدقہ وخیرات کے لیے یہ بات بھی بنیادی شرط ہے کہ ایسے مال میں صدقہ کیا جائے جو بذاتِ خود جائز ہو اور اسے جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اگر کوئی شخص ناجائز مال کے ذریعے اپنے اہلِ خانہ کی پرورش کرتا ہے تو وہ اجر وثواب کی بجائے عذاب وعتاب کا مستحق ہوگا۔

عصریات: ہمارے زمانے میں لوگ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں لیکن جھگڑے کے دوران اپنا احسان جتا دیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

''اے ایمان والو! احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے کیے ہوئے صدقے کو ضائع نہ کرو۔''

اس طرح کے لوگوں کی مثال ان خواتین کی طرح ہے جو شوہر کے گھر میں پیش آنے والی تنگی پر ناشکری کا اظہار کرتی ہیں اور جن

کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے وعید بیان کی ہے۔
اسی طرح لوگ دیگر مصارف میں صدقہ وخیرات کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا سے زیادہ ظاہری شہرت وناموری کے حصول کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ بات بھی اسلامی تعلیمات کے منافی ہے کیونکہ یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاصل ہونے والی عزت اور ناموری مخلوق میں ملنے والی شہرت پر فوقیت رکھتی ہے۔
توجہ طلب: صدقہ وخیرات کرتے وقت ہم اپنی نیت کا جائزہ لیتے ہیں؟

❀—❀❀—❀

باب ۴۲: قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيْنُ النَّصِيحَةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِذَا نَصَحُوا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان (کی تشریح) "دین اللہ تعالیٰ اس کے رسول مسلمان حکمرانوں اور عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی (کے جذبات رکھنے) کا نام ہے۔" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی تشریح) "جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خیر خواہ رہیں۔"

•••—•••—•••

55- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے نبی اکرم ﷺ (کے دستِ اقدس پر) نماز پڑھنے زکوٰۃ ادا کرنے اور تمام مسلمانوں کا خیر خواہ رہنے پر بیعت کی تھی۔"

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا مرکزی عنوان کیونکہ خیر خواہی ہے اس لیے اس حدیث کا آخری جملہ ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتا ہے۔
سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور اس کی سند میں دو راوی تابعین ہیں۔ ایک قیس بن ابو حازم اور دوسرے اسماعیل بن ابو خالد
مضامین حدیث: ہر مسلمان کی خیر خواہی اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔
استنباط احکام ومسائل: (1) نبی اکرم ﷺ حسبِ ضرورت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مختلف امور پر بیعت لیتے رہتے تھے۔ (2) شیخ کو چاہیے کہ حسبِ ضرورت اپنے مریدین سے بیعت لیتا رہے۔ (3) ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر معاملے میں اپنے مسلمان بھائیوں کا خیر خواہ رہے۔
عصریات: آج کے زمانے میں بدقسمتی سے مسلمان اجتماعی اور انفرادی کسی بھی حوالے سے ایک دوسرے کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ ہر شخص اپنے ذاتی مفاد کو ترجیح دیتا ہے اور اس سلسلے میں کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے سے بھی باز نہیں آتا۔
توجہ طلب: ہم صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کس حد تک مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں؟

56- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ

يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَالْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ حَتّٰى يَاْتِيَكُمْ اَمِيْرٌ فَاِنَّمَا يَاْتِيْكُمُ الْاٰنَ ثُمَّ قَالَ اسْتَعْفُوا لِاَمِيْرِكُمْ فَاِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ الْعَفْوَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُبَايِعُكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهُ عَلٰى هٰذَا وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِنِّيْ لَنَاصِحٌ لَّكُمْ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے دن خطاب کرتے ہوئے حمد وصلوٰۃ کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرتے رہو وہ اللہ جو ایک ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں جب تک دوسرا امیر نہیں آ جاتا' وقار اور سکون کے ساتھ رہو (لڑائی جھگڑا نہ شروع کر دینا)' (اپنے سابقہ) امیر کی کوتاہیوں سے درگزر کرو (اور اسے معاف کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ) معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پھر فرمایا: "میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام (یعنی اسلامی تعلیمات پر گامزن رہنے) پر بیعت لینے کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیعت کے دوران) یہ شرط عائد کی کہ میں ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا' میں نے اس بات پر بھی بیعت کی۔ (پھر حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے نہایت پُرزور انداز میں ارشاد فرمایا) اس مسجد کے پروردگار کی قسم! میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ (راوی کہتے ہیں) پھر حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے استغفار کے کلمات ادا کیے اور (منبر سے) نیچے اُتر آئے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت بنیادی طور پر حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے خطاب کا حصہ ہے یعنی یہ درحقیقت قولِ صحابی ہے جس کا ایک حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔

مضامین حدیث: مسلمانوں کی خیر خواہی اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) خطاب کے آغاز میں حمد وثنا بیان کرنی چاہیے۔ (2) خطاب کے دوران سامعین کو پرہیزگاری کی تلقین کرنی چاہیے۔ (3) اگر کوئی فوری حادثہ پیش آ جائے تو اس بارے میں لوگوں کو صبر کی تلقین کرنے کے ساتھ حادثے سے متعلق کوئی حدیث بیان کرنی چاہیے تاکہ لوگ اس حدیث کے حکم پر عمل کر کے دنیا و آخرت کے اجر وثواب کے مستحق بن سکیں۔

کتاب العلم

علم کیا ہے؟

عام طور پر جس چیز کو علم قرار دیا جاتا ہے۔اس کی دو بنیادی قسمیں ہیں۔ایک معلومات اور دوسرا شعور۔کتابوں میں، درسگاہوں میں معلومات اس لیے فراہم کی جاتی ہیں تاکہ ان کے ذریعے شعور میں اضافہ ہو اور یہی شعور انسانیت کا جوہر ہے۔ہر زمانے کے اہل علم اپنی زندگی کے تجربے اور شعور کو لفظوں کی شکل میں صفحہ قرطاس پر منتقل کرتے ہیں تاکہ بعد میں آنے والی نسلیں اس سے روشنی حاصل کرسکیں۔

اگر آپ دقت نظر کے ساتھ حقائق کا جائزہ لینے کی کوشش کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ دنیا ''محل حوادث'' ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے؟

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

اسی تغیر اور تبدیلی کو جاننے کا نام علم ہے۔جس میں یہ سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے کہ کس مقام پر، کس وقت، کس طرح کی تبدیلی رونما ہوتی ہے اور کس طرح سے کس تبدیلی کو پیدا کیا جاسکتا ہے؟ اس تبدیلی کے نتائج کیا ہوتے ہیں؟ اور ممکنہ طور پر کیا ہوسکتے ہیں؟ کسی ممکنہ تبدیلی کو کس طرح پیدا کیا جاسکتا ہے؟ یا کس طرح روکا جاسکتا ہے؟

اسی طرح کسی بھی علم کو سیکھنے اور سکھانے کے مخصوص آداب ہوتے ہیں یعنی کسی بھی فن کو سکھاتے وقت پہلے اس کی ابتدائی کلیات (بنیادی اصولوں) کی تعلیم دی جاتی ہے اور پھر اس کے بعد اس فن کی جزئیات سکھائی جاتی ہیں۔

علم کی مثال ایک جسم کی مانند ہے۔جس کے بہت سے اجزاء ہوتے ہیں جو باہم ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوتے ہیں۔بعض اوقات کسی ایک علم کو حاصل کرنے کیلئے کسی دوسرے علم کو پہلے حاصل کرنا پڑتا ہے جیسے اگر آپ قرآن وسنت کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے پہلے آپ کو عربی زبان وادب اور گرائمر کا علم حاصل کرنا ہوگا۔

اگرچہ قرآن یہ کہتا ہے کہ تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر علم سے متعلق معلومات بے شمار ہیں اور کوئی ایک شخص زندگی بھر کسی ایک علم کے حصول میں مشغول رہے تو بھی ان تمام معلومات کو حاصل نہیں کرسکتا اس لیے کسی بھی فن کی درس وتدریس کیلئے سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ اس علم کے طالب کی حیثیت کیا ہے؟ اس کی ذہنی صلاحیت کیا ہے؟ وہ کب تک اور کس حد تک اس علم کو حاصل کرسکتا ہے؟ اس کا ذہن اور مزاج علم سے مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس علم کے حصول کیلئے طالب علم کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

مسلم معاشروں میں جن علوم کی ترویج واشاعت کی اشد ضرورت ہے ان میں سرفہرست دینی علوم ہیں۔اس کے بعد معاشرتی علوم، اگرچہ دینی علوم ایک اعتبار سے معاشرتی علوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور معاشرتی علوم بالواسطہ طور پر دینی علوم کا ہی ایک حصہ ہیں۔

دینی علوم:

ہمیں زندگی میں کبھی بھی پاکستان سے باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن لوگوں کے بیانات سن کر ہمارے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ تمام عالم اسلام میں دینی علوم کے طور پر پڑھائے جانے والے فنون کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(i) نقلی علوم: اس میں قرآن مجید علم حدیث اور ان سے متعلق ذیلی علوم شامل ہوں گے جیسے اصول حدیث اصول تفسیر لغت وغیرہ

(ii) عقلی علوم: اس سے مراد وہ علوم ہیں جو کتاب وسنت کے فہم میں معاون کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے عربی گرائمر سے متعلق علم نحو علم صرف علم معانی و بیان وغیرہ۔

دینی علوم میں دو علم ایسے ہیں جو کتاب وسنت سے حاصل شدہ ثمر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک علم کلام یعنی عقائد سے متعلق علم اور دوسرا علم فقہ یعنی معمولات سے متعلق علم۔

کوئی بھی شخص اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ ان تمام علوم میں عملی احکام یعنی فقہ کا علم سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والا ہر بچہ اپنے ماں باپ کی طرح اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود سمجھتا ہے۔ نبی اکرم کو اپنا ہادی و رہبر سمجھتا ہے اور اسلام کے تمام بنیادی عقائد کے بارے میں اجمالی ایمان رکھتا ہے۔ اگر چہ ایمان سے متعلق مختلف امور کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف مکاتب ہائے فکر کے نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن یہ اختلافات عام طور پر مسجد کے امام کی سطح پر حل ہو جاتے ہیں۔

عملی مسائل یعنی فقہ کا علم ایک ایسا اہم علم ہے جس کا تعلق مسلم معاشرے کے ہر فرد کے ساتھ ہے اور ہر فرد کی ذاتی و اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کے ساتھ ہے۔ ہر شخص روزانہ سینکڑوں طرح کے معمولات سرانجام دیتا ہے جن میں سے ہر ایک معاملے میں اسے شرعی رہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر فقہاء کے برزخی درجات کو بلند کرے جنہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں استعمال کر کے علم فقہ کو مرتب اور مدون کیا۔ اس کے اصول وضوابط کو مقرر کیا اس کی کلیات و جزئیات کو منضبط کیا۔ ان کی یہ تحقیقات آج تک امت کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ انسانی تہذیب وتمدن اور معاشرتی روایات میں سابقہ تیرہ صدیوں کے دوران اتنا تنوع نہیں آیا جتنا صرف چودھویں صدی ہجری کے دوران آیا ہے۔ ابتداء اسلام میں بلکہ ابتدائی دو تین صدیوں میں مسلم معاشروں کی تہذیبی روایات کے مطالعے سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے دنیوی معمولات نہایت محدود تھے۔ عبادت گزاری کا رنگ غالب تھا یہی وجہ ہے کہ اگر آپ علم فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں بلکہ علم حدیث کی کتابوں میں بھی آپ کو یہی رنگ غالب نظر آئے گا کہ ان کتب میں بیشتر مباحث کا تعلق عبادات کے ساتھ تھا اور عبادات میں بھی کیونکہ نماز سے اکثر واسطہ پڑتا ہے اس لیے فقہ کی کتابوں میں آپ کو طہارت اور نماز سے متعلق جتنا زیادہ مواد ملے گا۔ اتنا کسی اور موضوع سے متعلق نہیں مل سکے گا۔ عبادت کا تعلق انسان کی شخصی زندگی کے ساتھ ہے۔ معاشرتی زندگی کے معمولات فرد کی شخصی زندگی سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں معاشرتی زندگی سے مراد ازدواجی زندگی ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ معاملات کے بارے میں علم فقہ کی کتابوں میں سب سے زیادہ مواد آپ کو نکاح اور طلاق کے بارے میں ملے گا۔

ازدواجی زندگی کے بعد اس زمانے کی سب سے بڑی معاشرتی رسم تجارت یعنی مال واسباب کا لین دین تھا۔ اس زمانے میں اشیاء کی اقسام ویسے ہی بہت زیادہ نہیں ہوتی تھیں اور رواج یہ تھا کہ عام طور پر فریقین باہمی رضامندی کے ساتھ ایک چیز کے عوض میں

دوسری چیز دے دیا کرتے تھے۔ فریقین کی ذاتی صوابدید ہوتی تھی کہ وہ معاوضے کے طور پر ملنے والی چیز کو اپنے مال کا درست متبادل سمجھتے ہیں یا نہیں؟ یہی وجہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں خرید وفروخت کے احکام کے تحت جتنے بھی فتاویٰ اور مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ ان سب کا تعلق اس زمانے کے مخصوص رسم و رواج کے ساتھ ہے۔ ان تین بنیادی موضوعات کے علاوہ فقہ کی تمام کتابوں میں زندگی کے تمام معاملات کے بارے میں آپ کو نہایت مختصر مواد دستیاب ہوگا۔

خدانخواستہ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم ان اکابرین پر تنقید کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہمارا مدعا صرف یہ ہے کہ جس طرح انسان کی زندگی کے مختلف ادوار ہوتے ہیں اسی طرح اقوام بلکہ مجموعی طور پر انسانیت کی دنیاوی زندگی کے بھی مختلف ادوار ہیں۔ عہد جوانی کی ضروریات بچپن سے بالکل مختلف اور کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔ ہمارے اکابرین نے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جو کام کیا۔ اس کی اہمیت مسلم ہے لیکن آج کے دور میں نئے پیش آمدہ مسائل کا حل' ان اکابرین کی تحقیقات کی روشنی میں پیش کرنا ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے۔

عربی کا مشہور مقولہ ہے

السوال نصف العلم ''سوال (کرنا یا جاننا) نصف علم ہے''

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ علت ہمیشہ معلول سے پہلے ہوتی ہے جواب کسی سوال کا تلاش کیا جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ اصل سوال کیا ہے؟

آپ ایک مدرسہ قائم کرتے ہیں وہاں چند طلباء اقامت اختیار کرتے ہیں۔ ان کے کھانے پینے کا سامان فراہم کرنا مدرسے کی ذمہ داری ہے۔ ایک منتظم کی حیثیت سے آپ روزانہ تین وقت بازار سے تیار شدہ کھانا منگواتے ہیں اور طلباء کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ کہ آپ اس طرح سے اپنے مدرسے کا نظام جاری رکھ سکیں گے؟ کیا کوئی بھی ادارہ اس نوعیت کے ''ریڈی میڈ'' انتظامات برداشت کرسکتا ہے؟

اس وقت عملی طور پر صورتحال یہ ہے کہ دنیا بھر کے تمام اسلامی ممالک کھانے پینے کے سامان سے لے کر پہننے' اوڑھنے یہاں تک کہ جنگ کرنے کا تمام تر ساز و سامان ریڈی میڈ منگواتے ہیں اور اگر کہیں کچھ نہیں منگوایا جاتا تو اس کی وجہ بے چارگی ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ ہم مسلمان زندگی بسر کرنے کی تمام ضروری اشیاء میں اپنے دشمنوں کے دست نگر کیوں ہیں؟ اور کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم کبھی ان معاملات میں خود کفیل ہو جائیں؟

ایک شخص ڈاکٹر بننا چاہتا ہے اس کی دو ممکنہ صورتیں ہوسکتی ہیں۔ بچپن میں اس کے ذہن میں ڈاکٹر بننے کا خیال آ جائے اور وہ اپنے ابتدائی تعلیمی مراحل ہی سے اس مقصد کے حصول کیلئے جدوجہد کرنا شروع کر دے۔ ایسے شخص کے بارے میں توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا لیکن ایک شخص کو چالیس برس کی عمر میں یہ خیال آتا ہے کہ مجھے ڈاکٹر بننا چاہئے اور صورتحال یہ ہے کہ وہ شخص ان پڑھ ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں غالب امکان یہی ہے کہ اس کی آرزو پوری نہیں ہو سکے گی۔ فیض نے کہا ہے۔

یہ آرزو بھی بڑی بات ہے مگر ہمدم وصال یار فقط آرزو کی بات نہیں

آج کا مسلمان من حیث القوم اگر دنیا میں سربلندی حاصل کرنا چاہتا ہے تو محض دعاؤں یا آرزوؤں کی وجہ سے ایسا ہونا ممکن نہیں ہے اور ہم اگر آج اسی وقت سے اس منزل کے حصول کیلئے سفر کرنا شروع کرتے ہیں تو بھی جانے کب گوہر مقصود ہاتھ آتا ہے۔

دنیا میں اسلام کی سربلندی کیلئے کوشش کرنا ہر مسلمان کا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے اور یہ سربلندی علم کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہم

پہلے اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ دنیا محل حوادث ہے اور دنیا کا ہر علم تبدیلی کے بارے میں جاننے یا تبدیلی پیدا کرنے کا طریقہ کار جاننے سے عبارت ہے۔ کہنے کو لفظ "علم" تین حروف کا مجموعہ ہے لیکن اس کے مفہوم میں کائنات کے تمام حقائق اور معارف موجود ہیں۔ علم کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی مزید ذیلی قسمیں ہیں اور یوں تقسیم در تقسیم کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔

اپنی آسانی کیلئے ہم علوم کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(i) معاشرتی علوم (ii) فطری علوم (iii) معاون علوم

مجموعی اعتبار سے علوم کی یہ تینوں قسمیں انسان کی تہذیبی زندگی کیلئے نہایت ضروری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو دنیا کا کوئی ایک ترقی یافتہ ملک ایسا نہیں ملے گا جہاں علوم کی ان تینوں اقسام میں سے کسی ایک قسم کو بھی فالتو اور غیر ضروری سمجھا جاتا ہو جبکہ آپ کو دنیا بھر میں کوئی ایک بھی مسلمان ملک ایسا نہیں ملے گا جہاں علوم کی ان تینوں اقسام کو ضروری سمجھا جاتا ہو۔ ان تینوں طرح کے علوم کی بعض ذیلی شاخیں کو جو مسلم معاشروں میں کاروباری فائدے کے حوالے سے مفید سمجھی جاتی ہوں۔ صرف انہی ذیلی علوم کی درس و تدریس کا رواج پایا جاتا ہے اور وہ بھی ایک محدود خطے یعنی مخصوص مسلمان ملک اور ملک میں بھی مخصوص شہر کی کاروباری ضرورت کے مطابق پایا جاتا ہے۔

آپ سروے کر کے دیکھ لیں۔ ان تینوں طرح کے علوم میں سے کسی بھی ایک علم کے بارے میں آپ کو بین الاقوامی معیار کا "اسلامی ادارہ" نہیں ملے گا۔ مسلمان سکالر دستیاب نہیں ہوگا۔ ان میں سے کسی ایک قسم کے بارے میں مسلمانوں کا کوئی میگزین نہیں ہوگا۔ مسلمانوں نے کوئی ویب سائٹ نہیں بنائی ہوگی۔

اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج کے زمانے میں مسلم معاشرے کا سب سے کم تر شخص "مسجد کا امام" ہوتا ہے اور ٹیچر ہوتا ہے اور دنیا میں مسلمان کی وہی حیثیت ہے جو مسلم معاشرے میں ان کی مسجد کے امام کی ہوتی ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنی مسجد کے امام کی بہت عزت کرتے ہیں۔ استاد کو بہت تعظیم دیتے ہیں۔ ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ دونوں پیشے واقع قابل تعظیم و احترام ہیں تو کتنے لوگ ایسے ہیں جو ان معزز پیشوں کو اختیار کرنا چاہتے ہیں؟

❀—❀❀—❀

باب ۴۳: فَضْلِ الْعِلْمِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَّاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ وَقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾

علم کی فضیلت کا بیان اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو اہل علم ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔" (قرآن میں ہے) اللہ تعالیٰ نے (یہ حکم دیا کہ وہ یہ دعاء مانگیں) فرمایا: "اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

——————***

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کا عنوان علم کی فضیلت کا بیان ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد کوئی روایت نقل نہیں کی بلکہ صرف قرآن مجید کی دو آیات نقل کی ہیں۔ پہلی آیت سورۂ مجادلہ: 11 اور دوسری آیت سورۂ طٰہٰ: 114 ہے۔

کتاب الایمان میں امام بخاری رحمہ اللہ باب: 15 میں اس مسئلے کو واضح کر چکے ہیں کہ اہل ایمان کے درمیان فضیلت و مرتبہ کے اعتبار سے فرق اور تفاوت پایا جاتا ہے اگرچہ اس تفاوت کے اسباب مختلف ہو سکتے ہیں اس ترجمۃ الباب سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل ایمان کے باہمی مراتب میں تفاوت کی ایک بڑی وجہ علم بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اہل علم کے درجات کی بلندی کا

ذکر کیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ طٰہٰ :114 میں اپنے پیارے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں یہ دعا کریں۔ ''اے میرے پروردگار! تو میرے علم میں اضافہ فرما۔''

علم میں اضافے کی طلب انبیاء علیہم اجمعین کی مخصوص سنت ہے جیسا کہ سورۂ کہف :66 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ بیان منقول ہے:

''کیا میں آپ کی پیروی کر سکتا ہوں تا کہ جس ہدایت کا علم آپ کو دیا گیا ہے' وہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔''

....

علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اہلِ علم کی فضیلت بیان کی ہے' ان میں سے بعض آیات کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

سورۂ آل عمران :18 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا کہ صرف وہی معبود ہے' فرشتے اور اہلِ علم بھی انصاف کے تقاضوں کے مطابق اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی گواہی دیتے ہوئے اپنے ساتھ فرشتوں اور اہلِ علم کا ذکر کیا ہے جو اہلِ علم کی فضیلت کے اظہار کے لیے کافی ہے تاہم اس آیت کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں اہلِ علم وہ لوگ ہیں جو اس کی توحید کا اعتراف کرتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کا اعتراف کرنے والوں کو اہلِ علم قرار دیا ہے اور یوں ان کی فضیلت کا اظہار کیا ہے تو اس کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید' اس عقیدے کے لوازمات' اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کے بارے میں جس قدر زیادہ معلومات حاصل کرے گا' اسے اتنی ہی زیادہ فضیلت حاصل ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ متکلمین اور صوفیاء دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور صفات کا علم حاصل کرنا دیگر تمام علوم سے افضل ہے۔

اگر ہم عقلی اعتبار سے اس بات کا جائزہ لیں تو ہمارے سامنے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کسی بھی علم کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہوتی ہے جس کے بارے میں اس علم میں بحث کی جاتی ہے جیسے علم طب کا موضوع انسانی جسم ہے اور انجینئرنگ کا موضوع انسان کے بنائے ہوئے آلات ہیں کیونکہ انسانی جسم' مشینی آلات پر فضیلت رکھتا ہے اس لیے میڈیکل سائنس' انجینئرنگ پر فضیلت رکھتی ہے' یہ تمام مخلوقات' مخلوق ہونے کے اعتبار سے یکساں حیثیت رکھتے ہیں جب ان سے متعلق علوم میں اس قدر تفاوت پایا جاتا ہے تو جس علم کا تعلق خالق کائنات کی معرفت سے ہوگا وہ یقیناً ان تمام علوم پر فضیلت رکھتا ہوگا اس لیے اے طالب! تمہیں چاہیے کہ تم علمِ توحید کے حصول کی کوشش کرو اور اس کے معارف کے بارے میں متکلمین اور صوفیاء کے کلام کا مطالعہ کرو۔

سورۂ زمر :9 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے رسول! تم فرما دو (یعنی پوچھو) کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں'' اس آیت میں قرآن نے انسانوں کو دو مرکزی حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک وہ طبقہ ہے جو علم کی نعمت سے سرفراز ہے اور دوسرا وہ گروہ ہے جو اس نعمت سے محروم

ہے لیکن یہاں یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اس علم سے مراد کون سا علم ہے؟

انسانی زندگی کے معاملات مختلف حصوں اور شعبوں میں تقسیم ہیں زندگی کے ہر معاملے اور شعبے میں متعلقہ علم سے واقفیت رکھنے والا شخص اس علم سے محروم شخص پر فضیلت رکھتا ہے۔ قرآن یا اسلام دنیاوی علوم کے مخالف نہیں ہیں تاہم کتاب وسنت میں جن اہل علم کی فضیلت کا ذکر موجود ہے' ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے خالق کی وحدانیت کا علم رکھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں' عام فہم سی بات ہے کہ جب مخلوق سے متعلق کسی علم کو جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے تو خالق کی معرفت رکھنے والے اور نہ رکھنے والے برابر نہیں ہو سکتے اسی لیے سورۂ مجادلہ: 11 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو اہل علم ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کر دیتا ہے۔''

جب انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت کے بارے میں غور وفکر کا آغاز کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت' مخلوق کی کمزوری اور اپنی ذات کی بے حیثیتی کا اندازہ ہوتا ہے اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کے بارے میں سوچ کر ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاطر: 28 میں ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ سے' اس کے بندوں میں سے' صرف علماء ڈرتے ہیں۔''

جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں' وہ اس بات کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کس طرح ان کے علم میں اضافہ ہو؟ ظاہری بات ہے کہ اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے اس کے اپنی کلام سے زیادہ اور کیا چیز مفید ہو سکتی ہے؟

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ عنکبوت: 43 میں ارشاد فرمایا ہے:

''ہم نے لوگوں کے لیے یہ مثالیں بیان کی ہیں لیکن انہیں صرف علم والے سمجھ سکتے ہیں۔''

ہم پہلے اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مطلب اس کی صفات کی معرفت ہے اور اس کی صفات کی معرفت کا مطلب اس کی صفات کے مظاہر کی معرفت ہے۔ متکلمین نے یہ اصول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام تر صفات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے' کچھ ایسی صفات ہیں جن کا تعلق اس کی اپنی ذات کے ساتھ ہے جیسے الحیٰ' القیوم' العالم وغیرہ جبکہ اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات ایسی ہیں جن کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے جیسے الخالق' الرزاق وغیرہ۔

اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات مخلوق سے متعلق ہیں' وہ دراصل تعینات ہیں جیسے آپ کھانے' پینے' بولنے' چلنے' اٹھنے' بیٹھنے کو ''حرکت'' کے تعینات قرار دے سکتے ہیں اسی طرح مخلوق سے متعلق اللہ تعالیٰ کی تمام تر صفات صرف ایک صفت کے تعینات ہیں اور وہ ''صفت تکوین'' ہے اس کے بارے میں سورۂ یٰسین میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بے شک اس کے ''امر'' کی شان یہ ہے کہ جب اس نے ''شے'' کا ارادہ کیا تو اس سے فرمایا' ہو جا! پس وہ (اب بھی) ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔''

اگرچہ مفسرین نے اس آیت کی مختلف تفاسیر بیان کی ہیں تاہم یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں ''شے'' سے مراد پوری کائنات ہے جسے وجود میں آنے کا حکم ہوا تو وہ وجود میں آ گئی اور مسلسل تغیر وتبدیلی کی زد میں ہے اسی لیے فرمایا ''وہ ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی'' یہاں ''یکون'' کا لفظ معنی خیز ہے کیونکہ عربی گرامر کے اعتبار سے یہ فعل مضارع ہے جس میں حال اور مستقبل دونوں شامل ہوتے ہیں اور اس کائنات میں رونما ہونے والی مخلوق کی ہر قسم' ہر جنس' ہر نوع' مسلسل تبدیلی اور تغیر کی زد میں ہے۔ یہی تبدیلی وتغیر تعینات کی شکل میں آ کر مختلف اعتبارات قرار پاتے ہیں۔ زندگی' موت' دنیا' آخرت' زمین' آسمان' اجرام فلکی' تسبیح' جرم' نیکی' اچھائی' برائی یہ سب

تعینات ہیں۔ایک ''تکوین'' کے تعینات ہیں۔

شاید اس گفتگو کے ذریعے ہمیں اس سوال کا جواب بھی مل جائے جو سائنس دان پیش کرتے ہیں کہ تجرباتی طور پر یہ کائنات خود بخود چلتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے اسے ایسا محسوس ہونا بھی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے جسم کے کسی عضو کے ذریعے خواہ وہ ہاتھ ہو یا زبان اُسے نہیں چلا رہا کیونکہ عضو ہاتھ زبان سوچ یہ سب مخلوق کی خصوصیات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب سے ماوراء ہے اس کائنات کا اس کی ذات کے ساتھ تعلق صرف ایک ''امر'' کے واسطے سے ہے اور اس ''امر'' کی عظمت یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ذرے کے ذیلی حصوں سے لے کر کائنات کے انتہائی کناروں تک موجود تمام اجناس وانواع کا نظام خود بخود چل رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ''امر'' کو پورا کرنے والا ہے اور تحقیق اللہ نے ہر شے کی قدر (تقدیر) مقرر کر دی ہے۔'' (الطلاق:3)

اسی طرح سورۂ القمر:49 میں ارشاد ہوتا ہے:

''بے شک ہم نے ہر شے کو ایک قدر (تقدیر) کے مطابق پیدا کیا ہے۔''

یعنی ہر شے کی تقدیر پہلے سے طے شدہ ہے اللہ تعالیٰ کو بار بار نئی پیدا ہونے والی چیز کی تقدیر از سر نو مقرر نہیں کرنا پڑتی اور کائنات کا نظام کائنات میں موجود تمام تر اشیاء اسی مقرر شدہ تقدیر کے مطابق ''خود بخود'' چل رہے ہیں۔

ہم اس بات کو ایک عام فہم مثال کے ذریعے واضح کر دیتے ہیں۔ایک انسان کا جسم اپنے اندر ایک پوری کائنات ہے اور اگر ہم اس جسم کو کائنات کے مقابلے میں رکھیں تو دونوں کے درمیان موجود تناسب کے اظہار کے لیے عدد کم پڑ جائے گا۔انسان کے جسم میں ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ اجزاء کی انفرادی حرکت بھی اللہ تعالیٰ کے اسی ایک امر کی تابع ہے اور پوری کائنات کے تمام تر اجزاء واقسام کی حرکات بھی اسی ایک امر کے تابع ہیں۔

اگر انسان غور کرے تو اسے اپنے وجود اور کائنات کے درمیان بہت سی مناسبتیں نظر آئیں گی جن کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں غور وفکر کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''یقین رکھنے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں موجود ہیں (اور اس کے ساتھ) تمہارے اپنے اندر بھی (بہت سی نشانیاں ہیں) کیا تم غور نہیں کرتے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی قدرت کی عظمت کا احساس کر سکیں اور اپنے علم کو دوسروں تک منتقل کر کے اپنی اور دوسروں کی نجات کا باعث بن سکیں۔

علم کی اہمیت مسلم ہے نبی اکرم ﷺ کی بہت سی احادیث صحابہ کرام کے اقوال تابعین اور بعد کے زمانے کے علماء کے بیانات میں علم اور اہل علم کے مختلف اوصاف اور فضائل پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی افادیت کے پیش نظر انہیں یہاں نقل کیا جاتا ہے۔بنیادی حقیقت یہ ہے کہ علم کسی بھی قوم کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔اس میں صرف مذہبی روایات کے علم کی قید نہیں ہے بلکہ علم کی جملہ اصناف اس میں شامل ہونگی۔بدقسمتی کے ساتھ مسلم معاشروں میں علم اور اہل علم کو اور ان کے متعلقات کو وہ حیثیت حاصل نہیں ہے جو در حقیقت ہونی چاہئے۔مزید ستم یہ ہے کہ امت کی ہدایت رہنمائی کا ذمہ دار ہمارا مذہبی طبقہ صرف چند مخصوص کتابوں کے درس وتکرار کو بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ان کتابوں کے مخصوص صفحات کی مخصوص عبارتوں پر لایعنی اشکالات وجوابات کو علم کی انتہا سمجھتا ہے۔

ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ہمارا مبلغ علم اور مطالعہ دونوں نہایت محدود ہیں اسی لیے ہم آج تک عہد حاضر کے

مسلمان منکرین کے ایسے مواد سے آگاہ نہیں ہو سکے ہیں جن میں مسلم معاشروں میں تعلیم کے فروغ کی دعوت دی گئی ہو اور اگر بعض افراد نے ایسا کیا بھی ہے تو انکی تمام تر سوچ محدود رہی دینی اور دنیاوی تعلیم سے آگے نہیں بڑھ سکی۔

امت مسلمہ کی من حیث القوم ترقی کیلئے مروجہ علوم وفنون میں مہارت ضروری ہے لیکن اس سے مراد آزاد بے لگام اور بے دین مہارت نہیں ہے بلکہ ضرورت یہ ہے کہ مسلم معاشروں میں موجود ہر نوعیت کے تعلیمی اداروں میں مذہبی جذبات کو فروغ دیا جائے اور ہر طالبعلم کو یہ نصیحت کی جائے کہ اس کے نزدیک علم کے حصول کا بنیادی مقصد اللہ کی رضا کا حصول اور اپنی بساط کے مطابق اس کے دین کی سربلندی ہو لیکن عملی صورتحال یہ ہے کہ ہمارے مذہبی اداروں میں بھی تعلیم وتربیت کا بنیادی مقصد اللہ کی رضا کا حصول یا اس کے دین کی سربلندی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے۔

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہر چیز' یہاں تک سمندر میں مچھلیاں بھی' طالبعلم کی بخشش کیلئے دعا کرتی ہیں'' ۔[1]

ایک اور روایت کے مطابق' حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے۔

''طالبعلم کے حصول علم سے راضی ہو کر فرشتے اپنے پر اس کے راستے میں بچھا دیتے ہیں'' ۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے'' جو شخص علم کے حصول کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے'' ۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے۔

''انسان کے مرنے کے بعد اس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (ایک) صدقہ جاریہ (دوسرا) وہ علم جس کے ذریعے انسان کے مرنے کے بعد بھی نفع حاصل کیا جائے (اور تیسرا) وہ نیک اولاد جو انسان کیلئے دعا کرتی ہے ۔[4]

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا اور اس کو دوسروں تک منتقل کرنا کتنا اہم اور باعث فضیلت کام ہے۔ عام فہم سی بات ہے کہ طلب علم کی فضیلت بیان کرنے کا بنیادی مقصد لوگوں کو حصول علم کی ترغیب دینا ہے اگرچہ ان روایات میں جس علم کی فضیلت کا ذکر ہے اس سے مراد علم دین ہے لیکن اگر کوئی شخص خلق خدا کی بھلائی کیلئے نیک نیتی کے جذبے کے تحت دنیاوی علم حاصل کرے گا تو اسے بھی فضیلت حاصل ہوگی۔

حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے۔

''علم کے اٹھا لیے جانے سے پہلے اسے حاصل کر لو کیونکہ علم سکھانے والے اور علم سیکھنے والے اجر کے حصول میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ کسی اور قسم کے لوگوں میں بھلائی نہیں پائی جاتی'' ۔[5]

اس حدیث میں نبی اکرم نے صراحت کے ساتھ اپنی امت کو یہ تلقین کی ہے کہ امت کے افراد کا تعلیم وتدریس کے ساتھ سلسلہ

---

[1] ابن عدی 841/2' ابن جوزی 72

[2] الدمیاطی' عبدالمومن بن خلف' المتجر الرابح (18)

[3] بجستانی' سلیمان بن اشعث'' السنن'' 3643' دارمی' عبداللہ بن عبدالرحمن'' السنن'' 99/1

[4] الموصلی' ابو یعلی احمد بن علی'' المسند'' 6457' بیہقی' احمد بن حسین'' السنن الکبریٰ'' 278/6

[5] قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ'' السنن'' (228)' طبرانی' سلیمان بن احمد' المعجم الکبیر 7875

ہمیشہ برقرار رہنا چاہئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

''علم کی طلب جاری رکھو اگر چہ اس کیلئے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے''۔[1]

اگر چہ اس حدیث کو محدثین نے انتہائی ضعیف قرار دیا ہے لیکن کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ سرے سے حدیث ہی نہیں ہے اس لیے اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کے لئے ضروری دنیاوی علوم کا حصول بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس زمانہ میں' چین میں دنیاوی امور سے متعلق علم ہی حاصل کیا جا سکتا تھا۔ بعض محدثین نے اس حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ یہاں چین سے مراد ملک چین نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دور دراز کا خطہ ہے یعنی علم کے حصول کیلئے اگر تمہیں دور بھی جانا پڑے تو جاؤ۔ اگر حدیث کا یہ مفہوم مراد لیا جائے تو بھی اس کا بالواسطہ مطلب یہ ہوگا کہ دنیاوی علوم کے حصول کیلئے اگر دور دراز کا سفر کرنا پڑے تو کر لینا چاہئے کیونکہ یہ طے ہے کہ نبی اکرم کے عہد مبارک میں دینی علوم کا مرکز آپ کی اپنی ذات تھی۔

صحابہ کرام کی مقدس زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ ان حضرات نے علم دین کے حصول کیلئے طویل اسفار کیے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ مجھے پتہ چلا کہ نبی اکرم کی ایک حدیث فلاں صحابی سے پتہ چل سکتی ہے۔ میں نے ایک اونٹ خریدا اس پہ زادِ راہ رکھا اور ایک ماہ تک سفر کرنے کے بعد شام پہنچا۔ وہاں حضرت عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر آیا اور اندر پیغام بھجوایا کہ انہیں بتا دیا جائے کہ جابر آپ کے دروازے پر موجود ہے۔ انہوں نے دروازے پہ آ کر پوچھا' جابر بن عبداللہ؟ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ انہوں نے باہر آ کر مجھے گلے لگایا۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ ایک حدیث آپ نے نبی اکرم سے سنی ہے (اس کے بعد خاصی طویل روایت ہے)[2]

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علم حدیث کے حصول کیلئے کس قدر محنت اور مشقت برداشت کرتے تھے۔ آج ہمارے زمانے میں جبکہ علم حدیث اور سیرت کے بارے میں شائع شدہ کتابیں موجود ہیں۔ ہمیں اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ ہم ان کا مطالعہ کرنے کی زحمت کریں۔

اسلام کی نظر میں علم کا حصول اور تدریس کتنی اہمیت رکھتا ہے اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔

''اگر اللہ تعالیٰ' تمہاری وجہ سے' کسی ایک بھی شخص کو ہدایت دیدے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کی ملکیت کے) حصول سے زیادہ بہتر ہے۔''[3]

عالم کیلئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنا علم دوسروں تک منتقل کرے اور یہی وہ بنیادی روایت ہے جس کی وجہ سے قوموں میں علم کی اہمیت کا شعور اجاگر ہوتا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ' نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

---

۱ ابن عدی (143/4)

۲ بخاری' محمد بن اسماعیل' ''الادب المفرد'' (970)

۳ بخاری' محمد بن اسماعیل' ''الجامع الصحیح'' 2942 'نیشاپوری' مسلم بن حجاج' ''الصحیح'' 2406

''انسان کا علم حاصل کرنا' اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو تعلیم دینا (یہ سب کام) صدقہ ہیں''۔[1]

یہ اور اس طرح کی دیگر بہت سی احادیث ہیں جن میں علم کی فضیلت کا مختلف اعتبارات سے اظہار کیا گیا ہے۔
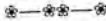
بَابُ ٤٤: مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِي حَدِيثِهِ فَأَتَمَّ الْحَدِيثَ ثُمَّ أَجَابَ السَّائِلَ

اگر کسی سے کوئی علمی بات پوچھی جائے اور وہ گفتگو میں مصروف ہو تو پہلے اپنی بات پوری کرے اور پھر سوال کرنے والے کو جواب دے۔

57- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ لَمْ يَسْمَعْ حَتَّى اِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ اَيْنَ اُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ هَا اَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَاِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلَى غَيْرِ اَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک محفل میں چند لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے کہ اسی دوران ایک دیہاتی شخص وہاں آیا اور اس نے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو جاری رکھی' حاضرین میں سے بعض حضرات یہ سمجھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کی مداخلت کو ناپسند کیا ہے اور بعض یہ سمجھے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی ہی نہیں ہے' جب آپ کی گفتگو مکمل ہوگئی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس دیہاتی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہاں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار شروع کردو'' اس نے دریافت کیا امانت کو ضائع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی کام نااہل شخص کو سونپا جائے تو تم قیامت کا انتظار شروع کردو۔''

ترجمۃ الباب: کیونکہ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے علم کی فضیلت باب 43 میں بیان کی اور اب اس باب میں علم سیکھنے اور سکھانے کے آداب بیان کرنے لگے ہیں۔ ترجمۃ الباب کے عنوان اور بعد میں ذکر کی جانے والی حدیث کے درمیان مناسبت وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں ایک حضرت حلال بن علی بن اسامہ اور دوسرے حضرت عطاء بن یسار

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ روایت حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: (1) علم سیکھنے اور سکھانے کے آداب (2) امانت کی اہمیت (3) نااہلوں کی تعیناتی کی مذمت (4) قرب قیامت کی علامت کا بیان۔ اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: (1) جب کوئی استاد یا عالم پہلے سے بات کرنے میں مشغول ہو تو اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

[1] القرطبی' یوسف بن عبداللہ ''جامع بیان العلم وفضلہ'' 167

(2) اگر کوئی کم علم شخص اس طرح سوال کر دے تو عالم کو چاہیے کہ وہ ناراضگی کا اظہار نہ کرے بلکہ پہلے اپنی بات مکمل کرے اور پھر سائل کی تشفی کرے۔ (3) سائل اگر کم علم یا آداب سے ناواقف بھی ہو تو بھی اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا سنت ہے۔ (4) اگر سائل کی تشفی نہ ہو تو وہ صورت مسئلہ سے متعلق مزید سوال کرے۔ (5) پہلے آنے والے کو پہلے فارغ کیا جائے۔ (6) کسی بھی عہدے پر کسی بھی شخص کو تعینات کرتے وقت اس کی اہلیت کو پیش نظر رکھا جائے۔ (7) زمانے کے حالات اور رواج کو سامنے رکھتے ہوئے قرب قیامت سے خوف زدہ رہا جائے۔ (8) دوسروں کو بھی ان امور کی تعلیم دی جائے۔ (9) کسی کی تعلیم وتربیت میں شوق اور رغبت کا مظاہرہ کیا جائے۔

عصریات: مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں جب ہم عصر حاضر کا جائزہ لیتے ہیں تو نہایت حوصلہ شکن صورتِ حال سامنے آتی ہے اگر آپ پوری ایمان داری سے جائزہ لیں تو دنیاوی اداروں اور محکموں کا تو ذکر ہی کیا؟ دینی اداروں اور تنظیموں میں تعینات اکثر اہل کار درحقیقت اپنے عہدے اور ذمہ داری نبھانے کے اہل نہیں ہیں' بلکہ عام اہل کاروں کو تو ایک طرف رہنے دیں بیشتر مذہبی اداروں اور تنظیموں کے قائدین بھی اپنے عہدوں پر متمکن ہونے کے اہل نہیں ہیں۔

توجہ طلب: اس حدیث کو سامنے رکھ کر کیا آپ نے یہ اندازہ لگایا کہ ہمارے مذہبی پیشوا اور قائدین ''قربِ قیامت کی نمایاں نشانی'' ہیں؟

❀—❀❀—❀
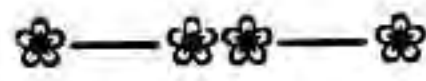
بابٌ ٤٥: مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ

بلند آواز سے علمی بات بیان کرنا

•••———•••———•••

58-حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِی بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ ابْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقْنَا الصَّلٰوةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا

(58) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملے تو نماز کا وقت کم رہ گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے' جلدی میں ہم نے پاؤں پر مسح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ فرمایا ''جہنمی ایڑھیاں برباد ہوں۔''

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان اور بعد میں ذکر کی جانے والی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض اوقات ضرورت کے تحت لوگوں کو تنبیہ کرنے یا زیادہ لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کے لیے آواز کو بلند کیا جا سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی تابعین ہیں ایک حضرت یوسف بن ماہک اور دوسرے حضرت جعفر بن ایاس۔

حدیث کی قسم: یہ روایت بھی مرفوع متصل ہے اور یہ بھی حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: وضو کے دوران اعضائے وضو کو اہتمام اور احتیاط سے دھونا اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) وضو کے دوران پاؤں دھونا فرض ہے۔ (2) اگر کسی ناواقف شخص کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھا جائے جو

شرعی تعلیمات کے خلاف ہو تو اسے تنبیہ کرنا ضروری ہے۔(3) انسانی جسم کو بھی عذاب کا شکار کیا جائے گا۔(4) بوقت ضرورت بلند آواز سے تعلیم وتبلیغ کی جاسکتی ہے۔(5) کسی بات کو سمجھانے یا اس کی اہمیت واضح کرنے کے لیے اس بات کو دہرانا سنت ہے۔

عصریات: عصر حاضر میں جوش خطابت ایک اہم مسئلہ ہے اس میں شبہ نہیں کہ آج سے چند برس پہلے تک دھواں دار اور پُر جوش خطابت کا رواج عام تھا اور سامعین کسی عام ہلکی آواز میں گفتگو کرنے والے خطیب کو پسند نہیں کرتے تھے مگر اب معاملہ برعکس ہو چکا ہے اب پُر جوش، شعلہ بیان، آفت جاں خطیب پسند نہیں کیے جاتے، اس لیے جو علماء اور واعظین سپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر خوب زور و شور سے چیخ چلا کر خطاب کرتے ہیں، انہیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے خطاب کا طریقہ بہر حال ایسا نہیں تھا کیونکہ کسی بات کو زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے بلند آواز سے بولنا اور چیخ پکار کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔

توجہ طلب: اگر آپ کسی تنظیم یا مسجد کی کمیٹی کے رکن ہیں اور مذہبی جلسے کے لیے کسی عوامی خطیب کو مدعو کرنا چاہتے ہیں تو براہِ کرم یہ بات پیش نظر رکھیے گا کہ آپ کے مہمان خطیب کسی عام مسلمان کو دین سے متنفر کرنے کا باعث نہ بن جائیں۔

❀—❀❀—❀

باب ٤٦: قَوْلِ الْمُحَدِّثِ

حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَاَنَا وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَاَنَا وَسَمِعْتُ وَاحِدًا وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ وَقَالَ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ وَقَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّكُمْ عَزَّوَجَلَّ

محدث کا ''حدثنا' اخبرنا' انبانا'' کہنا (درست ہے) حمیدی کہتے ہیں ابن عیینہ کے نزدیک ''حدثنا' اخبرنا' انبأنا اور سمعت'' کا مفہوم ایک ہی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حدثنا رسول اللّٰہ وھو الصادق والمصدوق (اللہ کے رسول نے ہمیں یہ حدیث بیان کی آپ سچے ہیں اور آپ کو سچا مانا جاتا ہے) شقیق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے اللہ کے رسول کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اللہ کے رسول نے ہمیں دو احادیث بیان کی تھیں۔'' حضرت ابو العالیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے پروردگار کے فرمان کے طور پر بیان کیا ہے۔ حضرت انس' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے' آپ کے پروردگار کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے تمہارے پروردگار کا فرمان نقل کرتے ہیں۔

•••———•••———•••

59- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَّا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا مَا

هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے جھڑتے نہیں اور وہ مسلمان شخص کی مانند ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟ حاضرین جنگلی درختوں کے بارے میں سوچنے لگے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' مجھے خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں شرم کے مارے خاموش رہا پھر کچھ دیر بعد لوگوں نے عرض کی' اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہی بتائیں وہ کون سا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ کھجور کا درخت ہے۔

ترجمۃ الباب: ہر علم اور فن کی اپنی مخصوص اصطلاحات ہوتی ہیں اسی طرح علم حدیث کی بھی مخصوص اصطلاحات ہیں اگر آپ کسی بھی حدیث کی سند کا جائزہ لیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ محدثین جب اپنے استاد کے حوالے سے کسی حدیث کو نقل کرتے ہیں تو اس کے لیے پانچ الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ استعمال کرتے ہیں۔ حدثنا' انبأنا' اخبرنا' سمعت' عن

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ' حضرت ابن عباس' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور ان حضرات کے شاگردوں کے حوالے سے مختلف روایات نقل کی ہیں جن میں مذکورہ بالا الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اس سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حمیدی کے حوالے سے مشہور محدث ابن عیینہ کا یہ مؤقف نقل کیا ہے کہ حدثنا' انبأنا اور اخبرنا میں تکنیکی اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ''فحدثونی'' (مجھے بتاؤ) ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور درحقیقت بیان صحابی ہے تاہم اس کا آخری حصہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: ایمان کی خوبی اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) بعض اوقات طلباء کی ذہنی آزمائش کے لیے پہیلی کی طرز کا سوال ان کے سامنے رکھنا چاہیے۔ (2) شاگردوں کو چاہیے کہ وہ شرم کے باعث خاموش رہنے کی بجائے سوال کا جواب دینے کی کوشش کریں' یوں ان کی صلاحیتیں اُبھر کر سامنے آئیں گی۔
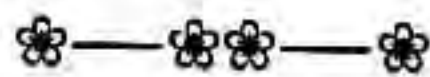
باب ۴۷: طَرْحِ الْاِمَامِ الْمَسْاَلَةَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ

اپنے ساتھیوں کی علمیت کے امتحان کے لیے استاد کا سوال پیش کرنا
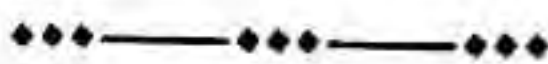
60- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے جھڑتے نہیں اور وہ مسلمان شخص کی مانند ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟ حاضرین جنگلی درختوں کے بارے میں سوچنے لگے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے' لیکن میں شرم کے مارے خاموش رہا' پھر کچھ دیر بعد لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہی بتائیں وہ کون سا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

ترجمۃ الباب: طلباء کی ذہنی آزمائش کے لیے سوال کرنا ترجمۃ الباب کا عنوان ہے' اس عنوان اور بعد میں نقل ہونے والی حدیث کے درمیان مناسبت وضاحت کی محتاج نہیں ہے' اس کے بعد جو روایت امام بخاری نے نقل کی ہیں وہ سابقہ روایت ہی ہے۔ تاہم اس کی سند اس سے مختلف ہے۔ یوں محدثین کے نزدیک یہ دو مستقل روایات ہیں' پھر یہ کہ دونوں مقامات پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے دو مختلف مسائل کا استخراج کر کے انہیں ترجمۃ الباب کا عنوان قرار دیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ دراصل سابقہ روایت ہی ہے۔
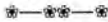
باب ۴۸: مَا جَآءَ فِي الْعِلْمِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَقُلْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا) الْقِرَآئَةُ وَالْعَرْضُ عَلَى الْمُحَدِّثِ

وَرَاَى الْحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ الْقِرَآئَةَ جَائِزَةً وَّاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ فِي الْقِرَآئَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيْثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ نُّصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهٰذِهٖ قِرَآئَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهٗ بِذٰلِكَ فَاَجَازُوْهُ وَاحْتَجَّ مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَاُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُوْنَ اَشْهَدَنَا فُلَانٌ وَّيُقْرَاُ عَلَى الْمُقْرِءِ فَيَقُوْلُ الْقَارِئُ اَقْرَاَنِيْ فُلَانٌ

محدث کے سامنے حدیث پڑھنا یا پیش کرنا حضرت حسن بصری' سفیان ثوری اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک استاد کو حدیث پڑھ کر سنانا (اور پھر اس استاد کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کر دینا) جائز ہے۔ استاد کو حدیث پڑھ کر سنانے کے جواز میں بعض حضرات حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے متعلق وہ روایت پیش کرتے ہیں جن کے مطابق انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم پانچ نمازیں ادا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: ہاں! علماء فرماتے ہیں یہ دراصل نبی اکرم ﷺ کے سامنے قرأت کرنے کے مترادف ہے کیونکہ حضرت ضمام رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو یہ حکم سنایا ہوگا اور انہوں نے اسے درست سمجھا ہوگا۔ امام مالک اس بارے میں دلیل کے طور پر وہ تحریر پیش کرتے ہیں جسے لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا جاتا ہے اور پھر وہ سب لوگ (دوسروں کے سامنے حدیث بیان کرتے ہوئے) یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں صاحب کے ساتھ موجود تھے۔ استاد کے سامنے حدیث پڑھی گئی اور پڑھنے والے نے یہ کہا کہ میں فلاں صاحب کے سامنے یہ حدیث پڑھ رہا ہوں۔

61- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَاْسَ

بِالْقِرَائَةِ عَلَى الْعَالِمِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ اِذَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّقُوْلَ حَدَّثَنِي قَالَ وَسَمِعْتُ اَبَا عَاصِمٍ يَقُوْلُ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ الْقِرَائَةُ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَائَتُهُ سَوَاءٌ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی عالم کے سامنے (کتاب یا سبق) پڑھ کر سنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں اگر آپ نے کسی محدث کے سامنے حدیث پڑھی ہو تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے میرے سامنے حدیث بیان کی۔

امام مالک اور سفیان اس بات کے قائل تھے کہ استاد کا حدیث بیان کرنا یا استاد کے سامنے شاگرد کا پڑھنا یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

62-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي نَمِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْنَا هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَبْتُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْاَلَةِ فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَقَالَ اَسْاَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ نُّصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ نَّصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِي مِنْ قَوْمِي وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ وَّرَوَاهُ مُوسٰى وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِالْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ ہم مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اس نے مسجد کے باہر اونٹ کو بٹھا کر اسے باندھ دیا' پھر اندر آ کر دریافت کیا' آپ میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' ہم نے جواب دیا' یہ نورانی شخصیت جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں' اس شخص نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا' اے عبدالمطلب کے پوتے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو چاہے پوچھو) میں تمہیں جواب دوں گا۔ وہ شخص بولا اگر گفتگو کے درمیان میرا لہجہ سخت ہو تو آپ بُرا نہیں مانیے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی ہے' تم پوچھو اس شخص نے کہا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ سے پہلے والے لوگوں کا پروردگار ہے۔ کیا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا' خدا جانتا ہے بالکل ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہم روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا' اللہ جانتا

ہے' ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا' میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ آپ ﷺ امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے اسے غریبوں میں تقسیم کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا' میں آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں' میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میرا تعلق قبیلہ بنو سعد بن بکر سے ہے۔

ترجمۃ الباب: محدثین کے مخصوص طریق درس و تدریس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ بعض اوقات شاگرد استاد کو کوئی روایت پڑھ کر سناتا ہے اور پھر وہی شاگرد اسی روایت کو اسی استاد کے حوالے سے آگے بیان کر دیتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمۃ الباب اسی روایت کو درست ثابت کرنے کے لیے قائم کیا ہے اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ' حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ' حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے اس بارے میں فتاویٰ اور ان کے دلائل نقل کیے ہیں۔ دلائل میں حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے' اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آئندہ سطور میں نقل کر دیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ دراصل نبی اکرم ﷺ کے بعض جوابات کا تذکرہ ہے جو آپ ﷺ نے ایک سائل کے سوالات کے جواب میں ارشاد فرمائے۔

مضامین حدیث: اسلام کی بنیادی تعلیمات کا تعارف اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

63-حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ فَقَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالْجِبَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ آللهُ أَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ زَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَزَكَوٰةً فِي أَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ بِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِي سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَ إِلَى بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب قرآن میں ہمیں نبی اکرم ﷺ سے (خوانخواہ) سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہماری خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دیہاتی شخص آ کر نبی اکرم ﷺ سے کوئی بات دریافت کرے اور آپ کے جواب سے ہم بھی فیض یاب ہوں۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ ﷺ کا مبلغ ہمارے پاس آیا تھا اور اس نے ہمیں بتایا کہ آپ ﷺ یہ دعویٰ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' یہ بات ٹھیک ہے اس نے دریافت کیا' آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ عزوجل نے' اس نے دوسرا

سوال کیا' زمین اور پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ عزوجل نے' اس نے اگلا سوال یہ کیا' ان میں منافع بخش (نعمتیں) کس نے پیدا کی ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا' اللہ عزوجل نے۔ وہ شخص بولا جس ذات نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے' پہاڑ بنائے ہیں' ان میں منافع رکھا ہے اسی ذات کی قسم! (آپ ﷺ سچ بتائیں) کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں! وہ شخص بولا آپ ﷺ کا مبلغ یہ بھی بتا رہا تھا کہ (مسلمان ہونے کی صورت میں) ہمیں پانچ نمازیں پڑھنی ہوں گی' اپنے اموال میں سے زکوٰۃ دینا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اس نے ٹھیک بتایا ہے۔ وہ شخص بولا جس ذات نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا ہے' میں اسی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ ہی نے آپ ﷺ کو ان باتوں کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں! وہ بولا آپ ﷺ کے مبلغ نے یہ بھی بتایا تھا کہ ہمیں ہر سال ایک ماہ روزے بھی رکھنا ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اس نے ٹھیک کہا ہے۔ وہ بولا جس ذات نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا ہے اس کی قسم! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کا بھی حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں! وہ شخص بولا' آپ ﷺ کے مبلغ نے یہ بھی بتایا تھا کہ جو شخص صاحبِ استطاعت ہے اس پر حج کرنا فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اس نے ٹھیک بتایا ہے۔ وہ شخص بولا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا ہے' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات کا بھی حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں! وہ شخص بولا' اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے' میں ان تمام امور میں کوئی کمی و بیشی نہیں کروں گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو یہ ضرور بالضرور جنت میں داخل ہوگا۔

مضامین حدیث: یہ روایت بھی سابقہ روایت کے مطابق ہے اور اس میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی کے' اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متعلق' سوالات کے جواب عنایت کیے ہیں۔
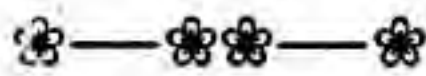
باب ۴۹: مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ

وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَسَخَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى الْآفَاقِ وَرَأَى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ذٰلِكَ جَائِزًا وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِأَمِيرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ لَا تَقْرَأْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مناولت (کا تذکرہ) اور اہلِ علم کا علمی تحریریں مختلف شہروں میں بھیجنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کے مختلف نسخے تیار کروائے اور انہیں دور دراز شہروں میں بھجوایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت یحییٰ بن سعید اور امام مالک (رضی اللہ عنہم) اسے جائز سمجھتے ہیں۔ حجاز کے بعد محدثین نے اس کے جواز میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک سریہ کے امیر کو ایک تحریری حکم بھجوایا اور یہ ہدایت کی کہ فلاں مقام پر پہنچنے سے پہلے اسے نہ پڑھنا جب وہ مخصوص مقام آیا تو قاصد نے اسے پڑھ کر سنایا اور لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے آگاہ کیا۔

64- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَّاَمَرَهُ اَنْ يَّدْفَعَهُ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَاَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کے ذریعے اپنا ایک خط بحرین کے گورنر کو بھجوایا تاکہ گورنر یہ خط کسریٰ (شاہِ ایران) تک پہنچا دے۔ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر اسے پھاڑ دیا۔

(امام بخاری فرماتے ہیں) میرے خیال میں (یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نہیں ہے بلکہ) حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے (ایرانیوں کو) بددعا دی تھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

ترجمۃ الباب: علم کو سیکھنے اور سکھانے کے مخصوص طریقوں میں تحریری استفادے کا طریقہ بھی شامل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب میں اسی بات کی وضاحت کی ہے اور اس کی تائید میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے مختلف تحریری نسخے تیار کروا کر اسلامی سلطنت کے مختلف صوبوں میں بھجوائے تاکہ ان کی مزید نقول تیار ہو سکیں اور لوگ صحیح طرح سے قرآن پاک پڑھنے کے قابل ہو سکیں۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دو مشہور محدثین حضرت یحییٰ بن سعید اور حضرت امام مالک کے فتاویٰ نقل کیے ہیں اور تحریری استفادے کے جواز کے بارے میں اہل حجاز کی دلیل نقل کی ہے۔

ترجمۃ الباب کا بنیادی عنوان تحریری تعلیم وتعلم کا جواز ہے' آگے آنے والی روایت میں نبی اکرم ﷺ کے اس مکتوب گرامی کا تذکرہ ہے جو آپ نے شاہِ ایران کو تحریری دعوتِ اسلام کے طور پر بھجوایا تھا اس کے بعد حدیث:65 میں مختلف حکمرانوں کو تحریری دعوتِ اسلام بھجوانے کا ذکر موجود ہے' جس سے ترجمۃ الباب کے عنوان کی تائید ہوتی ہے۔

مضامین حدیث: غیر مسلم فرمارواؤں کو دعوتِ اسلام دینے کا طریقہ کار اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک حضرت عبیداللہ بن عبداللہ اور دوسرے محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کے نام سے مشہور ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ یہ روایت دراصل صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے جس میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ایک عمل کا ذکر کیا ہے۔ روایت کے آخر میں مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب کا نوٹ بھی مذکور ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) خط وکتابت کے ذریعے اسلام کی تبلیغ کرنا سنت ہے۔ (2) ان لوگوں کو بطورِ خاص اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو عوام پر اثر انداز ہو سکتے ہوں۔ (3) خط لکھتے وقت مناسب القاب کے ساتھ مخاطب کرنا چاہیے۔ (4) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اخروی تباہی کے ساتھ دنیاوی خسارے کا بھی سبب بنتی ہے۔

عصریات: عصر حاضر میں خط وکتابت کی جدید شکل ای میل اور چیٹنگ ہے اس کے ذریعے آپ بہت سے افراد تک اپنا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔

توجہ طلب: ہم اوسطاً کتنی مرتبہ انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں؟ اس میں سے کتنا وقت ذاتی کاروبار یا تفریحی مشاغل میں صرف کرتے

ہیں؟ اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے کتنی کوشش کرتے ہیں؟

65- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَكْتُبَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ مَنْ قَالَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَسٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مختلف حکمرانوں کو) خطوط بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ حکمران صرف اسی خط کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہوئی ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی جس پر ''محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) کندہ کیا گیا۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں موجود اس انگوٹھی کا منظر گویا میری آنکھوں میں نقش ہے۔

(اس روایت کے ایک راوی شعبہ کہتے ہیں) میں نے قتادہ سے پوچھا' انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) نقش ہونے کا ذکر کس نے کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

ترجمۃ الباب: اس روایت کا تعلق بھی باب: 49 سے ہے اور اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ تحریری طور پر دعوت و تبلیغ کا کام کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو نقل کرنے والوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن مقاتل جو ابوالحسن المروزی الکسائی کے نام سے مشہور ہیں۔ اکابر تبع تابعین میں سے ایک ہیں جبکہ انہوں نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن مبارک المروزی الحنظلی سے نقل کی ہے۔ یہ عبداللہ بن مبارک صوفیاء اور محدثین کے متفقہ پیشوا سمجھے جاتے ہیں۔ مشہور صوفی بزرگ حضرت علی ہجویری نے اپنی مشہور تصنیف ''کشف المحجوب'' میں نہایت شاندار الفاظ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمل مبارک کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون بھی تحریری طور پر تبلیغ کا مسنون ہونا ہے لیکن یہاں بات پیش نظر رہے کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف غیر مسلم افراد کو دعوت دینے کے لیے تحریری طریقہ کار اختیار کیا جائے بلکہ عام مسلمان اور اہلِ علم حضرات آپس میں اخذ و استفادہ کے لیے یہ طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔

ماضی میں ہندوستان میں مشہور صوفی بزرگ اور مصلح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے اکبر کے ایجاد کردہ دین کا خاتمہ کیا اور ہندوستان میں اسلامی تعلیمات کو واضح کر کے عام کیا۔ آپ کے مکتوبات علوم و معارف کا شاہکار ہیں۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش رو بزرگوں میں مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے ''مکتوبات صدی'' اور ''مکتوبات دو صدی'' بھی معرفت سے متعلق علوم کا اہم ماخذ ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: کسی غیر مسلم نمایاں شخصیت کودعوت دینے کے لیے کسی مسلمان نمایاں شخصیت کوایسا کرنا چاہیے تاکہ وہ غیر مسلم اس تحریر کی اہمیت کو محسوس کر سکے باقی ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔
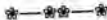
باب ۵۰: مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا

محفل کے سرے پر بیٹھنا چاہیے تاہم اگر درمیان میں گنجائش ہوتو وہاں بھی بیٹھا جاسکتا ہے۔
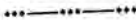
66- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَآوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' کچھ اور حضرات بھی آپ ﷺ کے ہمراہ موجود تھے اسی دوران تین اشخاص آئے جن میں سے دو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے اور ایک شخص واپس چلا گیا۔ ایک شخص گنجائش دیکھ کر وہاں بیٹھ گیا' دوسرا جان بوجھ کر حاضرین کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا واپس چلا گیا۔ محفل کے اختتام پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' میں تمہیں ان تینوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ایک شخص اللہ کی پناہ کی طرف آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے پناہ دی' دوسرا شخص شرما گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا اور تیسرا شخص منہ پھیر کر چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے (اپنی رحمت کو) اس سے پھیر لیا۔

ترجمۃ الباب: علمی محفل میں بیٹھنے کے آداب کی وضاحت اس ترجمۃ الباب کا مرکزی عنوان ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک یزید اور دوسرے اسحاق بن عبداللہ انصاری اس کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اس کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہیں اور یہ درحقیقت حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' جس میں انہوں نے بعض لوگوں کے طرزِ عمل اور اس پر نبی اکرم ﷺ کے ردعمل کا ذکر کیا ہے۔

مضامین حدیث: علمی محافل میں شرکت کی ترغیب اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) علمی محافل میں شرکت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت میں شامل ہونے کے مترادف ہے چونکہ دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ فرشتے ایسی محافل کو اپنے پروں کے سائے میں کر لیتے ہیں۔ (2) جو شخص اللہ کی طرف جانے کی کوشش کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں' ہم اپنے راستوں کی طرف ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔'' (عنکبوت:69)

(3) جس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت طالب علم کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اسی طرح استاد کو بھی چاہیے کہ وہ طالب علم کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے۔(4) عالم کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد شرم کی وجہ سے مسئلہ نہ پوچھنا مناسب نہیں ہے۔(5) غرور' تکبر یا عناد کے باعث علمی محافل سے منہ موڑنے والا شخص اللہ کی رحمت سے دُور ہو جاتا ہے۔(6) محفل کے آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (7) استاد کو چاہیے کہ تاخیر سے آنے والے شخص کو علم سے محروم نہ رکھے تاہم زجر و توبیخ کے لیے اسے کوئی اور سزا دی جا سکتی ہے۔ (8) استاد کے قریب ہو کر بیٹھنا چاہیے تاکہ زیادہ توجہ اور ارتکاز نصیب ہو۔(9) محفل کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ محفل برخاست ہونے سے پہلے اُٹھ کر نہ جائے۔(10) پہلے آنے والا شخص آگے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے۔(11) محفل میں لوگوں کو پھلانگ کر جانا غلط ہے۔(12) جو شخص بھلائی کے حصول کے ارادے کے لیے آئے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

عصریات: کچھ امور ایسے ہوتے ہیں جن کا حکم وقت اور حالات کے تحت تبدیل ہو جاتا ہے جیسے ہمارے زمانے میں درس گاہوں کے مخصوص اوقات ہوتے ہیں جن میں حاضری لازم ہوتی ہے۔ کمرہ جماعت میں نشستیں مخصوص ہوتی ہیں' یہ اور اس طرح کے دیگر لوازمات مختلف اداروں میں مختلف ہوتے ہیں کیونکہ ان کا بنیادی مقصد طلباء تک زیادہ بہتر طریقے سے علم منتقل کرنا ہوتا ہے اس لیے شرعی طور پر تو نہیں مگر عقلی طور پر ان قوانین کی پاس داری نہایت ضروری ہے۔

❀——❀❀——❀

باب ۵۱: قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے بعض اوقات (براہِ راست) سننے والے سے وہ شخص زیادہ بہتر یاد رکھتا ہے جس تک (براہِ راست سننے والے کے ذریعے) بات پہنچی ہے۔

•••——•••——•••

67- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ ذَكَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلٰى بَعِيرِهٖ وَاَمْسَكَ اِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ اَوْ بِزِمَامِهٖ قَالَ اَىُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيهِ سِوٰى اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَىُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَيْسَ بِذِى الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِىْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِىْ بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى اَنْ يُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْهُ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں (فتح مکہ کے موقع پر) جب کہ نبی اکرم ﷺ اونٹ پر تشریف فرما تھے اور ایک صاحب نے اس کی لگام تھام رکھی تھی' آپ نے دریافت کیا' آج کون سا دن ہے؟ ہم خاموش رہے اور یہ سمجھے کہ شاید آپ کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے پھر آپ نے خود ہی فرمایا' کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے دریافت کیا' یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم خاموش رہے اور یہ سمجھے شاید آپ ﷺ اس مہینے کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا' تمہارا خون' مال اور عزت آپس میں اسی طرح محترم ہیں جیسے یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہے۔ تمام حاضرین اس پیغام

کو غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں' چونکہ ہو سکتا ہے کہ غیر موجود لوگوں میں سے کوئی شخص حاضرین میں موجود کسی فرد سے زیادہ بہتر طور پر اس فرمان کو یاد رکھے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان آگے نقل کی جانے والی حدیث کا آخری حصہ ہے اس لیے دونوں کے درمیان مناسبت محتاج وضاحت نہیں ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین' ایک عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اور دوسرے محمد بن سیرین انصاری' موجود ہیں اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کے تمام راوی بصرہ میں اقامت گزین رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: (1) دینی احکام کی تبلیغ کی ترغیب (2) مسلمانوں کی جان' مال اور عزت کے احترام کی تلقین (3) اسلامی تعلیمات کے مطابق مخصوص مقامات' اوقات اور اشیاء کے احترام کی ترغیب اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: (1) عالم پر یہ بات واجب ہے کہ وہ اپنا علم دوسروں تک منتقل کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ عہد لیا تھا۔

''وہ (علماء اللہ تعالیٰ کے احکام کو) لوگوں کے سامنے واضح طور پر بیان کریں گے انہیں چھپائیں گے نہیں۔''

(2) بعض اوقات شاگرد استاد سے زیادہ علمی مہارت حاصل کر لیتا ہے۔ (3) حدیث کو نقل کرنے کے لیے صرف حدیث کے الفاظ سے واقف ہونا کافی ہے اس کے لیے فقاہت یا علمیت شرط نہیں ہے تاہم ایسے شخص کو شرح حدیث کا اختیار نہیں ہوگا۔ (4) عالم کو چاہیے کہ کسی بھی اہم مسئلے کو لوگوں کے سامنے اچھی طرح بیان کرے اور اگر کسی چیز کے احترام کی ترغیب دینا ضروری ہو تو ضرور ایسا کرے۔ (5) ضرورت کے وقت سوار حالت میں دعوت و تبلیغ کا کام کیا جا سکتا ہے۔ (6) تمام مسلمانوں کی جان' مال اور عزت یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ (8) بعض اوقات کسی مسئلے کو واضح کرنے کے لیے تشبیہ یا مثال دے کر سمجھایا جا سکتا ہے۔ (9) کسی بزرگ کے احترام کے طور پر اس کی سواری کے آگے چلنا جائز ہے۔ (10) اہم دینی اجتماعات میں لوگوں کو بنیادی تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہیے۔

عصریات: یہ ہماری کم نظری اور کوتاہ فہمی بھی ہو سکتی ہے مگر ہمارا مشاہدہ یہی ہے کہ ہمارے زمانے میں بطور خاص دینی مدارس کے اساتذہ اس بارے میں پُر یقین ہوتے ہیں کہ ہمارا کوئی طالب علم کسی قسم کی کوئی علمی فضیلت حاصل نہیں کر سکتا' جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ طلباء کی مناسب حوصلہ افزائی نہیں کرتے' حالانکہ ان کا بنیادی فرض یہی ہے کہ وہ زیادہ ترغیب کے ساتھ اپنا علم شاگردوں تک منتقل کریں۔

توجہ طلب: باپ یا استاد ہونے کے ناتے قابل احترام ہونا الگ پہلو ہے لیکن کسی مخصوص فن یا علم کے حصول کے لیے زیادہ فطری قابلیت کا مالک ہونا ایک الگ پہلو ہے۔ کیا ہم اپنے شاگردوں یا ہمارے اساتذہ ہمارا اس حوالے سے خیال رکھتے ہیں؟
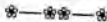
بَاب ٥٢: اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) فَبَدَاَ بِالْعِلْمِ وَاَنَّ الْعُلَمَآءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ وَّمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّطْلُبُ بِهٖ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ (اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ) وَقَالَ (وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ) (وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا

كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيْرِ) وَقَالَ (هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ اَنِّيْ اُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ تُجِيْزُوْا عَلَيَّ لَاَنْفَذْتُهَا وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ) حُلَمَاءَ فُقَهَاءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِيْ يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهٖ

علم کا مرتبہ قول اور عمل سے پہلے ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''یہ بات جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم سے آغاز کیا ہے۔ نیز (حدیث میں منقول ہے) علماء انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء کی وراثت علم ہے جو اسے حاصل کرے اُسے بہت کچھ مل جاتا ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے) ''جو شخص علم کے حصول کے راستے پر چلتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔'' (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے) ''بے شک اللہ کے بندوں میں سے اس سے علماء ڈرتے ہیں''۔ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے) ''یہ بات صرف علم والے سمجھ سکتے ہیں۔'' (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے) ''(قیامت کے دن کفار کہیں گے) اگر ہم سُن لیتے اور سمجھ جاتے تو جہنمی نہ بنتے۔'' (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے) ''کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے' دونوں برابر ہیں۔'' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کے لیے بھلائی کا ارادہ کر لے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔'' اور بے شک علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن کے اوپر اشارہ کرتے ہوئے کہا اگر تم اس پہ تلوار رکھ دو اور پھر میرا یہ اندازہ ہو کہ تمہارے میری گردن کاٹنے سے پہلے میں کوئی ایک حدیث بیان کر سکتا ہوں جو میں نے نبی اکرم ﷺ سے سُنی ہو تو میں اسے بیان کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر موجود شخص کو چاہیے کہ وہ غیر موجود تک (یہ پیغام) پہنچا دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' ربانی بن جاؤ یعنی حکماء' علماء اور فقہاء۔ ایک روایت کے مطابق ربانی اسے کہا جاتا ہے جو لوگوں کو بڑی بڑی علمی باتیں بتانے سے پہلے چھوٹی چھوٹی علمی باتیں بتائے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان علم کی اہمیت کا اظہار یہ ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دلیل کے طور پر قرآن مجید کی ایک آیت نقل کی ہے اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی دو احادیث نقل کی ہیں اس کے بعد قرآن مجید کی چار آیات ہیں پھر نبی اکرم ﷺ کی دو احادیث ہیں پھر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ایک قول ہے پھر نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے اور اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر وضاحت ہے۔

دنیاوی علوم

قرآن مجید نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے ''علم'' کو اس فضیلت کی بنیادی وجہ قرار دیا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

''اور اس (اللہ) نے آدم کو تمام اسماء کا علم عطا کیا''۔ (البقرہ:31)

اس آیت مبارک میں ''کلھا'' (اسماء کی تمام اقسام) لفظ قابل غور ہے کیونکہ یہاں جس چیز کی تعلیم کا ذکر کیا جارہا ہے۔ اس سے

مراد صرف دینی علوم نہیں ہیں۔

بدقسمتی کے ساتھ ہمارا مذہبی طبقہ علم دین کے درس و تدریس کو ہی کافی سمجھتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علم دین کا پڑھنا اور پڑھانا دیگر تمام علوم کی درس و تدریس پر فضیلت رکھتا ہے لیکن آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ دنیوی امور میں اہل دنیا کی رہنمائی کرنا بھی اسی مذہبی طبقے کی بنیادی ذمہ داری ہے اور آپ یہ ذمہ داری اس وقت تک صحیح طور پر ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے۔ جب تک آپ امور دنیا سے آگاہ نہ ہوں۔

اسی حقیقت کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیں۔ بلاشبہ علم دین تمام علوم سے افضل ہے لیکن محض ''افضل'' کے سہارے دنیا کا نظام نہیں چل سکتا۔ خدانخواستہ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم کسی اعتبار سے علم دین کو کم تر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم درحقیقت مذہبی طبقے اور عام مسلمانوں کی توجہ اس تلخ زمینی حقیقت کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں۔ اس کا نظام چلانے کیلئے بہت سے علوم وفنون کی ضرورت ہوتی ہے۔ دین کی سربلندی کیلئے کوشش کرنا مذہبی طبقے کی بنیادی ذمہ داری ہے کیونکہ لوگ اسی طبقے کی پیروی کرتے ہیں۔ مذہبی پیشواؤں کی جانب سے جو ہدایت اور رہنمائی لوگوں کو دی جائے گی۔ لوگ اسی کے مطابق عمل کریں گے۔ اگر آپ اسلام کی ابتدائی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ اس زمانے میں دنیوی قیادت بھی انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ جن کے ہاتھوں میں مذہبی پیشوائی کا علم موجود تھا۔

اگر آپ نبی اکرمؐ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ سیدہ عائشہ صدیقہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ ان کی بہت سی آراء اور فیصلوں کا تعلق اس زمانے کی تہذیب اور تمدن کے ساتھ تھا۔ اس طرح اگر آپ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کی فقہی آراء کا مطالعہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام کے اسوۂ کو سامنے رکھتے ہوئے تیزی سے بدلتے ہوئے معاشی' معاشرتی بلکہ مذہبی رجحانات کے پس منظر' اسباب اور ممکنہ نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

قرآن کہتا ہے

''کثرت تمہیں غافل کر دے گی'' (التکاثر:1)

یہ آیت نہایت وسیع مفہوم کی حامل ہے۔ اگر آپ ایک لمحے کیلئے ٹھہر کر دنیا کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آئے گی کہ آج کے زمانے میں علوم وفنون بہت زیادہ پھیل چکے ہیں۔ آج کے زمانے میں' دنیا میں جن اقوام کو ترقی یافتہ قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے حالات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے ہر علم اور ہر علم کے ذیلی علوم پر تحقیق کا سلسلہ برقرار رکھا ہے اور یہ مجموعی روایت ہی ان کی ترقی کا اصل راز ہے۔

اس کے برعکس اگر آپ عالم اسلام کا جائزہ لیں تو مسلمانوں نے دین اور دنیا ہر طرح کے علوم سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ ذیل میں ہم چند اہم علوم' ان کی ضرورت اور دیگر متعلقہ مباحث پر گفتگو کریں گے۔ عین ممکن ہے کہ یہ سطور آگے چل کر مسلمانوں کو بیدار کرنے میں معاون ثابت ہوں۔ ہم اس غلط فہمی کا شکار ہرگز نہیں ہیں کہ ہماری اس تحریر کو مسلمان ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور اس پر فوراً عمل کرنا شروع کر دیں گے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ مذہبی طبقے سے تعلق رکھنے والے حضرات ہماری ان گزارشات پر غور کریں اور پھر اس سوچ کو امت تک منتقل کریں۔ کون جانتا ہے کہ انہی حضرات میں سے کوئی ایک ایسا شخص بھی موجود ہو جس کے مقدر میں یہ لکھ دیا گیا ہو کہ وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے قافلے کا سالار ہوگا؟

یہ سطور دراصل ایک آئینہ ہیں جسے سامنے رکھ کر ہم اپنی حالت زار کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ ہماری بہت سی مذہبی تنظیموں کے بہت سے قائدین امریکہ فتح کرنے کی بات کرتے ہیں۔ مغرب کو مسلمانوں کا محکوم بنانے کے نعرے لگاتے ہیں اور ہم جیسے عام سادہ لوح مسلمان انہیں سن کر خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ یا یورپ تو بہت دور کی بات ہے پاکستان سمیت دنیا کے تمام مسلمان ممالک ہندوستان جتنے ترقی یافتہ بھی نہیں ہیں۔ مشرق بعید میں ایک چھوٹا سا ملک ہے جسے دنیا کے ساتھ بظاہر کوئی سروکار نہیں۔ اس کے چاروں طرف سمندر ہے لیکن علوم فنون کی تحقیق وتفتیش کے حوالے سے دنیا کا کوئی ایک بھی مسلمان ملک اس کی ترقی کے ایک فیصد حصے کے برابر بھی ترقی یافتہ نہیں ہے۔ ہماری مراد جاپان ہے۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ دنیا کے تمام مسلم ممالک میں کون سا ایسا اسلامی ملک ہے؟ جہاں عدل کا دور دورہ ہو؟ رعایا کو تمام تر شہری سہولتیں حاصل ہوں؟ جہاں سے علم وتحقیق کے سوتے پھوٹتے ہوں؟۔

ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں۔ وہ ایک عالمی گاؤں کی حیثیت اختیار کر گئی ہے بلکہ سیٹلائٹ ٹیکنالوجی نے کرۂ ارض کو ایک عالمی کمرے کی حیثیت دے دی ہے جہاں کسی کا کسی سے کوئی پردہ نہیں ہے۔ اس کمرے میں رہنے والے افراد میں سے کوئی ایک فرد بقیہ افراد میں سے چند ایک کی مدد حاصل کیے بغیر کسی ایک فرد کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہاں کوئی بھی حرکت کرنے سے پہلے سو نہیں ہزار مرتبہ سوچنا پڑتا ہے۔ اس حرکت کے ممکنہ نتائج کا اندازہ لگانا ہوتا ہے۔ ہم میں سے کبھی کسی نے غور نہیں کیا کہ قبلہ اوّل پچھلے 50 برسوں سے یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ جو لوگ اس بارے میں سوچتے ہیں۔ ان کی سوچ صرف نعرے لگانے' پتلے جلانے اور احتجاج کرنے تک محدود ہے۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے مسلمانوں کے بہت سے طبقوں میں جہاد کا شوق پیدا ہوا تھا۔ بہت سی تنظیمیں مجاہدین کو تیار کر کے میدان کارزار کی طرف بھیجا کرتی تھیں لیکن اب ہر طرف ''ہو'' کا عالم طاری ہے۔ آخر کیوں؟

ہمیں آج تک یہ بات سمجھ نہیں آ سکی کہ مسلمانوں کے ہر جہاد کا آخر کار فائدہ امریکہ کو کیوں حاصل ہوتا ہے؟ آج سے دو دہائیاں پہلے کرنل قذافی مسلمانوں کے قائد کے طور پر ابھرے لیبیا کو تباہ وبرباد کروایا اور خاموش ہو کے بیٹھ گئے اور آج تک خاموش ہیں۔ اس کے دس سال بعد عراق کے صدام حسین کو خلیفہ بننے کا شوق پیدا ہوا۔ کم وبیش دس برس کے طویل عرصے تک عراق کی سالمیت کے ٹکڑے ٹکڑے کروانے کے بعد اب وہ کسی پر سکون قید میں فرشتہ اجل کی آمد کے منتظر ہیں۔ ہمارے پڑوسی ایران پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں لیکن یہ کتنی خوشگوار حقیقت ہے کہ اس تمام عرصے کے دوران مسلمانوں میں کوئی ایک ایسا قائد' دانشور' رہنما پیدا نہیں ہوا جو انہیں سوچ دے سکے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا اور اس سے متعلق علوم وفنون کو کبھی بھی در خور اعتناء ہی نہیں سمجھا۔ جب ہمارا متوسط درجے کا کوئی مذہبی قائد بیمار ہوتا ہے تو وہ ایک ایسے مہنگے ہسپتال کا رخ کرتا ہے۔ جہاں بیٹھا ہوا معالج مغربی درسگاہوں سے علم طب کی روشنی حاصل کر کے آیا ہوا ہوتا ہے۔ ہمارے کتنے مذہبی پیشوا ایسے ہیں جو علاج کیلئے ''طب نبوی'' پر اعتماد کرتے ہیں؟

یہ تو زندگی کا ایک پہلو ہے جس کا تعلق ایک فرد کی زندگی کے ساتھ ہے۔ اس ایک فرد کو بچانے کیلئے ہم اس علم اور روشنی کے محتاج ہیں جو اقوام مغرب نے پیدا کی ہے۔ ہمارے ایک مہربان دوست از رہ تفنن یہ کہا کرتے ہیں کہ دم کرنے والے پیر صاحب کے مقابلے میں ڈسپرین کی گولی ایجاد کرنے والا زیادہ بڑا ولی ہے کیونکہ پیر صاحب کے دم سے اس وقت فائدہ حاصل ہوگا جب آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور شاید اس وقت بھی فائدہ حاصل نہ ہو لیکن ڈسپرین کی گولی کھا کر آپ کا درد سر فوراً ختم ہو جائے گا۔

اس بات کا امکان موجود ہے کہ یہ لطیفہ سن کر آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہ آئے حالانکہ یہ لطیفہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آجانے چاہئے کیونکہ ہمارے کسی بھی مذہبی پیشوا نے کبھی بھی ہمیں یہ سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی کہ دین کی سربلندی کیلئے دنیوی علوم کی اہمیت بھی مسلّم ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۵۳: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوْا

نبی اکرم ﷺ وعظ و نصیحت صرف مخصوص ایام میں کرتے تھے تاکہ لوگ متنفر نہ ہو جائیں۔
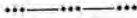
68- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ آپ مخصوص ایام میں وعظ کیا کرتے تھے کیونکہ آپ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ ہم اُکتاہٹ کا شکار ہو جائیں۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان تقریباً وہی ہے جو اگلی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک شقیق بن سلمہ الاسدی اور دوسرے سلیمان بن مہران الاسدی۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے، جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے عمل کا ذکر کیا ہے۔

مضامین حدیث: وعظ و نصیحت کرتے وقت لوگوں کی اُکتاہٹ کا خیال رکھنا اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) وعظ و نصیحت کے وقت لوگوں کی توجہ مبذول رہنے کا خیال رکھنا چاہیے۔ (2) انسان کسی عمل میں غیر ضروری زیادتی کی وجہ سے اُکتاہٹ کا شکار ہو سکتا ہے۔ (3) اُکتاہٹ ایک فطری عمل ہے اسے بے دینی قرار نہیں دیا جا سکتا بشرطیکہ وہ اُکتاہٹ طوالت یا کثرت کی وجہ سے ہو جو لوگ سرے سے علماء کی تبلیغ سے اُکتاہٹ ظاہر کرتے ہیں وہ اس میں شامل نہیں ہوں گے۔ (4) عام وعظ چند دن کے وقفے کے بعد کرنا چاہیے۔ (5) تاہم اگر کسی جگہ درسِ قرآن یا درسِ حدیث کی کلاس ہوتی ہو تو اس کی باقاعدگی اس حدیث کے حکم میں شامل نہیں ہوگی۔ (6) اپنی یا لوگوں کی سہولت کے لیے کسی نیک اور جائز کام کی ادائیگی کے لیے کوئی دن مخصوص کرنا جائز ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں ہر فرقے کے لوگ اپنے ہفتہ وار، ماہانہ یا سالانہ اجتماع کے لیے دن مقرر کرتے ہیں لیکن جب اہل سنت ربیع الاوّل میں عید میلاد کے جلسے منعقد کرتے ہیں تو انہیں اُلجھن ہونے لگتی ہے۔ مزید ستم یہ ہے کہ مخالفین عید میلاد منانے کو بدعت اور ناپسندیدہ قرار دینے کے باوجود اب خود یہ مطالبہ کرتے نظر آتے ہیں کہ حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا یوم وفات سرکاری سطح پر منایا جائے۔

69- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''آسانی پیدا کرو مشکل پیدا نہ کرو خوش خبری سناؤ متنفر نہ کرو۔''
سند پر تبصرہ: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن بشار بن عثمان' اکابر تبع تابعین میں شامل ہیں جبکہ ان کے استاد یحیٰ بن سعید القطان علم حدیث کے مشہور ماہرین میں سے ایک ہیں اس روایت کے تمام راوی بھی بصرہ میں اقامت گزیں رہے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

❀—❀❀—❀

باب ٥٤:مَنْ جَعَلَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَيَّامًا مَّعْلُومَةً
اہل علم کے لیے مخصوص دن مقرر کرنا

•••——•••——•••

70- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِىْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَّا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِىْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّىْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّىْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا

ابووائل بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی اے ابوعبدالرحمن! میری خواہش ہے کہ آپ روزانہ وعظ کیا کریں۔آپ نے فرمایا' میں ایسا اس لیے نہیں کرتا کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم اُکتاہٹ کا شکار ہو جاؤ۔
میں وقفے کے ساتھ تمہیں وعظ کرتا ہوں بالکل اسی طرح جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' ہماری اُکتاہٹ کے اندیشہ کے تحت' وقفے کے ساتھ ہمیں وعظ کیا کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری نے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ طلباء کی سہولت کے لیے مخصوص دنوں کو تعلیمی ایام کے طور پر مقرر کیا جاسکتا ہے' اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لوگوں کی وعظ کی فرمائش کا ذکر ہے جس کے جواب میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کو بیان کیا ہے اور یہ وہی روایت ہے جو حدیث 68 کے تحت نقل کی جاچکی ہے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ایک حضرت شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابووائل ہے اور دوسرے منصور بن معتمر السلمی اس روایت کے تمام راوی کوفہ میں اقامت گزیں رہے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک معمول کا ذکر کیا ہے۔

❀—❀❀—❀
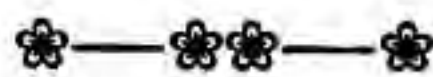
باب ٥٥:مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ
اللہ تعالیٰ جس شخص کے لیے بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے

•••——•••——•••

71- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ

عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ

حمید فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبے کے دوران یہ بیان کرتے ہوئے سنا (امیر معاویہ کہتے ہیں) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ جس شخص کے لیے بھلائی کا ارادہ کر لے اسے دین کا فہم عطا کر دیتا ہے اور بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ یہ اُمت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی اور قیامت تک کسی کی مخالفت اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ دراصل اس حدیث کا ایک حصہ ہیں جو ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی گئی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں ایک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حمید بن عبدالرحمٰن اور دوسرے محمد بن مسلم جو ابن شہاب زہری کے نام سے مشہور ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: (1) دینی تعلیمات سے واقفیت کی ترغیب (2) اس کی فضیلت کا بیان (3) اللہ تعالیٰ کی شان عطا اور نبی اکرم ﷺ کی شان قاسمیت کا اظہار (4) قیامت تک اُمتِ محمدیہ ﷺ کے حق پر کاربند رہنے کی پیشین گوئی اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: (1) اُمت کی اکثریت ہمیشہ حق پر کاربند رہے گی۔ (2) باطل فرقے اور اسلام دشمن عناصر اپنی موت آپ مرتے رہیں گے۔ (3) اللہ تعالیٰ حقیقی عطا کرنے والا ہے اور نبی اکرم ﷺ اللہ کی عطاؤں کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک ہم نے تمہیں الکوثر عطا کی ہے۔'' (الکوثر:1)

تو جب اللہ کی عطا ''الکوثر'' ہے تو نبی اکرم ﷺ کی تقسیم بھی اسی کے مطابق ہوگی۔ اُمت کا کوئی شخص اس تقسیم کو صرف ''علم'' میں محدود نہیں کر سکتا۔ (4) دین کا فہم انسان پر اللہ کی خاص نعمت ہے۔ (5) اُمت میں وہ لوگ زیادہ بہتر ہیں جنہیں دین کی سمجھ بوجھ حاصل ہے۔ (6) قرآن کے الفاظ یا احادیث کے الفاظ سے ثابت ہونے والے احکام و مسائل کا علم رکھنے والا شخص اس شخص پر فضیلت رکھتا ہے جو صرف ان کے الفاظ سے واقف ہے۔

توجہ طلب: بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب العلم میں نقل کیا ہے اس لیے اس میں اللہ تعالیٰ کی جس عطا اور نبی اکرم ﷺ کی جس تقسیم کا ذکر موجود ہے اس سے مراد علمی عطا و تقسیم ہے۔ ہم اگر لمحے بھر کے لیے اس بات کو درست تسلیم کر لیں تو سوال یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی وہ عطا اور نبی اکرم ﷺ کی تقسیم علم کی جزئیات سے متعلق ہے یا کلیات سے متعلق ہے؟

تفقہ فی الدین

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اوران میں سے ہر گروہ سے چند لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے کیوں نہیں نکلتے تاکہ واپس آ کر وہ اپنی قوم کوڈرا (تبلیغ کر) سکیں۔'' (توبہ:122)

''اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی کا ارادہ کرلے اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کردیتا ہے۔'' (بخاری، مع تخریج)

سوال یہ ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ سے مراد کیا ہے؟ چند احادیث کا علم حاصل کرلینا؟ چند آیات کے ترجمے سے واقف ہو جانا؟ چند اختلافی مسائل اوران کے دلائل کا علم حاصل کرلینا؟

اگر ہم احادیث کا جائزہ لیں تو حدیث جبرائیل سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ دین کی تعلیمات بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کی جائیں گی:

(i) اعتقادی تعلیمات: جن کی وضاحت نبی اکرم ﷺ نے ایمان کی تعریف کرتے ہوئے کی۔

(ii) علمی تعلیمات: اسلام کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

(iii) روحانی تعلیمات: جن کی طرف احسان کی تشریح کرتے ہوئے اشارہ کیا گیا۔

اس لیے اب اگر کوئی شخص دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ وہ مذکورہ بالا تین اقسام میں سے کون سی قسم کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے جب یہ طے ہو جائے تو اب اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ مذکورہ بالا تینوں اقسام کی مزید ذیلی قسمیں کون سی ہیں اوران ذیلی اقسام میں سے کون سی قسم کے علم کا حصول ہمارا مقصد ہے؟

اس سوال کا جواب حاصل کرنے میں آپ کی مدد کے لیے ہم یہاں ذیلی اقسام کے بارے میں مختصر گفتگو کریں گے۔

پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ علماء کی اصطلاح میں اعتقادی مسائل کے علم کو ''علم کلام'' کہا جاتا ہے، عملی مسائل کے علم کو ''علم فقہ'' کہا جاتا ہے اور روحانی مسائل کے علم کو ''علم تصوف'' کہا جاتا ہے۔

اگر آپ علم کلام سیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو سب سے پہلے علم کلام کے مختلف مکاتب ہائے فکر یعنی فرقوں کے بنیادی تعارف اور نظریات سے آگاہی حاصل کرنا ہوگی۔

یہ فرقے دو طرح کے ہو سکتے ہیں:

(i) وہ فرقے جو سابقہ زمانوں میں نمودار ہونے کے بعد اپنی موت آپ مر گئے اور اب ان کا ذکر صرف علم کلام کی کتابوں میں موجود ہے۔

(ii) وہ فرقے جو عہد حاضر میں موجود ہیں جن کی طرف سے مسلسل اپنے نظریات کا پرچار کیا جارہا ہے۔

اگر آپ علم کلام سیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس دوسری قسم پر پہلے توجہ دینا ہوگی اس کے لیے آپ کو چند بنیادی اصول پیش نظر رکھنا ہوں گے۔

(i) اس فرقے کا تعارف کیا ہے؟ اس کے مستند پیشوا کون سے ہیں؟

(ii) اس فرقے کے ساتھ آپ کے نظریاتی اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟ یعنی کن امور کی وجہ سے آپ انہیں کافر یا گمراہ سمجھتے ہیں اور آپ

کے کن نظریات کی وجہ سے وہ آپ کو مشرک یا گمراہ قرار دیتے ہیں؟

(iii) اس موضوع پر لکھی گئی بنیادی کتب کو کون سی ہیں؟

(iv) فریقین اپنے موقف کی تائید میں کون سی آیات اور احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

(v) مخالف فرقے کے نظریات کو غلط ثابت کرنے کے لیے بنیادی اصول کیا ہیں؟

اگر آپ علم فقہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے آپ کو سب سے پہلے اس چیز کا جائزہ لینا ہوگا کہ آپ علم فقہ کا تقابلی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں؟ یا عملی مسائل سے متعلق شرعی احکام یعنی طے شدہ فتاویٰ کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

اگر آپ علم فقہ کا تقابلی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(i) فقہ کے تاریخی دبستانوں کے مشائخ کی فقہی آراء کے اختلاف اور دلائل کا علم

(ii) عصر حاضر کے مختلف فرقوں کے نظریات اور ان کے دلائل کا علم

یہاں علمِ فقہ کی ایک تیسری قسم بھی ہے یعنی جدید پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش اور پیش کرنا

اگر آپ غور سے صحیح بخاری کا مطالعہ کریں تو آپ کو بہت جلد اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ امام بخاری بعض اوقات ایک حدیث کو مختلف مقامات پر نقل کر دیتے ہیں۔ اگرچہ ان سب مقامات پر روایت کے الفاظ تقریباً ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن ان کا ترجمۃ الباب یعنی باب کا عنوان مختلف ہوتا ہے۔

یہ عنوان دراصل امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے ہوتی ہے جو آپ نے اس حدیث سے اخذ کی ہوتی ہے اور اپنی اس رائے کی تائید میں امام بخاری رحمہ اللہ قرآن کی متعلقہ آیت' کوئی متعلقہ حدیث' کسی صحابی' تابعی یا بعد میں آنے والے آئمہ میں سے کسی ایک کا فتویٰ نقل کر دیتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے اس اسلوب سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد ہم نہایت آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ علم فقہ (بلکہ علم کلام اور علمِ تصوف میں بھی) کسی مسئلے کا استنباط واستخراج کرنے کے لیے ہمیں تین چیزوں کا علم حاصل کرنا ہوگا۔

(i) قرآن مجید (ii) احادیثِ مبارکہ (iii) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' تابعین اور اہل علم کی آراء۔

اگر آپ علمِ تصوف کے ذریعے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ علم تصوف کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

(i) تصوف کی وہ تعلیمات جن کا تعلق انسان کے باطن اور اس کی اصلاح کے ساتھ ہے۔

(ii) تصوف کی وہ تعلیمات جن کا تعلق فکری ونظریاتی اختلافات کے ساتھ ہے۔

یہاں ایک اور بات پیش نظر رکھیں کہ جس طرح متکلمین اور فقہاء نے اپنے نظریات کو تحریر کیا اور پھر بعد میں باقاعدہ طور پر ان کی درس وتدریس اور ترویج واشاعت کا اہتمام کیا۔ صوفیاء کا طرزِ عمل اس سے کچھ مختلف ہے کیونکہ یہ حضرات نظریہ کی تعلیم وتلقین سے پہلے عمل اور مجاہدے کی تلقین کرتے ہیں۔ بعض صوفیاء نے تحریری طور پر اپنے جو نظریات منتقل کیے ہیں' ان کا تعلق علم تصوف کے ماہرین کے ساتھ ہے۔ مبتدی طالبان کے لیے ان میں اُلجھنا اپنا وقت اور صلاحیت ضائع کرنے کے مترادف ہے تاہم انفرادی طور پر اگر کوئی کامل شیخ اپنے کسی مبتدی مرید کی صلاحیت کو سامنے رکھ کر انہیں سیکھنے کی تلقین کرے تو یہ ایک جزوی صورت ہوگی اصول وہی ہوگا جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

علم کلام، تصوف اور فقہ کی ''فنی تجدید'' اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ان کی ترتیب وتشریح ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے؟

باب ٥٦: الفهم في العلم

علم کا فہم

72- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مدینہ منورہ جا رہا تھا اس دوران آپ نے صرف ایک حدیث بیان کی (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ''جمار'' پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا' ایک درخت ایسا ہے جس کی مثال مسلمان شخص کی مانند ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن کیونکہ میں سب سے کم عمر تھا اس لیے خاموش رہا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمایا' وہ کھجور کا درخت ہے۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی حدیث میں یہ مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سوال کا جواب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم تھا اس لیے یہی بات ترجمۃ الباب اور حدیث میں مناسبت رکھتی ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کو امام بخاری اس سے پہلے بھی حدیث 59 میں نقل کر چکے ہیں۔

علم کا فہم

عام طور پر جس چیز پر علم کا اطلاق کیا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

ایک معلومات اور دوسری شعور جب اساتذہ اپنے شاگردوں کی طرف معلومات منتقل کرتے ہیں تو اس کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلباء کے شعور کو اُجاگر کیا جائے اور یہ شعور کسی خاص عمر' نسل یا خطے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے' اسلامی تاریخ کے بہت سے جلیل القدر علماء عام گھرانوں' غیر عرب خطوں سے تعلق رکھتے تھے۔

یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ عشق اور علم دو مختلف چیزیں ہیں' شاید عشق کے لیے ظاہری خوب صورتی ورعنائی بنیادی اہمیت رکھتی ہو لیکن علم کے لیے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے' علم صرف ایک جاگتے ہوئے ذہن کا طلب گار ہے۔ بدقسمتی کے ساتھ ہمارے معاشرے میں یہ رواج قائم ہو چکا ہے کہ پورے معاشرے کے سب سے زیادہ تھکے ہوئے ذہن کو علم دین کے حصول کے لیے مامور اور منتخب کیا جاتا ہے اس رجحان کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

کوئی بھی سوچ انسان کے ذہن میں از خود پیدا نہیں ہوتی اس کے لیے پہلے ذہن بنانا پڑتا ہے۔

بد قسمتی سے ہمارے مذہبی طبقے نے اس بات کا خیال نہیں رکھا' آج کوئی امیر آدمی آپ کے مدرسے کو ایک لاکھ روپیہ چندہ تو دے گا مگر وہ اپنے بچے کو ایک گھنٹے کے لیے علم کے حصول کے لیے مدرسے میں نہیں بھیجے گا اس میں کچھ قصور مدارس کے ارباب بست و کشاد کا بھی ہے۔ انہوں نے علم دین کے حصول کے لیے اس قدر سخت شرائط عائد کی ہوتی ہیں کہ معاشرے کے بیشتر افراد انہیں پورا کرنے کی بجائے علم دین سے محروم رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی ظاہری سنت پر عمل ترک کر دینا چاہیے' ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ جس طرح آپ چندہ دینے کے لیے آنے والے شخص کو داڑھی رکھنے کا پابند نہیں رکھتے اسی طرح علم کے حصول کے لیے آنے والے کو اس کا پابند نہ کریں۔

❀—❀❀—❀

بَاب ۵۷: الِاغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ وَقَالَ عُمَرُ تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَبَعْدَ أَنْ تُسَوَّدُوا وَقَدْ تَعَلَّمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ كِبَرِ سِنِّهِمْ

علم و حکمت میں رشک کرنا

حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں (لوگوں کا) پیشوا بننے سے پہلے (دینی امور میں) سمجھ بوجھ حاصل کرو۔

امام ابوعبداللہ (بخاری) فرماتے ہیں پیشوا بننے کے بعد بھی (علم حاصل کرنا چاہیے) کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زیادہ عمر میں بھی علم حاصل کیا کرتے تھے۔

•••———•••———•••

73- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "صرف دو لوگوں پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ بے دریغ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا جائے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرے اور اس کی تعلیم بھی دے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان آگے نقل کی جانے والی حدیث سے مناسبت رکھتا ہے اس کے بعد امام بخاری ؒ نے حضرت عمر ؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ قیادت کی ذمہ داری سنبھالنے سے پہلے انسان کو متعلقہ امور سے آگاہی حاصل کر لینی چاہیے اس کے بعد امام بخاری ؒ نے اس پر یہ وضاحتی نوٹ لکھا ہے کہ قیادت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد بھی انسان کو علم حاصل کرنے کی ضرورت برقرار رہتی ہے۔ نیز زیادہ عمر ہو جانے کے باوجود علم حاصل کرتے رہنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون علم کے حصول اور اس کی تعلیم کی ترغیب دینا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دینا ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک قیس بن حازم اور دوسرے اسماعیل بن ابو خالد

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) یہاں حسد رشک کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (2) قرآن وسنت میں بعض اوقات کوئی لفظ اپنے مخصوص اصطلاحی یا عرفی معنی سے ہٹ کر بھی استعمال ہوتا ہے۔ (3) انفاق فی سبیل اللہ نفلی اعمال میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ (4) عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرے۔ (5) قاضی کے عہدے پر ایسے شخص کا تقرر کرنا چاہیے جو بذاتِ خود شرعی احکام سے واقف ہو۔

عصریات: عصر حاضر میں ایک عجیب صورتِ حال یہ پیدا ہوگئی ہے کہ مذہبی طبقے سے تعلق رکھنے والے علماء میں باہمی طور پر حسد کے جذبات بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ بیشتر مشائخ اور علماء اپنے علاوہ کسی اور کو عالم یا شیخ سمجھنے پر تیار نہیں ہیں۔ علماء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے استاد بھائیوں کے علاوہ دوسرے علماء کو کسی گنتی میں شمار نہیں کرتے جبکہ مشائخ اپنے مخصوص سلسلے اور مخصوص سلسلے میں بھی خاص لڑی سے تعلق رکھنے والے خلفاء کو روحانیت کا ٹھیکے دار سمجھتے ہیں' یہ نہایت مذموم حرکت ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ پہلے آپ کسی شخص کی خوبی اور کمال کا اعتراف کریں اور پھر یہ آرزو کریں کہ یہ خوبی اور کمال آپ کو بھی نصیب ہو جب آپ کسی کو صاحبِ کمال سمجھیں گے ہی نہیں تو اس میں موجود کمال یا خوبی کی آرزو کیسے کریں گے؟

❀—❀❀—❀
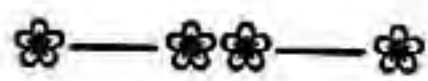
باب ۵۸: مَا ذُكِرَ فِيْ ذَهَابِ مُوْسٰى فِي الْبَحْرِ اِلَى الْخَضِرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى (هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے کے لیے سمندر کی طرف جانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کے طور پر قرآن میں منقول ہے) ''کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں تا کہ آپ مجھے بھی سکھائیں۔ اس ہدایت میں سے جس کی آپ کو تعلیم دی گئی ہے۔''

•••—•••—•••
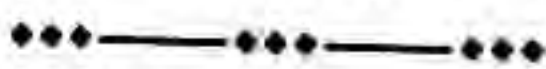
74- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ يَّعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنِّيْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَاَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِذْ جَآئَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ اِلَيْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰيَةً وَّقِيْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ وَكَانَ يَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوْسٰى فَتَاهُ (اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ) (قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا) فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ان کی حضرت حر بن قیس بن حصن ؓ سے بحث ہوگئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا تعلق کس شخصیت کے ساتھ ہے؟ حضرت ابن عباس ؓ کا کہنا تھا کہ وہ شخصیت حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابی بن کعب ؓ ان کے پاس سے گزرے تو حضرت ابن عباس ؓ نے انہیں بتایا کہ میرے اور میرے ساتھی کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن صاحب سے ملنے کے لیے گئے تھے وہ کون تھے؟ کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو حضرت ابی نے جواب دیا' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سرکردہ افراد کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص وہاں آیا اور اس نے دریافت کیا' کیا آپ کسی ایسے شخص سے واقف ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا' نہیں! تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی' ہاں! ہمارا بندہ خضر (تم سے زیادہ علم رکھتا ہے) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملنے کا راستہ دریافت کیا' اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو علامتی نشان مقرر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ جب یہ مچھلی گم ہو جائے تو تم واپسی کے لیے مڑ جانا وہاں تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے اس مچھلی کے ساتھ چلتے رہے' راستے میں ایک مقام پر آپ کے ساتھی نے عرض کی' آپ نے غور کیا جب ہم فلاں چٹان کے پاس پہنچے تھے تو میری توجہ مچھلی کی طرف نہ رہی۔ شیطان نے مجھے بھلا دیا اور میں آپ کو یہ بات نہ بتا سکا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہی ہماری منزل ہے۔ یہ دونوں حضرات وہیں سے واپس مڑے اور اس کے قریب ہی ان کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے بعد امام بخاری ؒ نے جو روایت نقل کی ہے اس کا تعلق حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ سے ہے جسے نقل کرتے ہوئے قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ نقل کیے ہیں:

''کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے سکھائیں۔''

ترجمۃ الباب کے عنوان کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو علم کے حصول کے لیے اگر سفر اختیار کرنا پڑے تو وہ سفر کرے اور جب اسے کسی صاحب علم و فضل کا پتہ چلے (تو اگر گنجائش میسر ہو تو) اس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر استفادے کی درخواست کرے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے روایت کیا ہے یعنی حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ اس کی سند میں تین تابعین شامل ہیں۔ عبیداللہ بن عبداللہ الہذلی' محمد بن مسلم ابن شہاب زہری اور صالح بن کیسان المدنی۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: علم کی طلب کی ترغیب اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) اگر کسی معاملے میں علمی اختلاف ہو جائے تو کسی بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت ابی بن کعب ؓ کی طرف رجوع کیا تھا۔ قرآن کہتا ہے: ''اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو۔'' (2) انسان کو حقیقی علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے۔ (3) کسی بھی شخص کو دنیا کا سب سے بڑا عالم نہیں سمجھنا چاہیے۔ قرآن کہتا

ہے: "ہر جاننے والے سے زیادہ جاننے والا موجود ہے۔" (4) اگر انسان کو کسی عالم یا بزرگ ہستی کے بارے میں پتہ چلے تو اس کی خدمت میں حاضری دینی چاہیے۔ (5) بزرگوں کا ذکر کرتے ہوئے ادب و احترام کا مظاہرہ کرنا چاہیے جیسا کہ قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہی کے لیے "فتیٰ (جوان)" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (6) بعض اوقات افضل شخص استفادے کے لیے مفضول کے پاس جا سکتا ہے کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول غیر رسول سے افضل ہوتا ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول ہیں اور حضرت شعیب اور حضرت خضر علیہما السلام رسول نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام استفادے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

توجہ طلب: یہاں یہ بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب خود کو سب سے زیادہ علم والا قرار دیا تھا تو اس کا محرک جذبہ غرور یا تکبر نہیں تھا بلکہ انہوں نے اپنے اجتہاد کے مطابق یہ جواب دیا تھا کیونکہ اپنے زمانے میں وہی اللہ کے رسول تھے اور شرعی احکام سے سب سے زیادہ آگاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف انہیں اپنی ہم کلامی کا شرف عطا کیا تھا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہمارے زمانے میں منطق یا فلسفے کا کوئی استاد خود کو ارسطو یا افلاطون سمجھنے لگے۔

باب ۵۹: قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان "اے اللہ! اسے الکتاب کا علم عطا کر۔"

75- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ بھینچ کر یہ دعا دی تھی: "اے اللہ! اسے الکتاب کا علم (فہم) عطا کر!"

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان وہی ہے جو آگے نقل کی جانے والی حدیث کے الفاظ ہیں۔

مضامین حدیث: کتاب اللہ کے علوم و معارف کا علم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کرنا اور اس کی ترغیب دینا اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک عکرمہ جو حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما کے خاص شاگرد ہیں اور دوسرے خالد بن مہران جو کم عمر تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے مبارک عمل کا ذکر کیا ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) کتاب اللہ کا علم حاصل کرنا نہایت فضیلت کا حامل ہے۔ (2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کتاب اللہ کے علم کے حوالے سے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ (3) اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مطلوب کے حصول کے اسباب پیدا کر دے۔

عصریات: اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرنا اور پھر اس کی تعلیم دینا عصر حاضر کا ایک اہم رواج اور مسئلہ ہے' بہت سے لوگ کسی نمایاں اور مرکزی مقام کو اپنے درسِ قرآن کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم کے نام پر اپنے عقائد ونظریات سے روشناس کرواتے ہیں' ہم نے اسی کتاب میں کسی اور مقام پر چند بنیادی امور بیان کیے ہیں جنہیں قرآن کی تفسیر کرتے یا سنتے وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

ہمارے زمانے میں ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ دینی مدارس میں کتاب اللہ کی تفسیر کی تعلیم کے حوالے سے کوئی مناسب نظام یا نصاب وضع نہیں کیا جا سکا۔ درسِ نظامی کے نصاب میں بھی اس حوالے سے کوئی تسلی بخش مواد موجود نہیں ہے۔

کتاب اللہ کی درس وتدریس کے ساتھ اُمت کے والہانہ لگاؤ کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں لکھی گئی عربی تفاسیر میں سے صرف دو تفاسیر ابن کثیر اور مظہری کا اردو ترجمہ دستیاب ہوگا اور اس کے علاوہ دو ایک تفسیریں اور ہیں جو عام تو نہیں ملتی ہیں تاہم ڈھونڈنے سے شاید ان کے ترجمہ کا ایک آدھ نسخہ مل جائے۔

مزید ستم یہ ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے نصاب سے قرآن کی تعلیم کو بتدریج ختم کیا جا رہا ہے یہ تمام صورتِ حال نہایت تشویش ناک ہے۔

توجہ طلب: کیا ہم نے کبھی ان پہلوؤں پر غور کیا ہے؟ اب جب ہمارے سامنے یہ تمام پہلو رکھے گئے ہیں تو ہمارا ردِّعمل کیا ہے؟ کہیں یہ ہمارے اپنے لیے لمحۂ فکریہ تو نہیں ہے؟

❀—❀❀—❀

باب ٦٠: مَتٰى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ

کتنی عمر کے بچے کا حدیث سننا معتبر ہے۔

76- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ أَتَانٍ وَّأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكَرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں' ایک مرتبہ جب کہ میں قریب البلوغ تھا' نبی اکرم ﷺ منیٰ میں کسی آڑ کے بغیر نماز ادا کر رہے تھے' میں گدھی پر سوار ہو کر ایک صف کے آگے سے گزرا پھر میں نے گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود ایک صف میں شامل ہو گیا۔ میرے اس عمل پر کوئی انکار نہیں کیا گیا۔

ترجمۃ الباب: ''سماع'' علم حدیث کی ایک خاص اصطلاح ہے یعنی شاگرد کا استاد سے کوئی حدیث سننا اور پھر بعد میں اسے آگے نقل کر دینا۔ امام بخاری ﷫ نے یہاں اس مسئلے کی وضاحت کی ہے کہ اگر کسی نے بالغ ہونے سے پہلے کوئی حدیث سنی ہو تو وہ بلوغت کے بعد اسے روایت کر سکتا ہے اس کی دلیل حضرت ابن عباس ﷠ کا وہ بیان ہے جو ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی روایت میں مذکور ہے کہ جب میں گدھے پر سوار ہو کر نبی اکرم ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گزرا تو اس وقت میں قریب البلوغ تھا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور ابن شہاب زہری اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان پر مشتمل ہے، جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عمل کا ذکر کیا ہے۔

77- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِيْ وَجْهِيْ وَاَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ مِنْ دَلْوٍ

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر کے میرے چہرے پر پانی ڈالا میری عمر اس وقت پانچ سال تھی۔

مضامین حدیث: یہ روایت بھی ترجمۃ الباب 60 سے متعلق ہے اس روایت میں حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جب ان کی عمر صرف پانچ برس تھی۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اس میں حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مبارک عمل کا ذکر کیا ہے یعنی یہ حدیث فعلی ہے۔

باب ٦١: اَلْخُرُوْجِ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ فِيْ حَدِيْثٍ وَّاحِدٍ

علم کی طلب میں نکلنا' حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث حاصل کرنے کے لیے ایک ماہ کا سفر کر کے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔

78- حَدَّثَنَا اَبُو الْقَاسِمِ خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَاضِيْ حِمْصَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى فَمَرَّ بِهِمَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنِّيْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ فَقَالَ اُبَيٌّ نَعَمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِذْ جَآئَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰيَةً وَّقِيْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسٰى يَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى لِمُوْسٰى (اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ) قَالَ مُوْسٰى (ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ

فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا) فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ان کی حضرت حر بن قیس بن حصن رضی اللہ عنہ سے بحث ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا تعلق کس شخصیت کے ساتھ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا تھا کہ وہ شخصیت حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ میرے اور میرے ساتھی کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن صاحب سے ملنے کے لیے گئے تھے' وہ کون تھے؟ کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو حضرت ابی نے جواب دیا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سرکردہ افراد کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص وہاں آیا اور اس نے دریافت کیا' کیا آپ کسی ایسے شخص سے واقف ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا' نہیں! تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی' ہاں! ہمارا بندہ خضر (تم سے زیادہ علم رکھتا ہے) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملنے کا راستہ دریافت کیا' اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو علامتی نشان مقرر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ جب یہ مچھلی گم ہو جائے تو تم واپسی کے لیے مڑ جانا وہاں تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے اس مچھلی کے ساتھ چلتے رہے' راستے میں ایک مقام پر آپ کے ساتھی نے عرض کی' آپ نے غور کیا جب ہم فلاں چٹان کے پاس پہنچے تھے تو میری توجہ مچھلی کی طرف نہ رہی۔ شیطان نے مجھے بھلا دیا اور میں آپ کو یہ بات نہ بتا سکا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہی ہماری منزل ہے۔ یہ دونوں حضرات وہیں سے واپس مڑے اور اس کے قریب ہی ان کی ملاقات حضرت خضر سے ہوئی اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ بعد میں نقل کی جانے والی روایت میں موسیٰ علیہ السلام کے طلب علم کے لیے سفر کا ذکر ہے اس لیے ترجمۃ الباب کا عنوان طلب علم کے لیے سفر پر نکلنا تجویز کیا گیا ہے اس کے علاوہ صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کا بھی ذکر ہے کہ انہوں نے ایک حدیث کے لیے ایک ماہ کی مسافت کا سفر کیا تھا۔

مضامین حدیث: اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث ۷۴ میں نقل کر چکے ہیں' دونوں مقامات پر تراجم ابواب ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور حدیث کی سند بھی مختلف ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسرے صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ اس کی سند میں دو تابعین عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور ابن شہاب زہری موجود ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔
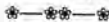
باب ۶۲: فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ

علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت کا بیان

79- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِىَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِىَ قِيْعَانٌ لَّا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِىَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِىْ اُرْسِلْتُ بِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِسْحَاقُ عَنْ اَبِىْ اُسَامَةَ وَكَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَآءَ قَاعٌ يَعْلُوْهُ الْمَآءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِىْ مِنَ الْاَرْضِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے مجھے جس ہدایت اور علم کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اس کی مثال موسلا دھار بارش کی مانند ہے جو اگر عمدہ زمین پر برسے تو زمین اس کے پانی کو جذب کر لیتی ہے اور وہاں گھاس اور سبزہ اُگ جاتا ہے اور اگر زمین سخت ہو تو وہاں پانی جمع ہو جاتا ہے' جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں کو نفع عطا کرتا ہے۔ لوگ وہ پانی پیتے ہیں' پلاتے ہیں' زراعت میں استعمال کرتے ہیں لیکن اگر زمین کسی چٹیل میدان کی شکل میں ہو تو وہاں نہ تو پانی جمع ہو سکتا ہے اور نہ ہی کچھ اُگ سکتا ہے۔ بالکل یہی مثال اس شخص کی ہے جو اللہ کے دین کا علم حاصل کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے میری تعلیمات کے ذریعے نفع عطا کرتا ہے (اس کی مثال سرسبز و شاداب زمین یا جھیل کی سی ہے) اور جو ان تعلیمات کی طرف کوئی توجہ نہ دے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جس ہدایت کے ہمراہ مبعوث کیا ہے' اسے قبول نہ کرے (اس کی مثال چٹیل میدان کی مانند ہے)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' اسحاق نے ابواسامہ کے حوالے سے روایت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''زمین کا ایک حصہ ایسا ہوتا ہے جہاں پانی اکٹھا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین کے برابر ہو جاتا ہے''۔

ترجمۃ الباب: علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت ترجمۃ الباب کا عنوان ہے' بعد میں نقل کی جانے والی حدیث سے اس کی مناسبت محتاج وضاحت نہیں ہے۔

مضامین حدیث: علم کے حصول اور اس کی تعلیم کی ترغیب دینا اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) کسی اہم مسئلے کی وضاحت کے لیے اسے مثال کے ذریعے سمجھایا جا سکتا ہے۔ (2) وہی علم مفید ہے جس سے دوسرے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر سکیں۔ (3) جس طرح زمین کے مختلف حصوں کی ساخت اور کیفیت مختلف ہوتی ہے اسی طرح انسان کی باطنی کیفیت بھی دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اس لیے استاد کو چاہیے کہ وہ کسی شاگرد کو تعلیم دیتے وقت اس کی باطنی کیفیت اور مزاج کو سامنے رکھے کیونکہ سخت دل اور سخت مزاج لوگ علم حاصل کرنے کے بعد مزید متکبر اور بد مزاج ہو جاتے ہیں۔

❀——❀❀——❀
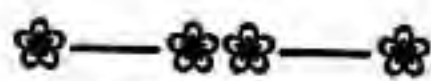
باب ۶۳: رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ

وَقَالَ رَبِيْعَةُ لَا يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ شَىْءٌ مِّنَ الْعِلْمِ اَنْ يُّضَيِّعَ نَفْسَهٗ

علم کا اُٹھ جانا' جہالت کا عام ہو جانا

حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس شخص کے پاس تھوڑا سا بھی علم ہو اس کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ خود کو ضائع کرے۔

80-حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''قیامت کی علامات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی' شراب (بکثرت) پی جائے گی اور زنا عام ہو جائے گا''۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان اور بعد میں نقل کی جانے والی حدیث کے درمیان مناسبت محتاج وضاحت نہیں ہے اس عنوان کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور محدث ربیعۃ الرائے کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ کسی عالم کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ علم کی تبلیغ اور تعلیم کو چھوڑ کر کوئی اور مشغلہ اختیار کر لے کیونکہ اس طرح آہستہ آہستہ علم اُٹھتا چلا جائے گا اور جہالت عام ہوتی چلی جائے گی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی بصرہ میں اقامت گزیں رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: (1) علم کی اہمیت (2) جہالت کی مذمت (3) زنا اور شراب نوشی کی مذمت (4) قرب قیامت کی بڑی نشانیوں کی وضاحت اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

جدید علوم کی اہمیت

علم معاشیات

آج کے زمانے میں دنیا کا نظام چلانے کیلئے جن علوم کی موجودگی نہایت ضروری ہے ان میں سرفہرست علم معاشیات ہے۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معاشیات سے مراد صرف بنکوں کا سودی لین دین ہے۔ حالانکہ بنکوں کا لین دین علم معاشیات کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ علوم وفنون کی ترقی نے ہر علم کی طرح معاشیات کو بھی بہت سے ذیلی علوم میں تقسیم کر دیا ہے جن میں سے تقریباً ہر ایک انسان کی موجودہ معاشرتی زندگی کیلئے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

18ویں صدی عیسوی کے آخری حصے میں سکاٹ لینڈ میں پیدا ہونے والے ایڈم اسمتھ کو جدید معاشیات کا بانی سمجھا جاتا ہے جس نے سب سے پہلے یہ تصور پیش کیا کہ ہر انسان اپنے بہترین ذاتی مفاد کیلئے کوشش کرتا ہے اس لیے جب بھی آپ اپنے بہترین ذاتی مفاد کیلئے کوشش کریں گے تو اس کے نتیجے میں انسانیت کو مجموعی طور پر فائدہ حاصل ہوگا۔ ایڈم اسمتھ کی یہ تھیوری مجموعی طور پر درست ثابت ہوئی۔ ہر ادارہ اپنے کارکنوں کو اپنے مفاد کیلئے سہولیات فراہم کرنے لگا۔ کارکن اپنے ذاتی مفاد کیلئے اچھے طریقے سے کام کرنے لگے اس کے نتیجے میں بتدریج بہتری آتی چلی گئی۔

آپ زمینی حقائق کا جائزہ لیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنے کارکنوں کو بہترین معاوضہ کیوں فراہم کرتی ہیں؟ کیونکہ ان کارکنوں کی

محنت کے نتیجے میں ان کمپنیوں کو کئی گنا فائدہ حاصل ہوتا ہے بنک اپنے مفاد کے تحت لوگوں اور اداروں کو قرض فراہم کرتے ہیں۔ ذاتی اور شخصی مفادات کا یہ کھیل بالواسطہ طور پر انسانیت کی سہولت اور آسائش کا سامان فراہم کرتا ہے۔

اس بات سے قطع نظر کہ مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے یہ روایت کس حد تک درست ہے؟ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ موجودہ دنیا کی تمام تر رنگینی و رعنائی اسی نظام کی مرہون منت ہے۔ آپ جس موبائل سے فون سنتے ہیں، جس کمپیوٹر پر آپ کی کتاب کو کمپوز کیا جاتا ہے، بیمار ہونے پر جس آپریشن تھیٹر میں آپ کا آپریشن کیا جاتا ہے، آپ جس سواری پہ سفر کرتے ہیں، جس جہاز میں بیٹھ کر حج کیلئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ آپ کی معمول کی زندگی کی تمام ضروریات اس جدید معاشی نظام کے بغیر عملی طور پر ممکن نہیں ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ ان سطور کو پڑھنے کے بعد آپ یہ سوچنے بیٹھ جائیں کہ ہم آپ کے سامنے سرمایہ دارانہ نظام کی وکالت کر رہے ہیں یا بنکوں کے سودی نظام کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہم نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جسارت کریں گے کہ آپ کی طرح ہم بھی سرمایہ دارانہ سودی نظام کو انسانیت کیلئے زہر قاتل سمجھتے ہیں اتنی طویل تمہید قائم کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کروائی جائے کہ جس طرح کینسر انسان کے پورے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ اسی طرح یہ ملعون نظام انسانی معاشرے میں رچ بس گیا ہے، جس طرح سرطان کے مریض کو کسی نیم حکیم یا عطائی معالج کی دی ہوئی پڑیا کے ذریعے ٹھیک نہیں کیا جا سکتا۔ بالکل اسی طرح ایک چھوٹی سی کانفرنس منعقد کرنے یا وفاقی شرعی عدالت میں رٹ کر لینے سے آپ اس نظام سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکتے۔

معاشرتی زندگی انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور ہر انسان زندگی میں بہت سی آسائشوں کے حصول کا خواہش مند ہوتا ہے۔ ایک تیسرے درجے کی سائیکل سے لے کے ذاتی طیارے تک ہر چیز آسائش کے زمرے میں آتی ہے جس میں ذاتی ملکیت اور عارضی حق استعمال دونوں شامل ہیں کسی بھی ہلکی سے ہلکی اور مہنگی سے مہنگی ضرورت یا آسائش کے معاوضے کی ادائیگی کا امکان معاشیات کا بنیادی سوال ہے اور افسوس یہ ہے کہ موجودہ معاشی نظام کو تحفظ فراہم کرنے کے ذمہ داروں کو بھاری معاوضہ پیش کر کے اس نظام کی بقاء واستحکام کا کام لیا جاتا ہے۔

معاوضہ کیا ہوسکتا ہے؟ کس چیز کا کیا ہونا چاہئے؟ اور اسے کون سے ممکنہ طریقہ سے ادا کیا جاسکتا ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر غور کرنے کی زحمت مسلمان گوارہ نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر اسلامی ملک میں ملنے والی ہر معیاری چیز، خواہ وہ تعلیم ہی کیوں نہ ہو۔ مغرب سے درآمد شدہ ہوتی ہے۔

اگر آپ مسلم معاشرے کی تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر معاملے میں مسلمانوں کا ردعمل خاصی حد تک غیر ذمہ دارانہ رہا ہے مثال کے طور پر جب سونے اور چاندی کے سکوں کی بجائے کاغذی نوٹ کو معاوضہ کے طور پر ادا کرنے کا رواج شروع ہوا تو مسلمان اہل علم کے درمیان ایک طویل عرصے تک یہی بات زیر بحث رہی کہ کاغذ سے بنے ہوئے نوٹ کو معاوضہ کے طور پر ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ متحدہ ہندوستان کے مشہور عالم مولانا عبدالحق حقانی سے کسی نے کاغذی نوٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا اس بارے میں میرا فتویٰ نہیں چلے گا۔ البتہ نوٹ چل جائے گا۔

معاشیات کی تاریخ اور طریقہ کار کا جائزہ لینے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ ایک طویل عرصہ تک سونے اور چاندی کے سکوں کو زر معاوضہ کے طور پر ادا کیا جاتا رہا۔ سابقہ ایک صدی کے دوران کاغذی نوٹ زر معاوضہ کے طور پر استعمال ہوئے لیکن جیسے ہی ضروریات اور استعمال پھیلنا شروع ہوا۔ کاغذ کے بنے ہوئے چیک کو نوٹ کے متبادل کی حیثیت حاصل ہوئی اور آج کا زمانہ ڈیجیٹل

کرنسی کا زمانہ ہے یعنی کریڈٹ کارڈ کے ذریعے آن لائن بنکنگ کے ذریعے کمپیوٹرائزڈ طور پر رقوم بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اعداد و شمار منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ اعداد کے الٹ پھیر کا یہ ایک عظیم چکر ہے جس نے روئے زمین پر بسنے والے تمام ممالک' خطوں اور علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔

بدقسمتی کے ساتھ دنیا کے تمام اسلامی ممالک کا سارا معاشی نظام اسی سرمایہ دارانہ نظام کے قبضے میں ہے۔ عرب ملکوں کی زمین سے نکلنے والا تیل' پاکستان کی فضا میں اڑنے والے جنگی جہاز' ہر ایک چیز سرمایہ دارانہ نظام کی گرفت میں ہے اور نہایت بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی طبقہ صرف شرعی وعیدیں سنانے ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ آج اگر آپ جائزہ لیں تو آج سے دس سال پہلے ہمارے شہروں میں اس قدر وسیع تعداد میں بنک نہیں تھے۔ ہماری سڑکوں پر اتنی زیادہ گاڑیاں نہیں دوڑتی تھیں۔ آج سے دس سال پہلے اگر کچھ لوگ بنکوں سے لین دین کو غیر شرعی سمجھتے تھے تو آج ان کی اکثریت بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کیلئے برضا و رغبت تیار نظر آتی ہے۔ یہ وہ تلخ زمینی حقیقت ہے جس سے نظر چرانا ممکن نہیں ہے اور جس پہ نظر جمانا مزید تکلیف دہ کام ہے۔

ہم نے ایک چھوٹا سا دارالعلوم قائم کر رکھا ہے جہاں بعض مخیّر حضرات بڑی باقاعدگی سے بھاری رقوم فی سبیل اللہ چندے کے طور پر دیتے ہیں لیکن ہم نے کبھی بھی چندہ دینے والے کو یہ پوچھ کر شرمندہ کرنے کی کوشش نہیں کی کہ اس کا ذریعہ آمدن سودی نظام کی مہربانی تو نہیں ہے؟ وہ بنکوں کے سہارے اپنا کاروبار تو نہیں چلا رہا؟ تکنیکی طور پر دیکھا جائے تو وہ آمدن شاید اس کیلئے ناجائز ہو لیکن ہم اسے اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ جب کبھی حکومت وفاقی شرعی عدالت میں سودی نظام کو برقرار رکھنے کیلئے رٹ دائر کرتی ہے تو ہم اس کے خلاف کتاب و سنت کی روشنی میں اخباری بیان جاری کریں اور صرف ہم ہی ایسا نہیں کرتے ہمارے تمام دینی اور اسلامی بھائی یہی طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔

بظاہر اس بات کا امکان دکھائی نہیں دیتا کہ مسلمان آئندہ چند دہائیوں میں سودی نظام کے خلاف کوئی متبادل معاشی نظام پیش کرنے کی تکلیف گوارہ کریں گے لیکن قدرت کا اپنا نظام ہوتا ہے۔ کوئی بھی چیز' انسان یا نظام کتنا ہی اچھا یا برا کیوں نہ ہو۔ فطرت کے نادیدہ ہاتھوں کے ذریعے فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ مغرب میں بنکوں کے سودی نظام کے متبادل کے طور پر سٹاک ایکسچینج کا جدید کاروباری نظام اپنی جگہ بنا رہا ہے۔ اس بات کا امکان موجود ہے کہ مسلمان فقہاء قانونی اور شرعی اعتبار سے اس نظام کے بارے میں تحفظات کا شکار ہوں لیکن بہر حال یہ سودی نظام سے بہتر ہے۔

جدید معاشیات کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے نظر نہیں چرا سکتا کہ موجودہ زمانے میں کسی بھی ادارے یا قوم کی ترقی کی بنیادی وجہ "پیداوار" اور "برآمدات" ہیں اور تمام اسلامی ممالک کی تمام تر پیداوار اور برآمدات "وقتی جہادی تنظیموں" اور "عارضی مجاہدین" تک محدود ہے جو برسات کے مینڈکوں کی طرح کچھ عرصہ شور مچانے کے بعد پردہ عدم میں چلے جاتے ہیں لیکن ان کی مہربانیوں کی وجہ سے کوئی ایک اسلامی ملک تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو ہم کتاب البیوع میں اس موضوع پر تفصیل سے کلام کریں گے۔

بین الاقوامی تعلقات

آج کے زمانے میں دنیا میں ایک باعزت قوم کی حیثیت برقرار رکھنے کیلئے ایک اہم علم "بین الاقوامی تعلقات" کا مطالعہ ہے۔ عام روایت کے مطابق مسلمانوں نے اس فن پر بھی کوئی توجہ نہیں دی۔ دنیا کے بہت سے مسلمان ممالک میں بہت سی تنظیموں کے قائدین چند ہزار لوگوں کا مجمع اکٹھا کر کے امریکہ یا اقوام متحدہ کو برا بھلا کہہ دیتے ہیں لیکن وہ یہ سوچنے کی کبھی زحمت نہیں کرتے کہ اقوام متحدہ کو

مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے نہیں بنایا گیا بلکہ اقوام مغرب نے اپنے ذاتی مفادات کے حصول کیلئے یہ ادارہ قائم کیا تھا۔ پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ آپ یہ کیوں غور کرتے ہیں کہ اقوام متحدہ مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہے؟ آپ اس بات پر کیوں غور نہیں کرتے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ امریکہ عراق پر بمباری کرتا ہے۔ ہم احتجاج کرتے ہیں' کرنا بھی چاہیے' لیکن جب صدام حسین نے ''کردوں'' پر بمباری کی اس وقت امت مسلمہ کیوں خاموش رہی؟

اسلامی ممالک کی تنظیم صرف ایک برائے نام تنظیم ہے جس کی کوئی عملی حیثیت نہیں ہے۔ دنیا کے تمام اسلامی ممالک کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں ان میں سے کسی ایک ملک کی کوئی باقاعدہ خارجہ پالیسی نہیں ہے۔ کسی ایک ملک کی کوئی بین الاقوامی ساکھ نہیں ہے۔ کوئی ایک ملک ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں غیر جانبدار دنیا کا کوئی باشندہ یہ سوچ سکے کہ مجھے وہاں رہائش اختیار کرنی چاہیے۔ تمام اسلامی ملک ہوا کے رخ کے مطابق اپنی خارجہ پالیسی طے کرتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر مجاہدین کے میزبان بن جاتے ہیں اور ہوا کا رخ تبدیل ہونے پر انہی مجاہدین کی سرکوبی پر تل جاتے ہیں۔

بین الاقوامی تعلقات کے مطالعے میں ملک کی ذاتی پالیسی کے ساتھ دوسرے ممالک کے طرز عمل کو بھی سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ آج جبکہ دو بھائی طویل عرصے تک ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آپ دو ممالک کے بارے میں کس طرح یہ تصور کر سکتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے حلیف رہیں گے؟ اسی طرح دنیا میں طاقت کا توازن کبھی ایک ہاتھ میں نہیں رہتا۔ اسی عالمی تبدیلی کا مطالعہ اور اپنے لائحہ عمل کو طے کرنا قوموں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ آج کی دنیا ایک بڑے سے کمرے کی حیثیت رکھتی ہے جس میں بسنے والے بہت سے افراد میں آپ کو اپنے دوست اور دشمن کے درمیان فرق سمجھنا ہے اور اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ آپ کا کون سا دوست کب تک اور کہاں تک آپ کے ساتھ دوستی نبھا سکتا ہے؟ اور کون سا دشمن' دشمنی میں کہاں تک جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو مغازی کے بیان میں ہم نبی اکرم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اس موضوع پر تفصیل سے کلام کریں گے۔

علم شہریت

آج کے زمانے میں دنیا کا نظام چلانے کیلئے جن علوم کی آگاہی ضروری ہے۔ ان میں ایک اہم علم شہریت ہے جس کی مزید کئی شاخیں ہیں جو در حقیقت مختلف سماجی علوم سے متعلق ہیں۔ کسی بھی انسان کی شخصیت کے چار بنیادی پہلو ہوتے ہیں۔ فرد' خاندان' معاشرہ اور ریاست' اگر آپ اقوام مغرب کی تہذیبی اور سائنسی ترقی کی تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس تمام ترقی کا پیش خیمہ معاشرتی اور سماجی علوم ہیں۔ زمانہ قبل از مسیح کے یونانی دانش وروں کے نظریات میں بھی سماجیات کا تصور سب سے زیادہ واضح اور اہم نظر آتا ہے اور سابقہ دو صدیوں کے دوران بیشتر مفکرین انسانیت اور اخلاقیات کے سماجی اور معاشرتی رویوں پر زیادہ بحث کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

بدقسمتی کے ساتھ مسلمان ممالک میں کسی بھی عام مسلمان کی کوئی سماجی یا معاشرتی حیثیت نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو سرے سے سماجی یا معاشرتی حیثیت کا شعور ہی نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی ایک مسلمان ملک ایسا نہیں ہے جہاں کا بسنے والا ایک عام شہری کسی خوف اور اندیشے کے بغیر' عدل و انصاف کے حصول کی توقع رکھتے ہوئے پولیس سٹیشن کا رخ کر سکے۔ دنیا کے کسی ایک اسلامی ملک میں سرکاری ہسپتال کا رخ کرنے والا ایک عام فرد یہ توقع نہیں رکھتا کہ ڈاکٹر اس کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرے گا۔ آپ کسی ہسپتال میں چلے جائیں وہاں انسانوں کے ساتھ وہ سلوک ہوتا ہے جو شاید جانوروں کے ساتھ بھی کرنا مناسب نہیں ہے۔

کیسی ستم ظریفی ہے کہ مسلم معاشرے سے تعلق رکھنے والے کسی ڈاکٹر' وکیل اور استاد میں آپ کو ڈھونڈنے سے بھی انسانیت نہیں مل سکے گی۔ چند لوگ مستثنیٰ ہو سکتے ہیں لیکن عمومی رویہ وہی ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔ اس کا عام سا اندازہ آپ اس وقت کر سکتے ہیں۔ جب کوئی ٹریفک سگنل بند ہو' گاڑیوں کی قطاریں کھڑی ہوں اور پیچھے سے ایک ایمبولینس آ جائے جس کا سائرن بج رہا ہو آگے موجود تمام افراد اس ایمبولینس کو راستہ دینے کی بجائے یہی کوشش کریں گے کہ کسی طرح اس کے آگے' آگے ہی نکل جائیں۔ یہ انسانیت کی بدترین تذلیل ہے۔

ہماری اس کتاب کے صفحات اس نوعیت کے منفی سماجی رویوں کی نشاندہی کے متحمل نہیں ہو سکتے لیکن بہرحال اس بنیادی حقیقت کی نشاندہی ہمارا فرض ہے کہ جب تک لوگوں میں سماجی شعور کو اجاگر نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک کسی بھی مسلمان معاشرے کو بہترین معاشرہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

علم حرب

علامہ اقبالؒ نے کہا تھا

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد　　　　رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم

یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ دنیا میں اپنا وجود برقرار رکھنے کیلئے طاقت بنیادی شرط ہے۔ آپ محض وعظ و نصیحت اور دعاؤں کے ذریعے برائی کو ختم نہیں کر سکتے اور حق کا بول بالا نہیں کر سکتے۔ نبی اکرم کے اسوۂ حسنہ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے بوقت ضرورت کفار و مشرکین کے ساتھ جہاد بھی کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے مدینہ منورہ کو جنگی طور پر ایک مضبوط اور مستحکم ریاست بنایا اور اسلام کو ایک ایسے دین کے طور پر پیش کیا جو ضرورت پڑنے پر اپنے مخالفین کے ساتھ پنجہ آزمائی کر سکتا ہے۔ مدینہ منورہ کی مضبوط جنگی حیثیت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ دس برس سے بھی کم عرصے میں تمام حجاز مدینہ منورہ کا محکوم اور تابع فرمان ہو چکا تھا بلکہ آئندہ آنے والی مزید دو دہائیوں میں اس وقت کی دو عظیم طاقتور سلطنتیں ایران اور روم مرکز خلافت کے سامنے گھٹنے ٹیک چکی تھیں۔

آج کے زمانے میں دنیا کے حالات مختلف ہو چکے ہیں۔ جنگ کرنے کا طریقہ کار تبدیل ہو چکا ہے۔ کسی قوم کو محکوم بنانے اور اسے اپنے زیر نگیں رکھنے کے طریقے بدل چکے ہیں۔ جن پر گفتگو کرنا سردست ہمارا موضوع نہیں ہے۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تمام تر متعلقہ عوامل سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر آپ صرف خالص جنگ کا جائزہ لیں تو یہ اتنا آسان اور سیدھا کام نہیں ہے جتنا عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔

جس سپاہی نے محاذ پر کھڑے ہو کر گولی یا گولہ فائر کرنا ہوتا ہے۔ اسے پہلے تربیت گاہ میں پاؤں اٹھا کر زور سے زمین پر مارنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ آج کا محاذ جنگ کسی ایک گاؤں' پہاڑ کے ایک ٹیلے تک محدود نہیں ہوتا۔ آج کی جنگ بیک وقت سمندروں' ہواؤں' صحراؤں اور میدانوں میں لڑی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ پچاس برسوں کے دوران جنگ نہیں لڑی گئی جس کو مسلمان جنگ سمجھتے رہے اور مجاہدین کی فتوحات قرار دیتے رہے۔ اس کا پیش منظر اور تھا اور پس منظر مختلف تھا۔ فاتح کسی اور کو سمجھا گیا اور درحقیقت فاتح کوئی دوسرا تھا۔ افغانستان' عراق' ایران' کشمیر' فلسطین' بوسنیا' چیچنیا' کتنے نام گنوائے جا سکتے ہیں جہاں جنگ نہیں' لڑائیاں ہوئیں۔ مسلمان مارے گئے اور انجام کار فائدہ اسلام دشمنوں کو ہوا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مسلمان جہاد کرنا چھوڑ دیں۔ ہم تو صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری مذہبی تنظیموں کے کارکن یہ حقیقت سمجھنے کی کوشش کریں کہ انہیں ہمیشہ استعمال کیا جاتا ہے۔

علم ابلاغیات

ایک مرتبہ ایک استاد نے اپنی کلاس سے سوال کیا۔امریکہ اور عراق کے درمیان ہونیوالی خلیج کی جنگ کس نے جیتی ہے؟ پوری کلاس نے متفقہ طور پر جواب دیا۔امریکہ نے'استاد واقعی استاد تھا۔اس نے جواب دیا۔غلط' کلاس نے سوال کیا۔یہ جنگ عراق نے بھی نہیں جیتی تو پھر کس نے جیتی ہے؟استاد نے جواب دیاCNN نے۔

وعظ ونصیحت کو آسان لفظوں میں ابلاغ کہا جاسکتا ہے۔جس کے مترادف کے طور پر ہم لفظ تبلیغ استعمال کرتے ہیں۔دونوں الفاظ کا مطلب کسی تک کوئی بات پہنچانا ہے۔ہمارے زمانے میں دنیا کی مختلف اقوام کے خیالات پر اثر انداز ہونے کا ایک اہم ذریعہ ذرائع ابلاغ ہیں۔ابلاغیات ایک وسیع علم ہے جس کے ذریعے آپ لوگوں کی سوچ تبدیل کر سکتے ہیں۔ان کے اندر شعور اجاگر کر سکتے ہیں لیکن بدقسمتی کے ساتھ دیگر تمام اہم اور ضروری علوم کی طرح مسلمانوں نے اس اہم علم سے بھی مجرمانہ غفلت اختیار کی۔

آج کی دنیا میں دنیا کا کوئی ایک موقر اور مستند سیاسی' سماجی' معاشرتی' اخلاقی' معاشی' رسالہ' میگزین' ٹی وی چینل یا ویب سائٹ مسلمانوں کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ یہ تو بہت دور کی بات ہے۔آج کی دنیا میں بین الاقوامی سطح کا کوئی معیاری مصنف' کالم نگار' مفکر یا دانش ور مسلمان نہیں ہے۔جس کی بات کو ایک دانش ور کی بات کے طور پر اہمیت دی جائے اور غیر مسلموں کو متاثر کرنا تو بہت دور کی بات ہے آج کوئی ایک ایسا مسلمان دانشور موجود نہیں ہے جس کی بات سن کر مسلمان ہی متاثر ہو جائیں۔مسلمانوں کی بہت سی مذہبی تنظیمیں ہیں۔ہر تنظیم کے کارکن اپنی جماعت کے قائد کو چوٹی کا دانش ور' عصر حاضر کا مسیحا قرار دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن ان قائدین میں کوئی ایک بھی ایسا قائد نہیں ہے۔جس کی لیاقت' قابلیت' اخلاص اور سوجھ بوجھ پر ہم جیسا ایک عام غیر جانبدار مسلمان اعتماد کر سکے۔

علامہ اقبال نے کہا تھا۔

سرآمد روزگار ایں فقیرے ۔۔۔ دگر دانائے راز آید کہ ناید

ہم پورے شرح صدر کے ساتھ یہ اعتراف کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان کوئی ایک "دانائے راز" بھی موجود نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو بیدار مغز رہنما عطا کرے۔

81- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہم سے کہنے لگے' آج میں تمہیں ایسی حدیث سناؤں گا جو میرے بعد تمہیں کوئی اور نہیں سنا سکے گا' میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"قیامت کی علامات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ علم کم ہو جائے گا' جہالت بڑھ جائے گی' زنا عام ہو جائے گا' عورتیں بکثرت ہوں گی اور مرد کم رہ جائیں گے یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد ہوگا۔"
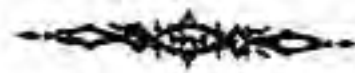
ترجمۃ الباب: یہ روایت ترجمۃ الباب 63 سے متعلق ہے اس کی سند سابقہ روایت کی سند سے مختلف ہے اور اس میں قرب قیامت کی علامات میں اس علامت کا ذکر اضافی ہے کہ قرب قیامت میں خواتین اور مردوں کی تعداد کے درمیان تناسب بہت زیادہ ہو جائے گا۔

باب٦٤: فَضْلِ الْعِلْمِ
علم کی فضیلت

82-حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّي لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي اَظْفَارِي ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "ایک دن میں نے نیند کے دوران (خواب میں دیکھا) میرے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا میں نے اسے پیا یہاں تک کہ اس کی لذت مجھے اپنے ناخنوں میں سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا' یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا' علم

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان علم کی فضیلت کا بیان ہے جبکہ بعد میں کی جانے والی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل ایمان کے درجات کے درمیان تفاوت پایا جاتا ہے۔ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مذکور ہے اور اس فضیلت کا سبب علم قرار دیا گیا ہے اس لیے اس حدیث کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے ساتھ علم کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحب زادے حمزہ بن عبداللہ اور دوسرے ابن شہاب زہری۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو حدیث 22 کے تحت نقل کر چکے ہیں۔

باب٦٥: الْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى ظَهْرِ الدَّابَّةِ اَوْ غَيْرِهَا
جانور یا کسی اور چیز پر سواری کی حالت میں فتویٰ دینا

83-حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ منیٰ میں ٹھہر گئے تا کہ لوگ

آپ سے (حج کے) مسائل دریافت کر سکیں۔ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی مجھے نہیں پتہ تھا میں نے قربانی سے پہلے ہی سر منڈوا لیا۔آپ ﷺ نے فرمایا' کوئی حرج نہیں ہے' ایک اور شخص حاضر ہوا اور عرض کی' مجھے معلوم نہیں تھا' میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا' تم اب رمی کر لو کوئی حرج نہیں ہے۔(عبداللہ کہتے ہیں) غرضیکہ اس دن نبی اکرم ﷺ سے (جب بھی رُکن) کے مقدم یا مؤخر ہونے کی بابت دریافت کیا گیا' آپ ﷺ نے یہی فرمایا اب کر لو' کوئی حرج نہیں ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک عیسیٰ بن طلحہ اور دوسرے ابن شہاب زہری اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام دوسرے راوی مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حجاز کے اطراف و جوانب سے بہت سے حضرات شریک ہوئے تھے اور ان سب کو حج کے تمام مناسک کی تعلیم دینا عملاً ممکن نہیں تھا۔مزید برآں اگر ان پر کفارے کے طور پر قربانی لازم کی جاتی تو یہ بھی ممکن نہیں تھا کیونکہ اتنے زیادہ جانور مہیا نہیں کیے جا سکتے تھے پھر ان میں سے بہت سے لوگ کفارے کے طور پر قربانی نہیں کر سکتے تھے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ہر شخص کو یہ حکم دیا کہ تمہارا جو عمل رہ گیا ہوا سے تم اب پورا کر لو۔

توجہ طلب: آج کے زمانے میں حج کے موقع پر حاجیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔اگرچہ ان کے مکہ آنے سے پہلے ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگ بھول چوک یا ہجوم کی کثرت کی وجہ سے بعض مناسک وقت پر ادا نہیں کر سکتے اور ان میں بہت سے لوگ کفارے کے طور پر قربانی بھی نہیں کر سکتے اس لیے مناسب یہی ہے کہ لوگوں کو سہولت دینے کے پہلو کو اختیار کیا جائے اور انہیں ممکن حد تک کفارے کا پابند نہ کیا جائے۔اگرچہ ہمارے فقہاء نے زمانے کے تقاضوں کے مطابق یہ فتویٰ دیا تھا کہ یہاں لاحرج سے مراد یہ ہے کہ تمہیں ایسا کرنے سے گناہ نہیں ہوگا البتہ کفارہ ادا کرنا پڑے گا مگر ہمارے زمانے کی صورتِ حال خاصی مختلف ہے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ظاہری طور پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں لوگوں کے لیے نرمی اور گنجائش کے پہلو کو سامنے رکھنا چاہیے کیونکہ راوی کے یہ الفاظ ہیں:

"نبی اکرم ﷺ سے جس بھی عمل کے مقدم یا مؤخر ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہی جواب دیا اب کر لو' کوئی حرج نہیں ہے۔"
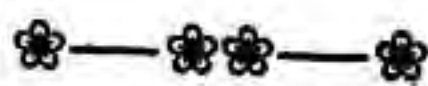
باب ٦٦: مَنْ اَجَابَ الْفُتْيَا بِاِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّاْسِ

ہاتھ یا سر کے اشارے سے سوال کا جواب دینا

84-حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِيْ حَجَّتِهٖ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ فَاَوْمَا بِيَدِهٖ قَالَ وَلَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَاَوْمَا بِيَدِهٖ وَلَا حَرَجَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مسائل دریافت کیے گئے۔ کسی نے کہا میں نے رمی کرنے سے پہلے ہی قربانی کرلی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ کسی نے پوچھا' میں نے قربانی کرنے سے پہلے ہی سر منڈوالیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب اور حدیث کے الفاظ کے درمیان موجود مناسبت واضح ہے اور حدیث کے الفاظ سابقہ روایت کے الفاظ سے خاصے ملتے ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے ایوب بن ابوتمیمہ کیسان۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا ذکر کیا ہے۔

85-حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہوئے سنا ہے: ''(قیامت کے نزدیک) علم اُٹھالیا جائے گا' جہالت اور فتنے عام ہوجائیں گے اور ''ہرج'' عام ہوجائے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہرج کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے ذریعے یوں اشارہ کیا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قتل مراد لے رہے ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مکی بن ابراہیم' امام ابوحنیفہ کے جلیل القدر تلامذہ میں شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا تعلق بھی ترجمۃ الباب 66 سے ہے۔ قرب قیامت کی علامات کا بیان اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) علم کی قلت اور جہالت کی کثرت قرب قیامت کی علامت ہے۔ (2) فتنوں کا ظہور قرب قیامت کی علامت ہے۔ (3) حدیث میں ''فتن'' کا لفظ مطلق استعمال ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فتنے کسی ایک خاص پہلو سے متعلق نہیں ہوں گے بلکہ علم' عمل' رزق' آسائش حیات' روحانیت ہر پہلو سے متعلق ہوں گے۔ (4) قتلِ عام کی کثرت بھی قرب قیامت کی ایک نشانی ہے۔ (5) بعض اوقات اشارے کے ذریعے بھی کوئی بات سمجھائی جاسکتی ہے۔

86-حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ

عَزَّوَجَلَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ لَّمْ اَکُنْ اُرِیْتُهٗ اِلَّا رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ حَتّٰی الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِکُمْ مِثْلَ اَوْ قَرِیْبَ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ یُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ بِاَیِّهِمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَ نَا بِالْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَیُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُهٗ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی' وہ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے پوچھا' لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ لوگ اس وقت (سورج یا چاند گرہن کی) نماز پڑھ رہے تھے' میں نے دریافت کیا' کیا کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوگئی۔ (قیامت کے خوف کے باعث) مجھ پر غشی طاری ہونے لگی' میں نے اپنے سر پر پانی ڈالا (نماز سے فراغت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے) اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا اب تک میں نے جو بھی چیز نہیں دیکھی تھی' وہ ابھی یہاں کھڑے ہوئے دیکھ لی ہے یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی دیکھ لی ہیں اور مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ تمہیں قبر کی آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں) مجھے صحیح طرح سے یاد نہیں ہے کہ سیدہ اسماء نے کیا کہا تھا یا انہوں نے یہ کہا تھا کہ دجال کے فتنہ کے قریب کے زمانے میں یا پھر یہ کہا تھا کہ دجال کے فتنے کی مانند (تمہیں قبر کی آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا) قبر میں (ایک شخصیت کے بارے میں) پوچھا جائے گا' تم ان کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ پس اگر مردہ مومن یا یقین رکھنے والا (راوی کو یاد نہیں) کہ سیدہ اسماء نے دونوں میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا' ہوگا تو جواب دے گا' یہ اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو واضح دلائل اور ہدایت کے ہمراہ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم نے اسے قبول کیا اور ان کی پیروی کی۔ مردہ تین مرتبہ کہے گا' یہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں تو اس سے کہا جائے گا' آرام سے سو جاؤ' ہمیں معلوم تھا کہ تم ان پر یقین رکھتے ہو لیکن اگر مردہ منافق یا شک وشبہ کا شکار ہوگا (راوی کو یاد نہیں ہے) کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے دونوں میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا' تو مردہ جواب دے گا' میں نہیں جانتا' میں لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے سنا کرتا تھا اور وہی کچھ میں بھی کہہ دیتا تھا۔

ترجمۃ الباب: یہ روایت بھی باب: 66 سے متعلق ہے' تاہم اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کی بجائے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اشارے کا ذکر ہے اور یہی بات ترجمۃ الباب سے متعلق ہے کہ کسی سوال کا جواب اشارے سے بھی دیا جا سکتا ہے۔

مضامین حدیث: (1) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکمال کا اظہار (2) آپ کے علم اور مشاہدے کی وسعت (3) قبر کی آزمائش کا حق ہونا (4) دجال کی آمد کی پیشین گوئی (5) منکر نکیر کے سوالات (6) مومن کا مثبت جواب اور منافق کا لاعلمی کا اظہار اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی پوتی سیدہ فاطمہ بنت المنذر اور دوسرے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پوتے ہشام بن عروہ' سیدہ فاطمہ بنت المنذر حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں اس سند کے تمام راوی

مدینہ منورہ یا البصرہ میں اقامت گزیں رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) قبر میں وہی شخص نبی اکرم ﷺ کو پہچان سکے گا جو دنیا میں آپ پر سچا ایمان لایا ہوگا۔ (2) نبی اکرم ﷺ کی محبت اور آپ پر ایمان آخرت میں نجات کے لیے ضروری ہیں۔ (3) نبی اکرم ﷺ کی محبت انسان کو علی وجہ البصیرت حاصل ہونی چاہیے محض زبانی دعویٰ کافی نہیں ہوگا۔ (4) نبی اکرم ﷺ کا مشاہدہ اس قدر وسیع ہے کہ آپ اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے جنت اور دوزخ سمیت ہر چیز کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ (5) اس روایت سے بالواسطہ طور پر حاضر وناظر ہونا ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ جنت اور دوزخ دونوں کا حجم زمین سے کئی گنا زیادہ ہے بلکہ ان کے حجم کی وضاحت کے لیے ہزار یا لاکھ گنا کا لفظ بھی کم ہوگا مزید برآں زمین اور جنت اور دوزخ کے درمیان موجود فاصلہ کرۂ ارض کے مجموعی فاصلے سے بے شمار گنا زیادہ ہے اس لیے جب آپ کا اپنے مقام پر کھڑے ہو کر جنت اور دوزخ کا ملاحظہ کر لینا ناممکن نہیں ہے تو قبر انور میں آرام فرما ہو کر روئے زمین کے کسی بھی حصے میں کسی بھی شخص کو ملاحظہ کر لینا ناممکن نہیں ہو سکتا۔

عصریات: عصر حاضر میں بعض لوگ اس اُلجھن کا شکار ہوتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی اکرم ﷺ قبر انور میں موجود رہ کر روئے زمین کے کسی حصے کو ملاحظہ کر سکیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ خود ایسا نہیں کر سکتے' نہایت افسوس ناک بات یہ ہے کہ جس خوبی کو وہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتے اس کا انکار نبی اکرم ﷺ کی ذات سے کر دیتے ہیں۔

توجہ طلب: اگر اس اصول کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ روئے زمین پر بسنے والا کوئی بھی انسان ایسا نہیں کر سکتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ میں بھی یہ صلاحیت موجود نہیں ہوگی تو کیا اس تمہیدی اصول کے ذریعے ہم کسی اور کو یہ کہنے کا موقع تو نہیں دے رہے کہ روئے زمین پر بسنے والا کوئی بھی انسان نبی نہیں ہے لہٰذا (نعوذ باللہ) نبی اکرم ﷺ بھی نبی نہیں ہو سکتے؟

❀—❀❀—❀

باب ٦٧: تَحْرِيْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى اَنْ يَحْفَظُوا الْاِيْمَانَ وَالْعِلْمَ وَيُخْبِرُوْا مَنْ وَّرَآئَهُمْ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ

نبی اکرم ﷺ کا عبدالقیس قبیلے کے نمائندوں کو ایمان اور علم کی حفاظت کی ترغیب دینا اور یہ ہدایت کرنا کہ وہ اپنے باقی ساتھیوں تک یہ تعلیمات پہنچا دیں۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ اور انہیں تعلیم دو۔

——***

87- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا اِنَّا نَاْتِيْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَّبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَّاْتِيَكَ اِلَّا فِيْ شَهْرِ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نُّخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآئَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهٗ قَالَ

هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ رُبَّمَا قَالَ النَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْهُ مَنْ وَّرَآئَكُمْ

حضرت ابوجمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جن دنوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ترجمان (سیکرٹری) تھا' ان دنوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ روایت سنائی۔ وفد عبدالقیس جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا' تم کس قوم یا جماعت سے تعلق رکھتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی (بنو) ربیعہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس قوم یا جماعت کو (کسی بھی قسم کی) رسوائی یا ندامت کے بغیر خوش آمدید ہو۔ انہوں نے عرض کی' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مضر قبیلے کے کفار بستے ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان بنیادی تعلیمات سے آگاہ کریں جو ہم اپنے علاقے کے لوگوں تک پہنچا کر جنت میں داخل ہو سکیں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) اس کے علاوہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشروبات کا حکم دریافت کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا حکم دیا پھر دریافت کیا' کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی' اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے) کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (دوسرا یہ کہ) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو' (تیسرا) رمضان کے روزے رکھو۔ (چوتھا) مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جن چار چیزوں سے منع کیا (وہ یہ ہیں) حنتم' دباء' نقیر اور مزفت (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' یہ احکام بیان کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) ان باتوں کو یاد کر لو اور (اپنے علاقے کے) دوسرے لوگوں تک انہیں پہنچا دینا۔

<u>ترجمۃ الباب</u>: ترجمۃ الباب کے بعد منقول حدیث میں وفد عبدالقیس کی آمد اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو تبلیغ کرنے کا ذکر موجود ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی موضوع کو ترجمۃ الباب کا عنوان قرار دیا ہے۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

<u>مضامین حدیث</u>: اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے حدیث 51 میں نقل کر چکے ہیں تاہم دونوں مقامات پر ترجمۃ الباب کا عنوان مختلف ہے اور حدیث کی سند بھی دونوں جگہ مختلف ہے۔

باب ۶۸: الرِّحْلَةِ فِى الْمَسْاَلَةِ النَّازِلَةِ

نئے پیش آمدہ مسئلے کے حل کے لیے سفر کرنا

88- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِىْ حُسَيْنٍ

قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِيْ وَلَا اَخْبَرْتِنِيْ فَرَكِبَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی صاحب زادی سے شادی کر لی تو ایک خاتون نے انہیں آ کر بتایا کہ میں نے عقبہ اور جس لڑکی سے عقبہ نے شادی کی ہے دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ ﷜ نے اس سے کہا: مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ نے بھی مجھے دودھ پلایا ہے اور آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔ حضرت عقبہ ﷜ مدینہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (رضائی بہن سے) کیونکر (شادی کی جا سکتی ہے) تو حضرت عقبہ نے اس لڑکی سے علیحدگی اختیار کی اور کسی دوسری خاتون سے شادی کی۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ اس روایت میں حضرت عقبہ بن حارث ﷜ کو ایک نیا مسئلہ درپیش ہوا جس کا حل حاصل کرنے کے لیے وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اس لیے امام بخاری ﷫ نے اس ترجمۃ الباب کا عنوان بھی یہی تجویز کیا ہے کہ کسی نئے پیش آنے والے مسئلے کا حاصل کرنے کے لیے اگر سفر بھی کرنا پڑے تو سفر کرنا چاہیے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ بعض احکام اور مسائل ایسے ہیں جن میں صرف ایک خاتون کی گواہی بھی قابل قبول ہو سکتی ہے اور اس ایک گواہی کے تحت فیصلہ دیا جا سکتا ہے اس پر تفصیلی گفتگو شہادت کے باب میں کی جائے گی۔

درپیش مسائل کا حل

قرآن نے نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین قرار دے کر انسانیت کو بلوغت کی سند دے دی ہے یعنی اب بنی نوع انسان کو مزید آسمانی رہنمائی کے نزول کی ضرورت نہیں ہے وہ بالغ اور سمجھدار ہو چکے ہیں اس لیے وہ آخری نبی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں نئے پیش آنے والے مسائل خود ہی حل کر لیں گے۔

زندگی میں نت نئے مسائل اور حادثات کا جنم لینا ایک فطری حقیقت ہے لیکن یہ بھی ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی نیا حادثہ یا مسئلہ آسمان سے نازل نہیں ہوتا' زمین میں سے نہیں اُگتا بلکہ وقت اور زمانہ ایک خاص نہج اور رفتار کے ساتھ ایک خاص منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ آپ اس منزل کو قیامت بھی کہہ سکتے ہیں' آگے بڑھنے کے اس عمل کے دوران نت نئے حقائق اور مسائل سامنے آ رہے ہیں اگر انسان تھوڑا سا غور کرے تو وہ سابقہ زمانے کی حالت' موجودہ عہد کے چال چلن کو دیکھ کر بخوبی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ آنے والا وقت کیسا ہوگا؟ کیا رنگ لائے گا؟ اس کے مسائل کیا ہوں گے؟ ان مسائل کا امکانی حل کیا ہو سکتا ہے؟

اس طرح کے سوالات سوچنے اور ان کے جوابات کے بارے میں اندازہ لگانے کے لیے اہل مغرب تھنک ٹینک بناتے ہیں اور اس مسئلے کا یہی حل ہے کہ قوم کے بہترین دماغ ممکنہ صورت حال کا اندازہ لگانے اور اس کے مسائل کا حل پیش کرنے کے لیے سر جوڑ کر

بیٹھیں۔ بدقسمتی سے مسلمان اپنی تاریخ فراموش کر چکے ہیں اور ویسے بھی انہیں کسی اچھی چیز سے سبق حاصل کرنے کا سبق کسی معاصر مفکر نے نہیں دیا وگرنہ دوسری صدی ہجری کے آغاز میں مسلمانوں کے عظیم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے تھنک ٹینک کی بنیاد رکھی تھی جس کے اراکین میں عباسی سلطنت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم امام زفر بن ہذیل امام داؤد طائی امام فضیل بن عیاض جیسے بیدار مغز اور روشن فکر مفکرین شامل تھے جنہوں نے تیزی سے بدلتے ہوئے معاشرتی رجحانات کو سامنے رکھ کر امکانی مسائل سوچ کر ان کا حل پیش کیا اس کے بعد آنے والے فقہاء نے کسی حد تک اس روایت کو برقرار رکھا تاہم ہمارے زمانے میں شاید اس کا وجود باقی نہیں رہا' مسلمانوں کے لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے ذہن اور زرخیز دماغوں کو معاشی فکروں سے بے نیاز کر کے صرف اسی کام کے لیے مخصوص کریں' ان کے عمر رسیدہ افراد اپنی زندگی بھر کے تجربے اور علم کی روشنی میں اور ان کے نوجوان افراد اپنی تازہ ذہانت کی مدد سے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کریں کہ دنیا کہاں جا رہی ہے؟ کب تک کہاں پہنچ جائے گی؟ عالم اسلام کہاں کھڑا ہے؟ اس کے مخالفین کیا سوچ رہے ہیں؟ کیا سوچ سکتے ہیں؟ کیا کر سکتے ہیں؟

اگر آپ ہماری جسارت معاف کریں تو ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ آئندہ آنے والے حالات کے بارے میں سوچنا تو بہت دور کی بات ہے' مسلمان موجودہ حالات کے بارے میں بھی غور و فکر سے کام نہیں لیتے یہ کسی بھی واقعہ پر چند دن جذباتی ردعمل ظاہر کرتے ہیں اور بعد میں بھول جاتے ہیں اس بارے میں ان کا عام و خاص عالم و جاہل بزرگ و جوان مرد و خواتین سب برابر ہیں۔

❀—❀❀—❀
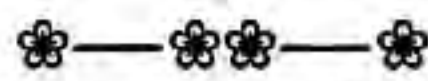
باب ۶۹: التَّنَاوُبِ فِی الْعِلْمِ

علم (حاصل کرنے کے لیے) باری مقرر کرنا

•••——•••——•••
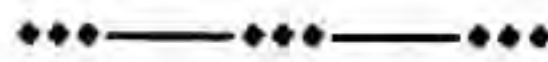
89-حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّىْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِىْ بَنِىْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَّهِىَ مِنْ عَوَالِى الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَّاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْىِ وَغَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِى الْاَنْصَارِىُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَضَرَبَ بَابِىْ ضَرْبًا شَدِيْدًا فَقَالَ اَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِىَ تَبْكِىْ فَقُلْتُ طَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا اَدْرِىْ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ اَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ''میرا ایک پڑوسی انصاری تھا اور ہم دونوں بنو امیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے جو مدینہ منورہ کے مضافات میں تھا' ہم دونوں باری باری بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر ہوتا' دوسرے دن میں حاضر ہو جاتا۔ جس دن میری حاضری کا دن ہوتا' میں اسے آ کر بتاتا کہ مزید کون سی وحی نازل ہوئی ہے وغیرہ جس دن وہ حاضر ہوتا' واپسی پر وہ بھی مجھے اسی طرح کی کوئی اطلاع دیتا۔ ایک دن میرا وہ ساتھی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دینے کے بعد واپس آیا تو اس نے زور سے میرے دروازے پر دستک

دی اور پوچھا کہاں ہو؟ میں گھبرا کے باہر آیا تو وہ بولا ایک عظیم سانحہ رونما ہو گیا ہے (اس نے مجھے بتایا) میں وہاں سے (اپنی بیٹی) حفصہ کے ہاں آیا تو وہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی ہے؟ تو اس نے جواب دیا' مجھے نہیں معلوم! میں فوراً نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھڑے کھڑے دریافت کیا' کیا آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' نہیں! میں نے (خوشی کے مارے زور سے) اللہ اکبر کہا۔"

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے مناسبت رکھتا ہے کہ میں اور میرا پڑوسی باری باری بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

حدیث کی قسم: اس روایت کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسرے صحابی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اس کی سند میں دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک عبیداللہ بن عبداللہ القریشی اور دوسرے ابن شہاب زہری۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان پر مشتمل ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے ایک عمل کا ذکر ہے اور قولی اعتبار سے صرف آپ ﷺ کا ایک لفظ موجود ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون واقعۂ ایلاء ہے جس کی وضاحت متعلقہ باب میں کی جائے گی۔

استنباط احکام و مسائل: (1) اگر باقاعدگی سے علم حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو مقررہ دنوں میں علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (2) کسی دوسرے طالب علم سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ (3) اپنے طالب علم ساتھی کی مدد کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔ (4) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے نبی اکرم ﷺ کی ناراضگی شدید پریشانی کا باعث بنتی تھی۔ (5) کسی خوش خبری کو سن کر نعرۂ تکبیر بلند کرنا سنت ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایسا کیا تھا۔

بَابٌ ۷۰: اَلْغَضَبُ فِی الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِیْمِ اِذَا رَاٰی مَا یَکْرَهُ

نا پسندیدہ بات دیکھ کر وعظ و نصیحت اور تعلیم کے دوران ناراضگی کا اظہار کرنا

90-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَكَادُ اُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مُنَفِّرُوْنَ فَمَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں (ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا) اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آئندہ میں باجماعت نماز ادا نہیں کر سکوں گا کیونکہ فلاں امام صاحب بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ (حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نے کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کو اتنا زیادہ شدید ناراض نہیں دیکھا جتنا اس وقت

آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا:

''لوگو! تم دوسروں کو متنفر کرتے ہو؟ جو بھی شخص امامت کروائے' اسے چاہیے کہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ نمازیوں میں بیمار' کمزور اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔''

ترجمۃ الباب: کیونکہ ترجمۃ الباب کے بعد منقول حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی ناراضگی کا ذکر موجود ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کا عنوان مقرر کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شرعی تعلیمات کے منافی کسی عمل کو دیکھ کر ناراضگی کا اظہار کرنا جائز ہے۔ (بلکہ ایسا کرنا سنت ہے)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک قیس بن ابو حازم اور دوسرے اسماعیل بن ابو خالد اس روایت کے تمام راوی کوفہ میں اقامت گزیں رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ کوئی ایسا مستحب عمل نہ کیا جائے جو لوگوں کے لیے اُلجھن اور پریشانی کا باعث بنے اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اسے سختی سے منع کیا جائے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) اپنے علاقے اور زمانے کے عام رواج سے زیادہ لمبی نماز نہیں پڑھانی چاہیے۔ (2) نماز کی طوالت پر اعتراض کرنا بے دینی کے مترادف نہیں ہے ورنہ نبی اکرم ﷺ سائل کو تنبیہ کر دیتے۔ (3) شریعت کے مزاج کے مخالف عمل دیکھ کر فوراً ٹوکنا اور ناراضگی کا اظہار کرنا سنت ہے۔ (4) کسی شخص کے ذاتی زہد وتقویٰ کو عام لوگوں پر ٹھونسنا غلط ہے۔ (5) اگرچہ بعض لوگ ایسے کسی عمل سے راضی ہوں تو بھی دوسروں کی اُکتاہٹ کا خیال رکھنا چاہیے۔ (6) امام کو چاہیے کہ وہ نماز مختصر پڑھائے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں گو طویل نمازیں پڑھانے کا رواج نہیں ہے تاہم طویل تقریریں کرنے اور لمبی دعائیں مانگنے کا رواج ہے اگر نماز میں طویل قرأت کرنا اظہارِ ناراضگی کا باعث بن سکتا ہے تو خواہ مخواہ کی تقریر یا دعا پر بدرجۂ اولیٰ اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

توجہ طلب: عام طور پر جمعہ کے دن خطیب صاحب اپنی تقریر' دعا اور سلام کو کھینچ کر بہت زیادہ لمبا کر دیتے ہیں اسی طرح مذہبی تنظیموں کے قائدین اپنے روحانی' عرفانی' نورانی بیان کو اُتنا طویل کر دیتے ہیں کہ ایک ایسا غیر متعلقہ شخص جو حضرت قبلہ کا معتقد نہ ہو' وہ اچھی خاصی اُکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے' کسی اور کو تو کیا کہیں؟ ہم خود ایسی صورتِ حال سے دوچار ہو چکے ہیں جب نیک لوگوں کی ہمراہی میں کچھ وقت گزارنے کے جذبے کے تحت کسی اجتماع کی بھیڑ میں پھنس گئے اور پھر نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کے تحت بادل نخواستہ حضرت قبلہ کے خطاب کو برداشت کرنا پڑا جو ذکر شبِ فراق کی طرح طویل سے طویل تر اور پھر طویل ترین ہوتا چلا گیا۔ آخر تنگ آ کر ہم نے اپنے ہمراہی سے کہا' حضرت قبلہ نے اتنے گھنٹوں میں جو بات بیان کی ہے' وہ بمشکل بیس منٹ میں بھی بیان کی جا سکتی ہے اس لیے انہیں مشورہ دیں کہ کسی اچھے سے استاد سے مختصر المعانی پڑھ لیں تا کہ مقتضائے حال کے مطابق جامع ومانع گفتگو کا سلیقہ آ جائے ویسے بھی مشہور مقولہ ہے:

خیر الکلام ما قل ودل

91- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بَلَالٍ الْمَدِيْنِيُّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا أَوْ قَالَ وِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ

حضرت زید بن خالد ﷜ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ کسی صاحب نے نبی اکرم ﷺ سے راستے میں پڑی ہوئی ملنے والی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا پہچاننے کی کوشش کرو (کہ وہ کس کی ہوسکتی ہے) پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرواتے رہو (اگر پھر بھی اس کے مالک کا پتہ نہ چل سکے) تو اسے اپنے استعمال میں لے آؤ۔ بالفرض اگر بعد میں اس کا مالک آ جائے تو وہ چیز (یا اس کی قیمت) مالک کے سپرد کر دو اس شخص نے دریافت کیا گم شدہ اونٹ (کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت زید ﷜ بیان کرتے ہیں یہ سن کر) نبی اکرم ﷺ کو غصہ آ گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔ (راوی کہتے ہیں شاید حضرت زید ﷜ ہی نے کہا تھا کہ) آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس اونٹ کے لیے کیا کرنا ہے وہ اونٹ خود کھا پی سکتا ہے خود ہی پانی کے پاس چلا جائے گا اور خود ہی درخت سے پتے کھالے گا اس لیے اسے اس کے حال پر رہنے دو یہاں تک کہ اس کا اصل مالک اسے حاصل کر لے اس شخص نے گمشدہ بھیڑ بکریوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یا تو تمہارے بھائی کو مل سکتی ہیں یا کسی بھیڑیے کا (لقمہ بن) سکتی ہیں۔"

ترجمۃ الباب: یہ روایت باب 70 سے متعلق ہے اور اس کے یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتے ہیں کیونکہ یہاں بھی آپ ﷺ نے ایک شخص کے غلط سوال پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں ایک یزید مدنی اور دوسرے ربیعۃ الرائے۔ ان کے علاوہ دو راوی تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن محمد اور ان کے استاد عبدالملک بن عمرو اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون گم شدہ چیز کا حکم بیان کرنا ہے۔ فقہ کی اصطلاح میں "کتاب اللقطہ" میں گم شدہ چیز سے متعلق احکام پر بحث کی جاتی ہے اور امام بخاری ﷫ نے اس روایت کو "کتاب اللقطہ" میں بھی نقل کیا ہے اس لیے موضوع کی مناسبت کے باعث ہم وہیں اس موضوع کے فقہی پہلوؤں پر گفتگو کریں گے یہاں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ کسی شخص کے غلط سوال پر اظہار ناراضگی کرنا جائز ہے۔

توجہ طلب: یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے سوال کرنے پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ سوال کی نوعیت پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ سوال کی نوعیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے جیسے سائل گم شدہ چیز مل جانے پر اسے ہڑپ کرنا چاہتا ہو اور یہ بات اسلامی تعلیمات کے منافی ہے کہ کسی اور کا مال ہتھیا لیا جائے اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے اس سوال پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) سوال کرتے ہوئے یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ اس سوال کے ذریعے کسی شرعی حکم کی مخالفت لازم نہ آئے۔ (2) اگر کوئی شخص ایسا سوال کرے جس کے ذریعے کسی شرعی حکم کی مخالفت یا اس کا مذاق اُڑانا لازم آتا ہو تو سائل کو سختی سے روک دینا چاہیے۔

عصریات: ایک شخص نے کسی دوسرے کے گم شدہ اونٹ پر قبضہ کرنے کی بات کی تو نبی اکرم ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار کیا اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو دوسروں کے مال پر قبضہ کرلیتے ہیں اور اس روایت میں ان لوگوں کے لیے خاص نصیحت ہے جو قبضے کی زمین پر مسجد یا مدرسہ قائم کرلیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی دیگر احادیث میں دوسروں کا مال ہتھیانے کی مذمت اور آخرت میں ملنے والے اس گناہ کے عذاب کا ذکر موجود ہے جس کا ذکر مناسب مقامات پر آئے گا۔

92- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ سُئِلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا اُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِىْ عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ مَّنْ اَبِىْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَّوْلٰى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ مَا فِىْ وَجْهِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سے ناپسندیدہ سوال کیے گئے جب ایسے سوال زیادہ کیے گئے تو آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا' تم جو پوچھنا چاہتے ہو' پوچھ لو! ایک شخص نے دریافت کیا' میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' تمہارا باپ حذافہ ہے۔ ایک اور شخص نے دریافت کیا' یارسول اللہ ﷺ! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' تمہارا باپ سالم ہے جو شعبہ کا آزاد کردہ غلام ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

ترجمۃ الباب: یہ روایت بھی باب 70 سے متعلق ہے۔ ترجمۃ الباب اور روایت کے درمیان موجود مناسبت وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون یہ ہے' استاد یا شیخ سے لایعنی سوالات نہیں کرنے چاہئیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) فضول اور بے مقصد سوال کرنا غلط ہے۔ (2) اگر کوئی شخص اس طرح کے سوالات کرے تو استاد یا عالم ناراضگی کا اظہار کرسکتا ہے۔ (3) اگر استاد یا شیخ کسی بات پر ناراض ہوجائیں تو حاضرین میں سے استاد کے مقرب شاگرد کو چاہیے کہ وہ جملہ حاضرین کی طرف سے معذرت پیش کرے۔ (4) مرید اور شاگرد کو استاد یا شیخ کے چہرے کے ذریعے ان کی پسند یا ناپسند کا اندازہ لگالینا چاہیے۔

باب ۷۱: مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْاِمَامِ اَوِ الْمُحَدِّثِ

امام یا محدث کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھنا

93- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَقَامَ عَبْدُاللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ فَقَالَ اَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا ثَلَاثًا فَسَكَتَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن حذافہ نے دریافت کیا' میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارا باپ حذافہ ہے پھر آپ نے (ناراضگی کے طور پر) بار بار فرمایا اور پوچھو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھٹنوں کے بل جھکتے ہوئے تین مرتبہ عرض کی' ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نبی ہونے پر راضی ہیں (یعنی ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان کا تعلق آگے نقل کی جانے والی روایت میں مذکور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کے ساتھ ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے تاہم یہ اس معنی میں حدیث قولی نہیں ہے کہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شرعی حکم بیان کیا ہو۔

مضامین حدیث: یہی روایت ذرا سے لفظی اختلاف کے ساتھ حدیث 92 میں نقل کی جا چکی ہے اس مقام پر یہ لفظ زائد ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کرنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل جھک گئے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ استاد کی ناراضگی دور کرنے کے لیے ظاہری طور پر کوئی ایسا عمل کیا جا سکتا ہے جس سے عاجزی و خاکساری کا اظہار ہوتا ہو۔

باب ۷۲: مَنْ اَعَادَ الْحَدِيْثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا

بات سمجھانے کے لیے اسے تین مرتبہ دہرانا (ایک حدیث میں منقول ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جھوٹ سے بچنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی بات دہراتے رہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمایا' کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟

94- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی بات بیان کرتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے یہاں تک کہ وہ اچھی طرح (ہماری) سمجھ میں آ جاتی اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی گروہ کے پاس تشریف لاتے تو انہیں تین مرتبہ سلام کرتے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان کا تعلق حدیث کے ان آخری الفاظ کے ساتھ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ سلام کہا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے عنوان میں یہ وضاحت کی ہے کہ تفہیم کی آسانی کے لیے استاد کو چاہیے کہ اپنی بات دہرا دے اس کی دلیل کے طور پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل نقل کیا ہے کہ آپ نے مختلف موقعوں پر ایک بات کو بار بار دہرایا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو حضرت انس سے نقل کرنے والے راوی ثمامہ بن عبداللہ حضرت انس کے سگے پوتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جو در حقیقت حضرت انس بن مالک کا بیان ہے جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کا ذکر کیا ہے۔

مضامین حدیث: سامع کو کوئی بات سمجھانے یا کسی بات کی اہمیت کا احساس دِلانے کے لیے اس بات کو بار بار دہرانے کی تعلیم دینا اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

عصریات: حدیث کے الفاظ کا مطلب یہ ہے ایک بات شاگرد کے سامنے بار بار دہرا دی جائے تا کہ وہ اسے اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کیونکہ اس زمانے میں تحریر کا رواج نہیں تھا' لوگ صرف سُن کر بات یاد کیا کرتے تھے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی استاد طلباء کے سامنے دقیق علمی تقریر کرے جو طلباء کے سر کے اوپر سے گزر جائے ایسی تقریر کو آپ ہزار مرتبہ بھی دہرائیں گے تو کسی کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا تاوقتیکہ آپ خود علم کے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اُتر کر طلباء کے ذہنی معیار اور علمی استعداد کو سامنے رکھ کر اصول بیان نہ کریں۔

ہم نے خود بہت سے ایسے اساتذہ کو دیکھا ہے جو خود کو عہد حاضر کا استاذ المناطقہ اور رئیس الفلاسفہ سمجھتے ہیں جو اپنے گھر سے کسی عربی شرح بلکہ عام طور پر اپنے زمانہ طالب علمی کے لکھے ہوئے نوٹس پڑھ کر آتے ہیں اور طلباء کے سامنے ایک لمبی بھاری بھرکم تقریر کر دیتے ہیں۔ یہ خیال کیے بغیر کہ کتنوں کو کتنی سمجھ آئی ہے اور کتنی سمجھ نہیں آئی۔

توجہ طلب: بلاغت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مقتضائے حال کے مطابق گفتگو کی جائے اس مقتضائے حال میں الفاظ وتراکیب کے انتخاب کے ساتھ مخاطب کی ذہنی استعداد کا خیال رکھنا بھی شامل ہے اگر آپ استاد ہیں تو کیا آپ اور اگر طالب علم ہیں تو کیا آپ کے استاد اس بات کا خیال رکھتے ہیں؟

95-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقْنَا الصَّلٰوةَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰی اَرْجُلِنَا فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملے تو نماز کا وقت کم رہ گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے' جلدی میں ہم نے پاؤں پر مسح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ فرمایا ''جہنمی ایڑھیاں برباد ہوں۔''

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک حضرت یوسف بن ماہک الفارسی اور دوسرے جعفر بن ایاس البصری۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جو ایک صحابی کے بیان پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمل کا ذکر کیا ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا تعلق ترجمۃ الباب سے یوں ہے کہ اس کے آخر میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دو یا

تین مرتبہ دہرائی اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ حدیث: 58 میں نقل کر چکے ہیں تاہم دونوں مقامات پر ترجمۃ الباب کا عنوان اور حدیث کی سند مختلف ہیں۔

بَاب ۷۳: تَعْلِيمِ الرَّجُلِ اَمَتَهُ وَاَهْلَهُ

انسان کا اپنی کنیز اور بیوی کو تعلیم دینا

96- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهِ اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ اَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُوْنَهَا اِلَى الْمَدِينَةِ

ابوبردہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "تین طرح کے لوگوں کو دُگنا اجر ملے گا' ایک اہل کتاب سے تعلق رکھنے والا وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر حضرت محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا' دوسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا دونوں کے حقوق صحیح طرح ادا کرے اور تیسرا وہ شخص جس کے پاس ایسی کنیز ہو جس سے وہ صحبت کرتا ہو اور وہ شخص اس کنیز کی اچھی تعلیم وتربیت کرنے کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اس شخص کو بھی دُگنا اجر ملے گا۔ (اس روایت کے ایک راوی) عامر اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنا کر یہ کہنے لگے ہم نے کسی معاوضہ کے بغیر تمہیں یہ حدیث سنا دی ہے حالانکہ (مضمون کے اعتبار سے) اس سے کم اہم حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ تک جانا پڑتا ہے۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی روایت میں کنیز کی تعلیم وتربیت کی فضیلت بیان کی گئی ہے اس لیے امام بخاری نے ترجمۃ الباب کا یہ عنوان قائم کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: (1) اہل کتاب کے نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی فضیلت (2) اپنے آقا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھنے والے غلام کی فضیلت (3) اپنی کنیز کی تعلیم وتربیت کرنے کے بعد اس سے نکاح کرنے کی فضیلت اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

عصریات: اس روایت میں کنیز کی تعلیم وتربیت کی فضیلت بیان کی گئی ہے اس کا بالواسطہ مطلب یہ ہے کہ خواتین اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

باب ۷۴: عِظَةِ الْاِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ

امام کا خواتین کو وعظ ونصیحت کرنا اور انہیں تعلیم دینا

97- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ عَطَاءٌ اَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَظَنَّ اَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِى الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ يَاْخُذُ فِىْ طَرَفِ ثَوْبِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایوب بیان کرتے ہیں' میں نے عطا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے (ایوب کہتے ہیں شاید) عطا نے یہ کہا تھا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت بیان کی ہے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز عید پڑھانے کے بعد خواتین والے حصے کی طرف) آئے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ شاید عورتوں نے آپ کا خطبہ (صحیح طور پر) نہیں سنا ہے اس لیے آپ نے خواتین کو ازسر نو وعظ کیا اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ خواتین نے اپنی انگوٹھیاں اور بالیاں تک دینا شروع کر دیں جنہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک کپڑے میں اکٹھا کرنے لگے۔ (امام بخاری فرماتے ہیں) ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا تھا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں۔

ترجمۃ الباب: سابقہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کنیز کی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا تھا اب اس ترجمۃ الباب میں مطلق خواتین کی تعلیم و تربیت کا عنوان قائم کیا ہے اور اس کے بعد جو حدیث نقل کی ہے اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطورِ خاص خواتین کو وعظ و نصیحت کرنے کا ذکر ہے۔

مضامین حدیث: اگر چہ حدیث کا مرکزی مضمون خواتین کو وعظ و نصیحت کرنا ہے لیکن یہاں اس روایت میں اس وعظ و نصیحت میں سے صرف صدقے کی ترغیب دینے کا ذکر موجود ہے۔

استنباط احکام و مسائل: خواتین کو ان کے مخصوص معاملات سے متعلق شرعی تعلیمات سے آگاہ کرنا ضروری ہے اس میں ان کے حقوق و فرائض' ایمان واسلام سے متعلق بنیادی عقائد' فرائض و واجبات سے متعلق ضروری احکام وغیرہ کی تعلیم ضروری ہے اس کے ساتھ چند خواتین کی اس طرح تربیت کرنا کہ وہ متعلقہ علوم وفنون سے بخوبی آگاہ ہو کر دیگر خواتین کی دینی رہنمائی کر سکیں' یہ بھی ضروری ہے۔

عصریات: عصرِ حاضر میں خواتین کو تین بنیادی طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(i) وہ خواتین جن کی صرف دنیاوی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(ii) وہ خواتین جن کی صرف دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(iii) وہ خواتین جن کی تعلیم و تربیت کا دائرہ گھریلو امور نمٹانے تک محدود رہتا ہے اور انہیں دین یا دنیا کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

وہ خواتین جن کی صرف دنیاوی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے' ان کی تربیت کے دو نتائج سامنے آتے ہیں۔

(i) وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک مکمل گھریلو زندگی بسر کرتی ہیں اور ان کی تمام تر تعلیم صرف بچوں کے ہوم ورک چیک

کرنے تک محدود رہتی ہے۔

(ii) وہ خواتین جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھتے ہوئے مختلف شعبہ جات میں ملازمت حاصل کرتی ہیں۔

اس قسم کی خواتین کا کام دو طرح سے مفید ہوتا ہے۔

(i) ادارے کو ایک فعال کارکن میسر آ جاتا ہے۔

(ii) خاتون کی مالی حیثیت مستحکم ہو جاتی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ان تینوں قسم کی خواتین کی اخلاقی حوالے سے کیا تربیت کی جاتی ہے؟ خدانخواستہ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ان کا کردار کمزور ہوتا ہے بلکہ ہم اس پہلو کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ خانگی زندگی کے معاملات نمٹانے' لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے اور زندگی کے اُتار چڑھاؤ میں صبر کے ساتھ ثابت قدم رہنے کے حوالے سے انہیں کیا سکھایا جاتا ہے؟

مذہبی تعلیم حاصل کرنے والی خواتین کی تربیت اور تعلیم صرف چند روایات' چند الفاظ اور ان کے معانی یاد کرانے تک محدود رہتی ہے۔ سوچ' شعور اور فکر کی اصلاح و تربیت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔

نوٹ: اگر آپ اپنے اطراف و جوانب کا جائزہ لیں تو مردوں کی تعلیم و تربیت میں بھی تقریباً یہی صورت حال نظر آتی ہے۔

آخرت کا تو خیر ذکر ہی کیا؟ ہمیں تو دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ بھی نہیں سکھایا جاتا۔

توجہ طلب: ہم نے خود کیا تعلیم حاصل کی؟ اور یہ تعلیم ہم پر کس حد تک اثر انداز ہوئی؟ ہم اپنی اولاد کی کیا تربیت کر رہے ہیں اور وہ اس تعلیم و تربیت سے کیا حاصل کر پائیں گے؟

❀—❀❀—❀

باب ۷۵ الْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيْثِ

علم حدیث (حاصل کرنے) کا ذوق وشوق

——***

98- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ لَّا يَسْاَلُنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا' یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابو ہریرہ! مجھے اندازہ تھا کہ اس بارے میں تم ہی سب سے پہلے مجھ سے دریافت کرو گے کیونکہ تمہیں اس موضوع سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جو دل و جان سے پورے خلوص کے ہمراہ اس بات کا اعتراف کرے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری ﷫ نے علمِ حدیث کے ذوق وشوق کا عنوان قائم کیا ہے اس کے بعد نقل کی جانے والی حدیث میں حضرت ابوہریرہ ﷜ کا ذوق وشوق ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتا ہے۔

مضامین حدیث: (1) عقیدۂ توحید کی اہمیت (2) حضرت ابوہریرہ ﷜ کا ذوق حدیث اس روایت کے مرکزی مضامین ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کا شفاعت کرنا حق ہے۔ (2) قیامت کے دن مومن کو آپ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی بشرطیکہ اس کا کوئی ایسا عقیدہ نہ ہو جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کفر کے مترادف ہو۔ (3) علمِ حدیث کو رغبت اور شوق سے سیکھنا چاہیے۔ (4) جب انسان دلچسپی سے کسی فن کو سیکھنا شروع کرے تو اس کے ذہن میں متعلقہ فن کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں سوالات پیدا ہوتے ہیں اور یہی سوالات متعلقہ فن میں مہارت کا باعث بنتے ہیں کیونکہ مشہور مثل ہے:

السؤال نصف العلم "سوال نصف علم ہے"

عصریات: عصرِ حاضر میں علمِ حدیث کا ذوق وشوق ختم ہو چکا ہے' مدارس میں روایتی طریقے پر حدیث کے الفاظ پڑھ لینے کو ہی علمِ حدیث میں مہارت کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ جس حدیث میں کسی اختلافی مسئلے کا اثبات یا تردید ہوتی ہو اس میں تھوڑی سی تقریر کر کے مخالف فرقے کے نظریہ کو غلط ثابت کر دیا جاتا ہے' ہم یہ نہیں کہتے کہ ایسا نہ کیا جائے' آپ ضرور ایسا کریں لیکن اس کے ساتھ ان احادیث پر بھی توجہ رکھیں جن میں بنیادی اخلاقی تعلیمات ذکر کی گئی ہیں۔

ہمارے زمانے میں کچھ ایسے مہربان بھی ہیں جو خود کو حدیث کا متبع قرار دیتے ہیں لیکن ان کی تمام تر اتباع صرف "شوشہ" چھوڑنے کی حد تک ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ اپنی معاشرتی انفرادیت برقرار رکھ سکیں۔ بدقسمتی سے جو لوگ اس طبقے کے پیشوا سمجھے جاتے ہیں' علم حدیث میں بصیرت اور مہارت کا حصول تو بہت دُور کی بات ہے' یہ لوگ صحیح طور پر حدیث کے الفاظ پر اعراب پڑھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔

توجہ طلب: آپ زندگی کے کتنے سال اس دنیا میں گزار چکے ہیں؟ آپ کو اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں سے کتنی احادیث کا علم حاصل ہے؟ یاد رہے کہ ہمارا یہ سوال مستند احادیث کے بارے میں ہے' عوامی روایات کے بارے میں نہیں ہے' خود آپ نے زندگی میں کتنی مرتبہ علم حدیث کی کسی مستند کتاب کا مطالعہ کیا ہے؟ اس میں کس حد تک آپ کو یاد رہا اور اس میں سے کتنی احادیث پر آپ نے عمل کیا؟

❀—❀❀—❀

بَابٌ ۷۶: كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ

انْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَاِنِّىْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تَقْبَلْ اِلَّا حَدِيْثَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا

علم کس طرح اُٹھایا جائے؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷜ نے حضرت ابوبکر بن حزم کو یہ تحریری فرمان بھیجا۔ نبی اکرم ﷺ کی کوئی بھی حدیث جہاں سے بھی ملے اسے نوٹ کر لو کیونکہ مجھے علم کی درس گاہوں کے بارے میں اندیشہ پیدا ہو گیا ہے اور علماء کے رخصت ہو جانے کا ڈر ہے صرف نبی اکرم ﷺ کی حدیث قبول کرنا' علم کو پھیلایا جائے علمی مجلسیں منعقد کی جائیں تا کہ لاعلم لوگوں کو بھی علم حاصل ہو چونکہ علم اس وقت تک ختم

نہیں ہوتا جب تک اسے راز نہ بنالیا جائے۔

99- حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالْجَبَّارِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ بِذٰلِكَ يَعْنِي حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ إِلٰى قَوْلِهِ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ

حدیث عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے مکتوب والی روایت کی سند یہ ہے۔

100- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا قَالَ الْفِرَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "اللہ تعالیٰ علم کو یوں نہیں اُٹھائے گا کہ لوگ اس سے بے بہرہ ہو جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ علماء کو اُٹھا کر علم کو اُٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جہلاء کو اپنا پیشوا بنالیں گے جن سے مسائل دریافت کیے جائیں گے اور وہ علم نہ ہونے کے باوجود فتویٰ دیں گے' وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(امام بخاری فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

ترجمۃ الباب: سابقہ تراجم ابواب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے علم کی فضیلت' اس کے سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب' سیکھنے اور سکھانے کے طریقہ کار سے متعلق روایات نقل کی تھیں اب امام بخاری رحمہ اللہ ایسی روایت نقل کرنے لگے ہیں جو درحقیقت ایک پیشین گوئی ہے ایسی پیشین گوئی جو حق اور سچ ہے جو ہر حال میں پوری ہوگی اور اس پیشین گوئی کا تعلق اُمت مسلمہ کی اجتماعی صورت حال کے ساتھ ہے۔ وہ پیشین گوئی یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان سے علم کو اُٹھالیا جائے گا۔

ترجمۃ الباب کے بعد والی روایت اسی پیشین گوئی پر مشتمل ہے جس کی مناسبت سے اس ترجمۃ الباب کا عنوان منتخب کیا گیا ہے۔ مرکزی عنوان بیان کرنے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے علم حدیث کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مضامین حدیث: علم کے حصول کی ترغیب اور جہالت کی مذمت اس روایت کا مرکزی مضمون ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) مسلم معاشرے کو ہمیشہ یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ ان کے درمیان علماء کی ضروری تعداد موجود رہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے دینی اداروں کے نظام کو درست اور برقرار رکھنا چاہیے۔ (2) مسلم معاشرے کے افراد کو چاہیے کہ وہ اپنے بہترین دماغوں کو علم دین کے حصول کی طرف راغب کریں۔ (3) جہلاء کی پیروی کرنا غلط ہے۔ (4) اگر کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو اسے بیان کرنا غلط ہے۔ (5) ایک شخص اپنی جہالت کے باعث خود گمراہ ہوتا ہے اور اپنی اسی جہالت کی وجہ سے دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔ (6) حدیث سے اشارتاً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اپنے پیشوا کی جہالت سے عدم واقفیت کی بدولت گمراہی میں اس کے

پیروکار بن جاتے ہیں۔

مضامین حدیث: کیونکہ اس روایت کا مرکزی مضمون ایک پیشین گوئی ہے جس نے واقعہ کے طور پر ظاہر بھی ہونا ہے اس لیے اس پیشین گوئی کی مختلف شکلیں ہمارے سامنے ظاہر ہو چکی ہیں۔

مثال کے طور پر جید اہلِ علم دنیا سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں اور ان کی مسند پر ''صاحب زادگان'' رونق افروز ہیں جن میں سے اکثریت جہلاء کی ہے اور انہی جہلاء کو شریعت اور طریقت میں لوگوں کا پیشوا قرار دیا گیا ہے صرف خانقاہوں میں ہی ایسا نہیں ہے بلکہ دینی مدرسوں اور مذہبی تنظیموں میں قیادت کا تاج ''صاحب زادگان'' کے سر پر سجایا جاتا ہے یوں نبی اکرم ﷺ کا فرمان حق اور سچ ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ بے شک اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا ہے۔

دوسرا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ایک شخص خود گمراہ ہوتا ہے مگر وہ دوسروں کا پیشوا ہوتا ہے اور دوسرے محض اس کی پیروی میں گمراہ ہو جاتے ہیں۔ آپ خود جائزہ لیں کہ اگر آپ ایک بس میں بیٹھے ہوں اور اس کا ڈرائیور ڈرائیونگ سے واقفیت نہیں رکھتا تو وہ خود بھی تباہ ہوگا اور آپ کے نقصان کا باعث بھی بنے گا۔

توجہ طلب: آپ کسی بھی مسلم، مذہبی تنظیم سے وابستہ ہیں؟ ایک لمحے کے لیے خوش اعتقادی کی عینک اُتار کر اس بات کا جائزہ ضرور لیں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ کے قائد، پیشوا، قبلہ و کعبہ، حضرت خود گمراہی کا شکار ہیں اور آپ کو بھی گمراہی کے راستے پر لے جا رہے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

''جب ان سے یہ کہا جائے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ جواب دیتے ہیں، ہم تو صرف اصلاح کر رہے ہیں۔''

دوسروں کے عقیدے کی اصلاح کرتے وقت انہیں درس توحید دیتے وقت یہ جائزہ ضرور لیجیے گا کہ کہیں آپ اصلاح کے نام پر فساد پھیلانے کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو یہ کہیں گے:

''بے شک ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔''

یہ سردار، یہ بڑے، آپ کی جماعت کے بڑے بھی ہو سکتے ہیں اس لیے دوسروں کو مشرک اور جہنمی قرار دینے سے پہلے اپنے عقیدے کے بارے میں ضرور تسلی کر لیں۔

یہاں ایک اور بات پیشِ نظر رکھیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگ ان جہلاء کو اپنا پیشوا بنالیں گے جسے آپ عالم، موحد، متبع سنت، عامل بالحدیث سمجھتے ہیں۔ لازمی نہیں ہے کہ امر واقعہ میں اس کا عقیدہ اور نظریہ درست ہی ہو اور وہ واقعی ان خوبیوں سے متصف ہو، وہ آپ سے زیادہ، آپ کے محلے میں واقع مخالف فرقے کی مسجد کے امام سے زیادہ آیات واحادیث کا عالم ہو سکتا ہے لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں:

''کثرت اور حق دو مختلف حقیقتیں ہیں۔''

❀——❀❀——❀
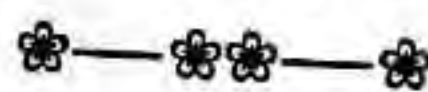
علم کا اُٹھ جانا

اگرچہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان حق ہے کہ علم کو اُٹھا لیا جائے گا اور آپ ﷺ نے خود اس کی وضاحت کی کہ علم کے اُٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ علماء کو اُٹھا لیا جائے گا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کے اس فرمان کو عملی شکل دینے پر تُل

جائیں بلکہ ہمیں یہ کوشش کرنا ہوگی کہ ہم ایسا طریقہ کار اختیار کریں جس کے ذریعے علم عام ہو سکے۔ علماء تیار کیے جا سکیں جس طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے علمی حلقے قائم کرنے' درس وتدریس کی فضا عام کرنے کا منصوبہ پیش کیا تھا اسی طرح ہمیں بھی اپنے زمانے کے حالات' لوگوں کی استعداد کو سامنے رکھتے ہوئے منصوبہ بندی کرنا ہوگی اس کے لیے درج ذیل امور بنیادی اہمیت رکھتے ہیں:

(1) مختلف طبقات کی ذہنی استعداد' ضرورت' وقت کی گنجائش وغیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف طرز' حجم اور دورانیے کے نصاب مرتب کیے جائیں۔

(2) اساتذہ کو مخصوص انداز میں مخصوص نصاب پڑھانے کی باقاعدہ تربیت دی جائے۔

(3) اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کو مضمون وار مرتب کیا جائے۔

(4) دینی درس گاہوں کا جال پھیلایا جائے اور ہر خاص وعام کو عام استفادے کی اجازت دی جائے بالکل اسی طرح جیسے ہسپتالوں میں کسی مریض کو داخل کرتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کی ڈاڑھی کا طول کیا ہے؟ اس کا پائنچہ ٹخنوں سے کتنا اوپر ہے؟ اس نے شرعی نقاب کیا ہوا ہے یا نہیں؟ اس کی آمد کا وقت کیا ہے؟

ہوسکتا ہے کہ ہمارے مہربان ہم سے یہ شکوہ کریں کہ اس طرح بے دینی عام ہو جائے گی' ہر شخص فتویٰ دینے لگے گا۔ سو ہم نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جسارت کریں گے کہ میڈیا پر متنازعہ مباحث پر اختلافی بحث کرنے کے رواج بلکہ فیشن کا آغاز تو ہو چکا ہے اب آپ چاہیں بھی تو اسے روک نہیں سکتے اس لیے آپ کے لیے مناسب یہی ہے کہ آپ لوگوں کو بنیادی تعلیمات کے ساتھ مختلف اسلامی علوم وفنون کے بنیادی قواعد وضوابط سے بھی آگاہ کریں تاکہ کوئی نام نہاد مفکر اپنے گمراہ کن خیالات کے ذریعے عام مسلمانوں کو گمراہ نہ کر سکیں اسی لیے ہم نے پہلے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مختلف نوعیت اور طرز کے نصاب مرتب کیے جائیں۔

(5) ہماری سابقہ گفتگو کا تعلق عام مسلمانوں کی تعلیم وتربیت سے ہے لیکن خواص یعنی طبقہ علماء کی تعلیم وتربیت کے لیے کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے؟ یہ ایک الگ سوال ہے۔

(6) یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھیے کہ علم کی اشاعت کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ الفاظ کو پھیلا دیا جائے بلکہ علم کی اشاعت کا مطلب فہم اور شعور کی اشاعت ہے اس لیے کوئی بھی نصاب مرتب کرتے وقت یہ بات سامنے رکھی جائے کہ اس نصاب کے ذریعے ہم کس طبقے کے لوگوں میں کس حد تک شعور پیدا کر سکیں گے۔

اس کے ساتھ یہ اصول بھی سامنے رکھا جائے کہ محض الفاظ کے ذریعے شعور منتقل نہیں کیا جا سکتا اس کے لیے کردار کی موجودگی شرط ہے۔

(7) مادیت ہمارے زمانے کا ایک اہم مسئلہ ہے اس لیے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ان کے مذہبی پیشوا مذہب کا علم حاصل کرنے والے طلباء معاشی حوالے سے کسی اُلجھن کا شکار نہ ہوں۔

(8) اسلامی علوم کی نشر واشاعت کے لیے جدید ذرائع استعمال کیے جائیں' ہمارے ہاں عام طور پر جدید ذرائع کے استعمال کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ کسی دینی جماعت کے قائد' کسی خطیب شعلہ بیان کی تقریر کو ریکارڈ کر کے سی ڈی پر ریلیز کر دیا جائے لیکن ہماری مراد یہ نہیں ہے' ہمارے نزدیک جدید ذرائع کے استعمال کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی علوم وفنون سے متعلق سوفٹ ویئر تیار کیے جائیں اس موضوع پر ہم نے باب: 84 ''علم کو محفوظ کرنا'' میں گفتگو کی ہے۔

بَابٌ ۷۷: هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلٰى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ

کیا خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے کوئی دن مخصوص کیا جائے گا؟

•••——•••——•••

101-حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَتَيْنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ بعض خواتین نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی' کہ مرد حضرات ہم سے زیادہ (دینی تعلیم حاصل) کر لیتے ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بھی کوئی دن مخصوص کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ کیا اور اس مخصوص دن میں انہیں وعظ ونصیحت کی' احکام سے آگاہ کیا اسی دوران آپ نے انہیں بتایا اگر کسی خاتون کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ بچے اس خاتون اور جہنم کے درمیان رکاوٹ بن جائیں گے تو ایک عورت نے سوال کیا اگر کسی خاتون کے دو بچے فوت ہوئے ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ دو بھی ہوں۔ (تو بھی یہی اجر حاصل ہوگا)

ترجمۃ الباب: اس سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمۃ الباب: ۴۷ میں خواتین کو وعظ ونصیحت کے حوالے سے روایت نقل کر چکے ہیں اب یہاں خواتین کی علیحدہ تعلیم وتربیت کے لیے دن مخصوص کرنے کے حوالے سے روایت نقل کر رہے ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک ابوصالح زکوان اور دوسرے عبدالرحمٰن بن عبداللہ الاصبھانی۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون خواتین کی تعلیم وتربیت ہے تاہم اس روایت میں اس تعلیم وتربیت کے ایک پہلو کا ذکر موجود ہے۔

خاتون کو اپنی زندگی میں اور بطورِ خاص ازدواجی زندگی میں مختلف طرح کے اُتار چڑھاؤ' پریشان کن صورتِ حال' مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان آزمائشوں میں ایک اہم آزمائش اس وقت درپیش ہوتی ہے جب کسی خاتون کا نومولود بچہ انتقال کر جائے' یہ اس کے لیے نہایت تکلیف دہ وقت ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم اسی خاص صورتِ حال کے بارے میں ہے کہ نومولود بچے کا فوت ہو جانا بھی آخرت میں اس عورت کے لیے اجر وثواب کے حصول کا باعث بنے گا۔

مضامین حدیث: عصرِ حاضر میں میڈیکل سائنس کی ترقی کی وجہ سے اس نوعیت کے واقعات پر خاصی حد تک قابو پا لیا گیا ہے تاہم اس روایت میں ہمارے لیے یہ سبق موجود ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت کرتے وقت یہ عقیدہ ان کے ذہن میں پختہ کر دیں کہ انسان کو جو پریشانی بھی لاحق ہوتی ہے' وہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا اجر وثواب ضرور عطا کرے گا۔

•••——•••——•••

102-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ ذَكْوَانَ

عَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ ثَلَاثَةً لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ

(امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید کے حوالے سے منقول ہے۔ جبکہ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ''ایسے تین بچے (فوت ہوئے ہوں) جو سن بلوغت تک نہ پہنچے ہوں۔''

بَابٌ ٧٨: مَنْ سَمِعَ شَیْئًا فَلَمْ یَفْهَمْهُ فَرَاجَعَ فِیهِ حَتّٰی یَعْرِفَهُ

اگر کسی کو کوئی بات سمجھ نہ آئے تو وہ دوبارہ وضاحت کے لیے (درخواست کرے) یہاں تک کہ اسے اچھی طرح سمجھ آ جائے

103- حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ اَبِی مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِی مُلَیْکَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَیْئًا لَا تَعْرِفُهُ اِلَّا رَاجَعَتْ فِیهِ حَتّٰی تَعْرِفَهُ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَوَلَیْسَ یَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰی (فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَسِیرًا) قَالَتْ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ یَهْلِكْ

حضرت ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ عادت تھی کہ جب آپ کوئی بات سنتی تھیں اور وہ آپ کو سمجھ نہ آتی تو آپ وہ بات دہرانے کی فرمائش کرتی تھیں یہاں تک کہ وہ بات اچھی طرح آپ کی سمجھ میں آ جاتی تھی۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص سے حساب لیا جائے گا' وہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔'' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کی' اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا؟ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَسِیرًا۔ ''اس شخص سے آسان حساب لیا جائے گا۔'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس کا تعلق صرف پیشی سے ہے' جس شخص سے سختی سے حساب لیا جائے گا' وہ ہلاکت کا شکار ہوگا۔

مضامین حدیث: خواتین کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک اور حدیث یہاں نقل کی گئی ہے' جس کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اگر کسی خاتون کو کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو وہ بھی اس بارے میں سوال کر سکتی ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) شادی کے بعد بھی خواتین کی تعلیم کا بندوبست کرنا چاہیے۔ (2) قرآن اور احادیث میں بعض اوقات ''عام'' لفظ کا معنی ''مخصوص'' ہوتا ہے۔ (3) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مجتہدانہ بصیرت کی مالک تھیں۔ (4) قرآن وسنت کے الفاظ سے مفہوم اخذ کرنے میں عالم سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ (5) قرآن وسنت کے استخراج واستنباط میں خاص وعام' مشترک' مؤول' محکم' مجمل' مفسر' عبارۃ النص' اشارۃ النص' دلالۃ النص وغیرہ جیسے بنیادی اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے۔ (6) حدیث رسول تفسیر قرآن کا بنیادی ماخذ ہے اور حدیث سامنے آ جانے کے بعد کسی شخص کے ذاتی استنباط کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ (7) کوئی شخص اپنے فہم کے مطابق اپنے سے بزرگ عالم سے علمی اختلاف کر سکتا ہے تاہم دلیل واضح ہو جانے کے بعد اپنی رائے سے رجوع ضروری ہے۔ (8) بعض

اوقات قرآن سنت کے الفاظ سے وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو لفظ سے ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔

❀——❀❀——❀

بَابُ ۷۹: لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہر موجود شخص کو چاہیے کہ غیر موجود اشخاص تک اس علم کی تبلیغ کردے۔

حضرت ابن عباس نے یہ فرمان نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

•••——•••——•••

104 - حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِيْ شُرَيْحٍ مَّا قَالَ عَمْرٌو قَالَ اَنَا اَعْلَمُ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ لَّا تُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

جب' عمرو بن سعید' مکہ مکرمہ پر حملہ کے لیے لشکر بھیجنے لگا تو حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اے امیر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا وہ فرمان بیان کروں جو آپ نے فتح مکہ سے اگلے دن ارشاد فرمایا تھا جو میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنے ذہن میں محفوظ کرلیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا' آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے' اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خون بہائے یہاں کے کسی درخت کو کاٹے اگر کوئی شخص یہ دلیل دینے کی کوشش کرے' اللہ کے رسول نے بھی یہاں جنگ کی تھی تو تم اسے یہ جواب دینا کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اس نے تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے دن کے ایک مخصوص حصے میں اس کی اجازت دی تھی لہٰذا اب اس کے احترام کا حکم کل کی مانند واپس آ گیا ہے' ہر موجود شخص غیر موجود شخص تک یہ حکم پہنچادے۔" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوشریح نے یہ واقعہ اپنے شاگردوں کو سنایا) تو کسی نے دریافت کیا' عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا؟ تو وہ بولے اس نے جواباً کہا' اے ابوشریح! مجھے تم سے زیادہ پتہ ہے' حرم گناہ گار' مفرور قاتل اور مفرور مجرم کو پناہ نہیں دیتا۔

———

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان حدیث کے الفاظ سے مناسبت رکھتا ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون مکہ مکرمہ کے احترام سے متعلق احکام کی وضاحت ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) مکہ مکرمہ محترم ہے اس کے آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (2) بعض امور نبی اکرم ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں اس لیے آپ کا ہر عمل اُمت کے لیے عمومی جواز کا ثبوت نہیں بن سکتا۔ (3) مکہ مکرمہ میں قتل وغارت گری منع ہے اس سے ان نجدیوں کی تردید ہو جاتی ہے جنہوں نے برطانوی حکومت کے ساتھ مل کر مکہ مکرمہ پر حملہ کیا وہاں کے باشندوں کو ایذا پہنچائی اور مکہ مکرمہ کی حرمت کو پامال کیا۔

عصریات: ہماری خواہش تھی کہ ہم عصر حاضر کے مکہ کے بارے میں کچھ لکھیں لیکن کیونکہ ہمیں ابھی تک وہاں حاضری کا شرف نصیب نہیں ہوا اس لیے اس بارے میں کچھ لکھنے سے معذور ہیں۔ انشاء اللہ اس قرض کو کسی اور موقع ومقام پر چکا دیا جائے گا۔

توجہ طلب: کیا آپ کو مکہ جانے کا شرف حاصل ہوا ہے؟ کیا آپ نے اس کی حرمت سے متعلق احکام کا خیال رکھا تھا؟

تبلیغ دین

قرآن کہتا ہے:

''تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہے' تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو۔''

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''حکمت اور عمدہ وعظ ونصیحت کے ذریعے (لوگوں کو) اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دعوت دو۔''

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے:

''اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں گواہ' خوش خبری سنانے والا (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے اذن سے اس کی طرف دعوت دینے والا اور نور بانٹنے والا سورج بنا کر بھیجا ہے۔''

قرآن کی بہت سی آیات میں دعوت وتبلیغ کے مختلف پہلوؤں کا ذکر موجود ہے کہیں براہ راست تبلیغ کا حکم ہے' کہیں نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے طریقہ دعوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور کبھی سابقہ انبیاء کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کے دعوت دینے کے طریقے کی وضاحت کی گئی ہے۔

کسی بھی نظریئے' عقیدے' خیال کی ترویج واشاعت کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال تبلیغ کہلاتا ہے عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محض ایک بات بیان کر دینا تبلیغ ہے حالانکہ ہر عمل کی طرح تبلیغ کرنے کے بھی مخصوص لوازمات ہیں جن میں چند ایک کا ذکر مناسب ہوگا۔

(i) موضوع سے واقفیت: مبلغ کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ وہ جو بات اپنے سامع تک منتقل کرنا چاہتا ہے' وہ خود اس کی حقیقت اور حیثیت سے آگاہ ہو یعنی اگر وہ قرآن کی آیت ہے تو آیت کے صحیح الفاظ اور مفہوم کیا ہیں؟ اگر حدیث بیان کرنی ہے تو اس کا حوالہ اور حیثیت کیا ہے؟ اگر کوئی حکم بیان کرنا ہے تو اس کی حیثیت کیا ہے؟ فرض' واجب یا مستحب؟ سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟ سنت ہدیٰ یا سنت زائدہ

(ii) اظہار بیان سے واقفیت: مبلغ کے لیے اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ وہ جو چیز اپنے سامع تک منتقل کرنا چاہتا ہے اس کے

لیے اس نے کون سا اظہارِ بیاں اختیار کیا ہے؟ درس' خطاب' عام دوطرفہ بات چیت؟
اس کے بعد اس چیز کا جائزہ لے کہ اس کا اظہارِ بیاں مخاطب پر کس حد تک اثر انداز ہو رہا ہے؟ یعنی اگر آپ چار نمازیوں کے سامنے مائیک کھول کر خطاب شروع کر دیتے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ آپ عام بات چیت میں انہیں اپنا مؤقف سمجھا دیں۔

(iii) غیر اخلاقی الفاظ سے اجتناب: ہمارے زمانے میں یہ عام رواج ہے کہ خطیب حضرات اپنے خطاب کے دوران غیر اخلاقی الفاظ استعمال کر جاتے ہیں اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن نے گستاخِ رسول ﷺ کو ''حرام زادہ'' کہا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ گستاخوں کی مذمت نہ کی جائے بلکہ ہم آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن نے جس گستاخ کو ''حرام زادہ'' کہا ہے وہ واقعی ''نطفۂ نا تحقیق'' تھا اب اگر آپ کسی دوسرے مسلک کے فرد کو ''حرام زادہ'' کہتے ہیں تو یہ دراصل اس کی عفت مآب والدہ پر تہمت عائد کرنے کے مترادف ہے۔
قرآن کہتا ہے:
''وہ (مشرکین) اللہ کی بجائے جن کی پوجا کرتے ہیں انہیں گالی نہ دو کیونکہ وہ دشمنی میں جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالی دیں گے۔''
نبی اکرم ﷺ نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وہ شخص قابلِ مذمت ہے جو اپنے باپ کو گالی دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کوئی شخص اپنے باپ کو گالی دے سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا' ایک شخص کسی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے دیتا ہے۔ (تو یہ اپنے باپ کو گالی دینے کے مترادف ہے)

(iv) حماقت آمیز گفتگو سے اجتناب: بعض اوقات خطباء نہایت احمقانہ قسم کی گفتگو چھیڑ دیتے ہیں جیسے ہمیں ایک خطیب کو سننے کا اتفاق ہوا جو گفتگو میں بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ میں غوث پاک کا کتا ہوں چند دن بعد اسی جلسہ گاہ کے قریب ایک اور مقام پر ان کے مخالف فرقے کے لوگوں نے جلسہ کیا' ان کے خطیب صاحب اپنی تقریر کے دوران فرمانے لگے' فلاں مولوی خود کو غوث پاک کا کتا کہتا ہے' میں موحد ہوں اگر وہ غوث کا کتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کا ''سور'' ہوں۔
خامہ انگشت بدنداں ہے' اسے کیا کہیے

•••——•••——•••

105- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ ذُكِرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَحْسِبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِىْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَقُوْلُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ذٰلِكَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ

حضرت ابوبکرہ روایت کرتے ہیں (فتح مکہ کے موقع پر) نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا: ''تمہاری جان اور تمہارے اموال بھی اسی طرح محترم ہیں۔ جیسے آج کا یہ دن محترم ہے' یہ مہینہ محترم ہے۔'' (راوی محمد کہتے ہیں شاید حضرت ابوبکرہ نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا) ''تمہاری عزت محترم ہے۔'' (پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) ''ہر موجود شخص غیر موجود اشخاص تک یہ فرمان پہنچا دے۔'' راوی محمد کہتے ہیں' اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ (پھر نبی اکرم ﷺ نے) دو

مرتبہ فرمایا" کیا میں نے (پیغامِ حق) پہنچا دیا ہے؟"

ترجمۃ الباب: یہ روایت بھی ترجمۃ الباب: 79 سے متعلق ہے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک حضرت ابوبکرہ کے صاحب زادے عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اور دوسرے محمد بن سیرین اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس کے تمام راوی بصرہ میں اقامت گزیں رہے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔
مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون بھی مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔
تاہم امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو یہاں اس لیے نقل کیا ہے چونکہ اس کے آخر میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ حاضرین غیر موجود مسلمانوں تک یہ پیغام پہنچا دیں۔
استنباط احکام ومسائل: (1) عام اسلامی تعلیمات کی تبلیغ عام مسلمان بھی کر سکتے ہیں۔ (2) اسلام کے بنیادی احکام کی تبلیغ وقتاً فوقتاً کرتے رہنا چاہیے۔ (3) بنیادی حقوق کے حوالے سے تمام مسلمان برابر ہیں۔
عصریات: عصر حاضر میں اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لیے بہت سی جماعتیں اور تنظیمیں موجود ہیں لیکن بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ان تنظیموں کا بنیادی مقصد اسلام کی تبلیغ کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے مخصوص نظریات' اپنے قائد کی امامت' اپنے مخصوص مسلک کی ترویج اور اپنی جماعتی تعداد میں اضافہ ظاہر کر کے دوسروں کو متاثر کرنا بنیادی مقصد ہے۔
توجہ طلب: آپ کسی بھی مسلک کی جس بھی تنظیم سے وابستہ ہوں' ایک مرتبہ یہ ضرور غور کریں کہ کہیں آپ اپنے تنظیم کے قائد کو 'امام زمانہ' تو نہیں سمجھتے؟

بَابُ ٨٠: إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کا گناہ

106 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي مَنْصُوْرٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ
حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "کوئی جھوٹی بات مجھ سے منسوب نہ کرو کیونکہ جو شخص کوئی جھوٹی بات مجھ سے منسوب کرے گا' وہ جہنم میں پہنچ جائے گا۔"

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک ربعی بن حراش اور دوسرے منصور بن معتمر
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔
مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں نبی اکرم کے اقوال وافعال کو بنیادی' آئینی وقانونی

حیثیت حاصل ہے۔ اس لئے کسی اور شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے ذاتی نظریات' خواہ وہ کتنے ہی عمدہ اور درست کیوں نہ ہوں؟ کو نبی اکرم کی طرف منسوب کر کے بیان کرے۔ ابتدائی دو صدیوں میں بعض اسلام دشمن عناصر نے اپنے مخصوص باطل مفادات کے حصول کے لئے ''فتنہ وضع حدیث'' پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جس پر مختصر تبصرہ ہم اس کتاب کے مقدمے میں تحریر کر چکے ہیں۔

•••——•••——•••

107 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ اِنِّيْ لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت زبیر سے کہا جس طرح دوسرے لوگ نبی اکرم ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہیں اس طرح میں نے کبھی آپ کو کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا تو انہوں نے جواب دیا میں کبھی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے دُور نہیں رہا لیکن میں نے آپ ﷺ کو یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص کوئی جھوٹی بات مجھ سے منسوب کرتا ہے' وہ جہنم میں اپنے ٹھکانے تک پہنچنے کے لیے تیار رہے۔''

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر نے دوسرے صحابی' جو ان کے والد بھی ہیں' حضرت زبیر بن عوام سے نقل کیا ہے اس کی سند میں دو تابعین بھی موجود ہیں' ایک حضرت عبداللہ بن زبیر کے صاحب زادے عامر بن عبداللہ اور دوسرے جامع بن شداد۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

•••——•••——•••

108 - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَالَ اَنَسٌ اِنَّهُ لَيَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں صرف اس وجہ سے تمہارے سامنے بکثرت احادیث بیان نہیں کرتا کیونکہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے' اسے جہنم میں اپنے مخصوص مقام تک پہنچنے کی تیاری کر لینی چاہیے۔''

<u>مضامین حدیث</u>: اسلامی تعلیمات کا دوسرا بنیادی ماخذ حدیث ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں ایسی صورتِ حال درپیش ہوگی جب کچھ لوگ اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے' اپنے خود ساختہ نظریات کو پھیلانے یا اپنے کسی اور ذاتی مقصد کے حصول کے لیے مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے جن کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی جائے گی۔ مسلمان اپنے پیارے نبی ﷺ کی نسبت کی وجہ سے انہیں قبول کر لیں گے اور کسی گمراہی کا شکار ہو جائیں گے اس لیے آپ ﷺ نے یہ وعید بیان کی کہ جو شخص میری طرف کسی جھوٹی بات کو منسوب کرے گا' اسے جہنم میں اپنے مخصوص مقام تک پہنچنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

اس حدیث کا یہ اثر ہوا کہ محدثین نے احادیث کو آگے نقل کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا کہ ہم کوئی ایسی بات نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب نہ کردیں جو درحقیقت آپ ﷺ کا ارشاد یا عمل نہ ہو اسی طرح اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی ذاتی مقصد کے حصول کے لیے کوئی جھوٹی بات نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کردیتا ہے تو اس کے اس جھوٹ کا پردہ فاش کیا جائے تا کہ اسلامی تعلیمات کو نکھار کر ان کے اصل رنگ و روپ میں اُمت کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) نبی اکرم ﷺ کی طرف کوئی بھی جھوٹی بات منسوب کرنا بدترین گناہ ہے۔ (2) نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی بھی بات نقل کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ وہ روایت واقعی درست ہے۔

(3) یہاں جس چیز کی مذمت کی گئی ہے اس کا تعلق نفس مضمون کے ساتھ ہے ورنہ کسی حدیث کو معنوی طور پر نقل کیا جا سکتا ہے۔

109- حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حضرت سلمہ بن الاکوع بیان کرتے ہیں' میں نے اللہ کے رسول کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص میرے حوالے سے کوئی ایسی بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو' اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں اپنے ٹھکانے تک پہنچنے کے لیے تیار رہے۔''

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

————***

110- حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِي حَصِيْنٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَاٰنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِي فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''میرے نام کی طرح اپنا نام رکھو لیکن میری کنیت اپنی کنیت کے طور پر استعمال نہ کرو' جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا اور جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے' اسے جہنم میں اپنے مخصوص مقام تک پہنچنے کے لیے تیار رہنا چاہیے''۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک ابوصالح ذکوان اور دوسرے ابوحصین عثمان بن عاصم الاسدی۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔
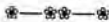
بَابٌ ۸۱: كِتَابَةِ الْعِلْمِ
علم کو تحریر کرنا

۱۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ اَوْ فَهْمٌ اُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ اَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ فَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْاَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک دن میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا' کیا آپ کے پاس (دانائی کے اقوال پر مشتمل) کوئی کتاب موجود ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' نہیں! میرے پاس تو صرف اللہ کی کتاب ہے یا وہ فہم ہے جو کسی مسلمان شخص کو عطا کی جاتی ہے ہاں البتہ میرے پاس یہ تحریر ہے۔ حضرت ابو جحیفہ کہتے ہیں' میں نے دریافت کیا اس تحریر میں کیا لکھا ہوا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا' دیت اور قیدی کی آزادی سے متعلق چند احکامات ہیں اور یہ اصول لکھا ہوا ہے کہ کسی بھی مسلمان کو کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب اور متعلقہ احادیث کے درمیان مناسبت واضح ہے۔ ہمارے زمانے میں یہ رواج ہے کہ ہر علمی بات کو تحریری طور پر نوٹ کر لیا جاتا ہے یوں وہ علمی بات ایک حد تک مستقل طور پر محفوظ ہو جاتی ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک تحریر کا رواج کم تھا عام طور پر لوگ زبانی بیان کیا کرتے تھے جسے سننے والا یاد رکھتا اور پھر آگے نقل کر دیتا اس لیے امام بخاری نے یہ عنوان تجویز کیا ہے کہ علمی مسائل کو تحریر کر لینا بھی سنت سے ثابت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی حضرت وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابی حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت موقوف متصل ہے یعنی یہ صرف ایک صحابی کا بیان ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کوئی نسبت نہیں ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اہم مسائل کو تحریر کر لینا چاہیے تاہم اس میں دیت' قیدی اور قصاص کے احکام کی طرف اشارہ موجود ہے لیکن کیونکہ اس بارے میں آگے مفصل احادیث نقل کی جائیں گی اس لیے ہم نے اس موضوع پر یہاں بحث نہیں کی ہے۔

علمی باتیں تحریر کرنا

علمی موضوع کو تحریر کی شکل دینا ایک اہم کام ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جب ہم اسلامی علوم وفنون کو تحریری شکل دینے کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمیں درج ذیل امور کو سامنے رکھنا ہوگا۔

- ہم جو تصنیف کرنا چاہ رہے ہیں اس کا مخاطب کون ہے؟ مسلمان یا غیر مسلم اگر اس کا مخاطب مسلمان ہے تو ان کے عام افراد مراد ہیں یا خواص؟
- اگر ہمارا مخاطب غیر مسلم ہے تو پھر ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ ہم ان تک کیا منتقل کرنا چاہتے ہیں؟ اپنا پیغام یا دفاعی نقطہ نظر؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ عام اسلامی موضوعات پر تحریر کرنے کی طرز مخصوص ہے جبکہ غیر مسلم معاشروں میں رائج اسلوب نگارش مختلف ہے بیشتر غیر مسلم ممالک میں اظہار رائے کے دو بنیادی طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔

(i) کالم یا مضمون نویسی (ii) کہانی یا ناول نویسی

❀ اگر ہمارا مخاطب مسلمانوں کے عام افراد ہیں تو پھر ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ ہم ان تک کیا منتقل کرنا چاہتے ہیں؟

(i) بنیادی اسلامی احکام (ii) کسی ایک خاص موضوع یا پہلو سے متعلق ترغیب' نبی اکرم ﷺ کی احادیث کا جائزہ لیا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ مخاطب کی حیثیت اور ضرورت کو سامنے رکھ کر احکام کی تبلیغ کیا کرتے تھے جیسا کہ مختلف روایات میں آپ ﷺ سے افضل عمل کے بارے میں کیے گئے سوال کے جوابات مختلف ہیں اس کا بنیادی پس منظر یہی ہے کہ سائل کی ضرورت اور موقع کی مناسبت کو ضرور سامنے رکھا جائے۔

❀ اگر ہمارا مخاطب مسلمانوں کے خواص ہیں تو پھر ان کی دو صورتیں ہوں گی۔

(i) وہ علماء ہوں گے۔ (ii) وہ طلباء ہوں گے۔

علماء کے لیے وہ مواد تیار کیا جائے جو ان کے تبلیغی اور دعوتی کام میں معاون ثابت ہو اس میں قرآن مجید کی تفاسیر' احادیث کی شروح' فتاویٰ کی ترتیب' بنیادی اعتقادی و عملی احکام سے متعلق تصانیف وغیرہ کا کام شامل ہوگا۔

طلباء کے لیے نصابی طرز پر کتابیں تصنیف کی جائیں جن کے ذریعے وہ مختلف اسلامی علوم وفنون کی مبادیات کا تعارف حاصل کر سکیں۔

ان کے علاوہ مختلف علوم وفنون کی اُمہات کتب کے تراجم بنیادی ضرورت ہیں تا کہ اہل علم ان بنیادی مآخذ تک با آسانی رسائی حاصل کر سکیں۔ فقہ میں ہدایہ اور عالمگیری' تفسیر میں ابن کثیر اور مظہری حدیث میں صحاح ستہ' موطا' مشکوٰۃ' تصوف میں کشف المحجوب' رسالہ قشیریہ' اخلاق وآداب میں احیاء العلوم وغیرہ کے علاوہ تمام عربی وفارسی کا ذخیرہ منتظر ہے کہ کوئی اس طرف کوشش کرے۔

•••——•••——•••

112- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِّنْ بَنِىْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيْلَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاجْعَلُوْهُ عَلَى الشَّكِّ الْفِيْلَ اَوِ الْقَتْلَ وَغَيْرُهُ يَقُوْلُ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِىْ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِىْ اَلَا وَاِنَّهَا حَلَّتْ لِىْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِىْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَّا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُّعْقَلَ وَاِمَّا اَنْ يُّقَادَ اَهْلُ الْقَتِيْلِ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِاَبِىْ فُلَانٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ فِىْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ اِلَّا الْاِذْخِرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جس سال مکہ فتح ہوا اسی برس بنو خذیفہ نے اپنے ایک مقتول کے عوض میں بنولیث کے ایک شخص کو قتل کر دیا جب اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیتے

ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ میں کوئی قتل ہونے یا ہاتھی کے داخلے کو روک دیا ہے۔'' (راوی) محمد کہتے ہیں' روایت کے الفاظ مشکوک ہیں کیونکہ (دوسرے راوی) ابونعیم نے اس بارے میں شک کا اظہار کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قتل ہونے کا ذکر کیا تھا یا ہاتھیوں کے داخلے کا ذکر کیا تھا۔ تاہم دیگر راویوں نے صرف ہاتھیوں کے داخل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا) ''اہلِ مکہ پر اس کے رسول اور اہلِ ایمان کو مسلط کیا گیا ہے۔ خبردار مکہ میں یہ سب (یعنی جنگ وجدل) نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لیے جائز تھا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لیے جائز ہوگا۔ میرے لیے بھی یہ دن کے ایک مخصوص حصہ میں جائز قرار دیا گیا۔ خبردار! اب اس وقت یہ قابلِ احترام ہے یہاں کے کانٹے کو توڑا نہیں جاسکتا یہاں کے درخت کو کاٹا نہیں جا سکتا اور نہ ہی یہاں پر کسی گری ہوئی چیز کو اُٹھایا جاسکتا ہے تاہم اعلان کرنے (یا مالک تک پہنچانے کے لیے) ایسا کیا جاسکتا ہے لہٰذا (بنولیث کے) مقتول شخص کے ورثاء کو اختیار ہے کہ یا تو دیت لیں یا پھر قصاص لیں۔ ایک یمنی نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! مجھے یہ احکام لکھوادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا' اس کو یہ سب لکھ دو۔ ایک قریشی نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! اذخر (نامی گھاس یا جڑی بوٹی) کاٹنے کی اجازت دیں کیونکہ اسے ہم اپنے گھروں میں اور قبروں پر استعمال کرتے ہیں۔ (آپ نے دو مرتبہ فرمایا) ''اذخر (کاٹنے کی اجازت ہے)''

ترجمۃ الباب: کیونکہ اس حدیث کے آخر میں سائل نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی تھی کہ شرعی احکام کو تحریر کروادیا جائے اس لیے یہ بات ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے صاحب زادے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور دوسرے یحییٰ بن ابوکثیر البصری۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: مکہ مکرمہ کی حرمت سے متعلق احکام کی وضاحت اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

113- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِيْ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ اَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّيْ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَاِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا اَكْتُبُ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی بھی شخص مجھ سے زیادہ احادیث روایت نہیں کرتا' ماسوائے حضرت عبداللہ بن عمرو کے چونکہ وہ احادیث لکھ لیا کرتے تھے۔ اور میں لکھتا نہیں تھا (امام بخاری فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

ترجمۃ الباب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو احادیث لکھ لیا کرتے تھے' یہ بات ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین تابعین موجود ہیں' ایک ہمام بن منبہ' دوسرے ان کے بھائی وہب بن منبہ اور تیسرے عمرو بن دینار۔

حدیث کی قسم: یہ روایت موقوف متصل ہے یعنی یہ صرف ایک صحابی کا بیان ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون نبی اکرم ﷺ کی احادیث کی حفاظت ہے اور اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین احادیث کو تحریر بھی کیا کرتے تھے۔

*** —— *** —— ***

114- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قَالَ ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُومُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں (وصال ظاہری کے نزدیک) جب نبی اکرم ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے حکم دیا میرے پاس لکھنے کا سامان لاؤ تاکہ میں تمہیں ایسی تحریر لکھوا دوں کہ تم اس کے بعد گمراہی کا شکار نہیں ہو گے۔ حضرت عمر بولے نبی اکرم ﷺ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہمارے لیے کافی ہے اس بات پر حاضرین میں اختلاف ہو گیا اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ چونکہ میرے پاس بیٹھ کر بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔ (راوی کہتے ہیں یہ روایت بیان کرنے کے بعد) حضرت ابن عباس فرمانے لگے' ہائے افسوس کہ اللہ کے رسول ﷺ کا تحریری (حکم ہمیں نصیب نہیں ہوا)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور دوسرے ابن شہاب زہری۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابٌ ٨٢: الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ

رات کے وقت تعلیم دینا اور وعظ و نصیحت کرنا

*** —— *** —— ***

115- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ح وَعَمْرٍو وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الْحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ

فِي الْاٰخِرَةِ

سیدہ اُم سلمہ روایت کرتی ہیں ایک رات نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے تو ارشاد فرمایا' سبحان اللہ! آج کی رات کتنے فتنے نازل ہوئے اور کتنے ہی خزانے کھول دیئے گئے' گھروں میں سوئی ہوئی عورتوں کو جگاؤ کیونکہ ممکن ہے کہ دنیا میں لباس پہننے والی کوئی عورت آخرت میں بے لباس رہے''۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔
ایک حضرت حارث کی صاحب زادی' ہند اور دوسرے ابن شہاب زہری۔ امام بخاری نے یہاں اس روایت کی تین اسناد نقل کی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔
استنباط احکام ومسائل: (1) رات کے وقت علمی مسائل کو بیان کرنا سنت ہے یعنی اس کے ذریعے بالواسطہ طور پر رات کے وقت منعقد کیے جانے والے دینی اجتماعات کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (2) عشا کی نماز کے بعد درسِ قرآن یا درس حدیث دیا جا سکتا ہے۔ (3) نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب عطا کیا ہے۔ (4) نبی اکرم ﷺ کا روئے زمین پر موجود تمام بنی نوع انسان کے بارے میں واقفیت کا عقیدہ رکھنا شرک کے مترادف نہیں ہوگا۔
عصریات: جیسا کہ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں وضاحت کی ہے کہ رات کے وقت علمی مسائل بیان کرنا سنت ہے' ہمارے زمانے میں بیشتر اجتماعات رات کے وقت رکھے جاتے ہیں' انہیں رات کے وقت رکھنے کی بنیادی حکمت تو یہ ہے کہ لوگ دن بھر اپنے کام کاج میں مصروف رہتے ہیں اس لیے دن کے اجتماع میں شرکت کے معمولات میں حرج کا باعث ہو سکتی ہے لیکن ہمارے زمانے میں یہ غلط رواج چل نکلا ہے کہ رات کے اجتماعات میں مرکزی بیان سے پہلے ''ہراول دستہ'' کے طور پر خطباء کی ایک فوج ظفر موج عوام پر اپنا غصہ نکالتی ہے اور پھر رات گئے خطیب شعلہ بیان سوئے ہوئے لوگوں کو جگاتے' جاگتے ہوئے لوگوں سے نعرے لگواتے ہیں' ان کے جذبات گرماتے ہیں لیکن یہ غور کرنے کی زحمت نہیں کرتے کہ ان کا یہ روحانی' عرفانی' نورانی بیان کتنے لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بن رہا ہے؟ کسی اور کا تو خیر ذکر ہی کیا' ہمیں خود بعض اوقات ایسے بیانات بلکہ ان کے شور کی وجہ سے شدید اُلجھن اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات میں آواز کے ابلاغ کی حد سامعین تک ہونی چاہیے۔ یہی نبی اکرم ﷺ کی اصل سنت ہے کہ جن لوگوں تک پیغام پہنچانا ہے' ان تک پیغام منتقل کر دیا جائے۔
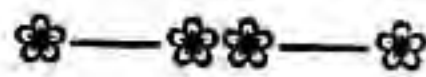
بَابُ ۸۳: السَّمَرِ فِي الْعِلْمِ

رات کے وقت علمی گفتگو کرنا

116 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَّاَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ فِي اٰخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ قَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ

عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات کے آخری دنوں میں ایک مرتبہ عشا کی نماز پڑھانے کے بعد کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا' کیا تم جانتے ہو آج کی اس رات کے ٹھیک ایک سو برس کے بعد اس وقت روئے زمین پر موجود کوئی بھی شخص زندہ نہیں رہے گا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحب زادے سالم بن عبداللہ اور دوسرے ابن شہاب زہری۔ امام بخاری نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت بھی ترجمۃ الباب 83 سے متعلق ہے تاہم اس میں کسی علمی گفتگو کا ذکر موجود نہیں ہے صرف یہ ہے کہ رات کے وقت انسان کوئی کلام کر سکتا ہے۔

•••——•••——•••
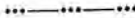
117- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَ اِلٰى مَنْزِلِه فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک رات میں اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں' نبی اکرم ﷺ عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد ان کے ہاں تشریف لائے اور چار رکعت ادا کر کے سو گئے پھر آپ بیدار ہوئے اور فرمایا ننھے میاں! کیا سو گئے ہو؟ (ابن عباس کہتے ہیں) آپ نے یہی لفظ یا اسی کی مانند کوئی لفظ استعمال کیا تھا پھر نبی اکرم ﷺ نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے تو میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا' آپ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا پھر آپ نے پہلے پانچ اور پھر دو رکعت ادا کی پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی (صبح اُٹھ کر) آپ (فجر کی) نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں بھی دو تابعین موجود ہیں۔ ایک سعید بن جبیر اور دوسرے حکم بن عتیبہ

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے اور حدیث فعلی ہے۔
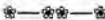
بَابُ ٨٤: حِفْظِ الْعِلْمِ

علمی بات کو یاد رکھنا

••• ——— ••• ——— •••

118- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ اَكْثَرَ اَبُو هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا اٰيَتَانِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ يَتْلُو (اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى) اِلٰى قَوْلِهٖ (الرَّحِيْمُ) اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهٖ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُوْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں' لوگ کہتے ہیں' ابو ہریرہ بہت احادیث روایت کرتا ہے۔ بھئی اگر قرآن میں یہ آیات موجود نہ ہوتیں تو میں ایک بھی حدیث روایت نہ کرتا۔ (ارشادِ باری تعالیٰ ہے) ''ہم نے واضح دلائل اور ہدایت نازل کی ہے جو لوگ اسے چھپاتے ہیں۔'' (الی آخر الآیۃ) ہمارے مہاجر بھائی بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے اور ہمارے انصاری بھائی اپنے اموال (کام کاج یا زمینوں) میں مصروف رہتے تھے۔ (مگر اس وقت) ابو ہریرہ صرف خوراک پر اکتفاء کر کے ہمیشہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر رہتا تھا اسی لیے وہ (بیشتر ایسے مواقع پر) موجود رہا جب دیگر حضرات موجود نہیں تھے اور اسے بہت سی ایسی باتیں یاد ہیں جو دوسروں کو یاد نہیں ہیں۔

ترجمۃ الباب: کیونکہ ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث حفظ کرنے کے بارے میں اپنی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کا یہ عنوان قائم کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک عبدالرحمٰن بن ہرمز اور دوسرے ابن شہاب زہری اس روایت کی سند میں امام مالک بھی موجود ہیں اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث موقوف متصل ہے کیونکہ یہ صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذاتی بیان ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون علم کے حصول کی ترغیب دینا ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت عطا کی ہو وہ اگر اسے دوسروں تک منتقل نہ کریں تو یہ قابلِ مذمت طرزِ عمل ہے۔ (2) کاروبارِ دنیا میں مشغول ہونے کی بہ نسبت علم حاصل کرنا بہتر ہے۔ (3) علم کے حصول کے لیے تنگی و ترشی کا سامنا کرنا پڑے تو بھی علم حاصل کرنا چاہیے۔ (4) کاروبارِ دنیا میں مشغول ہونا اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہے جیسا کہ مہاجرین و انصار اپنے دنیاوی معاملات سرانجام دیا کرتے تھے۔ (5) دینی علوم میں علم حدیث حاصل کرنے پر خاص توجہ دینی چاہیے۔

عصریات: عصرِ حاضر میں معاشرتی رسوم و رواج کچھ ایسی صورت اختیار کر چکے ہیں کہ انسان عمر کے ایک خاص حصے میں پہنچ کر دنیاوی معاملات میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس کے لیے باقاعدہ تعلیم و تعلم ممکن نہیں رہتا اس لیے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو ان کی زندگی کے ابتدائی یعنی تعلیمی دور میں علم دین کی تعلیم دیں۔

ہمارے زمانے میں زندگی جہاں بہت سی مشکلات کا شکار ہوئی ہے وہاں دوسری طرف بہت سی آسانیاں بھی دستیاب ہو چکی ہیں۔ علماء ظاہری طور پر خاصی تعداد میں موجود ہیں' ہر علم وفن سے متعلق بہت سی کتب شائع ہو چکی ہیں اگر کوئی شخص چاہے تو ذرا سی کوشش کے بعد علم دین کے غیر رسمی حصول کا طریقہ اختیار کر سکتا ہے۔ آپ چاہیں تو بازار سے کوئی ایک کتاب خرید کر اپنی مسجد کے امام سے اس کا درس لے سکتے ہیں۔

ہمارے زمانے میں علم حدیث سیکھنا اور سکھانا مذہبی طبقے میں ایک فیشن اور گریز کی صورت اختیار کر چکا ہے جو غریب حدیث کے اعراب بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا وہ خود کو حدیث کا ماہر اور محقق سمجھتا ہے بلکہ ایک مکتبہ فکر کے ہاں تو یہ رواج ہے کہ ہر ایرے غیرے کو" شیخ الحدیث" بنا دیتے ہیں حالانکہ اس شیخ الحدیث سے یہ فرمائش کی جائے کہ آپ حدیث کی کتاب کے مصنف کا نام' والد اور دادا کے نام سمیت ٹھیک اعراب کے ساتھ پڑھ دیں' تو شاید وہ ایسا بھی نہ کر سکے۔

غیر آخر کار غیر ہوتا ہے اس سے آپ کوئی شکوہ نہیں کر سکتے لیکن اپنوں سے تو شکوہ کیا جا سکتا ہے' ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ہمارے زمانے میں' ہمارے ملک میں' کسی بھی مسلک اور کسی بھی مکتبہ فکر کے کسی بھی مدرسے یا ادارے میں درس حدیث (یعنی دورہ حدیث) کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری رائے غلط ہے۔ فلاں مدرسے یا دار العلوم کے درس حدیث میں اتنے سو طلباء شریک ہوتے ہیں۔

عزیزانِ من! کثرت اور معیار دو مختلف حقیقتیں ہیں' آپ کے بیان کردہ مقامات پر کثرت تو پائی جاتی ہے لیکن معیار موجود نہیں ہے اور معیار کی عدم موجودگی ہی ہمارا اصل شکوہ ہے۔

توجہ طلب: ہم نے اپنی زندگی میں آج تک کس حد تک علم حدیث حاصل کیا ہے؟ اور آئندہ آنے والے دنوں میں امکانی طور پر کس حد تک اسے حاصل کر سکتے ہیں؟

علم کو محفوظ کرنا

اس باب میں علم کی حفاظت بنیادی مضمون ہے اور یقینی طور پر اس سے مراد علم دین کی حفاظت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' علماء' فقہاء' مجتہدین وغیرہ نے غور وفکر کے بعد اپنے طلباء کے سامنے علمی احکام بیان کیے جنہیں ان کے شاگردوں نے اپنے ذہنوں میں محفوظ کیا اس زمانے میں زندگی کے معاملات بہت محدود ہوا کرتے تھے پھر لوگوں کے حافظے بھی بہتر تھے اس لیے وہ آسانی کے ساتھ ان تمام باتوں کو یاد کر لیا کرتے تھے۔

لیکن اب زمانہ تبدیل ہو گیا ہے' زندگی کے معاملات اتنے پھیل گئے ہیں کہ عملی طور پر ان کی گنتی کرنا ممکن نہیں رہا' لوگوں کے پیشہ ورانہ فرائض' ان کی تفصیلی جزئیات بہت زیادہ ہو چکے ہیں' ان تمام معاملات' ان کی جزئیات اور ان میں سے ہر ایک جز کے بارے میں شرعی احکام کو یاد رکھنا عملی طور پر ممکن نہیں رہا بلکہ شریعت کا بنیادی ماخذ علم حدیث ہے اور علم حدیث کا تمام تر پھیلاؤ اسناد و روایات کے اختلاف پر مشتمل ہے لیکن اسے یاد رکھنا بھی اب کسی کے لیے ممکن نہیں رہا اور یہ سب کچھ اس قدر وسیع ہے کہ اگر اسے کاغذ پر منتقل کیا جائے تو آپ کی عمر ختم ہو جائے گی مگر آپ اس علم کو قلم کے ذریعے منتقل نہیں کر سکیں گے۔

یہاں آپ ہمیں یہ مشورہ دے سکتے ہیں کہ ان تمام علوم سے متعلق کتابوں کو شائع کروایا جائے۔ یقیناً یہ ایک بہتر طریقہ ہے لیکن

اب یہ بھی تقریباً متروک ہوتا چلا جا رہا ہے ویسے بھی جس قدر کثیر تعداد میں اسلامی کتابیں شائع ہو چکی ہیں ہو رہی ہیں ان سب کو خرید کر اپنے پاس رکھنا ناممکن ہے اس کا ایک ہی آسان حل ہے ان سب کتابوں کو کمپیوٹر کی ڈسک پر منتقل کر دیا جائے مگر یہاں ہم آپ کی توجہ ایک اہم نکتے کی طرف مبذول کروانا چاہیں گے اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ لوگ کتاب پڑھیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں میں یہ رجحان پیدا کیا جائے کہ وہ کتابوں سے استفادہ کریں اور اس سے بھی بڑا مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں میں وہ بنیادی صلاحیت پیدا کی جائے جس کے ذریعے وہ ان کتابوں کو سمجھ سکیں اس کے لیے ضروری ہے کہ "فلسفہ تعلیم" کے بنیادی قواعد وضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے تعلیمی سوفٹ ویئر تیار کیے جائیں جن میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ مختلف طبقوں اور مختلف ذہنی صلاحیت رکھنے والے افراد کو ان کی ضرورت اور استعداد کے مطابق رہنمائی فراہم کر سکیں۔

پھر اس کام کو مختلف علاقائی اور بین الاقوامی زبانوں کے ترجمے کے ساتھ ویب سائٹ کی شکل میں ہر عام شخص کی دہلیز تک پہنچایا جائے۔

یہ کام کرتے ہوئے یہ حقیقت پیش نظر رکھی جائے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی بتدریج ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اسی لیے اہلِ مغرب کا یہ معمول ہے کہ وہ سوفٹ ویئر تیار کرتے وقت یہ بات پیشِ نظر رکھتے ہیں کہ کچھ عرصے بعد جب مزید ضرورت کے تحت اس میں اضافہ مطلوب ہوگا تو اسی کام کو اَپ گریڈ کر لیا جائے گا اس کے لیے نئے سرے سے کام کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اسی لیے اسلامی علوم وفنون سے متعلق اس طرح کا کام کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ مستقبل قریب میں اگر اس کام میں مزید اضافے کی ضرورت پیش آئی تو اسی کام کو کس طرح اَپ گریڈ کیا جائے گا؟

یہ کام کرتے وقت انفارمیشن ٹیکنالوجی کے مخصوص قواعد وضوابط کے ساتھ اسلامی علوم وفنون میں سے ہر ایک کے مخصوص مزاج اور فلسفے کو بھی سامنے رکھا جائے۔

مختصر لفظوں میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ شخصیات کو آگے لانے کی بجائے علوم وفنون کو آگے لانے کی کوشش کی جائے۔

•••——•••——•••

119- حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِیْثًا كَثِیْرًا اَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَائَكَ فَبَسَطْتُهُ قَالَ فَغَرَفَ بِیَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدَهُ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ بِهٰذَا وَ قَالَ فَغَرَفَ بِیَدِهٖ فِیْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کی بہت سی باتیں سنتا ہوں مگر بعد میں انہیں بھول جاتا ہوں (اس مسئلے کو حل کریں) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی چادر بچھاؤ! میں نے بچھا دی۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں (بظاہر خالی) ہاتھوں کے ذریعے اس میں کچھ ڈالا اور پھر فرمایا اسے لپیٹ لو! میں نے اسے لپیٹ لیا پھر مجھے (کبھی بھی) کوئی بھی بات نہیں بھولی۔ (امام بخاری فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں ایک لفظ "فیہ" کا اضافہ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند کے تمام راوی مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہے ہیں۔ امام بخاری نے یہاں دو سندیں نقل کی ہیں اس روایت میں امام بخاری کے استاد احمد بن ابوبکر' مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد میں سے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ اگر چہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے لیکن کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا ذکر موجود ہے اس لیے یہ حدیث فعلی ہوگی۔

مضامین حدیث: حدیث کے مرکزی مضمون دو ہیں۔ ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی چادر میں علم وفضل بظاہر خالی ہاتھوں کے ذریعے ڈال دیا اور دوسرا مرکزی مضمون اس نعمت کے حصول کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قابلِ رشک یادداشت ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) نبی سے معجزے کا صدور حق ہے۔ (2) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی وقت کسی معجزے کو ظاہر کر سکتے ہیں۔ (3) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ انعامات بظاہر دکھائی نہیں دیتے لیکن سائل کو اس کی مراد کے مطابق فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ (4) انسان کو دیگر تمام نعمتوں کے مقابلے میں علم کے حصول کی زیادہ آرزو کرنی چاہیے۔ (5) بعض اوقات کوئی غیر مرئی عطا کسی مرئی چیز کی بدولت نصیب ہوتی ہے۔

توجہ طلب: ہمارے لیے توجہ طلب بات یہی ہے کہ ہم علم حدیث کے حصول کے کس حد تک مشتاق ہیں؟ یہ اشتیاق اپنی ذات کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور اپنی اولاد کے لیے بھی ہوسکتا ہے دیگر علوم وفنون جس میں انگریزی زبان اور کمپیوٹر کی تعلیم سرِفہرست ہے' ان کے حصول کے لیے ہمارے اشتیاق وآرزو کے مقابلے میں علم حدیث کی طلب کے احساس کو سامنے رکھا جائے تو اخلاقی طور پر ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہم صرف نام نہاد مسلمان ہیں۔

...——...——...

120- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِي عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَائَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ الْبُلْعُوْمُ مَجْرَى الطَّعَامِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن (یعنی دو طرح کا علم حاصل کر کے اسے) یاد رکھا ہے' ان میں سے ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور اگر میں دوسرے کو بھی پھیلانے کی کوشش کروں تو میری شہ رگ کاٹ دی جائے۔ (امام بخاری فرماتے ہیں اس روایت میں موجود) لفظ "بلعوم" کا مطلب "کھانے کی نالی" ہے۔

ترجمۃ الباب: اس روایت کے آغاز میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ تصریح کی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کے علوم حاصل کر کے انہیں حفظ کیا ہے اور یہی بات ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت موقوف متصل ہے کیونکہ یہ صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

مضامین حدیث: روایت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دو مختلف طرح کے علوم عطا کیے تھے۔

استنباط احکام و مسائل: نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دو طرح کے علم عطا کیے جن میں سے ایک کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں پھیلا دیا اور دوسرے کو نہیں پھیلایا' اس دوسرے علم سے مراد کیا ہے؟ عام شارحین نے اس سے مراد ظالم امراء کے اسماء لیے ہیں لیکن اس توجیہہ کے بارے میں سب سے پہلا قابلِ غور نقطہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کبھی' کہیں بھی' کسی ایک کے سامنے بھی اس کی وضاحت نہیں کی کہ اس دوسری طرح کے علم سے مراد کیا ہے؟ بعض روایات میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو ان تمام ظالم حکمرانوں کے نام تک گنوا سکتا ہوں لیکن اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض ظالم حکمرانوں کا نام' بعض مصلحتوں کے پیشِ نظر بیان نہیں کیا لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس روایت میں دوسری طرح کے علم سے مراد صرف یہی چیز ہے۔

اس حدیث سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو دینی امور کے علاوہ بعض دنیاوی یا تکوینی امور سے بھی آگاہ کیا تھا اب یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ آیا نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عام مجمع میں اس دوسری طرح کے علم کو بیان کیا تھا یا صرف بعض مخصوص افراد کو' جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' اس بارے میں بتایا تھا اگر اس کا تعلق صرف ظالم حکمرانوں سے ہے تو اس کا بالواسطہ مطلب یہ ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ نے عام محفل میں اس بارے میں پیشین گوئی کی ہوگی جیسا کہ آپ کا مبارک معمول تھا کہ آپ ﷺ مستقبل کے اہم واقعات کے بارے میں عام محفل میں پیشین گوئی فرمایا کرتے تھے اور اس بارے میں بہت سی روایات بھی منقول ہیں لیکن جس چیز کے اظہار کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی جان کا خوف تھا' اس کے اظہار کے لیے نبی اکرم ﷺ کے سامنے تو کوئی خوف نہیں تھا' پھر آپ نے علی الاعلان اسے بیان کیوں نہیں کیا اور اگر بیان کیا تو اس وقت موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت نے ان ظالم امراء کی علی الاعلان مذمت کیوں نہیں کی؟

بالکل سامنے کی بات ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں ہوا ہے' کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم حکمران تھے؟ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی (نعوذ باللہ) مذمت میں احادیث وارد ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی جان کا خوف تو اس وقت ہوتا جب وہ ظالم حکمران برسرِ اقتدار آ چکے ہوتے اور انہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے' لیکن وہ تو خود دعا کیا کرتے تھے' کہ ان کا زمانہ آنے سے پہلے ہی وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں اور علامہ عینی کے بقول ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور یزید کے تخت نشین ہونے سے پہلے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

بالفرض اگر یہاں دوسری طرح کے علم سے مراد صرف ظالم حکمرانوں کے اسماء کا علم ہو تو اس سے بالواسطہ طور پر یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ یزید ایک ظالم حکمران تھا اور آج کے زمانے کے نام نہاد اہلِ حدیث جو یزید کے خلیفہ برحق ہونے پر اصرار کرتے ہیں انہیں "صحیح بخاری" کی اس حدیث پر بھی غور کرنا چاہیے کیونکہ اپنے دعویٰ کے مطابق یہ لوگ "صحیح بخاری" پر سب سے زیادہ عمل کرتے ہیں۔

اب یہاں صرف ایک سوال باقی رہ گیا ہے کہ اس دوسری طرح کے علم سے مراد کون سا علم ہے؟

جس طرح قرآن کی آیات' دوسری آیات کی تفسیر بیان کرتی ہیں اسی طرح احادیث کو سمجھنے کے لیے بھی دیگر احادیث کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ زیادہ دُور جانے کی ضرورت نہیں "صحیح بخاری" کے اسی "کتاب العلم" میں امام بخاری نے حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ سے متعلق حدیث کو مختلف مقامات پر نقل کیا ہے اس واقعہ سے کیا چیز ظاہر ہوتی ہے؟

یہی کہ بعض تکوینی امور ایسے ہیں جن کی حقیقت کا علم نہ ہو تو شریعت کا عالم اس پر اعتراض کر سکتا ہے شاید نبی اکرم ﷺ نے حضرت

ابو ہریرہ ﷛ کو تکوینی امور سے متعلق بعض ایسی باتوں کی خبر دی ہو جو نفس حقیقت کے طور پر تو حق ہیں' لیکن ظاہر شریعت سے واسطہ رکھنے والے عام مسلمانوں کی عقل سے ماوراء ہوں یہاں تک کہ جب انہیں عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ ان کو اسلامی تعلیمات کے منافی قرار دیتے ہوئے ان کے قائل کو قابل گردن زنی قرار دیں لیکن یہ صرف ایک اندازہ ہے' اگر یہ درست ہے' تو یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فضل ہے اور اگر غلط ہے تو وہ نفس کی خامی اور شیطان کی دھوکہ بازی ہے۔ اللہ ہمیں شرعی احکام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❀—❀❀—❀
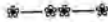
بَابٌ ٨٥: الْإِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ

علماء کے سامنے خاموش رہنا

121- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

حضرت جریر بیان کرتے ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا' لوگوں کو خاموش کرواؤ (جب لوگ خاموش ہو گئے) تو آپ نے فرمایا: "میرے (دنیا سے رخصت ہو جانے کے) بعد زمانہ کفر کی طرح آپس میں قتل و غارت گری نہ شروع کر دینا۔"

ترجمۃ الباب: روایت کے الفاظ میں یہ بات موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب کرنے سے پہلے لوگوں کو خاموش کروانے کی ہدایت کی اور یہی ترجمۃ الباب کا عنوان ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک حضرت ابوزرعہ البجلی اور دوسرے علی بن مدرک نخعی اس روایت کے تمام راوی کوفی یا بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: مسلمانوں کو باہمی خانہ جنگی سے بچنے کی ترغیب دینا' مرکزی مضمون ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) مسلمانوں کو باہمی خانہ جنگی' لڑائی جھگڑے سے گریز کرنا چاہیے۔ (2) جبکہ کوئی عالم یا شیخ کوئی بات بیان کرنے لگے تو حاضرین مکمل طور پر خاموش ہو کر پوری توجہ سے اس کی بات سنیں۔

❀—❀❀—❀

بَابٌ ٨٦: مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ اِذَا سُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

عالم کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ جب اس سے یہ دریافت کیا جائے کہ انسانوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو وہ اس کے جواب کو اللہ کے سپرد کر دے۔

•••—•••—•••

122- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰى اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مُوْسَى النَّبِيُّ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ بِهٖ فَقِيْلَ لَهُ احْمِلْ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ فَاِذَا فَقَدْتَّهُ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَّحَمَلَا حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ حَتّٰى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُءُوْسَهُمَا وَنَامَا فَانْسَلَّ الْحُوْتُ مِنَ الْمِكْتَلِ (فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا) وَكَانَ لِمُوْسٰى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ (اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا) وَلَمْ يَجِدْ مُوْسٰى مَسًّا مِّنَ النَّصَبِ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ (اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ) قَالَ مُوْسٰى (ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا) فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ اِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ اَوْ قَالَ تَسَجّٰى بِثَوْبِهٖ فَسَلَّمَ مُوْسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ اَنَا مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ (هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا) قَالَ (اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) يَا مُوْسٰى اِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا اَعْلَمُهٗ (قَالَ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا) فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا سَفِيْنَةٌ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَّحْمِلُوْهُمَا فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَجَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُوْرِ فِي الْبَحْرِ فَعَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِّنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَّ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا (قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا) فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا فَانْطَلَقَا فَاِذَا غُلَامٌ يَّلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهٖ مِنْ اَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَاْسَهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى (اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ) (قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا اَوْكَدُ (فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ ٍۨاسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ) قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ فَاَقَامَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى (لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا بِهٖ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِطُوْلِهٖ

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں: ایک دن میں نے حضرت ابن عباس سے کہا' نوف بکالی کہتے ہیں (قرآن نے جن کا قصہ بیان کیا ہے) وہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں' بلکہ کوئی اور حضرت موسیٰ ہیں' تو حضرت ابن عباس بولے اللہ کے دشمن نے غلط کہا ہے کیونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے خطاب کررہے تھے' ان سے کسی نے پوچھا' سب سے زیادہ علم

کس انسان کو حاصل ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا' مجھے سب سے زیادہ علم حاصل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس بات پر عتاب کیا کہ علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں نہیں کی (یعنی یہ کہہ دیتے اللہ بہتر جانتا ہے) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ دوسمندروں کے ملاپ کے مقام پر ہمارا ایک ایسا بندہ موجود ہے جو تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا' اے میرے پروردگار! اس سے کیسے ملا جاسکتا ہے؟ تو انہیں بتایا گیا کہ ایک برتن میں مچھلی ڈال کے ساتھ لے جاؤ جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے' وہ بندہ وہیں موجود ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے' آپ کے ہمراہ' آپ کے ساتھی حضرت یوشع بن نون بھی روانہ ہوئے۔ ان دونوں حضرات نے ایک برتن میں مچھلی ڈال لی جب یہ دونوں حضرات پتھر (یا چٹان) کے پاس پہنچے تو سر رکھ کر لیٹ گئے اور پھر وہیں سو گئے۔ وہ مچھلی برتن میں سے نکلی اور سمندر میں چلی گئی۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کے لیے اشارہ تھا۔ (مگر ان دونوں حضرات کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہوئی) یہ دونوں صاحبان بقیہ سارا دن اور رات بھر چلتے رہے' اگلے دن صبح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا' ناشتہ لاؤ مجھے کچھ تھکن محسوس ہو رہی ہے (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) حالانکہ اس مخصوص مقام کے پاس سے گزرنے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ذرا بھی تھکن کا احساس نہیں ہوا تھا اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے انہیں بتایا' آپ نے غور فرمایا؟ جب ہم پتھر (یا چٹان) کے پاس سوئے تھے اس وقت مچھلی لاپتہ ہوئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا' وہی تو ہماری منزل ہے۔ یہ حضرات انہی قدموں پہ واپسی کے لیے چل پڑے۔ جب یہ حضرات اس پتھر (یا چٹان) کے پاس پہنچے تو وہاں ایک شخص موجود تھا جس نے ایک کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا (وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے) حضرت خضر علیہ السلام بولے یہاں سلام کرنے والا کون آ گیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا تعارف کروایا' میں موسیٰ (علیہ السلام) ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا' بنی اسرائیل والے موسیٰ؟ حضرت موسیٰ نے جواب دیا' جی ہاں! کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں؟ تاکہ جو علوم آپ کو حاصل ہیں وہ آپ مجھے بھی سکھا دیں؟ خضر علیہ السلام بولے' آپ میرے ساتھ رہ کر برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے اپنے علوم میں سے ایسا علم مجھے عطا کیا ہے جس سے آپ واقف نہیں ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ علم عطا کیا ہے جس سے میں ناواقف ہوں (اس لیے ہم دونوں ساتھ نہیں رہ سکیں گے) حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے' انشاء اللہ! آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے' میں آپ کی کوئی نافرمانی نہیں کروں گا۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) یہ دونوں صاحبان سمندر کے کنارے پیدل چل پڑے کیونکہ ان کے پاس (سمندر پار کرنے کے لیے) کوئی کشتی نہیں تھی (کچھ دیر بعد) ایک کشتی وہاں سے گزری۔ ان حضرات نے کشتی والوں سے بات چیت کی کہ انہیں سوار کر لیا جائے' کشتی والے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان گئے (کہ یہ تو بزرگ آدمی ہیں) انہوں نے ان دونوں حضرات سے کوئی کرایہ وصول نہیں کیا۔ (سفر کے دوران) ایک چڑیا آ کر کشتی کے کنارے پر بیٹھی پھر اس نے ایک یا دو مرتبہ چونچ کے ذریعے سمندر کا پانی پیا۔ (یہ دیکھ کر) حضرت خضر علیہ السلام بولے' اے موسیٰ علیہ السلام! علم الٰہی کے سامنے میرا اور تمہارا علم وہ حیثیت بھی نہیں رکھتے جو اس سمندر کے مقابلے میں پانی کے ان قطروں کو حاصل ہے جو چڑیا نے پیے ہیں پھر حضرت خضر نے اسی کشتی کے ایک تختے کو توڑ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے' ان لوگوں نے ہمیں کسی کرائے کے بغیر سوار کر لیا اور آپ نے ان کی کشتی کے تختے کو توڑ دیا ہے؟ تاکہ کشتی کے مسافر ڈوب جائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام بولے' میں نے آپ سے کہا تھا' آپ میرے ساتھ

رہتے ہوئے برداشت نہیں کرسکیں گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے: میں بھول گیا تھا' آپ اس پر گرفت نہ کریں اور مجھے مشکل کا شکار نہ کریں۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلی بھول تھی' یہ دونوں حضرات (کنارے پر اُتر کے) آگے روانہ ہوگئے' راستے میں ایک بچہ چند دوسرے بچوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا' حضرت خضر علیہ السلام نے اوپر سے اس کا سر پکڑ کر اسے توڑ دیا (بچہ مرگیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے' آپ نے ایک معصوم بچے کو بلاوجہ قتل کردیا؟ حضرت خضر علیہ السلام بولے' کیا میں نے آپ سے پہلے نہیں کہا تھا؟ کہ آپ میرے ساتھ کو برداشت نہیں کرسکیں گے؟ (ابن عیینہ کہتے ہیں' قرآن نے یہاں جو لفظ استعمال کیے ہیں) ان میں زیادہ تاکیدی مفہوم پایا جاتا ہے۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) یہ دونوں حضرات آگے روانہ ہوگئے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کھانے کے لیے کچھ مانگا' بستی والوں نے ان کی میزبانی سے انکار کردیا' ذرا آگے بڑھے تو راستے میں ایک دیوار نظر آئی جو گرنے کے قریب تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے ہاتھ لگا کر سیدھا کردیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے' اگر آپ چاہیں تو بستی والوں سے اس کام کا معاوضہ وصول کرسکتے ہیں' تو حضرت خضر علیہ السلام بولے' میرے اور آپ کے درمیان یہی بنیادی فرق ہے۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم کرے' میری تو یہ خواہش تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام برداشت کا مظاہرہ کرتے تاکہ ہمیں اس واقعہ کے ذریعے مزید تفصیلات کا پتہ چلتا۔'' (امام بخاری فرماتے ہیں) یہی واقعہ تفصیلی طور پر ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

ترجمۃ الباب: اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پہلے بھی مختلف مقامات پر نقل کرچکے ہیں تاہم یہاں ترجمۃ الباب کا عنوان مختلف ہے اور یہ عنوان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے متعلق ہے لیکن کیونکہ اس واقعہ کو نبی اکرم ﷺ نے بیان کیا ہے اس لیے یہ حدیث سے متعلق ہوگا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسرے صحابی حضرت ابی بن کعب سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ اس کی سند میں دو تابعین بھی موجود ہیں۔ ایک حضرت سعید بن جبیر اور دوسرے عمرو بن دینار۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: دنیا میں کسی بھی شخص کو علم کی انتہا قرار نہیں دیا جاسکتا اس لیے اگر یہ پوچھا جائے کہ دنیا کا سب سے بڑا عالم کون ہے تو اس کا جواب اللہ کے سپرد کردینا چاہیے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) علم کے حصول کے لیے سفر کرنا مستحب ہے۔ (2) سفر کے دوران کھانے پینے کا سامان ساتھ رکھنا جائز ہے۔ (3) مشائخ کی خدمت میں ادب و احترام کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ (4) بعض اوقات کسی مفضول (کم فضیلت والے) کو کسی جزوی علم میں افضل پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ (5) بعض اہل اللہ تکوینی امور سے متعلق ہوتے ہیں۔ (6) حضرت خضر علیہ السلام کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے کیونکہ اس روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا' ای الناس افضل؟ (7) مشائخ کا جو عمل سمجھ میں نہ آئے اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ (8) اگر سواری کا مالک اجازت دے تو کرایہ ادا کیے بغیر سفر کرنا جائز ہے۔ (9) جب تک کسی حکم کی حکمت واضح نہ ہو اس وقت تک ظاہر کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا۔ (10) اگر دو قسم کی ناگوار صورتِ حال میں

سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوتو کم نقصان کو اختیار کیا جائے گا جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو غصب ہونے سے بچانے کے لیے اس کے تختے توڑ دیئے۔ (11) اللہ تعالیٰ کے احکام کو من وعن تسلیم کر لینا چاہیے کیونکہ آخر کار ان کی حکمت اور صحت ظاہر ہو جاتی ہے۔
عصریات: عہدِ حاضر میں مریدین کے لیے اس واقعہ میں شیخ کے حکم کی پیروی کا سبق موجود ہے لیکن اس کے لیے یہ شرط ہے کہ شیخ عارف باللہ ہو کیونکہ جاہل آدمی خود کو صحیح راستے پر نہیں چلا سکتا' دوسرے کی کیا رہنمائی کرے گا؟

❀—❀❀—❀

بَابٌ ۸۷: مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمًا عَالِمًا جَالِسًا

جب عالم بیٹھا ہوا ہو اس وقت کھڑے ہو کر سوال کرنا

123 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْقِتَالُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ اَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا وَّيُقَاتِلُ حَمِيَّةً فَرَفَعَ اِلَيْهِ رَاْسَهٗ قَالَ وَمَا رَفَعَ اِلَيْهِ رَاْسَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ قَائِمًا فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کیونکہ کوئی شخص ذاتی ناراضگی کی وجہ سے یا کوئی (قبائلی) حمیت کی وجہ سے بھی جنگ میں شریک ہو جاتا ہے۔ (حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے سر اُٹھا کے اس شخص کو دیکھا۔ آپ نے سر مبارک اس لیے اُٹھایا تھا کیونکہ وہ شخص اس وقت کھڑا ہوا تھا (اور آپ علیہ السلام خود تشریف فرما تھے) پھر آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جنگ میں شریک ہو وہی شخص درحقیقت اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔''

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی عالم بیٹھا ہوا ہو تو کوئی شخص کھڑے کھڑے اپنا سوال پیش کر سکتا ہے اگرچہ بنیادی آداب میں یہی بات شامل ہے کہ عالم کی خدمت میں باادب بیٹھ کر آرام سے سوال کیا جائے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی حضرت منصور بن معتمر نے دوسرے تابعی حضرت شقیق بن سلمہ سے نقل کیا ہے اس روایت کے تمام راوی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔
توجہ طلب: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ہر طبقے کے لوگ آیا کرتے تھے' ان میں شہری دیہاتی ہر طرح کے لوگ ہوتے تھے۔ دیہات میں بسنے والے لوگوں کی بود و باش کا انداز مخصوص ہوتا ہے' وہ ظاہری رسوم و آداب کا زیادہ خیال نہیں رکھتے۔ الفاظ کے انتخاب اور استعمال میں تکلف نہیں کرتے' لہجے کی نرمی یا سختی کی پرواہ نہیں کرتے۔ نبی اکرم ﷺ اس طرح کے لوگوں کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے اور اس طرح کی روایات کی بنیادی تعلیم بھی یہی ہے کہ ایک داعی کو صرف یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ میں نے اسلام کی دعوت دینی ہے اس کی تبلیغ کرنی ہے اگر داعی اس قسم کے تکلفات کا خیال رکھنا شروع کر دے تو پھر وہ دعوت کا کام صحیح طور پر سرانجام

نہیں دے سکے گا۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں لوگوں کی علمی حیثیت' معاشرتی تہذیب ایسی نہیں تھی جیسی آج کل ہے اور آج کل بھی بڑے شہروں اور شہروں کے بھی مخصوص حصوں میں باختلاف مراتب' تہذیب وتمدن کی رسوم مختلف ہوتی ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے تراجم ابواب اپنے زمانے کے لوگوں کے عام ذہنی حالات کو سامنے رکھ کر تجویز کیے ہیں۔

❀—❀❀—❀
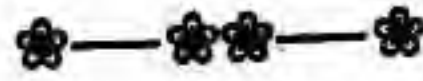
بَابُ ۸۸: السُّؤَالِ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

(شیطان کو) کنکریاں مارتے وقت مسئلہ دریافت کرنا

...——...——...

124- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْاَلُ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِىَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ اٰخَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ قَالَ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ عَنْ شَىْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (حجۃ الوداع کے موقع پر) میں نے ''جمرہ'' کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جہاں آپ سے (حج سے متعلق فقہی) مسائل دریافت کیے جارہے تھے۔ایک شخص نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے رمی کرنے سے پہلے ہی قربانی کرلی ہے۔آپ نے فرمایا' کوئی بات نہیں' تم اب رمی کرلو۔ایک اور شخص نے عرض کی' میں نے قربانی کرنے سے پہلے ہی سر منڈوالیا ہے' آپ نے فرمایا' کوئی بات نہیں' تم اب قربانی کرلوغرضیکہ اس وقت' آپ سے جس بھی رُکن کے مقدم یا مؤخر ہوجانے کی بابت پوچھا گیا' آپ نے یہی جواب دیا' کوئی بات نہیں اب کرلو۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو اس سے پہلے حدیث: 83 میں نقل کرچکے ہیں تاہم دونوں مقامات کا ترجمۃ الباب مختلف ہے اور دونوں جگہ کی سند بھی مختلف ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی عیسٰی بن طلحہ بن عبیداللہ سے نقل کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

❀—❀❀—❀
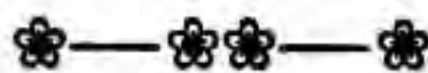
بَابُ ۸۹: قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی وضاحت) ''تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔''

...——...——...

125- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ مَّعَهُ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ لَا يَجِيْءُ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْاَلَنَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ فَقُلْتُ اِنَّهُ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلٰى عَنْهُ قَالَ (وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ) وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا قَالَ الْاَعْمَشُ هٰكَذَا فِيْ قِرَاءَتِنَا

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں' ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک ویران حصے سے گزر رہا تھا' نبی اکرم ﷺ ایک چھڑی سے ٹیک لگا کر چل رہے تھے۔ آپ کا گزر چند یہودیوں کے پاس سے ہوا تو ان میں سے ایک شخص دوسروں سے کہنے لگا' ان سے (نبی اکرم ﷺ سے) روح کے بارے میں سوال کرو۔ ایک دوسرا شخص بولا: ایسا سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا جواب دے دیں جو بعد میں تمہیں ہی ناگوار ہو لیکن ایک اور شخص بولا کہ ہمیں یہ سوال ضرور ان سے پوچھنا چاہیے۔ ایک شخص کھڑے ہو کر بولا' اے ابوالقاسم! (حضرت محمد ﷺ) روح کیا ہے؟' نبی اکرم ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے (حضرت عبداللہ فرماتے ہیں) میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے اس لیے میں خاموش کھڑا رہا جب آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کر کے سنائیں: ''لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں' تم کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے (بنی) ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔'' (امام بخاری فرماتے ہیں) امام اعمش فرماتے ہیں' ہماری قرأت کے مطابق (اس آیت میں ایک لفظ کو) ''وما اوتوا'' پڑھا جائے گا۔

❀——❀❀——❀

بَابٌ ۹۰: مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ مَخَافَةَ اَنْ يَّقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ فَيَقَعُوْا فِيْ اَشَدَّ مِنْهُ

کسی اچھے کام کو اس وجہ سے ترک کر دینا کہ بعض کم فہم لوگ اس کی وجہ سے زیادہ شدید صورت حال میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

————***

126 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ اِلَيْكَ كَثِيْرًا فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ قُلْتُ قَالَتْ لِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُوْنَ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ

حضرت اسود فرماتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر مجھ سے کہنے لگے' سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ تمہارے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتی تھیں۔ انہوں نے خانہ کعبہ کے بارے میں تمہیں کون سی حدیث سنائی ہے؟ تو میں نے انہیں جواب دیا' سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے (ایک مرتبہ) مجھے بتایا تھا۔ (ایک مرتبہ) نبی اکرم ﷺ مجھ سے کہنے لگے: ''اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں خانہ کعبہ کو ڈھا کر (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے مطابق) اس کے دو دروازے بنواتا۔ لوگ

ایک دروازے سے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے۔(راوی کہتے ہیں) حضرت عبداللہ بن زبیر نے (جب مکہ میں اپنی خلافت کا اعلان کیا تو انہوں نے) خانہ کعبہ کو اسی طرح تعمیر کروایا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آگے نقل کی جانے والی حدیث سے اخذ شدہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ بعض اوقات کسی معاشرتی یا دینی مصلحت کے پیشِ نظر جائز کام کو ترک کر دینا چاہیے۔

❀ — ❀❀ — ❀

بَابٌ ٩١: مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ اَنْ لَا يَفْهَمُوْا وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

بعض لوگوں کو چھوڑ کر بعض کو علم کے لیے مخصوص کر لینا اس اندیشے کے تحت کہ پہلے لوگ صحیح طور پر سمجھ نہیں سکیں گے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، لوگوں کے سامنے وہی باتیں بیان کرو جن سے وہ آگاہ ہوں۔کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟

••• —— ••• —— •••

127- حَدَّثَنَا بِهٖ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ خَرَّبُوْذٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ بِذٰلِكَ

(بخاری کہتے ہیں، ترجمۃ الباب میں موجود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول) عبیداللہ بن موسیٰ، معروف اور ابوالطفیل کے حوالے سے روایت کیا گیا ہے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں دو چیزیں مذکور ہیں، ایک حدیث سے اخذ شدہ مسئلہ اور دوسرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان مبلغین کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ تبلیغ کرتے وقت سامعین کے ذہنی معیار کو سامنے رکھا جائے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس بات کا امکان موجود رہتا ہے کہ سننے والا آپ کی بات کا انکار کر دے۔

مضامین حدیث: یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں نقل شدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کی سند بیان کی ہے۔

••• —— ••• —— •••

128- حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا وَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا

حضرت انس روایت کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے آپ نے انہیں پکارا، اے معاذ! انہوں نے عرض کی، میں دل و جان سے حاضر ہوں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے دوبارہ انہیں آواز دی۔اے معاذ!

انہوں نے عرض کی: میں دل و جان سے حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ نے پھر انہیں آواز دی۔ اے معاذ! انہوں نے عرض کی: میں دل و جان سے حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ (یعنی تین مرتبہ یہ مکالمہ ہوا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دے گا۔" حضرت معاذ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں لوگوں کو یہ اطلاع پہنچا دوں؟ تاکہ وہ خوش ہو جائیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس صورت میں وہ صرف اسی (کلمے) پر اکتفا کر کے بیٹھ جائیں گے۔ (حضرت انس فرماتے ہیں) حضرت معاذ بن جبل نے یہ روایت اپنی وفات کے قریب سنائی تھی تاکہ (حدیث رسول چھپانے کے) گناہ سے بچ جائیں۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: امام بخاری کے استاد اسحاق بن راہویہ کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

<u>مضامین حدیث</u>: حدیث کا مرکزی مضمون کلمۂ شہادت کے اقرار کی فضیلت کا اظہار ہے اور اس کے ہمراہ یہ بات بھی موجود ہے کہ انسان کو علم کی بات اس کی ذہنی صلاحیت کے مطابق بتائی جائے۔ یعنی گناہ گار لوگوں کے سامنے فضیلت یا مغفرت والی روایات کو ذکر کرنے کا مطلب انہیں مزید شہہ دینا ہے۔

...——...——...

129 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ذُكِرَ لِىْ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَنْ لَّقِىَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ اَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا اِنِّىْ اَخَافُ اَنْ يَّتَّكِلُوْا

حضرت انس بیان کرتے ہیں: یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ: "جو شخص اس حال میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھتا ہو تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔" حضرت معاذ نے عرض کی: میں لوگوں کو یہ خوش خبری سنا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اندیشہ ہے کہ اس صورت میں وہ اسی (بشارت) پر اکتفاء کر لیں گے۔"

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کے تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

<u>مضامین حدیث</u>: اس روایت کا مضمون سابقہ روایت سے مطابقت رکھتا ہے۔

بَابٌ ۹۲: اَلْحَيَاءُ فِى الْعِلْمِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَّا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْىٍ وَّلَا مُسْتَكْبِرٌ وَّقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَّتَفَقَّهْنَ فِى الدِّيْنِ

علمی بات پوچھتے ہوئے شرمانا' مجاہد کہتے ہیں' دو طرح کے لوگ علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ایک شرمیلا اور دوسرا متکبر' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' انصاری خواتین بہت اچھی ہیں' کیونکہ وہ دینی احکام سیکھنے کے معاملے میں شرماتی نہیں ہیں۔

•••——•••——•••

130 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِيْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ محترمہ اُم سلیم' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بولیں' یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں کرتا اگر کسی عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل فرض ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ہاں! اگر اسے پانی (مادہ منویہ کا نشان) نظر آ جائے تو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا چہرہ ڈھانپتے ہوئی بولیں' کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ یارسول اللہ ﷺ! تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ہاں! تمہارا ہاتھ خاک آلود ہو' بھلا بچہ اس (ماں) سے مشابہت کیوں رکھتا ہے؟

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تجویز کردہ عنوان' دوسرا حضرت مجاہد کا قول اور تیسرا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان۔

حضرت مجاہد کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ علم کے حصول کے دوران انسان کو استاد یا ساتھی طالب علم سے کوئی بات پوچھنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے لیکن اگر انسان کے اندر تکبر یا غیر ضروری شرم کا احساس موجود ہوگا تو وہ سوال نہیں کر سکے گا اس کی وجہ سے وہ صحیح طرح سے علم حاصل نہیں کر سکے گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس قول میں انصاری خواتین کی تعریف کی ہے کہ وہ خواتین سے متعلق مخصوص مسائل دریافت کرتے وقت' غیر ضروری طور پر شرماتی نہیں ہیں جیسا کہ آئندہ نقل کی جانے والی روایت میں' ایک انصاری خاتون کا ذکر موجود ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے دوسری صحابیہ اپنی والدہ اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے (یہ سیدہ زینب' نبی اکرم کی سوتیلی صاحبزادی ہیں) اس کے علاوہ اس کی سند میں دو تابعین بھی موجود ہیں۔ ایک حضرت عروہ بن زبیر دوسرے ان کے صاحب زادے ہشام بن عروہ۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: روایت کا مرکزی مضمون' احتلام کا حکم بیان کرنا ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) انسان کو بنیادی نوعیت کے دینی احکام کا علم حاصل کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ (2) عورتوں کو خواتین سے متعلق مخصوص احکام کا علم حاصل کرنا چاہیے۔ (3) بچے کی پیدائش میں ماں اور باپ دونوں کا نطفہ شامل ہوتا ہے۔ (4) ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے احتلام سے محفوظ رکھا تھا کیونکہ یہ شیطان کے زیر اثر ہوتا ہے اور ازواجِ مطہرات شیطان کے

اثر سے محفوظ ہیں۔ (5) جب تک لباس یا جسم پر اثر ظاہر نہ ہو محض خواب کی وجہ سے غسل لازم نہیں ہوتا۔

عصریات: اس روایت میں واضح طور پر علم نبوت کا بیان موجود ہے کیونکہ سابقہ زمانے میں لوگ یہی سمجھا کرتے تھے کہ بچے کی پیدائش میں صرف باپ کا نطفہ استعمال ہوتا ہے لیکن آج جدید تحقیقات نے بھی یہ بات ثابت کر دی ہے کہ بچے کی پیدائش مرد و عورت، دونوں کے نطفے سے ہوتی ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے غلبے کی بدولت بچے کی جنس یا شکل متعین ہوتی ہے۔

*** ——— *** ——— ***

131 - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَحَدَّثْتُ اَبِيْ بِمَا وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لِيْ كَذَا وَكَذَا

حضرت ابن عمر ﷺ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''ایک درخت ایسا ہے' جس کے پتے جھڑتے نہیں اور وہ مسلمان شخص کی مانند ہے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟ حاضرین جنگلی درختوں کے بارے میں سوچنے لگے۔ حضرت ابن عمر ﷺ کہتے ہیں' مجھے خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے' لیکن میں شرم کے مارے خاموش رہا پھر کچھ دیر بعد لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہی بتائیں وہ کون سا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ کھجور کا درخت ہے۔ (حضرت ابن عمر فرماتے ہیں) بعد میں' میں نے والد محترم کو بتایا کہ یہ جواب میرے ذہن میں آیا تھا' تو وہ بولے اگر تم اس وقت یہ جواب دے دیتے تو مجھے بے انتہا خوشی ہوتی۔

ترجمۃ الباب: اس روایت کے مضمون اور ترجمۃ الباب میں مناسبت واضح ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسے پہلے بھی مختلف عنوانات کے تحت نقل کر چکے ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں اس کے راویوں میں امام مالک بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابُ ۹۳: مَنِ اسْتَحْيٰى فَاَمَرَ غَيْرَهٗ بِالسُّؤَالِ

اگر کسی شخص کو شرم محسوس ہو تو وہ کسی دوسرے کو سوال کرنے کے لیے کہے۔

*** ——— *** ——— ***

132 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ اَنْ يَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ فِيْهِ الْوُضُوْءُ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میری مذی بکثرت خارج ہوا کرتی تھی' میں نے مقداد سے کہا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے اس کا حکم دریافت کریں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی وجہ سے صرف وضو (ٹوٹتا) ہے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان آگے نقل کی جانے والی حدیث سے واضح مناسبت رکھتا ہے۔

مضامین حدیث: حدث کا مرکزی مضمون' مذی کے خروج کا حکم بیان کرتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والے راوی محمد بن حنیفہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) انسان کو اپنی قرابت اور رشتہ داری کے حقوق اور آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ (2) اگر ذاتی طور پر کوئی انفرادی مسئلہ بھی درپیش ہو تو اس کا حل حاصل کرنا چاہیے۔ (3) اگر سوال کی نوعیت ایسی ہو کہ خود پوچھنا ممکن نہ ہو تو اپنے کسی دوست کی مدد حاصل کر کے حل حاصل کرنا چاہیے۔
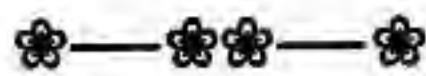
بَابُ ۹۴: ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں علمی گفتگو کرنا اور فتویٰ دینا۔
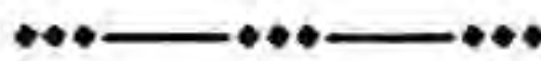
133- حَدَّثَنِيْ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيْنَ تَاْمُرُنَا اَنْ نُهِلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ اَفْقَهْ هٰذِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں' ایک مرتبہ مسجد میں ایک شخص نے کھڑے ہو کے پوچھا' یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اہلِ مدینہ' ذوالحلیفہ سے' اہلِ شام' جحفہ سے' اہلِ نجد' قرن سے' احرام باندھیں۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں' دیگر حضرات بتاتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ اہلِ یمن' یلملم سے احرام باندھیں۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں' مجھے نہیں یاد کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ جملہ سنا تھا۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: حج کے مواقیت کا بیان اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

عصریات: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں مسجد تمام معاشرتی و دینی سرگرمیوں کا مرکز ہوا کرتی تھی لیکن ہمارے زمانے میں اس کی یہ حیثیت ختم ہو چکی ہے اس موضوع پر آئندہ کسی مقام پر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

بَابْ٩٥: مَّنْ اَجَابَ السَّائِلَ بِاَكْثَرَ مِمَّا سَاَلَهٗ

سائل نے جو سوال کیا ہے اس سے زیادہ جواب دینا۔

134- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَّسَّهُ الْوَرْسُ اَوِ الزَّعْفَرَانُ فَاِنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں' ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا' احرام والے شخص کو کیا پہننا چاہیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ قمیص' عمامہ' شلوار اور ٹوپی نہ پہنے' زعفران یا ورس لگا ہوا کپڑا نہ پہنے اگر اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو موزے پہن سکتا ہے تاہم انہیں اتنا کاٹ لے کہ وہ ٹخنوں سے نیچے رہیں۔

مضامین حدیث: حالت احرام کے مخصوص لباس کی وضاحت اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث قولی ہے اور امام بخاری نے یہاں اس کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

ستنباط احکام ومسائل: اس سے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات ضرورت کے پیش نظر سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جواب دینا سنت ہے کیونکہ سائل اپنی کم علمی کی وجہ سے ایک مسئلے کی صرف ایک صورت سے واقف ہوتا ہے جبکہ اس کے لیے دوسری ضرورتوں سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔

كِتَابُ الْوُضُوْءِ

❀—❀❀—❀
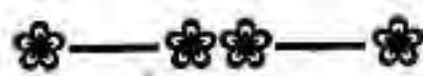
بَابُ ۹۶: فِي الْوُضُوْءِ وَمَا جَآءَ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً وَتَوَضَّا اَيْضًا مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا وَّلَمْ يَزِدْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّكَرِهَ اَهْلُ الْعِلْمِ الْاِسْرَافَ فِيْهِ وَاَنْ يُّجَاوِزُوْا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو اپنے چہروں اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھولو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو)'' امام بخاری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات واضح کی ہے کہ اعضائے وضو کو ایک مرتبہ دھونا فرض ہے تاہم خود نبی اکرم ﷺ نے ان اعضاء کو دو دو مرتبہ اور تین تین مرتبہ بھی دھویا ہے تاہم تین سے زیادہ مرتبہ نہیں دھویا۔ اہل علم کے نزدیک وضو میں نبی اکرم ﷺ کے فعل (یعنی تین مرتبہ دھونے) سے زیادہ دھونا مکروہ ہے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے سورۂ مائدہ کی آیت نقل کی ہے جو وضو سے متعلق احکام کا بنیادی ماخذ ہے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وضاحت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دھوئے جانے والے اعضاء وضو کو ایک مرتبہ دھونا فرض قرار دیا ہے اور پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واضح کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت یہ ہے کہ دھوئے جانے والے اعضاء وضو کو دو یا تین مرتبہ دھویا جائے لیکن تین مرتبہ سے زیادہ دھونے کو علماء نے اسراف (فضول خرچی) قرار دیا ہے کیونکہ اس صورت میں نبی اکرم ﷺ کی سنت سے تجاوز لازم آئے گا۔

وضو کا لغوی معنی: وضو لفظ ''الوضاءۃ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ''حسن'' اور ''نظافت'' ہیں اگر آپ لفظ وضو میں ''و'' پر ''پیش'' پڑھیں گے تو اس کا مطلب وضو کرنا ہوگا لیکن اگر آپ ''و'' پر زبر پڑھیں گے تو اس سے مراد وہ پانی ہوگا جس کے ذریعے وضو کیا جاتا ہے۔

وضو کے فرائض: سورۂ مائدہ: 6 میں جن تین قسم کے اعضاء کو دھونے اور سر کا مسح کرنے کا ذکر موجود ہے، وہی وضو میں فرض ہیں۔

وضو میں بالاتفاق چار چیزیں فرض ہیں:

(i) چہرہ دھونا: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو) تو اپنے چہروں کو دھولو۔''

(ii) دونوں بازو کہنیوں تک دھونا: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اور دونوں بازو کہنیوں تک (دھولو)''

(iii) سر کا مسح کرنا: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اور اپنے سروں کا مسح کرو۔''

مسح کا مطلب: مسح کا مطلب ہاتھ پھیرنا ہے اور اصطلاح شریعت میں وضو کے دوران مسح کا مطلب عضو پر گیلے ہاتھ پھیرنا ہے۔

(iv) دونوں پاؤں دھونا: وضو کا چوتھا فرض ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھونا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو)''

اختلافِ اُمت: وضو سے متعلق درج ذیل احکام کی فرضیت کے بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

(i) نیت: احناف کے نزدیک وضو کے لیے نیت فرض نہیں ہے جبکہ دیگر مذاہب کے فقہاء اسے فرض قرار دیتے ہیں۔

(ii) لگاتار وضو کرنا: یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھولینا۔ فقہاء مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایسا کرنا فرض ہے۔

(iii) وضو کے تمام اعضاء کو اسی ترتیب کے مطابق دھونا جس ترتیب کے ساتھ وہ قرآن میں مذکور ہے۔ شوافع اور حنابلہ اس کے وجوب کے قائل ہیں۔

وضو کی شرائط: وضو کی شرائط کی دو قسمیں ہیں:

(i) شرائط وجوب: یعنی کسی بھی شخص پر وضو کے وجوب کے لیے اس شخص میں کیا بنیادی شرائط موجود ہونی چاہئیں؟ یہ کل آٹھ شرائط ہیں:

(1) عقل: یعنی کسی دیوانے شخص پر دیوانگی کے دوران وضو لازم نہیں ہوگا اسی طرح مرگی کے دورے' نیند یا بے ہوشی وغیرہ کے دوران وضو کرنا واجب نہیں ہوگا۔

(2) بلوغت: یعنی کسی نابالغ بچے پر وضو لازم نہیں ہو سکتا کیونکہ نابالغ شرعی احکام کا مکلف نہیں ہوتا۔

(3) اسلام: احناف کے نزدیک کفار شرعی احکام کا مخاطب نہیں ہیں اس لیے وضو کا وجوب صرف مسلمان کے حق میں ثابت ہوگا۔

(4) پانی کے استعمال کی قدرت: یعنی جو شخص کسی بیماری' پانی کی کمی یا کسی بھی اور وجہ سے پانی کے استعمال کے قابل نہ ہو اس پر وضو کرنا واجب نہیں ہوگا۔

(5) حدث لاحق ہونا: یعنی جو شخص پہلے سے باوضو ہو اس پر دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں ہے۔

(6) حیض: کیونکہ حیض والی عورت وضو کے ذریعے شرعی طہارت حاصل نہیں کر سکتی اس لیے اس پر وضو کرنا واجب نہیں ہوگا۔

(7) نفاس: اسی طرح نفاس والی عورت بھی وضو کے ذریعے شرعی طہارت حاصل نہیں کر سکتی اس لیے اس پر بھی وضو کرنا واجب نہیں ہوگا۔

(8) وقت کی تنگی: یعنی اگر کوئی شخص کسی ایسی صورتِ حال سے دوچار ہو جائے کہ پانی کی تلاش کی صورت میں نماز کا وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص پر وضو کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ وہ وضو کی جگہ تیمم کرلے گا۔

(ii) شرائطِ صحت: احناف کے نزدیک وضو کی صحت کے لیے تین چیزیں شرط ہیں جبکہ دیگر فقہاء کے نزدیک چار چیزیں شرط ہیں۔ تین متفقہ شرائط درج ذیل ہیں:

(1) جس عضو کو دھونے کا حکم ہے' اسے مکمل طور پر دھونا۔

(2) جس عضو کو دھونے کا حکم ہے اگر کوئی چیز اس عضو کے کسی ایک حصے تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو اسے دُور کرنا۔

(3) کسی ایسی صورت کا نہ ہونا جو وضو کے منافی ہو بشرطیکہ وہ کسی عذر کی وجہ سے نہ ہو۔

(4) یہ شرط احناف کے علاوہ دیگر فقہاء کے نزدیک ہے اور وہ یہ کہ جس شخص نے سابقہ نماز تیمم کر کے ادا کی تھی' اگلی نماز کا وقت آنے پر اس کے لیے وضو کرنا ضروری ہوگا' یہ حکم ہر اس شخص کے لیے ہوگا جو کسی عذر کی وجہ سے وضو نہ کر سکتا ہو۔

❀—❀❀—❀
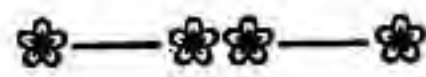
بَابٌ ۹۷: لَّا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ

وضو کے بغیر نماز نہیں ہوگی

•••———•••———•••

135 - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ مَا الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ اَوْ ضُرَاطٌ

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے جس شخص کا وضو ٹوٹ جائے وہ جب تک دوبارہ وضو نہ کر لے اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ ''حضرموت'' سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے سوال کیا۔ حدث (وضو ٹوٹنے) سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ نے جواب دیا ہوا خارج ہونا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان حدیث سے واضح مناسبت رکھتا ہے تاہم اس کا لفظ ''طھور'' شرعی اصطلاحی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی اس سے مراد مخصوص قسم کی طہارت ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ وضو نماز کے لیے شرط ہے۔

نفس مسئلہ: کیا وضو ہر نماز کے لیے شرط ہے اگر کوئی شخص وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

علامہ عینی لکھتے ہیں اس حدیث کے ذریعے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وضو ہر طرح کی نماز کے لیے شرط ہے جس میں نمازِ جنازہ اور دونوں عیدوں کی نمازیں بھی شامل ہیں تاہم امام شعبی اور امام ابن جریر طبری نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ نمازِ جنازہ کو وضو کے بغیر ادا کرنا درست ہے لیکن اس حدیث کے عموم اور اجماع کی بدولت یہ فتویٰ باطل قرار دیا گیا جائے گا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ بعض شوافع نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے[1]

امام نووی تحریر کرتے ہیں' اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ طہارت کے بغیر نماز پڑھنا حرام ہے۔ خواہ وہ طہارت وضو کے

[1] عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری 372/2

ذریعے حاصل کی جائے یا تیمم کے ذریعے حاصل کی جائے۔ وہ نماز فرض ہو یا نفل یا نمازِ جنازہ' سجدہ تلاوت کرنا ہو' سجدہ شکر ادا کرنا ہو' تاہم امام شعبی اور ابن جریر طبری نے وضو کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے لیکن یہ مؤقف باطل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس کے بطلان پر اجماع ہے۔

اگر کوئی شخص کسی عذر کے بغیر وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتا ہے تو وہ گناہ گار ہو گا لیکن اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ ہمارا اور جمہور کا یہی مؤقف ہے لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسے شخص کو کافر قرار دیا جائے گا کیونکہ وہ نماز کے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔[1]

علامہ شامی تحریر کرتے ہیں اگر کوئی شخص کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر وضو کے بغیر نماز پڑھ لے تو ''نوادر'' کی روایت کے مطابق ایسے شخص کو کافر قرار دیا جائے گا تاہم ''ظاہر الروایہ'' کی روایت کے مطابق ایسے شخص کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا لیکن یہ اختلاف اس وقت ہو گا جب کوئی شخص بطور مذاق ایسا نہ کر رہا ہو لیکن اگر کوئی اسلامی تعلیمات کا مذاق اُڑانے کے لیے ایسا کرتا ہے تو وہ بالاتفاق کافر ہو جائے گا۔[2]

یہاں ایک اور مسئلہ بھی ہے اور وہ یہ کہ شرعی طور پر طہارت حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پانی کے ذریعے وضو کر لیا جائے یا پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں مٹی کے ذریعے تیمم کر لیا جائے' لیکن اگر کوئی شخص کسی ایسی صورتِ حال سے دوچار ہو جائے' جس میں اسے پانی اور مٹی دونوں دستیاب نہ ہو سکیں یا دستیاب ہوں لیکن وہ ان دونوں کو کسی بیماری کی وجہ سے استعمال نہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص کا کیا حکم ہو گا؟ ہمارے زمانے میں اس کی واضح مثال ''سیاچن'' ہے جہاں وضو یا غسل کے لیے پانی اور مٹی دونوں دستیاب نہیں ہو سکتے۔

حصکفی تحریر کرتے ہیں اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ پر قید ہو جہاں پانی دستیاب نہ ہو سکے اور وہاں تیمم کرنا بھی ممکن نہ ہو یا انسان کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جس کی وجہ پانی یا مٹی میں سے کسی ایک کے ذریعے طہارت حاصل نہ کی جا سکے تو ایسے شخص کو ''فاقد الطہورین'' کہا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز ادا نہیں کرے گا جب اس کے لیے طہارت کا حصول ممکن ہو جائے گا تو پھر وہ نماز ادا کرے گا جبکہ صاحبین یہ کہتے ہیں کہ وہ نمازیوں کی مشابہت اختیار کرے گا اگر رکوع اور سجود ممکن ہو تو کرے گا ورنہ اشارے کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کرے گا تاہم اس کے دوران قرأت نہیں کرے گا پھر جب طہارت کا حصول ممکن ہو جائے گا تو وہ ان نمازوں کا اعادہ کرے گا۔ اسی قول پر فتویٰ ہے اور ایک روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔[3]

''فاقد الطہورین'' کی دو صورتیں ہیں' ایک کسی شخص کو طہارت کے حصول کے لیے مٹی یا پانی میں سے کوئی ایک چیز بھی دستیاب نہ ہو سکے اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے انسان تیمم یا وضو کچھ نہ کر سکے جیسے کسی شخص کو کوئی جلدی بیماری ہو جس میں اس کی جلد کو مس کرنا ممکن نہ ہو۔

اس بارے میں فقہاء اسلام کے دو نظریات ہیں:

(i) جمہور کے نزدیک ایسے شخص پر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن یہ عذر ختم ہو جانے کے بعد نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ یہ احناف اور شوافع کا مؤقف ہے لیکن حنابلہ کے نزدیک ایسے شخص پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہو گا۔

---

1. نووی' یحییٰ بن شرف' شرح صحیح مسلم 119/1
2. شامی' امین الدین ابن عابدین' رد المختار (60/1)
3. حصکفی' علاؤ الدین' در مختار (232/1)

(ii) مالکیہ کے نزدیک ایسے شخص پر نماز کا حکم ساقط ہو جائے گا اور اس کی مثال حائضہ عورت کی مانند ہو گی۔[1]
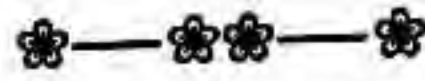
بَابُ ۹۸: فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ

وضو کی فضیلت اور وضو کے اثرات کے باعث پیشانیوں کا چمک دار ہونا۔

136- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ رَقِيتُ مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّاَ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِیْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ

نعیم مجمر بیان کرتے ہیں میں حضرت ابوہریرہ کے ہمراہ مسجد کی چھت پر چڑھا آپ نے وہاں وضو کیا اور فرمایا میں نے اللہ کے رسول کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ''میری امت کو قیامت کے دن' وضو کے اثرات کی بدولت' چمکدار پیشانیوں والے کہہ کر بلایا جائے گا۔ اس لئے تم میں سے جو بھی شخص اپنی چمک میں اضافہ کرنا چاہتا ہو وہ ایسا کرے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان وضو کی فضیلت کا بیان ہے' قیامت کے دن وضو کرنے والے اہلِ ایمان کو جو چمک اور روشنی عطا ہو گی اس کا ذکر آگے آنے والی حدیث میں موجود ہے اور اسی کی طرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون وضو کی فضیلت اور قیامت کے دن اُمتِ محمدیہ ﷺ کے نیک افراد کے اعزاز و اکرام کا بیان ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں دنیا بھر میں دین سے دُوری ایک فیشن اور وباء کی شکل اختیار کر چکی ہے' عیسائیوں کو دیکھ کر مسلمان بھی بے دینی کی طرف راغب ہو رہے ہیں ایسے وقت میں بعض جدید تعلیم یافتہ حضرات خود کو جدید ذہن کا مالک ثابت کرنے کے لیے بے پر کی اُڑانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جیسے ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ اگر وضو کی شرط کو ختم کر دیا جائے تو پینٹ کوٹ پہننے والے بہت سے لوگ باقاعدگی سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہم نے عرض کی' شاعر نے کہا ہے

دل کسی حال پہ قانع نہیں ہے جانِ فراز!
مل گئے تم بھی تو کیا اور نہ جانے مانگے

اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اگر وضو کی شرط کو ختم کر دیا جائے تو پینٹ کوٹ پہننے والے بہت سے لوگ آسانی سے نماز پڑھنے لگیں گے؟ انہوں نے اعتراف کیا کہ انسان کو جس حد تک بھی چھوٹ دی جائے' وہ مزید آسانی کا طلب گار رہتا ہے۔

پھر ہم نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ شریعت نے جن کاموں کو لازم یا مستحب قرار دیا ہے اگر نیک نیتی کے ساتھ ان پر عمل کیا جائے تو ایسے ہر عمل کا مخصوص نور ہوتا ہے' جس کی وجہ سے انسان کے اپنے ایمان کے نور میں اضافہ ہوتا ہے۔

[1] حصکفی' علاؤ الدین' درمختار' (232/1) مراقی الفلاح (21) 'الشرح الصغیر (200/1) 'نووی' یحییٰ بن شرف'' المجموع'' 162/1 'شیرازی' ابراہیم بن علی بن یوسف'' المھذب'' (35/1) 'شربینی' محمد الخطیب'' مغنی المحتاج'' (105/1))

غوثِ زمان سیدی عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کے سر سے نور کی مخصوص لکیر نکلتی ہے جو برزخ میں اس کے مخصوص مقام تک چلی جاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو نورِ بصیرت عطا کرے تو وہ شخص ہر شخص کے سر میں سے نکلنے والی نور کی لکیر کو دیکھ کر اس کے ایمان کی کیفیت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

وہ صاحب بولے یہ کیسے ممکن ہے کہ عام پانی کے ذریعے ہم اپنی مرضی سے بعض اعضاء کو دھولیں تو اس کی وجہ سے ہمارے ایمان کے نور میں اضافہ ہو؟ ہم نے کہا' ہر کام انسان خود کرتا ہے لیکن نیت اور ترتیب کی وجہ سے کوئی عمل مخصوص روحانی حیثیت اختیار کر جاتا ہے اس کی مثال ہم یوں دے سکتے ہیں کہ کسی عرب شاعر نے کہا ہے

ان كنت لا تدرى فتلك مصيبة　　وان كنت تدرى فالمصيبة اعظم

''(اے محبوب) اگر تمہیں (ہمارے لگاؤ یا بے چینی) کا پتہ نہیں ہے تو یہ ایک مصیبت ہے اور اگر تمہیں اس کا پتہ ہے تو یہ زیادہ بڑی مصیبت ہے۔''

اس شعر میں استعمال ہونے والے تمام الفاظ قرآن میں موجود ہیں لیکن اس شعر کا جز ہونے کی حیثیت سے ان کے اندر کوئی نور نہیں پایا جاتا لیکن جب یہی الفاظ قرآن کی کسی آیت کے حصے کے طور پر پڑھے جائیں گے تو ان کے اندر اللہ کے کلام کا مخصوص نور ہوگا اور ان میں سے ہر ایک لفظ کے' ہر ایک حرف کے بدلے میں' دس نیکیاں ملیں گی اس لیے وضو کی ظاہری حیثیت تو صرف کوٹ اُتار کر اور کف موڑ کر بعض اعضاء کو دھونا ہے لیکن اس کی باطنی حیثیت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے قیامت کے دن وضو کرنے والوں کے اعضاء وضو خوب چمک کر ان کی انفرادیت کو ظاہر کر رہے ہوں گے' اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے اس چمک کو بڑھانے کی ترغیب دی ہے۔

بَابٌ ٩٩: لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتّٰى يَسْتَيْقِنَ

انسان کو جب تک (وضو ٹوٹنے کا) یقین نہ ہو جائے اس وقت تک صرف شک کی وجہ سے دوبارہ وضو نہ کرے۔

137 - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ شَكَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِى يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّىْءَ فِى الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَنْفَتِلْ اَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا

عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی جس شخص کو نماز کے دوران یہ وہم ہو کہ شاید اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے (تو اسے کیا کرنا چاہئے) تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا وہ اس وقت تک نماز نہ توڑے جب تک آواز یا بو محسوس نہ ہو۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنے وضو کے ختم ہو جانے کا یقین نہ ہو اس کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ دوبارہ وضو اس وقت ضروری ہوگا جب انسان کو اس بات کا یقین ہو کہ اس کا سابقہ وضو ختم ہو چکا ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں، جوہری اور دیگر ماہرین لغت نے یہ بات بیان کی ہے کہ جو بات یقین کے خلاف ہو اسے شک کہا جاتا ہے جبکہ فقہاء کی اصطلاح میں شک ایسی صورت کو کہتے ہیں جس میں انسان کا علم اور لاعلمی دونوں پہلو برابر ہوں لیکن جب دونوں میں سے کسی ایک پہلو کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہو جائے تو اسے ظن کہتے ہیں۔[۱]

امام نووی تحریر کرتے ہیں اس حدیث میں اسلامی تعلیمات کے اس بنیادی اصول کو بیان کیا گیا ہے کہ جب تک کسی صورتِ حال کی متضاد کیفیت کا یقین حاصل نہ ہو اس وقت تک وہ صورتِ حال اپنی اصل حالت پر برقرار رہے گی۔ صرف شک کی وجہ سے اس کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔[۲]

حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں، جمہور علماء نے اس حدیث کی روشنی میں یہی فتویٰ دیا ہے (کہ شک کی وجہ سے وضو ختم نہیں ہوگا) لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں۔ ایک یہ کہ ایسی صورت میں اس کا وضو ختم شمار ہوگا اور دوسری صورت میں نماز کے دوران یہ شک ہو تو وضو برقرار شمار ہوگا اور اگر نماز سے باہر ہو تو اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔[۳]

سند پر تبصرہ: اس حدیث کی سند میں دو تابعین موجود ہیں، ایک عباد بن تمیم اور دوسرے محمد بن مسلم۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس حدیث کی دو سندیں نقل کی ہیں جن میں سے دوسری سند میں ایک اور تابعی حضرت سعید بن مسیب موجود ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

❀—❀❀—❀
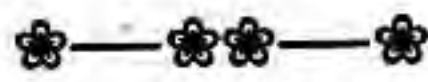
بَابُ ۱۰۰: التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوْءِ
وضو میں تخفیف کرنا

138- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ صَلّٰى وَرُبَّمَا قَالَ اضْطَجَعَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهٖ سُفْيَانُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ وَقَامَ يُصَلِّيْ فَتَوَضَّاْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّاَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَنْ شِمَالِهٖ فَحَوَّلَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ صَلّٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ اَتَاهُ الْمُنَادِيْ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ مَعَهٗ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ قُلْنَا لِعَمْرٍو اِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهٗ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ رُؤْيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَاَ (اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ)

---

۱ عینی، بدرالدین محمود ''عمدۃ القاری'' 380/2

۲ نووی یحییٰ بن شرف ''شرح مسلم'' 158/1

۳ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر ''فتح الباری'' 316/1

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سو گئے یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ پھر آپ اٹھے اور (وضو کیے بغیر) نوافل ادا کرنے لگے (ایک اور روایت کے الفاظ کے مطابق) نبی اکرم ﷺ لیٹے اور آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی پھر آپ اٹھے (اور وضو کیے بغیر) نوافل ادا کرتے لگے۔ (یہی روایت ایک اور حوالے سے ان الفاظ میں منقول ہے) حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں ایک رات میں اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ کے ہاں ٹھہرا نبی اکرم ﷺ نے رات کے ابتدائی حصے میں کچھ نوافل ادا کیے۔ (پھر آپ لیٹ گئے) جب رات کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تو آپ دوبارہ اٹھے اور لٹکے ہوئے مشکیزہ میں موجود پانی سے خفیف سا وضو کیا اور نوافل ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے جس طرح آپ نے وضو کیا تھا۔ میں نے بھی اسی طرح وضو کیا اور آپ کے بائیں طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے پکڑ کر اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا اور مزید کچھ نوافل ادا کیے پھر آپ لیٹ کر سو گئے یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ صبح کے وقت بیدار کرنے والے شخص نے نماز کے لئے آواز دی تو آپ اٹھے اور نماز پڑھانے کے لئے اس کے ہمراہ چل دیئے۔ آپ نے دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھائی۔ (راوی کہتے ہیں) ہم نے عمرو سے پوچھا لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن آپ کا دل (یعنی ذہن) بیدار رہتا ہے تو عمرو نے جواب دیا میں نے حضرت عبید بن عمیر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے انبیاء کو دکھائی دیئے والے خواب بھی وحی ہوتے ہیں اور پھر (اس کی تائید میں عبید نے) یہ آیت پڑھی: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں''

ترجمۃ الباب: (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وضو کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف روایات منقول ہیں جن میں سے بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کے دوران ہر عضو کو ایک مرتبہ دھویا اور بعض دیگر روایات کے مطابق دو یا تین مرتبہ دھویا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب میں وضو میں تخفیف کا جو عنوان قائم کیا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اعضاء وضو کو دھونے میں تخفیف کرتے ہوئے۔ بعض اعضاء کو دھویا ہی نہ جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اوقات مختصر وضو بھی کیا ہے یعنی وضو کے دوران ہر عضو کو صرف ایک مرتبہ دھویا ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون وضو کی کم از کم مقدار کی وضاحت کرنا ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیند آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ناقص وضو نہیں ہے۔ (2) نابالغ بچوں کو نفلی عبادات میں شریک کرنا چاہیے تا کہ ان کی تربیت ہو۔ (3) اگر پانی کم ہو تو مختصر وضو پر اکتفا کرنا سنت ہے۔ (4) اگر ایک مقتدی ہو تو اسے امام کے دائیں طرف کھڑا کیا جائے۔ (5) نفلی نماز باجماعت ادا کی جاسکتی ہے۔ (6) تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد فجر کی نماز تک سوئے رہنا سنت سے ثابت ہے۔ (7) تہجد کی نماز میں اہتمام کرنا چاہیے۔ (8) طالب علم کو کبھی کبھار استاد کے ہاں رات بسر کرنی چاہیے تا کہ اس کی تعلیم و تربیت ہو سکے۔ (9) طالب علم کی تربیت کے لیے اس کے کان کھینچے جاسکتے ہیں یا اسی طرح کی ہلکی پھلکی سزا دی جاسکتی ہے۔ (10) نفل نماز کے دوران بھی کلام کرنا ممنوع ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۰۱: اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ الْاِنْقَاءُ

اچھی طرح وضو کرنا۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں ''اسباغ الوضوء'' کا مطلب اچھی طرح وضو کرنا ہے۔

•••——•••——•••

139-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَآءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَآءُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپسی پر جب ایک گھاٹی میں سے گزر رہے تھے تو اپنی سواری سے اترے (الگ جا کر) پیشاب کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا' لیکن وضو میں اسباغ نہیں کیا (یعنی ہر عضو کو دو یا تین مرتبہ نہیں دھویا) میں نے عرض کی یارسول اللہ! نماز (پڑھ لیں) آپ نے فرمایا آگے پہنچ کر نماز پڑھیں گے۔ پھر آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ پہنچے تو آپ دوبارہ سواری سے اترے پھر وضو کیا اور وضو میں ''اسباغ'' کیا۔ جماعت کھڑی ہوئی آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر ہر فرد نے اپنی سواری کو اپنے مخصوص مقام پر باندھ دیا پھر عشاء کی نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی تاہم آپ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (نفلی) نماز ادا نہ کی۔

ترجمۃ الباب: سابقہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مختصر وضو کے جواز کا حکم صادر کیا تھا' اب یہاں وضو میں اسباغ کے مسنون ہونے کا ذکر کر رہے ہیں۔ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ تشریحی بیان نقل کیا ہے کہ اسباغ کا مطلب اعضائے وضو کو اچھی طرح دھونا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک کریب بن ابومسلم اور دوسرے موسیٰ بن عقبہ' اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد عبداللہ کے حوالے سے امام مالک سے نقل کیا ہے۔ نیز اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون وضو میں اسباغ کی تلقین کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس حدیث کے ذریعے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اگر پانی کم ہو تو مختصر وضو کرنا سنت ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات سے واپس آتے ہوئے راستے میں مختصر وضو کیا تھا۔

❀——❀❀——❀
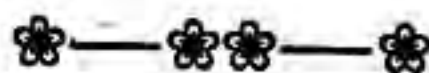
بَابُ ۱۰۲: غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غُرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ

دونوں ہاتھوں میں ایک ہی مرتبہ پانی لے کر چہرے کو دھونا

•••——•••——•••

140- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ بِلَالٍ يَّعْنِى سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنْ مَاءٍ فَمَضْمَضَ بِهَا وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنْ مَاءٍ فَجَعَلَ بِهَا هٰكَذَا اَضَافَهَا اِلٰى يَدِهِ الْاُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا وَجْهَهُ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهِ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنْ مَاءٍ فَرَشَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى حَتّٰى غَسَلَهَا ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً اُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا رِجْلَهُ يَعْنِى الْيُسْرٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ

حضرت ابن عباس نے ایک مرتبہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھویا' پہلے آپ نے ایک چلو پانی کے ذریعے کلی کی' ناک صاف کی پھر ایک چلو پانی لے کر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پہ ڈالا اور اس کے ذریعے اپنا چہرہ دھویا ایک چلو پانی کے ذریعے اپنا دایاں بازو دھویا پھر ایک چلو پانی لے کر اپنا بایاں بازو دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر ایک چلو پانی لے کر اپنا دایاں پاؤں دھویا پھر ایک اور چلو پانی لے کر اپنا بایاں پاؤں دھویا اور پھر فرمایا' میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں دونوں ہاتھوں کے ایک چلو کے ذریعے چہرہ دھونا ترجمۃ الباب کا عنوان قرار دیا ہے لیکن ترجمۃ الباب کے بعد ذکر کی جانے والی حدیث میں چہرے کے ساتھ دیگر اعضاء وضو کو بھی ایک ایک چلو کے ذریعے ایک مرتبہ دھونے کا ذکر موجود ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند کے دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک عطاء بن یسار اور دوسرے زید بن اسلم۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۰۳: التَّسْمِيَةِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّعِنْدَ الْوِقَاعِ

ہر حالت میں یہاں تک کہ صحبت کے وقت بھی تسمیہ پڑھنا

141- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَّبْلُغُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَقُضِىَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَّمْ يَضُرُّهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے: ''جو شخص اپنی بیوی کے پاس آتے وقت یہ دعا پڑھے' شیطان اس کے بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔'''' اللہ کے نام کے ساتھ آغاز کرتا ہوں' اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے گا' اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ''

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے عنوان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے عام مسئلہ ذکر کیا ہے اور پھر اس کے بعد ایک خاص صورت

حال کا ذکر کیا ہے لیکن بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ خاص حکم کے ذریعے عام حکم ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ''کتاب الوضوء'' میں ذکر کیا ہے اس لیے شاید وہ اس کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی سالم بن ابوالجعد نے دوسرے تابعی کریب بن ابو مسلم سے نقل کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون کتاب الوضو سے مناسبت نہیں رکھتا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے زیادہ مناسب یہ تھا کہ وہ اس حدیث کی بجائے وہ احادیث نقل کرتے جس میں ہر نیک کام کے آغاز میں تسمیہ کا ذکر موجود ہے۔

صاحب ہدایہ تحریر کرتے ہیں' وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

''جو شخص (وضو کے آغاز میں) اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو (کامل) نہیں ہوگا۔''

صاحب ہدایہ کہتے ہیں یہاں فضیلت کی نفی مراد ہے۔ اگرچہ مختصر القدوری میں اسے سنت کہا گیا ہے لیکن ایسا کرنا مستحب ہے۔[1]

صاحب ہدایہ کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن ہمام لکھتے ہیں' وضو کے آغاز میں پڑھے جانے والے الفاظ اسلاف سے منقول ہیں اور ایک روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں' وہ الفاظ یہ ہیں:

''بسم اللہ العظیم و الحمدللہ علی دین الاسلام۔''

''عظیم' اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں اور تمام تر تعریفوں کی مستحق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے دینِ اسلام (کی طرف ہماری رہنمائی کی ہے)[2]

بعض روایات میں یہ منقول ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنے کے بعد بسم اللہ پڑھ لی جائے۔

''المجتبیٰ'' میں تحریر ہے کہ ان دونوں روایات کو جمع کر لیا جائے۔ ''المحیط'' میں تحریر ہے کہ اگر وضو کرنے والا ان الفاظ میں سے کچھ بھی پڑھ لے تو اسے سنت کے حکم پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔

لا الہ الا اللہ (یا پھر) الحمدللہ (یا پھر) اشھد ان لا الہ الا اللہ۔

اس فتویٰ کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا ایک عام حکم ہے جس میں یہ سب صورتیں شامل ہو سکتی ہیں۔

امام ابوداؤد نے یہ روایت نقل کی ہے:

''جو شخص وضو نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی اور جو (پہلے) اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں ہوتا۔''[3]

(ابن ہمام لکھتے ہیں) امام ابوداؤد نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں انقطاع پایا جاتا ہے لیکن یہ بات

---

[1] الفرغانی' برہان الدین علی بن ابوبکر' الہدایہ 14/1

[2] طبرانی' معجم صغیر 196' الہیثمی' علی بن ابوبکر' ''مجمع الزوائد'' 220/1

[3] سجستانی' سلیمان بن اشعث' ''السنن'' (101)' دارقطنی' علی بن عمر' ''السنن'' (79/1)' بیہقی' احمد بن حسین' ''شعب الایمان'' (43/1)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' ''السنن'' (399)' نیشاپوری' محمد بن عبداللہ حاکم' ''المستدرک'' 146/1

ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہے کیونکہ جب راوی مستند ہوں تو ایسی روایت "مرسل" حدیث کی مانند ہوتی ہے۔

اس روایت کو امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"جو شخص (آغاز میں) اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں ہوتا۔"[1]

اس روایت میں ربیح بن عبدالرحمٰن نامی راوی پر تنقید کی گئی ہے کہ وہ معروف نہیں ہے جبکہ ابوزرعہ اسے "شیخ" قرار دیتے ہیں اور ابن عمار نے انہیں "ثقہ" کہا ہے۔ بزار کہتے ہیں ان سے فلیح بن سلیمان عبدالعزیز دراوردی کثیر بن زید اور دیگر حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔[2]

نفسِ مسئلہ: وضو سے پہلے تسمیہ پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

اختلافِ اُمت: امام مالک شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک وضو کے آغاز میں تسمیہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔[3]

داؤد ظاہری اور دیگر اہلِ ظواہر کے نزدیک وضو کے آغاز میں تسمیہ پڑھنا واجب ہے اگر کوئی شخص بھول کر یا جان بوجھ کر وضو کے آغاز میں تسمیہ نہیں پڑھے گا تو اس کا وضو درست نہیں ہوگا۔[4]

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فرماتے ہیں صاحب بحرالرائق نے یہ بات بیان کی ہے کہ ہمارے آئمہ کے نزدیک وضو میں کوئی بھی عمل واجب نہیں ہے۔[5]

صاحب درمختار نے بھی یہی بات بیان کی ہے (کہ فقہ حنفی میں) وضو یا غسل میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔[6]

(اعلیٰ حضرت مزید لکھتے ہیں) اسی طرح بہت سی کتابوں میں یہی بات منقول ہے لیکن محقق علی الاطلاق (امام کمال الدین ابن ہمام الحنفی) نے "فتح القدیر" میں وضو کے آغاز میں تسمیہ کے حکم پر بحث کرتے ہوئے اسے واجب قرار دیا ہے اور یہ بات فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ ابن ہمام لکھتے ہیں:

"یہ جو کہا گیا ہے کہ وضو میں کوئی چیز واجب نہیں ہے کیونکہ وہ نماز کے لیے تابع شرط کی حیثیت رکھتا ہے اگر ہم اسے واجب قرار دیں تو تابع (وضو) اصل (نماز) کے برابر ہو جائے گا لیکن یہ اعتراض درست نہیں ہے کیونکہ ان دونوں میں کسی واجب کے اثبات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دونوں کا حکم اس طرح یکساں ہو چکا ہے کہ ان کے درمیان کسی اور حوالے سے کوئی فرق باقی نہیں رہا جیسے وضو کی نذر مانی جائے تو وضو کرنا لازم نہیں ہوتا لیکن اگر نماز کی نذر مانی جائے تو نماز پڑھنا لازم ہو جائے گی پھر یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ ایسا کوئی حکم موجود نہیں ہے جس سے یہ لازم آتا ہو کہ وضو میں کسی واجب کے اثبات کی وجہ سے نماز کے کسی واجب کے مرتبے میں کمی آ جائے گی یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے وضو سے متعلق فرض حکم نماز کے کسی فرض حکم پر

---

1. قزوینی محمد بن یزید ابن ماجہ "السنن" (397) نیشاپوری محمد بن عبداللہ حاکم "المستدرک" (147/1) بیہقی احمد بن حسین "شعب الایمان" (43/1)
2. سیواسی کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام "فتح القدیر" (20/1)
3. سیواسی کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام "فتح القدیر" (19/1) شافعی محمد بن ادریس "الام" (31/1) نووی یحییٰ بن شرف "المجموع" (346/1) مقدسی عبداللہ بن احمد "المغنی" (84/1)
4. ظاہری علی بن احمد بن حزم المحلی (195/1)
5. مصری زین بن ابراہیم "بحرالرائق" (16/1)
6. حصکفی علاؤالدین درمختار (14/1)

اثر انداز نہیں ہوتا۔[1]

مولانا احمد رضا خاں' صاحبِ فتح القدیر کی دلیل پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں' یہ کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے کیونکہ وضو کی طبیعت اس میں فرض کے ثبوت کو منع نہیں کرتی تو واجب کے ثبوت کو کس طرح منع کر سکتی ہے۔ (نمازوں میں سنتِ مؤکدہ وغیر مؤکدہ یعنی) رواتب کو فرائض کی تکمیل کے لیے مشروع کیا گیا ہے' انہیں فرائض کی تحصیل کے لیے مشروع نہیں کیا گیا' ان کی اہمیت تو وضو کے برابر بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ان نمازوں میں وہ تمام فرائض' واجبات' سنن اور مستحبات ثابت ہوتے ہیں جو اصل فرض نمازوں میں ثابت ہوتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ وضو فی نفسہ اس بات کا اہل ہی نہیں ہے کہ اس میں کسی بات کو واجب قرار دیا جائے اگر ہم یہ کہتے تو پھر صاحبِ فتح القدیر کی دلیل کو تسلیم بھی کیا جاتا۔ ہمارا موقف تو یہ ہے کہ وضو میں کوئی ایسا حکم اس طرح سے واجب نہیں ہے جسے ترک کرنا جائز نہ ہو اور اس کے بغیر وضو درست بھی ہو جائے (اگرچہ کامل نہ ہو) اور یہ بات کسی مزید وضاحت کی محتاج نہیں ہے اس لیے اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔[2]

حاشیے میں (نوٹ) یہ حوالہ ''فتاویٰ رضویہ'' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد اوّل سے دیا گیا ہے۔ فاضل بریلوی نے علامہ ابن ہمام کے اصل الفاظ نقل کیے ہیں اور ان پر عربی میں نقد لکھا ہے۔ ہم نے یہاں شیخ ابن ہمام اور فاضل بریلوی کی عربی عبارات کا اپنا ترجمہ نقل کیا ہے اور فتح القدیر کے جدید مطبوعہ نسخے سے اصل عبارت کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابٌ ١٠٤: مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْخَلَاءِ

بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا

142 - حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ تَابَعَهُ ابْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ اِذَا اَتَى الْخَلَاءَ وَقَالَ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ اِذَا دَخَلَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا مانگتے: ''اے اللہ! میں ناپاکیوں اور ناپاک چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

ترجمۃ الباب: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہیں جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف معاملات میں صحیح اور غلط کے درمیان امتیاز کر کے صحیح راستے کو اپنانے کی تعلیم دی ہے' وہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے ہر معاملے اور معمول میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کی دعا کرنے کی ترغیب بھی دی ہے یہاں تک کہ بول و براز کے آداب

1. سیواسی' کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام'' فتح القدیر'' (21/1)
2. بریلوی' احمد رضا خاں' فتاویٰ رضویہ (223/1)

کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات منقول ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمۃ الباب اسی عنوان سے متعلق قائم کیا ہے کہ جب کوئی شخص بول و براز کا ارادہ کرے تو اسے کیا دعا مانگنی چاہیے؟

علامہ عینی لکھتے ہیں' خطابی بیان کرتے ہیں' خبث خبیث کی جمع ہے اور خبائث خبیثہ کی جمع ہے اس سے مراد مذکر اور مؤنث شیاطین ہیں۔[1]

<u>سند پر تبصرہ:</u> اس روایت کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں طبقہ تبع تابعین کے دو راوی شامل ہیں۔ ایک شعبہ بن حجاج اور دوسرے آدم بن ابوایاس' یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔

<u>حدیث کی قسم:</u> یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث قولی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس حدیث کی پانچ اسناد نقل کی ہیں اس روایت کے تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

<u>نفس مسئلہ:</u> رفع حاجت کے شرعی آداب کیا ہیں؟

اس بارے میں ایک دعا تو وہ ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا حدیث میں نقل کیا ہے تاہم حافظ ابن حجر نقل کرتے ہیں' عمری نے اپنی سند کے ہمراہ اس دعا کو حدیث قولی کے طور پر یوں نقل کیا ہے:

جب تم بیت الخلاء میں داخل ہونے لگو تو یہ دعا پڑھو:

بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث

''اللہ کے نام (کی برکت) کے ساتھ میں خبیث مذکر و مؤنث شیاطین سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

تاہم عمری کی اس روایت کے علاوہ کسی اور روایت میں اس دعا کے آغاز میں بسم اللہ کا لفظ شامل نہیں ہے۔[2]

شیخ دیبان تحریر کرتے ہیں اس روایت کی سند میں عبدالعزیز بن صہیب موجود ہیں اور ان سے نو محدثین نے یہ روایت نقل کی ہے لیکن ان تمام راویوں میں سے کسی ایک نے بھی اس دعا کے آغاز میں تسمیہ کا ذکر نہیں کیا' وہ محدثین یہ ہیں:

شعبہ' حماد بن زید' ہشیم بن بشیر' اسماعیل بن علیہ' حماد بن سلمہ' عبدالوارث' زکریا بن یحییٰ' حماد بن واقد اور سعید بن زید۔[3]

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو داخلے کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

بسم اللہ اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث[4]

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو جنات کی نگاہوں اور اولاد آدم کی شرم گاہوں کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے۔[5]

1. عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری 410/3
2. عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (324/1)
3. دیبان' ابوعمر بن محمد' احکام الطہارۃ (39)
4. ابن ابی شیبہ' (11/1)
5. ترمذی' محمد بن عیسیٰ' ''الجامع'' (606)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' ''السنن'' (297)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو دعا نقل کی ہے اس کے مستحب ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ امام نووی تحریر کرتے ہیں اس بارے میں عمارت اور صحرا کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔[1]

یہاں ایک اہم سوال یہ سامنے آتا ہے کہ آیا یہ دعا کسی مخصوص مقام یعنی تعمیر شدہ بیت الخلاء کے ساتھ مخصوص ہے یا کھلے مقام پر بھی یہ دعا پڑھی جائے گی؟

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں یہاں دو سوالات ہیں' کیا یہ دعا مروجہ بیت الخلاء کے لیے مخصوص ہے کیونکہ وہاں شیاطین حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ سنن میں مذکور شدہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہوتا ہے یا اگر کوئی شخص اپنے گھر کے کسی کونے میں (یعنی رہائشی حصے میں) پیشاب کے لیے مخصوص برتن میں پیشاب کرنے لگے تو وہاں بھی یہ دعا پڑھے گا؟ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ جہاں بھی رفع حاجت کا ارادہ ہو یہ دعا پڑھی جائے گی۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اس دعا کو کس وقت پڑھا جائے گا جو لوگ ایسی حالت میں اللہ کے ذکر کو مکروہ قرار دیتے ہیں' ان کے نزدیک مروجہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے گی اور اگر کوئی شخص کسی کھلے مقام پر ہو تو کپڑے اُتارنے سے پہلے یہ دعا پڑھے گا اگر کوئی شخص مخصوص وقت میں دعا پڑھنا بھول جاتا ہے تو بعد میں دل میں یہ دعا پڑھے۔[2]

حافظ ابن حجر نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے' وہ یہ ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

رفع حاجت کے مقام پر شیاطین حاضر ہوتے ہیں اس لیے جب کوئی شخص ایسا کرنے لگے تو وہ یہ دعا پڑھے:

"اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث"[3]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں صرف بیت الخلاء میں داخلے کے وقت کی دعا نقل کی ہے لیکن دیگر محدثین نے بیت الخلاء سے باہر آنے کے وقت کی دعائیں بھی نقل کی ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب رفع حاجت کے بعد باہر تشریف لاتے تو یہ لفظ کہتے:

غفرانك (اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت کا طلب گار ہوں)[4]

چاروں مذاہب کے فقہاء نے بھی اسے مستحب قرار دیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں' قضائے حاجت کے بعد اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا اس لیے ضروری ہے کیونکہ اس

---

۱ نووی' یحیٰی بن شرف' حاشیہ مسلم (71/4)

۲ عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' "فتح الباری" (324/1)

۳ سجستانی' سلیمان بن اشعث' "السنن" (6)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' "السنن" (296)' ابن خزیمہ (69)' مستدرک (187/1)' مصنف ابن ابی شیبہ ((11/1) شیبانی' احمد بن حنبل' "المسند" (373/4)

۴ شیبانی' احمد بن حنبل' "المسند" (155/6)

۵ ردالمحتار (345/1)' نووی' یحیٰی بن شرف' "المجموع" (90/2)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' "المغنی" (110/1)' حاشیۃ الدسوقی (106/1)

دوران انسان اللہ کا ذکر نہیں کر سکا اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان اپنی اس غلطی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں جن کا وہ صحیح طور پر شکر ادا نہیں کر سکا جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے کھانے کے لیے مختلف نعمتیں عطا کی ہیں پھر جب انسان نے انہیں کھالیا تو صحیح طور پر ہضم ہو گئیں اس کے نتیجے میں اس کے بدن کو طاقت اور قوت حاصل ہوئی (ملخص)[1]

بعض روایات میں قضائے حاجت کے بعد "الحمد" پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

الحمدلله الذی اذهب عنی الاذی وعافانی ۔

"اللہ کی ذات تمام تر تعریفوں کی مستحق ہے جس نے مجھ سے غلاظت دور کی اور مجھے عافیت عطا کی۔"[2]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہیں کہ جب وہ قضائے حاجت سے واپس آتے تو یہی دعا پڑھتے۔[3]

اسی طرح کی روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی منقول ہے جبکہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول روایت میں "اذھب" کی بجائے "اماط" کا لفظ موجود ہے۔[4]

بَابُ ۱۰۵: وَضْعِ الْمَآءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

رفع حاجت کے وقت پانی استعمال کرنا

143- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا قَالَ مَنْ وَّضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جانے لگے' میں نے وہاں پانی رکھ دیا بعد میں آپ نے دریافت کیا' یہ کس نے رکھا تھا؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی: "اے اللہ! اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر۔"

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ رفع حاجت کے وقت پانی کا استعمال سنت سے ثابت ہے۔

[1] نووی' یحییٰ بن شرف' "المجموع" (90/2)

[2] قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' "السنن" (301)

[3] ابن ابی شیبہ (12/1)

[4] مصنف ابن ابی شیبہ (12/1)

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔ جس کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ الفاظ موجود ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: (1) مشائخ کی خدمت کرنا سنت سے ثابت ہے۔ (2) کم سن بچوں کو مشائخ کی خدمت کی تربیت دینی چاہیے۔ (3) مشائخ کو خدمت گاروں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اوران کے لیے دعائے خیر کرنی چاہیے۔ (4) طالب علم و مرید کے لیے بہترین دعا یہ ہے کہ اسے دین کی سمجھ بوجھ حاصل ہو۔ (5) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دینی معاملات میں جو سمجھ بوجھ حاصل تھی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا نتیجہ ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابٌ ۱۰۶: لَا تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اِلَّا عِنْدَ الْبِنَاءِ جِدَارٍ اَوْ نَحْوِهٖ

اگر دیوار یا عمارت وغیرہ کی آڑ نہ ہو تو رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے۔

•••——•••——•••

144- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ اللَّیْثِیِّ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا یُوَلِّهَا ظَهْرَهٗ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا

حضرت ابوایوب انصاری روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص رفع حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرے بلکہ (مدینہ منورہ کے اعتبار سے) مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرلے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کی وضاحت کی ہے کہ جن احادیث میں بول و براز کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کی ممانعت ہے' ان کا حکم کھلے مقام کے لیے ہے' اگر کوئی شخص کسی عمارت میں موجود ہو تو وہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرسکتا ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے بعد جو حدیث نقل کی ہے' وہ مطلق ہے اور ترجمۃ الباب میں جو حکم ذکر کیا ہے' وہ مقید ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی محمد بن مسلم نے دوسرے تابعی عطاء بن یزید سے نقل کیا ہے۔ روایت کے اگلے دو راوی محمد بن عبدالرحمن اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد آدم بن ابوایاس تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: بول و براز کے وقت قبلہ کی طرف رُخ یا پیٹھ کرنے کا حکم کیا ہے؟

اس بارے میں اہل علم کے سات مختلف اقوال منقول ہیں۔

(1) ایسا کرنا مطلقاً حرام ہے' احناف کا مشہور مذہب یہی ہے۔ فقہاء مالکیہ میں سے شیخ ابن العربی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی اسی بات کے قائل ہیں اور ابن حزم کا بھی یہی مؤقف ہے[1]۔

[1] نورالایضاح (16)' عارضۃ الاحوذی (27/1) مرداوی' علی بن سلیمان' تصحیح الفروع (111/1)' ظاہری' علی بن احمد بن حزم' المحلی (189/1)

(2) ایسا کرنا مطلقاً جائز ہے یہ قول سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ الرائے اور داؤد ظاہری سے منسوب ہے۔1

(3) ایسا کرنا صحرا میں ممنوع ہے اور کسی عمارت میں جائز ہے۔ فقہاء مالکیہ و شوافع اور حنابلہ اسی بات کے قائل ہیں اور اس ترجمۃ الباب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی موقف یہی ہے۔2

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں' جمہور اسی بات کے قائل ہیں۔ امام مالک' شافعی رحمۃ اللہ علیہما اور اسحاق بن راہویہ کا یہی فتویٰ ہے اور یہی قول سب سے زیادہ درست ہے۔3

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایسی کوئی دلیل ذکر نہیں کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کا حکم کھلی فضا کے ساتھ مخصوص ہے تاہم یہ روایت اپنے عموم کے اعتبار سے احناف کے موقف مؤید ہے۔

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو آگے بھی نقل کیا ہے جس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان شامل ہے۔

"جب ہم شام آئے تو وہاں بیت الخلاء قبلہ کی سمت میں بنے ہوئے تھے' ہم نے ان سے انحراف کیا اور اللہ سے مغفرت طلب کی۔"4

صحیح بخاری کی اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنے کی ممانعت والی روایت کا حکم راوی حدیث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی مطلق ہے اس میں عمارت یا کھلی فضا کی کوئی قید نہیں ہے۔ عام فہم سی بات ہے کہ جب کسی مقام پر کھلے عام اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی ہو رہی ہو تو اسے دیکھ کر استغفار ہی پڑھا جائے گا۔ مزید برآں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بیان میں جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے ہمراہی تابعین عظام کا موقف بھی یہی تھا۔

اسی طرح بعض دیگر روایات بھی ہیں جن میں مطلق طور پر رفع حاجت کے دوران قبلہ کی طرف رُخ یا پیٹھ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔5

عقلی اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی امام ابوحنیفہ کا موقف درست تسلیم ہوتا ہے کیونکہ رفع حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرنے کی اصل وجہ قبلہ کی تعظیم و تکریم ہے اور یہ کھلی فضا اور بند عمارت دونوں جگہ یکساں ہوگی اگر آپ بند عمارت میں ایک دیوار کو رکاوٹ قرار دیتے ہیں تو پھر کھلی فضا میں بھی اس کی اجازت دیں کیونکہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان بلند و بالا پہاڑ' گھنے جنگلات' کھلے صحرا اور

---

1 المنتقی شرح الموطا (336/1)

2 شافعی' محمد بن ادریس' "الام" (176/1) 'حلیۃ العلماء (159/1)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' "المغنی" (107/1)' مرداوی' علی بن سلیمان' "الانصاف" (101/1)

3 عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' "فتح الباری" (327/1)

4 بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (394) نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" (264)

5 نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" (265)' ہیثمی' علی بن ابوبکر' "مجمع الزوائد" (206/1)' بزار' احمد بن عمرو بن عبدالخالق' "المسند" (14/1)' مسند احمد (190/4)' دارقطنی' علی بن عمر' "السنن" (57/1)' بیہقی' احمد بن حسین' "شعب الایمان" (111/1)

وسیع سمندر حائل ہوں گے لیکن اگر آپ کھلی فضا میں بھی اس کی اجازت دے دیتے ہیں تو پھر حدیث کی کیا توجیہہ ہوگی؟ اسی لیے شیخ ابن العربی لکھتے ہیں' ان احادیث سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے کہ حرمت کا تعلق قبلہ کے رُخ کے ساتھ ہے (بول وبراز کرنے والے کے مقام کے ساتھ نہیں ہے)[1]

❀—❀❀—❀

بَابٌ ۱۰۷: مَنْ تَبَرَّزَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ

اینٹ پر بیٹھ کر رفع حاجت کرنا

145 - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ نَاسًا يَّقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَّنَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ وَقَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَوْرَاكِهِمْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْاَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْاَرْضِ

حضرت عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے' لوگ کہتے ہیں کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ یا بیت المقدس کی طرف منہ نہیں کرنا چاہیے۔ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا' میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کررہے تھے اور آپ ﷺ کا رُخ بیت المقدس کی طرف تھا (راوی کہتے ہیں' خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ یہ جملہ امام مالک کا ہے یا کسی اور راوی کا ہے) یعنی شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو نماز پڑھتے وقت رانوں کو پہلو سے ملا کے رکھتے ہیں۔
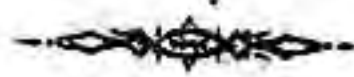
ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ براز کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اینٹوں پر بیٹھ کر کی جائے تاکہ انسان کا جسم نجاست سے محفوظ رہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی محمد بن یحییٰ نے دوسرے تابعی واسع بن حبان سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے علاوہ' اس کے تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث فعلی ہے جس کے آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد کے ساتھ اپنے مکالمے کا ذکر کیا ہے۔

نفس مسئلہ: اس حدیث کے ذریعے فقہاء شوافع ومالکیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ عمارت میں رفع حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے اور جب منہ کرنا جائز ہوگا تو یقینی طور پر پیٹھ کرنا بھی جائز ہوگا۔

یہ حدیث فعلی ہے اس کا بیشتر حصہ قول صحابی پر مشتمل ہے' سائل نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ پوچھا تھا کہ رفع حاجت کے دوران قبلہ کی طرف رُخ یا پیٹھ کرنے کے بارے میں لوگوں کی آراء مختلف ہیں یہاں لوگوں سے مراد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اس

---

1 (عارضۃ الاحوذی (27/1))

کے جواب میں حضرت ابن عمر ؓ نے حدیث فعلی نقل کی ہے جس میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے رفع حاجت کرنے کا ذکر موجود ہے۔

لیکن احناف اس بات کے قائل ہیں کہ حدیث قولی کو حدیث فعلی پر ترجیح دی جائے گی۔ نیز حدیث قولی نقل کرنے والے صحابی نے اس حدیث کا وہی مفہوم مراد لیا ہے جو احناف کا موقف ہے پھر احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس معاملے میں احناف کے موقف پر فتویٰ دیا جائے۔

روایت کے آخر میں حضرت ابن عمر ؓ کا یہ کہنا کہ تم شاید ان لوگوں میں سے ہو جو سجدے کے دوران رانوں کو پیٹ سے ملا لیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عورتوں کی طرح سمٹ کر سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر ؓ اس کے ذریعے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح سمٹ کر سجدہ کرنے والے سجدے کے مسنون طریقے سے واقف نہیں ہیں اسی طرح رفع حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ کرنے کو ممنوع قرار دینے والے بھی سنت سے واقف نہیں ہیں۔
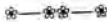
بَابُ ۱۰۸ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَى الْبَرَازِ
خواتین کا رفع حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلنا

146- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ اِذَا تَبَرَّزْنَ اِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيْدٌ اَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَآئَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِيْ عِشَآءً وَّكَانَتِ امْرَاَةً طَوِيْلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ اَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰى اَنْ يُّنْزَلَ الْحِجَابُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ازواج رات کے وقت رفع حاجت کے لیے "مناصع" جایا کرتی تھیں جو ایک کشادہ ٹیلہ ہے۔ حضرت عمر' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بار بار درخواست کرتے اپنی ازواج کو گھر میں رہنے کی ہدایت کیجیے لیکن نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ ایک رات نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت سودہ بنت زمعہ باہر نکلیں' وہ طویل القامت خاتون تھیں تو حضرت عمر نے انہیں آواز دی' اے سودہ! ہم تمہیں پہچان گئے۔ حضرت عمر کا مقصد یہ تھا کہ حجاب کا حکم نازل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم نازل کر دیا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ رفع حاجت کے لیے (گاؤں وغیرہ میں جہاں بیت الخلاء بنانے کا رواج نہ ہو) عورتیں گھر سے باہر نکل سکتی ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے اس روایت کے تین راوی "مصری" اور تین راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اس میں نبی اکرم ﷺ کے طرزِ عمل کا ذکر ہے کہ آپ نے حضرت عمر کے مشورے کو قبول نہیں کیا۔ ویسے یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دو سندیں نقل کی ہیں جن میں سے ایک دوسری سے عالی ہے۔

نفس مسئلہ: عورتوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ حتیٰ الوسع گھر سے باہر نہ نکلیں تاہم ضرورت کے تحت وہ گھر سے باہر نکل سکتی ہیں۔ یہ ضرورت دینی بھی ہوسکتی ہے اور اس کا تعلق دنیا کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

استنباط احکام ومسائل: اس حدیث کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کے مطابق حکم نازل کیا (جوازل میں اسی مخصوص موقع کے لیے مخصوص کیا گیا تھا)

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں، کرمانی نے تحریر کیا ہے کہ یہ حکم ان تین احکام میں سے ایک ہے جس میں قرآن کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق نازل ہوا۔ میں (عینی) یہ کہتا ہوں کہ یہ ان احکام میں سے ایک ہے جن میں قرآن کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق نازل ہوا اور وہ مقامات درج ذیل ہیں:

(1) التحریم:5 (2) البقرہ:125 (3) اسیرانِ بدر (4) منافقین کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا (5) المومنون:14 (6) حرمتِ خمر (7) البقرہ:98

ان آیات کا ذکر علامہ سیوطی نے کیا ہے جبکہ شیخ ابن العربی تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تلاوت اور معنی (یعنی آیت کے الفاظ اور ان کا حکم) کے اعتبار سے گیارہ مقامات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق حکم نازل کیا ہے جبکہ امام ترمذی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"جب کسی مسئلے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے دوسرے لوگوں سے مختلف ہوئی تو قرآن کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوا۔"[1]

•••——•••——•••

147 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ فِيْ حَاجَتِكُنَّ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِى الْبَرَازَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے خواتین) تمہیں اپنی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت مل گئی ہے (اس روایت کے راوی) ہشام کہتے ہیں اس سے مراد رفع حاجت ہے۔

عصریات: یہ روایت ترجمۃ الباب:108 سے متعلق ہے اور دونوں کے درمیان مناسبت واضح ہے لیکن یاد رہے کہ یہ حکم ان مقامات کے لیے ہے جہاں گھروں میں بیت الخلاء تعمیر کرنے کا رواج نہیں ہے لیکن ہمارے زمانے میں جن علاقوں میں گھروں میں بیت الخلاء تعمیر کرنے کا رواج نہیں ہے، ان کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اس رواج کو اپنائیں کیونکہ اب لوگوں کو اتنی گنجائش حاصل ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھر کے ایک حصے کو رفع حاجت کے لیے مخصوص کرلیں اس طرح اسلامی تعلیمات پر صحیح طور پر عمل ہوسکے گا۔

[1] عینی، بدرالدین محمود، عمدۃ القاری (432/2)

بَابُ ۱۰۹: التَّبَرُّزِ فِي الْبُيُوْتِ
گھر میں رفع حاجت کرنا

148- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَّاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں' ایک دن میں کسی کام سے سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کر رہے تھے' آپ ﷺ کا رُخ اس وقت شام کی طرف تھا اور آپ کی پشت قبلے کی طرف تھی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ایک واسع بن حبان اور دوسرے محمد بن یحییٰ اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مفہوم یہ ہے کہ رفع حاجت کے لیے گھر کے اندر بھی بیت الخلاء بنائے جا سکتے ہیں۔

149- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ اَنَّ عَمَّهٗ وَاسِعَ بْنَ حَبَّانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو دو اینٹوں پر بیٹھ کر رفع حاجت کرتے ہوئے دیکھا اور ان کا رُخ اس وقت بیت المقدس کی طرف تھا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں بھی دو تابعین موجود ہیں۔واسع بن حبان اور محمد بن یحییٰ۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے بھی نقل کر چکے ہیں تاہم یہاں یہ روایت ترجمۃ الباب: 109 سے متعلق ہے اور دونوں کے درمیان مناسبت واضح ہے۔

نفس مسئلہ: بیت المقدس کی طرف رُخ یا پیٹھ کر کے رفع حاجت کا شرعی حکم کیا ہے؟

بَابُ ۱۱۰: الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَآءِ

پانی سے استنجا کرنا

150- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ مُعَاذٍ وَّاسْمُهُ عَطَاءُ ابْنُ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ اَجِيْءُ اَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا اِدَاوَةٌ مِّنْ مَاءٍ يَعْنِيْ يَسْتَنْجِيْ بِهٖ

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب رفع حاجت کے لیے تشریف لے جانے لگتے تو میں ایک اورلڑکا پانی کا برتن لے آتے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پانی کے ذریعے استنجاء کرنا جائز ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی بصری ہیں۔

نفس مسئلہ: پانی کے ذریعے استنجاء کرنے کا حکم کیا ہے

اختلاف اُمت: جمہور اہلِ علم کے نزدیک پانی کے ذریعے استنجاء کرنا جائز ہے' چاروں مذاہب کے فقہاء اس بات پر متفق ہیں۔[۱]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب ''المصنف'' میں ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے بعض اسلاف اس کو درست نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عمر' حضرت حذیفہ' حضرت اسود' حضرت عبدالرحمٰن بن یزید اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔[۲]

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں' ابن ابی شیبہ نے صحیح اسانید کے ساتھ یہ روایات نقل کی ہیں۔[۳]

لیکن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ ایسا کرنا سنت سے ثابت ہے اس بارے میں ایک دلیل وہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں نقل کیا ہے اسی روایات کو امام مسلم نے بھی نقل کیا ہے۔[۴]

پانی کے ساتھ استنجاء کے جواز سے متعلق احادیث کو درجہ ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔ احمد بن حنبل' ابویعلیٰ' ابن ابی شیبہ' بیہقی وغیرہ۔[۵]

---

۱ مصری' زین بن ابراہیم' ''بحرالرائق'' (254/1)' نووی' یحییٰ بن شرف' ''المجموع'' (117/2)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' ''المغنی'' (101/1)' تنوخی' سحنون بن سعید' ''المدونہ'' (117/1)

۲ ابن ابی شیبہ' ''المصنف'' (142/1)

۳ عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (333/1)

۴ نیشاپوری' مسلم بن حجاج' ''الصحیح'' (271)

۵ شیبانی' احمد بن حنبل' ''المسند'' (95/6)' بیہقی' احمد بن حسین' ''شعب الایمان'' (105/1)' ابن ابی شیبہ (140/1)' الموصلی' ابویعلیٰ احمد بن علی' ''المسند''

بَابُ ۱۱۱: مَنْ حُمِلَ مَعَهُ الْمَآءُ لِطُهُوْرِهٖ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالطَّهُوْرِ وَالْوِسَادِ

طہارت کے لیے پانی ہمراہ لے جانا۔ حضرت ابودرداء نے ایک مرتبہ کہا تھا' کیا تمہارے درمیان (نبی اکرم ﷺ کے) نعلین' وضو کا پانی اور تکیہ اُٹھانے والے بزرگ موجود نہیں ہیں؟

•••——•••——•••

151 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُهٗ اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَّا مَعَنَا اِدَاوَةٌ مِّنْ مَّاءٍ

حضرت انس بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں ایک اورلڑکا ساتھ لے کر آپ کے پیچھے جاتے' ہمارے پاس پانی کا برتن ہوتا تھا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ طہارت کے حصول کے لیے پانی ساتھ لے جانا سنت سے ثابت ہے۔ اگرچہ یہاں حدیث تقریری ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے ذریعے ان لوگوں کے مؤقف کی تردید کرنا چاہتے ہیں جن کے نزدیک پانی کے ساتھ استنجاء کرنا درست نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے بعد جو حدیث نقل کی ہے' وہ حضرت انس ﷛ کے بارے میں ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں حضرت ابودرداء ﷛ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ وہ ''صاحب النعلین والطھور والوسادہ'' ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ خادم خاص جنہیں آپ کے نعلین شریفین' طہارت کا پانی اور تکیہ اُٹھانے کا شرف بکثرت حاصل ہوا ہے۔ حضرت ابودرداء ﷛ کے اس بیان کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طہارت کے دوران اکثر پانی استعمال کیا کرتے تھے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت انس ﷛ کو بکثرت پانی لے جانے کا موقع نہیں ملتا۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀——❀❀——❀
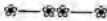
بَابُ ۱۱۲: حَمْلِ الْعَنَزَةِ مَعَ الْمَآءِ فِى الِاسْتِنْجَاءِ

استنجے کے وقت پانی کے ہمراہ نیزہ رکھنا۔

•••——•••——•••

152 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَةً يَسْتَنْجِىْ بِالْمَاءِ تَابَعَهُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ الْعَنَزَةُ عَصًا عَلَيْهِ زُجٌّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں اور

کوئی ایک دوسرا لڑکا آپ ﷺ کے پیچھے جاتے' ہمارے پاس پانی اور نیزہ ہوتا تاکہ آپ ﷺ پانی کے ذریعے استنجا کرلیں۔ شعبہ کہتے ہیں عنزہ ایسے عصا کو کہتے ہیں جس کے سرے پر لوہے کا پھل لگا ہوا ہو۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب اور سابقہ ترجمۃ الباب' اس حدیث اور سابقہ حدیث کے درمیان فرق ہے یہ کہ وہاں صرف پانی لے جانے کا ذکر تھا اور یہاں پانی کے ساتھ نیزہ لے جانے کا ذکر ہے۔

حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں' ہوسکتا ہے کہ نیزے کو روکنے کے نشان کے طور پر گاڑھ دیا جاتا ہوتا کہ کوئی شخص غلطی سے پاس نہ آ جائے' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نیزہ سخت زمین کو کھودنے کے لیے استعمال ہوتا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ نیزہ جانوروں وغیرہ کو دور رکھنے کے لیے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ نیزہ سترہ کے لیے ہو کیونکہ آپ نے استنجاء کے بعد وضو کرنا ہوتا تھا اور وضو کے بعد آپ نوافل بھی ادا کیا کرتے تھے اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی آزاد انسان سے خدمت لی جاسکتی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی عالم کی خدمت کرنا طالب علم کے لیے فضیلت کا باعث ہے کیونکہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اسی وجہ سے تعریف کی ہے[1]

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ امام بخاری نے یہاں اس کی تین سندیں نقل کی ہیں۔
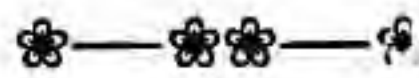
بَابُ ۱۱۳ النَّهْيِ عَنِ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے

15 - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ

حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''کوئی بھی شخص پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہ لے' دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ کو نہ چھوئے اور دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی حدیث میں شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ پونچھنے کا ذکر ہے اسی کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمۃ الباب قائم کیا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک عبداللہ بن ابوقتادہ اور دوسرے یحییٰ بن ابوکثیر۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: آدابِ طہارت کی تعلیم اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

---

[1] عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (335/1)

نفسِ مسئلہ: اصل مسئلہ یہ ہے کہ شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونا مطلقاً منع ہے؟ یا یہ ممانعت صرف استنجاء کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے؟ اگر یہ ممانعت استنجاء کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے تو اس کا حکم کیا ہے؟ حرام یا مکروہ؟

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ منقول ہے کہ شرم گاہ کو چھونا مطلقاً ممنوع ہے۔[1]

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ ممانعت استنجاء کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے یعنی دائیں ہاتھ کے ذریعے پتھر استعمال کرنا' شرم گاہ کو دھونا منع ہے۔[2]

احناف میں سے ابن نجیم اسے حرام قرار دیتے ہیں۔[3]

قاضی شوکانی اور داؤد ظاہری بھی اسے حرام قرار دیتے ہیں لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک عورت پیشاب کرنے کے دوران دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ کو چھو سکتی ہے۔[4]

❀—❀❀—❀
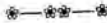
بَابٌ ١١٤: لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ إِذَا بَالَ

پیشاب کرتے وقت دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو نہ پکڑے

154- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ

حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''کوئی شخص پیشاب کرتے وقت دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ کو نہ پکڑے' دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس نہ لے''۔

ترجمۃ الباب: یہ ترجمۃ الباب سابقہ ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتا ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ سابقہ ترجمۃ الباب میں دائیں ہاتھ سے نجاست کے مخصوص مقام کو صاف کرنے کی ممانعت ذکر کی گئی اور یہاں عضو مخصوص کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے سے منع کیا گیا ہے اس موضوع پر فقہاء کے اقوال ہم سابقہ حدیث کی شرح میں نقل کر چکے ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک عبداللہ بن ابوقتادہ اور دوسرے یحییٰ بن ابوکثیر۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قوی ہے۔
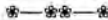
❀—❀❀—❀

[1] مقدسی' محمد بن مفلح' ''الفروع'' (124/1)

[2] العنایہ (216/1)' الفتاوی الہندیہ (50/1)' القوانین الفقہیہ (29)' نووی' یحییٰ بن شرف' ''المجموع'' (125/2)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' ''المغنی'' (103/1)' المحرر (10/1)

[3] مصری' زین بن ابراہیم' ''بحر الرائق'' (255/1)

[4] ظاہری' علی بن احمد بن حزم' المحلی 318/1' نیل الاوطار 106/1

بَابُ ۱۱۵: الِاسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ
پتھروں سے استنجا کرنا

•••——•••——•••

155 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِىْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا اَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَاْتِنِىْ بِعَظْمٍ وَّلَا رَوْثٍ فَاَتَيْتُهُ بِاَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِىْ فَوَضَعْتُهَا اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضٰى اَتْبَعَهُ بِهِنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے جانے لگے تو میں آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے نزدیک ہوگیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا' مجھے پتھر ڈھونڈ کر دو تا کہ میں انہیں استعمال کروں۔ ہڈی یا گوبر نہیں لانا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) میں نے اپنی چادر کے کنارے میں کچھ پتھر لا کر آپ ﷺ کے پاس رکھ دیئے اور خود دُور ہٹ گیا۔ آپ ﷺ نے رفع حاجت کے بعد انہیں استعمال کیا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پتھر کے ذریعے استنجاء کرنا سنت سے ثابت ہے۔

نفس مسئلہ: استنجاء کے دوران صرف پتھر پر اکتفاء کرنا کیسا ہے؟

اختلافِ اُمت: جمہور علماء کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔[1]

جبکہ بعض فقہاء نے یہ شرط عائد کی ہے کہ جس شخص کے لیے پانی کے ذریعے استنجاء کرنا ممکن ہو اس کے لیے صرف پتھر پر اکتفاء کر لینا جائز نہیں ہے۔

❀——❀❀——❀
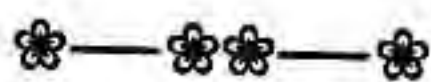
بَابُ ۱۱۶: لَا يُسْتَنْجٰى بِرَوْثٍ
گوبر سے استنجا نہیں کر سکتے

•••——•••——•••

156 - حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ لَيْسَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ذَكَرَهٗ وَلٰكِنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَتَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰتِيَهٗ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْهُ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ

[1] مصری' زین بن ابراہیم' "بحر الرائق" (253/1)' شافعی' محمد بن ادریس' "الام" (22/1)' زرقانی' محمد بن عبد الباقی' "شرح الزرقانی" (93/1)' مقدسی' محمد بن مفلح' "الفروع" (89/1)

هٰذَا رِكْسٌ وَّقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے جانے لگے تو آپ نے مجھے حکم دیا' مجھے تین پتھر لاکر دو! (حضرت عبداللہ کہتے ہیں) مجھے دو پتھر تو مل گئے مگر تیسرا انہیں ملا تو میں نے گوبر کا ایک ٹکڑا لیا اور دونوں پتھروں سمیت آپ کے سامنے لاکر رکھ دیا تو آپ نے اسے پھینکتے ہوئے فرمایا' یہ ناپاک ہے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ''روث'' کے ذریعے استنجاء کرنا درست نہیں ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ایک حضرت اسود بن یزید نخعی اور دوسرے ان کے صاحب زادے عبدالرحمٰن بن اسود اس روایت کے تمام راوی کوفہ میں اقامت پذیر رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

نفس مسئلہ: استنجاء کے دوران''روث''استعمال کرنا کیسا ہے؟

اختلاف اُمت: ہڈی اور روث کے ذریعے استنجاء کرنا شوافع' حنابلہ اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک درست نہیں ہے۔[1]

فقہاء مالکیہ میں''اشہب''کے نزدیک ہڈی اور روث دونوں کے ساتھ استنجاء کیا جاسکتا ہے۔[2]

فقہاء احناف اور مالکیہ کے نزدیک ان دونوں سے استنجاء کرنا تو نہیں چاہیے لیکن اگر کرلیں تو استنجاء ہو جائے گا۔[3]

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیشتر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے روث اور ہڈی کے ذریعے استنجاء کرنے سے منع کیا ہے۔[4]

ان احادیث کی روشنی میں احناف بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ ہڈی یا روث کے ذریعے استنجاء نہیں کیا جائے گا لیکن اگر کوئی ایسا کرلے تو اس کا استنجاء ہو جائے گا کیونکہ ہڈی اور روث اگرچہ نجس ہیں لیکن ان کی نجاست انسان کے جسم تک منتقل نہیں ہوتی۔
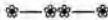
❀—❀❀—❀

[1] شیرازی' ابراہیم بن علی بن یوسف''المہذب''(28/1)' حلیۃ العلماء (65/1)' مقدسی' محمد بن مفلح''الفروع''(92/1)' ظاہری' علی بن احمد بن حزم' المحلی (110/1)

[2] نیشاپوری' عبداللہ بن علی''المنتقی''

[3] الجوہرۃ النیرۃ (40/1)' حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح (29)

[4] نیشاپوری' مسلم بن حجاج''الصحیح''(262)' بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (3860)' شیبانی' احمد بن حنبل''المسند''(250/2)' سجستانی' سلیمان بن اشعث''السنن''(136)' بیہقی' احمد بن حسین''شعب الایمان''(101/1)' بزار' احمد بن عمرو بن عبدالخالق''المسند''(2317)' طبرانی کبیر (491)' صنعانی' عبدالرزاق بن ہمام''المصنف''(15920)' دارمی' عبداللہ بن عبدالرحمٰن''السنن''(664)' نیشاپوری' محمد بن عبداللہ حاکم''المستدرک''(412/3)

بَابُ ۱۱۷: الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً

وضو کے دوران ہر عضو کو ایک مرتبہ دھونا

•••——•••——•••

157- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وضو کے دوران ہر عضو کو ایک مرتبہ دھونا فرض ہے اور اس بات پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابُ ۱۱۸: الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

وضو کے دوران ہر عضو کو دو مرتبہ دھونا

•••——•••——•••

158- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کے دوران ہر عضو کو دو مرتبہ دھویا۔

ترجمۃ الباب: اس روایت کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وضو کے دوران ہر عضو کو دو مرتبہ دھونا بھی سنت سے ثابت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک عباد بن تمیم اور دوسرے عبداللہ بن ابوبکر

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابُ ۱۱۹: الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

وضو کے دوران ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا

•••——•••——•••

159- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْاُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اَخْبَرَهُ اَنَّ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِاِنَاءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْاِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ

ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلٰكِنْ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ عَنْ حُمْرَانَ فَلَمَّا تَوَضَّاَ عُثْمَانُ قَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا اٰيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَوَضَّاُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّی الصَّلٰوةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا قَالَ عُرْوَةُ الْاٰيَةُ (اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کا برتن منگوایا اور تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے کے بعد اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا اور کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دونوں بازو دونوں کہنیوں تک تین تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک تین تین مرتبہ دھویا پھر فرمایا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص اس طرح وضو کرنے کے بعد دو نوافل اس طرح ادا کرے کہ اس کے خیالات منتشر نہ ہوں تو اس شخص کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت عثمان وضو کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا' میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں اگر ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں یہ حدیث نہ سناتا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرنے کے بعد نماز ادا کرے تو اس نماز اور اگلی نماز کے درمیان والے اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے مراد یہ آیت ہے
"بے شک جو لوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کی ہے۔"

ترجمۃ الباب: اس حدیث کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وضو کے دوران ہر عضو تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین تابعین موجود ہیں' حمران بن ابان' عطاء بن یزید اور ابن شہاب زہری

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث فعلی بھی ہے اور اس کا ایک حصہ حدیث قولی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں' جن میں سے ایک دوسری سے عالی ہے۔ حدیث کا ایک حصہ قول صحابی یعنی حضرت عثمان کے بیان پر مشتمل ہے۔ حدیث کے آخر میں حضرت عروہ کا تشریحی بیان موجود ہے۔

نفس مسئلہ: صاحب ہدایہ لکھتے ہیں' وضو میں دھوئے جانے والے اعضاء کو تین مرتبہ تک دھونا (سنت ہے) کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اوقات (وضو کے دوران ان اعضاء کو) ایک ایک مرتبہ دھویا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ وہ وضو ہے جس کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نماز قبول کرتا ہے۔ بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (وضو کے دوران ان اعضاء کو) دو دو مرتبہ دھویا ارشاد فرمایا اس طرح وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ دُگنا اجر عطا کرتا ہے اور بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعضاء وضو' تین تین مرتبہ دھویا اور پھر یہ ارشاد فرمایا: یہ میرا اور اس سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء کا (طریقہ) وضو ہے جو شخص اس سے زیادہ (مرتبہ) وضو کرے گا (یعنی ایک ہی وضو کے دوران ان اعضاء کو تین سے زیادہ مرتبہ دھوئے گا) تو وہ ظلم و زیادتی کا مرتکب ہوگا تاہم یہ

وعید اس شخص کے لیے ہے جو تین سے زیادہ مرتبہ وضو کرنے کو سنت سمجھے۔[۱]

ابن ہمام لکھتے ہیں' صاحب ہدایہ نے تین مرتبہ دھونے کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ وضو کے دوران سر کے مسح میں تکرار نہیں ہوگی۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک پہلی مرتبہ دھونا فرض' دوسری مرتبہ سنت ہے جبکہ تیسری مرتبہ تکمیل کے لیے ہے۔ بعض نے (پہلی مرتبہ کو فرض) اور دوسری و تیسری مرتبہ کو سنت قرار دیا ہے جبکہ بعض نے (پہلی مرتبہ کو فرض) دوسری کو سنت اور تیسری مرتبہ دھونے کو نفل قرار دیا ہے۔ شیخ ابوبکر اسکاف فرماتے ہیں' تینوں مرتبہ دھونا فرض ہے اور اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے طویل قیام یا رکوع کر لیا جائے۔ (تو وہی رکوع و قیام فرض ہوں گے)[۲]

ابن ہمام مزید لکھتے ہیں (صاحب ہدایہ نے جو تیسری حدیث نقل کی ہے) وہ ان الفاظ میں منقول نہیں ہے تاہم اس مفہوم کو کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے جیسا کہ دار قطنی نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس کی سند میں مسیب بن واضح نامی راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابن ماجہ نے اسے حضرت ابی بن کعب کے حوالے سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں زید نامی راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دار قطنی نے اس روایت کو ایک اور سند کے ہمراہ حضرت زید بن ثابت سے نقل کیا ہے اور اس کی سند میں علی بن حسن نامی راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بہر حال حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دونوں بازو تین' تین مرتبہ دھوئے پھر سر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلی کو کان میں ڈال کر (کان کے اندر کا) اور انگوٹھے کے ذریعے کان کے باہر والے حصے کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں تین' تین مرتبہ دھوئے اور پھر ارشاد فرمایا' یہ ہے وضو کا طریقہ جو شخص اس میں اضافہ کرے گا یا کمی کرے گا' وہ غلط کرے گا۔''[۴]

ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں' وہ ظلم و زیادتی کرے گا' نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں' وہ غلط' ظلم اور زیادتی کرے گا۔

محدثین نے اس روایت کے الفاظ نقل کرنے میں اختلاف کیا ہے اور محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دینے میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے اس لیے مصنف (صاحب ہدایہ) رحمتہ اللہ علیہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منقول تمام الفاظ کو معنوی اعتبار سے آپ کی طرف منسوب کر کے یہاں نقل کر دیا ہے یہاں مصنف پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ انہوں نے اس روایت کو کسی ایک صحابی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے۔[۵]

❀—❀❀—❀
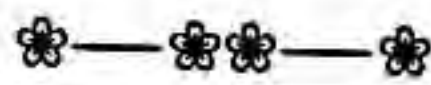
۱ فرغانی' علی بن ابوبکر' ''الہدایۃ'' (22)

۲ سیواسی' کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام' ''فتح القدیر'' (31/1)

۳ دار قطنی' علی بن عمر' ''السنن'' (80/1)

۴ بجستانی' سلیمان بن اشعث' ''السنن'' (135)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' ''السنن'' (422)' نسائی' احمد بن شعیب' ''السنن'' (88/1)' شیبانی' احمد بن حنبل' ''المسند'' (180/2)' بیہقی' احمد بن حسین' ''شعب الایمان'' (80/1)

۵ سیواسی' کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام' ''فتح القدیر'' (32/1)

بَابُ ۱۲۰: الِاسْتِنْثَارِ فِي الْوُضُوءِ ذَكَرَهُ عُثْمَانُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وضو کے دوران ناک میں پانی ڈالنا اس بارے میں حضرت عثمان' حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت ابن عباس نے احادیث نقل کی ہیں

*** ——— *** ——— ***

160- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' وضو کرنے والے شخص کو چاہیے کہ وہ ناک میں پانی ڈالے اور ڈھیلے استعمال کرنے والے شخص کو طاق تعداد میں ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بات ثابت کر کے کہتے ہیں کہ وضو کے دوران ناک صاف کرنا سنت سے ثابت ہے اور اس بارے میں حضرت عثمان غنی' حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زید کی حدیث کو امام بخاری' مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔[1]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کو امام بخاری' مسلم' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی اور احمد نے روایت کیا ہے۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔[3]

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک عائذ اللہ بن عبداللہ خولانی اور دوسرے ابن شہاب زہری۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ اور یہ حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: ناک میں پانی ڈالنے کا حکم کیا ہے؟

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں (اس روایت میں ناک صاف کرنے کے لیے استعمال ہونے والا لفظ فلیستنثر عربی گرائمر کے اعتبار سے فعل امر کا صیغہ ہے) اور امر عام طور پر وجوب پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اس حدیث میں کیونکہ امر کا صیغہ موجود ہے اس لیے اس کے ذریعے ان لوگوں کے موقف کی تائید ہو جاتی ہے جن کے نزدیک وضو میں ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے' ان میں امام احمد' اسحاق' ابی عبید' ابوثور اور ابن منذر شامل ہیں۔ "المغنی" کے مصنف کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تمام حضرات اسی موقف کے قائل ہیں۔ ابن بطال نے بھی تصریح کی ہے کہ بعض حضرات (وضو کے دوران) ناک میں پانی ڈالنے کو واجب قرار دیتے ہیں اور اسی قول کے ذریعے ان لوگوں کے

[1] بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (191) نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" (235) بجستانی' سلیمان بن اشعث' "السنن" (118) ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" (28) نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" (71/1) قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' "السنن" (405) دارمی' عبداللہ بن عبدالرحمٰن' "السنن" 698

[2] بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (159) نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" (226) بجستانی' سلیمان بن اشعث' "السنن" (106) نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" (64/1) دارمی' عبداللہ بن عبدالرحمٰن' "السنن" (697) احمد (84/1)

[3] بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (140)

موقف کی تردید ہو جاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ (وضو کے دوران) ناک میں پانی ڈالنے کا عدم وجوب پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔
جمہور (جو وضو کے دوران ناک میں پانی ڈالنے کو مستحب قرار دیتے ہیں) اس بات کے قائل ہیں کہ یہاں امر کا صیغہ کے اثبات کے لیے ہے۔[1]

❀—❀❀—❀
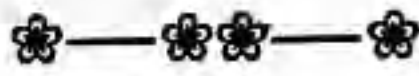
بَابُ ۱۲۱: اَلِاسْتِجْمَارُ وِتْرًا

طاق تعداد میں ڈھیلے استعمال کرنا

•••——•••——•••

161 - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِىْ اَنْفِهِ مَآءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلْيَغْسِلْ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهَا فِىْ وَضُوْئِهٖ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِىْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص وضو کرے تو اسے چاہیے کہ ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرلے اور ڈھیلے استعمال کرنے والا طاق تعداد میں ڈھیلے استعمال کرے اور جب کوئی شخص سو کر اٹھے تو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے (برتن کو ہلا کر) ہاتھ دھو لے کیونکہ اسے تو نہیں پتہ کہ اس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا ہے۔

ترجمۃ الباب: اس حدیث کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ استنجاء کے بعد طاق تعداد میں پتھر استعمال کرنا سنت ہے اگرچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے بعد جو حدیث ذکر کی ہے اس میں دیگر احکام بھی منقول ہیں لیکن امام بخاری نے انہیں دوسرے مقامات پر دیگر تراجم ابواب کے ضمن میں نقل کیا ہے یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے صرف ایک حکم کا اثبات کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ استنجاء کے دوران پتھر استعمال کرتے وقت انہیں طاق تعداد میں استعمال کیا جائے گا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی عبداللہ بن زکوان نے دوسرے تابعی عبدالرحمٰن بن ہرمز سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: استنجاء میں ڈھیلوں کی مخصوص تعداد کا شرعی حکم کیا ہے؟

اختلافِ اُمت: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک استنجاء میں پتھروں کی تعداد مخصوص کرنا ضروری نہیں ہے اگر تین پتھروں سے کم تعداد میں پتھر کے ذریعے صفائی حاصل کی جاسکتی ہے تو ایسا کرنا سنت ہوگا۔[2]
امام احمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اگر تین پتھروں کے استعمال سے پہلے ہی صفائی حاصل ہو بھی جائے تو کم از کم تین

---

1. عسقلانی، احمد بن علی بن حجر "فتح الباری" (348/1)
2. فرغانی، علی بن ابوبکر، "الھدایۃ" (14/1)، الکاسانی، علاؤ الدین "بدائع الصنائع" (19/1)، عیون المجالس (131/1)

پتھر استعمال کرنا ضروری ہے اور اس سے کم پر اکتفاء کرنا درست نہیں ہے۔[1]

امام ابوجعفر طحاوی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص (استنجاء میں) پتھر استعمال کرے' وہ طاق تعداد میں کرے۔''

اس کے بعد امام طحاوی نے اس روایت کی مختلف اسناد نقل کی ہیں پھر آپ لکھتے ہیں' اہلِ علم کے ایک گروہ کے نزدیک (استنجاء میں) تین سے کم پتھر استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ ان حضرات نے اپنے مؤقف کی تائید میں ان احادیث سے استدلال کیا ہے' جنہیں ہم نے سابقہ سطور میں نقل کیا ہے اس کے برعکس اہلِ علم کا ایک اور گروہ اس بات کا قائل ہے کہ جتنے بھی پتھروں کے استعمال کے ذریعے نجاست دُور ہو' اتنے پتھروں کا استعمال ضروری ہے خواہ ان کی تعداد تین سے کم ہو یا زیادہ' وہ طاق تعداد میں ہوں یا جفت تعداد میں ہوں۔ سابقہ روایات کی وہ یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ یہ حکم استحباب کے لیے ہے' یہ مقصد نہیں ہوگا کہ اس سے کم تعداد میں پتھر استعمال کرنے سے طہارت حاصل ہوتی ہی نہیں ہے۔

جب ہم نے تحقیق کی تو اس مؤقف کی تائید میں درج ذیل دلائل ہمارے سامنے آئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص سرمہ لگانا چاہتا ہو' وہ طاق تعداد میں لگائے (یعنی طاق تعداد میں آنکھوں میں سلائی پھیرے) جو ایسا کرے گا اس کا یہ عمل بہتر ہوگا اور جو نہیں کرے گا تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے اور جو شخص پتھر استعمال کرنا چاہتا ہو' وہ طاق تعداد میں استعمال کرے جو ایسا کرے گا اس کا یہ عمل بہتر ہوگا۔ (الی آخرہ)

۔ اسی طرح ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص (استنجاء کے دوران) پتھر استعمال کرنا چاہتا ہو' وہ طاق تعداد میں استعمال کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو بہتر ہے لیکن نہیں بھی کرتا تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رفع حاجت کے لیے تشریف لے جانے لگے تو مجھے ہدایت کی' مجھے تین پتھر لا دو' میں نے پتھر تلاش کیے تو مجھے دو پتھر اور ایک روث ملی (وہ آپ کی خدمت میں پیش کیے) تو آپ نے روث کو پرے پھینکتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یہ ناپاک ہے'' اور پتھر قبول کر لیے۔[2]

امام طحاوی لکھتے ہیں' یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے ایسے مقام پر تشریف لے گئے تھے جہاں پتھر دستیاب نہیں تھے اسی لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن مسعود کو پتھر لانے کی ہدایت کی اگر وہاں پہلے سے پتھر موجود ہوتے تو اس ہدایت کی ضرورت نہ تھی پھر حضرت ابن مسعود نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو پتھر پیش کیے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قبول کر لیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

---

[1] نووی' یحییٰ بن شرف'' روضۃ الطالبین'' (69/1)' شربینی' محمد الخطیب'' مغنی المحتاج'' (45/1)' مرداوی' علی بن سلیمان'' الانصاف'' (112/1)

[2] بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (156)

وسلم نے اس وقت صرف دو پتھر استعمال کیے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تین سے کم پتھر استعمال کرنا ہی کافی ہے کیونکہ اگر یہ کافی نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابن مسعود کو مزید پتھر تلاش کرنے کا حکم دیتے۔

اگر عقلی حوالے سے اس مسئلے کا جائزہ لیا جائے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بول و براز کو ایک مرتبہ پانی سے دھونے سے نجاست زائل ہو جائے تو ایک مرتبہ دھونا ہی کافی ہے لیکن اگر (ایک مرتبہ دھونے سے) اس کا رنگ یا بو زائل نہ ہو تو دوسری مرتبہ دھویا جائے گا۔ (مختصر یہ کہ) اصل مقصد نجاست کے اثر کو زائل کرنا ہے جو کسی بھی مقدار کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے اس لیے قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ پتھر کے ذریعے استنجاء کی صورت میں کسی مخصوص تعداد کو متعین نہ کیا۔[1]

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۲۲: غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ

(وضو کے دوران) دونوں پاؤں دھوئے جائیں گے ان پر مسح نہیں کیا جائے گا۔

•••—•••—•••

162- حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِى بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِىْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقْنَا الْعَصْرَ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّاُ وَنَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران نبی اکرم ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے تھے جب آپ ﷺ ہم سے ملے تو نماز کا وقت کم رہ گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے جلدی میں ہم نے پاؤں پر مسح کیا تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ فرمایا "جہنمی ایڑھیاں برباد ہوں۔"

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی جعفر بن ایاس نے دوسرے تابعی یوسف بن ماہک سے نقل کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۲۳: الْمَضْمَضَةِ فِى الْوُضُوْءِ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وضو کے دوران کلی کرنا (سنت ہے) حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن زید نے اس بارے میں احادیث نقل کی ہیں۔

•••—•••—•••

163- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّهٗ رَاٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ اِنَائِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِى الْوَضُوْءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَّيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ

[1] طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، شرح المعانی الآثار (34/1)

غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا وَقَالَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کا برتن منگوایا اور تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے کے بعد اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا اور کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک تین تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک تین تین مرتبہ دھویا پھر فرمایا' جیسے میں نے یہ وضو کیا ہے میں نے نبی اکرم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے پھر آپ نے فرمایا: جو شخص اس طرح وضو کرے اور پھر دو رکعت یوں ادا کرے کہ ان میں اس کے خیالات منتشر نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین راوی' تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ حمران بن آبان' عطا بن یزید اور ابن شہاب زہری۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی وحدیث فعلی کا مجموعہ ہے۔

بَابُ ۱۲۴: غَسْلِ الْاَعْقَابِ وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ اِذَا تَوَضَّأَ

(وضو کے دوران) ایڑھیاں دھونا حضرت ابن سیرین وضو کے دوران انگوٹھی والی جگہ کو بھی دھویا کرتے تھے۔

164 - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّئُوْنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ قَالَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

محمد بن زیاد کہتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس سے گزرے' ہم لوگ اس وقت وضو کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا' اچھی طرح وضو کرو کیونکہ میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بعض ایڑھیوں کو جہنم کا عذاب ہوگا۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ درحقیقت قول صحابی ہے' جس میں نبی اکرم ﷺ کے ایک فرمان کا ذکر موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی عراق کے مختلف شہروں سے تعلق رکھتے ہیں۔

بَابُ ۱۲۵: غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ

جس شخص نے جوتے پہنے ہوں' وہ (وضو کے دوران) دونوں پاؤں دھوئے گا' وہ جوتوں پر مسح نہیں کرسکتا

165 - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَّيَتَوَضَّاُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ

حضرت عبید بن جریج نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا' اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے آپ کو چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جو آپ کے دوسرے ساتھی نہیں کرتے ہیں۔ وہ بولے اے ابن جریج! وہ کیا کام ہیں؟ تو ابن جریج بولے' میں نے دیکھا ہے آپ (طواف کے دوران) صرف دائیں سمت والے دو ارکان (رکنِ یمانی اور حجرِ اسود) کو چھوتے ہیں۔ آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں' میں نے دیکھا ہے کہ آپ زرد خضاب استعمال کرتے ہیں اور میں نے یہ بات بھی نوٹ کی ہے کہ جب آپ مکہ میں مقیم ہوں تو آپ ترویہ کے دن احرام باندھتے ہیں حالانکہ مکہ والے ذوالحج کا چاند دیکھنے کے ساتھ ہی احرام باندھ لیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا جہاں تک دو ارکان کو چھونے کا تعلق ہے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو صرف انہی دونوں ارکان کو چھوتے ہوئے دیکھا ہے جہاں تک سبتی جوتوں کا تعلق ہے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو چمڑے کے ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا ہے جن پر بال نہیں ہوتے' آپ ﷺ انہی میں وضو بھی کر لیتے تھے اس لیے میں ایسے جوتے پہننے کو پسند کرتا ہوں جہاں تک زرد خضاب کا تعلق ہے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسے لگاتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے میں بھی اسے لگانا پسند کرتا ہوں جہاں تک احرام باندھنے کا تعلق ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس وقت احرام باندھا کرتے تھے جب آپ ﷺ کی اونٹنی کھڑی ہو جاتی تھی۔

ترجمۃ الباب: علامہ عینی لکھتے ہیں' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ جوتوں پر مسح نہیں کیا جائے گا اس کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان روایات کی تردید کرنا چاہتے ہیں جن کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ یہ حضرات جوتوں پر مسح کر کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے اس بارے میں ایک مرفوع روایت امام ابوداؤد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے حوالے سے نقل کی ہے لیکن اسے امام عبدالرحمٰن بن مہدی اور دیگر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے جوتوں پر مسح کرنے کے بعد کہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا اس روایت کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے سے باوضو تھے' دوبارہ وضو کے دوران انہوں نے پاؤں نہیں دھوئے۔ (ملخص)[1]

[1] عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری (36/3)

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابٌ ١٢٦: التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ

وضو اور غسل میں دائیں طرف سے آغاز کرنا

...—...—...

166 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِد عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا

حضرت اُم عطیہ بیان کرتی ہیں جب خواتین نبی اکرم ﷺ کی صاحب زادی کو غسل دینے لگیں تو آپ نے انہیں ہدایت کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے آغاز کرو۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے ایک کسی مخصوص واقعہ سے متعلق ہے جبکہ دوسری نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عام معمولات کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان پر مشتمل ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک حفصہ بنت سیرین اور دوسرے خالد بن مہران اس روایت کے تمام راوی بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: اگرچہ اس حدیث میں میت کو غسل دیتے وقت دائیں طرف سے آغاز کرنے کا ذکر موجود ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ہر اچھے کام کا آغاز دائیں طرف سے اور دائیں ہاتھ سے کرتے تھے جیسا کہ بعد والی احادیث میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان موجود ہے۔

...—...—...

167 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهٖ وَفِيْ شَاْنِهٖ كُلِّهٖ

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جوتا پہننے' کنگھی کرنے' وضو کرنے' غرضیکہ ہر کام میں' دائیں طرف سے آغاز کرنے کو پسند کرتے تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی سلیم بن اسود نے دوسرے تابعی مسروق بن اجدع سے روایت کیا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

علاوہ اس روایت کے تمام راوی کوفی و بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

نفس مسئلہ: یہ روایت ترجمۃ الباب: 126 سے متعلق ہے اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس معمول کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ہر اچھے کام میں دائیں طرف سے آغاز کیا کرتے تھے جس میں جوتا پہننا' بالوں میں کنگھی کرنا' جوتے پہننا اور وضو کرنا شامل ہیں۔

استنباط احکام ومسائل: (1) دائیں سمت کو بائیں سمت پر فضیلت حاصل ہے۔ (2) کنگھی کرتے' اور غسل کرتے وقت دائیں طرف سے آغاز کیا جائے گا۔ (3) جوتا یا موزہ پہنتے وقت پہلے دایاں پاؤں پہننا مستحب ہے۔ (4) وضو کا آغاز دائیں طرف سے کرنا مستحب ہے۔

عصریات: اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اہلِ ایمان کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے۔ اسلامی تعلیمات نہایت آسان ہیں' ان پر عمل کرنا ذرا بھی دشوار نہیں لیکن انسان کو کسی نیک عمل کا ثواب اس وقت ملتا ہے جب انسان نیک نیتی کے جذبے کے تحت وہ کام سرانجام دے' ہماری زندگی کے معمولات میں کتنے ہی کام ایسے ہیں جنہیں ہم عام معمول کے تحت دائیں ہاتھ سے' دائیں طرف سے سرانجام دیتے ہیں لیکن کیونکہ کام کے وقت ہماری نیت اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونا نہیں ہوتا' اس لیے وہ سارے کام دنیاوی فوائد تک محدود رہتے ہیں' اگر ہم اپنی نیت کی اصلاح کر لیں تو اللہ کے فضل سے قوی امید ہے کہ وہ ہمیں اپنی شان عطا کے مطابق اجر وثواب عطا کرے گا جیسا کہ ہم کتاب الوضو کے آغاز میں غوث زمان سیدی عبدالعزیز دباغ کے حوالے سے یہ بات نقل کر چکے ہیں کہ ہر عمل کا مخصوص نور ہوتا ہے جس کی بدولت انسان کے ایمان کے نور میں اضافہ ہوتا ہے اگر ہم اپنے عام معمولات میں دائیں طرف سے استعمال کو سنت سمجھ کر اختیار کر لیں تو ہمارے عام دنیاوی معمولات بھی ایمان کے نور میں اضافے کا باعث بن جائیں گے۔

توجہ طلب: ہم روزانہ کتنے کام دائیں ہاتھ سے دائیں طرف سے سرانجام دیتے ہیں؟ کتنے کام سرانجام دے سکتے ہیں؟ اور ان میں سے کتنے کاموں میں ہماری نیت اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہوتی ہے؟

❀—❀❀—❀
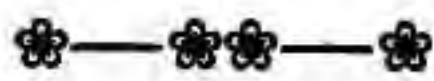
بَابُ ۱۲۷: اِلْتِمَاسِ الْوَضُوْءِ اِذَا حَانَتِ الصَّلٰوةُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ

جب نماز کا وقت ہو جائے تو وضو کے لیے پانی تلاش کرنا' سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' صبح ہو چکی تھی' تلاش کے باوجود پانی نہ ملا تو تیمم کا حکم نازل ہوا۔

•••———•••———•••

168 - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَاُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ

يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں' عصر کا وقت ہو چکا تھا' لوگوں نے وضو کے لیے پانی ڈھونڈا' لیکن انہیں پانی نہیں ملا۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو کرلیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے' اور لشکر میں موجود ہر شخص نے اس پانی سے وضو کرلیا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت تیمم کے شان نزول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان نقل کیا ہے اور اس بات کی تلقین کی ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو انسان کو فریضہ بندگی کی تیاری کے لیے پانی تلاش کرنا چاہیے۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ صحابی رسول کا بیان ہے اس میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کا بیان ہے تاہم کیونکہ اس کے آغاز میں حضرت انس کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ لوگوں نے پانی تلاش کیا اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کا عنوان بھی پانی کی تلاش مقرر کیا ہے اور چونکہ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں پانی تلاش کیا تھا اس لیے ان کا یہ عمل حدیث تقریری ہو گیا۔

کیونکہ اس حدیث کا مرکزی مضمون نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے اس لیے ہم اس کے بارے میں معجزات کے بیان میں تفصیل سے گفتگو کریں گے یہاں صرف اعلیٰ حضرت کا یہ شعر نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

بَابُ ۱۲۸: اَلْمَآءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهٖ شَعَرُ الْاِنْسَانِ

وَكَانَ عَطَاءٌ لَّا يَرَى بِهٖ بَأْسًا اَنْ يُّتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوطُ وَالْحِبَالُ وَسُؤْرِ الْكِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اِذَا وَلَغَ فِيْ اِنَاءٍ لَّيْسَ لَهٗ وَضُوْءٌ غَيْرُهٗ يَتَوَضَّأُ بِهٖ وَقَالَ سُفْيَانُ هٰذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهٖ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا) وَهٰذَا مَآءٌ وَّفِي النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ يَتَوَضَّأُ بِهٖ وَيَتَيَمَّمُ

جس پانی کے ذریعے انسان کے بال دھوئے گئے ہوں (اس سے وضو کرنا کیسا ہے؟) حضرت عطاء کے نزدیک انسانی بالوں کے ذریعے ڈوری یا رسی بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح کتے کا جوٹھا استعمال کرنے یا کتے کے مسجد میں سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ زہری فرماتے ہیں جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے اور اس برتن کے پانی کے علاوہ وضو کے لیے کوئی

اور پانی نہ ہو تو پھر اسی پانی سے وضو کرے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ فتویٰ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے عین مطابق ہے: "جب تمہیں پانی نہ مل سکے تو تم تیمم کرلو۔" کیونکہ مذکورہ والا پانی سے وضو کر لینے کے بعد بھی اُلجھن برقرار رہتی ہے اس لیے پہلے اس پانی سے وضو کرلے اور پھر بعد میں تیمم بھی کرلے۔

•••———•••———•••

169 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لَأَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

ابن سیرین روایت کرتے ہیں' ایک دن میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ کا موئے مبارک ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت سے ہمیں ملا ہے تو عبیدہ نے جواب دیا' نبی اکرم ﷺ کا ایک موئے مبارک میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

————

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم بیان کیا ہے کہ جس پانی کے ذریعے انسان کے بال دھوئے جائیں اس پانی کے ساتھ وضو کیا جا سکتا ہے اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ انسان کے بالوں کے ذریعے رسی وغیرہ بنائی جا سکتی ہے اس سے مراد وہ بال ہیں جنہیں منڈوایا جاتا ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' خیوط اور حبال کا مطلب رسی ہے' دونوں میں فرق یہ ہے کہ ایک موٹی ہوتی ہے اور دوسری پتلی۔ عطاء سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ انسان کے بال (جسم سے الگ ہو جانے کے بعد) ناپاک ہو جاتے ہیں۔

ابن بطال لکھتے ہیں' اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مؤقف کی تردید کرنا چاہتے ہیں کہ جب انسان کا بال اس کے جسم سے جدا ہو جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور اگر ایسا کوئی بال پانی میں گر جائے تو پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں بال ناپاک ہو جاتا ہے اس لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے دھاگہ یا رسی بنانا جائز نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایسا بال پاک ہوتا ہے۔[1]

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں' اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بال کو جس پانی سے دھویا جائے' وہ پاک ہوتا ہے کیونکہ بعض اوقات انسان کے بالوں کو دھو کر جدا ہونے والا پانی زیرِ استعمال پانی میں مل جاتا ہے اگر یہ ناپاک ہو تو زیرِ استعمال پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زیرِ استعمال پانی کو اس سے بچانے کی کوشش کی ہو بلکہ روایات سے تو یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غسل کے دوران اپنے بالوں کا خلال کیا کرتے تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کسی ایک بال کا پانی دوسرے بالوں تک منتقل ہو جاتا تھا لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ جس پانی کے ذریعے بال دھوئے گئے ہوں' وہ پاک ہے۔ جمہور علماء اسی بات کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول یہی ہے تاہم ان کا جدید قول کیا ہے؟ اس بارے میں اہلِ خراسان کی روایت کے مطابق وہ پانی پاک ہوگا

[1] عینی بدرالدین محمود عمدۃ القاری (50/3)

جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے اہلِ عراق کی روایت یہ ہے کہ وہ پانی ناپاک ہوگا۔
مصنف (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے اس مؤقف کی تائید میں جو روایت نقل کی ہے اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک قابلِ تعظیم ہے اس لیے عام انسان کے بال کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ابن المنذر اور خطابی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت اسی دلیل کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔[1]
سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں ایک محمد بن سیرین اور دوسرے عاصم بن سلیمان اس روایت کے تمام راوی کوفی و بصری ہیں۔

...——...——...

170- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ قَالَ اَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَاْسَهٗ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اپنے سر کے بال صاف کروائے تو حضرت ابوطلحہ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے موئے مبارک حاصل کیے۔

مضامینِ حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: 128 سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس کا مرکزی مضمون نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم و تکریم ہے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی عراق کے مختلف شہروں سے تعلق رکھتے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ یہ درحقیقت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اس میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ایک فعل کا ذکر کیا ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابٌ ۱۲۹: اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ
جب کتا برتن میں سے پانی پی لے

...——...——...

171- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا کسی برتن میں سے پانی پی لے تو اسے سات مرتبہ دھولو۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کا عنوان تجویز کیا ہے لیکن اس کے ضمن

[1] عسقلانی احمد بن علی بن حجر "فتح الباری" (362/1)

میں انہوں نے تین احادیث نقل کی ہیں۔ پہلی روایت میں اس برتن کو سات مرتبہ دھونے کا ذکر موجود ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔

دوسری حدیث میں کتے کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرنے اور تیسری حدیث میں کتے کے شکار کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک عبدالرحمٰن بن ہرمز اور دوسرے عبداللہ بن ذکوان۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

نفسِ مسئلہ: اس حدیث کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے دھونے کا طریقہ کیا ہوگا؟

اختلافِ اُمت: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے برتن کو آٹھ مرتبہ دھویا جائے گا اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے گا۔[1]

امام مالک کے نزدیک ایسے برتن کو استعمال کے وقت سات مرتبہ دھویا جائے گا۔[2]

بعض فقہاء نے یہ روایت بیان کی ہے کہ امام شافعی نے پہلے یہ فتویٰ دیا تھا کہ ایسے برتن کو ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔[3]

امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ کتے کے جوٹھے کا حکم دیگر نجاستوں کی مانند ہے اور اس میں عام نجاستوں کی طرح نجاست کے زائل ہونے کے غالب گمان کا اعتبار کیا جائے گا اگر وہ ایک مرتبہ دھونے سے حاصل ہو جائے تو مزید دھونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب تک نجاست کے زائل ہونے کا غالب گمان نہ ہو اس وقت تک اسے بار بار دھویا جائے گا۔ اگرچہ بیس مرتبہ ہی کیوں نہ دھونا پڑے۔[4]

فقہاء کے درمیان اس بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ جوٹھا پانی نجس ہے یا پاک ہے؟

احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک یہ نجس ہے اور اسے دھونا فرض ہے۔[5]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ (برتن یا پانی) پاک ہے لیکن اسے دھونا مسنون عبادت ہے۔[6]

امام ابوجعفر طحاوی نے اس موضوع پر پہلے وہ روایات نقل کی ہیں جن میں ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم موجود ہے پھر آپ تحریر کرتے ہیں:

"ان آثار کی بنیاد پر اہلِ علم کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ جب کوئی کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک اسے سات مرتبہ دھو نہ لیا جائے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔"

---

1. مرداوی، علی بن سلیمان، "الانصاف" (130/1)
2. تنوخی، سحنون بن سعید، "المدونہ" (5/1)، التفریع (214/1) شافعی، محمد بن ادریس، "الام" (6/1)
3. نووی، یحییٰ بن شرف، "روضۃ الطالبین" (32/1)
4. فرغانی، علی بن ابوبکر، "الھدایۃ" (24/1)، سیواسی، کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام، "فتح القدیر" (94/1)
5. الھدایہ (24/1)، نووی، یحییٰ بن شرف، "المجموع" (585/2)، مرداوی، علی بن سلیمان، "الانصاف" (310/1)
6. تنوخی، سحنون بن سعید، "المدونہ" (5/1)، الاشرف (42/1)

لیکن بعض دیگر اہلِ علم (احناف) کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایسے برتن کو اسی طرح دھویا جائے گا جس طرح دیگر نجاستوں کو دھویا جاتا ہے۔ یہ حضرات اپنے مؤقف کی تائید میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جسے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص سو کر اُٹھے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو دو یا تین مرتبہ دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا ہے؟''

اس کے بعد ابو جعفر طحاوی نے اس روایت کی مختلف اسناد نقل کی ہیں پھر تحریر کرتے ہیں:

''ان فقہاء نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ ان روایات کے ذریعے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ حکم اس لیے دیا تھا کیونکہ وہ رفع حاجت کے بعد پانی کے ذریعے استنجا نہیں کرتے تھے اور وہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ ان کا ہاتھ نیند کے دوران جسم کے کون سے حصے سے مَس ہوا ہے؟ اس بات کا امکان موجود تھا کہ ان کا ہاتھ دورانِ نیند پیشاب یا پاخانہ کے اس مخصوص مقام پر لگ کر ناپاک ہو گیا ہو جسے انہوں نے (ڈھیلے کے ذریعے) پونچھا تھا لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہاتھ کو تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانہ سب سے زیادہ غلیظ نجاست ہیں اس لیے ان سے کم درجے کی نجاستوں کے مقابلے میں انہیں دھوتے وقت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے اور انہیں دھونے کے لیے تین مرتبہ دھونے کا حکم وارد ہے۔

مزید برآں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی روایات بھی منقول ہیں جن میں ایسے برتن کو تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ عطاء بن ابی رباح' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جس برتن میں کتا یا بلی منہ ڈال دے' اسے تین مرتبہ دھویا جائے۔

اس موضوع پر عقلی اعتبار سے گفتگو کے لیے وہی بحث کافی ہے جو ہم بلی کے جوٹھے کے بیان میں نقل کر چکے ہیں۔

ایک قوم (فقہاء مالکیہ) اس بات کے قائل ہیں کہ کتا جس پانی میں منہ ڈال دے' وہ پانی پاک ہوتا ہے تاہم اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے گا۔ یہ حضرات یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم ''امر تعبدی'' ہے۔

ان کی تردید کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جب ان حوضوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جن سے درندے بھی پانی پیتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی حوض کا پانی دو قلے سے زیادہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوگا۔''

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جب ایسا پانی دو قلے سے کم ہوگا تو وہ ناپاک ہو جائے گا اس لیے کتے کے جوٹھے کا حکم یہی ہوگا کہ وہ پانی ناپاک ہے۔

(امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں) اس باب میں ہم نے جس مؤقف کی تائید میں دلائل پیش کیے ہیں' امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہی مؤقف ہے۔[1]

---

[1] طحاوی' ابو جعفر احمد بن محمد' شرح معانی الآثار' (14/1)

فقیہہ ہند' مفتی شریف الحق امجدی' اپنی شہرۂ آفاق تصنیف 'نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ایک نہایت دلچسپ واقع تحریر کرتے ہیں جوان لوگوں کے لیے تازیانہ عبرت ہوگا جوخود کوحدیث کا حقیقی پیروکار اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا سچا معتقد سمجھتے ہیں لیکن جن کے ''شیوخ الحدیث'' کہلانے والے اکابرین کی علمی بصیرت کے افلاس کا عالم یہ ہے کہ وہ صحیح بخاری کے ایک صفحے کے اعراب بھی ٹھیک طرح سے نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ مفتی امجدی صاحب تحریر کرتے ہیں:

''میں ایک مرتبہ ڈومریا گنج ضلع بستی سے اٹوا تھانے جارہا تھا بس میں کچھ لوگ آپس میں بہت مزے لے لے کہ یہ کہہ رہے تھے کہ بریلویوں سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ہے۔

خود کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ''بخاری'' ہے مگر بخاری میں لکھا ہے کہ رفع یدین کرو۔ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھو۔ آمین! بلند آواز سے کہو مگر نہیں مانتے' میں نے ان سے پوچھا کہ بخاری میں جو کچھ لکھا ہے تم لوگ سب پر عمل کرتے ہو؟ انہوں نے کہا بالکل ہم لوگ عمل کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں نے بخاری پڑھی ہے تو گھبرا گئے' ان میں سے ایک نے کہا کہ پڑھی نہیں مگر علماء سے سنا ہے کہ بخاری میں یہ لکھا ہے۔ میں نے پوچھا اور کیا کیا بخاری میں لکھا ہے' یہ بھی ان علماء نے آپ لوگوں کو بتایا اب اور گھبرائے مگر تھے دیہاتی صاف گو اقرار کرلیا کہ اور کچھ نہیں بتایا ہے۔ میں نے سوچا ان گنواروں کو اگر اصح الکتب کا مطلب سمجھاؤں تو سمجھ نہیں پائیں گے' ان کی سمجھ کے مطابق ایک لطیفہ ذہن میں آ گیا۔ میں نے کہا' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری میں دو مسئلے لکھے ہیں' ایک یہ کہ اگر پانی میں نجاست گر جائے اور نجاست کا رنگت یا بو یا مزہ پانی میں ظاہر نہ ہو تو پانی پاک ہے۔ اگرچہ وہ پانی تھوڑا ہی ہو' ان میں سے ایک شخص بولا بالکل صحیح ہے۔ میں نے کہا دوسرا بھی مسئلہ وہ یہ اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو برتن ایسا ناپاک ہوگا کہ اسے سات بار دھوؤ اور کم از کم ایک بار مٹی سے بھی مانجھو اسی شخص نے کہا' یہ بھی بالکل صحیح ہے اب میں نے کہا آپ نے دونوں مسئلوں کو صحیح وحق مان لیا تو سنئے اب ایک میرا سوال ہے کسی برتن میں پانی ہے اس میں کتے نے منہ ڈال دیا' منہ ڈالتے ہی دھتکار دیا گیا تو بتایئے پانی پاک کہ ناپاک؟

وہ غریب بول اُٹھا کہ پاک ہے۔ میں نے پوچھا اور برتن' تو مبہوت ہو کر رہ گیا۔ ہوسکتا ہے کوئی صاحب کہہ دیں وہ جاہل اُجڈ تھے ان کی بات کا کیا مگر عرض یہ ہے کہ ان کو یہ بتانے والے علماء تو مجتہد مطلق تھے ورنہ وہ کیا جانیں کہ بخاری میں آمین' رفع یدین کے بارے میں کیا لکھا ہے' اب میں نے للکار کے پوچھا کہ بولو تو بے چارے کو سانپ سونگھ گیا' وہ سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور بالکل خاموش ہوگئے۔''[1]

•••——•••——•••

172- حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا رَاٰى كَلْبًا يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتّٰى اَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِى الْمَسْجِدِ فِىْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ

[1] امجدی' شریف الحق' نزہۃ القاری' (143/1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے ایک کتے کو پیاس سے بے حال ہو کر مٹی چاٹتے ہوئے دیکھا اس نے اپنا موزہ اُتارا اور اس کے ذریعے (کنویں میں سے پانی نکال کر) کتے کو پلایا یہاں تک کہ اس کی پیاس ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے اس عمل کو قبول کیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ حضرت حمزہ بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں کتے مسجد میں آتے جاتے رہتے تھے لیکن مسجد میں (پاک کرنے کے لیے) پانی نہیں چھڑکا جاتا تھا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ابوصالح ذکوان اور عبداللہ بن دینار جبکہ اس کے دو راوی تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں یعنی عبدالرحمٰن بن عبداللہ اور عبدالصمد بن عبدالوارث اس کے چھ راویوں میں سے چار مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث قولی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے آخر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کیا ہے جو حدیث تقریری کی حیثیت رکھتا ہے۔

•••——•••——•••

173- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ وَاِذَا اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهِ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا اٰخَرَ قَالَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى كَلْبٍ اٰخَرَ

حضرت عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں' میرے سوال کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم تربیت یافتہ کتے کو (شکار کے لیے بھیجو) اور وہ اس شکار کو مار دے تو تم وہ شکار کھا سکتے ہو لیکن اگر وہ کتا خود اس شکار کو کھا لے تو اس میں سے نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس کتے نے اپنے لیے کیا ہے۔ میں نے عرض کی بالفرض میں اپنے کتے کو شکار کی طرف بھیجتا ہوں اور پھر شکار کے پاس پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک اور کتا بھی موجود ہے (یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں میں سے کس نے شکار کیا ہے؟) تو آپ نے فرمایا' تم وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے کو روانہ کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی' دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی کوفی اور بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابُ ۱۳۰: مَنْ لَّمْ يَرَ الْوُضُوْءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ مِنَ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ) وَقَالَ عَطَاءٌ فِيْمَنْ يَّخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّوْدُ اَوْ مِنْ ذَكَرِهٖ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلٰوةِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوْءَ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ اَخَذَ مِنْ شَعَرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ اَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلَا وُضُوْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ وَّيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ غَزْوَۃِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِیَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَمَضٰی فِیْ صَلَاتِهٖ وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِیْ جِرَاحَاتِهِمْ وَقَالَ طَاوٗسٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ وَّعَطَاءٌ وَّاَهْلُ الْحِجَازِ لَيْسَ فِی الدَّمِ وُضُوْءٌ وَّعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ وَبَزَقَ ابْنُ اَبِیْ اَوْفٰی دَمًا فَمَضٰی فِیْ صَلَاتِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ فِيْمَنْ يَحْتَجِمُ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِهٖ

بعض حضرات کے نزدیک صرف اگلی یا پچھلی شرم گاہ سے کچھ نکلے تو وضو لازم ہوتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''تم میں سے جب کوئی شخص رفع حاجت کے لیے آئے'' حضرت عطاء نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر اگلی یا پچھلی شرم گاہ میں سے کوئی کیڑا وغیرہ بھی نکل آئے تو وضو دوبارہ کرنا ہوگا۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص نماز کے دوران ہنس پڑے تو اسے نماز دوبارہ پڑھنا پڑے گی' وضو دوبارہ نہیں کرنا ہوگا۔ حضرت حسن فرماتے ہیں اگر کوئی بال یا ناخن کٹوائے یا موزے اُتار دے تو اسے دوبارہ وضو نہیں کرنا ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' صرف حدث واقع ہونے کی صورت میں دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔ حضرت جابر روایت کرتے ہیں' غزوہ ذات الرقاع کے دوران ایک صحابی کو تیر آ لگا' ان کا خون بہہ نکلا مگر انہوں نے اسی حالت میں نماز پڑھی (اور نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں' مسلمان زخمی حالت میں ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ حضرت طاؤس' حضرت محمد بن علی' حضرت عطا اور اہلِ حجاز کا فتویٰ یہ ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک مرتبہ اپنی پھنسی کو دبایا جس سے خون نکل آیا مگر آپ نے دوبارہ وضو نہیں کیا۔ حضرت ابن ابی اوفی نے (نماز کے دوران) خون تھوکا مگر نماز جاری رکھی۔ حضرت ابن عمر اور حضرت حسن بصری کا یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص پچھنے لگوائے اس پر صرف اس جگہ کو دھونا لازم ہوگا جہاں پچھنے لگوائے ہیں۔

•••———•••———•••

174- حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَ فِی الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ مَا لَمْ يُحْدِثْ فَقَالَ رَجُلٌ اَعْجَمِیٌّ مَّا الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ الصَّوْتُ يَعْنِی الضَّرْطَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہا ہو تو جب تک اسے حدث لاحق نہ ہو اس وقت تک اسے نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہے گا۔ ایک عجمی نے یہ حدیث سُن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا' حدث کیا ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا' آواز!

سند پر تبصرہ: اس روایت کے بعض راوی مدنی اور بعض عراقی ہیں اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد آدم بن ابوایاس' طبقہ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

•••———•••———•••

175- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اس وقت تک نماز ترک نہ کرو جب تک آواز یا بو محسوس نہ ہو۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی عباد بن تمیم سے نقل کیا ہے اس روایت کے بعض راوی عراقی اور بعض مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔
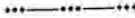
*** ——— *** ——— ***

176- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ اَبِىْ يَعْلَى الثَّوْرِىِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ فِيْهِ الْوُضُوْءُ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ

حضرت علی فرماتے ہیں میری مذی بکثرت خارج ہوتی تھی مجھے اس (کے حکم کے بارے میں) نبی اکرم ﷺ سے سوال کرتے ہوئے شرم آتی تھی اس لئے میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے اس کا حکم دریافت کریں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اس کے خروج کی صورت) میں وضو لازم آتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والے تابعی محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

*** ——— *** ——— ***

177- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيًّا وَّالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَاُبَىَّ ابْنَ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَاَمَرُوْهُ بِذٰلِكَ

حضرت زید بن خالد بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عثمان بن عفان سے دریافت کیا جب کوئی شخص صحبت کرے اور اسے انزال نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا' وہ نماز کی طرح کا وضو کرے اور اپنی شرم گاہ کو دھوئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے' میں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ سے سُنی ہے۔ حضرت زید بن خالد کہتے ہیں' میں نے یہی سوال حضرت علی' حضرت زبیر' حضرت طلحہ اور حضرت ابی بن کعب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خوبی یہ ہے کہ ایک صحابی حضرت زید بن خالد نے دوسرے صحابی حضرت عثمان غنی سے نقل کیا ہے اس کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اسے ایک تابعی یحییٰ بن ابوکثیر نے دوسرے تابعی ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے تیسرے تابعی عطاء بن یسار سے نقل کیا ہے یعنی اس کے سات راویوں میں دو صحابی اور تین تابعین شامل ہیں اس روایت کے بعض راوی مدنی اور بعض عراقی ہیں۔

اس روایت کے آخر میں حضرت زید بن خالد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت ابن بن کعب رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ بھی بیان کیے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

•••———•••———•••

178 - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَجَآءَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تَابَعَهٗ وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَّيَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوْءُ

حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو بلوایا جب وہ آئے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید ہم نے تمہیں عجلت کا شکار کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی، جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو جلدی ہو یا انزال نہ ہوا ہو تو تم پر صرف وضو کرنا لازم ہوگا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں، ابوصالح ذکوان اور حکم بن عتیبہ اس کے علاوہ اس کی سند میں دو تبع تابعین بھی موجود ہیں۔ شعبہ بن حجاج اور نضر بن شمیل۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے، یہ حدیث قولی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس کی چار سندیں نقل کی ہیں۔

بَابُ ۱۳۱: اَلرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهٗ

اپنے ساتھی کو وضو کروانا

•••———•••———•••

179 - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ اِلَى الشِّعْبِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ قَالَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّاُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّیْ فَقَالَ الْمُصَلّٰى اَمَامَكَ

حضرت اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے واپسی پر ایک گھاٹی کی طرف مڑ گئے وہاں آپ نے اپنی حاجت پوری کی۔ حضرت اسامہ کہتے ہیں، میں نے پانی ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروانا شروع کیا پھر میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہیں نماز ادا کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، نماز کا مقام آگے ہے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے کو وضو کروا سکتا ہے یا کوئی شخص کسی دوسرے سے وضو کروا سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین تابعین موجود ہیں' کریب بن ابو مسلم ہاشمی' موسیٰ بن عقبہ الاسدی اور یحییٰ بن سعید انصاری اس روایت کے چھ راویوں میں سے چار مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ یہ درحقیقت حدیث فعلی ہے تاہم اس میں نبی اکرم ﷺ کے بعض الفاظ بھی موجود ہیں۔

استنباط احکام و مسائل: اس روایت کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ طلباء اور مریدین کو اپنے شیخ اور استاد کی خدمت کرنی چاہیے کیونکہ یہ خدمت دین و دنیا میں نفع کے حصول کا باعث ہوتی ہے اور اساتذہ اور مشائخ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے مریدین اور طلباء کو خدمت کا موقع دیں مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی شخص کا اپنے شیخ کی خدمت کرنا حدیث تقریری سے ثابت ہے اور شیخ کا اپنے مرید سے خدمت لینا حدیث فعلی سے ثابت ہے اور جو چیز سنت سے ثابت ہو کوئی بھی انسان اسے غلط نہیں کہہ سکتا۔ قرآن نے کہا ہے:

''تمہارے لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ میں بہترین نمونہ موجود ہے۔'' (الاحزاب: 21)

180- حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَّاَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ وَاَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

حضرت مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے (جب آپ واپس آئے) تو حضرت مغیرہ نے آپ ﷺ کو وضو کروانا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ دھویا' دونوں بازو دھوئے' سر اور موزوں پر مسح کیا۔

ترجمۃ الباب: یہ روایت ترجمۃ الباب: 131 سے متعلق ہے اور اس کا بنیادی مضمون بھی یہی ہے کہ مریدین کو چاہیے کہ اپنے شیخ کی خدمت میں اور شیخ کو چاہیے کہ وہ اپنے شاگردوں کو خدمت کا موقع دے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو چار تابعین نے ایک دوسرے سے روایت کیا ہے یعنی یحییٰ بن سعید انصاری نے سعد بن ابراہیم القریشی سے انہوں نے نافع بن جبیر بن مطعم سے اور انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے صاحب زادے عروہ سے یہ روایت نقل کی ہے اس روایت کے بعض راوی مدنی اور بعض عراقی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۳۲: قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهٖ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ لَا بَاْسَ

بِالْقِرَائَةِ فِی الْحَمَّامِ وَبِکَتْبِ الرِّسَالَةِ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ وَّقَالَ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اِنْ کَانَ عَلَیْهِمْ اِزَارٌ فَسَلِّمْ وَاِلَّا فَلَا تُسَلِّمْ

حدث کے بعد قرآن پڑھنے کا حکم؟ حضرت منصور حضرت ابراہیم کا یہ فتویٰ نقل کرتے ہیں' حمام میں قرأت کرنے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح بے وضو حالت میں خط لکھتے وقت (قرآن کی کوئی آیت لکھنے میں) بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت حماد' حضرت ابراہیم کا یہ فتویٰ نقل کرتے ہیں (اگر حمام میں) نہانے والے شخص نے تہبند یا شلوار پہن رکھی ہو تو اسے سلام کرو ورنہ سلام بھی نہ کرو۔

•••———•••———•••

181 - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ مَّخْرَمَةَ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ لَیْلَةً عِنْدَ مَیْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِیْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِیْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا انْتَصَفَ اللَّیْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِیْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِیْلٍ اسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ یَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰیَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰی شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْئَهٗ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلٰی رَاْسِیْ وَاَخَذَ بِاُذُنِی الْیُمْنٰی یَفْتِلُهَا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰی اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّی الصُّبْحَ

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں' ایک رات وہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ کے ہاں ٹھہرے جو ان کی سگی خالہ بھی تھیں۔ ابن عباس کہتے ہیں' میں چوڑائی کی سمت میں لیٹ گیا اور نبی اکرم ﷺ اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ لمبائی کی سمت میں لیٹ گئے۔ نبی اکرم ﷺ سو گئے جب نصف رات کا وقت ہوا یا شاید اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد میں تو نبی اکرم ﷺ اُٹھے اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند ختم کرنے لگے پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں پھر لٹکے ہوئے مشکیزے میں سے پانی نکال کر آپ ﷺ نے اچھی طرح وضو کیا اور نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں' میں بھی اُٹھا اور میں نے بھی آپ ﷺ ہی کی طرح (وضو) کیا پھر میں آپ ﷺ کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو پکڑ کر ہلکا سا دبایا پھر آپ ﷺ نے دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر وتر ادا کیے پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن (بیدار کرنے کے لیے دروازے پر) حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اُٹھے (فجر کی سنت) دو مختصر رکعات ادا کیں اور پھر تشریف لے جا کر نماز پڑھائی۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بے وضو حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔ نیز حمام میں قرآن کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح بے وضو حالت میں خط لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز اگر حمام

میں مقابل نے شلوار یا تہبند پہن رکھا ہو تو اسے سلام کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

عینی لکھتے ہیں ترجمۃ الباب میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا فتویٰ ذکر کیا گیا ہے اس فتوے کو امام عبدالرزاق اور شیخ ابوعوانہ نے نقل کیا ہے' ان دونوں روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق شیخ ابراہیم نخعی حمام میں قرآن کی قرأت کو مکروہ سمجھتے ہیں اور دوسری روایت کے مطابق وہ اس عمل کو مکروہ نہیں سمجھتے اگر آپ یہ سوال کریں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں اس اثر کو ان نقل کیا ہے جبکہ ترجمۃ الباب کا مرکزی عنوان اس کے مقابلے میں زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں بے وضو حالت میں قرآن پڑھنے کا حکم ذکر کیا گیا ہے اور حمام میں موجود لوگ عام طور پر بے وضو حالت میں ہوتے ہیں۔

فقہاء کے درمیان اس مسئلے کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ابو امام حنیفہ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے۔ امام محمد بن حسن کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ امام مالک بھی اسی بات کے قائل ہیں اس جواز کی توجیہہ بعض حضرات نے یہ پیش کی ہے کہ اس بارے میں کوئی باقاعدہ حکم منقول نہیں ہے۔ (علامہ عینی فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ نے حمام میں قرآن کی قرأت کو اس لیے مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس کا حکم بیت الخلاء کے حکم کی مانند ہے یعنی یہ نجاست کا مقام ہے۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک حمام میں موجود استعمال شدہ پانی نجس ہوتا ہے جبکہ امام محمد کے نزدیک وہ پانی پاک ہے اسی لیے وہ وہاں قرأت کو مکروہ نہیں سمجھتے ہیں۔

خط تحریر کرنے کے بارے میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے فتوے کو امام عبدالرزاق نے نقل کیا ہے۔ (کلام کے سیاق وسباق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں موضوع بحث وہ خط ہے جس میں بے وضو حالت میں قرآن کی کوئی آیت وغیرہ تحریر کی جائے) ہمارے اصحاب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جنبی شخص یا حائضہ عورت کے لیے ایسی کوئی تحریر لکھنا جائز نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت موجود ہو۔ اگر چہ وہ تحریر کے دوران اس آیت کو (آواز کے ساتھ) نہ پڑھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کو قرآن چھونے سے منع کیا گیا ہے اور آیت تحریر کرتے وقت چھونے کا حکم پایا جاتا ہے البتہ "المحیط" میں یہ بات تحریر ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک حائضہ عورت اور جنبی شخص قرآن کی کوئی آیت تحریر کر سکتے ہیں بشرطیکہ کاغذ کسی اور چیز پر پڑا ہوا ہو کیونکہ اس صورت میں وہ قرآن کو نہیں چھو رہے ہیں بلکہ حروف تحریر کر رہے ہیں اور ایک حرف پر قرآن کا اطلاق نہیں ہو سکتا البتہ امام محمد نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایسی صورت میں بالواسطہ طور پر قرآن کو چھونے کا حکم پایا جاتا ہے اس لیے ایسا نہ کیا جائے۔ بخارا کے فقہاء نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور یہ بات "الذخیرہ" نامی کتاب میں تحریر ہے۔[1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا تیسرا فتویٰ یہ تحریر کیا ہے کہ اگر حمام میں موجود لوگوں نے شلوار یا تہبند پہن رکھا ہو تو انہیں سلام کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

علامہ عینی کہتے ہیں' صحیح بخاری کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حمام میں موجود بعض لوگ برہنہ ہوں تو سب کو سلام نہیں کیا جائے گا لیکن حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ برہنہ لوگوں کو سلام نہیں کیا جائے گا البتہ جنہوں نے تہبند پہن رکھا ہو انہیں سلام کیا جائے گا اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔[2]

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک کریب بن ابو مسلم ہاشمی اور دوسرے مخرمہ بن سلیمان الاسدی اس روایت

---

1. عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری (94/3)
2. عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری (94/3)

کے تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
مضامین حدیث: علامہ عینی لکھتے ہیں اس حدیث اور ترجمۃ الباب میں مطابقت (شاید) یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد اور وضو کرنے سے پہلے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کی تھیں۔ میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ اس حدیث کے ذریعے اس مسئلے پر استدلال کیسے کیا جا سکتا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیند ناقص وضو نہیں ہے۔ بعض علماء نے اس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ اس حدیث اور ترجمۃ الباب کے درمیان اس حوالے سے مماثلت پائی جاتی ہے کہ عام طور پر سوتے وقت انسان بیوی کو چھو لیتا ہے۔ میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ یہ تاویل درست نہیں ہے کیونکہ اگر اس تاویل کو درست تسلیم کر لیا جائے تو سوال یہ ہوگا کہ یہاں چھونے سے مراد کیا ہے؟ صرف چھونا یا صحبت کرنا؟ اگر پہلا معنی مراد لیا جائے تو اس صورت میں وضو ٹوٹتا ہی نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تو بطورِ خاص نہیں ٹوٹ سکتا اور اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے تو اس صورت میں غسل لازم آئے گا اس لیے اس واقعہ کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو مسئلہ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ ثابت ہو ہی نہیں سکتا۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے استدلال کیا ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد وضو کیا تھا اس کے علاوہ اس حدیث اور ترجمۃ الباب کے درمیان کوئی مماثلت نہیں پائی جاتی۔

(استنباط احکام کے ضمن میں اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ عینی تحریر کرتے ہیں) ابن بطال کہتے ہیں اس حدیث کے ذریعے ان لوگوں کے مؤقف کی تردید ہو جاتی ہے جن کے نزدیک بے وضو غیر جنبی شخص کا قرأت کرنا مکروہ ہے۔ یہ ان کے خلاف مضبوط دلیل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد اور وضو کرنے سے پہلے قرآن کی تلاوت کی ہے۔ ابن بطال کے اس قول پر نقد کرتے ہوئے علامہ کرمانی تحریر کرتے ہیں اس حدیث کے ذریعے (ابن بطال کے مؤقف کی) تائید نہیں ہوتی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قلبِ مبارک نیند کے دوران غافل نہیں ہوتا اس وجہ سے نیند آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں وضو کے ٹوٹنے کا باعث نہیں ہو سکتی۔ ابن بطال کے اس مؤقف کی تردید کرتے ہوئے ابن منیر تحریر کرتے ہیں جہاں تک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیدار ہونے کے بعد وضو کرنے کا تعلق ہے تو شاید آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تجدید وضو کے طور پر یہ عمل کیا ہو یا یہ ہو سکتا ہے کہ بیدار ہونے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اور حدث لاحق ہوا ہو اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کر لیا ہو۔[1]

❀—❀❀—❀
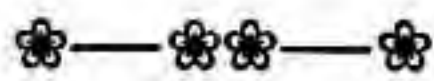
بَابُ ۱۳۳: مَنْ لَّمْ يَتَوَضَّأْ اِلَّا مِنَ الْغَشْيِ الْمُثْقِلِ

شدید غشی طاری ہونے پر وضو کو لازم قرار دینا

•••—•••—•••

182- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا

[1] عینی بدر الدین محمود عمدۃ القاری (97/3)

النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ وَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ اَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِيْ مَآءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ

حضرت اسماء بنت ابوبکر بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ جب سورج گرہن ہوا تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی' لوگ اس وقت سورج گرہن کی نماز ادا کر رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے پوچھا' لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ کے ذریعے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ میں نے پوچھا' کوئی نشانی (ظاہر ہوئی ہے؟) انہوں نے اشارے سے جواب دیا' ہاں! میں بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوگئی (قیامت کے خوف سے) مجھ پر غشی طاری ہونے لگی تو میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر ارشاد فرمایا۔ آج سے پہلے میں نے جو کچھ نہیں دیکھا تھا' وہ بھی یہاں کھڑے ہوئے دیکھ لیا ہے یہاں تک کہ جنت اور دوزخ (کو بھی یہیں کھڑے ہوئے دیکھ لیا ہے) مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ دجال کے فتنے کی طرح تمہیں قبر کی آزمائش میں بھی مبتلا کیا جائے گا۔ ایک فرشتہ تم سے آکر پوچھے گا' ان صاحب (یعنی نبی اکرم ﷺ) کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ اگر وہ مومن ہوگا تو جواب دے گا' یہ حضرت محمد ﷺ ہیں جو اللہ کے رسول ہیں' آپ ہمارے پاس واضح نشانیاں اور ہدایت لے کر آئے' ہم نے اسے قبول کیا۔ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی پیروی کی تو اس سے کہا جائے گا کہ آرام سے سو جاؤ' ہمیں پتہ تھا کہ تم مومن ہو۔ لیکن اگر میت منافق کی ہوگی تو وہ جواب دے گا' میں انہیں نہیں جانتا' میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے سنا اور ویسا ہی کہہ دیا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غشی کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تاہم ہلکی سی چکرانے کی کیفیت سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وضو نہیں کیا تھا۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' غشی بے ہوشی کی ایک قسم ہے تاہم یہ بے ہوشی سے ذرا ہلکی کیفیت ہوتی ہے۔ "العین" کے مصنف لکھتے ہیں کہ غشی کا مطلب عقل (شعور) کا رخصت ہو جانا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں دوسرا لفظ المثقل استعمال کیا ہے جو خفیف کی ضد ہے۔[1]

[1] عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری (98/3)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں۔ ایک فاطمہ بنت المنذر جو حضرت زبیر بن عوام کی پوتی ہیں اور دوسرے حضرت ہشام بن عروہ جو حضرت زبیر بن عوام کے پوتے اور حضرت فاطمہ بنت المنذر کے شوہر ہیں۔ حضرت فاطمہ نے یہ روایت اپنی دادی سیدہ اسماء بنت ابوبکر سے نقل کی ہے جو حضرت زبیر بن عوام کی اہلیہ ہیں اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: (1) اللہ تعالیٰ کے غضب سے ہمیشہ خوف زدہ رہنا چاہیے۔ (2) کسی آفت کے نزول کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ (3) نظامِ قدرت کے معمول میں آنے والی ہلکی سی تبدیلی سے بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

❀—❀❀—❀
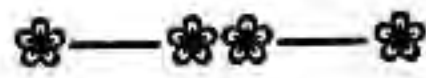
بَابُ ١٣٤: مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ) وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَرْأَةُ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ تَمْسَحُ عَلٰى رَأْسِهَا وَسُئِلَ مَالِكٌ أَيُجْزِئُ أَنْ يَّمْسَحَ بَعْضَ الرَّأْسِ فَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ

پورے سر کا مسح کرنا (فرض ہے) اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "اپنے سروں کا مسح کرو۔" امام مالک سے پوچھا گیا' سر کے بعض حصے کا مسح کیا جا سکتا ہے؟ تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید کی حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا۔

❀—❀❀—❀
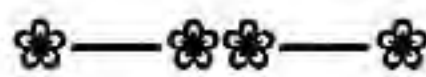
183 - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَّهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى أَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن زید جو عمرو بن یحییٰ کے جدِ اعلیٰ ہیں' سے پوچھا' کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن زید نے جواب دیا' ہاں! پھر انہوں نے پانی منگوایا اور پہلے دونوں ہاتھ دو مرتبہ دھوئے پھر تین مرتبہ کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا پھر دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دھویا پھر سر کا مسح کیا پہلے ہاتھ آگے سے پیچھے لے کے گئے اور پھر واپس لائے یعنی سر کے سامنے والے حصہ سے مسح کا آغاز کرتے ہوئے اسے گدی (یعنی گردن کے پچھلے حصے) تک لے کے گئے اور پھر دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر واپس لے آئے جہاں سے مسح کا آغاز کیا تھا پھر انہوں نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۳۵: غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ
ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھونا

184- حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ اَبِىْ حَسَنٍ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ لَهُمْ وُضُوْءَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكْفَاَ عَلٰى يَدِهٖ مِنَ التَّوْرِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِى التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

عمرو اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں جب عمرو بن ابوحسن نے حضرت عبداللہ بن زید سے نبی اکرم ﷺ وضو کے طریقے کے بارے میں بیان کیا تو اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ حضرت عبداللہ نے پانی کا برتن منگوایا اور حاضرین کو نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق وضو کر کے دکھایا۔ پہلے آپ نے برتن کے ذریعے اپنے ہاتھوں پر پانی انڈیل کر انہیں تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ پانی میں ڈال کر تین مرتبہ پانی لے کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا ہاتھ پانی میں ڈال کر دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دو دو مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ پانی میں ڈال کر آگے سے پیچھے کی طرف اور پھر واپس آگے ہاتھ لا کر سر کا مسح کیا پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے بعض راوی بصری اور بعض مدنی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۳۶: اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ وَاَمَرَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَهْلَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّئُوْا بِفَضْلِ سِوَاكِهٖ
کسی کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا حضرت جریر بن عبداللہ نے اپنے اہل خانہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ ان کے مسواک کرنے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کر لیں۔

185- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَاُتِىَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهٖ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ فَصَلَّى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَّقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا

حضرت ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے آپ کی خدمت میں وضو

کے لیے پانی میں پیش کیا گیا۔ آپ نے وضو کرنا شروع کیا تو حاضرین نے آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو حاصل کر کے اپنے اوپر ملنا شروع کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں ظہر اور عصر کی نماز میں دو دو رکعت ادا کی اس وقت آپ کے سامنے ایک نیزہ گاڑا گیا تھا۔ حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے پانی کا برتن منگوایا' پہلے اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر اس میں اپنا منہ دھویا اور پھر اسی میں کلی کر دی پھر دونوں کو ہدایت کی کہ اس برتن میں سے پانی پی لیں اور اسے اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لیں۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں لوگوں کے وضو کے بچے ہوئے پانی کا ذکر کیا ہے اس کا عام مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کسی برتن کے ذریعے وضو کرے' وہ وضو کر کے فارغ ہو جائے مگر برتن میں پانی باقی رہے اور پھر اس پانی سے کوئی اور شخص وضو کر لے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے بعد یہ روایت نقل کی ہے اس میں وضو کے بچے ہوئے پانی کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ پانی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کرنے کے دوران آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم سے جدا ہو کر گر رہا تھا اور اسے لوگ برکت کے لیے حاصل کر کے اپنے جسم پر مل رہے تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی عراقی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے کلام تذکرہ موجود ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کے دو حصے ہیں اور یہ دونوں الگ مواقع سے متعلق ہیں تاہم دونوں میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کے حصول میں غیر معمولی جوش وخروش کا مظاہرہ کرتے تھے۔

نفس مسئلہ: (1) اگر برتن میں پہلے سے کسی شخص کے وضو کا بچا ہوا پانی موجود ہو تو کیا اس پانی کے ذریعے وضو کیا جا سکتا ہے؟

(2) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ انسان کے وضو کرنے کے دوران جو پانی اعضائے وضو سے جدا ہو کر گرتا ہے کیا اس پانی کے ذریعے کوئی شخص وضو کر سکتا ہے؟

ان دونوں میں سے پہلی قسم کے پانی کو "فضلِ وضو" اور دوسری قسم کے پانی کو "آبِ مستعمل" کہا جاتا ہے۔

پہلے ہم اس مسئلے کی وضاحت کریں گے کہ "فضلِ وضو" کے استعمال کا شرعی حکم کیا ہے؟

اس کی ذیلی صورتیں درج ذیل ہیں:

(1) مرد اکٹھے ہو کر ایک ہی برتن کے ذریعے وضو کریں۔

(2) عورتیں اکٹھی ہو کر ایک ہی برتن کے ذریعے وضو کریں۔

(3) مرد و عورت اکٹھے ایک ہی برتن کے ذریعے وضو کریں بشرطیکہ وہ ایک دوسرے کے محرم ہوں۔

ان تینوں صورتوں کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے[1]

(4) عورت ایک برتن سے وضو کرتی ہے اور اس برتن میں پانی بچ جاتا ہے کیا اس پانی کے ذریعے وضو کیا جا سکتا ہے؟

---

[1] سرخسی' محمد بن احمد' "المبسوط" (61/1)' شافعی' محمد بن ادریس' "الام" (262/7)' نووی' یحییٰ بن شرف' "المجموع" (221/2)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' "المغنی" (137/1)

احناف شوافع اور مالکیہ کے نزدیک عورت کے "فضلِ وضو" سے مرد وضو کر سکتا ہے۔[1]

بعض علماء کے نزدیک عورت کے "فضلِ وضو" سے مرد وضو نہیں کر سکتا تاہم کوئی عورت یا بچہ وضو کر سکتے ہیں۔ نیز اس پانی کے ذریعے کسی نجاست کو زائل کیا جا سکتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ امام احمد کا مذہب ہے اور ابن حزم بھی تقریباً اسی بات کے قائل ہیں۔[2]

(5) مرد ایک برتن سے وضو کرتا ہے اور برتن میں پانی بچ جاتا ہے تو اس پانی کے ذریعے دوسرے لوگ وضو کر سکتے ہیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں بلکہ علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ اس بارے میں علماء کا اجماع ہے۔[3]

اسی طرح امام نووی لکھتے ہیں اس مسئلے کے بارے میں اہلِ علم میں سے کسی ایک کی اختلافی رائے سے بھی میں واقف نہیں ہوں (یعنی سب کا اس پر اتفاق ہے)۔[4]

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص وضو کرے تو اس کے اعضاء سے مس ہو کر نیچے گرنے والے پانی سے کوئی اور شخص وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟

فقہاء کی اصطلاح میں ایسے پانی کو آبِ مستعمل کہتے ہیں اس پانی کا حکم کیا ہے اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

(1) یہ پانی نجس ہے۔ امام ابو یوسف اسی بات کے قائل ہیں اور ایک روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔[5]

(2) یہ پانی پاک ہے تاہم اس کے ذریعے طہارت حاصل نہیں کی جا سکتی یعنی وضو یا غسل نہیں کیا جا سکتا فقہ حنفی میں اسی بات پر فتویٰ دیا گیا ہے اور شوافع کا مسلک بھی یہی ہے۔[6]

(3) یہ پانی پاک ہے تاہم اسے رفعِ حدث کے لیے استعمال کرنا مکروہ ہے البتہ نجاست زائل کرنے کے لیے اسے استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے۔[7]

——————***

186- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ وَهُوَ الَّذِی مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجْهِهٖ وَهُوَ

[1] زیلعی عثمان بن علی تبیین الحقائق (31/1) سرخسی محمد بن احمد "المبسوط" (61/1) التمہید (165/14) القرطبی محمد بن احمد بن رشد "بدایۃ المجتہد" (294/1) شافعی محمد بن ادریس "الام" (21/1) نووی یحیٰی بن شرف "المجموع" (221/2)

[2] مرداوی علی بن سلیمان "الانصاف" (48/1) ظاہری علی بن احمد بن حزم المحلی (204/1)

[3] التمہید (218/1)

[4] نووی یحیٰی بن شرف "المجموع" (221/2)

[5] عینی بدرالدین محمود "البنایۃ" (350/1)

[6] سیواسی کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام "فتح القدیر" (87/1) ردالمحتار (200/1) عینی بدرالدین محمود "البنایۃ" (349/1) شافعی محمد بن ادریس "الام" (100/1) نووی یحیٰی بن شرف "المجموع" (202/1)

[7] القرطبی محمد بن احمد بن رشد "بدایۃ المجتہد" (37/1) الشرح الصغیر (37/1)

غُلَامٌ مِّنْ بِئْرِهِمْ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَيْرِهِ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهِ

محمود بن ربیع بیان کرتے ہیں' یہ وہ صحابی ہیں کہ جب یہ کم سن تھے تو ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے کنویں کے پانی کو منہ میں لے کر ان کے چہرے پر کلی کی تھی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ وضو کیا کرتے تھے تو لوگ آپ کے وضو کا گرنے والا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑ پڑتے تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک ابن شہاب زہری اور دوسری صالح بن کیسان اس کے بعض راوی مدنی اور بعض عراقی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث فعلی ہے اس کے آخر میں حضرت عروہ کی روایت موجود ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کے حصول کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جوش وخروش کا ذکر موجود ہے بالواسطہ طور پر یہ ذکر ''حدیث تقریری'' کی حیثیت رکھتا ہے۔

❀—❀❀—❀
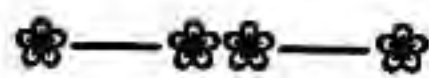
بَابُ ۱۳۷:

187 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں' میری خالہ مجھے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! میرے بھانجے کو درد ہو رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے برکت کی دعا دی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی پی لیا پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جیسی مہر نبوت کی زیارت کی۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدالرحمٰن بن یونس کے سوا اس حدیث کے جملہ راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ ایک صحابی کے بیان پر مشتمل ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے ایک فعل کا ذکر موجود ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۳۸: مَنْ مَّضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ

ایک چلو کے ذریعے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان

188- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ اَفْرَغَ مِنَ الْاِنَاءِ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ اَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ مَا اَقْبَلَ وَمَا اَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن زید کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے برتن سے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں دھویا پھر ایک ہی چلو کے ذریعے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ نے یہ عمل تین مرتبہ کیا پھر آپ نے دو دو مرتبہ دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دھویا پھر سر کے اگلے اور پچھلے حصے کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونے کے بعد ارشاد فرمایا' نبی اکرم ﷺ اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔

__ترجمۃ الباب:__ اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ان کے نزدیک وضو کے دوران ایک ہی چلو کے ذریعے ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا سنت ہے۔

__سند پر تبصرہ:__ اس روایت کے پانچ راویوں میں سے ابتدائی تین راوی مدنی ہیں۔

__حدیث کی قسم:__ یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

__نفس مسئلہ:__ وضو کے دوران کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے لیکن اس کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

__اختلاف اُمت:__ احناف کے نزدیک وضو کے دوران کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنتِ مؤکدہ ہے اور اس عمل کے دوران پانچ چیزیں سنت ہیں:

(1) ترتیب کا خیال رکھنا (2) تین مرتبہ کلی کرنا اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا (3) ہر مرتبہ نئے سرے سے پانی لینا (4) دائیں ہاتھ سے پانی ناک یا منہ میں ڈالنا (5) جو شخص روزہ دار نہ ہو اس کا کلی کے دوران غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کے دوران نرم بانسے تک پانی پہنچانا۔[1]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا وضو اور غسل دونوں کے دوران سنت ہیں۔[2]

خواجہ حسن بصری' لیث بن سعد' اوزاعی اور شافعی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔[3]

امام ابوحنیفہ کے نزدیک کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا' غسل جنابت کے دوران واجب ہیں اور وضو میں واجب نہیں ہیں۔[4]

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں' (وضو کے دوران) کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے باقاعدگی سے ایسا کیا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ کلی کی جائے گی جس کے دوران ہر مرتبہ نئے سرے سے پانی لیا جائے گا۔[5]

---

1. حصکفی' علاؤ الدین' در مختار (58/1)
2. التفریع (191/1)
3. شافعی' محمد بن ادریس' ''الام'' (24/1) نووی' یحییٰ بن شرف'' روضۃ الطالبین'' (58/1) ' نووی' یحییٰ بن شرف'' المجموع'' (362/1)
4. فرغانی' علی بن ابوبکر'' الہدایہ'' (16/1) الکاسانی' علاؤ الدین'' بدائع الصنائع'' (34/1)
5. فرغانی' علی بن ابوبکر'' الہدایہ'' (16/1)

کمال الدین ابن ہمام تحریر کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا طریقے میں بائیس (۲۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قولی وفعلی طور پر نقل کیا ہے (ان میں سے دو روایات درج ذیل ہیں)

(1) حضرت عبداللہ بن زید ان سے حدیثِ فعلی منقول ہے جس میں یہ بات ذکر ہے کہ تین تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر کلی کی جائے گی اور ناک میں پانی ڈالا جائے گا اس کے علاوہ اس میں یہ بات بھی موجود ہے کہ سر کے مسح کے دوران نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی مرتبہ ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر واپس آگے لے آئے۔[1]

(ابن ہمام لکھتے ہیں) اس روایت کو صحاح ستہ کے مؤلفین نے نقل کیا ہے اور یہاں عبداللہ بن زید سے مراد حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ہیں اس روایت کے بارے میں شیخ ابن عیینہ کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ ان سے مراد عبداللہ بن زید بن عبد ابر ہیں جنہوں نے اذان سے متعلق حدیث روایت کی ہے اور اس روایت میں جہاں دو مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد ایک ہی مسح کے دوران ہاتھ آگے سے پیچھے تک لے جانا اور پھر واپس آگے کی طرف لے آنا۔

(2) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان سے حدیثِ فعلی منقول ہے جسے صحیحین (کے مؤلفین نے نقل کیا) ہے لیکن اس میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے دوران چلو کی تعداد کا ذکر نہیں ہے اور مسح کے دوران ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف لے جانے کا ذکر نہیں ہے۔[2]
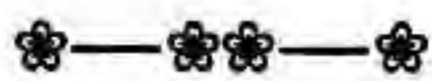
بَابُ ۱۳۹: مَسْحِ الرَّأْسِ مَرَّةً

ایک مرتبہ سر کا مسح کرنا

189 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ اَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ اَبِي حَسَنٍ سَالَ عَبْدَاللهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّا لَهُمْ فَكَفَا عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلاثًا بِثَلاثِ غَرَفَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَاْسِهِ فَاَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَاَدْبَرَ بِهِمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ و حَدَّثَنَا مُوْسَى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ مَسَحَ رَاْسَهُ مَرَّةً

عمرو بن یحییٰ اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں جب عمرو بن ابوالحسن نے حضرت عبداللہ بن زید سے نبی اکرم ﷺ کے وضو کے بارے میں دریافت کیا تو اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ حضرت عبداللہ نے پانی کا برتن منگوایا اور ان لوگوں کو وضو کر کے

---

[1] بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (192) 'نیشاپوری' مسلم بن حجاج' ''الصحیح'' (235)' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' ''الجامع'' (28)' بجستانی' سلیمان بن اشعث' ''السنن'' (118)' نسائی' احمد بن شعیب' ''السنن'' (71/1)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' ''السنن'' (405)

[2] بخاری' محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (159, 164, 1934) 'نیشاپوری' مسلم بن حجاج' ''الصحیح'' (226) 'بجستانی' سلیمان بن اشعث' ''السنن'' (106)' نسائی' احمد بن شعیب' ''السنن'' (64/1)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' ''السنن'' (285)

دکھایا۔ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی انڈیل کر انہیں تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اس کے لیے آپ نے تین مرتبہ پانی لیا پھر آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دو دو مرتبہ دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر سر کا مسح کیا پہلے ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف لے کے گئے پھر واپس آگے لے آئے پھر آپ نے برتن میں ہاتھ ڈال کر دونوں پاؤں دھوئے (ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں) آپ نے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔

سند پر تبصرہ: اس حدیث کے بعض راوی بصری اور بعض راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ دراصل فعل صحابی کا ذکر ہے اس کے ذریعے بالواسطہ طور پر حدیث فعلی ثابت ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

اختلاف اُمت: وضو میں سر کا مسح کرنا فرض ہے لیکن اس کی مقدار کیا ہوگی اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے۔[1]

امام احمد بن حنبل سے اس بارے میں تین روایات منقول ہیں:

(1) پورے سر کا مسح فرض ہے۔ (2) سر کے اکثر حصے کا مسح فرض ہے۔ (3) پیشانی کے حجم کے برابر سر کا مسح کرنا فرض ہے۔[2]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 'سر پر تین مرتبہ مسح کرنا چاہیے' مجھے یہ پسند ہے کہ پورے سر کا اہتمام کے ساتھ مسح کیا جائے۔[3]

امام ابوحنیفہ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ پیشانی کے حجم کے برابر سر کے کسی حصے پر مسح کیا جائے لیکن یہ حجم سر کے مجموعی حجم کے چوتھائی حصے سے کم ہوگا۔[4]

امام ابوحنیفہ سے دوسری روایت یہ منقول ہے کہ تین انگلیوں کے ذریعے کم از کم سر کے چوتھائی حصے کا مسح کرنا فرض ہے۔ امام ابو یوسف اسی بات کے قائل ہیں یعنی ان کے نزدیک سر کے مسح کے حکم میں سر اور ہاتھ دونوں کے حجم کا اعتبار ہوگا۔[5]

امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں 'بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ وضو کے دوران پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے اور وہ دلیل کے طور پر وہ روایات پیش کرتے ہیں جن کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پورے سر کا مسح کیا تھا۔ اہل علم کا ایک اور گروہ یہ جواب پیش کرتا ہے کہ ان روایات سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ وضو کے دوران پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے' ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں لیکن ہم پورے سر کا مسح کرنے کو فرض قرار نہیں دیتے کیونکہ کسی بھی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پورے سر کا مسح اس لیے کیا تھا کیونکہ آپ اسے فرض سمجھتے تھے۔

---

[1] تنوخی سحنون بن سعید' 'المدونۃ' (16/1)

[2] مرداوی' علی بن سلیمان' 'الانصاف' (161/1)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' 'المغنی' (111/1)

[3] مختصر المزنی 32/1' الماوردی' علی بن محمد بن حبیب' 'الحاوی الکبیر' (114/1)

[4] فرغانی' علی بن ابوبکر' 'الہدایۃ' (12/1)' سیواسی' کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام' 'فتح القدیر' (16/1)

[5] الکاسانی' علاؤالدین' 'بدائع الصنائع' (4/1)' فرغانی' علی بن ابوبکر' 'الہدایۃ' (12/1)' سیواسی' کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام' 'فتح القدیر' (16/1)

اس کی مزید وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کئی مرتبہ تمام اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھویا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وضو کے دوران ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا فرض ہے بلکہ تین مرتبہ دھونا (سنت اور) باعثِ فضیلت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی روایات ثابت ہیں جن کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر کے بعض حصے کا مسح کیا ہے جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے لیے وضو کیا اور وضو کے دوران عمامے اور پیشانی (کی طرف سے سر کے بعض حصے) کا مسح کیا۔

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر کے بعض حصے پر مسح کیا ہے اور وہ پیشانی ہے لہٰذا پیشانی کا ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سر کے بقیہ حصے کا یہی حکم ہوگا جو پیشانی کے ظاہری حصے کا حکم ہے کیونکہ اگر عمامے پر مسح کرنے سے مسح کا حکم پورا ہو جاتا ہے تو اس کی مثال موزوں پر مسح کی مانند ہوتی کیونکہ موزوں میں پاؤں چھپ جاتے ہیں اور اگر پاؤں کا بعض حصہ ظاہر ہو جائے تو ظاہری حصے کو دھونا اور بقیہ حصے پر مسح کر لینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ پوشیدہ حصے کا بھی وہی حکم ہے جو ظاہری حصے کا ہے اس لیے جب ظاہری حصے کو دھونا واجب ہوگا تو پوشیدہ حصے کو دھونا بھی واجب ہوگا۔

سر کا حکم بھی اسی طرح ہے جب اس کے ظاہری حصے کا مسح واجب ہوگا تو اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس کے باطنی حصے کا مسح کرنا جائز نہیں ہے تا کہ پورے سر کا حکم ایک جیسا ہو جائے جیسے پاؤں کا کچھ حصہ اگر موزے میں پوشیدہ ہو تو پورے پاؤں کا حکم ایک جیسا ہوگا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بقیہ سر کی بجائے صرف پیشانی کے مسح پر اکتفاء کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگا کہ سر کے مسح کے بارے میں صرف پیشانی کے حجم کے برابر حصے پر مسح کرنا فرض ہوگا اور جن اوقات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس مخصوص مقدار سے زیادہ حصے پر مسح کیا ہے' وہ تمام روایات اس عمل کی فضیلت کی دلیل ہوں گی' وجوب کی نہیں اس طرح دونوں طرح کی روایات میں تطبیق ہو جائے گی۔

اگر عقلی اعتبار سے اس مسئلے کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ وضو میں فرض کا تعلق بعض مخصوص اعضاء کے ساتھ ہے جن میں سے بعض کو دھونے کا حکم ہے اور بعض پر مسح کرنے کا حکم ہے۔ چہرہ' بازو اور پاؤں کو دھونے کا حکم ہے لہٰذا تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ان اعضاء کو مکمل طور پر دھونا فرض ہے اور ان اعضاء کے بعض حصے کو دھونا اور بعض کو نہ دھونا جائز نہیں ہے البتہ سر پر مسح کرنے کا حکم ہے اس لیے ہمیں کسی ایسے شرعی حکم کا جائزہ لینا ہوگا جس میں مسح کا حکم موجود ہوتا کہ ہم یہ اندازہ قائم کر سکیں کہ مسح کے حکم کی نوعیت کیا ہو سکتی ہے؟

موزوں پر مسح کا حکم ہمارے سامنے آتا ہے' جس کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ اس کے صرف اوپر والے حصے پر مسح کیا جائے گا یا اوپر اور نیچے دونوں حصوں پر مسح کیا جائے گا لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ پورے موزے پر مسح کرنا فرض نہیں ہے اس لیے قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ سر کے بھی بعض حصے پر مسح فرض ہو۔

امام ابوحنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد اسی بات کے قائل ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد والے حضرات (یعنی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین وتبع تابعین) سے بھی ایسی روایات منقول ہیں جن سے اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔[1]

❀—❀❀—❀
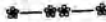
بَابُ ۱۴۰: وُضُوءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَاَتِهٖ وَفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْاَةِ وَتَوَضَّاَ عُمَرُ بِالْحَمِيْمِ وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ

مرد کا اپنے بیوی کے ہمراہ یا بیوی کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ حضرت عمر نے ایک عیسائی خاتون کے گھر گرم پانی سے وضو کیا تھا۔

•••———•••———•••

190- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا

حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں مرد اور عورتیں (یعنی ان کی بیویاں گھر میں) اکٹھے وضو کرلیا کرتے تھے۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے جملہ راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ بیان صحابی پر مشتمل ہے۔ جس کے ذریعے بالواسطہ طور پر حدیث ''تقریری'' ثابت ہوتی ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۴۱: صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَهٗ عَلَى الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

نبی اکرم ﷺ نے ایک بے ہوش شخص پر اپنے وضو کا بچا ہوا پانی چھڑکا تھا۔

•••———•••———•••
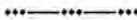
191- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّاَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهٖ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيْرَاثُ اِنَّمَا يَرِثُنِيْ كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَائِضِ

حضرت جابر بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں ان دنوں بیمار تھا اور بے ہوش تھا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا بچا ہوا پانی میرے اوپر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری میراث کسے ملے گی؟ کیونکہ میرا کلالہ ہے اس وقت وراثت سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

---

[1] طحاوی ابوجعفر شرح معانی الآثار 38/1

سند پر تبصرہ: اس روایت کے چار راویوں میں سے دو مدنی اور دو بصری ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ یہ دراصل بیانِ صحابی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے ایک فعل کا ذکر موجود ہے۔

بَابُ ۱۴۲: الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ فِي الْمِخْضَبِ وَالْقَدَحِ وَالْخَشَبِ وَالْحِجَارَةِ

لگن پیالہ لکڑی یا پتھر کے برتن میں (موجود پانی سے) وضو یا غسل کرنا

192- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ اِلٰى اَهْلِهِ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَآءٌ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قُلْنَا كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' نماز کا وقت ہوا تو جن لوگوں کے گھر قریب تھے' وہ اپنے گھر چلے گئے باقی لوگ وہیں موجود رہے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پتھر کا ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی موجود تھا اس کا منہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں ہتھیلی داخل نہیں کی جا سکتی تھی اور پھر تمام حاضرین نے اس پانی سے وضو کر لیا (راوی کہتے ہیں) ہم نے دریافت کیا اس وقت حاضرین کی تعداد کتنی تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا 80 سے زیادہ لوگ تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے چار راویوں میں سے تین راوی بصری ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

193- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ

حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے پیالہ منگوایا جس میں پانی موجود تھا' آپ نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور منہ دھویا اور پھر اس میں کلی کی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے جملہ راوی کوفی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے اس روایت کو ان کے صاحب زادے عامر بن عبداللہ اشعری نے نقل کیا ہے جن کی کنیت ابو بردہ ہے۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

194- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجْنَا لَهُ مَآءً فِيْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ فَغَسَلَ

وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَّيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن زید روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو ہم نے پیتل کے برتن میں پانی پیش کیا۔ آپ نے اس سے وضو کیا (اور وضو کے دوران) تین مرتبہ چہرہ دھویا' دو دو مرتبہ دونوں بازو دھوئے' آگے اور پیچھے سے سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے بعض راوی مدنی اور بعض عراقی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

195 - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْدَمَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے یہ اجازت مانگی کہ آپ ﷺ بیماری کے دوران میرے گھر میں مقیم رہیں گے۔ ازواج مطہرات نے اس پر رضامندی ظاہر کی تو نبی اکرم ﷺ دو آدمیوں کے سہارے زمین پر پاؤں گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے' ان دونوں میں سے ایک حضرت عباس تھے اور دوسرے ایک اور صاحب تھے۔ (راوی عبیداللہ نے اپنے شاگرد سے پوچھا) کیا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرے صاحب کون تھے؟ شاگرد نے جواب دیا' نہیں! تو عبیداللہ نے بتایا' وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ میرے ہاں منتقل ہو گئے تو آپ ﷺ کی تکلیف مزید شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے حکم دیا مجھ پر سات ایسے مشکیزوں کے ذریعے پانی بہاؤ جنہیں پہلے کبھی استعمال نہ کیا گیا ہو تا کہ میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ نبی اکرم ﷺ کو آپ کی زوجہ محترمہ سیّدہ حفصہ کے لگن (ٹب نما بڑا سا برتن) میں بٹھایا گیا پھر ہم نے ان مشکیزوں کے ذریعے آپ ﷺ پر پانی بہانا شروع کیا آخر آپ ﷺ نے خود ہی اشارے سے فرمایا کہ بس اتنا کافی ہے پھر آپ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی عبیداللہ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں اس روایت کے بعض راوی مدنی اور بعض شامی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ بیان صحابیہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے بعض افعال کا ذکر موجود ہے۔

بَابُ ۱۴۳: الْوُضُوْءِ مِنَ التَّوْرِ
طشت میں سے وضو کرنا

196 - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ عَمِّيْ يُكْثِرُ مِنَ الْوُضُوْءِ قَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَخْبِرْنِيْ كَيْفَ رَاَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَاءٍ فَكَفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غَرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاغْتَرَفَ بِهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَاءً فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَدْبَرَ بِيَدَيْهِ وَاَقْبَلَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ

عمرو بن یحییٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میرے چچا وضو کے دوران بہت زیادہ پانی استعمال کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید سے درخواست کی آپ ہمیں بتائیں کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو کس طرح سے وضو کرتے دیکھا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن زید نے پانی کا طشت منگوایا اور اس سے اپنے ہاتھوں پر پانی انڈیل کر دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ کو طشت میں ڈالا اور ایک ہی چلو کے ذریعے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ نے یہ عمل تین مرتبہ کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر چلوؤں میں پانی لے کر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دو دو مرتبہ دھویا پھر ہاتھ میں پانی لے کر اپنے سر کا مسح کیا۔ پہلے ہاتھ پیچھے لے گئے پھر واپس آگے لائے پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد خالد بن مخلد کوفی ہیں اور ان کے سوا بقیہ تمام مدنی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

197 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَاءٍ فَاُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَاءٍ فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِيْهِ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ قَالَ اَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے پانی کا برتن منگوایا تو آپ ﷺ کی خدمت میں کھلے منہ والا پیالہ پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا پانی موجود تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا' کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل رہے ہیں پھر میں نے (اس تھوڑے سے پانی سے) وضو کرنے والوں کی گنتی کی تو ان کی تعداد 70 اور 80 کے درمیان تھی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے جملہ راوی بصری ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ١٤٤: الْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ
ایک مُد پانی سے وضو کرنا

198 - حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِى ابْنُ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ اَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ وَّيَتَوَضَّاُ بِالْمُدِّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ایک صاع سے لے کر پانچ مُد کی مقدار کے برابر پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے اور ایک مُد کے برابر پانی سے وضو کرلیا کرتے تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے چار راویوں میں سے ایک مدنی ایک بصری اور دو کوفی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ١٤٥: الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
موزوں پر مسح کرنے کا بیان

199 - حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنِىْ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَاَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ اِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْاَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو النَّضْرِ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ سَعْدًا حَدَّثَهُ فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِاللّٰهِ نَحْوَهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے موزوں پر مسح کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے حضرت عمر سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ یہ بات ٹھیک ہے جب حضرت سعد' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے تمہیں کوئی بات بتائیں تو پھر اس بارے میں کسی اور سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی چار سندیں نقل کی ہیں اس کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دوسرے صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ اس میں حضرت عمر کا تائیدی بیان بھی موجود ہے اس روایت کی دوسری خوبی یہ ہے ایک اسے ایک تابعی سالم بن ابو اُمیہ نے دوسرے تابعی حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے نقل کیا ہے اس روایت کے سات راویوں میں سے تین ''مرو'' کے رہنے والے ہیں اور بقیہ چار مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

موزوں پر مسح

''مسح'' کا لغوی معنی کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا ہے اور اصطلاحی شریعت میں موزوں پر مسح کرنے کا مطلب مخصوص طرز کے موزے کے مخصوص حصے پر مخصوص اوقات میں گیلا ہاتھ پھیرنا ہے۔

مخصوص طرز کے موزے کا مطلب یہ ہے کہ وہ موزہ ٹخنوں تک آتا ہو اور اس کا بیشتر حصہ چمڑے یا اسی طرز کی کسی موٹی چیز سے بنا ہو جس کی موجودگی میں پانی جلد تک نہ پہنچ سکے۔

مخصوص حصے کا مطلب یہ ہے کہ موزے کے اوپر والے حصے پر مسح کیا جائے گا۔

مخصوص اوقات کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ موزہ پہن لینے کے بعد مقیم ایک دن اور ایک رات جبکہ مسافر تین دن اور تین راتوں تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ یہ مدت گزر جانے کے بعد پاؤں دھونا ضروری ہوگا۔

موزوں پر مسح کی یہ مخصوص مدت امام ابوحنیفہ کے فتویٰ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جدید فتوے کے مطابق ہے۔[1]

سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔[2]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس چیز کے قائل ہیں کہ موزوں پر مسح کی کوئی محدود مدت نہیں ہے جب تک انسان خود موزے نہ اُتارے یا اسے جنابت لاحق نہ ہو اس وقت تک وہ موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔[3]

امام لیث بن سعد مصری اور امام ابوعبدالرحمٰن الاوزاعی الشامی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔[4]

قاضی عبدالوہاب لکھتے ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس بارے میں مختلف روایات منقول ہیں لیکن صحیح روایت وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔[5]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کی تائید میں حضرت یحییٰ بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی جاتی ہے، حضرت

---

1. فرغانی، علی بن ابوبکر، ''الھدایۃ'' (30/1) الکاسانی، علاؤ الدین، ''بدائع الصنائع'' (18/1) نووی، یحییٰ بن شرف، ''روضۃ الطالبین'' (131/1) نووی، یحییٰ بن شرف، ''المجموع'' (483/1) عیون المجالس (237/1) جامع الفقہ (183/1) سیواسی، کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام، ''فتح القدیر'' (146/1) الماوردی، علی بن محمد بن حبیب، ''الحاوی الکبیر'' _353/1)
2. مقدسی، عبداللہ بن احمد، ''المغنی'' (281/1) نووی، یحییٰ بن شرف، ''المجموع'' (484/1) مرداوی، علی بن سلیمان، ''الانصاف'' (176/1)
3. تنوخی، سحنون بن سعید، ''المدونہ'' (43/1) التفریع (199/1)
4. مقدسی، عبداللہ بن احمد، ''المغنی'' (289/1) نووی، یحییٰ بن شرف، ''المجموع'' (484/2)
5. عیون المجالس، قاضی عبدالوہاب بن علی البغدادی المالکی (236/1)

یحیٰ بن ایوب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی میں دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ فرماتے ہیں' میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہمیں موزوں پر مسح کرنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ہاں! میں نے عرض کی' ایک دن؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' دو دن بھی ہو سکتے ہیں۔ میں نے عرض کی' تین دن؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جب تک تم چاہو۔[1]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کی تائید میں دوسری روایت حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں "اللہ کے رسول نے ہمیں یہ رخصت عطا کی تھی کہ مسافر تین دن اور تین راتوں تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے جبکہ مقیم ایک دن اور ایک رات تک مسح کر سکتا ہے لیکن اگر ہم اس مدت میں اضافہ کرنا چاہیں تو آپ ہمیں مزید اجازت دے دیں گے۔"[2]

جو حضرات مسح کے لیے مخصوص مدت کے قائل ہیں' ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

عاصم بن رزین بیان کرتے ہیں' میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے دریافت کیا' تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کی' علم کے حصول کے لیے۔ آپ نے فرمایا' طالب علم کی طلب سے راضی ہو کر فرشتے اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ میں نے عرض کی' میں حدث کے بعد موزوں پر مسح کے بارے میں ہچکچاہٹ کا شکار ہوں۔ آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے اس لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ یہ جان سکوں کہ کیا آپ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی کوئی ارشاد سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ سفر کے دوران ہم تین دن اور تین راتوں تک موزے نہ اُتاریں صرف جنابت (کی صورت میں غسل کے لیے انہیں اُتارنا ہوگا) نیند یا پیشاب' پاخانہ (کے بعد وضو کرتے وقت انہیں اُتارنے کی ضرورت) نہیں ہے۔[3]

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے ہدایت کی یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو کیونکہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مختلف غزوات (کے اسفار) میں شرکت کا موقع ملا ہے۔ شریح کہتے ہیں' میں نے اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ مقیم شخص ایک دن اور ایک رات تک اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک (موزوں پر مسح کر سکتا ہے)۔[4]

علامہ ابوالحسن الماوردی لکھتے ہیں' حضرت یحیٰ بن ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جب تک چاہے' موزوں پر مسح کر سکتا ہے یعنی مخصوص مدت گزر جانے کے بعد نئے سرے سے موزوں پر مسح کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔[5]

---

1. بجستانی' سلیمان بن اشعث' "السنن" (158)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' "السنن" (557)
2. بجستانی' سلیمان بن اشعث' "السنن" (157)' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" (95)
3. ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" (159)' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" (126)' شافعی' المسند (122)' خطابی' معالم السنن (60/1)
4. نیشاپوری' مسلم بن حجاج' "الصحیح" (276,85)' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" (128)' قزوینی' محمد بن یزید ابن ماجہ' "السنن" (552)
5. "الحاوی الکبیر" الماوردی' علی بن محمد البصری (355/1)

موزے پر مسح کا مقام

احناف کے نزدیک پاؤں کے اوپر والے حصے پر انگلیوں کی طرف سے آغاز کرتے ہوئے ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے حجم کے برابر موزے کے اوپر والے حصے پر ایک مرتبہ مسح کرنا واجب ہے۔

احناف کے نزدیک مسح کی مقدار میں آلہ مسح یعنی ہاتھ کا اعتبار کیا جائے گا اس لیے احناف کے نزدیک موزے کے اندرونی حصے پاؤں کے عقبی اور نیچے والے حصے پاؤں کے دونوں کناروں اور پنڈلی کا مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح احناف کے نزدیک موزوں پر مسح میں تکرار (یعنی دو یا تین مرتبہ مسح کرنا) سنت نہیں ہے۔[1]

مالکیہ کے نزدیک موزے کے اوپر والے پورے حصے کا مسح کرنا واجب ہے جبکہ موزے کے نیچے والے حصے کا مسح کرنا مستحب ہے۔[2]

شوافع کے نزدیک موزے کے اتنے حصے پر مسح کرنا واجب ہے جس پر ہاتھ پھیرنے پر مسح کا اطلاق کیا جا سکے۔ شوافع یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس کا حکم بھی سر کے مسح کے مانند ہے کیونکہ شریعت میں موزے پر مسح کا حکم کسی مقدار کے تعین کے بغیر منقول ہے اسی لیے لغوی اعتبار سے جس عمل پر لفظ ''مسح'' صادق آتا ہو اس عمل کے ذریعے یہ حکم ثابت ہو جائے گا اس لیے شوافع کے نزدیک موزے کے اوپری' نیچے والے یا عقبی کسی بھی حصے پر مسح کرنا درست ہوگا۔[3]

حنابلہ کے نزدیک موزے کے اوپر والے' باہر والے حصے کے اکثر حصے پر مسح کرنا ضروری ہے۔ احناف کی طرح حنابلہ کے نزدیک بھی موزے کے نیچے والے یا عقبی حصے پر مسح کرنا مسنون نہیں ہوگا۔

اوپری اور نیچے والے حصے پر مسح کا حکم

اس اختلاف کی وجہ دو متضاد روایات ہیں' ایک روایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کرتے وقت ان کے اوپری اور نیچے والے دونوں حصوں پر مسح کیا تھا۔

جبکہ دوسری روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دینی احکام عقل کے تابع ہوتے تو موزے کے اوپر والے حصے کے بجائے نیچے والے حصے پر مسح کرنے کو ترجیح دی جاتی لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو موزے کے اوپر والے حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔[4]

موزوں پر مسح کی شرائط

موزوں پر مسح کے بارے میں تین شرائط پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

(1) کامل طہارت کی حالت میں موزوں کو پہنا گیا ہو اس کی دلیل حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے وہ حدیث ہے جس کے

---

[1] مراقی الفلاح (222)' الکاسانی' علاؤ الدین ''بدائع الصنائع'' (12/1)' سیواسی' کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام ''فتح القدیر'' (103/1)' حصکفی' علاؤ الدین' درمختار (36/1)

[2] الشرح الصغیر (159/1)

[3] شربینی' محمد الخطیب ''مغنی المحتاج'' (67/1)' شیرازی' ابراہیم بن علی بن یوسف ''المہذب'' (22/1)

[4] دار قطنی' علی بن عمر ''السنن'' (472)

مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے طہارت کی حالت میں انہیں پہنا تھا جمہور نے یہ شرط عائد کی ہے کہ یہ طہارت پانی کے ذریعے حاصل کی گئی ہو لیکن شوافع کے نزدیک تیمم کے بعد بھی موزے پہنے جاسکتے ہیں۔

(2) وہ موزے پاک ہوں اور غسل میں پاؤں کے جس حصے کو دھونا فرض ہے وہ سارا حصہ ان موزوں سے ڈھانپا ہوا ہو۔

(3) وہ موزے پہن کر آسانی سے چلا جاسکتا ہے [1]

الکاسانی تحریر کرتے ہیں' موزوں پر مسح کی شرائط دو طرح کی ہیں:

(1) وہ شرائط جو مسح کرنے والے سے متعلق ہیں۔

(2) وہ شرائط جو موزے سے متعلق ہیں۔

مسح کرنے والے سے متعلق شرائط

مسح کرنے والے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جب اسے حدث لاحق ہوا تھا تو پھر اس نے کامل طہارت کی حالت میں موزے پہنے ہوں لیکن موزے پہننے سے پہلے مکمل طہارت حاصل کر لینا شرط نہیں ہے یہ ہمارا (احناف کا) موقف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ موزے پہننے والے کے لیے موزے پہنتے وقت کامل طہارت کا موجود ہونا شرط ہے۔

اس کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی شخص وضو کے آغاز میں پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لے اور پھر بقیہ وضو مکمل کرے اور وضو مکمل کرنے سے پہلے اسے حدث لاحق نہ ہو پھر وضو مکمل ہو جانے کے بعد اسے حدث لاحق ہو جائے تو ہمارے نزدیک اب وہ شخص اس موزے پر مسح کرسکتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ شرط تھی کہ وضو ٹوٹنے سے پہلے پاؤں کی طہارت کی حالت میں وہ موزے پہن چکا ہو لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی صورت میں اس شخص کے لیے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ جس وقت اس نے موزے پہنے تھے اس وقت وہ کامل طہارت (باوضو) حالت میں نہیں تھا کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو میں ترتیب کے ساتھ وضو کرنا شرط ہے اس لیے پہلے پاؤں دھو لینے کی صورت میں وضو کی شرط برقرار نہیں رہے گی اس شخص کا وضو نامکمل ہوگا اس لیے یہ شخص ان کے نزدیک موزے پہنتے وقت باوضو حالت میں شمار نہیں ہوگا۔

موزے سے متعلق شرائط

(1) وہ موزہ پاؤں کے اتنے حصے کو ڈھانپے ہوئے ہو جسے دھونا وضو میں فرض ہے۔

(2) اس موزے کو پہن کر چلنا ممکن ہے۔

(3) وہ موزہ پھٹا ہوا نہ ہو تاہم پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر پھٹے ہوئے موزے پر مسح کرنا جائز ہے۔

(4) وہ موزہ باندھے بغیر پاؤں پر آجائے۔

•••———•••———•••

200- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعٍ

[1] حصکفی' علاؤالدین درمختار (241/1)' الکاسانی' علاؤالدین'' بدائع الصنائع'' (9/1)' مراقی الفلاح (22)' الشرح الصغیر (154/1)' شربینی' محمد الخطیب'' مغنی المحتاج'' (65/1)' شیرازی' ابراہیم بن علی بن یوسف'' المہذب'' (21/1)' مقدسی' عبداللہ بن احمد'' المغنی'' (282/1)' القرطبی' محمد بن احمد بن رشد'' بدایۃ المجتہد'' (21/1)

بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ اَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيهَا مَآءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

حضرت مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت مغیرہ بھی پانی کے برتن کے ہمراہ آپ کے پیچھے چل دیئے جب نبی اکرم ﷺ فارغ ہوئے تو حضرت مغیرہ نے آپ ﷺ کو وضو کروانا شروع کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور وضو کے دوران موزوں پر مسح کیا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی خوبی یہ ہے کہ اس کے سات راویوں میں سے ایک شرف صحابیت سے بہرہ مند ہے اور بقیہ چھ میں سے چار راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں یعنی حضرت عروہ بن مغیرہ' حضرت نافع بن جبیر بن مطعم' سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف' یحییٰ بن سعید بن قیس۔ ان چار تابعی میں سے تین یقینی طور پر صحابہ کرام کے صاحب زادے ہیں' چوتھے یحییٰ بن سعید انصاری ہیں' ان کا تعلق بنونجار سے ہے لیکن کیا ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے؟ یہ پتہ نہیں چل سکا۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
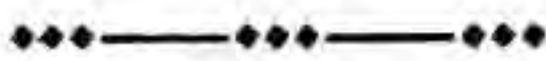
201- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَتَابَعَهُ حَرْبٌ وَاَبَانُ عَنْ يَحْيٰى

جعفر بن اُمیہ ضمیری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی تین سندیں نقل کی ہیں اس روایت کے چھ راویوں میں سے ایک راوی کو شرفِ صحابیت حاصل ہے اور بقیہ پانچ راویوں میں سے تین راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں یعنی یحییٰ بن ابوکثیر' عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور جعفر بن عمرو اس کے ابتدائی تین راوی مدنی اور بقیہ تین راوی عراقی ہیں جن میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد فضل بن دکین کوفہ کے رہنے والے ہیں اور ان کی کنیت ابونعیم ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

202- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ وَتَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جعفر بن عمرو بن اُمیہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے سات راویوں میں سے تین راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں اس روایت کے بعض راوی مدنی اور بعض شامی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابٌ ۱۴۶: اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَیْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ

جب پاؤں کو پاک حالت میں (موزوں میں) داخل کیا ہو۔

203- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَهْوَیْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّیْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّیْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَیْنِ فَمَسَحَ عَلَیْهِمَا

عروہ بن مغیرہ اپنے والد (حضرت مغیرہ بن شعبہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک سفر کے دوران میں بھی نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں آپ ﷺ کے موزے اُتارنے کے لیے جھکا تو آپ نے فرمایا انہیں رہنے دو کیونکہ جب میں نے ان میں پاؤں داخل کیے تھے تو میرے پاؤں پاک تھے۔ (حضرت مغیرہ فرماتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے ان موزوں پر مسح کرلیا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے جملہ راوی کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث فعلی وقولی کا مجموعہ ہے۔

بَابٌ ۱۴۷: مَنْ لَّمْ یَتَوَضَّاْ مِنْ لَّحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِیْقِ وَاَکَلَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ یَتَوَضَّئُوْا

بکری کا گوشت کھانے یا ستو پینے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی ﷺ نے گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کیا۔

204- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکَلَ کَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے بکری کے شانہ کا گوشت تناول کیا اور پھر وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ مسئلہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بکری کا گوشت اور ستو کھالینے کے بعد وضو کرنا لازم نہیں ہے اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

بارے میں روایات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان حضرات نے گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کیا۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے جملہ راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں اس روایت کو ایک تابعی زید بن اسلم نے دوسرے تابعی عطا بن یسار سے نقل کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

نفس مسئلہ: آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے سے وضو لازم ہو جاتا ہے؟

اختلاف اُمت: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔[1]

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔ ان صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوطلحہ انصاری، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔[2]

اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے امام ابوجعفر طحاوی نے پہلے وہ تمام روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا لینے کے بعد وضو لازم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد وہ روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں کیا اور پھر ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن روایات میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنے کا ذکر ہے، وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آخری عمل ہے۔ (ملخص)[3]

•••——•••——•••

205- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَلْقَى السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

جعفر بن عمرو بن اُمیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا ہے پھر نماز کا وقت ہوا تو آپ نے چھری رکھی اور وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی جعفر بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

---

[1] صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، "المصنف"، (164/1)، مقدسی، عبداللہ بن احمد، "المغنی"، (183/1)، نووی، یحییٰ بن شرف، "المجموع"، (157/1)

[2] صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، "المصنف"، (172/1)، مقدسی، عبداللہ بن احمد، "المغنی"، (184/1)، نووی، یحییٰ بن شرف، "المجموع"، (57/1)

[3] طحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ، "شرح معانی الآثار"

بَابٌ ۱۴۸: مَنْ مَّضْمَضَ مِنَ السَّوِيْقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

ستو پینے کے بعد صرف کلی کی جائے گی وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

...——...——...

206- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ اَدْنٰى خَيْبَرَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

حضرت سوید بن نعمان بیان کرتے ہیں: جس سال خیبر فتح ہوا (یعنی غزوہ خیبر کے دوران) وہ بھی نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ شریک سفر تھے جب لوگ صہباء کے مقام پر پہنچے' یہ خیبر کے نزدیک ہے تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے کھانا طلب کیا تو صرف ستو پیش کیے گئے جنہیں نبی اکرم ﷺ نے بھی کھایا اور ہم سب نے بھی کھایا پھر آپ ﷺ نماز مغرب کے لیے اُٹھے تو آپ ﷺ نے صرف کلی کی' ہم نے بھی صرف کلی کی۔ نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھائی۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں' ستو کھانے کے بعد کلی کرنا سنت ہے اور وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا جملہ راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں اس کی سند کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اسے ایک تابعی یحییٰ بن سعید انصاری نے دوسرے تابعی بشیر بن یسار سے روایت کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) کوئی بھی چیز کھانے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے۔ (2) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ذریعے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک ہی وضو کے ذریعے دو یا دو سے زیادہ نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ (3) سفر کے دوران مل جل کر کھانا کھانا چاہیے کیونکہ اتفاق میں برکت ہے۔ (4) قافلہ سالار کو چاہیے کہ وہ تمام قافلے والوں سے کھانے کا سامان اکٹھا کرے تا کہ جس شخص کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ہو وہ بھی کھانا کھالے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں یہ رواج ہے کہ لوگ اجتماعی سفر کے دوران اپنے ہم سفر ساتھیوں کے کھانے پینے کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے بلکہ ہم تو حضر میں بھی اپنے قریبی دوستوں اور ساتھیوں کا ذرا خیال نہیں رکھتے' ہمارے آس پاس رہنے والوں کو کتنے وقت کا فاقہ کرنا پڑا' ہم نے کبھی سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

...——...——...

207- وَ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

اُم المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاں گوشت تناول کیا اور پھر دوبارہ وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی بکیر بن عبداللہ نے دوسرے تابعی کریب بن مسلم سے روایت کیا ہے۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
مضامین حدیث: یہ حدیث ترجمۃ الباب: **148** سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس ترجمۃ الباب اور اس حدیث کے درمیان کوئی مطابقت موجود نہیں ہے۔

علامہ کرمانی لکھتے ہیں اگر آپ یہ سوال کریں کہ یہ حدیث ترجمۃ الباب سے مطابقت نہیں رکھتی ہے تو ہم اس کا یہ جواب دیں گے کہ یہ ترجمۃ الباب اور سابقہ ترجمۃ الباب ان دونوں میں اصل سابقہ ترجمۃ الباب ہے لیکن تیسری حدیث میں کیونکہ وضو نہ کرنے کے ساتھ کلی کرنے کا اضافی حکم بھی موجود تھا اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قاری کو تنبیہ کرنے کے لیے دوسرا اضافی ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اور یہ احتمال بھی موجود ہے کہ شاید نسخہ نقل کرنے والوں میں سے کسی نے لاعلمی کی وجہ سے اس حدیث کو سابقہ ترجمۃ الباب کی بجائے یہاں نقل کر دیا ہو۔[1]

کرمانی کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ نسخہ نقل کرنے والوں کی جہالت کا نتیجہ ہے کیونکہ عام طور پر وہ شخص نسخہ نقل کرتا ہے جو بہترین کاتب ہو اور بیشتر اچھے کاتب شرعی علوم سے جاہل ہوتے ہیں گر ہر فن کی کتابوں کو متعلقہ فن کے ماہرین نقل کریں تو اس طرح کی غلطیوں کا امکان کم ہو جائے۔[2]
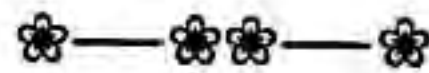
بَابُ ۱۴۹: هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ

کیا دودھ پینے کے بعد کلی کی جائے گی؟

208- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهُ دَسَمًا تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے دودھ پیا اور پھر کلی کرنے کے بعد فرمایا اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دودھ پینے کے بعد کلی کرنا سنت ہے۔

[1] کرمانی' محمد بن یوسف' الکواکب الدراری

[2] عینی' بدرالدین محمود'' عمدۃ القاری'' (159/4)

مضامین حدیث: اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا بیان موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دودھ پینے کے بعد کلی کرلیا کرتے تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی چار سندیں نقل کی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے تاہم اس کا ایک حصہ حدیث قولی بھی ہے۔

عصریات: آج ہمارے زمانے میں جبکہ علوم وفنون بہت زیادہ پھیل چکے ہیں' جدید سائنسی تحقیقات نے بہت سے ایسے کاموں کی نشاندہی کی ہے جنہیں نہ کرنے سے کوئی بڑی خرابی لازم نہیں آتی لیکن ان پر عمل پیرا ہونا انسان کی اپنی صحت کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کیونکہ زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہیں اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت کے ذریعے بعض ایسے امور کی تلقین کی ہے جو انسان کی اپنی صحت کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں عام رواج یہ ہے کہ صرف ان احادیث پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جو اختلافی موضوعات سے متعلق ہوتی ہیں' ضرورت اس امر کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاقی ومعاشرتی تعلیمات کی تبلیغ کی جائے اور ان تعلیمات کو ہر خاص وعام تک پہنچایا جائے۔

❀——❀❀——❀

بَابُ: ۱۵۰: الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ وَمَنْ لَّمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ اَوِ الْخَفْقَةِ وُضُوْءًا

سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ایک یا دو مرتبہ اونگھنے یا نیند کا جھونکا آجانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

••• ——— ••• ——— •••

209- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ

سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کو نماز کے دوران اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند پوری ہو جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نیند کے شدید غلبے کے دوران نماز پڑھتے ہوئے وہ اپنے حساب سے استغفار پڑھ رہا ہو اور درحقیقت خود کو بُرا بھلا کہہ رہا ہو۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تاہم اونگھنے یا نیند کا جھونکا آجانے کی وجہ سے وضو لازم نہیں ہوتا۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں' لیٹ کر تکیے سے پہلو لگا کر یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر اس طرح سو جانا کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو انسان گر پڑے (تو وضو ٹوٹ جاتا ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں انسان کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اسے نہیں پتہ چلتا کہ اس کا وضو ٹوٹ چکا ہے یا نہیں؟ اور جو چیز عام طور پر وقوع پذیر ہوتی ہے اس کی حیثیت یقینی ہوتی ہے۔ ٹیک لگانے کی صورت میں بیداری کی سی کیفیت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح اس حالت میں یعنی ٹیک لگانے سے اعصاب انتہائی ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اگرچہ دیوار وغیرہ سے ٹیک

لگانے کی صورت میں گرنے کا ڈر نہیں ہوتا اس کے برعکس اگر کوئی شخص قیام' قعود' رکوع یا سجدے کی حالت میں سو جائے تو اس صورت میں جسم پر کنٹرول باقی ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر انسان لڑھک جائے تو اس کے اعضاء مکمل طور پر ڈھیلے نہیں ہوتے اس بارے میں اصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

''جو شخص قیام' قعدہ' رکوع یا سجدے کی حالت میں سو جائے اس کا وضو ختم نہیں ہوتا کیونکہ جب وہ لیٹ کر سوتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔''[1]

امام کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں اس روایت کے الفاظ کے سب سے زیادہ قریب اس روایت کے الفاظ ہیں جسے امام بیہقی نے نقل کیا ہے۔

''جو شخص بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے سو جائے تو جب تک اس کا پہلو (کسی چیز سے) ٹیک نہیں لگائے گا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن جب وہ لیٹ جائے (یا کسی چیز سے ٹیک لگا لے) تو اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں گے (اور اسے پتہ نہیں چل سکے گا کہ اس دوران اس کا وضو ٹوٹ چکا ہے یا نہیں)[2]

ابن ہمام لکھتے ہیں' بیہقی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں یزید بن عبدالرحمٰن دالانی منفرد ہیں۔ ابن ہمام مزید لکھتے ہیں' امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدے کی حالت میں سوئے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خراٹوں کی آواز آنے لگی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ نماز پڑھنا شروع کر دی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو سو چکے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' سونے کی وجہ سے وضو اس شخص پر لازم ہوتا ہے جو لیٹ کر سو جائے کیونکہ جب وہ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔''[3]

ابن ہمام لکھتے ہیں' حدیث کا یہ ٹکڑا ''منکر'' ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ صرف لیٹ کر سونے والے کا وضو ٹوٹتا ہے کیونکہ اسے صرف یزید دالانی نے روایت کیا ہے اس روایت کا ابتدائی حصہ بہت سے راویوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے لیکن کسی نے بھی اس ٹکڑے کو روایت نہیں کیا۔ ابن حبان' دالانی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بہت غلطیاں کرتا ہے اگر اس کی روایت مستند راویوں کی روایت کے مطابق ہو تو بھی اس کی روایت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا دیگر محدثین کہتے ہیں کہ یہ سچا آدمی تھا لیکن اکثر اوقات اسے وہم لاحق ہو جاتا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی روایات کمزور ہیں لیکن انہیں نقل کیا جا سکتا ہے۔[4]

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ہشام بن عروہ نے دوسرے تابعی عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے جملہ راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

---

1. الفرغانی' علی بن ابوبکر' ''الہدایہ'' (18/1)
2. بیہقی' احمد بن حسین' ''سنن کبریٰ'' (121)
3. بجستانی' سلیمان بن اشعث' ''السنن'' (202)' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' ''الجامع'' (77)' احمد (256/1)' دارقطنی' علی بن عمر' ''السنن'' (159/1)
4. سیواسی' محمد بن عبدالواحد' ''فتح القدیر'' (50/1)

210- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَنَمْ حَتّٰی یَعْلَمَ مَا یَقْرَاُ

حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب نماز کے دوران کسی کو اونگھ آئے تو وہ سو جائے۔ (اور اتنی دیر سو لے کہ بیدار ہونے کے بعد) اسے یہ پتہ چل رہا ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: **150** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون بھی وہی ہے جو حدیث: **209** کا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ایوب بن کیسان نے دوسرے تابعی عبداللہ بن زید جن کی کنیت "ابوقلابہ" ہے سے روایت کیا ہے اس روایت کے جملہ راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابُ ۱۵۱: اَلْوُضُوْءِ مِنْ غَیْرِ حَدَثٍ
وضو کی تجدید کا حکم

211- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ ح وَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ قُلْتُ کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالَ یُجْزِیْٔ اَحَدَنَا الْوُضُوْءُ مَا لَمْ یُحْدِثْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے۔ (حضرت انس کے شاگرد کہتے ہیں) میں نے پوچھا آپ حضرات (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کیا کیا کرتے تھے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جب تک ہمارا پہلا وضو ٹوٹ نہ جاتا ہم دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سابقہ وضو کی موجودگی میں از سر نو وضو کرنا سنت ہے تاہم اگر کسی شخص کا وضو نہ ٹوٹا ہو تو سابقہ وضو سے ہی نئے وقت کی نماز پڑھ سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محمد بن یوسف کے سوا تمام راوی کوفی یا بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے یہ حدیث فعلی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں یہاں نقل کی ہیں جن میں سے ایک دوسری سے عالی ہے۔

212- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ بُشَیْرُ بْنُ یَسَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سُوَیْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ خَیْبَرَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالصَّہْبَاءِ صَلّٰی

لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا صَلّٰى دَعَا بِالْاَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

حضرت سوید بن نعمان بیان کرتے ہیں جس سال خیبر فتح ہوا (یعنی غزوہ خیبر کے دوران) وہ بھی نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ شریک سفر تھے جب لوگ صہباء کے مقام پر پہنچے' یہ خیبر کے نزدیک ہے تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے کھانا طلب کیا تو صرف ستو پیش کیے گئے جنہیں نبی اکرم ﷺ نے بھی کھایا اور ہم سب نے بھی کھایا پھر آپ ﷺ نمازِ مغرب کے لیے اُٹھے تو آپ ﷺ نے صرف کلی کی' ہم نے بھی صرف کلی کی۔ نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھائی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک بشیر بن یسار اور دوسرے یحییٰ بن سعید انصاری اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد خالد بن مخلد کوفی ہیں اور ان کے علاوہ دیگر تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۵۲: مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ لَّا يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهٖ

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے

213- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِيطَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ یا شاید مکہ مکرمہ میں' ایک باغ کے پاس سے گزرے تو آپ نے دو آدمیوں کی آواز سُنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور (بظاہر) کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا پھر آپ ﷺ نے خود ہی وضاحت کی' ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک ٹہنی منگوائی اس کے دو حصے کیے اور دونوں میں سے ہر قبر پر ایک حصہ رکھ دیا۔ عرض کی گئی' یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جب تک یہ دونوں ٹہنیاں خشک نہیں ہو جاتی ہیں اس وقت تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ایک مجاہد بن جبر اور دوسرے منصور بن معتمر اس روایت کے پانچ راویوں میں سے تین راوی کوفی ہیں جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عثمان بن محمد بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی وفعلی کا مجموعہ ہے۔

نفس مسئلہ: کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے انسان کو قبر میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں' کبائر کبیرہ کی جمع ہے اور اس سے مراد ان قبیح افعال کا ارتکاب ہے جنہیں شریعت نے گناہ قرار دے کر ان سے باز رہنے کا حکم دیا ہوا ان گناہوں میں قتل' زنا' میدانِ جنگ سے فرار اور دیگر گناہ شامل ہیں۔

اہلِ علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ کبیرہ گناہ کون' کون سے ہیں؟ بعض اہلِ علم کے نزدیک ان کی تعداد سات ہے اور یہ سات وہ گناہ ہیں جن کا ذکر صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث میں ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہلاکت کا شکار کر دینے والے سات گناہوں سے بچو! عرض کی گئی' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کسی کو اللہ کا شریک قرار دینا جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہوا اس کو ناحق قتل کر دینا' جادو کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال ہڑپ کر جانا' میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا' بھولی بھالی پاک دامن مسلمان عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔"

بعض اہلِ علم کے نزدیک ان سات کبیرہ گناہوں میں مزید دو گناہوں کا اضافہ کیا ہے' جن کا ذکر امام حاکم کی نقل کردہ طویل حدیث میں ہے' وہ دو گناہ یہ ہیں:

"مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور حدودِ حرم کی بے حرمتی کرنا۔"

بعض اہلِ علم کے نزدیک ہر نافرمانی کبیرہ گناہ ہے اور بعض کے نزدیک ہر وہ گناہ جو آگ میں ڈالے جانے' لعنت کا شکار ہونے' اللہ تعالیٰ کے غضب یا اس کے عذاب کا باعث بنے' وہ کبیرہ گناہ ہے۔

ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا' کیا کبیرہ گناہ سات ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا' ان کی تعداد سات سو تک ہے۔

میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ کسی گناہ کا کبیرہ ہونا ایک اضافی پہلو ہے یعنی ہر وہ گناہ جس سے کوئی چھوٹا گناہ موجود ہو' وہ اس چھوٹے گناہ کے مقابلے میں کبیرہ شمار ہوگا اور اپنے سے بڑے گناہ کے مقابلے میں صغیرہ شمار ہوگا۔[1]

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب کا شکار لوگوں کی قبر پر درخت کی شاخ لگائی اور یہ امید ظاہر کی کہ شاید اس کے خشک ہونے تک ان دونوں کے عذاب میں کمی آ جائے۔ اہلِ علم نے یہاں یہ سوال اُٹھایا ہے کہ صاحبانِ قبر کے عذاب میں تخفیف کی وجہ کیا ہے؟

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں' خطابی نے بیان کیا ہے کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکت کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے عذاب میں تخفیف کی دعا کی ہو اس

1. عینی بدر الدین محمود عمدۃ القاری (170/3)

حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ تر شاخ میں کوئی ایسی خصوصیت ہوتی ہے جو خشک شاخ میں نہیں ہوتی۔[1]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں' علماء نے یہ بات بیان کی ہے اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں مُردوں کی شفاعت کے لیے دعا کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے جواب میں ان کے عذاب میں اس حد تک تخفیف کر دی گئی جب تک وہ شاخ خشک نہ ہو جائے۔

شیخ انور شاہ کشمیری تحریر کرتے ہیں' ان مردوں کے عذاب میں تخفیف شاخوں کی تسبیح کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکت کی وجہ سے ہوئی تھی۔[2]

اس کے حاشیے میں مولانا بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں' قبر پر پھول ڈالنے کے معاملے میں لوگ انتہا پسندی کا شکار ہو چکے ہیں' انہوں نے اس عمل کو حنفیت کا علامتی نشان قرار دے دیا ہے اور جو ایسا نہیں کرتا' اسے وہابی کہہ دیا جاتا ہے۔ آپ خود غور کریں کہ ان مردوں کے عذاب میں تخفیف کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت یا ایک عام سے درخت کی تسبیح؟ اگر یہ لوگ حدیث پر عمل کرنے کے سچے دعوے دار ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ قبر پر پھول ڈالنے کی بجائے درخت کی شاخیں لگائیں یا پھر یہ پھول ان لوگوں کی قبر پر ڈالے جائیں جنہیں عذاب ہو رہا ہو' نیک لوگوں کی قبروں پر ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے اور حقیقی پیروکار تھے' ان سے تو ایسا کوئی عمل منقول نہیں ہے۔[3]

سابقہ سطور میں آپ نے چار اہلِ علم کی آراء ملاحظہ کی ہیں جن میں سے دو پرانے زمانے کے مشائخ میں سے ہیں جبکہ مؤخر الذکر دو حضرات کا تعلق گزشتہ صدی سے ہے۔ یہ دونوں صاحبان دیوبند مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اس ساری گفتگو سے ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے۔

حدیث میں جن مردوں کے عذاب میں تخفیف کا ذکر کیا گیا ہے اس تخفیف کا بنیادی سبب کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت؟ شاخوں کی تسبیح؟

اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں:

(1) پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس بارے میں متقدمین اور (غیر متنازع) متاخرین کی آراء سامنے رکھیں۔

(2) ہم حدیث کے الفاظ پر غور کر کے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کریں۔

جہاں تک متقدمین و متاخرین کی آراء کا تعلق ہے تو علامہ عینی کے حوالے سے خطابی کا یہ بیان پہلے نقل کیا جا چکا ہے کہ ان کے نزدیک اس تخفیف کا بنیادی سبب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہے۔ خطابی کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ابن حجر لکھتے ہیں' حدیث کے سیاق و سباق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس کے ذریعے ان شاخوں کو ان قبروں پر لگایا تھا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان شاخوں کو لگانے کا حکم دیا ہو پھر صحابی رسول حضرت بریدہ بن حصیب نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کی پیروی کی اور یہ وصیت کی کہ ان کی قبر پر شاخیں لگائی

---

1. عینی' بدر الدین محمود' عمدۃ القاری (174/3)
2. میرٹھی' بدر عالم' "فیض الباری" (311/1)
3. میرٹھی' بدر عالم' حاشیہ فیض الباری (311/1)

جائیں جیسا کہ (صحیح بخاری) کے "کتاب الجنائز" میں یہ حدیث ذکر کی جائے گی اس لیے کسی بھی اور شخص کے مقابلے میں حضرت بریدہ کے طرزِ عمل کی پیروی کرنا زیادہ مناسب ہے۔[1]

علامہ سید احمد طحاوی تحریر کرتے ہیں' درخت کی شاخ کے حکم میں ہر وہ چیز داخل ہوگی جو کسی بھی درخت کی رطوبت ہو شرح مشکوۃ میں تحریر ہے' متاخرین اہلِ علم میں سے بعض حضرات نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قبر پر پھول اور درخت کی شاخیں رکھنے کا عمل سنت ہے' وہ اس حدیث سے ثابت ہے تاہم اگر درخت کی تسبیح کی وجہ سے عذاب میں تخفیف کی امید کی جاسکتی ہے تو قرآن کی تلاوت کی برکت اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔[2]

علامہ شامی لکھتے ہیں' اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تر شاخ کو توڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر کے قبر پر رکھے تھے اور ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف کا سبب ان شاخوں کے خشک نہ ہونے کو قرار دیا تھا۔[3]

ان علماء کی تصریحات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قبر پر پھول ڈالنا اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہے۔ علامہ میرٹھی کا یہ شکوہ کرنا کہ قبروں پر پھول نہ ڈالنے کو "وہابی" کہا جاتا ہے' مناسب نہیں ہے کیونکہ انہیں وہابی اس لیے نہیں کہا جاتا کہ وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس عمل کو جس کی اصل سنت سے ثابت ہے' بدعت قرار دیتے ہیں اس کی مثال میں وہ روایت پیش کی جاسکتی ہے جس میں یہ بات مذکور ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا' کیا پاک ہو جانے کے بعد ہمیں نمازوں کی قضا ادا کرنا ہوگی؟ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا' کیا تم "حروریہ" ہو؟[4]

یعنی تمہارے اس سوال سے حروریوں (خوارج) کی شدت پسندی کی بو آتی ہے۔ اگرچہ وہ عورت خوارج کے سے عقائد نہیں رکھتی تھی اسی طرح اگر کوئی شخص بنیادی طور پر وہابیوں کے سے عقائد نہیں رکھتا لیکن کسی ایک ذیلی مسئلے میں ان کے غلط مؤقف کی صحت پر اصرار کرتا ہے اور وہ مؤقف بھی ایسا ہو جو حدیث کے ظاہر کے خلاف ہو تو اسے "وہابی" ہی کہا جائے گا۔

علامہ میرٹھی کا یہ کہنا بھی محلِ نظر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور قبر کی تسبیح میں سے کون امر مراد لینا افضل ہے؟ کیونکہ یہاں کسی چیز کا افضل یا غیر افضل ہونا موضوعِ بحث نہیں ہے۔

علامہ میرٹھی کا یہ مشورہ بھی محتاجِ تنقید ہے کہ حدیث کی پیروی کرنے والوں کو قبروں پر پھول ڈالنے کی بجائے شاخیں لگانی چاہئیں اس کے جواب میں ہم علامہ طحطاوی کا وہ قول پیش کر دیتے ہیں جسے سابقہ سطور میں نقل کیا جا چکا ہے کہ درخت کی رطوبت بھی درخت کی شاخ کے حکم میں شامل ہوگی۔

علامہ میرٹھی کا یہ قول بھی درست نہیں ہے کہ نیک لوگوں کی قبر پر پھول ڈالنے کی بجائے صرف گناہ گاروں کی قبروں پر پھول ڈالے جائیں اس کا مطلب تو یہ ہوگا جیسے آپ کسی کو یہ تلقین کریں کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی بجائے گناہ گاروں کی مغفرت کے لیے دعا کی جائے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

---

[1] عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' "فتح الباری" (425/1)

[2] طحاوی' احمد بن محمد بن سلامہ' "شرح معانی الآثار" (378)

[3] شامی' امین الدین ابن عابدین' "رد المحتار" (847/1)

[4] بخاری (312)

علامہ میرٹھی کا یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا نہیں کیا اس لیے ہمیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے' یہ بھی درست نہیں ہے اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر کا بیان ہم نقل کر چکے ہیں کہ حضرت بریدہ بن حصیب جو صحابی رسول ہیں' انہوں نے اپنی قبر پر شاخیں لگانے کی وصیت کی تھی اور ابن حجر نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی اور کے قول کے مقابلے میں صحابی کے طرزِ عمل کو اپنانا زیادہ مناسب ہے۔

ہمارے سامنے فتح الباری کا جو نسخہ موجود ہے اس کی تنقیح وتصحیح کا کام شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے سرانجام دیا ہے جو غالباً سعودی عرب کے مفتی اعظم ہیں شاید انہوں نے ہی ابن حجر کے اس بیان پر یہ اختلافی نوٹ تحریر کیا ہے:

''اس مسئلے میں علامہ خطابی کا مؤقف درست ہے کہ انہوں نے قبروں پر شاخیں وغیرہ لگانے کا انکار کیا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مخصوص قبروں پر ایسا کیا ہے جن کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اگر یہ کوئی شرعی حکم ہوتا تو تمام قبور پر ایسا کیا جاتا۔ اکابر صحابہ جن میں خلفائے راشدین بھی شامل ہیں' میں ایسا نہیں کیا اور یہ حضرات' حضرت بریدہ سے زیادہ سنت کا علم رکھتے تھے۔''[1]

اس نوٹ اور علامہ میرٹھی کے بیان پر خاصہ طویل کلام کیا جا سکتا ہے تاہم' ہم یہاں صرف چند نکات بیان کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

(1) نبی اکرم سے ایک مرتبہ ہی سہی' بہر حال یہ عمل ثابت ہے۔

(2) ایک ہی صحابی سے سہی' بہر حال یہ عمل صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

(3) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کسی عمل کو نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ عمل کرنا غلط ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کی باجماعت نماز باقاعدگی سے ادا نہیں کی لیکن ہمارے زمانے میں ہر جگہ ایسا ہوتا ہے جس میں مملکت العربیہ السعودیہ اور اتر پردیش کا گاؤں ''دیوبند'' بھی شامل ہے۔

(4) اُمت کے مسلمہ اہلِ علم نے اس عمل کو جائز قرار دیا ہے۔

(5) جن حضرات نے اس کے جواز سے اختلاف کیا ہے' ان کا اختلاف عمل رسول اور عمل صحابی کے مقابلے میں قابلِ اعتناء شمار نہیں ہوگا۔

علامہ میرٹھی نے اپنے نظریاتی مخالفین کے لیے جو آیت پیش کی ہے اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ خود اور ان کے اکابرین اس کے حقیقی مصداق ہوں۔ ذرا آیت پر غور کیجیے:

الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ۔ (کہف:104)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیوی زندگی میں ان کی تمام کوششیں گمراہی کا شکار تھیں اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔''

❀—❀❀—❀

---

1 عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (425/1)
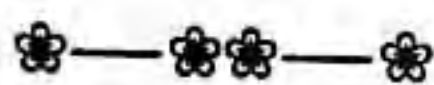
بَابُ ۱۵۴: مَا جَآءَ فِيْ غَسْلِ الْبَوْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ سِوٰى بَوْلِ النَّاسِ

پیشاب کو دھونے سے متعلق روایات' نبی اکرم ﷺ نے ایک صاحب قبر کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا نہیں تھا۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) آپ ﷺ نے انسان کے علاوہ کسی اور کے پیشاب کا ذکر نہیں کیا۔

•••———•••———•••

214- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهٖ اَتَيْتُهٗ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهٖ

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں پانی پیش کر دیتا جس سے آپ ﷺ (بول و براز کے مقام کو) دھو لیتے۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انسان کا پیشاب ناپاک ہے اس لیے اگر کہیں یہ لگ جائے تو اسے دھونا ضروری ہے۔ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جسے وہ سابقہ سطور میں نقل کر چکے ہیں کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے والا شخص قبر میں عذاب کا شکار ہو گیا تھا لیکن اس کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ حکم صرف انسان کے پیشاب کے ساتھ مخصوص ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی عراق کے مختلف شہروں کوفہ' بغداد اور بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

نفس مسئلہ: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے' ان کے پیشاب کا حکم کیا ہے؟

اختلاف اُمت: یہ امام ابوحنیفہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک نجس ہے۔[1]

امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک یہ پاک ہے۔[2]

احناف میں سے امام محمد بن حسن شیبانی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔[3]

امام ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے' مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہ آئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ تم ہمارے اونٹوں (کے فارم پر) چلے جاؤ (جو مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر ہے) اور وہاں تم ان کا دودھ پیو گے۔

---

1. الفرغانی' علی بن ابوبکر' "الهدایہ" (38/1)' نووی' یحییٰ بن شرف' "روضۃ الطالبین" (16/1)
2. تنوخی' سحنون بن سعید' "المدونۃ" (21/1)' المحرر (6/1)
3. شیبانی' محمد بن حسن' الجامع الصغیر (81)

اسی روایت کو قتادہ نے حضرت انس کے حوالے سے روایت کیا ہے اور اس میں (دودھ کی بجائے یا شاید اس کے ہمراہ) پیشاب کا ذکر بھی کیا ہے۔

(طحاوی لکھتے ہیں) اس حدیث کی روشنی میں بعض حضرات نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے' ان کا پیشاب پاک ہے لیکن اہلِ علم کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ ان کا پیشاب ناپاک ہے یہ اسی طرح نجس ہے جس طرح اونٹ کا خون نجس ہے۔ اونٹوں کے پیشاب کا حکم ان کے دودھ یا گوشت کے مانند نہیں ہے۔ عرینہ قبیلے کے لوگوں کے حوالے سے جو روایت آپ نے پیش کی ہے اس کا حکم ضرورت کے پیشِ نظر تھا اس لیے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ بلاضرورت مباح ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بعض اوقات ضرورت کے پیشِ نظر کسی چیز کو مباح قرار دے دیا جاتا ہے لیکن بلاضرورت کوئی چیز جائز نہیں ہوتی اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی احادیث منقول ہیں جیسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ کسی غزوہ کے موقع پر حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی اکرم ؐ کی خدمت میں جوؤں کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو یہ رخصت عطا کی کہ وہ جنگ کے دوران ریشمی کپڑا استعمال کر سکتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں' میں نے ان دونوں حضرات کو ریشمی قمیص پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننا جائز قرار دیا جنہیں علاج کی غرض سے یہ کپڑا پہننے کی ضرورت تھی لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ضرورت کے بغیر ہی مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننا جائز ہو اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ عرینہ کی بیماری کی وجہ سے ان کے لیے اونٹ کا پیشاب بطورِ دوا پینا جائز قرار دیا تھا۔[2]

❀—❀❀—❀

بابٌ ١٥٤:

•••———•••———•••
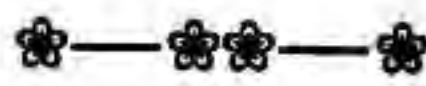
215- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا مِّثْلَهٗ

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا' ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور (بظاہر) کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا پھر آپ ﷺ نے خود ہی وضاحت کی' ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک ٹہنی منگوائی اس کے دو حصے کیے اور دونوں میں سے

---

[1] حدیث 214: احمد (24665) ابن حبان (330) مستدرک (3524) الموصلی' ابویعلی احمد بن علی'' المسند'' (4672)

[2] طحاوی' ابوجعفر احمد بن محمد'' شرح معانی الآثار'' (48/1)

ہر قبر پر ایک حصہ رکھ دیا۔ عرض کی گئی' یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جب تک یہ دونوں ٹہنیاں خشک نہیں ہو جاتی ہیں اس وقت تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب کا کوئی بھی عنوان تجویز نہیں کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو نقل کرنے والے راویوں میں تین حضرات طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک طاؤس بن کیسان' دوسرے مجاہد بن جبر اور تیسرے سلیمان بن مہران اس روایت کے چھ آدمیوں میں سے دو کوفی اور ایک بغدادی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے' یہ حدیث قولی وفعلی کا مجموعہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا بنیادی سبق یہ ہے کہ انسان کو گناہوں کے مسلسل ارتکاب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس حدیث کے مرکزی مضمون دو ہیں:

(1) پیشاب کرتے وقت اس کے چھینٹوں سے نہ بچنا (2) چغلی کھانا

ابن حجر لکھتے ہیں' ابن دقیق العید فرماتے ہیں' چغلی کا مطلب ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا ہے۔ (ابن حجر کہتے ہیں) اس سے مراد وہ بات ہے جو کسی کو نقصان پہنچانے کے ارادے کے تحت دوسرے تک پہنچائی جائے لیکن اگر کسی بات کو کسی تک پہنچانے کی وجہ سے کوئی مصلحت حاصل ہوتی ہو یا کسی فساد کا دروازہ بند ہوتا ہو تو یہ عین مطلوب ہے اس موضوع پر ہم ''کتاب الادب'' میں تفصیل سے گفتگو کریں گے۔[1]

عصریات: ہمارے زمانے میں یہ دونوں گناہ عام حیثیت اختیار کر چکے ہیں اور عالم یہ ہے کہ بہت سے لوگ انہیں گناہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ عام رواج یہ ہے کہ لوگ پیشاب کرنے کے بعد اپنی شرم گاہ کو پانی سے دھونے کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور یوں ایک کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس طرح چغلی کرنا بھی ایک وباء کی حیثیت اختیار کر چکا ہے' جس طرح کوئی اخباری نمائندہ کسی واقعہ کی رپورٹنگ کرتا ہے اسی طرح لوگ ایک دوسرے ہی کے بارے میں ایک دوسرے کو رپورٹس پہنچاتے ہیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس کے ذریعے انہیں کوئی مالی فائدہ حاصل ہونے کی امید بھی نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک ذاتی جذبے کی تسکین اور لذت کے حصول کے لیے ایسا کیا جاتا ہے اس میں خاص وعام' مرد وعورت' بزرگ وجوان سب شامل ہیں۔

توجہ طلب: کیا آپ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے خود کو قبر کے عذاب کے لیے تیار کر رہے ہیں؟ آپ عام طور پر روزانہ کتنے لوگوں کی چغلی کر لیتے ہیں؟ آپ کے سامنے روزانہ کتنے لوگ دوسروں کی چغلی کرتے ہیں؟ آپ نے ان میں سے کتنی مرتبہ خود کو دوسروں کو روکنے کی کوشش کی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب ہوتے دیکھے تو اسے زبردستی ختم کرنے کی کوشش کرے اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو زبانی طور پر روکنے کی کوشش کرے اور اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو دل میں اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

[1] عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (423/1)

اس حدیث سے ہم یہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے ایمان کی کیفیت کیا ہے؟

بَابُ ۱۵۵: تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الْاَعْرَابِيَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي الْمَسْجِدِ

نبی اکرم ﷺ اور لوگوں نے اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے کے دوران روکا نہیں۔

216- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَعْرَابِيًّا يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ دَعُوْهُ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دیہاتی کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا' اسے کرنے دو جب وہ فارغ ہوگیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس مقام پر بہانے کی ہدایت کی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے چار راویوں میں سے تین بصری اور ایک مدنی اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد موسیٰ بن اسماعیل تبع تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۵۶: صَبِّ الْمَاءِ عَلَى الْبَوْلِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں پیشاب پہ پانی بہادینا

217- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَاءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی مسجد میں پیشاب کرنے لگا' لوگ اس کی طرف لپکے تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا کہ اسے کرنے دو اور پیشاب کی جگہ پر پانی کا ایک ڈول بہادینا کیونکہ تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے' تمہیں مشکلات پیدا کرنے کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں' ایک ابن شہاب زہری اور دوسرے عبیداللہ

مضامین حدیث: آداب خلاء کی تعلیم اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

218- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِيْ طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰى بَوْلَهُ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَاءٍ فَاُهْرِيْقَ عَلَيْهِ

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی آیا اور مسجد کے گوشے میں پیشاب کرنے لگا' لوگوں نے اسے ڈانٹا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع کیا جب وہ فارغ ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ کے حکم پر اس جگہ پانی کا ڈول بہا دیا گیا۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدان کے استاد عبداللہ مشہور صوفی اور محدث عبداللہ بن مبارک ہیں جنہوں نے یہ حدیث یحیٰی بن سعید سے روایت کی ہے جو طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن مبارک کو تبع تابعین کے طبقے میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔

بَابٌ ١٥٧: بَوْلِ الصِّبْيَانِ

بچوں کے پیشاب کا حکم

219- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ اِيَّاهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ پیش کیا گیا اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کپڑے کے اس حصے کو دھو لیا۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کے راویوں میں دو تابعین شامل ہیں۔ عروہ بن زبیر اور ان کے صاحب زادے ہشام بن عروہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے جملہ راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

220- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَّمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

اُم قیس بنت محصن بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ وہ اپنے چھوٹے بچے جس نے ابھی کچھ کھانا شروع نہیں کیا تھا' کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ بچے نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا اسے دھویا نہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کی ہے اس روایت کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبد اللہ بن یوسف کے سوا جملہ راوی مدنی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۵۸: اَلْبَوْلِ قَآئِمًا وَّقَاعِدًا

کھڑے ہو کر' بیٹھ کر پیشاب کرنے کا حکم

221- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ کچرے کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر آپ نے پانی منگوایا' میں پانی لے کر آیا تو آپ نے وضو کیا۔
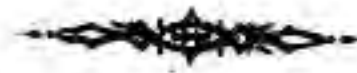
ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پیشاب کرنے کا شرعی حکم بیان کیا ہے۔ اگرچہ ترجمۃ الباب کے بعد ذکر کی جانے والی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر ہے لیکن اس کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا جائز ہوگا۔ یہ بات علامہ ابن حجر نے ابن بطال کے حوالے سے ذکر کی ہے۔[1]

ابن حجر مزید لکھتے ہیں:
''یہاں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ذریعے حضرت عبد الرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہوں جسے امام نسائی' ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے۔''
''ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کرنے کے لیے بیٹھے تو ہم نے کہا' یہ کیا' عورتوں کی طرح پیشاب کر رہے ہیں۔''
ابن ماجہ نے اپنے بعض مشائخ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا عربوں کا عام معمول تھا۔[2]

[1] عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (435/1)
[2] عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (435/1)

علامہ عینی لکھتے ہیں' یہ بیان محل نظر ہے کیونکہ اس باب کی حدیث میں صرف کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر موجود ہے اور اس کا جائز ہونا ایک شرعی حکم ہے اس لیے بیٹھ کر پیشاب کرنے کے جواز کے حکم کو محض عقلی طور پر اس پر کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے؟ اس لیے زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ یوں کہا جائے کہ اس باب کے ذریعے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ثابت ہوتا ہے اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کے بارے میں دیگر بہت سی احادیث منقول ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں صرف کھڑے ہونے کے جواز کے بارے میں حدیث نقل کی ہے اور بیٹھنے کے جواز کے بارے میں احادیث کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفاء کیا ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث مشہور ومعروف ہیں اور یہ عمل لوگوں کے عام معمول کا حصہ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی سلیمان بن مہران نے جن کا لقب اعمش ہے' دوسرے تابعی شقیق بن سلمہ جن کی کنیت ابووائل ہے' سے روایت کیا ہے اس روایت کے پانچ راویوں میں سے تین راوی کوفی' ایک بصری اور ایک بغدادی ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

نفس مسئلہ: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

اختلاف اُمت: احناف اور شوافع کے نزدیک کسی عذر کے بغیر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی اسی بات کے قائل ہیں۔[1]

امام سحنون مالکی نے تصریح کی ہے کہ اگر بے پردگی اور نجاست میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں اور حنابلہ کا مشہور مذہب یہی ہے۔[2]

کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بالاتفاق جائز ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں اس مسئلے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن المنذر بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' ان کے صاحبزادے' زید بن ثابت' سہیل بن سعد رضی اللہ عنہم کے حوالے سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ حضرات کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ (تابعین میں سے) سعید بن مسیب' عروہ' محمد بن سیرین' زید بن الاصم' عبیدہ سلیمانی' ابراہیم نخعی' حکم' شعبی' احمد اور دیگر اہل علم نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں انسان کے اپنے اوپر چھینٹے پڑنے کا ڈر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے لیکن عام اہل علم نے کسی عذر کے بغیر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے لیکن یہ کراہت تحریمی نہیں ہے بلکہ تنزیہی ہے۔

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص تمہارے سامنے یہ بات بیان کرے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس کو سچ نہ سمجھنا کیونکہ جب سے قرآن کے نزول کا آغاز ہوا ہے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔''[3]

---

[1] مصری' زین بن ابراہیم ''بحر الرائق'' (256/1)' حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح (35)' شیرازی' ابراہیم بن علی بن یوسف ''المہذب'' (26/1)' نووی' یحییٰ بن شرف ''المجموع'' (100/2)' مرداوی' علی بن سلیمان' مرداوی' علی بن سلیمان ''الانصاف'' (99/1)

[2] تنوخی سحنون بن سعید ''المدونہ'' (131/1)' الفروع (117/1)' مرداوی' علی بن سلیمان ''الانصاف'' (99/1)

[3] مسند احمد (152/6)' مسند ابوعوانہ (198/1)' مستدرک (644)' سنن کبریٰ (101/1)

علامہ عینی لکھتے ہیں' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ بیان ان کی ذاتی معلومات سے متعلق ہے اس لیے ہم اس کی یہ تاویل کریں گے کہ یہ بیان گھریلو طرزِ عمل سے متعلق ہے۔ گھر سے باہر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول کیا تھا؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی اطلاع نہیں ہو سکی لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں روایت نقل کر دی ہے۔[1]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس روایت کے علاوہ بعض دیگر روایات بھی ہیں جن میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت کا حکم موجود ہے لیکن محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

❀—❀❀—❀
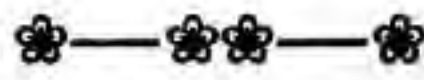
بَابُ ۱۵۹: الْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَائِطِ

کسی ساتھی کے قریب (موجود ہونے کے باوجود پردے کا خیال رکھتے ہوئے) پیشاب کرنا (اور پیشاب کرتے وقت) کسی دیوار کی آڑ میں ہو جانا

•••——•••——•••
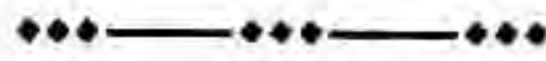
222- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُوْمُ اَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُهُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهٖ حَتّٰی فَرَغَ

حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں' مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک دفعہ میں اور نبی اکرم ﷺ کہیں جا رہے تھے' راستے میں آپ ﷺ ایک دیوار کی آڑ میں چلے گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا' میں دُور جانے لگا تو آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ کیا' میں آپ ﷺ کے عقب میں کھڑا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ فارغ ہو گئے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ واضح کیا ہے کہ اگر پردے کے آداب کا خیال رکھا جائے تو کسی شخص کے قریب ہونے کی صورت میں بھی پیشاب کرنا جائز ہے اور ساتھ میں یہ بات بھی واضح کر دی کہ ایسی حالت میں کسی دیوار وغیرہ کی اوٹ میں چلے جانا چاہیے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک ابو وائل شقیق بن سلمہ اور دوسرے منصور بن معتمر' اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس کے تمام راوی کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: رفع حاجت کے وقت مستحب یہ ہے کہ انسان ایسی جگہ چلا جائے جہاں اس پر کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی احادیث سے یہ بات ثابت ہے جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جا رہا تھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اے مغیرہ! اس برتن کو پکڑو' میں نے اسے پکڑ لیا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتنی دُور چلے گئے کہ میری نگاہ سے اوجھل

1۔ عینی بدر الدین محمود: ''عمدۃ القاری'' (202/3)

ہو گئے وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت کی۔"[1]
چاروں مذاہب کے فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کھلی فضا میں رفع حاجت کے وقت انسان کو لوگوں سے دور چلے جانا چاہیے۔[2]
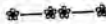
بَابُ ۱۶۰: اَلْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

کچرے کے ڈھیر پر پیشاب کرنا

223- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیُّ يُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَيَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ كَانَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اَحَدِهِمْ قَرَضَهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَيْتَهُ اَمْسَكَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

حضرت ابووائل بیان کرتے ہیں' حضرت ابوموسیٰ اشعری پیشاب کے بارے میں بہت شدت کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل کا یہ معمول تھا کہ اگر کسی کے کپڑے پر پیشاب لگ جائے تو (دھونے کی بجائے) وہ کپڑے کے اس حصے کو کاٹ دیتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ بولے کاش! وہ (یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری) اتنی سختی نہ کریں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ کچرے کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا۔

ترجمۃ الباب: اس حدیث کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر نجاست میں ملوث ہونے کا ڈر نہ ہو تو انسان کچرے کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتا ہے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں ایک ابووائل شقیق بن سلمہ اور دوسرے منصور بن معتمر' اس روایت کے پانچ راویوں میں سے دو بصری اور تین کوفی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
مضامین حدیث: اس روایت کے مرکزی حصے دو ہیں' ایک صحابی رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے متعلق ہے اور دوسرا اس طرز عمل پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تبصرہ ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل کا ذکر موجود ہے۔

بَابُ ۱۶۱: غَسْلِ الدَّمِ

(حیض کے) خون کو دھونے کا بیان

224- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ

[1] (بخاری (336)' مسلم (274)
[2] شیرازی' ابراہیم بن علی بن یوسف "المہذب" (26/1)' مالکی' احمد بن محمد دردیر' "الشرح الکبیر" (166/1)

امْرَاَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا تَحِيْضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَآءِ وَتَنْضَحُهُ بِالْمَآءِ وَتُصَلِّيْ فِيْهِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ ایک خاتون بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کی اگر کسی عورت کے کپڑوں کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اسے اچھی طرح مل کر پانی سے دھولے پھر اس پر پانی چھڑ کے اور پھر انہی کپڑوں میں نماز ادا کرے۔
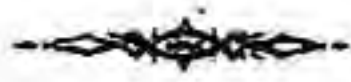
ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں اگر چہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے مطلقاً خون دھونے کا ذکر کیا ہے لیکن اس سے مراد مقید خون ہے یعنی حیض کا خون دھونا کیونکہ امام بخاری یہاں نجاستوں سے متعلق روایات نقل کر رہے ہیں اور یہ خون بھی ان میں شامل ہے اس لیے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس روایت کو یہاں ذکر کیا ہے۔

حیض سے متعلق احادیث کو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ''کتاب الحیض'' میں تفصیل سے نقل کیا ہے اس لیے اس موضوع سے متعلق فقہی مباحث ہم نے وہیں تحریر کردی ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند کے دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک ہشام بن عروہ اور دوسری ان کی اہلیہ فاطمہ بنت المنذر۔ یہ دونوں میاں بیوی' حدیث کی راوی سیدہ اسماء' کے پوتا اور پوتی ہیں اس روایت کے پانچ راویوں میں سے تین مدنی اور دو بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

••• —— ••• —— •••

225- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِحَيْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ قَالَ وَقَالَ اَبِيْ ثُمَّ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى يَجِيْءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابوحبیش نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی' مجھے استحاضہ کی شکایت ہے اور میں پاک نہیں ہو پاتی' کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' یہ حیض نہیں بلکہ کسی دوسری رگ کا خون ہے جب تمہارے مخصوص ایام آئیں تو تم نماز پڑھنا چھوڑ دو اور جب وہ دن گزر جائیں تو خون کو دھو کر نمازیں پڑھنا شروع کر دو تاہم ہر نماز کے وقت وضوضرور کیا کرو یہاں تک کہ وہی مخصوص ایام دوبارہ آجائیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' عروہ بن زبیر اور ان کے صاحب زادے ہشام بن عروہ اس روایت کے پانچ راویوں میں سے تین مدنی' ایک شامی اور ایک کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت بھی ترجمۃ الباب: **161** سے متعلق ہے اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحیض'' میں دوبارہ نقل کیا ہے اس لیے اس کی تفصیل شرح وہیں کی گئی ہے یہاں صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ حیض کا خون نجس ہے اور طہارت حاصل کرنے والی عورت کے لیے وضو یا (نماز) سے پہلے اسے دھونا ضروری ہے۔

❀—❀❀—❀
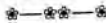
بَابُ ۱۶۲: غَسْلِ الْمَنِيِّ وَفَرْكِهِ وَغَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ

منی کو دھونا اور کھرچنا' عورت (کی شرمگاہ کی) رطوبت (مرد کی شرمگاہ پر لگ جائے تو اسے) دھونا

•••——•••——•••

226- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنِ الْجَزَرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِيْ ثَوْبِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے کپڑوں سے جنابت (کے اثرات کو) دھویا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے جاتے جبکہ آپ ﷺ کے کپڑوں میں پانی کا نشان باقی ہوتا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو نجاستوں کا ذکر کیا ہے' ایک وہ نجاست جو مرد کے جسم سے خارج ہوتی ہے یعنی ''منی'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دو حکم بیان کیے ہیں' دھونا اور کھرچ دینا جبکہ نجاست کی دوسری قسم وہ رطوبت ہے جو عورت کے جسم سے خارج ہوتی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے صرف دھونے کا لفظ استعمال کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے پانچ راویوں میں سے تین شامی اور دو مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور یہ بیان صحابی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کا ذکر موجود ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون کپڑوں پر لگی ہوئی ''منی'' کو دھونا ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین احکام بیان کیے ہیں جن میں سے تیسرے حکم یعنی عورت کی رطوبت دھونے کے بارے میں حدیث ''کتاب الغسل'' کے آخر میں نقل کی ہے۔ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے منی کو کھرچنے کے بارے میں صحیح بخاری میں کوئی روایت نقل نہیں کی بلکہ اپنی عام عادت کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ کر کے گزر گئے ہیں۔[1]

نفس مسئلہ: منی پاک ہے یا ناپاک؟ اسے دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

اختلاف اُمت: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منی ناپاک ہے اور اسے خشک یا تر ہر حالت میں دھونا ضروری ہے۔[2]

امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی یہ نجس ہے لیکن اس کی نجاست زائل کرنے کا حکم مختلف ہے اگر تر ہو تو اسے دھونا ضروری ہے اور اگر

1. عینی' بدرالدین محمود' ''عمدۃ القاری'' (215/3)
2. نیشاپوری' عبداللہ بن علی' ''المنتقی'' (103/1)

خشک ہو تو اسے کھرچ کر ختم کیا جا سکتا ہے۔[1]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلغم اور رینٹ کی طرح منی بھی پاک ہے تاہم احادیث میں اسے دھونے کا حکم موجود ہے اس لیے اسے دھونا یا کھرچ دینا مستحب ہے۔[2]

شوافع یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ نطفہ انسان کی اصل ہے اس لیے اسے نجس قرار دینا درست نہیں ہے لیکن اس کے جواب میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی اصل ''جما ہوا خون'' بھی ہے تو پھر آپ کو چاہیے کہ آپ خون کو بھی پاک قرار دیں حالانکہ آپ بھی خون کو نجس قرار دیتے ہیں۔[3]

امام طحاوی نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے پہلے فریقین کے مؤقف کی تائید میں روایات نقل کی ہیں پھر احناف کی موید روایات کی ترجیح ثابت کی ہے اور آخر میں اس مسئلے کے بارے میں عقلی اعتبار سے احناف کی تائید میں یہ دلیل پیش کی ہے۔

عقلی اعتبار سے جب اس مسئلے کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ منی کا خروج سب سے بڑا حدث ہے یعنی اس کے خروج کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ان تمام چیزوں کے حکم کا جائزہ لیں جن کا خروج حدث کا باعث بنتا ہے اور وہ دو چیزیں ہیں' بول و براز اور یہ دونوں نجس ہیں اسی طرح حیض اور استحاضہ کے خون کا خروج بھی حدث کا باعث ہے اور یہ دونوں ہی نجس ہیں اسی طرح کسی اور رگ سے خون نکل کر بہہ جانا بھی حدث کا باعث ہے اور یہ بھی ناپاک ہوتا ہے۔ ہمارے اس بیان سے یہ واضح ہو گیا کہ جس چیز کا خروج حدث کا باعث ہوتا ہے' وہ بذاتِ خود ناپاک ہوتی ہے لہٰذا کیونکہ منی کا خروج بھی حدث کا باعث ہے اس لیے وہ بھی بذاتِ خود ناپاک ہوگی تاہم خشک منی کو کھرچ دینے کا حکم احادیث سے ثابت ہے اس بارے میں حدیث کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیں گے۔

امام ابوحنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد اسی بات کے قائل ہیں۔[4]

•••———•••———•••

227- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ مَيْمُوْنٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ بُقَعُ الْمَآءِ

حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں' میں نے حضرت عائشہ سے سوال کیا اگر کپڑے کو منی لگ جائے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو دھو دیا کرتی تھی جبکہ دھونے سے پانی کا نشان ان میں باقی ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

---

[1] الفرغانی' علی بن ابوبکر' ''الھدایہ'' (37/1) 'الجامع الصغیر (80)

[2] شافعی' محمد بن ادریس' ''الام'' (55/1)' نووی' یحیٰی بن شرف' ''روضۃ الطالبین'' (17/1)' مرداوی' علی بن سلیمان' ''الانصاف'' (339/1)

[3] عینی' بدرالدین محمود' ''عمدۃ القاری'' (215/4)

[4] طحاوی' ابوجعفر احمد بن محمد' ''شرح معانی الآثار''

سند پر تبصرہ: اس روایت کے پانچ راویوں میں سے دو مدنی دو شامی اور ایک بصری ہے۔ دوسری سند کے مطابق پانچ میں سے دو مدنی' ایک شامی اور دو بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جو بیان صحابی پر مشتمل ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ''فعل'' کا ذکر موجود ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابٌ ١٦٣: اِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ اَوْ غَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ اَثَرُهٗ

جب جنابت وغیرہ کو دھونے کے بعد اس کو دھونے کا نشان باقی ہو
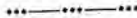
228- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَاَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ فِي الثَّوْبِ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْهِ بُقَعُ الْمَآءِ

سلیمان بن یسار کپڑے پر لگی ہوئی جنابت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہنے لگے' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کو دھویا کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور دھونے کی وجہ سے پانی کا نشان باقی ہوتا تھا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے پانچ راویوں میں سے تین راوی طبقہ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد موسیٰ بن اسماعیل بھی شامل ہیں اور بقیہ دو راویوں میں سے ایک تابعی ہیں اور دوسری اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ بیان صحابی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عمل کا ذکر موجود ہے۔

229- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَرَاهُ فِيْهِ بُقْعَةً اَوْ بُقَعًا

سلیمان بن یسار' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے منی دھو دیا کرتی تھیں لیکن نشان باقی رہتا تھا۔

حدیث کی قسم: یہ روایت بیان تابعی پر مشتمل ہے لیکن اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ایک عمل کا ذکر موجود ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۶۴ : اَبْوَالِ الْاِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالْغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا وَصَلّٰى اَبُوْ مُوْسٰى فِیْ دَارِ الْبَرِيْدِ وَالسِّرْقِيْنِ وَالْبَرِيَّةُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ هَا هُنَا وَثَمَّ سَوَاءٌ

اونٹ' چوپایوں' بکریوں کے پیشاب کا حکم' حضرت ابوموسیٰ نے ''دارالبرید والسرقین'' میں نماز ادا کی جبکہ محراب اس کے ساتھ ہی ہے اور پھر فرمایا یہ اور وہ برابر ہیں۔

•••——•••——•••

230- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ اُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ اَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَاَنْ يَّشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوْا رَاعِیَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَآءَ الْخَبَرُ فِیْ اَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِیْ اٰثَارِهِمْ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِیْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ فَقُطِعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَتْ اَعْيُنُهُمْ وَاُلْقُوا فِی الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ فَهٰٓؤُلَاءِ سَرَقُوا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل یا عرینہ قبیلے کے لوگ مدینہ منورہ آ کر بیمار ہو گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چراگاہ میں جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہ اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پیتے رہیں' وہ لوگ وہاں چلے گئے جب وہ صحت یاب ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ اونٹوں کے نگران کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ دن کے ابتدائی حصے ہی میں یہ اطلاع پہنچی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا جب دن خوب روشن ہو چکا تھا اس وقت ان سب کو پکڑ کر لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے' ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں اور انہیں جلتی ہوئی دھوپ میں ڈال دیا گیا' وہ پانی مانگتے تھے مگر ان کو پانی نہیں دیا گیا۔ حضرت ابوقلابہ کہتے ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی' قتل کیا' ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر ہو گئے اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ایوب بن کیسان نے دوسرے تابعی ابوقلابہ عبداللہ بن زید سے روایت کیا ہے اس روایت کے تمام راوی بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

•••——•••——•••

231- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ قَبْلَ اَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مسجد تعمیر ہونے سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے ریوڑ کے درمیان نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

<u>سند پر تبصرہ:</u> اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد آدم بن ابوایاس اور ان کے استاد شعبہ بن حجاج تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آدم کے سوا اس روایت کے جملہ راوی بصری ہیں۔

<u>حدیث کی قسم:</u> یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀—❀❀—❀
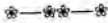
بَابٌ ١٦٥: مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالْمَآءِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِالْمَآءِ مَا لَمْ

يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ اَوْ رِيحٌ اَوْ لَوْنٌ وَقَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيشِ الْمَيْتَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى نَحْوَ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ اَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُوْنَ بِهَا وَيَدَّهِنُوْنَ فِيهَا لَا يَرَوْنَ بِهٖ بَاْسًا وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاِبْرَاهِيْمُ وَلَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ

اگر پانی یا گھی میں نجاست گر جائے؟ زہری کہتے ہیں جب تک پانی کا ذائقہ یا بو یا رنگ تبدیل نہ ہو اس وقت تک پانی پاک ہے۔ حماد کہتے ہیں مردار کے بال (پانی میں گر جائیں) تو کوئی حرج نہیں۔ زہری کہتے ہیں ہاتھی وغیرہ جیسے مردہ جانور کی ہڈی کے بارے میں میں نے سابقہ زمانے کے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ ان سے کنگھی کیا کرتے تھے۔ ان میں تیل رکھا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ابن سیرین اور ابراہیم نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ہاتھی کے دانتوں (یا ان سے بنی ہوئی اشیاء) کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

•••——•••——•••
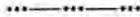
232- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَاْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہے کے (جمے ہوئے) گھی میں گر جانے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے اور اردگرد والے (گھی کو نکال کر) پھینک دو اور باقی گھی استعمال میں لے آؤ۔

<u>سند پر تبصرہ:</u> اس روایت کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی نے دوسرے صحابی یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ایک تابعی نے دوسرے تابعی یعنی ابن شہاب زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ ان چاروں کے بعد سند میں دو راوی باقی رہ جاتے ہیں جن میں ایک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اسماعیل بن عبداللہ ہیں اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

<u>حدیث کی قسم:</u> یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

233- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ قَالَ مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مَا لَا اُحْصِيْهِ يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ

حضرت ابن عباس ﷠ سیدہ میمونہ ﷝ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے (جمے ہوئے) گھی میں چوہے کے گر جانے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس چوہے کو اور اس کے ارد گرد والے گھی کو نکال کر پھینک دو۔

<u>سند پر تبصرہ:</u> اس روایت کی سند کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی نے دوسرے صحابی یعنی حضرت ابن عباس ﷠ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ایک تابعی نے دوسرے تابعی یعنی ابن شہاب زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ روایت کے بقیہ تین راویوں میں سے ایک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو واسطوں سے نقل کی ہے اس روایت کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علی بن عبداللہ بصری ہیں اور بقیہ تمام راوی مدنی ہیں۔

<u>حدیث کی قسم:</u> یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔ روایت کے آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاد معن بن عیسیٰ کا بیان بھی موجود ہے۔

•••———•••———•••

234- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَكُوْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا اِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں مسلمان کو جو بھی زخم آتا ہے قیامت کے دن وہ اسی حالت میں ہوگا جب وہ زخم آیا تھا اس میں سے خون ٹپک رہا ہوگا جس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی۔

<u>حدیث کی قسم:</u> یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۶۶: اَلْبَوْلِ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ
ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کا حکم

•••———•••———•••

235- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِاِسْنَادِهٖ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' ہم آخری بھی ہیں اور پہلے بھی ہیں (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔ ''کوئی بھی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں جو چل نہ رہا ہو' پیشاب نہ کرے کیونکہ اسی میں غسل کرنا ہوتا ہے۔''

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم بیان کیا ہے کہ کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں اس ترجمۃ الباب کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو روایات نقل کی ہیں:

(1) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ہم سب سے آخری اور سب سے پہلے ہیں۔

(2) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ کوئی بھی شخص کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔

یہ دونوں مستقل حدیثیں ہیں اور ان میں سے دوسری حدیث ترجمۃ الباب سے مطابقت رکھتی ہے۔ پہلی حدیث کو ذکر کرنے کی حکمت کیا ہے اس کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے پھر ابن بطال کہتے ہیں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کو اسی طرح سنا ہو اور ان دونوں احادیث کو ایک ساتھ آگے بیان کر دیا ہو اور اس بات کا احتمال بھی موجود ہے کہ ہمام (جنہوں نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے) انہوں نے اس روایت کو اس طرح نقل کر دیا ہو لیکن یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بھی روایت اس طرح سے منقول نہیں ہے۔

شیخ ابن منیر بیان کرتے ہیں اس بات کا امکان موجود ہے کہ اس حدیث کے راوی ہمام کے سامنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے تو آغاز میں یہ حدیث ضرور بیان کرتے کہ ہم سب سے پہلے اور سب سے آخر ہیں اور پھر ہمام نے ان تمام روایات کو اسی طرح سے آگے نقل کر دیا ہو اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طریقے کی پیروی کی ہو جیسے صحیح بخاری میں جہاد' مغازی' ایمان' نذور' انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور اعتصام کے ابواب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح روایات نقل کی ہیں کہ ان کے آغاز میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم سب سے آخری اور سب سے پہلے ہیں اس لیے یہ دونوں روایات دراصل ایک ہی حدیث ہیں جس کا آخری حصہ ترجمۃ الباب سے مطابقت رکھتا ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں' یہ تاویل محلِ نظر ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی روایت نقل کرنے کے بعد اسی اسناد کے ہمراہ کہہ کر دونوں کے درمیان فرق کر دیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان نے دوسرے تابعی عبدالرحمٰن بن ہرمز سے روایت لیا ہے اس روایت کے پانچ راویوں میں سے دو شامی اور تین مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابٌ ١٦٧: اِذَا اُلْقِیَ عَلٰی ظَهْرِ الْمُصَلِّیْ قَذَرٌ اَوْ جِیفَةٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَیْهِ صَلَاتُهٗ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ

اِذَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِہٖ دَمًا وَّھُوَ یُصَلِّیْ وَضَعَہٗ وَمَضٰی فِیْ صَلَاتِہٖ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ وَالشَّعْبِیُّ اِذَا صَلّٰی وَفِیْ ثَوْبِہٖ دَمٌ اَوْ جَنَابَۃٌ اَوْ لِغَیْرِ الْقِبْلَۃِ اَوْ تَیَمَّمَ صَلّٰی ثُمَّ اَدْرَکَ الْمَآءَ فِیْ وَقْتِہٖ لَا یُعِیْدُ

اگر نمازی کی پشت پر نجاست یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ اگر نماز کے دوران انہیں اپنے کپڑے پر خون لگا ہوا نظر آ جاتا تو اسے الگ رکھ دیتے اور نماز جاری رکھتے۔ حضرت ابن میسب اور شعبی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور (نماز کے دوران پتہ چلے) کہ اس کے کپڑوں پر خون یا منی لگی ہوئی ہے یا اس کا رُخ قبلے کی طرف نہیں ہے یا اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی تھی اور پھر اسی نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی دستیاب ہو گیا (تو ان سب صورتوں میں) نماز کا اعادہ کرنا لازم نہیں ہوگا۔

•••———•••———•••

236- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ قَالَ ح وَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَیْحُ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مَیْمُوْنٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبَیْتِ وَاَبُوْ جَھْلٍ وَّاَصْحَابٌ لَّہٗ جُلُوْسٌ اِذْ قَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اَیُّکُمْ یَجِیْءُ بِسَلَا جَزُوْرِ بَنِیْ فُلَانٍ فَیَضَعُہٗ عَلٰی ظَھْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَی الْقَوْمِ فَجَآءَ بِہٖ فَنَظَرَ حَتّٰی سَجَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَہٗ عَلٰی ظَھْرِہٖ بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَاَنَا اَنْظُرُ لَا اُغْنِیْ شَیْئًا لَّوْ کَانَ لِیْ مَنَعَۃٌ قَالَ فَجَعَلُوْا یَضْحَکُوْنَ وَیُحِیْلُ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَّا یَرْفَعُ رَاْسَہٗ حَتّٰی جَآءَتْہُ فَاطِمَۃُ فَطَرَحَتْ عَنْ ظَھْرِہٖ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاْسَہٗ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَیْھِمْ اِذْ دَعَا عَلَیْھِمْ قَالَ وَکَانُوْا یَرَوْنَ اَنَّ الدَّعْوَۃَ فِیْ ذٰلِکَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَۃٌ ثُمَّ سَمّٰی اللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ وَّعَلَیْکَ بِعُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَشَیْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَۃَ وَاُمَیَّۃَ بْنِ خَلَفٍ وَّعُقْبَۃَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَّعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ نَحْفَظْ قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ رَاَیْتُ الَّذِیْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَرْعٰی فِی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے پاس نماز ادا کر رہے تھے ابوجہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں بیٹھا ہوا تھا' ان میں سے کسی نے کہا کون فلاں قبیلے کے اونٹ کی اوجڑی لاکر (حضرت) محمد (ﷺ) کی پشت پر رکھے گا؟ اس وقت جب وہ سجدے میں چلے جائیں' تو ان میں سے ایک بدبخت اُٹھا اور وہ اوجڑی لے آیا وہ منتظر رہا جب نبی اکرم ﷺ سجدے میں گئے تو اس نے وہ اوجڑی آپ ﷺ کی پشت پر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ (حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں) میں یہ منظر دیکھ رہا تھا مگر کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ کاش میرے اندر انہیں روکنے کی طاقت ہوتی ادھر وہ سب ہنسی سے بے حال ہو کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ سربسجدہ ہی رہے' آپ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا نہیں یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ وہاں آئیں تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی پشت سے اسے ہٹایا۔ نبی اکرم ﷺ نے سر اُٹھا کر انہیں تین مرتبہ دعائے ضرر دی: ''اے اللہ! قریش (کے ان بدتمیزوں) کو تباہ کر دے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود

فرماتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں دعائے ضرر دی تو وہ بہت خوف زدہ ہو گئے کیونکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اس مقدس شہر میں مانگی جانے والی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سب کا نام لے کر (انہیں دعائے ضرر دی) "اے اللہ! ابوجہل اب تیرے حوالے ہے' عتبہ بن ابی ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط (یہ سب) تیرے حوالے ہیں۔" (راوی کہتے ہیں) ایک ساتویں شخص کا بھی نام تھا جو مجھے یاد نہیں ہے۔ (حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں) اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' نبی اکرم ﷺ نے جن کا نام لیا تھا' ان سب کو میں نے خود (غزوہ بدر ختم ہو جانے کے بعد) بدر (نامی مقام کے ایک) گڑھے میں (مردہ حالت میں) پڑے ہوئے دیکھا ہے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کی وضاحت کی ہے کہ اگر نماز کے دوران نمازی کے اوپر نجاست ڈال دی جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی پشت پر نجاست پڑی رہنے کے باوجود بدستور نماز پڑھتے رہے تھے اسی طرح نمازی کو چاہیے کہ اگر نماز کے دوران اس کے جسم پر نجاست ڈال دی جائے تو وہ بدستور نماز پڑھتا رہے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک اثر نقل کیا ہے جس کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کے دوران اپنے کپڑے پر خون لگا ہوا دیکھا تو اسے اُتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ علامہ عینی کہتے ہیں' یہ اثر ترجمۃ الباب سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ ترجمۃ الباب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران اس پر نجاست ڈال دی جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی جبکہ اس اثر کے ذریعے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کے دوران اپنے کپڑے پر خون لگا ہوا دیکھا تو اسے اُتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک نجاست کی موجودگی میں نماز درست نہیں ہوتی اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام ابن ابی شیبہ نے اپنی سند کے ہمراہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیان کے طور پر نقل کیا ہے:

"جب کوئی شخص نماز کے دوران اپنے کپڑے پر خون دیکھے اور اس کے لیے اس کپڑے کو اُتار کر الگ کرنا ممکن ہو تو کر دے ورنہ نماز وہیں چھوڑ کر جا کر پہلے وہ کپڑا دھوئے اور پھر وہیں سے نماز پڑھے جہاں پہلے پڑھ رہا تھا۔"[1]

اس کے بعد امام بخاری نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور امام شعبی کے یہ فتاویٰ نقل کیے ہیں کہ جب کوئی شخص ایسی حالت میں نماز پڑھے کہ اس کے لباس پر خون یا جنابت لگی ہو یا اس کا رُخ قبلے کی طرف نہ ہو یا اس نے تیمم کر کے نماز پڑھی ہو اور اس نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اسے پانی مل جائے تو ان تمام صورتوں میں وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' ابن بطال نے حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت سالم' حضرت عطاء' حضرت نخعی' حضرت زہری' حضرت طاؤس رضی اللہ عنہم کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص لاعلمی میں نجس کپڑوں میں نماز پڑھ لے اور نماز پڑھ لینے کے بعد اسے کپڑوں کی نجاست کا علم ہو تو ایسے شخص پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔ امام اوزاعی' اسحاق اور ابوثور اسی بات کے قائل ہیں۔ حضرت ربیعہ الرائے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اس کا اعادہ کرے ورنہ نہیں جبکہ امام شافعی

---

[1] عینی' بدرالدین محمود' "عمدۃ القاری" (253/3)

رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ہے کہ اسے ہر صورت میں نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔[1]

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عمرو بن میمون اور عمرو بن عبداللہ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدان کے سوا اس روایت کے تمام راوی کوفی و بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ بیان صحابی ہے جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک واقعہ ذکر کیا ہے اور اس کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے ضرر کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔ یوں یہ روایت حدیث فعلی قرار پائے گی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں جن میں سے ایک دوسری سے عالی ہے دوسری سند کے تمام راوی کوفی ہیں۔

❀—❀❀—❀
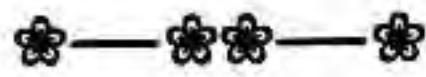
بَابُ ۱۶۸: اَلْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِهٖ فِی الثَّوْبِ

قَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ حُدَیْبِیَةَ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ

تھوک اور (ناک سے نکلنے والی) بلغم کو کپڑے میں لینا' عروہ' مسور اور مروان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ حدیبیہ تشریف لے گئے اس کے بعد مکمل حدیث ہے جس میں یہ ذکر ہے (قریش کے نمائندے نے واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا) جب نبی اکرم ﷺ تھوک پھینکتے ہیں تو وہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا جسے وہ اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا۔

•••——•••——•••

237- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَزَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَوْبِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّلَهُ ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم نے اپنے کپڑے (چادر وغیرہ کے پلو) میں تھوک پھینکا ہے۔

ترجمۃ الباب: سابقہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لباس پر نجاست لگنے کا حکم بیان کیا تھا اسی کے ضمن میں اب وہ لباس پر بلغم یا رینٹ لگنے کا حکم بیان کرنے لگے ہیں۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' بصاق کا مطلب منہ سے نکلنے والا لعاب ہے۔ ''مخاط'' کا مطلب ناک سے نکلنے والا مواد ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تھوک اور بلغم کے ہمراہ ''وغیرہ'' کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے مراد پسینہ ہے اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ جانور کے پسینے کا حکم وہی ہوگا جو اس کے لعاب کا حکم ہے تاہم گدھے کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے۔[2]

---

[1] عینی' بدرالدین محمود' ''عمدۃ القاری'' (254/3)

[2] عینی' بدرالدین محمود' ''عمدۃ القاری'' (261/3)

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حدیبیہ کے سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تھوک پھینکا جسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی ہتھیلی پر لیا اور اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیا۔

علامہ عینی لکھتے ہیں یہ ایک طویل روایت کا حصہ ہے اور یہ مکمل روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صلح حدیبیہ سے متعلق باب میں نقل کی ہے اس کے علاوہ روایت کے اس ٹکڑے کو انہوں نے لوگوں کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے سے متعلق ترجمۃ الباب میں بطور تعلیق نقل کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے چار راویوں میں سے ایک صحابیؓ ایک تابعی اور دو تبع تابعین ہیں یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن یوسف اور ان کے استاد سفیان بن سعید تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ محمد بن یوسف شامی ہیں اور بقیہ تینوں راوی بصری ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں جن میں سے ایک دوسری سے عالی ہے دوسری روایت کو متابعت کے طور پر نقل کیا گیا ہے۔

نفس مسئلہ: انسان کا تھوک اور بلغم پاک ہے یا ناپاک ہے؟

اختلاف اُمت: علامہ عینی تحریر کرتے ہیں اس حدیث کے ذریعے تھوک اور بلغم کی طہارت پر استدلال کیا گیا ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں یہ ایک متفقہ مسئلہ ہے تاہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اسے ناپاک سمجھتے ہیں۔ حسن بن حی کے نزدیک بلغم یا تھوک کا کپڑے پر لگا ہوا ہونا مکروہ ہے جبکہ ابن ابی شیبہ نے اپنے ''مصنف'' میں ابراہیم نخعی کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ تھوک اور بلغم پاک نہیں ہے اسی طرح ابن حزم نے یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور ابراہیم نخعی سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ ان کے نزدیک جب لعاب منہ سے جدا ہو جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے لیکن بعض شارحین نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی طہارت ثابت ہے تو حدیث ہی کی پیروی کی جائے گی اسے کیسے ناپاک قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نمازی کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر کے کنارے پر تھوک کر مل دیا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تھوک پاک ہوتا ہے کیونکہ کوئی بھی نمازی کسی نجاست پر پاؤں رکھ کے نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی ایسی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے جب اس کے لباس کے کسی حصے پر کوئی نجس چیز لگی ہو۔

(علامہ عینی فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن سب سے زیادہ پاکیزہ اور صاف ستھرا ہے لیکن آپ کے علاوہ باقی افراد کے لعاب دہن کا حکم مختلف ہوگا۔

اگر منہ پاک ہو تو لعاب بھی پاک ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص شراب پی رہا ہو تو اس دوران اس کا لعاب بھی ناپاک ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص کے منہ میں سے خون نکل رہا ہو یا کسی دانے وغیرہ میں سے پیپ وغیرہ نکل رہی ہو اس کا لعاب بھی ناپاک ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کے منہ میں سے قے نکل رہی ہو تو اس کا لعاب بھی ناپاک ہوگا۔ ہمارے اصحاب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جب منہ سے نکلنے والے خون کی مقدار تھوک کے برابر ہو تو استحسان کے طور پر وضو کے ٹوٹ جانے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر تھوک کا رنگ سرخ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر سفید ہو تو نہیں ٹوٹے گا جب تھوک کی طہارت کا حکم ثابت ہو گیا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہو جائے گا کہ اگر تھوک پانی میں مل جائے تو اسے ناپاک نہیں کرے گا اور ایسے پانی کے ساتھ وضو کرنا جائز ہوگا اسی طرح کا تھوک اگر کسی کھانے میں گر جائے گا تو وہ

کھانا خراب نہیں ہوگا تاہم انسان کی طبیعت ایسے کھانے سے نفرت کرتی ہے اس لیے کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔
اس حدیث سے ثابت ہونے والے احکام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن کی تعظیم وتوقیر کے طور پر اس سے برکت حاصل کرنے کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے۔[1]

❀—❀❀—❀

بَابُ ۱۶۹: لَا يَجُوْزُ الْوُضُوْءُ بِالنَّبِيذِ وَلَا الْمُسْكِرِ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَاَبُو الْعَالِيَةِ وَقَالَ عَطَاءُ التَّيَمُّمُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الْوُضُوْءِ بِالنَّبِيذِ وَاللَّبَنِ

نبیذ یا کسی نشہ آور مشروب کے ذریعے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت حسن بصری اور ابوالعالیہ کے نزدیک (نبیذ) سے وضو کرنا مکروہ ہے۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں' نبیذ یا دودھ سے وضو کرنے کی بجائے تیمم کر لینا مجھے زیادہ پسند ہے۔

•••——•••——•••

238- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسری تابعی ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

❀—❀❀—❀
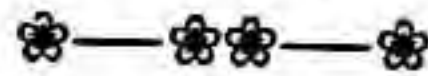
بَابُ ۱۷۰: غَسْلِ الْمَرْاَةِ اَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ امْسَحُوا عَلٰى رِجْلِي فَاِنَّهَا مَرِيْضَةٌ

عورت کا اپنے والد کے چہرے سے خون دھونا' حضرت ابوالعالیہ نے (اپنے گھر والوں سے کہا تھا) میرے پاؤں پر مسح کردو۔ (امام بخاری فرماتے ہیں) کیونکہ حضرت ابوالعالیہ بیمار تھے۔

•••——•••——•••

239- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَسَاَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ اَحَدٌ بِاَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِتُرْسِهِ فِيهِ مَاءٌ وَّفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَّجْهِهِ الدَّمَ فَاُخِذَ حَصِيرٌ فَاُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ

ابوحازم کہتے ہیں' لوگوں نے حضرت سہل بن سعد الساعدی سے پوچھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا علاج کس طرح کیا گیا؟ اس وقت میرے اور حضرت سہل کے درمیان کوئی اور شخص موجود نہیں تھا تو حضرت سہل نے جواب دیا اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا

[1] عینی' بدرالدین محمود' "عمدة القاری" (262/3)

جواس بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لا رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے چہرے سے خون دھو رہی تھیں پھر چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر آپ کے زخم پر رکھا گیا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کسی نجاست کو زائل کرنے کے لیے کسی دوسرے کی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی غیر شرعی صورت نہ ہو یعنی وہ دوسرا شخص محرم ہو اور نجاست کسی ایسے مقام پر نہ لگی ہو جسے دوسرے کے سامنے بے پردہ کرنا جائز نہیں ہے۔

اس مؤقف کی تائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ کا فعل نقل کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت بیان صحابی پر مشتمل ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ایک واقعہ کا ذکر موجود ہے۔

نفس مسئلہ: اگرچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "کتاب الوضو" میں ذکر کیا ہے لیکن یہ حدیث بنیادی طور پر "کتاب الجہاد" سے تعلق رکھتی ہے

مضامین حدیث: بیماری یا تکلیف کے وقت علاج کروانا سنت ہے اور میدان جہاد میں زخمی مجاہدین کے علاج معالجے کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

بَابُ ۱۷۱: السِّوَاكِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ

مسواک کا بیان' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بیان کرنا کہ ایک رات میں نبی اکرم ﷺ کے ہاں ٹھہرا۔ تو آپ نے مسواک کی

240- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهٖ يَقُوْلُ اُعْ اُعْ وَالسِّوَاكُ فِيْ فِيْهِ كَاَنَّهٗ يَتَهَوَّعُ

حضرت ابو بردہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اپنے ہاتھوں سے مسواک کر رہے تھے' مسواک آپ ﷺ کے منہ میں تھی اور آپ ﷺ اُع اُع کر رہے تھے یوں جیسے قے کر رہے ہوں۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات نقل کی ہے کہ مسواک کرنا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے پانچ راویوں میں سے دو کوفی اور تین بصری ہیں۔ اسے ایک تابعی غیلان بن جریر نے دوسرے تابعی ابو بردہ بن عامر بن عبداللہ اشعری سے روایت کیا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: اس روایت کا مرکزی مضمون مسواک کا بیان ہے۔

مسواک کے بارے میں چار بنیادی نکات قابل بحث ہیں:

(**1**) مسواک کی تعریف کیا ہے۔(**2**) اس کی فضیلت کیا ہے؟ (**3**) کیا مسواک کی وجہ سے نماز کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے؟ (**4**) کیا ہم سے پہلی شریعتوں میں مسواک کا حکم موجود تھا؟

مسواک کا لغوی معنی: یہ لفظ ''سوک'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی ''کسی چیز کو ملنا'' ہے۔ یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ ''مسواک'' اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے دانتوں کو صاف کیا جائے۔ (ملخص)[۱]

امام نووی لکھتے ہیں'' دانتوں کی صفائی کے لیے عود یا اسی طرح کی کسی اور شاخ کے ذریعے دانت صاف کرنا مسواک کرنا کہلاتا ہے۔''[۲]

مسواک کی فضیلت: بہت سی ایسی احادیث منقول ہیں جن میں مسواک کی فضیلت کا ذکر موجود ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''مسواک منہ کو صاف کرنے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔''[۳]

حضرت انس' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میں تمہیں مسواک کرنے کی بکثرت تاکید کرتا ہوں۔''[۴]

تمیمی بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسواک کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس کی اتنی زیادہ تاکید کرتے تھے کہ ہمیں یوں لگتا تھا کہ شاید اس کے بارے میں (قرآن میں) حکم نازل نہ ہو جائے۔[۵]

بعض محدثین نے اسی روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھے (اتنی تاکید کے ساتھ) مسواک کا حکم دیا گیا کہ میں یہ سمجھا کہ شاید اس کے بارے میں مجھ پر قرآن (کی کوئی آیت یا حکم) نازل ہو جائے گا''۔[۶]

مسواک کے بعد نماز کی فضیلت: مسواک کرنے کے بعد پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت کے بارے میں مختلف احادیث منقول ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''مسواک کرنے کے بعد پڑھی جانے والی نماز مسواک کے بغیر پڑھی جانے والی نماز پر **70** گنا فضیلت رکھتی ہے۔''[۷]

•••——•••——•••

---

۱ عینی' بدرالدین محمود' عمدہ القاری (272/3)

۲ نووی' یحییٰ بن شرف'' المجموع'' (326/1)

۳ نسائی' احمد بن شعیب'' السنن'' (5)' سنن کبریٰ (34/1)' طبرانی (278)' ابن حبان (160)

۴ صحیح بخاری (888)

۵ بیہقی' احمد بن حسین'' سنن کبریٰ'' (35/1)' احمد (285/1)' الموصلی' ابویعلی احمد بن علی'' المسند'' 6293

۶ الموصلی' ابویعلی احمد بن علی'' المسند'' (2336)' کوفی' عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ'' المصنف'' (1809)

۷ ابن خزیمہ (71/1)' مستدرک (146/1)' بیہقی' احمد بن حسین'' سنن کبریٰ'' 38/1)

241- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ بیدار ہونے کے بعد مسواک کے ذریعے منہ صاف کیا کرتے تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے دو تابعی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک شقیق بن سلمہ اور دوسرے منصور بن معتمر اس روایت کے تمام راوی کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابٌ ۱۷۲: دَفْعِ السِّوَاكِ إِلَى الْأَكْبَرِ وَقَالَ عَفَّانُ

حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

اپنے سے بڑے کو مسواک دینا حضرت ابن عمر' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ میں نے خواب میں خود کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا پھر میرے پاس دو اشخاص آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا' میں نے چھوٹے کی طرف مسواک بڑھائی تو مجھ سے کہا گیا' بڑے کو عنایت کریں' میں نے بڑے کو دے دی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' نعیم نے ابن مبارک' اسامہ' نافع اور حضرت ابن عمر ﷺ کے حوالے سے اس روایت کو مختصراً نقل کیا ہے۔

مضامین حدیث: علامہ عینی لکھتے ہیں' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی کوئی سند ذکر نہیں کی ہے لیکن شیخ ابوعوانہ نے اپنی ''صحیح'' اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اپنی سندوں کے ہمراہ نقل کیا ہے۔[1]

استنباط احکام ومسائل: (1) چھوٹوں کے مقابلے میں عمر رسیدہ افراد کو ترجیح دی جائے گی اس میں سلام کرنا' کھانے کی کوئی چیز پیش کرنا' بیٹھنے کے لیے جگہ دینا' سواری پر سوار کرنا وغیرہ جیسے احکام شامل ہیں۔

❀—❀❀—❀

بَابٌ ۱۷۳: فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوءِ

242- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ

[1] عمدۃ القاری 273/3

رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَاَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ قُلْتُ وَرَسُوْلِكَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

حضرت براء بن عازب جب کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرو تو پہلے نماز کا سا وضو کرو پھر دائیں پہلو کے بل لیٹو پھر یہ دعا مانگو: ''اے اللہ! میں تیری طرف رخ کرتا ہوں اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہوں' رغبت اور خوف کے ہمراہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں' تیرے علاوہ کوئی اور پناہ گاہ یا جائے نجات نہیں ہے۔ اے اللہ! تو نے جو کتاب نازل کی ہے اور جس نبی کو مبعوث کیا ہے' میں ان پر ایمان لاتا ہوں۔'' (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اگر تم اسی رات مر بھی جاؤ تو تم فطرت (اسلام) پر مرو گے اس لیے تم ان کلمات کو اپنے آخری کلام بناؤ۔ (حضرت براء بیان کرتے ہیں) میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ دعا دہرائی تو ''نبیک'' کی جگہ ''رسولک'' پڑھا تو آپ نے میری تصحیح کرتے ہوئے فرمایا' نہیں! ونبیک الذی ارسلت (پڑھو)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں سعد بن عبیدہ اور منصور بن معتمر طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں اس کے چھ راویوں میں سے ابتدائی چار راوی کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت سے پہلے کوئی ترجمۃ الباب قائم نہیں کیا تاہم یہ کتاب الوضو کی آخری حدیث ہے اور اس کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انسان کو اپنے دن بھر کے معمولات کے آخر میں رات کو سوتے وقت وضو کر کے سونا چاہیے یہی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

دوسرا پارہ

کِتَابُ الْغُسْلِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "اور اگر تم جنبی ہو تو اچھی طرح طہارت حاصل کرو؟" "اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا قضائے حاجت کر کے آئے ہو یا بیوی کے ساتھ صحبت کر لی ہے اور (غسل یا وضوء کے لئے) تمہیں پانی دستیاب نہیں' تو پاک مٹی کے ذریعے' اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر کے' تیمم کر لو' اللہ تعالیٰ تمہیں حرج کا شکار نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ تمہیں خوب اچھی طرح سے پاک کر دینا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دینا چاہتا ہے تا کہ تم شکرگزار بن جاؤ"۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: "اے ایمان والو! نشے کی حالت میں اس وقت تک نماز نہ پڑھو (جب تک نشہ اس حد تک ختم نہ ہو جائے) کہ تمہیں اپنی بات سمجھ آنے لگے اور جنابت کی حالت میں (بھی نماز نہ پڑھو) جب تک غسل نہ کر لو البتہ مسافر کا حکم مستثنیٰ ہے' اگر تم بیمار ہو' یا سفر کی حالت میں ہو' یا کوئی شخص قضائے حاجت کر کے آیا ہو' یا تم نے بیوی کے ساتھ صحبت کر لی ہو' اور پھر (وضو یا غسل کرنے کے لیے) تمہیں پانی نہیں ملتا تو پاک مٹی کے ذریعے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر کے' تیمم کر لو"۔

❀—❀❀—❀
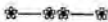
بَابٌ ۱۷۴: اَلْوُضُوْءُ قَبْلَ الْغُسْلِ

غسل سے پہلے وضو کرنا

————***

243- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعَرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ غُرَفٍ

بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ

نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ غسل جنابت کا آغاز کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے' پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر ان کے ذریعے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے پھر دونوں ہاتھوں کے ذریعے تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے اور پھر پورے جسم پر پانی بہادیتے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ بن زبیر اور ان کے صاحب زادے ہشام بن عروہ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

244- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ مِنَ الْاَذٰى ثُمَّ اَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ (غسل کے آغاز میں) اسی طرح وضو کرتے جیسے نماز کے وقت وضو کرتے تھے تاہم اس میں پاؤں نہیں دھوتے پھر اپنی شرم گاہ اور اس پر لگی ہوئی نجاست دھوتے پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہاتے اور پھر دونوں پاؤں دھوتے' آپ ﷺ کے غسل جنابت کا طریقہ یہ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسری صحابیہ اُم المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے علاوہ اس روایت کے دو راوی کریب بن ابومسلم اور سالم بن ابوالجعد طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں اس روایت کے تین راوی کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
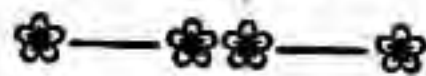
بَابُ ١٧٥: غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَاَتِهٖ

آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ غسل کرنا

245- حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنْ قَدَحٍ يُّقَالُ لَهُ الْفَرَقُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جسے 'فرق' کہا جاتا تھا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ مسئلہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے ہمراہ غسل کر سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ بن زبیر اور ابن شہاب زہری طبقۃ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: کسی بھی مسئلے یا واقعہ پر اظہار رائے یا غور وفکر کرتے وقت یہ بنیادی اصول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہر خطے، زمانے اور معاشرے کے رسوم ورواج دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں' ہمارے زمانے میں عام طور پر غسل کے لیے ہر گھر میں مخصوص جگہ ہوتی ہے جو چاروں طرف سے بند ہونے کی وجہ سے ہر شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت' برہنہ ہو کر غسل کر سکتا ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں گھروں میں غسل خانے کی سہولت نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عام طور پر گھر سے مراد ایک کمرہ ہوا کرتا تھا جیسا کہ اُمہات المومنین کی رہائش گاہیں صرف ایک حجرے پر مشتمل ہوتی تھیں اس لیے وہاں اس بات کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی کہ کوئی فرد مکمل طور پر لباس اُتار کر غسل کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مختلف ایسی روایات منقول ہیں جن کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے ہمراہ غسل کر لیا کرتے تھے اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام مذکور ہیں۔[1]

کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ معمول تھا کہ ہر فرد تہبند لپیٹ کر غسل کیا کرتا تھا اس لیے ایسی تمام روایات میں یہ بات پیش نظر رکھی جائے گی کہ ازواج مطہرات کے ساتھ غسل کرتے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ دونوں چادر لپیٹے ہوتے اس کی تائید ترمذی شریف کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کے مطابق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

''میں نے کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔''

اسی طرح ملا علی نے یہ روایت نقل کی ہے:

''میں نے کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی میری شرم گاہ نہیں دیکھی۔''[2]

اسی طرح جس روایت میں اس بات کا ذکر موجود ہے' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غسل کر رہے تھے اور سیدہ فاطمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پردہ تان کر کھڑی ہوئی تھیں اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تہبند باندھ کر غسل کر رہے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس لیے پردہ تانا ہوا تھا کیونکہ تہبند لپیٹ کر بھی گھر کے افراد کے

---

[1] نسائی' احمد بن شعیب'' السنن'' (240)' ابن ماجہ (378)' احمد (342/6)' مسلم (322)

[2] ترمذی' محمد بن عیسیٰ'' الجامع'' (597)' القاری' علی بن سلطان'' جمع الوسائل''

سامنے غسل کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ یہ مناسبت معاشرتی رویے کے اعتبار سے ہے شرعی حکم کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی ازواج کے ہمراہ غسل کرنے کے مسئلے کا جائزہ لیتے ہوئے یہ نکتہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غسل کی ضرورت اس وقت پیش آتی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی زوجہ محترمہ کے ساتھ صحبت کرتے تھے جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اس عمل کے نتیجے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ پر بھی غسل واجب ہو جاتا تھا اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ کسی زوجہ کے ہمراہ غسل کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی تھی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ نے نماز کی تیاری کرنا ہوتی تھی یعنی علی الصبح فجر کی نماز سے کچھ پہلے اور کیونکہ اس وقت گھروں میں باقاعدہ غسل خانے موجود نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی گھروں میں پانی کے نلکے یا ٹینکیاں ہوتی تھیں بلکہ ایک مشکیزے کے ذریعے ہی ضروریات پوری کرنا ہوتی تھیں اس لیے ایسی صورت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تہبند لپیٹ کر ایک ہی برتن کے ذریعے ایک ساتھ غسل کر لیا کرتے تھے۔

❀—❀❀—❀
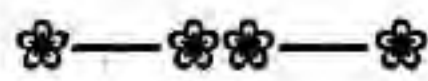
بَابُ ۱۷٦: الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهِ

ایک صاع (کی مقدار میں) پانی سے غسل کرنا۔

•••—•••—•••

246- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ دَخَلْتُ اَنَا وَاَخُوْ عَآئِشَةَ عَلٰى عَآئِشَةَ فَسَاَلَهَا اَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ نَحْوٍ مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَاَفَاضَتْ عَلٰى رَاْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرِ صَاعٍ

ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' ایک دن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی نے ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا طریقہ دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا برتن منگوایا جس میں پانی کی مقدار ایک صاع کے قریب تھی پھر انہوں نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اس وقت ہمارے اور ان کے درمیان پردہ موجود تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' ایک سند میں ''نحو من'' صاع کی جگہ ''قدر صاع'' کے الفاظ منقول ہیں۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر پانی کی مقدار ایک ''صاع'' کے برابر ہو تو اس کے ذریعے شرعی غسل کیا جا سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمن اور ابوبکر عبداللہ بن حفص ان کے علاوہ دو راوی تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں یعنی شعبہ بن حجاج اور عبدالصمد بن عبدالورث اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن محمد بھی بخارا کے رہنے والے ہیں جبکہ بقیہ پانچ راویوں میں سے دو بصری اور تین مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ فعل صحابی پر مشتمل ہے جس کے ذریعے بالواسطہ طور پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی وضاحت کی گئی ہے۔

نفس مسئلہ: اس روایت کو بنیاد بنا کر اہل تشیع' اہل سنت پر اعتراضات کرتے ہیں حالانکہ دو سائلین میں سے ابوسلمہ' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رضاعی بھتیجے ہیں جبکہ دوسرے صاحب کے بارے میں انہوں نے خود صراحت کر دی کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس روایت میں واقعہ کی جملہ تفصیلات مذکور نہیں ہیں بقیہ تفصیلات کو صرف قیاس کیا جاسکتا ہے اس روایت میں صرف یہ ذکر ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اور ان محرم عزیزوں کے درمیان (مزید احتیاط کے طور پر) پردہ حائل کر لیا تھا اب سوال یہ ہے کہ اس پردے کے دوسری جانب کیفیت کیا تھی؟ یہ بات بعید از فہم ہے کہ پردے کی دوسری جانب انہوں نے لباس اُتارا ہو کیونکہ ہم کسی اور مقام پر اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ عرب تنہا غسل کرتے وقت بھی کم از کم تہبند ضرور پہنا کرتے تھے اور اس بارے میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں' اب رہا یہ سوال کہ اس وقت انہوں نے قمیص پہن رکھی تھی تو کوئی بھی معقول آدمی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ کوئی عام نیک طینت خاتون اپنے محرم عزیزوں کے سامنے قمیص اُتار کر غسل کر سکتی ہے اب رہا یہ سوال کہ عام طور پر کوئی خاتون اپنے محرم عزیزوں کے سامنے' لباس پہن کر بھی غسل نہیں کرتی' یہ بات درست ہے لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ واقعہ استثنائی صورتِ حال پر محمول ہوگا کیونکہ واقعہ نقل کرنے والے شخص نے اس واقعہ کے سیاق و سباق کو مکمل طور پر نقل نہیں کیا۔ مزید برآں یہ نکتہ بھی نگاہ سے اوجھل نہیں رہنا چاہیے کہ ہمارے زمانے میں مشینوں پر تیار ہونے والا کپڑا باریک اور ملائم ہوتا ہے لیکن اس زمانے میں تیار ہونے والا کپڑا موٹا اور سخت ہوتا تھا اس لیے اگر کوئی اسے پہن کر غسل کر بھی لے تو ظاہری طور پر بے پردگی اور جسمانی ساخت کے اظہار کی صورت پیدا ہونے کا امکان نہیں ہو سکتا تھا۔ مزید برآں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک اور پردہ حائل کر دیا تھا اور کلام کے سیاق و سباق سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے راویوں نے' جوان کے قریبی عزیز تھے' پردے کی اوٹ سے صرف گردن سے اوپر سر پر پانی ڈالتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ بات کسی محرم کے لیے جائز ہے۔ یہ تمام صورت اس امکان کے پیش نظر ہوگی کہ اگر یہ واقعہ درست ہو۔

——————***

247- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ هُوَ وَاَبُوْهُ وَعِنْدَهٗ قَوْمٌ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ يَكْفِيْكَ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا يَكْفِيْنِىْ فَقَالَ جَابِرٌ كَانَ يَكْفِىْ مَنْ هُوَ اَوْفٰى مِنْكَ شَعْرًا وَّخَيْرًا مِّنْكَ ثُمَّ اَمَّنَا فِىْ ثَوْبٍ

ابوجعفر بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ وہ اپنے والد کے ہمراہ' حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر تھے' کچھ اور حاضرین بھی موجود تھے جنہوں نے حضرت جابر سے غسل کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت جابر نے جواب دیا' تمہارے لیے ایک صاع (پانی کی مقدار) کافی ہے تو ایک شخص بولا' میرے لیے تو یہ کافی نہیں ہے تو حضرت جابر بولے جس ہستی کے بال تم سے زیادہ تھے اور جو تم سے زیادہ بہتر تھے (یعنی نبی اکرم ﷺ) ان کے لیے تو اتنی مقدار کافی ہوتی تھی۔ (ابوجعفر کہتے ہیں) اس کے بعد حضرت جابر نے ہمیں نماز پڑھائی اس وقت آپ نے صرف ایک کپڑا (یعنی صرف تہبند یا پاجامہ) پہن رکھا تھا۔

ترجمۃ الباب: یہ روایت ترجمۃ الباب: **176** سے متعلق ہے یعنی ایک صاع کی مقدار کے برابر پانی سے غسل کیا جاسکتا ہے اس طرح کی روایات نقل کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ شرعی احکام کے بارے میں لوگ غیر ضروری شدت پسندی کا شکار نہ ہوں' وضو اور غسل بنیادی شرعی احکام میں سے ایک ہیں جن سے ہر شخص کا اکثر واسطہ پڑتا ہے اب اگر لوگ غیر ضروری احتیاط و وہم کی وجہ سے زیادہ پانی استعمال کرنا شروع کر دیں تو ایسے علاقوں کے رہنے والوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا جہاں پانی عام طور پر دستیاب نہیں ہوتا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والے راوی حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم ہیں جو "امام" باقر کے نام سے مشہور ہیں اس روایت کو امام باقر سے ایک دوسرے تابعی عمرو بن عبداللہ نے روایت کیا ہے اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن محمد بخارا کے رہنے والے ہیں اور بقیہ پانچ راویوں میں سے تین کوفی اور دو مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت بیان صحابی پر مشتمل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے' یہ روایت مرفوع متصل ہے۔

•••——•••——•••

248- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ اَخِيْرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى اَبُوْ نُعَيْمٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن کے ذریعے غسل کرلیا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' ایک اور سند میں یہی بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے طور پر منقول ہے۔

ترجمۃ الباب: یہ روایت ترجمۃ الباب: **176** سے متعلق ہے۔ اگرچہ اس میں پانی کی مخصوص مقدار کا مقدار کے حوالے سے ذکر نہیں ہے لیکن ایک برتن میں تقریباً جتنا پانی آسکتا ہے وہ ترجمۃ الباب سے مطابقت رکھتا ہے یہاں یہ بات واضح رہے کہ ہمارے حساب سے ساڑھے چار لیٹر پانی ایک صاع کے برابر ہوتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی عمرو بن دینار نے دوسرے تابعی جابر بن زید سے روایت کیا ہے اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابونعیم فضل بن دکین اور ان کے استاد سفیان بن عیینہ دونوں کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ بیان صحابی پر مشتمل ہے۔ جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کا ذکر موجود ہے۔ روایت کے آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند پر تبصرہ بھی کیا ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابُ ۱۷۷: مَنْ اَفَاضَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثًا

سر پر تین مرتبہ پانی ڈالنا

•••——•••——•••

249- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَا فَاُفِیْضُ عَلٰی رَاْسِیْ ثَلَاثًا وَاَشَارَ بِیَدَیْہِ کِلْتَیْھِمَا

حضرت جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے سر پر تین مرتبہ اس طرح پانی ڈالتا ہوں (حضرت جبیر کہتے ہیں) پھر آپ نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر اشارہ کیا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے غسل کرنے کے سنت طریقے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابی حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے سوا اس روایت کے تمام راوی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اس حدیث کا مرکزی مضمون غسل کا سنت طریقہ بیان کرتا ہے۔

الکاسانی لکھتے ہیں' غسل میں درج ذیل باتیں مسنون ہیں' غسل کرنے والا سب سے پہلے برتن بائیں ہاتھ میں لے کر اس سے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے اور دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھوئے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی اُنڈیل کر بائیں ہاتھ کے ذریعے اپنی شرم گاہ دھوئے پھر تمام اعضاء وضو کو تین مرتبہ دھوئے لیکن پاؤں نہ دھوئے پھر اپنے سر اور پورے جسم پر تین مرتبہ پانی بہائے پھر وہاں سے ذرا ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے۔

اس کی بنیاد وہ حدیث ہے جو اُم المومنین سیدہ میمونہ سے منقول ہے۔ آپ فرماتی ہیں' ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برتن کو بائیں ہاتھ سے تھام کر دائیں ہاتھ پر پانی اُنڈیلا پھر دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی اُنڈیل کر اس کے ذریعے اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا پھر کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' منہ دھویا' دونوں بازو دھوئے پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہایا اور پھر وہاں سے ذرا ہٹ کے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔[1]

(الکاسانی کہتے ہیں) کہ یہ روایت (غسل کے) سنت اور فرض دونوں پر مشتمل ہے۔[2]

نفس مسئلہ: غسل سے پہلے جو وضو کیا جاتا ہے اس میں سر پر مسح کیا جائے گا یا نہیں؟

''ظاہر روایت'' کی روایت کے مطابق سر پر مسح کیا جائے گا تاہم امام حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ اس وقت سر پر مسح نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کے بعد سر پر پانی بہانا ہے جس کی بدولت مسح کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ یوں مسح کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس کے برعکس اگر پہلے سے دھوئے ہوئے عضو پر دوبارہ پانی بہا دیا جائے تو اس سے پہلے بہائے ہوئے پانی کی نفی نہیں ہوتی تاہم درست رائے وہی ہے جو ظاہر روایت میں منقول ہے کیونکہ احادیث میں پورے جسم پر پانی بہانے سے پہلے وضو کرنے کا حکم موجود ہے اور یہ واضح ہے کہ وضو میں اعضاء دھونے کے ساتھ مسح کا حکم بھی موجود ہے البتہ پاؤں اس لیے نہیں دھوئے جاتے کیونکہ انہیں دھونے کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ باقی جسم دھونے کی وجہ سے پاؤں دوبارہ ملوث ہو جائیں گے البتہ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ غسل کر رہا ہو جہاں اس کے پاؤں میں غسل کا پانی جمع نہ ہوتا ہو۔ مثلاً وہ کسی اونچے پتھر پر ہو تو ایسی صورت میں پہلے پاؤں دھوئے جا سکتے ہیں کیونکہ یہاں پاؤں

---

[1] بخاری 252

[2] کاسانی' ابوبکر بن مسعود' ''بدائع الصنائع''

کے ملوث ہونے کا اندیشہ نہیں ہے اسی لیے میت کے غسل میں یہ حکم موجود ہے کہ اسے وضو کرواتے وقت اس کے پاؤں پہلے دھوئے جائیں گے کیونکہ میت تختے پر موجود ہوتی ہے اور وہاں پانی اکٹھا نہیں ہوتا۔

ہمارے بعض مشائخ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غسل کی جگہ سے الگ ہو کر پاؤں دھوتے تھے سے یہ استدلال کیا ہے کہ آبِ مستعمل ناپاک ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ پاک ہو تو پھر اس سے احتیاط کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لیے یہ حدیث امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے مؤقف کی تائید کرتی ہے اور یہ امام محمد کے خلاف حجت ہے۔ (الکاسانی کہتے ہیں) ہمارے خیال میں یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ انسان ناپاک چیز کی طرح میلی چیز استعمال کرنے سے بھی گریز کرتا ہے جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طبیعت میں نظافت کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے اور استعمال شدہ پانی بہر حال گندہ ہوتا ہے۔[1]

•••——•••——•••

250- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْرِغُ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثًا

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا کرتے تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو نقل کرنے والے تابعی بھی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ ہیں جن کا نام محمد بن علی ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: **177** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون حدیث: **249** کے مطابق ہے۔

•••——•••——•••

251- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ لِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَاَتَانِيْ ابْنُ عَمِّكَ يُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ كَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُ ثَلَاثَةَ اَكُفٍّ وَّيُفِيْضُهَا عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ فَقَالَ لِيَ الْحَسَنُ اِنِّيْ رَجُلٌ كَثِيْرُ الشَّعَرِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ مِنْكَ شَعَرًا

حضرت ابوجعفر بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت جابر نے مجھ سے کہا آپ کے چچازاد یعنی حسن بن محمد بن حنفیہ میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے غسلِ جنابت کا طریقہ کیا ہے تو میں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ دونوں ہتھیلیوں میں پانی بھر کر سر پر بہایا کرتے تھے اور پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہا لیا کرتے تھے تو حسن نے مجھ سے کہا میرے بال بہت زیادہ ہیں تو میں نے جواب دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تم سے زیادہ تھے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو بھی امام باقر نے نقل کیا ہے اس کے چار راویوں میں سے دو کوفی اور دو مدنی ہیں۔

[1] کاسانی، ابوبکر بن مسعود "بدائع الصنائع"

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: **177** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون حدیث: **249** کے مطابق ہے۔ اگرچہ یہ ایک صحابی اور ایک تابعی کا مکالمہ ہے لیکن اس میں حدیث فعلی کی طرف اشارہ موجود ہے۔

بَابُ ۱۷۸: اَلْغُسْلِ مَرَّةً وَّاحِدَةً

غسل (میں) ایک مرتبہ (جسم دھونا)
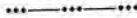
252- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهٗ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَّكَانِهٖ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں'ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کرنے کے لیے پانی رکھا تو آپ نے پہلے دو یا شاید تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو دھویا اور پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی انڈیل کر اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنے اس ہاتھ کو زمین پر رگڑا پھر کلی کی'ناک میں پانی ڈالا'اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔

ترجمۃ الباب: جس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوضو میں اس بات کی وضاحت کی تھی کہ وضو کے دوران مخصوص اعضاء کو کم از کم ایک مرتبہ دھونا فرض ہے البتہ دو یا تین مرتبہ دھونا بھی سنت ہے اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں اس ترجمۃ الباب کے ذریعے یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ غسل کے دوران بھی سارے جسم کو کم از کم ایک مرتبہ دھونا فرض ہے البتہ دو یا تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسری صحابیہ اُم المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اس روایت کے بقیہ پانچ راویوں میں سے تین راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں یعنی کریب' سالم اور اعمش ان میں اعمش کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
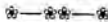
بَابُ ۱۷۹: مَنْ بَدَاَ بِالْحِلَابِ اَوِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْغُسْلِ

غسل کے آغاز میں حلاب یا خوشبو لگانا

253- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَاَ بِشِقِّ رَاْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى وَسَطِ رَاْسِهٖ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسلِ جنابت کے وقت تھوڑا سا ''حلاب'' یا اس جیسی کوئی اور چیز لے کر اپنی ہتھیلی پر ڈالتے پھر پہلے سر کے دائیں حصے پر لگاتے پھر بائیں حصے پر لگاتے اور پھر دونوں ہاتھوں کے ذریعے سر کے درمیانی حصے میں لگاتے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غسل کے وقت کسی ایسی چیز کا استعمال سنت ہے جس سے جسم صاف ہو اور جس کے استعمال کی وجہ سے بعد میں جسم سے خوشبو آتی ہو یعنی ہم آسان لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس حدیث سے بالواسطہ طور پر صابن کے استعمال کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ (بشرطیکہ اس کے اجزاء میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو)

سند پر تبصرہ: اس روایت کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرنے والے قاسم بن محمد' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
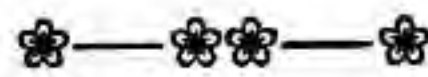
بَابُ ۱۸۰: الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ

غسلِ جنابت کے دوران کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

254- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَاَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَاَفَاضَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا' آپ نے پہلے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر مٹی سے ملا پھر اسے دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا چہرہ دھویا پھر اپنے سر پر پانی بہایا پھر وہاں سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے پھر آپ کی خدمت میں رومال پیش کیا گیا لیکن آپ نے اسے استعمال نہیں کیا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غسل کے دوران کلی کی جائے گی اور ناک میں پانی ڈالا جائے گا لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس عمل کو فرض سمجھتے ہیں یا سنت؟ یہ واضح نہیں ہو پایا۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں' ابن بطال اور دیگر محدثین نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب

کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غسل میں ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس ترجمۃ الباب کے بعد جو حدیث موجود ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے وضو کا سا وضو کیا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس دوران جو کلی کی گئی اور ناک میں پانی ڈالا گیا' وہ غسل کی بجائے وضو کے لیے تھا اور اس بات پر اجماع ہے کہ غسل کے دوران وضو کرنا ساقط ہو گا تو اس کے توابع بھی ساقط ہو جائیں گے۔ احادیث میں غسل کے دوران وضو کرنے یا کلی وغیرہ کرنے کے بارے میں جو روایات ہیں' وہ فضیلت اور کمال پر محمول ہوں گی۔[1]

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسری صحابیہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے جبکہ اس سند میں تین تابعین موجود ہیں' کریب' سالم اور اعمش اس روایت کے سات راویوں میں سے تین مدنی اور بقیہ چار کوفی ہیں جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عمر بن حفص بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

نفس مسئلہ: غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم کیا ہے؟

اختلاف اُمت: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غسل کے دوران کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔

امام حسن بصری' ابن شہاب زہری' ربیعہ الرائے' لیث بن سعد' ابو عبد الرحمن اوزاعی اور امام شافعی اسی بات کے قائل ہیں۔[2]

امام احمد بن حنبل کے نزدیک غسل میں ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے البتہ کلی کرنا واجب نہیں ہے۔[3]

امام ابوحنیفہ' ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کے نزدیک غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں' غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نیز پورے جسم پر پانی بہانا فرض ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے' ان کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان ہے' جس میں دس چیزوں کو فطرت یعنی سنت قرار دیا گیا ہے اور ان میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی ذکر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں عمل وضو میں بھی سنت شمار ہوتے ہیں۔

(صاحب ہدایہ کہتے ہیں) ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

''اور اگر تم جنبی ہو جاؤ تو اچھی طرح سے طہارت حاصل کرو۔'' (مائدہ: 6)

اس آیت میں پورے جسم کی تطہیر کا حکم موجود ہے تاہم جسم کے جس حصے تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو وہ اس حکم سے خارج ہو گا۔ وضو کا معاملہ اس سے مختلف ہے کیونکہ اس میں چہرہ دھونے کا حکم ہے جبکہ منہ اور ناک کا اندرونی حصہ چہرے کی تعریف میں شامل نہیں ہوتا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث پیش کی ہے وہ حدث (بے وضو ہونا) کی حالت سے متعلق ہے اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

''یہ دونوں (کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غسل) جنابت میں فرض اور وضو میں سنت ہیں''۔[4]

---

[1] عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' ''فتح الباری'' (490/1)

[2] شافعی' محمد بن ادریس' ''الام'' (24/1)' نووی' یحییٰ بن شرف' ''روضۃ الطالبین'' (58/1)' نووی' یحییٰ بن شرف' ''المجموع'' (362/1)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' ''المغنی'' (102/1)' ''التفریع'' (191/1)

[3] مقدسی' عبداللہ بن احمد' ''المغنی'' (102/1)

[4] المرغانی' علی بن ابوبکر' ''الہدایہ'' (17/1)

بَابُ ۱۸۱: مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُونَ أَنْقَى
ہاتھ اچھی طرح صاف کرنے کے لیے مٹی پر ملنا

•••——•••——•••

255- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِيَدِهٖ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْئَهُ لِلصَّلٰوةِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسلِ جنابت کرتے وقت پہلے اپنی شرم گاہ کو ہاتھ کے ذریعے دھویا پھر اس ہاتھ کو دیوار پر مل کر پانی سے دھویا پھر نماز کے وضو جیسا وضو کیا پھر غسل سے فارغ ہونے کے بعد دونوں پاؤں دھوئے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غسل کے دوران شرم گاہ کو دھونے کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑنا' تاکہ وہ اچھی طرح صاف ہو جائے' سنت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو حدیث: **151** کی سند میں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حمیدی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابُ ۱۸۲: هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى يَدِهٖ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُوْرِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

کیا جنبی ہاتھ دھونے سے پہلے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال سکتا ہے؟ جبکہ اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست بھی نہ لگی ہو اور وہ ہاتھ صرف جنبی ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈال کر وضو کر لیتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک غسلِ جنابت کے پانی کے چھینٹوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

•••——•••——•••

256- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور ہمارے ہاتھ اس میں ٹکرا جایا کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: علامہ عینی لکھتے ہیں اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا جنبی شخص اپنا ہاتھ پانی میں داخل کرسکتا ہے؟ یہاں برتن سے مراد وہ برتن ہے جس میں پانی موجود ہو اور ''قذر'' سے مراد نجاست ہے۔ بخاری نے ترجمۃ الباب میں یہ بات بھی کہی ہے کہ وہ نجاست جنابت کے علاوہ کوئی اور ہو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید جنابت بھی ایک نجاست ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ بعض حضرات نے اس کی یہ توجیہہ پیش کی ہے کہ یہاں جنابت سے مراد اس کا حکم ہے اس لیے یہ نجاست کے ضمن میں شامل ہوگا۔ میں (عینی) یہ کہتا ہوں کہ جنابت نجاست میں شامل نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ ایک معنوی حقیقت ہے جبکہ نجاست ایک ظاہری حقیقت ہے پھر یہ بات قابل غور ہے کہ اس کے حکم سے مراد کیا ہوگا؟ اگر غسل مراد ہو تو اس کا یہاں کوئی محل نہیں ہے اور اگر نجاست مراد ہو تو ہم پہلے واضح کرچکے ہیں کہ مومن کبھی بھی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر اس کے اثر سے مراد ''منی'' ہو تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ ویسے ہی پاک ہوتی ہے۔[1]

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک اثر نقل کیا ہے لیکن یہ اثر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تجویز کردہ ترجمۃ الباب سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جنابت کا ذکر کیا ہے جبکہ یہاں وہ صرف وضو کا ذکر کررہے ہیں۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اثر نقل کیا ہے کہ یہ حضرات غسل جنابت کے دوران جسم سے مس ہوکر جدا ہونے والے پانی کے چھینٹوں کا خاص خیال نہیں رکھتے تھے اور یہ بات بعید از فہم بھی نہیں ہے کیونکہ اس دوران پانی کے چھینٹوں سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

نفس مسئلہ: کیا جنبی شخص اپنا ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈال سکتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو حدیث نقل کی ہے اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ترجمۃ الباب کا مفہوم محدود ہے جبکہ حدیث کا مفہوم مطلق ہے پھر نبی اکرم اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخلاق سے یہ بعید ہے کہ وہ پہلی مرتبہ پانی میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے انہیں نہ دھوئیں۔ نبی اکرم کے غسل کے بارے میں دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پانی میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے اسے دھولیا کرتے تھے جیسا کہ اگلی حدیث میں یہی بات مذکور ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

————***

257- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ غسل جنابت کرنے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرتے تھے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب **182** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون بھی وہی ہے جو سابقہ حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

[1] عینی بدرالدین محمود ''عمدۃ القاری'' (308/3)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعی موجود ہیں' عروہ بن زبیر اور ہشام بن عروہ اس کے پانچ راویوں میں سے دو بصری اور تین مدنی ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

... —— ... —— ...

258- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنْ جَنَابَةٍ وَّعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ مِثْلَهٗ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: **182** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون بھی وہی ہے جو حدیث: **256** میں ذکر کیا گیا ہے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' ابوبکر بن حفص اور عروہ بن زبیر اس کے پانچ راویوں میں سے دو بصری اور تین مدنی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں' دوسری سند میں عروہ بن زبیر کی بجائے قاسم بن محمد کا ذکر ہے۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

... —— ... —— ...

259- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْاَةُ مِنْ نِّسَآئِهٖ يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ زَادَ مُسْلِمٌ وَّوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ مِنَ الْجَنَابَةِ
حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی زوجہ محترمہ کے ہمراہ ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: یہ روایت ترجمۃ الباب: **182** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون بھی وہی ہے جو حدیث: **256** میں ذکر کیا گیا ہے۔
سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی تین سندیں نقل کی ہیں اور تینوں اسناد میں چار' چار راوی ہیں اور چار میں سے تین راوی بصری اور ایک مدنی ہیں۔
حدیث کی قسم: ان تین اسناد میں سے ایک مرفوع متصل ہے اور دو مرفوع معلق ہیں جنہیں متابع کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

❀ —— ❀❀ —— ❀

بَابُ ۱۸۳: مَنْ اَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فِى الْغُسْلِ
غسل کے دوران دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالنا

260- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ فَصَبَّ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما 'سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا اور پردہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اسے ایک یا دو مرتبہ دھویا (راوی سلیمان کہتے ہیں مجھے یہ یاد نہیں ہے کہ میرے استاد نے تیسری مرتبہ ہاتھ دھونے کا ذکر کیا ہے یا نہیں) پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنے اس ہاتھ کو زمین یا دیوار سے رگڑا پھر کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' منہ دھویا' دونوں بازو دھوئے' سر دھویا اور پھر پورے جسم پر پانی بہایا پھر وہاں سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے' میں نے کپڑا پیش کیا تو آپ نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

<u>ترجمۃ الباب</u>: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غسل کے طریقے میں ایک سنت کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں پر پانی انڈیل کر پہلے دونوں ہاتھوں کو دھولیا جائے اور پھر دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر بائیں ہاتھ کے ذریعے شرم گاہ یا نجاست کو دھونا چاہیے۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کی سند میں دو صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تین تابعین کریب' سالم اور اعمش ہیں اس روایت کے سات راویوں میں سے تین مدنی' دو کوفی اور دو بصری ہیں۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابٌ ۱۸۴: تَفْرِيقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوءُهُ

غسل اور وضو کے درمیان میں وقفہ کرنا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ وضو کے دیگر اعضاء خشک ہو جانے کے بعد پاؤں دھوئے۔

•••——•••——•••

261- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کرنے کے لیے پانی رکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں دو یا تین مرتبہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں پر پانی ڈال کر (بائیں ہاتھ کے ذریعے) اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنا وہ ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی' ناک میں پانی ڈالا پھر چہرہ اور دونوں بازو دھوئے پھر تین مرتبہ سر دھویا پھر پورے جسم پر پانی بہایا پھر وہاں سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔

ترجمۃ الباب: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں' (اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے) غسل اور وضو کے ارکان کے درمیان وقفہ کرنے کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امام شافعی کا فتویٰ یہی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وضو اور غسل کے دوران مخصوص اعضاء کو دھونا فرض قرار دیا ہے لہٰذا جو انہیں دھولے گا' وہ فرض ادا کرلے گا۔ خواہ وہ انہیں ایک ساتھ دھوئے یا وقفے کے ساتھ دھوئے' اس موقف کی تائید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے بھی ہو جاتی ہے۔ سعید بن مسیب' عطاء بن ابی رباح اور اہلِ علم کی ایک جماعت اسی بات کی قائل ہے۔ حضرت ربیعہ الرائے اور امام مالک کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرے' اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا البتہ اگر کوئی بھول جائے تو اسے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اور روایت یہ منقول ہے کہ اگر درمیانی وقفہ مختصر ہو تو سابقہ وضو کو جاری رکھے اور اگر وقفہ طویل ہو جائے تو از سرِ نو وضو شروع کرے۔ حضرت قتادہ اور امام ابو عبدالرحمٰن الاوزاعی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ پہلے دھوئے ہوئے اعضاء خشک ہو جائیں تو از سرِ نو وضو کرے۔ حضرت ابراہیم نخعی نے غسل میں وقفے کی اجازت دی ہے اور وضو میں نہیں دی۔ شیخ ابن المنذر نے یہ تمام فتاویٰ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ سابقہ دھوئے ہوئے عضو کے خشک ہونے کو حدث قرار نہیں دیا جا سکتا۔ امام طحاوی نے بھی یہ لکھا ہے کہ عضو کا خشک ہونا حدث نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے اس لیے اگر وضو کے تمام اعضاء بھی سوکھ جائیں تو طہارت کا حکم پھر بھی باقی رہتا ہے۔[1]

سند پر تبصرہ: اس کی سند میں وہی تمام خوبیاں ہیں جو حدیث: **257** کی سند میں ہیں۔ اضافی خوبی یہ ہے کہ اس کے بقیہ دو راوی تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابٌ ۱۸۵: اِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنْ دَارَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِىْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ

بار بار صحبت کرنا اور تمام بیویوں سے صحبت کر لینے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرنا

262- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَكَرْتُهُ لِعَآئِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَّنْضَخُ طِيْبًا

ابراہیم بن محمد اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے (حضرت ابن عمر رضی اللہ

[1] عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' "فتح الباری" (494/1)

عنہما کے ایک فتوی کا) ذکر کیا تو وہ بولیں اللہ تعالی ابوعبدالرحمن (عبداللہ بن عمر) پر رحم کرے میں نے خود نبی اکرم ﷺ کو خوشبو لگائی پھر آپ ﷺ اپنی تمام ازواج کے پاس (یکے بعد دیگرے) تشریف لے گئے۔ اگلے دن صبح آپ ﷺ نے احرام باندھ لیا جبکہ آپ ﷺ سے وہ خوشبو آ رہی تھی۔

ترجمۃ الباب: یہ ترجمۃ الباب کتاب "الغسل" کا حصہ ہے غسل کو واجب کرنے والے امور میں ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرے تو اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک شخص کی کئی بیویاں ہیں اگر وہ ایک ہی مرتبہ یکے بعد دیگرے ان سب سے ازدواجی تعلق قائم کرتا ہے تو کیا ہر مرتبہ اس عمل کے بعد اسے نئے سرے سے غسل کرنا ہوگا؟ یہ صورت اس وقت بھی پیش آ سکتی ہے جب کوئی شخص ایک مرتبہ صحبت کرنے کے بعد اسی عمل کو اسی بیوی کے ساتھ دوبارہ کرنا چاہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث نقل کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوبارہ یہ عمل کرنے کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل سے یہ بات ثابت ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ (یکے بعد دیگرے) دو (یا دو سے زیادہ مرتبہ) جنسی تعلق قائم کرنے کے درمیانی وقفے میں غسل کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے اس وقفے میں وضو کرنے کو بھی جمہور علماء نے مستحب قرار دیا ہے البتہ شیخ داؤد ظاہری اور ابن حزم نے اسے واجب قرار دیا ہے۔ تابعین میں سے عطاء بن ابی رباح ابراہیم نخعی عکرمہ حسن بصری اور ابن سیرین اسی بات کے قائل ہیں۔ یہ حضرات اپنے موقف کی تائید میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

"جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ دوبارہ صحبت کا ارادہ کرے تو اسے پہلے وضو کر لینا چاہیے۔"

جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم استحباب کے لیے ہے وجوب کے لیے نہیں ہے جیسا کہ امام طحاوی نے اپنی سند کے ہمراہ یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم خود بعض اوقات ایسی صورت میں وضو نہیں کیا کرتے تھے۔[1]

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں محمد بن منتشر اور ان کے صاحب زادے ابراہیم بن محمد جبکہ دو راوی تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ شعبہ بن حجاج اور محمد بن ابراہیم بن ابی عدی اس روایت کے چھ راویوں میں سے ایک مدنی تین بصری اور دو کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث فعلی ہے۔

*** —— *** —— ***

263- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيقُهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ

[1] عینی بدرالدین محمود "عمدۃ القاری" (316/3)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات رات کے وقت یا دن میں تمام ازواجِ مطہرات سے (یکے بعد دیگرے) صحبت کرلیا کرتے تھے جن کی تعداد گیارہ تھی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کے برابر قوت حاصل تھی۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ایک اور روایت میں ازواجِ مطہرات کی تعداد گیارہ کی بجائے نو منقول ہے (اور یہی روایت درست ہے)

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: **185** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون وہی ہے جو حدیث: **262** کا ہے۔

نفسِ مسئلہ: اس روایت میں راوی کا یہ بیان غلط ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی دن یا رات میں **11** ازواج کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حرمِ اقدس میں بیک وقت **9** سے زیادہ ازواج قیام پذیر نہیں رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے آخر میں ایک اور سند کے حوالے سے ازواجِ مطہرات کی تعداد **9** لکھی ہے۔

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں' ازواجِ مطہرات کی تعداد کیا ہے؟ ان کے نکاح کی ترتیب کیا ہے؟ آپ نے ان میں سے کتنی ازواج کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کیا؟ کتنی خواتین کو نکاح کا پیغام بھجوایا لیکن ان سے شادی نہیں کی؟ اور کتنی خواتین نے آپ کے حبالہ عقد میں آنے کی خواہش کا اظہار کیا؟ اس بارے میں سیرت نگاروں کے بیانات مختلف ہیں۔

سب سے پہلے آپ نے سیدہ خدیجہ بنت خویلد سے شادی کی' پھر سیدہ سودہ بنت زمعہ سے شادی کی' پھر سیدہ عائشہ بنت ابوبکر سے شادی کی' پھر سیدہ حفصہ بنت عمر سے شادی کی' پھر سیدہ اُم سلمہ سے شادی کی' جن کا نام ہند بنت ابواُمیہ ہے' پھر سیدہ جویریہ بنت حارث سے شادی کی' آپ غزوہ مریسیع کے موقع پر قیدی بنا کر لائی گئیں تھیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ زینب بنت زید سے کی' ایک روایت کے مطابق آپ کا تعلق بنوقریظہ سے تھا اور بعض روایات کے مطابق آپ کا تعلق بنونضیر سے تھا۔ آپ قیدی کے طور پر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سن **6** ہجری میں آپ کو آزاد کر کے آپ سے نکاح کیا۔ حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر آپ کا انتقال ہوا اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ کا انتقال **16** ہجری میں ہوا لیکن پہلی روایت زیادہ درست ہے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ اُم حبیبہ سے نکاح کیا' آپ کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے۔ آپ حضرت امیر معاویہ کی بہن ہیں' آپ کے سوا کسی اور صحابیہ کا نام رملہ نہیں ہے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ صفیہ بنت حی بن اخطب سے شادی کی۔ آپ حضرت ہارون کی اولاد میں سے ہیں اور غزوۂ خیبر کے موقع پر قیدی بنا کر لائی گئیں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو شرف زوجیت عطا کیا اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سن ہجری میں ذیقعدہ کے مہینے میں عمرہ قضا کی ادائیگی کے موقع پر مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر ''سرف'' کے مقام پر سیدہ میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اس کے علاوہ آپ نے سیدہ فاطمہ بنت ضحاک اور سیدہ اسماء بنت نعمان سے بھی نکاح کیا۔[1]

---

1 عینی' بدرالدین محمود'' عمدۃ القاری'' (320/3)

بَابُ ۱۸۶: غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوْءِ مِنْهُ
مذی کو دھونا اور اس کی وجہ سے وضو لازم ہونا

264- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ رَجُلًا يَسْاَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَسَاَلَ فَقَالَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ

حضرت علی بیان کرتے ہیں میری مذی بکثرت خارج ہوتی تھی۔ میں نے ایک شخص کو ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کرے (خود اس لیے نہیں پوچھا) کیونکہ آپ ﷺ کی صاحبزادی میری اہلیہ تھی۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد اپنی شرمگاہ کو دھو لو اور پھر وضو کر لو۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ "مذی" کے خروج کی وجہ سے وضو لازم ہوتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی تابعی ہیں' ابوعبدالرحمن عبداللہ بن حبیب اور عثمان بن عاصم کی کنیت ابو حصین ہے اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہشام بن عبدالملک تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بصرہ کے رہنے والے ہیں' آپ کے سوا تمام راوی کوفہ میں ہی اقامت پذیر رہے ہیں جن میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث قولی ہے اور یہ مرفوع متصل ہے۔

بَابُ ۱۸۷: مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ اَثَرُ الطِّيْبِ
خوشبو لگانے کے بعد غسل کیا اور پھر بھی خوشبو کا اثر باقی رہنے کا حکم

265- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيْبًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَائِهٖ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا

محمد بن منتشر کہتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول سنایا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ حالتِ احرام میں میرے جسم سے خوشبو آ رہی ہو تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے خود نبی اکرم ﷺ کو خوشبو لگائی اور پھر آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے احرام باندھ لیا۔

ترجمۃ الباب: اگرچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب الغسل میں ذکر کیا ہے لیکن حدیث کا مرکزی مضمون کتاب الحج سے متعلق ہے کیونکہ حالتِ احرام میں خوشبو لگانا ممنوع ہے اور یہاں اسی بات کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے غسل کے دوران خوشبو استعمال کی تھی جس کا اثر حالتِ احرام میں بھی باقی رہا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' محمد بن منتشر اور ان کے صاحب زادے ابراہیم بن محمد' یہ دونوں حضرات کوفہ کے رہنے والے ہیں جبکہ اگلے دو راوی تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ دونوں حضرات بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

•••———•••———•••

266- حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفْرِقِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حالتِ احرام میں نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں لگی ہوئی خوشبو کا منظر اب بھی میری نگاہ میں ہے۔
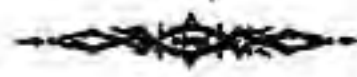
ترجمۃ الباب: اس حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب: **187** سے ہے اور اس کا مرکزی مضمون وہی ہے جو حدیث: **265** کا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین تابعین موجود ہیں اسود بن یزید نخعی' ابراہیم نخعی اور حکم بن عتیبہ یہ تینوں حضرات کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بیان صحابی پر مشتمل ہے۔
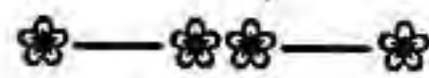
بَابُ ۱۸۸: تَخْلِیْلِ الشَّعَرِ حَتّٰى اِذَا ظَنَّ اَنَّهٗ قَدْ اَرْوٰى بَشَرَتَهٗ اَفَاضَ عَلَیْهِ

بالوں کا اس قدر خلال کرنا کہ جلد تر ہو جانے کا یقین ہو جائے اور پھر سر پر پانی بہا لینا

•••———•••———•••

267- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ یَدَیْهِ وَتَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ تَخَلَّلَ بِیَدِهٖ شَعْرَهٗ حَتّٰى اِذَا ظَنَّ اَنَّهٗ قَدْ اَرْوٰى بَشَرَتَهٗ اَفَاضَ عَلَیْهِ الْمَآءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ وَقَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ جَمِیْعًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے غسلِ جنابت کے آغاز میں پہلے دونوں ہاتھ دھوئے پھر نماز کے وضو کی مانند وضو کیا پھر پانی لے کر اپنے ہاتھوں کے ذریعے بالوں کا خلال کیا یہاں تک کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ سر کی جلد تر ہو چکی ہے تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ سر پر پانی بہایا پھر سارے جسم کو دھو لیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتی تھی اور ہم دونوں اس برتن سے اکٹھے چلو میں پانی لیا کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غسل سے متعلق ایک اہم حکم بیان کیا ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے اس

بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ شرعی غسل میں پورے جسم پر پانی بہانا فرض ہے اور اس میں سر بھی داخل ہے اور اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب انسان اپنے سر پر پانی ڈالے تو بالوں کے درمیان خلال کرے اور اس وقت تک کرے جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ سر کی تمام جلد گیلی ہو چکی ہے اس کے بعد پورے سر پر تین مرتبہ پانی بہادے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں' عروہ بن زبیر اور ہشام بن عروہ۔ ہشام بن عروہ سے روایت نقل کرنے والے عبداللہ بن مبارک' امام ابوحنیفہ کے اجل تلامذہ میں سے ایک ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۸۹: مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مَرَّةً أُخْرَى

غسل جنابت میں پہلے وضو کریں پھر سارا جسم دھوئیں اور اس دوران وضو کے اعضاء دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں ہے

268- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءًا لِجَنَابَةٍ فَأَكْفَأَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ بِيَدِهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے لیے پانی رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر دو یا تین مرتبہ پانی انڈیل کر (دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین یا شاید دیوار پر دو یا شاید تین مرتبہ رگڑا پھر کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' اپنے چہرے اور بالوں کو دھویا پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور پھر پورا جسم دھویا پھر وہاں سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے (جسم خشک کرنے کے لیے) کپڑا پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نہیں لیا اور ہاتھوں کے ذریعے جسم پونچھ لیا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید اس کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غسل کے آغاز میں وضو کر لے تو بعد میں غسل کے دوران اعضائے وضو کو دوبارہ دھونا ضروری نہیں ہے لیکن اس ترجمۃ الباب کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث نقل کی ہے اس سے ایسی کوئی بات ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعد میں پورے جسم پر پانی بہایا تھا جس کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ پورے جسم میں اعضائے وضو بھی شامل ہوں گے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو حدیث: **260** کی سند میں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اس کے آخری دو راوی

بصری نہیں بلکہ شامی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابٌ ۱۹۰: اِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ اَنَّهُ جُنُبٌ يَخْرُجُ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ

اگر مسجد میں پہنچ کر یاد آئے کہ میں جنبی ہوں تو اسی حالت میں مسجد سے باہر آ جائے، تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے
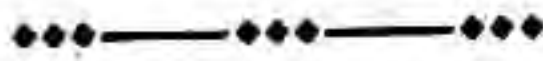
269- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا وَرَاْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ تَابَعَهُ عَبْدُالْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ نماز کے لیے اقامت کہہ لی گئی، صفیں درست ہو گئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے نماز پر کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا، تم یہیں رہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے، غسل کرنے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہہ کر ہمیں نماز پڑھا دی۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ اگر انسان کو مسجد میں داخل ہونے کے بعد یہ یاد آئے کہ وہ جنبی ہے تو وہاں کھڑے ہو کر پہلے تیمم کرنے کی بجائے اسی وقت مسجد سے باہر نکل آئے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل سے یہ بات ثابت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین موجود ہیں، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن شہاب زہری جبکہ دو راوی طبقہ تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں یعنی یونس بن یزید اور عثمان بن عمر۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جس کے ہمراہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو معلق اسناد متابعات کے طور پر نقل کی ہیں، یہ حدیث فعلی ہے۔
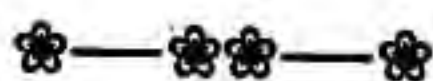
بَابٌ ۱۹۱: نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْغُسْلِ عَنِ الْجَنَابَةِ

غسلِ جنابت کے بعد دونوں ہاتھوں کے ذریعے جسم پونچھنا

270- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَّصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَاَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ

حضرت ابن عباس ﷺ' سیدہ میمونہ ﷺ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کے غسل کے لیے پانی رکھا اور پردہ تان دیا' آپ ﷺ نے پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی اُنڈیل کر دونوں ہاتھ دھوئے پھر دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر (بائیں ہاتھ کے ذریعے) اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر اپنا وہ ہاتھ زمین پر رکھ کر رگڑا پھر اسے دھویا پھر کلی کی' ناک میں پانی ڈالا' چہرہ اور دونوں بازو دھوئے پھر سر دھویا پھر پورا جسم دھویا پھر ذرا ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے' میں نے کپڑا پیش کیا تو آپ ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا اور دونوں ہاتھوں سے (جسم) پونچھنے کے بعد تشریف لے گئے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غسل کرنے کے بعد ہاتھوں کے ذریعے جسم کو پونچھنا سنت سے ثابت ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو حدیث: **268** کی سند میں موجود ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت بھی مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ۱۹۲: مَنْ بَدَاَ بِشِقِّ رَاْسِهِ الْاَيْمَنِ فِى الْغُسْلِ

غسل میں سر کے دائیں حصے کو پہلے دھویا جائے

271- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اِذَا اَصَابَتْ اِحْدَانَا جَنَابَةٌ اَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَاثًا فَوْقَ رَاْسِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلٰى شِقِّهَا الْاَيْمَنِ وَبِيَدِهَا الْاُخْرٰى عَلٰى شِقِّهَا الْاَيْسَرِ

صفیہ بنت شیبہ' سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں کہ جب ہم نے غسل کرنا ہوتا تو پہلے دونوں ہاتھوں میں پانی بھر کے سر پر ڈالتی تھیں پھر ایک ہاتھ کے ذریعے سر کے دائیں حصے اور دوسرے کے ذریعے بائیں حصے کو دھوتی تھیں۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ غسل کے دوران سنت یہ ہے کہ سر پر پانی ڈالتے وقت پہلے دائیں حصے پر پانی ڈالا جائے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابی خاتون سیدہ صفیہ بنت شیبہ نے دوسری صحابی خاتون سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد خلاد بن یحییٰ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

نفس مسئلہ: اصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی بھی اچھا کام کرتے وقت ہمیشہ دائیں طرف سے آغاز کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں:

''جوتے پہننے' کنگھی کرنے اور طہارت حاصل کرنے (یعنی ہر اچھے کام کو شروع کرنے) میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دائیں طرف سے آغاز کرنا پسند تھا۔''[1]

❀—❀❀—❀

بَابٌ ۱۹۲: مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَّحْدَهُ

فِي الْخَلْوَةِ وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ اَفْضَلُ وَقَالَ بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

خلوت اور تنہائی میں برہنہ ہو کر نہانا جائز ہے تاہم پردہ کرنا (یعنی غسل کرتے وقت تہبند یا پاجامہ پہن لینا) افضل ہے۔ حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اُن کے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس بات کا لوگوں سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''

•••——•••——•••

272- حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو اِسْرَآئِيلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّكَانَ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَّغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهُ اٰدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَخَرَجَ مُوْسٰى فِىْ اِثْرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِىْ يَا حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُو اِسْرَآئِيلَ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَّاَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ اَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْتَثِىْ فِىْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِىْ عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ اِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' بنی اسرائیل برہنہ ہو کر ایک ساتھ غسل لیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ لیا کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے افراد آپس میں یہ کہتے تھے' خدا کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ اس لیے غسل نہیں کرتے کہ ان کی شرم گاہ میں کوئی عیب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ غسل کرتے وقت اپنے کپڑے پتھر پر رکھے تو وہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگنے لگا' حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے' اے پتھر! میرے کپڑے! اے پتھر! میرے کپڑے! جب بنی اسرائیل نے

---

[1] بخاری (166/1)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ حالت میں بھاگتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اعتراف کیا' خدا کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم میں کوئی عیب نہیں ہے (وہ پتھر ایک جگہ رُک گیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کپڑے پہن کر اسے مارنا شروع کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے' اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پتھر کو چھ یا سات ضربیں لگائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ ہو کر غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنا شروع کر دیا تو ان کے پروردگار نے انہیں ندا کی' اے ایوب! (علیہ السلام) تم جو دیکھ رہے ہو' کیا میں نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کر دیا؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کی' جی ہاں! تیری عزت کی قسم! (تو نے مجھے بے نیاز کر دیا ہے) لیکن میں تیری عطا کردہ برکت سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اور اس میں بھی حضرت ایوب کے برہنہ ہو کر غسل کرنے کا ذکر موجود ہے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جب انسان تنہا ہو تو مکمل طور پر برہنہ ہو کر غسل کر سکتا ہے تاہم ایسی صورت میں افضل یہی ہے کہ پردہ کر لیا جائے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اسحاق بن نصر بخارا سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے علاوہ دیگر تمام راوی یمن سے تعلق رکھتے ہیں جن میں امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی بھی شامل ہیں جن کی تالیف ''مصنف عبدالرزاق'' علم حدیث کے بنیادی ماخذ میں شامل ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے جس کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان بھی شامل ہے۔

مضامین حدیث: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے بعد جو حدیث نقل کی ہے' وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے۔ ترجمۃ الباب سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایسی صورت حال کا ذکر کر رہے ہیں جب انسان کسی جھیل یا نہر وغیرہ کے کنارے پر موجود ہو اور بے پردگی کا اندیشہ نہ ہو تو انسان مکمل طور پر برہنہ ہو کر غسل کر سکتا ہے کیونکہ ترجمۃ الباب کے بعد موجود حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اسی طرح کی صورت حال سے متعلق ہے تاہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ صراحت کی ہے کہ اسی صورت میں اگرچہ کسی کی نظر پڑنے کا اندیشہ نہ بھی ہو تو بھی شرم گاہ کو ڈھانپ کر غسل کرنا افضل ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کو ظاہری اور باطنی' جسمانی' اخلاقی ہر طرح کے عیب اور نقص سے پاک پیدا کرتا ہے۔ (2) اس حدیث سے بالواسطہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صادر ہونے والے معجزے کا اثبات ہوتا ہے' کیونکہ ان کی وجہ سے پتھر حرکت میں آ گیا۔

اس روایت کے آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ایوب سے متعلق واقعہ نقل کیا ہے' جس کے ذریعے بالواسطہ طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔ نیز اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے حلال مال کو جمع کرنا جائز ہے۔ نیز حلال مال کے حصول کی طلب اور خواہش کرنا جائز ہے اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ فقر کے مقابلے میں تونگری میسر آنا بہتر ہے کیونکہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے ''برکت'' قرار دیا ہے تاہم اس کے ذریعے کوئی

شخص یہ اعتراض نہیں کرسکتا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کو اختیار کیا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں تونگری فقر سے بہتر ہے اگر آپ یہ سوال کریں کہ انبیاء کے حق میں فقر ہی بہتر ہوتا تو حضرت ایوب بھی فقر کو اختیار کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے احوال ومقامات مشیت الٰہی کے تابع ہوتے ہیں' ان کے ذاتی احوال کو عام مخلوق پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔
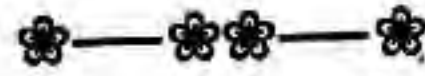
بَابُ ۱۹٤: التَّسَتُّرِ فِی الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ
لوگوں کی موجودگی میں غسل کرتے وقت پردہ تان لیں

273- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰی اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِئٍ

سیدہ اُم ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' فتح مکہ کے سال ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غسل کررہے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ تان رکھا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا' کون آیا ہے؟ میں نے عرض کی' میں! اُم ہانی (رضی اللہ عنہا)

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پاس موجود ہو تو شرم گاہ ڈھانپے ہوئے ہونے کے باوجود مزید پردہ تان لینا مستحب ہے' ہم کسی اور مقام پر اس بات کی وضاحت کرچکے ہیں کہ عہد نبوی میں خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غسل کرتے وقت تہبند باندھ کر غسل کرتے تھے اس لیے یہاں پردے سے مراد شرم گاہ ڈھانپنا نہیں ہے بلکہ مزید پردہ تان لینا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو تابعین ہیں' ابومرہ یزید اور دوسرے ابوالنضر بن ابوامیہ اس روایت کے تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث فعلی ہے۔

274- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلَى الْحَائِطِ اَوِ الْاَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰی جَسَدِهِ الْمَآءَ ثُمَّ تَنَحّٰی فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهٗ اَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِی السَّتْرِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسلِ جنابت کرنے لگے تو میں نے پردہ تان

لیا' آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی اُنڈیل کر دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی اُنڈیل کر اپنی شرم گاہ اور اس پر لگی ہوئی نجاست کو دھویا پھر آپ نے اپنا وہ ہاتھ دیوار یا شاید زمین پر رگڑا پھر نماز کے وضو کی مانند وضو کیا تاہم پاؤں نہیں دھوئے پھر آپ ﷺ نے پورے جسم پر پانی بہایا پھر وہاں سے ذرا ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ابوعوانہ اور ابن فضیل نے پردہ تاننے کے الفاظ کی متابعت کی۔

ترجمۃ الباب: یہ روایت اس سے پہلے بھی نقل کی جا چکی ہے یہاں سیدہ میمونہ کا یہ بیان ترجمۃ الباب سے مطابقت رکھتا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پردہ تان دیا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تمام خوبیاں حدیث: **260** کی سند والی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ہمراہ دو معلق اسناد متابع کے طور پر نقل کی ہیں یہ حدیث فعلی ہے۔
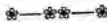
بَابٌ ۱۹۵: اِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْاَةُ

جب عورت کو احتلام ہو جائے (تو اس کا حکم)
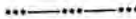
275- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ امْرَاَةُ اَبِيْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِیْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ

اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ ابوطلحہ کی اہلیہ اُم سلیم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں کرتا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل کرنا واجب ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ہاں! جب اسے پانی (لباس پر احتلام کا نشان) دکھائی دے (تو اسے غسل کرنا ہوگا)

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابی خاتون سیدہ زینب بنت ابوسلمہ نے اپنی والدہ اُم المومنین سیدہ ام سلمہ سے روایت کیا ہے اس کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اس کی سند کے دو راوی تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں یعنی عروہ اور ان کے صاحب زادے ہشام اس کی تیسری خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابُ ۱۹۶: عَرَقِ الْجُنُبِ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ
جنبی کے پسینے کا حکم نیز مسلمان ناپاک نہیں ہوتا

276- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِىْ بَعْضِ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ وَاَنَا عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی کسی گلی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سامنا ہو گیا' وہ اس وقت جنبی تھے (بیان کرتے ہیں) میں ایک طرف ہو کر دوسری جانب نکل گیا' غسل کرنے کے بعد جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کی' میں اس وقت جنبی تھا اس لیے مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں اس حالت میں طہارت حاصل کیے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سبحان اللہ! مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک ابو رافع اور دوسرے بکر بن عبد اللہ اس کی سند کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔
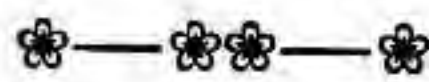
بَابُ ۱۹۷: الْجُنُبُ يَخْرُجُ وَيَمْشِىْ فِى السُّوْقِ وَغَيْرِهٖ وَقَالَ عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ اَظْفَارَهٗ وَيَحْلِقُ رَاْسَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَتَوَضَّاْ

جنبی شخص بازار وغیرہ میں چل پھر سکتا ہے۔ حضرت عطاء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جنبی پچھنے لگوا سکتا ہے' ناخن کاٹ سکتا ہے' سر منڈا سکتا ہے۔ اگرچہ اس نے وضو بھی نہ کیا ہو۔

277- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِى اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعض اوقات) ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواج کے ہاں تشریف لے جاتے تھے (اور غسل کے بغیر ان سب سے یکے بعد دیگرے صحبت کر لیا کرتے تھے) اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد نو تھی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی بصری ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

*** — *** — ***

278- حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِىْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو میں اس وقت جنبی تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھام لیا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلتا رہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہوئے تو میں وہاں سے کھسک لیا' اپنے گھر آ کر میں نے غسل کیا اور دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف فرما تھے' آپ نے پوچھا' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے وجہ بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سبحان اللہ! مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک نفیع بن رافع دوسرے بکر بن عبداللہ اور تیسرے حمید بن ابوحمید اس روایت کی سند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔
مضامین حدیث: یہ روایت اس سے پہلے حدیث 276 میں نقل ہو چکی ہے۔

بَابٌ ۱۹۸ كَيْنُوْنَةِ الْجُنُبِ فِى الْبَيْتِ اِذَا تَوَضَّاَ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ

جنبی کا غسل کرنے سے پہلے صرف وضو کر کے گھر میں رہنا

*** — *** — ***

279- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَّشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَكَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّاُ

حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سو جایا کرتے تھے؟ تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر لیا کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جنبی شخص حالت جنابت میں اپنے گھر میں رہ سکتا ہے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں' بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمۃ الباب کے ذریعے سنن ابوداؤد کی اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

''فرشتے ایسے کسی گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کوئی کتا' تصویر یا جنبی شخص موجود ہو۔''

میں (علامہ عینی) یہ کہتا ہوں کہ یہ بات بعید از امکان ہے کیونکہ یہ حکم اس جنبی کے بارے میں ہے جو غسل کے بارے میں غیر ضروری طور پر سستی کرے بلکہ اسے اپنی عادت بنائے یہاں تک کہ اس کی نماز بھی فوت ہو جائے۔[1]

سند پر تبصرہ: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد فضل بن دکین کوفہ کے رہنے والے ہیں اس روایت کے دو راوی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور یحییٰ بن ابو کثیر طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو اسناد نقل کی ہیں اور یہ دونوں اسناد مرفوع متصل ہیں' یہ حدیث فعلی ہے۔

❀—❀❀—❀
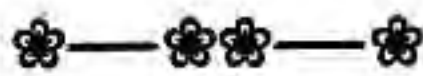
بَابُ ۱۹۹: نَوْمِ الْجُنُبِ
جنبی کے سونے (کا حکم)

280- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' کیا کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وضو کرنے کے بعد جنبی سو سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: علامہ عینی لکھتے ہیں' شیخ ابو عمر بن عبدالبر اندلسی اپنی کتاب ''التمہید'' میں تحریر کرتے ہیں' علماء کے درمیان اس بارے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ حالتِ جنابت میں سوتے وقت وضو کرنے کا حکم کیا ہے؟ اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ حکم استحباب کے لیے ہے ایسا کرنا واجب نہیں ہے تاہم اہلِ علم کا ایک گروہ اسی بات کا بھی قائل ہے کہ جنبی شخص کو جس وضو کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد صرف شرم گاہ' جسم کے کسی دوسرے حصے پر لگی ہوئی نجاست یا دونوں ہاتھ دھونا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ روایت منقول ہے کہ وہ حالتِ جنابت میں سوتے وقت مکمل وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنبی اس وقت تک نہ سوئے جب تک نماز کا سا وضو نہ کر لے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جنبی شخص کے لیے وضو کیے بغیر سونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ملخص)

❀—❀❀—❀

[1] عینی' بدرالدین محمود' ''عمدۃ القاری''
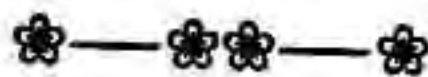
بَابُ ۲۰۰: اَلْجُنُبُ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ

جنبی وضو کر کے سوئے

•••——•••——•••

281- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنابت کی حالت میں سونا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شرم گاہ دھو کر وضو کر لیا کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واضح کیا ہے کہ جنبی شخص حالتِ جنابت میں صرف وضو کر کے سو سکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو حضرات طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک عروہ بن زبیر اور دوسرے عبید اللہ بن ابو جعفر اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن نامی راوی نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ پایا ہے لیکن انہیں کسی صحابی سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

نفس مسئلہ: جنبی شخص حالتِ جنابت میں سو سکتا ہے؟ یہ مسئلہ سابقہ حدیث میں بیان کیا جا چکا ہے تاہم اس روایت میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ سنت یہ ہے کہ اگر حالتِ جنابت میں فوراً غسل کا ارادہ نہ ہو تو انسان وضو کر کے سو جائے تاہم اس میں یہ حکم اضافی ہے کہ وضو کرنے سے پہلے شرم گاہ کو دھو لینا چاہیے کیونکہ اس طرح ظاہری نجاست کپڑوں وغیرہ پر لگنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔

•••——•••——•••

282- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اسْتَفْتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنَامُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّاَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا' کیا کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں! جبکہ وہ وضو کر لے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند کے دو راوی تبع تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ دونوں بصرہ کے رہنے والے ہیں... باقی دو راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: **200** سے متعلق ہے اور اس کا مرکزی مضمون و نفس مسئلہ بھی اس کے مطابق ہیں۔

•••——•••——•••

283- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ رات کے وقت انہیں جنابت لاحق ہوجاتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا' تم اپنی شرم گاہ کو دھو کر وضو کر کے سو جایا کرو۔
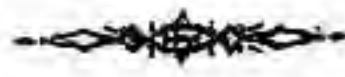
سند پر تبصرہ: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت ترجمۃ الباب: 200 سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا مرکزی مضمون و نفس مسئلہ بھی اسی کے مطابق ہیں۔
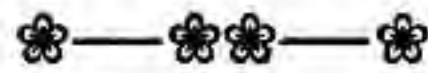
بَابٌ ۲۰۱: إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ

جب مرد اور عورت کی شرم گاہ مل جائے (تو اس کا حکم کیا ہوگا)

284- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ مَرْزُوْقٍ عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مُوْسَى حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا اَجْوَدُ وَاَوْكَدُ وَاِنَّمَا بَيَّنَّا الْحَدِيْثَ الْاٰخَرَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْغُسْلُ اَحْوَطُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کوئی شخص عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور مشقت اُٹھائے (یعنی صحبت کرے) تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حکم زیادہ مناسب اور زیادہ تاکیدی ہے' ہم نے دوسری روایات اس بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان اختلاف کی وجہ سے نقل کی ہیں تاہم غسل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں وہ تمام روایات نقل کی ہیں جن میں غسل سے متعلق احکام پائے جاتے ہیں' ان احکام کا تعلق مختلف جزئیات کے ساتھ ہے جس میں یہ حکم بھی شامل ہے کہ کون سی صورتوں میں غسل واجب ہو جاتا ہے اس ترجمۃ الباب میں ایسی ہی ایک صورت کا ذکر کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے پانچ راویوں میں سے تین طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں یعنی نفیع بن رافع' حسن بن یسار اور قتادہ بن دعامہ۔

حدیث کی قسم: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اس روایت کی چار سندیں نقل کی ہیں' یہ چاروں اسناد متصل ہیں' ان میں سے دو مرفوع

اور دو معلق ہیں' یہ حدیث قوی ہے۔

نفسِ مسئلہ: کیا صرف صحبت کے ذریعے غسل واجب ہو جاتا ہے یا اس کے لیے انزال بنیادی شرط ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو روایت نقل کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محض ایلاج غسل کے وجود کے لیے شرط ہے اس کے لیے انزال شرط نہیں ہے۔ تمام فقہاء بھی اسی بات کے قائل ہیں۔[1]

متاخرین میں سے داؤد ظاہری اس بات کے قائل ہیں کہ غسل کے وجود کے لیے انزال شرط ہے۔[2]

❀——❀❀——❀

بَابُ ۲۰۲: غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْاَةِ

عورت کی شرم گاہ کی رطوبت کو دھونا

•••——•••——•••

285- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ يَحْيٰى وَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِىَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِىَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ وَّالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ وَاُبَىَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَاَمَرُوْهُ بِذٰلِكَ وَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خالد الجہنی نے انہیں بتایا کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا' وہ شخص وضو کر لے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بتایا کہ میں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ حضرت خالد کہتے ہیں' میں نے یہی سوال حضرت علی ابن ابوطالب' حضرت زبیر بن عوام' حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت ابی بن کعب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی حکم بتایا۔ (اس روایت کے راوی یحیٰی کہتے ہیں) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ حضرت ابوایوب نے انہیں بتایا تھا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہی حکم سنا ہے۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس کے بعد والی حدیث اس ترجمۃ الباب کے ساتھ کوئی واضح مناسبت نہیں رکھتی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے زیادہ مناسب یہ تھا کہ وہ اس روایت کو سابقہ ترجمۃ الباب کے تحت نقل کرتے

---

1. نیشاپوری' عبداللہ بن علی' "المنتقی" (96/1)' الفرغانی' علی بن ابوبکر' "الہدایہ" (17/1)' کاسانی' ابوبکر بن مسعود' "بدائع الصنائع" (36/1)' شافعی' محمد بن ادریس' "الام" (36/1)' نووی' یحیٰی بن شرف' "روضۃ الطالبین" (81/1)' المحرر (17/1)' نووی' یحیٰی بن شرف' "المجموع" (136/1)' مقدسی' عبداللہ بن احمد' "المغنی" (203/1)
2. ظاہری' علی بن احمد بن حزم' "المحلی" (247/1)

تاہم اس روایت کے ذریعے اشارۃً ترجمۃ الباب میں موجود مسئلہ ثابت ہوتا ہے اور وہ یوں کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ صحبت کرے گا تو لازمی طور پر عورت کی شرم گاہ کی رطوبت اس مرد کی شرم گاہ پر لگے گی اس رطوبت کو دھو لینا چاہیے۔

سند پر تبصرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو سندیں نقل کی ہیں۔ پہلی سند کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک صحابی زید بن خالد نے جو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں' دوسرے صحابی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کے علاوہ اس کی سند میں تین راوی تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ عطا بن یسار' عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور یحییٰ بن ابوکثیر اس روایت کے آٹھ راویوں میں سے چار مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں اور تین بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

اس روایت کی دوسری سند میں تین تابعین موجود ہیں۔ عروہ بن زبیر' عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور یحییٰ بن ابوکثیر اس روایت کے سات راویوں میں سے تین مدنی اور تین بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث قولی ہے لیکن اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ موجود نہیں ہیں' اس کے علاوہ اس میں حضرت عثمان غنی' حضرت علی' حضرت زبیر بن عوام' حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت ابی بن کعب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ موجود ہیں۔

نفس مسئلہ: اس روایت کا بنیادی مسئلہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو کیا محض شرم گاہ کو عورت کی شرم گاہ میں داخل کر دینے کی وجہ سے غسل لازم ہو جائے گا؟ یا اس کے لیے انزال ہونا شرط ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس مسئلے کے بارے میں یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک غسل کے وجود کے لیے انزال شرط ہے اور محض ایلاج سے صرف وضو لازم آتا ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' غسل کے وجود کے لیے انزال شرط ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت عثمان غنی' حضرت علی بن ابوطالب' حضرت زبیر بن عوام' حضرت طلحہ بن عبیداللہ' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت رافع بن خدیج' حضرت ابوسعید خدری' حضرت ابی بن کعب' حضرت ابوایوب انصاری' حضرت ابن عباس' حضرت زید بن ثابت' حضرت نعمان بن بشیر اور بہت سے انصار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اسی بات کے قائل ہیں۔ تابعین میں سے عطا بن ابی رباح' ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' ہشام بن عروہ اور اعمش اسی بات کے قائل ہیں۔[1]

ابوجعفر طحاوی تحریر کرتے ہیں اس نوعیت کے آثار کی وجہ سے بعض اہلِ علم نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ جب کوئی شخص فرج میں وطی کرے اور اسے انزال نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا جبکہ اہلِ علم کا ایک دوسرا گروہ اس بات پر قائل ہے کہ ایسے شخص پر غسل کرنا واجب ہوگا۔ (اس کے بعد امام ابوجعفر طحاوی نے وہ روایات نقل کی ہیں جن سے اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے جن میں سے ایک وہ حدیث ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سابقہ ترجمۃ الباب میں نقل کیا ہے) اس کے علاوہ امام ابوجعفر طحاوی نے ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غسل کے وجوب کے لیے انزال کو شرط قرار دیتے ہیں' انہوں نے اپنے اس مؤقف سے رجوع کر لیا تھا۔

امام طحاوی اپنی سند کے ہمراہ محمود بن لبید کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص

1۔ عینی' بدرالدین محمود'' عمدۃ القاری'' (366/3)

کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرتا اور پھر کمزوری کی وجہ سے اسے انزال نہیں ہو پاتا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ غسل کرے گا۔ میں نے کہا: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل تھے کہ اس شخص کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے انتقال سے پہلے اس مؤقف سے رجوع کر لیا تھا۔

امام طحاوی فرماتے ہیں: ہم نے جو روایات ذکر کی ہیں ان سے ان لوگوں کے مؤقف کی تائید ہو جاتی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ محض شرم گاہوں کے مل جانے کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگر ہم عقلی اعتبار سے اس مسئلے کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ محض فرج میں وطی حدث کا باعث ہے تاہم اس میں اختلاف ہے کہ یہ حدث چھوٹی ہے یعنی اس کے ذریعے صرف وضو لازم ہوتا ہے یا یہ حدث بڑی ہے یعنی اس کے ذریعے غسل لازم ہوتا ہے تو جب ہم وطی سے متعلق دیگر احکام کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ مسئلہ آتا ہے کہ محض وطی کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور حج فاسد ہو جاتا ہے اس کے لیے انزال شرط نہیں ہے اس کے برعکس اگر کوئی شخص فرج کے علاوہ عورت کے جسم کے کسی اور حصے پر جماع کرتا ہے تو حج کے دوران اس پر قربانی دینا لازم ہوگا جبکہ روزے میں کوئی بھی چیز لازم نہیں ہوگی تاہم اگر اسے انزال ہو جائے (تو روزہ ٹوٹ جائے گا) اگرچہ یہ عمل روزے اور حج کے دوران ممنوع ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے تو اس پر حد جاری ہوگی۔ اگرچہ اسے انزال نہ ہوا ہو لیکن اگر کوئی شخص فرج کے علاوہ جسم کے کسی اور حصے کے ساتھ زیادتی کرتا ہے تو اب اس پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ وہ تعزیر کا مستحق ہوگا۔

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا صورتوں میں صرف وطی کے ذریعے وہ تمام امور ثابت ہو جاتے ہیں جو انزال کے ہمراہ وطی کے ذریعے ثابت ہو جاتے ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جماع ایک ایسا حدث ہے جس کے ذریعے شدید حکم ثابت ہوگا اور وہ حکم غسل ہے۔

اسی مسئلے پر ایک اور پہلو سے غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں محض شرم گاہوں کے مل جانے کی وجہ سے ہی حکم ثابت ہو جاتا ہے اور اگر بعد میں انزال ہو جائے تو اس کی وجہ سے مزید کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔

جیسے حد کے وجوب، مہر کے لزوم وغیرہ کے لیے محض شرم گاہوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مل جانا کافی ہے۔ انزال ہو جانے کی صورت میں مزید کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ غسل کے وجوب کے لیے بھی محض شرم گاہوں کا مل جانا کافی ہے۔ انزال ہونے سے مزید کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا۔[1]

——————***

286- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ اَيُّوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْاَةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ وَيُصَلِّىْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْغَسْلُ اَحْوَطُ وَذَالِكَ الْاٰخِرُ وَاِنَّمَا بَيَّنَّا لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْمَاءُ اَنْقٰى

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابی بن کعب نے انہیں بتایا کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابی نے) عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب کوئی شخص عورت کے ساتھ صحبت کرے اور اسے انزال نہ ہو (تو اس کا کیا حکم ہے؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: عورت (کی شرم گاہ سے) لگنے والی (رطوبت یا نجاست) کو دھو لے اور پھر وضو کر کے نماز پڑھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسی صورت میں غسل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے۔ آخری حکم یہی ہے: ہم نے یہ روایت اس لیے بیان

---

[1] طحاوی ابوجعفر احمد بن محمد شرح معانی الآثار (40/1)

کی کیونکہ اس بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے تاہم پانی (یعنی غسل) زیادہ بہتر طور پر پاک کر دیتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابی حضرت زید بن خالد جو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں' نے دوسرے صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جبکہ اس میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ایک حضرت عروہ بن زبیر اور دوسرے ان کے صاحب زادے ہشام بن عروہ اس روایت کے چھ راویوں میں سے چار مدنی اور دو بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: اگرچہ اس روایت کا مرکزی مفہوم یہ ہے کہ محض ''ایلاج'' کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوتا لیکن کیونکہ اس روایت میں یہ حکم موجود ہے کہ عورت کی شرم گاہ سے لگی ہوئی رطوبت کو دھو لینا چاہیے اس لیے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا باب: **202** کے تحت اسے نقل کر دیا ہے۔

روایت کے آخر میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان اس مسئلے کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے یعنی محض ''ایلاج'' کی بدولت غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ تاہم پھر بھی احتیاط اسی میں ہے کہ ایسی صورت میں غسل کر لیا جائے۔

كِتَابُ الْحَيْضِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''لوگ تم سے حیض (کے حکم) کے بارے میں سوال کرتے ہیں' تم انہیں بتاؤ کہ یہ ناپاکی ہے' حیض کے ایام میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں' ان کی قربت اختیار نہ کرو جب وہ پاک ہو جائیں تو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے' ان کے پاس جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں اور اچھی طرح سے طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

بَابُ ٢٠٣: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ اَوَّلُ مَا اُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ

حیض کا آغاز کیسے ہوا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دیا ہے۔'' بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے کہ حیض کا آغاز بنی اسرائیل (کی خواتین) سے ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کا فرمان زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔

287- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا لَا نَرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَآئِهٖ بِالْبَقَرِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' (عہدِ رسالت مآب ﷺ میں) ہم حج کے لیے روانہ ہوئے ''سرف'' کے مقام پر پہنچ کر مجھے حیض آ گیا' نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی' آپ ﷺ نے دریافت کیا' تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا' اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ لہٰذا تم بیت اللہ کے طواف کے علاوہ (حج کے) وہ تمام ارکان ادا کرو جو دوسرے حاجی ادا کرتے ہیں۔ سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (اس موقع پر) نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرنے والے راوی قاسم بن محمد بن ابوبکر، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھتیجے ہیں اور قاسم بن محمد بن ابوبکر سے یہ روایت ان کے صاحب زادے عبدالرحمٰن بن قاسم نے نقل کی ہے اس روایت کے چھ راویوں میں سے چار مدنی ہیں، ایک بصری اور ایک کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان پر مشتمل ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور ایک فعل کا ذکر بھی موجود ہے۔
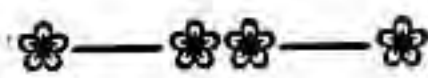
بَابُ ۲۰۴: غَسْلِ الْحَآئِضِ رَاْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهٖ

حائضہ عورت کا اپنے شوہر کا سر دھونا اور اس کی کنگھی کرنا

288- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَآئِضٌ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں حیض کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے بالوں میں کنگھی کر دیا کرتی تھی۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان بعد میں نقل کی جانے والی حدیث کے مضمون سے مطابقت رکھتا ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (۱) عورت کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خدمت کرے اگرچہ اس کے ذمہ بنیادی فرض یہی ہے کہ وہ شوہر کے گھر میں رہے اور اسے صحبت کی جائے۔ (۲) حائضہ عورت کا پس خوردہ (جوٹھا) ناپاک نہیں ہوتا۔ (۳) حائضہ کے چھونے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ (۴) بیوی کی اجازت اور رضامندی کے ساتھ اس سے گھریلو امور میں کام لیا جاسکتا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ہشام بن عروہ نے دوسرے تابعی عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے جو ہشام کے والد ہیں اس سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث تقریری ہے۔

289- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّهٗ سُئِلَ اَتَخْدُمُنِي الْحَآئِضُ اَوْ تَدْنُوْ مِنِّي الْمَرْاَةُ وَهِيَ جُنُبٌ فَقَالَ عُرْوَةُ كُلُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّكُلُّ ذٰلِكَ يَخْدُمُنِيْ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاْسٌ اَخْبَرَتْنِيْ عَآئِشَةُ اَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَآئِضٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ مُّجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِيْ لَهَا رَاْسَهٗ وَهِيَ فِيْ حُجْرَتِهَا فَتُرَجِّلُهٗ وَهِيَ حَآئِضٌ

حضرت عروہ سے کسی نے پوچھا' کیا میری حائضہ بیوی میری خدمت کر سکتی ہے؟ یا جنبی بیوی میرے قریب آ سکتی ہے؟ تو عروہ نے جواب دیا' میری اپنی بیوی اس حالت میں میری خدمت کرتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے' مجھے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حالت حیض میں تھیں' نبی اکرم ﷺ مسجد میں معتکف تھے آپ ﷺ نے اپنا سر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھایا اور سیدہ عائشہ صدیقہ نے آپ کی کنگھی کر دی حالانکہ وہ حائضہ تھیں۔

ترجمۃ الباب: یہ حدیث بھی ترجمۃ الباب **204** سے متعلق ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ بن زبیر اور ہشام بن عروہ تابعی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث تقریری کی حیثیت رکھتی ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (۱) اگر کوئی معتکف اپنا سر ہاتھ یا پاؤں مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اگر کوئی شخص یہ حلف اُٹھائے کہ وہ فلاں گھر میں داخل نہیں ہوگا یا باہر نہیں آئے گا تو جسم کا بعض حصہ داخل یا خارج کرنے سے اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (۳) بیوی سے گھریلو امور میں اس کی رضامندی کے ساتھ خدمت لینا جائز ہے۔ (۴) مردوں کے لیے بال سنوارنا اور زیب وزینت اختیار کرنا جائز ہے۔ (۵) حائضہ عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ (۶) اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مؤقف کی تردید ہو جاتی ہے کہ محض عورت کو چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

بَابٌ ۲۰۵: قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِىْ حَجْرِ امْرَاَتِهٖ وَهِىَ حَائِضٌ وَّكَانَ اَبُوْ وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِىَ حَائِضٌ اِلٰى اَبِىْ رَزِيْنٍ فَتَاْتِيْهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهٖ

آدمی کا اپنی بیوی کی گود میں (سر رکھ کر) قرآن کی تلاوت کرنا جبکہ وہ عورت حائضہ ہو۔ حضرت ابووائل نے اپنی کنیز کو حضرت ابورزین کی خدمت میں بھیجا تھا' وہ کنیز حائضہ تھی مگر اسی حالت میں وہ قرآن مجید کو فیتے سے پکڑ کر لے آئی تھی۔

290- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَّنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ اَنَّ اُمَّهُ حَدَّثَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِىْ حَجْرِىْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ میری گود میں سر رکھ لیتے تھے' میں اس وقت حالت حیض میں ہوتی تھی مگر آپ ﷺ قرآن کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو مسائل کا ذکر کیا ہے' ایک مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے۔ یہ مسئلہ بعد میں نقل شدہ حدیث سے مطابقت رکھتا ہے اور اس کے ساتھ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی حائضہ عورت غلاف میں لپٹے ہوئے قرآن مجید کو تھام سکتی ہے اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابووائل کے عمل سے متعلق ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابووائل کا نام شقیق بن سلمہ ہے' آپ کو نبی اکرم ﷺ کا زمانہ نصیب ہوا لیکن آپ ﷺ کی

زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تاہم حضرت ابووائل کو بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت اور ان سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ترجمۃ الباب کی دوسری شخصیت حضرت ابوزرین کا نام مسعود بن ملک الاسدی ہے' آپ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور تابعین کے طبقے میں شامل ہیں یعنی ترجمۃ الباب کی اس روایت کا تعلق تابعین کے عمل کے ساتھ ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابیہ سیدہ صفیہ بن شیبہ نے دوسری صحابیہ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد فضل بن دکین اور ان کے استاد زہیر بن معاویہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی وتقریری ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون حائضہ عورت سے متعلق بعض احکام کی وضاحت ہے۔

نفس مسئلہ: کیا حائضہ عورت قرآن کو چھوسکتی ہے؟ کیا حائضہ عورت قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے؟
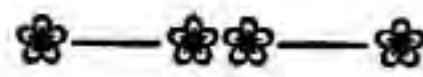
بَابٌ ۲۰۶: مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا

حیض کو "نفاس" کا نام دینا

291- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَا اَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ

اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک ہی لحاف میں لیٹی ہوئی تھی اسی دوران مجھے حیض آ گیا' میں فوراً لحاف سے نکلی اور مخصوص کپڑے پہن لیے (واپس آئی) تو آپ ﷺ نے دریافت کیا' تمہیں نفاس (حیض) آیا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا تو میں اسی لحاف میں آپ ﷺ کے ہمراہ لیٹ گئی۔
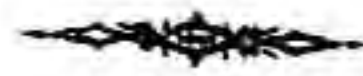
ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث میں نفاس کا لفظ اپنے مخصوص معنی سے ہٹ کر بھی استعمال ہوا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابیہ سیدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسری صحابیہ اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے علاوہ اس کی سند میں دو راوی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور یحییٰ بن ابوکثیر طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ بقیہ دو راوی ہشام بن ابوعبداللہ اور مکی بن ابراہیم تبع تابعین میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ مکی بن ابراہیم امام اعظم ابوحنیفہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان پر مشتمل ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ

طرز عمل کا ذکر موجود ہے۔

استنباط احکام ومسائل: (۱) حائضہ بیوی کے ساتھ ایک ہی لحاف میں لیٹنا جائز ہے۔ (۲) عورتوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ حیض کے ایام کے لیے الگ کپڑے رکھیں جو عام دنوں کے لباس سے مختلف ہوں۔ (۳) قرآن مجید میں حیض کے دوران بیوی سے دور رہنے کا جو حکم موجود ہے اس سے مراد وظیفہ زوجیت ادا کرنے سے باز رہنا ہے۔
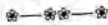
بَابٌ ۲۰۷: مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

حائضہ عورت سے مباشرت کرنا

292- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے حالانکہ ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ میں حالتِ حیض میں ہوتی' آپ ﷺ مجھے حکم دیتے' میں ازار (تہبند یا پاجامہ) باندھ لیتی تھی اور آپ ﷺ مجھ سے مباشرت کر لیتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ (مسجد میں) معتکف ہوتے اور اپنا سر میری طرف (یعنی میرے حجرے کی کھڑکی میں سے) بڑھا دیتے تھے اور میں حالت حیض میں ہی' اسے دھو دیتی تھی۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی روایت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض معمولات کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک بات یہ بھی ہے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حالت حیض میں ہوتی تھیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ مباشرت کر لیا کرتے تھے اور حدیث کے اسی ایک مضمون کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کا عنوان قرار دیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں یعنی اسود بن یزید نخعی' ابراہیم نخعی اور منصور بن معتمر۔ اس سند میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا تمام راوی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: بیوی کے ساتھ تعلقات کی نوعیت اس روایت کا مرکزی مضمون ہے۔

نفس مسئلہ: حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت سے مراد کیا ہے؟

اختلافِ اُمت: اس کی مختلف صورتیں ہیں:

(i) مباشرت کی ایک قسم بالاتفاق حرام ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص جان بوجھ کر عورت کی اگلی شرم گاہ میں صحبت کرے اور اس کی حرمت اجماع سے ثابت ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اس کے جواز کا قائل ہو تو اسے دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا اور اگر

کوئی شخص اسے حرام سمجھتے ہوئے اس کا ارتکاب کرے تو وہ توبہ کرے لیکن کیا اس شخص پر کوئی کفارہ لازم ہوگا یا نہیں اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس شخص پر کفارہ لازم ہوگا جن میں قتادہ اوزاعی احمد اسحاق بن راہویہ شامل ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حالت میں صحبت کا وہی حکم ہوگا جو روزے کی حالت میں صحبت کا حکم ہے اور روزے کی حالت میں صحبت کرنے سے بالاتفاق کفارہ لازم ہوتا ہے۔

لیکن اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس فعل کے مرتکب پر صرف استغفار لازم ہے فقہاء احناف اسی بات کے قائل ہیں۔

سفیان ثوری نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص بھول کر یا حیض سے لاعلمی کی وجہ سے یا اس فعل کی حرمت سے لاعلمی کی وجہ سے یا کسی زبردستی کی وجہ سے یہ کام کرے تو اس پر گناہ اور کفارہ دونوں لازم نہیں ہوں گے لیکن اگر کوئی شخص حیض اور اس کی حرمت سے واقف ہونے کے باوجود جان بوجھ کر ایسا کرے تو اس نے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اس پر توبہ کرنا لازم ہے۔

جن حضرات نے توبہ کے ساتھ کفارے کو بھی لازم قرار دیا ہے ان کے درمیان پھر یہ اختلاف ہے کہ کفارے کی مقدار کیا ہوگی؟ بعض حضرات نے اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے لیکن اس حدیث کو محدثین نے غیر مستند قرار دیا ہے تاہم ان فقہاء کے درمیان اختلاف ایک یا نصف دینار کا کفارہ ہے۔

جو حضرات صرف توبہ کے وجوب کے قائل ہیں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حیض کی حالت میں صحبت کرنے کو اس لیے ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس حالت میں عورت کی شرم گاہ نجاست آلود ہوتی ہے اس لیے جس طرح پچھلی شرم گاہ میں صحبت کرنے سے کفارہ لازم نہیں آتا اسی طرح یہاں بھی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

(ب) مباشرت کی دوسری قسم بالاتفاق جائز ہے اور اس کا تعلق ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے اس مخصوص حصے کے علاوہ عورت کے پورے جسم کو چھونا معانقہ کرنا یا بوسہ دینا جائز ہے اور اس کی دلیل وہ تمام روایات ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کا ذکر موجود ہے۔

(ج) مباشرت کی تیسری قسم تعلق ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصے کے ساتھ ہے لیکن اس میں اگلی یا پچھلی شرم گاہ داخل نہیں ہوگی۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ حرام ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام ابویوسف بھی اس بات کے قائل ہیں شوافع اور مالکیہ کا مذہب بھی یہی ہے تابعین میں بیشتر حضرات کا موقف یہی ہے ان میں سعید بن میتب شریح طاؤس عطا بن ابی رباح سلیمان بن یسار اور قتادہ شامل ہیں۔

امام محمد بن حسن شیبانی اور ایک روایت کے مطابق امام ابویوسف کے نزدیک خون کے مخصوص مقام کے علاوہ بقیہ حصے کے ساتھ مباشرت جائز ہے۔

تابعین اور ان کے بعد آنے والے آئمہ میں عکرمہ مجاہد شعبی نخعی حکم ثوری اوزاعی احمد اسحاق بن راہویہ اس میں شامل ہیں۔

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

''صحبت کے علاوہ تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔''

امام محمد نے جو فتویٰ دیا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت علی ابن عباس اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[1]

... ——— ... ——— ...

293- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَاشِرَهَا اَمَرَهَا اَنْ تَتَّزِرَ فِيْ فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَاَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ تَابَعَهٗ خَالِدٌ وَّجَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ہم (یعنی نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات) میں سے کوئی حائضہ ہوتی اور نبی اکرم ﷺ اس سے مباشرت کا ارادہ کرتے تو اسے ازار باندھنے کا حکم دیتے پھر اس سے مباشرت کر لیتے۔ پھر سیدہ عائشہ صدیقہ نے (راوی کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا تم میں سے کون اپنی خواہش پر اس طرح قابو رکھ سکتا ہے جیسے نبی اکرم کو اپنی خواہش پر قابو تھا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں تین راوی تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسود بن یزید نخعی ان کے صاحب زادے عبدالرحمن بن اسود نخعی اور سلیمان بن فیروز شیبانی اس سند میں بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا تمام راوی کوفہ میں رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی تین اسناد نقل کی ہیں یہ تینوں مرفوع ہیں لیکن ان میں سے ایک متصل اور بقیہ دو معلق ہیں۔

... ——— ... ——— ...

294- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّبَاشِرَ امْرَاَةً مِّنْ نِّسَآئِهٖ اَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ وَّرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے ساتھ مباشرت کا ارادہ کرتے اور وہ حائضہ ہوتی تو انہیں حکم دیتے اور وہ ازار باندھ لیتی تھیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں یعنی عبداللہ بن شداد اور سلیمان بن فیروز یہ دونوں حضرات کوفہ کے رہنے والے ہیں جبکہ دو راوی تبع تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابو نعمان محمد بن فضل اور ان کے استاد عبدالواحد بن زیاد یہ دونوں حضرات بصرہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس کی دو اسناد نقل کی ہیں جن میں سے ایک متصل اور دوسری معلق ہے۔

---

[1] عینی بدرالدین محمود عمدۃ القاری

بَابُ ۲۰۸: تَرْكِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ
حائضہ کا روزہ ترک کرنا

295- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ وَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا

حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ عیدالاضحیٰ یا شاید عیدالفطر کی نماز ادا کرنے کے لیے عیدگاہ تشریف لے جا رہے تھے' آپ ﷺ کا گزر خواتین کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے خواتین! تم صدقہ کیا کرو کیونکہ مجھے دِکھایا گیا ہے کہ جہنم میں اکثریت تمہاری ہے۔ خواتین نے عرض کی' وہ کیوں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا' تم لعنت بہت زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو' دین اور عقل کے اعتبار سے ناقص مخلوق ہو مگر بڑے عقل مند مردوں کی عقل ماؤف کر دیتی ہو۔ خواتین نے عرض کی' ہمارے دین اور عقل میں کیا کمی ہے؟ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا' کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف حصے کے برابر نہیں ہے؟ خواتین نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا' یہ ان کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے (پھر پوچھا) کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز' روزہ ترک نہیں کر دیتی؟ خواتین نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا' یہی ان کے دین کی کمی ہے۔

ترجمۃ الباب: حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے فرمان کا یہ حصہ ترجمۃ الباب سے مطابقت رکھتا ہے کہ حیض کے دوران عورت نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک عیاض بن عبداللہ القریشی اور دوسرے زید بن اسلم

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون خواتین کی تعلیم و تربیت ہے' ان کی عام کوتاہیوں کی نشاندہی اور ان کوتاہیوں سے باز رہنے کی تلقین ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) امام کو چاہیے کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر عیدگاہ کی طرف جائے۔ (2) صدقہ و خیرات کرتے رہنا چاہیے کیونکہ اس کے ذریعے انسان کی کوتاہیوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے ویسے بھی قرآن نے یہ عمومی حکم بیان کیا ہے:

''ان الحسنات يذهبن السيئات''

''بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

(3) عیدین کے موقع پر بطور خاص لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین کرنی چاہیے۔(4) عیدین کے موقع پر لوگوں کو اہتمام کے ساتھ صدقہ وخیرات کرنا چاہیے تاکہ غریب مسلمان بھائی بھی عید کی خوشی میں شریک ہوسکیں۔(5) علامہ عینی نے تو یہ تک لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو بطور خاص صدقہ وخیرات کی تلقین اس لیے کی کیونکہ ان کی طبیعت پر بخل کا رنگ غالب ہوتا ہے۔(6) خواتین عیدین کی نماز کے لیے گھروں سے نکل سکتی ہیں۔ اگرچہ اس مسئلے کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں تاہم ہم کسی اور مقام پر اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔(7) کسی بھی نعمت کی ناشکری کرنا نہایت مذموم حرکت ہے۔(8) گفتگو کے دوران لعنت یا گالیوں کا استعمال شدید ممنوع ہے۔(9) احادیث میں لفظ ''کفر'' اپنے مخصوص اصطلاحی معنی کی بجائے صرف لغوی معنی ''ناشکری'' میں بھی استعمال ہوا ہے۔(10) خواتین کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا جائے۔

❀—❀❀—❀
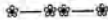
بَابُ۲۰۹ تَقْضِى الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَاْسَ اَنْ تَقْرَاَ الْاٰيَةَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَاْسًا وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ اَنْ نُّخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيْرِهِمْ وَيَدْعُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سُفْيَانَ اَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهٗ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ (يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ الْاٰيَةَ) الْاٰيَةَ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّىْ وَقَالَ الْحَكَمُ اِنِّىْ لَاَذْبَحُ وَاَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ)

حائضہ عورت بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام مناسک ادا کرے گی حضرت ابراہیم نخعی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایسی عورت کے ایک آیت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک جنبی کے قرأت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرلیا کرتے تھے۔ سیدہ اُم عطیہ فرماتی ہیں' ہمیں یہ حکم دیا جاتا تھا کہ ہم حائضہ عورتوں کو بھی (عیدگاہ) میں لائیں تاکہ وہ بھی تکبیرات اور دعا میں شریک ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مجھے حضرت ابو سفیان نے بتایا ہے' ہرقل نے نبی اکرم ﷺ کا مکتوب منگوا کر اسے پڑھا جس کا آغاز یوں تھا: ''اللہ کے نام کے ساتھ آغاز کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں گے' کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔'' (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) یہ آیت لفظ مسلمون تک ہے۔ حضرت عطاء' حضرت جابر کے حوالے سے یہ نقل کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حالت حیض میں بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام مناسکِ حج ادا کیے تاہم انہوں نے نماز بھی ادا نہیں کی۔ حضرت حکم فرماتے ہیں' میں جنابت کی حالت میں جانور ذبح کرلیتا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ۔''

•••———•••———•••

296- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ
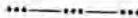
مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَىَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ اَنِّي لَمْ اَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذَالِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي

سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں، ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج ادا کرنے کے لیے روانہ ہوئے ''سرف'' کے مقام پر پہنچ کر مجھے حیض آ گیا' نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی' آپ ﷺ نے دریافت کیا تم کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کی مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس سال حج نہ کرتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' شاید تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا' یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقرر کیا ہے' تم بیت اللہ کے طواف کے علاوہ' وہ تمام افعال ادا کرو جو دیگر حاجی کرتے ہیں یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک طویل ترجمۃ الباب نقل کیا ہے۔

اس میں سب سے پہلے حائضہ خواتین کے بارے میں یہ حکم بیان کیا ہے کہ وہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے دیگر تمام ارکان حالتِ حیض میں ادا کرسکتی ہیں اور یہ بات بعد میں منقول حدیث کے مضمون سے مطابقت رکھتی ہے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم نخعی کا یہ فتویٰ بیان کیا کہ حائضہ عورت قرآن کی ایک آیت کی تلاوت کر سکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابن عباس ﷠ کا یہ فتویٰ ہے کہ جنبی شخص قرآن کی قرأت کرسکتا ہے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم ﷺ کے اس معمول کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے یعنی مابین السطور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ حالتِ جنابت میں بھی اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد سیدہ اُم عطیہ کا یہ بیان ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ میں حائضہ خواتین کو یہ حکم ملتا تھا کہ وہ تکبیرات اور دعا میں سب کے ساتھ شریک ہوں اس کے ذریعے بھی امام بخاری یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حالتِ حیض میں تکبیرات کہنا اللہ کا ذکر کرنا ہے اور ایسا کرنا جائز ہے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس ﷠ کے حوالے سے حضرت ابوسفیان کا بیان نقل کیا ہے جس میں رومی فرماں روا کے نام نبی اکرم ﷺ کے مکتوب مبارک کا ذکر موجود ہے جس میں اس بات کا تذکرہ بھی ہے کہ اس مکتوب میں قرآن کی آیت لکھی ہوئی تھی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ناپاک شخص بھی قرآن کی آیت کو چھو سکتا ہے اور پڑھ سکتا ہے کیونکہ رومی فرماں روا بہر حال ناپاک غیر مسلم تھا۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا جابر کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ نے حالتِ حیض میں طواف بیت اللہ کے سوا حج کے تمام مناسک ادا کیے تھے اور اس سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تجویز کردہ عنوان کی تائید ہوتی ہے سب سے آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکم بن عتیبہ الکوفی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں حالتِ جنابت میں جانور ذبح کر لیتا

ہوں اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اُسے کھانا جائز نہیں اور حکم بن عتیبہ الکوفی کا حالتِ جنابت میں جانور ذبح کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس حالت میں اللہ کا ذکر کرنا جائز ہے۔

گویا اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حائضہ خواتین سے متعلق تین احکام پر بحث کی ہے:

(i) حائضہ عورت کا طواف کے سوا تمام مناسک حج ادا کرنا۔

(ii) حائضہ عورت کا قرآن یا اس کی صرف ایک آیت کی تلاوت کرنا

(iii) حائضہ عورت کا اللہ کا ذکر کرنا' وہ ذکر جو قرآن کے علاوہ ہو۔

ان تینوں کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بالواسطہ طور پر جنبی کے احکام پر بھی بحث کی ہے کہ آیا وہ قرآن کی تلاوت یا اللہ کا ذکر کر سکتا ہے؟

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد فضل بن دکین کوفہ کے رہنے والے ہیں جبکہ اس کے ابتدائی تین راویوں میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی' قاسم بن محمد' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور عبدالرحمٰن' قاسم بن محمد کے صاحبزادے ہیں' یہ تینوں صاحبان مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

❀—❀❀—❀
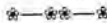
بَابُ ۲۱۰ الاِسْتِحَاضَةِ

استحاضہ کا بیان

•••——•••——•••

297- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِی الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِىْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّىْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' فاطمہ بنت ابوحبیش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز نہ پڑھا کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ کسی اور رگ کا خون ہے' حیض نہیں ہے جب حیض کے مخصوص ایام آ جائیں تو تم نماز پڑھنا چھوڑ دیا کرو اور جب وہ مخصوص مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھ لو۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ اور ہشام تابعین ہیں اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

استحاضہ کی تعریف

حیض یا نفاس کے مخصوص اوقات کے علاوہ جو خون عورت کی شرم گاہ سے کسی بیماری یا خرابی کی بدولت خارج ہوتا ہے' اسے استحاضہ کہا جاتا ہے۔

اس کی درج ذیل چھ صورتیں ہوں گی:

(i) ایسی کم سن بچی کا خون نکلنا جو ابھی حیض کی عمر تک نہ پہنچی ہو۔

(ii) کسی بالغ لڑکی یا عورت کو حیض کی کم از کم مدت سے کم خون آنا۔

(iii) کسی بالغ لڑکی یا عورت کو حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بعد بھی خون آنا۔

(iv) کسی بالغ لڑکی کی مخصوص عادت کے بعد بھی اتنے دن تک خون آئے جو حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت سے تجاوز کر جائے۔

(v) بچے کی پیدائش کے بعد نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت گزر جانے کے بعد خون آنا۔

(vi) حاملہ عورت کا خون خارج ہونا یہ صرف احناف اور حنابلہ کے نزدیک استحاضہ شمار ہوگا۔[1]

استحاضہ کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

(1) بلوغت کے آغاز میں استحاضہ شروع ہو جائے اس کی مزید دو قسمیں ہیں:

(i) اس کا آغاز حیض کے ذریعے ہو۔ (ii) اس کا آغاز حمل کے دوران ہو۔

(2) بلوغت کے بعد لڑکی کی ماہانہ عادت بن جائے اور اس کے بعد استحاضہ شروع ہو جائے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(i) استحاضہ کا آغاز حیض کی مخصوص عادت سے متعلق ہو۔

(ii) استحاضہ کا آغاز نفاس کی مخصوص عادت سے متعلق ہو۔

پہلی قسم کا حکم

جو استحاضہ بلوغت کے آغاز میں حیض کے بعد شروع ہو یعنی لڑکی کو خون آنا شروع ہو پھر مسلسل جاری رہے ایسی صورت میں خون کی آمد کے ابتدائی دس دن جو احناف کے نزدیک حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہیں' حیض شمار ہوں گے اور ان کے بعد آنے والا خون استحاضہ شمار ہوگا اور اس کے بعد اگر مسلسل یہی شکایت باقی رہ گئی ہے تو ہر ماہ میں اسی حساب سے دس ایام کو حیض اور بقیہ بیس ایام میں استحاضہ قرار دیا جائے گا۔

یہ حکم بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ عورت کو لگاتار خون آتا رہے گا لیکن خون کی اس آمد کے دوران جو دس دن حیض کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں' ان میں عورت کو نماز ترک کرنا ہوگی اور اس پر حائضہ کے مخصوص احکام جاری ہوں گے یعنی قرآن کو چھونا' مسجد میں داخل ہونا وغیرہ لیکن بقیہ بیس دنوں میں وہ عورت نماز پڑھے گی' وضو کر کے قرآن چھو سکے گی' مسجد میں داخل ہو سکے گی وغیرہ۔ اگرچہ خون کی آمد کا سلسلہ بدستور جاری رہے۔

---

[1] حصکفی' علاؤ الدین'' درمختار'' (224)' شرنبلالی' حسن بن عمار'' مراقی الفلاح'' (25)' المالکی' احمد بن محمد دردیر'' الشرح الکبیر'' (207/1)' شربینی' محمد الخطیب'' مغنی المحتاج'' (108/1)' کشاف القناع (226/1)

دوسری قسم کا حکم

دوسری قسم یہ ہے کہ حیض میں کسی عورت کی عادت مخصوص ہو جائے' اس کی دو صورتیں ہیں:

(i) وہ عادت حیض کے زیادہ سے زیادہ ایام کے مطابق ہو۔

(ii) وہ عادت زیادہ سے زیادہ ایام سے کم ہو۔

شرعی طور پر حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت احناف کے نزدیک دس دن ہے بالفرض کسی عورت کی عادت پانچ دن ہو اور اسے یہ پانچ دن گزرنے کے بعد بھی خون آتا رہے تو اگر خون کی آمد کا یہ سلسلہ دس دن تک جاری رہے اور پھر ختم ہو جائے تو یہ دس دن حیض شمار ہوں گے لیکن اگر خون کی آمد کا سلسلہ دس دن کے بعد بھی جاری رہے تو پھر ابتدائی پانچ دن حیض شمار ہوں گے جو اس کی مخصوص عادت ہوگی اور بقیہ تمام ایام استحاضہ شمار ہوں گے۔

استحاضہ والی عورت کے مخصوص احکام

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں' مستحاضہ عورت' جسے پیشاب کے قطرے آنے کی تکلیف ہو' جس کی نکسیر پھوٹی رہتی ہو' اور جس کے زخم سے خون نکلنا بند نہ ہو' یہ سب ہر نماز کے لیے وضو کریں گے اور پھر اس وضو کے ذریعے اس وقت میں جتنے چاہیں فرائض یا نوافل ادا کر سکتے ہیں۔[1]

بَابُ ۲۱۱: غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ

حیض کا خون دھونا

298- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ اَنَّهَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّيْ فِيهِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں' ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم میں سے کسی کے کپڑوں پر حیض کا خون لگ جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا' جب تم میں سے کسی کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو اسے کھرچ کر پانی سے دھولے اور پھر انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند کے دو راوی تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ہشام بن عروہ اور ان کی اہلیہ فاطمہ بنت المنذر' یہ دونوں سیدہ اسماء اور حضرت زبیر بن عوام ؓ کے پوتے' پوتی ہیں اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا تمام راوی مدنی ہیں جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

[1] المرغینانی' برہان الدین علی بن ابوبکر' "الہدایہ" (27/1)

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: اس حدیث میں حیض کے خون کی نجاست کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ اس نجاست کو دُور کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

(۱۳) ''تقرص'' کا مطلب ہے دھوتے وقت انگلیوں کے پوروں سے ملنا اور ''نضح'' کا مطلب ہے پانی سے دھونا' یہ حکم اس لیے دیا گیا تاکہ وسوسہ باقی نہ رہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں کیونکہ صابن کا استعمال عام ہے اس لیے صابن کے ذریعے ضروری پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔

•••———•••———•••

299- حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا تَحِيْضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلٰى سَائِرِهٖ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ہم میں سے کوئی خاتون حائضہ ہوتی تو طہارت کے وقت وہ اس خون کو کھرچ کر اس حصے کو دھوتی اور پورے کپڑے پر پانی چھڑک کر اسی میں نماز پڑھ لیتی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں قاسم بن محمد' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے اور عبدالرحمٰن' قاسم بن محمد کے صاحبزادے ہیں یوں اس روایت کے ابتدائی تین راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل اور یہ بیانِ صحابی پر مشتمل ہے جس کے حدیث کے تقریری ہونے کا امکان موجود ہے۔

نفس مسئلہ: اس روایت کا مضمون ترجمۃ الباب: **211** اور حدیث: **298** سے مطابقت رکھتا ہے لیکن دونوں جگہ پر سند ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۱۲: اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ والی خاتون کا مسجد میں اعتکاف کرنا

•••———•••———•••

300- حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ اَبُوْ بِشْرٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهٗ بَعْضُ نِسَآئِهٖ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ اَنَّ عَآئِشَةَ رَاَتْ مَآءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ كَاَنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَانَتْ فُلَانَةُ تَجِدُهٗ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لیے بیٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک ایسی زوجہ محترمہ بھی معتکف ہوئیں جنہیں استحاضہ کی شکایت تھی۔ جنہیں بعض اوقات اس کے لیے اپنے نیچے کوئی برتن رکھنا پڑتا۔ (اس روایت کے راوی) عکرمہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ''کسم'' کا پانی دیکھا تو فرمایا اس کی رنگت بالکل اسی طرح ہے جیسے ان کی رطوبت کی تھی۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے دو راوی عکرمہ اور خالد بن عبداللہ تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت بیان صحابی پر مشتمل ہے جس میں حدیث تقریری کا پہلو موجود ہے۔
مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون استحاضہ سے متعلق ایک مخصوص حکم کی وضاحت ہے۔
استنباط احکام و مسائل: (1) استحاضہ والی عورت پاک ہوتی ہے اسی لیے اس کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے لیکن اس کے لیے یہ بات شرط ہے کہ مسجد اس کے خون کی وجہ سے ناپاک نہ ہو۔ (2) زمانہ نبوی ﷺ میں خواتین کی مسجد میں آمد ورفت عام معمول میں شامل تھی لیکن فقہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ زمانے اور حالات کی تبدیلی کی وجہ سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں اسی لیے علماء نے خواتین کی مساجد میں آمد ورفت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ (3) علماء کا یہ فتویٰ فتنے کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہے لیکن جس مقام پر اس کا اندیشہ نہ ہو وہاں خواتین کو اس کی اجازت دی جا سکتی ہے جیسے حرم مکہ میں خواتین اعتکاف کر سکتی ہیں کیونکہ وہاں مسجد میں خواتین کی آمد ورفت عام معمول میں شامل ہے۔

•••——•••——•••

301- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ اَزْوَاجِهٖ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ
سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک زوجہ محترمہ معتکف ہوئی تھیں جنہیں استحاضہ کی شکایت تھی' ان کا خون اور زرد رطوبت خارج ہوتی رہتی تھی' وہ اپنے نیچے برتن رکھتی تھیں اور اسی حالت میں نماز ادا کر لیتی تھیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے دو راوی عکرمہ اور خالد بن عبداللہ تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث تقریری ہے۔
نفس مسئلہ: اس حدیث کا مضمون ترجمۃ الباب: **212** اور حدیث: **300** سے مطابقت رکھتا ہے اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی کون سی زوجہ محترمہ کا ذکر ہے؟ اس بارے میں محدثین اور سیرت نگاروں نے تین ازواج مطہرات کے نام ذکر کیے ہیں کہ یہاں ان میں سے کوئی ایک زوجہ محترمہ مراد ہو سکتی ہیں۔
اُم المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ' اُم المومنین سیدہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان اور اُم المومنین سیدہ زینب بنت جحش۔

•••——•••——•••

302- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَعْضَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ
حضرت عکرمہ' سیدہ عائشہ ؓ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک اُم المومنین نے استحاضہ کی شکایت کے دوران اعتکاف کیا تھا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے دو راوی عکرمہ اور خالد بن عبداللہ تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث تقریری ہے۔

نفسِ مسئلہ: یہ حدیث بھی ترجمۃ الباب: 212 اور حدیث: 300، 301 سے مطابقت رکھتی ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۱۳: هَلْ تُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيهِ

کیا عورت حیض والے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

•••—•••—•••

303- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِاِحْدَانَا اِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِيْضُ فِيْهِ فَاِذَا اَصَابَهُ شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيْقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفُرِهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ہمارے پاس ایک ہی لباس ہوا کرتا تھا اسی میں حیض آ جاتا اگر اس پر خون لگ جاتا تو اسے تر کر کے ناخنوں سے کھرچ دیتی تھیں۔

[illegible]: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابونعیم فضل بن دکین کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت متصل ہے لیکن موقوف ہے کیونکہ یہ بیانِ صحابی پر مشتمل ہے۔

نفسِ مسئلہ: اس حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اگر عورت کے لباس پر حیض کا خون لگ جائے تو اس کپڑے کو دھو کر پاک کیا جا سکتا ہے۔

استنباطِ احکام و مسائل: (1) احناف اس چیز کے قائل ہیں کہ اصل حکم کسی بھی نجاست کو زائل کرنا ہے خواہ یہ فائدہ پانی کے ذریعے حاصل ہو یا کسی اور ذریعے سے حاصل ہو۔ (2) اس حدیث میں تھوک کے ذریعے تر کر کے کھرچنے کا جو ذکر ہے، وہ نجاست کی خفیف مقدار کے لیے ہے کیونکہ کثیر نجاست کو دھوئے بغیر ختم نہیں کیا جا سکتا۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۱۴: الطِّيْبِ لِلْمَرْاَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ

حیض کے بعد غسل کرتے وقت خوشبو استعمال کرنا۔

•••—•••—•••

304- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ اِذَا اغْتَسَلَتْ اِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ اَظْفَارٍ وَّكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت اُم عطیہ بیان کرتی ہیں، ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا منع ہے تاہم بیوہ عورت چار ماہ دس دن تک (اپنے مرحوم شوہر کا سوگ منائے گی) اس دوران سرمہ، خوشبو یا رنگین لباس نہیں پہنے گی تاہم ہمیں یہ رخصت دی گئی ہے

کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کے بعد خوشبو استعمال کر سکتی ہے' ہمیں جنازوں کے ہمراہ چلنے سے بھی منع کر دیا گیا تھا۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں دو راوی طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' ایک سیدہ حفصہ بنت سیرین اور دوسرے ایوب بن کیسان اس روایت کے تمام راوی بصرہ میں اقامت گزین رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی تین اسناد نقل کی ہیں' یہ تینوں مرفوع ہیں جبکہ ان تینوں میں سے دو مرفوع اور ایک معلق ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون بیوہ عورت سے متعلق سوگ کے احکام کی وضاحت ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) بیوہ عورت کے لیے عدت کے ایام کے دوران زیب و زینت حرام ہے۔ (2) اس زیب و زینت میں سرمہ لگانا' شوخ کپڑے پہننا اور خوشبو کا استعمال شامل ہیں۔ (3) اس حدیث میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے یہ استثنائی حکم بیان کیا ہے کہ بیوہ خواتین کو حیض سے فراغت کے بعد خوشبو کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس سے مراد وہ خوشبو نہیں ہے جو آرائش و زیبائش کا حصہ ہے۔ بعض دیگر روایات سے یہ بات ثابت ہے اس سے مراد خون کے خروج کے مخصوص مقام پر خوشبو لگانا ہے تاکہ بدبو زائل ہو سکے۔

بَابُ ۲۱۵: دَلْكِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا اِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَّبِعُ اَثَرَ الدَّمِ

حیض سے پاک ہونے کے وقت عورت کا اپنی شرم گاہ کو ملنا' دھونا اور خون والی جگہ پر کپڑا رکھ کر (صفائی کا انداز و لگانا)
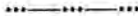
305- حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ قَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَبَذْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے بعد غسل کرنے کا طریقہ دریافت کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غسل کا طریقہ بتایا اور یہ ہدایت کی کہ تم ایک کپڑا لے کر طہارت حاصل کرو اس نے عرض کی میں اس کے ذریعے کس طرح طہارت حاصل کروں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم اس کے ذریعے طہارت حاصل کرو اس نے عرض کی' کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سبحان اللہ! طہارت حاصل کرو۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر سمجھایا کہ اس کے ذریعے خون صاف کر لیا کرو۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غسل حیض کا طریقہ بیان کیا ہے اور اس کے بعد نقل کی جانے والی حدیث کا مرکزی مضمون بھی یہی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابیہ سیدہ صفیہ بنت شیبہ نے دوسری صحابیہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد یعنی یحییٰ بن موسیٰ اور ان کے استاد سفیان بن عیینہ دونوں کوفی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: حیض یا نفاس کے بعد غسل کے آغاز میں پاکیزگی کے حصول میں احتیاط کرنا اس حدیث کا مرکزی مضمون ہے۔

نفس مسئلہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے آغاز میں ''عورت کا اپنا جسم ملنا'' عنوان قائم کیا ہے لیکن ترجمۃ الباب کے بعد مذکور حدیث اور ترجمۃ الباب کے بقیہ الفاظ کو سامنے رکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے مراد خون کے خروج کے مخصوص مقام کو ملنا ہے تاکہ نجاست کا اثر مکمل طور پر زائل ہو جائے جیسا کہ ترجمۃ الباب کے بقیہ حصے میں یہ صراحت ہے کہ عورت روئی یا صاف کپڑا لے کر خون کے مخصوص مقام کو صاف کر لے۔

استنباط احکام ومسائل: (1) مشک آمیز کپڑے کے استعمال کی ہدایت اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کے لیے غسل کے وقت نجاست کے مخصوص مقام پر خوشبو استعمال کرنا مستحب ہے تاکہ بدبو زائل ہو۔ (2) دینی مسائل دریافت کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ (3) کسی بات پر حیرانگی کا اظہار کرنے کے لیے ''سبحان اللہ'' کہنا چاہیے۔ (4) پردے سے متعلق مخصوص احکام بیان کرتے وقت اشارے وکنائے سے کام لینا چاہیے۔ (5) سائل کی سہولت کے پیش نظر جواب دہرا دینا چاہیے۔ (6) کسی افضل شخص کی موجودگی میں مفضول سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ (7) اگر کسی مسئلے کی حقیقت سمجھ نہیں آئی ہو تو بھی اس کے الفاظ من وعن آگے روایت کیے جا سکتے ہیں یعنی آگے روایت کرنے کے لیے روایت کے الفاظ کا فہم شرط نہیں ہے۔ (8) سوال کرنے والوں سے حسنِ سلوک اور مہربانی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ (9) خواتین سے متعلق مخصوص احکام کی وضاحت کے لیے خواتین کی تعلیم وتربیت کرنی چاہیے۔ (10) ضرورت کے پیشِ نظر کوئی کم عالم زیادہ بڑے عالم کی موجودگی میں مسائل بیان کر سکتا ہے۔

❀—❀❀—❀
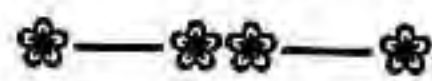
بَابٌ ۲۱۶: غَسْلِ الْمَحِيضِ
حیض کے بعد غسل کرنا

•••——•••——•••

306- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيضِ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً وَتَوَضَّئِي ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَحْيَا فَأَعْرَضَ بِوَجْهِهِ أَوْ قَالَ تَوَضَّئِي بِهَا فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک انصاری خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا' حیض گزر جانے کے بعد کس طرح غسل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پہلے کوئی کپڑا لے کر اس سے تین مرتبہ (اپنی شرم گاہ) صاف کرو۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے حیا کی وجہ سے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا' میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر سمجھایا کہ نبی اکرم ﷺ کیا بتانا چاہتے ہیں۔

ترجمۃ الباب: علامہ بدرالدین محمود العینی لکھتے ہیں:

''(ترجمۃ الباب کا مفہوم یہ ہے) کہ یہ بات حیض کے بعد غسل کے طریقے کے بیان پر مشتمل ہے۔ حیض کے بعد غسل کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا طریقہ ہے تاہم اس میں (شرم گاہ میں) خوشبو کا استعمال کیا جاتا ہے۔ درحقیقت اس باب کو انفرادی طور پر نقل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ وہی حدیث ہے جو سابقہ باب میں نقل کی جا چکی ہے' دونوں جگہ پر صرف سند مختلف ہے۔

بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ ترجمۃ الباب اور اس کے بعد نقل کی جانے والی حدیث کے درمیان کوئی مطابقت نہیں ہے' ہم (علامہ عینی) یہ کہتے ہیں کہ اگر ترجمۃ الباب میں لفظ ''غسل'' میں ''غ'' پر زبر پڑھی جائے اور لفظ ''حیض'' کو ''اسم مکان'' کے طور پر لیا جائے تو اس کا معنی واضح ہو جائے گا۔[1]

سند پر تبصرہ: اس روایت کو بھی ایک صحابیہ سیدہ صفیہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اس کی سند کا ابتدائی حصہ وہی ہے جو حدیث: **305** کا ہے تاہم اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مسلم بن ابراہیم اور ان کے استاد وہیب بن خالد بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابُ ۲۱۷: امْتِشَاطِ الْمَرْاَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ
حیض کا غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا

307- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَهْلَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ فَزَعَمَتْ اَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتّٰى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ لَيْلَةُ عَرَفَةَ وَاِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَمْسِكِيْ عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَاَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِيْ نَسَكْتُ

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ میں بھی روانہ ہوئی' میں نے حج تمتع کا احرام باندھا اور ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ نہیں لائی تھی اسی دوران مجھے حیض آ گیا یہاں تک کہ عرفہ کی رات آ گئی لیکن میں پاک نہیں ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی تم اپنے بال کھول کر ان میں کنگھی کر لو اور ابھی عمرہ ادا نہ کرو' میں نے ایسا ہی کیا جب میں حج کے دیگر ارکان سے فارغ ہو گئی تو ''حصبہ'' کی رات نبی اکرم ﷺ نے (میرے بھائی) حضرت عبدالرحمٰن کو حکم دیا تو انہوں

[1] عینی بدرالدین محمود' ''عمدۃ القاری'' (426/3)

نے ''تنعیم'' کے مقام سے مجھے عمرہ کروایا' یہ اس عمرے کا بدل تھا جس کی میں نے حج کا احرام باندھتے ہوئے نیت کی تھی۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غسلِ حیض کے وقت بالوں میں کنگھی کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن آگے جو حدیث ذکر کی ہے اس میں غسل کا ذکر نہیں ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں' داؤدی اور دیگر محدثین نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت موجود نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ''اہلال'' کی وجہ سے کنگھی کرنے کا حکم دیا تھا' غسل کی وجہ سے نہیں دیا تھا۔ کرمانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حج کا احرام باندھنا احرام کے غسل پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ غسل سنت ہے تو جب احرام کے غسل کے وقت کنگھی کرنا سنت ہوگا تو غسلِ حیض کے وقت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا کیونکہ اس کا اصل مقصد نظافت کا حصول ہے کیونکہ حیض جو غلیظ نجاست ہے اس کا اثر زائل کرنے کے لیے ایسا کرنا زیادہ ضروری ہے اس لیے جب نفل میں ایسا کرنا سنت ہوگا تو فرض میں بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اس واقعہ میں حج کا احرام باندھتے وقت غسل کرنے کا حکم صراحتاً مذکور ہے جیسا کہ امام مسلم کی نقل کردہ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''غسل کر کے حج کا احرام باندھو۔''

ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ وہ تراجم ابواب میں ان امور کی طرف اشارہ کر جاتے ہیں جو دیگر طرق سے ثابت ہوں۔[1]

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک تابعی ابن شہاب زہری نے دوسرے تابعی عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے اس کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد موسیٰ بن اسماعیل تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں' ان کے علاوہ تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون حائضہ عورت کے لیے حج کے مخصوص احکام کی وضاحت ہے۔

عصریات: ہمارے زمانے میں بکثرت خواتین حج و عمرے کے لیے جاتی ہیں جن میں سے بیشتر خواتین کو حیض یا نفاس سے متعلق شرعی احکام کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہوتا اس لیے مناسب یہ ہے کہ جب خواتین حج یا عمرے کے لیے جائیں تو حج و عمرے کے احکام کی تعلیم کے ساتھ انہیں خواتین کے مخصوص احکام کی بھی تعلیم دی جائے تاکہ وہ اس مقدس سفر کے دوران کسی امکانی گناہ یا بے حرمتی سے بچ سکیں۔
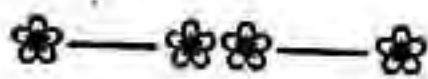
بَابُ ۲۱۸: نَقْضِ الْمَرْاَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ

حیض کے بعد غسل کرتے وقت سر کے بال کھولنا

[1] عینی' بدرالدین محمود' عمدۃ القاری' (427/3)

308- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي أَخِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (حجۃ الوداع کے موقع پر) ذوالحجہ کا چاند نظر آتے ہی ہم حج کے لیے روانہ ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی کہ جو عمرے کا بھی احرام باندھنا چاہے تو وہ ایسا کرے (یعنی اس کی نیت کر لے) کیونکہ اگر قربانی کا جانور ساتھ نہ ہوتا تو میں بھی عمرے کے نیت کر لیتا (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں) کچھ لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا اور کچھ نے عمرے کا احرام باندھا (یعنی احرام باندھتے وقت اس کی نیت کر لی) میں نے بھی حج کے ہمراہ عمرے کی بھی نیت کی تھی لیکن (اسی دوران مجھے حیض آ گیا) اور عرفہ کے دن تک میں اسی حالت میں تھی۔ میں نے اس کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عمرے کو فی الحال رہنے دو اپنے بال کھول کر ان میں کنگھی کرو اور حج کے ارکان ادا کرتی رہو پھر "حصبہ" کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر کو میرے ہمراہ بھیجا ہم "تنعیم" کے مقام پر آئے اور میں نے اپنے سابقہ عمرے کے بدلے میں عمرہ کرنے کے لیے یہاں سے از سر نو احرام باندھا۔ ہشام بیان کرتے ہیں اس میں ہدی' روزہ یا صدقہ کچھ نہیں ہوتا۔

ترجمۃ الباب: یہ ترجمۃ الباب سابقہ ترجمۃ الباب: **217** سے مطابقت رکھتا ہے کیونکہ وہاں خاتون کے بالوں میں کنگھی کرنے کا ذکر تھا اور یہاں بال کھولنے کا ذکر ہے۔ ترجمۃ الباب کے بعد سابقہ روایت ہی کو سند اور الفاظ کے ذرا سے اختلاف کے ساتھ نقل کر دیا گیا ہے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ اور ہشام طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں اس سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبید بن اسماعیل اور ان کے استاد ابواسامہ حماد بن اسامہ دونوں کوفہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔
نفس مسئلہ: غسل کے دوران عورت کے لیے سر کے بال کھولنا ضروری ہے یا نہیں؟
احناف کی دلیل: صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:
"غسل کے وقت عورت کے لیے بالوں کی مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں ہے بشرطیکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ سکتا ہے اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا تھا:
"تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ پانی تمہارے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔"

مسلم' ابن الحجاج القشیری' "الجامع الصحیح" (330)' سجستانی' سلیمان بن اشعث' "السنن" (251)' ترمذی' محمد بن عیسیٰ' "الجامع" (105)' نسائی' احمد بن شعیب' "السنن" (131)' ابن ماجہ (603)' بیہقی' احمد بن حسین' "سنن کبریٰ" (181/1)' احمد (315/6)

(صاحبِ ہدایہ کہتے ہیں) صحیح یہ ہے کہ عورت کے لیے مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں ہے۔[1]

ابن ہمام لکھتے ہیں "دیگر محدثین نے سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ بیان نقل کیا ہے:

"میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے سر میں مینڈھیاں بہت زیادہ ہیں، کیا غسلِ جنابت کے وقت میں انہیں کھولا کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نہیں! تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہالو اور پھر اپنے پورے جسم پر پانی بہا کر پاک ہو جاؤ۔"

ابن ہمام کہتے ہیں اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے۔

ابن ہمام مزید لکھتے ہیں اسی طرح ایک اور روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ پتہ چلا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ خواتین غسل کے وقت اپنے بالوں کو کھول لیا کریں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، مجھے ابن عمرو پر حیرت ہے کہ وہ خواتین کو غسل کے وقت بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، وہ انہیں بال منڈوا لینے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ میں خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک ہی برتن سے غسل کرتی رہی ہوں اور میں اپنے سر پر صرف تین چلو پانی بہالیا کرتی تھی۔"[2]

اسی طرح ابوداؤد کی روایت میں یہ بات موجود ہے کہ بعض حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بالوں کی مینڈھیاں کھولنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مرد انہیں کھولیں گے اور اپنے سر کو اس طرح دھوئیں گے کہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے لیکن خواتین کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ دونوں ہتھیلیوں میں پانی بھر کر تین چلو سر پر ڈال لیں۔"[3]

❀——❀❀——❀

بَابُ ۲۱۹: قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ)

اللہ تعالیٰ کے فرمان مخلقۃ و غیر مخلقۃ کی تفسیر

•••——•••——•••

309- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهٗ قَالَ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْاَجَلُ فَيُكْتَبُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ

حضرت انس بن مالک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے "رحم" پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو یہ کہتا ہے، اے نطفے کے پروردگار! اے جمے ہوئے خون کے پروردگار! اے گوشت کے لوتھڑے کے پروردگار! (میرے لیے کیا حکم ہے؟) پھر جب اللہ تعالیٰ کسی (بچے) کو پیدا کرنے کا ارادہ کرلے تو وہ پوچھتا ہے یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ خوش بخت ہوگا یا بد بخت؟ (یعنی مومن

---

[1] الفرغانی، علی بن ابوبکر، "الہدایہ"، 28

[2] مسلم (331)، بیہقی، احمد بن حسین، "سنن کبریٰ" (181/1)

[3] سجستانی، سلیمان بن اشعث، "السنن"، 255، (سیواسی، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، "فتح القدیر" (63/1)

یا کافر؟) اس کا رزق کتنا ہوگا؟ اس کی زندگی کتنی ہوگی؟ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) وہ فرشتہ یہ سب اس وقت لکھ دیتا ہے۔ (جبکہ بچہ) ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔"

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابُ ۲۲۰: كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

حائضہ عورت حج یا عمرے کا احرام کس طرح باندھے

310- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَاَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِي وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِحَجٍّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّي فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَاَمَرَنِي اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حجۃ الوداع کے موقع پر ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا تھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ ہم مکہ آ گئے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے عمرے کا احرام باندھا تھا اور وہ قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا' وہ اپنا احرام کھول دے اور جس نے حج کا احرام باندھا تھا' وہ اپنا حج ادا کرے۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اسی دوران مجھے حیض آ گیا اور عرفہ کے دن تک برقرار رہا۔ میں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اپنے بال کھول کر کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو۔ عمرہ فی الحال رہنے دو۔ میں نے ایسا ہی کیا جب میں نے حج کے تمام ارکان ادا کر لیے تو آپ نے میرے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کو میرے ہمراہ "تنعیم" بھیجا جہاں سے میں نے سابقہ عمرے کی جگہ عمرہ ادا کرنے کے لیے احرام باندھا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا عنوان یہ ہے کہ اگر کسی عورت نے حج یا عمرے کے لیے روانہ ہونا ہو اور آغاز میں اسے حیض آ جائے تو وہ کیا کرے یعنی ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر سفر حج یا عمرہ کے آغاز میں عورت کو حیض آ جائے تو وہ حج یا عمرے کا احرام باندھ سکتی ہے۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کے دو راوی عروہ بن زبیر اور ابن شہاب زہری تابعی ہیں جبکہ عقیل بن خالد اور لیث بن سعد تبع تابعین کے طبقے

سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: اصل مسئلہ یہ ہے کہ حیض والی عورت کے لیے حالتِ حیض کے دوران نماز پڑھنا درست نہیں ہے اسی طرح عورت ایسی حالت میں روزے بھی نہیں رکھ سکتی لیکن ایسی حالت میں حج کا احرام باندھ سکتی ہے کیونکہ مختلف عبادات کے احکام ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں جیسے نماز اور روزہ دونوں حائضہ عورت کے لیے ممنوع ہیں لیکن ایام گزر جانے کے بعد وہ نماز کی قضا نہیں کرے گی لیکن روزے کی قضا کرنا ہوگی۔ حج کا معاملہ اس سے مختلف ہے اس کی وضاحت کے لیے حج کے ارکان اور ان سے متعلق احکام سے واقفیت ضروری ہے کیونکہ یہ مقام اس موضوع سے متعلق نہیں ہے اس لیے ہم اس موضوع پر کتاب الحج میں تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۲۱: اِقْبَالِ الْمَحِيْضِ وَاِدْبَارِهٖ وَكُنَّ نِسَآءٌ يَّبْعَثْنَ اِلٰى عَآئِشَةَ

بِالدَّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ وَبَلَغَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَآءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَآءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ

حیض کی آمد اور بندش کا بیان' خواتین کا یہ معمول تھا کہ ڈبیہ میں کپڑا وغیرہ رکھ کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کرتی تھیں اس پر زرد رطوبت لگی ہوتی تو سیدہ عائشہ ہدایت کرتی تھیں ابھی جلدی نہ کرو جب تک صاف کپڑا نہ ہو یعنی اچھی طرح حیض سے پاک نہ ہو جاؤ۔ حضرت زید بن ثابت کی صاحب زادی کو کسی نے بتایا کہ خواتین نصف رات کے وقت اُٹھ کر چراغ کی روشنی میں یہ دیکھتی ہیں کہ میں پاک ہوگئی ہوں تو صاحب زادی نے فرمایا' پہلے کی عورتیں تو اس طرح نہیں کرتی تھیں پھر آپ نے ایسی عورتوں کی مذمت کی۔

•••—•••—•••

311- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِىْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَاَلَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِى الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِىْ وَصَلِّىْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' فاطمہ بنت ابوحبیش کو استحاضہ کی شکایت تھی' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ کسی اور رگ (کا خون) ہے' حیض نہیں ہے جب حیض کے (مخصوص ایام) آجائیں تو نماز ترک کر دیا کرو اور جب (وہ دن) گزر جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کا مرکزی عنوان حیض کا آغاز ہونا اور اس کا ختم ہونا ہے۔ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو آثار نقل کیے ہیں جن میں سے ایک ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق ہے جبکہ دوسرا صحابی رسول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی سے متعلق ہے۔ ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی جانے والی حدیث میں حیض کے آغاز (اقبال) اور اختتام

ادبار) کا ذکر ہے اور یہی الفاظ ترجمۃ الباب کے عنوان سے مناسبت رکھتے ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ اور ہشام تابعی ہیں اور مدنی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن محمد بخارا کے رہنے والے ہیں جبکہ ان کے استاد سفیان بن عیینہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: حیض ایک اہم فطری حقیقت ہے' اسلام نے بعض شرعی احکام کو اس عارضے سے متعلق کیا ہے' جن میں سب سے اہم عبادات کا مغز نماز اور روزے کی ادائیگی ہے کیونکہ ان مخصوص ایام میں عورت نماز ادا کرنے کی پابند نہیں ہوتی اور جب یہ مخصوص وقت گزر جائے تو اب نماز پڑھنا اس پر فرض ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کی خواتین میں دینی جذبہ اور عبادات کی ادائیگی کا شوق غالب تھا اس لیے وہ اس بات کا اہتمام کرتی تھیں کہ انہیں حیض کے ختم ہو جانے کا فوراً پتہ چل جائے تا کہ ان کی کوئی فرض نماز رہ نہ جائے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی سے متعلق روایت کا مفہوم یہی ہے کہ عورتیں رات کے وقت اُٹھ کر چراغ کی روشنی میں یہ دیکھا کرتی تھیں کہ ان کا حیض ختم ہو چکا ہے تا کہ وہ غسل کر کے فجر کی نماز ادا کر سکیں اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں روئی کے ٹکڑے بھیجنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ فریضہ بندگی کی ادائیگی میں رکاوٹ ختم ہوتے ہی دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سربسجود ہو جائیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عنوان بھی اسی لیے قائم کیا ہے کہ خواتین کو اس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے مخصوص ایام کی آمد و رفت کا خاص خیال رکھیں تا کہ وہ صحیح طریقے سے عبادات کی ادائیگی کے قابل ہو جائیں۔

استنباط احکام و مسائل: **(1)** انسان کو دینی احکام اور معاملات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ **(2)** عورتوں کو دینی معاملات کا خیال رکھنے کی تربیت دینی چاہیے۔ **(3)** سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی کے طرز عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دینی احتیاط کا مطلب غیر ضروری شدت پسندی نہیں ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۲۲: لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ

حائضہ عورت نمازوں کی قضا نہیں کرے گی' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے (کہ حیض کے دوران) عورت نماز پڑھنا چھوڑ دے۔

•••———•••———•••

312- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ اَتَجْزِيْ اِحْدَانَا صَلَاتَهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَاْمُرُنَا بِهِ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهُ

حضرت معاذہ بیان کرتی ہیں' ایک عورت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا' کیا پاک ہونے کے بعد ہمیں نمازوں کی قضا ادا کرنا ہوگی؟ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا' کیا تم حروریہ ہو؟ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہمیں بھی حیض آیا

کرتا تھا لیکن آپ نے تو ہمیں اس کا حکم نہیں دیا۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب کے ذریعے اس حکم کی وضاحت کی گئی ہے کہ حائضہ عورت پاک ہو جانے کے بعد نمازوں کی قضا نہیں کرے گی اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دو معلق روایات نقل کی ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں معاذہ بنت عبداللہ اور قتادہ بن دعامہ تابعین میں شامل ہیں جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد موسیٰ بن اسماعیل اور ان کے استاد ہمام بن یحییٰ، تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا اس روایت کے تمام راوی بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث تقریری ہے۔

مضامین حدیث: حدیث کا مرکزی مضمون واضح ہے تاہم اس میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سوال کرنے والی خاتون سے یہ کہنا کہ کیا تم "حروریہ" ہو؟ قابلِ غور ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بعض شدت پسندوں کا ایک گروہ خود کو حقیقی مسلمان کہتا تھا' یہ لوگ شرعی احکام و مسائل میں غیر ضروری شدت اختیار کرتے تھے' ان کا خاص مرکز "حرورہ" نامی علاقہ تھا اس لیے اس فرقے کے لوگوں کو "حروری" کہا جاتا ہے۔

عصریات: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طرزِ عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض اوقات کسی مخصوص فرقے یا مکتبہ فکر کے ماننے والوں کو ان کے رہائشی علاقے کی بجائے ان کے نظریاتی خطے کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے جیسے ہمارے زمانے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کے پیروکاروں کو "نجدی" کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا مرکز "نجد" ہے اسی طرح ہندوستان ایک چھوٹے سے گاؤں "دیوبند" سے تعلق رکھنے والے مکتبہ فکر کے ماننے والے دیوبندی کہلاتے ہیں۔ اہلِ سنت کو بھی مولانا احمد رضا خان سے نسبت کی وجہ سے "بریلوی" کہا جاتا ہے۔

فرقہ وارانہ اختلاف سے ہٹ کر دیکھا جائے تو بھی کسی شہر کی نسبت کسی مخصوص نسبت کے اظہار کے لیے استعمال کی جاتی ہے جیسے "چشت" ایک خطے کا نام ہے لیکن تصوف کے ایک مخصوص سلسلے کے افراد خود کو اپنے مشائخ کی نسبت سے "چشتی" کہتے ہیں' یہ اس خاص خطے کی بجائے وہاں کے رہنے والے چند بزرگوں اور ان کے متبعین سے نسبت کا اظہار ہے۔

شیخ احمد جام چشتی فرماتے ہیں

عاشقانِ خواجگانِ چشت را ازقدم تا سر نشانے دیگر است

بَابُ ۲۲۳: النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِي ثِيَابِهَا

جب حائضہ عورت نے حیض کے مخصوص کپڑے پہن رکھے ہوں تو اس کے ہمراہ سونا

313- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ

أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَاَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِي فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِي اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ

سیدہ اُم سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ مجھے حیض آیا' میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک لحاف میں لیٹی ہوئی تھی' میں وہاں سے اُٹھی اور جا کر حیض کے مخصوص کپڑے پہن لیے (واپس آئی) تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا' کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور اپنے ساتھ لحاف میں لٹا لیا۔ سیدہ اُم سلمہ نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ روزے کی حالت میں میرا بوسہ لیا کرتے تھے اور میں' نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیتی تھی۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کی وضاحت کی ہے کہ اگر عورت حائضہ ہو تو اس کا شوہر اس کے ہمراہ سو سکتا ہے اگرچہ اس عورت نے حیض کا مخصوص لباس پہن رکھا ہو۔ یہ حکم بعد میں نقل کی جانے والی حدیث سے واضح ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (1) شوہر حائضہ بیوی کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سو سکتا ہے۔ (2) جب عورت کو حیض آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ مخصوص کپڑے پہن لے یعنی اپنی شرم گاہ پر مخصوص کپڑا باندھ لے تاکہ خون کے ذریعے لحاف یا شوہر کا لباس ناپاک نہ ہو۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کو ایک صحابیہ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسری صحابیہ جو ان کی والدہ بھی ہیں' اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اس روایت کی سند میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن ابوکثیر تابعی ہیں اس روایت کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سعد بن حفص اور ان کے استاد شیبان بن عبدالرحمٰن کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابُ ٢٢٤: مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوٰى ثِيَابِ الطُّهْرِ

حیض کے لیے مخصوص کپڑے رکھنا جو طہر کے کپڑوں کے علاوہ ہوں

314- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَا اَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيلَةٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِي فَقَالَ اَنُفِسْتِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ

سیدہ اُم سلمہ بیان کرتی ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ لحاف میں لیٹی ہوئی تھی' مجھے حیض آ گیا تو میں وہاں سے اُٹھی اور حیض کے مخصوص کپڑے پہن لیے۔ آپ نے دریافت کیا' کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی' جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا تو میں آپ ﷺ کے ہمراہ لحاف میں لیٹ گئی۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہی روایت نقل کی ہے جو سابقہ ترجمۃ الباب کے بعد نقل کی تھی لیکن یہاں انہوں نے ایک دوسرا مسئلہ ثابت کیا ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں وہی تمام خوبیاں ہیں جو سابقہ روایت کی سند میں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد معاذ بن فضالہ اور ان کے استاد ہشام بن حسان بصری ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

استنباط احکام و مسائل: خواتین کو چاہیے کہ اگر گنجائش میسر ہو تو حیض کے ایام کے دوران وہ لباس پہنیں جو حیض کے لیے مخصوص ہو۔ عام طور پر شارحین نے اس روایت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے لیکن یہاں اس بات کا امکان موجود ہے کہ حیض کے مخصوص کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہو جو عورتیں اپنی شرم گاہ پر باندھتی ہیں اور یہی معنی زیادہ مناسب محسوس ہوتا ہے کیونکہ زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عام خواتین اور بالخصوص ازواج مطہرات کے پاس عام طور پر ایک یا دو جوڑے ہوتے اور وہ دو جوڑے بھی کرتے اور تہبند کی شکل میں ہوتے تھے اس لیے یہ مشکل نظر آتا ہے کہ حیض کے مخصوص ایام کے لیے کوئی الگ جوڑا رکھا گیا ہو اور بالفرض الگ جوڑا ہو بھی تو محض تہبند اور کرتا تبدیل کر لینے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑ سکتا جبکہ یہ ممکن ہے کہ کسی پرانے کپڑے کا ٹکڑا شرم گاہ پر رکھنے کے لیے ہو جس کی وجہ سے خون اپنے مخصوص مقام سے تجاوز نہ کر سکے۔

❀—❀❀—❀
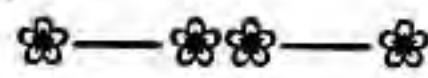
بَابُ ۲۲۵: شُهُوْدِ الْحَائِضِ الْعِيْدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى

حائضہ خواتین کا عید (کی نماز کے اجتماع) اور دعا میں شریک ہونا مگر نماز میں شریک نہ ہونا

•••—•••—•••
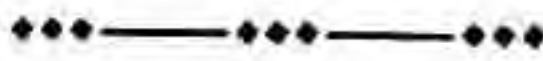
315- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيْدَيْنِ فَقَدِمَتِ امْرَاَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ اُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ اُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِيْ مَعَهُ فِيْ سِتٍّ قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمٰى وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَاَلَتْ اُخْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعَلٰى اِحْدَانَا بَاْسٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ سَاَلْتُهَا اَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِاَبِيْ نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ فَقَالَتْ اَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا

حفصہ بیان کرتی ہیں، ہم جوان عورتوں کو عیدین کے اجتماع میں شریک ہونے سے روکا کرتے تھے۔ بنو خلف کے محل میں کوئی مہمان خاتون آئی جس نے ہمیں اپنی بہن کے بارے میں بتایا جس کا شوہر نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ بارہ غزوات میں شریک ہوا تھا اور ان میں چھ غزوات میں اس کی بہن بھی شریک ہوئی تھیں۔ وہ خاتون بتانے لگی کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں، بیماروں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں تو میری بہن نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا اگر ہمارے پاس بڑی چادر نہ ہو تو کیا ہم باہر

نکل سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ایسی صورت میں کوئی عورت اپنی ساتھی عورت کی بڑی چادر کا حصہ اپنے اوپر ڈال لے اور بھلائی اور دعوت کے امور میں شریک ہو۔ حفصہ کہتی ہیں' سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا وہاں آئیں تو میں نے ان سے پوچھا' کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' مجھے اپنے والد کی قسم! ہاں! سیدہ اُم عطیہ کی عادت تھی کہ وہ ہر بات کے آغاز میں یہ کہا کرتی تھیں' مجھے اپنے والد کی قسم! آپ نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جوان' پردہ نشین اور حائضہ عورتیں بھلائی اور دعوت میں مسلمانوں کے ہمراہ شریک ہوں تاہم حائضہ عورتیں نماز میں شریک نہ ہوں۔'' حفصہ کہتی ہیں' میں نے (حیرت سے) پوچھا' کیا حائضہ بھی؟ تو سیدہ اُم عطیہ نے جواب دیا' کیا وہ عرفہ وغیرہ میں موجود نہیں ہوتی ہیں؟

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حائضہ خواتین کا عیدین کی اجتماعی دعا میں شرکت کا حکم بیان کیا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ وہ نماز میں شریک نہیں ہو سکتی ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں حفصہ بنت سیرین اور ایوب بن کیسان طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن سلام' شام کے رہنے والے ہیں' ان کے علاوہ دیگر تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

مضامین حدیث: روایت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ مسلم معاشرے کی اجتماعی سرگرمیوں میں خواتین کو بھی شریک کیا جائے بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

عصریات: ہمارے زمانے میں مذہبی اجتماعات میں خواتین کی شرکت' بعض مخصوص تنظیموں کے اجتماعات' بزرگوں کے اعراس' پیر خانوں کی حاضری تک محدود ہیں' عیدین میں عورتوں کی شرکت کا انتظام ان مساجد میں کیا جاتا ہے جہاں چندہ اکٹھا کرنا مقصود ہو بعض مذہبی تنظیمیں اپنا حلقہ اثر بڑھانے کے لیے جمعہ کی نماز میں خواتین کی شرکت کا بھی اہتمام کرتی ہیں۔ اگرچہ پرانے فقہاء کے فتاویٰ یہی نقل کیے جاتے ہیں کہ عورتوں کا اس طرح کے اجتماعات میں شریک ہونا بلکہ گھروں سے باہر نکلنا بھی فتنے کا باعث ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابٌ ۲۲٦: اِذَا حَاضَتْ فِيْ شَهْرٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ وَّمَا يُصَدَّقُ النِّسَآءُ فِي الْحَيْضِ

وَالْحَمْلِ فِيمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ) وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَّشُرَيْحٍ اِنْ جَآءَتْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ بِطَانَةِ اَهْلِهَا مِمَّنْ يُّرْضٰى دِيْنُهٗ اَنَّهَا حَاضَتْ ثَلَاثًا فِيْ شَهْرٍ صُدِّقَتْ وَقَالَ عَطَآءٌ اَقْرَاؤُهَا مَا كَانَتْ وَبِهٖ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ عَطَآءٌ الْحَيْضُ يَوْمٌ اِلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ سَاَلْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ اَيَّامٍ قَالَ النِّسَآءُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ

اگر کسی عورت کو ایک ہی ماہ میں تین مرتبہ حیض آ جائے؟ حیض اور حمل کے بارے میں عورت کے بیان پر اعتماد کیا جائے گا بشرطیکہ ایسا ممکن ہو اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''ان عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہے' اسے چھپائیں۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح کا یہ فتویٰ منقول ہے کہ اگر کسی عورت کا دین دار قریبی عزیز یہ

گواہی دیدے (کہ یہ عورت سچ بولتی ہے اور وہ عورت یہ کہے) اسے ایک ماہ میں تین مرتبہ حیض آیا ہے تو اس عورت کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ حضرت عطاء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ حیض میں عورت کے مخصوص ایام کا اعتبار کیا جائے گا۔ حضرت ابراہیم نخعی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ حضرت عطاء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ حیض کی مدت ایک دن سے پندرہ دن تک ہے۔ معمر کہتے ہیں کہ میرے والد نے ابن سیرین سے یہ مسئلہ دریافت کیا' ایک عورت کو اس کے مخصوص ایام کے بعد بھی پانچ دن تک مزید' خون آتا رہتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) ابن سیرین نے جواب دیا اس بارے میں عورتیں ہی بہتر بتا سکتی ہیں۔

•••——•••——•••

316- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّیْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّ ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلٰكِنْ دَعِی الصَّلٰوةَ قَدْرَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ كُنْتِ تَحِیْضِیْنَ فِیْهَا ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ

سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں' فاطمہ بنت ابوحبیش نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی' مجھے استحاضہ کی شکایت ہے میں پاک ہوتی ہی نہیں ہوں۔ کیا میں نمازیں نہ پڑھا کروں تو آپ نے فرمایا یہ کسی اور رگ کا خون ہے' اپنے مخصوص ایام میں جن میں تمہیں پہلے حیض آیا کرتا تھا' نماز ترک کر دیا کرو پھر (جب وہ دن گزر جائیں) تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دو۔

<u>ترجمۃ الباب</u>: شریعت نے خواتین سے متعلق بعض احکام کو حیض سے متعلق کیا ہے جن میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ اگر کسی عورت کو اس کا شوہر طلاق دیدے تو اس کی عدت تین حیض ہوگی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں یہ مسئلہ پیش کیا ہے کہ اگر کوئی عورت یہ دعویٰ کرے کہ اسے ایک ماہ میں تین مرتبہ حیض آ چکا ہے تو اس دعوے کی حیثیت کیا ہوگی؟ اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح کے حوالے سے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

قاضی شریح کا نام ابواُمیہ شریح بن الحارث الکندی ہے' انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ نصیب ہوا لیکن انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا اور انہوں نے یہ فرائض حجاج بن یوسف کے زمانے تک سرانجام دیئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے اسے امام دارمی نے اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

عامر شعبی روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک خاتون حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کا اپنے سابقہ شوہر سے جھگڑا چل رہا تھا جو اسے طلاق دے چکا تھا اس نے یہ کہا کہ میں ایک ماہ میں تین دفعہ حائضہ ہو چکی ہوں (لہٰذا میری عدت ختم ہو چکی ہے اور میرے شوہر کو مجھ سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں رہا) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس مقدمے کا فیصلہ کریں۔ قاضی شریح نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر اس عورت کے خاندان کا کوئی دین دار شخص اس بات کی گواہی دے کہ یہ عورت واقعی ایک ماہ میں تین مرتبہ حائضہ ہو چکی ہے تو عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا جائے گا اور وہ گواہی اس حوالے سے ہوگی کہ اس نے ایک ماہ میں اسے تین مرتبہ نماز پڑھنا ترک کرتے اور دوبارہ شروع کرتے دیکھا ہو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بہت بہترین فیصلہ ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں یہ اصول نقل کیا ہے کہ حیض کی مدت اور حمل کے بارے میں عورتوں کے بیان کی تصدیق کی جائے گی اور اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کیا ہے:

''ان عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ارحام میں جو تخلیق کیا ہے' اسے چھپائیں۔''

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ حیض اور حمل کے بارے میں عورت کے بیان کی تصدیق کی جائے گی بشرطیکہ کسی اور وجہ سے اس کی تردید نہ ہوتی ہو۔

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح کا واقعہ نقل کرنے کے بعد حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی نقل کیا ہے اور اس کی تائید میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عورت کی عدت تین ''قرء'' پر مشتمل ہوتی ہے۔ احناف کے نزدیک اس سے مراد حیض اور شوافع کے نزدیک اس سے مراد طہر ہے۔ عطاء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ عدت میں ''قرء'' کا اعتبار عام عادت کے مطابق کیا جائے گا۔

ترجمۃ الباب میں جس مسئلے کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اس میں اصل سوال یہ ہے کہ حیض یا طہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ حیض کی شرعی مدت کم از کم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کے مطابق عورتوں سے متعلق ایک مسئلہ ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا اس بارے میں عورتیں زیادہ بہتر جانتی ہیں۔ نفس مسئلہ سے قطع نظر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ابن سیرین کی رائے یہ ہے کہ حیض کے بارے میں عورت کا بیان قابل اعتبار شمار ہوگا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں ہشام اور عروہ تابعی ہیں اس سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد احمد بن عبداللہ شام کے رہنے والے ہیں جبکہ ان کے استاد حماد بن اسامہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

نفس مسئلہ: اس حدیث میں فاطمہ بنت ابوحبیش کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہدایت کی تھی کہ تم اپنے مخصوص ایام میں نماز ترک کر دیا کرو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس بارے میں عورت کا اپنا ذاتی اندازہ قابل اعتبار شمار ہوگا۔

اختلاف اُمت: یہ طے ہے کہ بالغ لڑکی اور خواتین کو حیض آتا ہے اور یہ بھی طے ہے کہ ہر عورت کے مخصوص ایام دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں۔ فقہاء کے درمیان اس بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ حیض کی کم از کم مدت کیا ہے؟ اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟ جب آپ اس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کا تعین کر لیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ طہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت مختلف ہو سکتی ہے اس اختلاف کا نتیجہ اس وقت سامنے آتا ہے جب کسی عورت کو استحاضہ کی شکایت ہو جائے اس وقت یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ کتنے ایام تک نماز روزہ ترک کیے رکھے گی اور کتنے دن اسے نماز پڑھنا ہوگی؟

طہر اور حیض کے ایام کی تعداد کے تعین کے ذریعے ایسی صورت کا جواب بھی پیش کیا جا سکتا ہے جب کسی عورت کو ایک مرتبہ حیض ختم

ہو جانے کے بعد مختصر وقفے کے بعد دوبارہ خون دِکھائی دے۔

فقہاء مالکیہ کے نزدیک حیض کی کم از کم کوئی مخصوص مدت نہیں ہے۔[۱]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے۔[۲]

احناف کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

''حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اس سے کم مدت تک آنے والا خون استحاضہ شمار ہوگا اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

''کنواری لڑکی اور شادی شدہ عورت کے لیے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔''[۳]

ابن ہمام لکھتے ہیں اس روایت کو دارقطنی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس کے راویوں میں سے عبدالملک اور علاء بن کثیر پر تنقید کی ہے اس کے علاوہ طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بھی نقل کی ہے:

''حیض کی مدت تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس دن ہو سکتی ہے جو اس سے زائد ہو، وہ استحاضہ ہوگا۔''[۴]

دارقطنی نے یہ وضاحت کی ہے کہ اس روایت کو اعمش سے صرف ہارون بن زیاد نے نقل کیا ہے اور وہ ضعیف راوی ہیں۔

اس کے علاوہ ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے:

''حیض تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس دن تک ہو سکتا ہے جب اس سے تجاوز کر جائے تو وہ استحاضہ ہوگا۔''[۵]

اس روایت کی سند میں حسن بن دینار نامی راوی کو کمزور قرار دیا گیا ہے اور یہ روایت موقوفاً نقل کی گئی ہے۔ حسن کے بارے میں ابن عدی کہتے ہیں کہ ان کی کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔ جس کا انکار کیا جا سکے تاہم یہ ضعیف راوی ہیں۔[۶]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔[۷]

شوافع اور حنابلہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔[۸]

---

۱ القرطبی، محمد بن احمد بن رشد، ''بدایۃ المجتہد'' (48/1)

۲ الماوردی، علی بن محمد بن حبیب، ''الحاوی الکبیر'' (389/1)

۳ دارقطنی، علی بن عمر، ''السنن'' (218)، الہیثمی، علی بن ابوبکر، ''مجمع الزوائد'' (280/1)، الفرغانی، علی بن ابوبکر، ''الہدایہ'' (14/1)

۴ دارقطنی، علی بن عمر، ''السنن'' (209/1)

۵ ابن عدی (301/3)

۶ سیواسی، محمد بن عبدالواحد، ''فتح القدیر'' (164/1)

۷ تنوخی، سحنون بن سعید، ''المدونہ'' (54/1)، التفریع (206/1)

۸ شافعی، محمد بن ادریس، ''الام'' (64/1)، نووی، یحییٰ بن شرف، ''المجموع'' (380/2)، الماوردی، علی بن محمد بن حبیب، ''الحاوی الکبیر'' (389/1)، مقدسی، عبداللہ بن احمد، ''المغنی'' (320/1)

احناف کے نزدیک اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ کے حوالے سے ہم سابقہ صفحات میں وضاحت کر چکے ہیں اور شیخ ابن ہمام کے حوالے سے احناف کی موید روایات نقل کر چکے ہیں۔

جمہور فقہاء کے نزدیک دو حیضوں کے درمیان آنے والی طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے کیونکہ عام طور پر یہ ہر مہینے میں ایک طہر اور ایک حیض آتا ہے جب حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن طے ہے۔ (یہ دیگر فقہاء کی رائے ہے احناف کے نزدیک یہ مدت دس دن ہے) تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہوگی[1]

فقہاء میں سے صرف حنابلہ اس بات کے قائل ہیں کہ طہر کی کم از کم مدت تیرہ دن ہوگی' وہ اپنے اس موقف کی تائید میں اس روایت کو پیش کرتے ہیں جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب میں نقل کیا ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح کا واقعہ جس میں ایک عورت کے بارے میں اسی نوعیت کا فیصلہ دیا گیا ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۲۷: الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِيْ غَيْرِ اَيَّامِ الْحَيْضِ

حیض کے مخصوص ایام کے علاوہ زرد یا خاکی رطوبت (کا حکم)

•••——•••——•••

317- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا

سیدہ اُم عطیہ بیان کرتی ہیں' ہم زرد یا خاکی رطوبت (کے خروج کو حیض) شمار نہیں کرتے تھے۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کی سند میں محمد بن سیرین اور ایوب بن کیسان تابعی ہیں۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت موقوف متصل ہے۔

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۲۸: عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ

استحاضہ کی رگ

•••——•••——•••

318- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَسَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سیدہ اُم حبیبہ کو سات سال استحاضہ کی شکایت رہی' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

---

1. سیواسی' محمد بن عبدالواحد'' فتح القدیر'' (121/1)' شرنبلالی' حسن بن عمار'' مراقی الفلاح'' (24)' المالکی' احمد بن محمد دردیر'' الشرح الصغیر'' (209/1)' القرطبی' محمد بن احمد بن رشد'' بدایۃ المجتہد'' (48/1)' شربینی' محمد الخطیب'' مغنی المحتاج'' (109/1)' شیرازی' ابراہیم بن علی بن یوسف'' المہذب'' (39/1)

کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اس لیے وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرتی تھیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ اور ابن شہاب تابعی ہیں اس کے راویوں میں سے محمد بن عبدالرحمٰن کا انتقال کوفہ میں ہوا تھا۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس روایت کی دو اسناد نقل کی ہیں۔

بَابُ ۲۲۹: اَلْمَرْاَةِ تَحِيْضُ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ

اگر کوئی عورت طواف زیارت کے بعد حائضہ ہو جائے؟
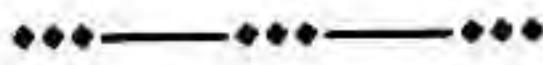
319- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ فَقَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِيْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ سیدہ صفیہ بنت حیی کو حیض آ گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' لگتا ہے ان کی وجہ سے رُکنا پڑے گا (پھر آپ ﷺ نے خود ہی دریافت کیا) کیا انہوں نے تمہارے ہمراہ طواف زیارت نہیں کیا تھا؟ ہم نے عرض کی' جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اب وہ بھی روانہ ہو سکتی ہیں۔

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں مذکور مسئلے کا تعلق حج کے ساتھ ہے' یہ بات ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ حائضہ عورت کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ حج میں دو طرح کے طواف ہوتے ہیں' ایک طواف افاضہ جسے طواف زیارت کہا جاتا ہے اور دوسرا طواف وداع' طواف افاضہ حج کا بنیادی رُکن ہے جس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا جبکہ طواف وداع کی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' لوگوں کا یہ معمول تھا کہ وہ (حج کرنے کے بعد) کہیں سے بھی واپس چلے جایا کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہدایت کی کوئی شخص اس وقت تک واپس نہ جائے جب تک وہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔[1]

امام نووی لکھتے ہیں اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طواف وداع واجب ہے۔[2]

ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ طواف افاضہ کر لینے کے بعد حائضہ عورت طواف وداع کے بغیر مکہ مکرمہ سے واپس جا سکتی ہے۔

1. صحیح مسلم (3115)
2. نووی' شرح مسلم (427/1)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن' ابوبکر بن محمد اور عبداللہ بن ابوبکر تابعین ہیں اس کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبداللہ بن یوسف کے سوا تمام راوی مدنی ہیں اس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

•••——•••——•••

320- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا حَاضَتْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ فِيْ اَوَّلِ اَمْرِهٖ اِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ تَنْفِرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ حائضہ کو یہ رخصت حاصل ہے کہ اگر (حج پر روانہ ہوتے وقت) اسے حیض آ جائے تو وہ واپس چلی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پہلے یہ فتویٰ دیتے تھے کہ وہ عورت واپس نہیں جا سکتی لیکن پھر انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ واپس جا سکتی ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حائضہ عورتوں کو یہ رخصت عطا کی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد معلی بن اسد اور ان کے استاد وہیب بن خالد بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے لیکن اس میں صراحت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کا ذکر نہیں ہے۔

نفس مسئلہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حائضہ خواتین کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ طواف وداع کیے بغیر واپس جا سکتی ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے اس بات کے قائل تھے کہ حائضہ خواتین طواف وداع کیے بغیر واپس نہیں جا سکتی لیکن پھر انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ ایسا کر سکتی ہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت عطا کی ہے۔

امام مسلم نے باب: **407** میں "طواف وداع کے وجوب اور اس سے متعلق حائضہ خواتین کی رخصت" کے عنوان کے تحت اس موضوع سے متعلق روایات نقل کی ہیں۔

بَابٌ ۲۳۰: اِذَا رَاَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ وَلَوْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّيَاْتِيْهَا زَوْجُهَا اِذَا صَلَّتِ الصَّلٰوةُ اَعْظَمُ

اگر استحاضہ والی عورت پاک ہو جائے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایسی عورت غسل کر کے نماز ادا کرے خواہ ایک گھڑی باقی ہو اور اس کے نماز پڑھ لینے کے بعد اس کا شوہر اس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے کیونکہ نماز زیادہ ضروری ہے۔

•••——•••——•••

321- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ

وَصَلِّيْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جب حیض آ جائے تو نماز پڑھنا ترک کر دو اور جب وہ ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دو۔

ترجمۃ الباب: حیض ایک فطری حقیقت ہے جو ہر عورت کو لاحق ہوتی ہے۔شریعت نے بعض احکام اس سے متعلق کیے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق دینی معاملات سے ہے جیسے ان ایام میں نماز نہ پڑھنا' قرآن کی تلاوت نہ کرنا' روزہ نہ رکھنا وغیرہ جبکہ بعض احکام کا تعلق دنیاوی امور کے ساتھ ہے جیسے حیض والی عورت کے ساتھ اس کا شوہر صحبت نہیں کر سکتا اب اگر کوئی عورت حیض اور طہر کے درمیان فرق نہیں کرے گی تو اس کے لیے دینی و دنیاوی دونوں طرح کے معاملات میں پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔

بعض اوقات بعض خواتین کو استحاضہ کی شکایت ہو جاتی ہے جس کے دوران مسلسل مواد خارج ہوتا رہتا ہے لیکن استحاضہ کے احکام حیض سے مختلف ہیں۔استحاضہ کے دوران عورت نماز بھی پڑھے گی' روزہ بھی رکھے گی اور اس دوران اس کا شوہر اس کے ساتھ صحبت بھی کر سکتا ہے لیکن اصل اُلجھن اس وقت درپیش ہوتی ہے جب کسی عورت کو استحاضہ کی شکایت کے دوران حیض آ جائے اس کی شرم گاہ سے مواد کے خروج کا سلسلہ جاری ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس دوران کون سے ایام حیض شمار ہوں گے اور کن دنوں کو صرف استحاضہ قرار دیتے ہوئے عورت کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترجمۃ الباب اسی مسئلے سے متعلق قائم کیا ہے یعنی جب استحاضہ والی عورت طہر دیکھے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ استحاضہ والی کے عورت کے طہر دیکھنے کی وضاحت شارحین نے یہ کی ہے کہ حیض کے خون اور استحاضہ میں خارج ہونے والے مواد کی رنگت میں فرق ہوتا ہے اور اسی فرق کو سامنے رکھ کر عورت حیض اور استحاضہ کے درمیان فرق کر کے حیض اور طہر کے احکام پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے بعد جو روایت نقل کی ہے' وہ پہلے بھی ذکر کی جا چکی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاتون کے استفسار کے جواب میں یہی ارشاد فرمایا تھا کہ جب حیض آ جائے تو تم نماز پڑھنا ترک کر دو اور جب وہ ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دو۔

یعنی استحاضہ والی عورت کو جب حیض کے ختم ہونے کا اندازہ ہو جائے تو وہ طہر کی طرح غسل کر کے نماز ادا کرے گی کیونکہ استحاضہ میں ہر نماز کے لیے وضو کے علاوہ دیگر تمام احکام طہر والے ہوتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے' استحاضہ والی عورت سب سے پہلے غسل کر کے نماز ادا کرے گی اگرچہ ایک پہر ہی کیوں نہ ہو اور اس کا شوہر اس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے کیونکہ نماز بہرحال زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

علامہ عینی بیان کرتے ہیں' اس فتوے کو امام ابن ابی شیبہ نے اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب استحاضہ کی حالت میں حیض ختم ہونے پر نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے تو صحبت کے جواز کا حکم بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔[1]

[1] عینی' بدر الدین محمود' عمدۃ القاری (465/3)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ اور ہشام تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد احمد بن یونس اور ان کے استاد زہیر بن معاویہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابٌ ٢٣١: الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتِهَا

نفاس والی عورت کی نماز جنازہ پڑھنے اور اس کے طریقہ کا بیان

322- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ سُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَیْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ امْرَاَةً مَاتَتْ فِیْ بَطْنٍ فَصَلّٰی عَلَیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسَطَهَا

حضرت سمرہ بن جندب بیان کرتے ہیں ایک خاتون حمل کی حالت میں فوت ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس (کی میت کے) وسط کے (مقابل میں) کھڑے ہوئے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد احمد بن صباح بغداد کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔
مضامین حدیث: علامہ عینی لکھتے ہیں اس روایت میں جس خاتون کا ذکر ہے وہ اُم کعب انصاریہ ہیں۔ امام مسلم نے اپنی سند کے ہمراہ ان کا نام ذکر کیا ہے جبکہ حافظ ابونعیم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تذکرے کے دوران انہیں انصاریہ قرار دیا ہے اس حدیث میں لفظ "ماتت فی بطن" میں "فی" قابل غور ہے کیونکہ یہ لفظ بعض اوقات علت بیان کرنے کے لیے آتا ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی۔"
اس روایت "فی ھرۃ" کا لفظ موجود ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: فذلك الذی لمتننی فیه
"(ملکہ مصر نے کہا) یہ وہی (خوبصورت شخص ہے یعنی حضرت یوسف) جن کی وجہ سے تم مجھے ملامت کیا کرتی تھیں۔"
یہاں بھی لفظ "فی" علت بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ عورت پیٹ کی کسی بیماری کی وجہ سے انتقال کر گئی تھی۔
ابن الاثیر کہتے ہیں بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ روایت کا مفہوم یہ ہے کہ اس عورت کا انتقال نفاس کی حالت میں ہوا تھا کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب کے عنوان میں یہی بات بیان کی ہے۔
کرمانی لکھتے ہیں تیمی بیان کرتے ہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں ترجمۃ الباب تجویز کرتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے کیونکہ انہوں نے "ماتت فی بطن" کا یہ مطلب مراد لیا ہے کہ بچے کی پیدائش کے وقت اس عورت کا انتقال ہوا لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کا انتقال پیٹ کی کسی بیماری کی وجہ سے ہوا ہے پھر کرمانی لکھتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ

علیہ کا وہم نہیں ہے کیونکہ انہوں نے کتاب الجنائز میں دو مقام پر یہ روایت نقل کی ہے۔
(1) باب: اگر نفاس کے دوران کسی عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا
(2) باب: عورت کی نمازِ جنازہ کے دوران امام کہاں کھڑا ہو؟

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں ایک نفاس والی عورت کی نمازِ جنازہ پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میت کے وسط (کے مقابل میں) کھڑے ہوئے۔
(کرمانی کہتے ہیں) اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تجویز کردہ ترجمۃ الباب کا عنوان ٹھیک ہے اور یہ معترض کا اپنا وہم ہے۔[1]

❀—❀❀—❀

باب ۲۳۲:

•••——•••——•••

323- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِي مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَكُونُ حَائِضًا لَا تُصَلِّي وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَتِهِ إِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي بَعْضُ ثَوْبِهِ

عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں' میں نے اپنی خالہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ وہ حالتِ حیض میں نماز نہیں پڑھا کرتی تھیں اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے سامنے لیٹ جایا کرتی تھیں۔ آپ اپنی چادر پر نماز پڑھتے تھے جب آپ سجدے میں جاتے تو آپ کے لباس کا کچھ حصہ میرے جسم سے مس ہو جاتا۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اس ترجمۃ الباب کا کوئی عنوان قائم نہیں کیا۔
مضامین حدیث: اس روایت کے ذریعے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر مرد کا جسم یا لباس حیض والی عورت کے جسم سے مس کر جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا اسی مسئلے کی تائید اس روایت سے بھی ہو جاتی ہے' جس کے مطابق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کے دوران مسجد سے اپنا سر میری طرف بڑھا دیتے تھے اور میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں میں کنگھی کر دیا کرتی تھی حالانکہ میں اس وقت حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔
سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عبداللہ بن شداد اور سلیمان بن فیروز طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں' یہ دونوں حضرات کوفہ کے رہنے والے ہیں جبکہ وضاح بن عبداللہ اور یحییٰ بن حماد تبع تابعین میں شامل ہیں اور ان کے بعد والے تمام راوی بصری ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

---

[1] عینی' بدرالدین محمود' "عمدۃ القاری" (469/3)

كِتَابُ التَّيَمُّمِ

باب ٢٣٣: وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اگر تمہیں (وضو کے لیے) پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلو یعنی اس کے ذریعے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔''

324- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے جب ہم بیداء یا شاید ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا اس کی تلاش کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں رُک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام قافلے والے بھی وہیں ٹھہر گئے اس جگہ پانی موجود نہیں تھا' کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا' آپ نے ملاحظہ کیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ہم سب کو کیسی پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم سب کو یہاں رُکنا پڑا ہے' ہمارے پاس پانی موجود نہیں ہے اور اس جگہ بھی پانی موجود نہیں ہے (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے (خیمے میں) تشریف لائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے زانو پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے تمہاری وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی سب لوگوں کو رُکنا پڑا ہے یہاں پانی موجود نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی ختم ہو چکا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرح (دھیمی آواز میں) مجھے ڈانٹتے رہے (بلکہ غصے کی شدت کی وجہ سے) میرے پہلو میں مارتے رہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل آنے سے بچنے کے لیے میں نے حرکت نہیں کی۔ صبح جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اس وقت قافلے والوں کے پاس (وضو کے لیے) پانی نہیں تھا' اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل کی' سب لوگوں نے تیمم کر کے (نماز ادا کی) اسی موقع پر اسید بن حضیر نے یہ جملہ کہا تھا: ''اے آلِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! یہ آپ کی پہلی برکت نہیں ہے۔'' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں روانہ ہوتے وقت' میں جس اونٹ پر سوار ہوئی جب اسے اُٹھایا گیا تو وہ ہار اس کے نیچے موجود تھا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ نساء کی آیت: **43** نقل کی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عبداللہ بن یوسف کے سوا تمام راوی مدنی ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

مضامین حدیث: یہ روایت دراصل سورۃ النساء: **43** کے شانِ نزول کا بیان ہے۔

استنباط احکام و مسائل: (**1**) اللہ تعالیٰ جب انسان کو کسی پریشانی یا آزمائش میں مبتلا کرتا ہے' وہ انسان کے اپنے حق میں بہتر ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بعض اوقات تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہوتی ہے اور بعض اوقات تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہوتی ہے۔ (یہ بات) اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے۔'' (البقرہ: **216**)

(**2**) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عبادت کی ادائیگی کے لیے نہایت اہتمام کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہیں وضو کے لیے پانی دستیاب نہیں ہوا تو وہ بے چینی اور پریشانی کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔

(**3**) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عبادت و ریاضت کے شدید ترین اہتمام کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے آداب کا خیال رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پانی کی عدم دستیابی اور وقت کی تنگی کے باوجود انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔

(**4**) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہلِ خانہ کی وجہ سے اہلِ ایمان کو بہت سی برکتیں اور سعادتیں نصیب ہوئی ہیں۔ اگرچہ یہ بات حضرت اسید بن حضیر نے کہی تھی لیکن کلام کے سیاق و سباق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں بھی آئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا یوں یہ جملہ حدیث تقریری کی حیثیت رکھتا ہے۔

(**5**) اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگ یہ کہتے ہوئے دِکھائی دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا' کسی اُمتی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم و فضل کے بارے میں اپنی رائے پیش کرے کیونکہ یہ بات بذاتِ خود ''غیب'' سے تعلق رکھتی ہے کہ خاص اس موقع پر ہار کی موجودگی کا علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تھا یا نہیں تھا؟

اور اگر بالفرض نہیں بھی تھا تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم عطا کیا یا نہیں؟

•••———•••———•••

325- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْعَوَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ الْفَقِيرُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِي اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِي وَاُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً

حضرت جابر بن عبداللہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''مجھے پانچ خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو بھی نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ مسافت تک کے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی تمام زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ اور طہارت کے حصول کا ذریعہ بنایا گیا اب میری اُمت کا جو بھی شخص جس بھی جگہ پر نماز کا وقت پائے گا' وہ وہیں نماز ادا کر سکتا ہے۔ میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا گیا' یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی حلال نہیں کیا گیا' مجھے شفاعت (کبریٰ کا منصب) عطا کیا گیا' مجھ سے پہلے ہر نبی کو کسی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا گیا جبکہ مجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کو نقل کرنے والے تابعی یزید بن صہیب کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث قولی ہے۔

بَابٌ ۲۳۴: اِذَا لَمْ يَجِدْ مَآءً وَّلَا تُرَابًا

اگر پانی اور مٹی دونوں ہی دستیاب نہ ہوں؟

•••———•••———•••

326- **حَدَّثَنَا** زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے (اپنی بہن) سیدہ اسماء سے عارضی طور پر ایک ہار لیا (جو سفر کے دوران) گم ہو گیا' نبی اکرم ﷺ نے (قافلے کو روک کر) ایک شخص اس ہار کی تلاش کے لیے بھیجا اور اسے وہ ہار مل بھی گیا لیکن نماز کا وقت ہو چکا تھا' لوگوں کے پاس (وضو کے لیے) پانی نہیں تھا' انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کی شکایت کی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل کر دی اس وقت حضرت اسید بن حضیر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے' اللہ

کی قسم! جب بھی آپ کو کسی ناگوار صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا تو ہمیشہ وہ صورت حال آپ کے لیے اور مسلمانوں کے لیے باعثِ خیر ثابت ہوئی۔''

ترجمۃ الباب: ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اگر انسان کو طہارت کے حصول کے لیے تیمم کے لیے مٹی یا وضو کے لیے پانی نہ مل سکے تو وہ کیا کرے؟ لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد جو حدیث نقل کی ہے اس میں صرف پانی کی عدم موجودگی کا ذکر ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عروہ اور ہشام تابعی ہیں جبکہ عبداللہ بن نمیر کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔[1]

نفس مسئلہ: شریعت نے وضو سے عجز کی صورت میں تیمم کے جواز کا حکم دیا ہے' فقہاء نے اس کی مختلف امکانی صورتوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں مختصر طور پر یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

☆ وضو سے عجز کی دو بنیادی صورتیں ہیں:

(1) پانی قریب موجود ہو۔ (2) پانی قریب موجود نہ ہو۔

☆ اگر پانی قریب موجود نہیں ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) پانی ایک میل کے فاصلے پر موجود ہے۔

(2) پانی ایک میل سے کچھ کم فاصلے پر موجود ہے۔

☆ اگر پانی ایک میل سے کچھ کم فاصلے پر موجود ہو تو اس وقت تیمم کے جواز کی دو صورتیں ہوں گی۔

(1) پانی کے پاس جانے کی صورت میں اس بات کا اندیشہ ہو کہ قافلہ نگاہ سے اوجھل ہو جائے گا۔

(2) قافلہ نگاہ سے اوجھل نہیں ہوگا لیکن یہ قافلے تک پہنچ نہیں پائے گا۔

☆ اگر پانی قریب موجود ہے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی:

(1) پانی انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہے۔

(2) پانی انسان کی اپنی ملکیت میں ہے۔

☆ اگر پانی قریب موجود اور اپنی ملکیت میں بھی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) انسان ذاتی کمزوری کی وجہ سے پانی تک نہیں پہنچ سکتا۔

☆ فقہاء نے تیمم کے جواز کے لیے پانی سے عجز کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں جنہیں نقد و تبصرے کے ہمراہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے ایک رسالے کی شکل میں مرتب کیا ہے جس کا نام ''سمح الندریٰ فیما یورث العجز عن الماء'' ہے۔ فاضل بریلوی کے بیان کی دقت آفرینی مسلم ہے۔ نیز ان کے زمانے میں طرزِ تحریر آج کے مروجہ اسلوب بیان سے مختلف تھا اس لیے ہم نے ان کے بیان کردہ فوائد کو یہاں اپنے الفاظ میں اپنی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اہلِ فہم اسے دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فقہ اسلامی' بالخصوص فقہی حنفی کے اس عظیم ''دائرۂ معارف'' کو جدید طرز پر مرتب کرنا کس قدر ضروری ہے اور اس کا طریق کار کیا ہونا چاہیے۔ (محی الدین عفی عنہ)

(2) انسان کسی بیماری کی وجہ سے پانی استعمال نہیں کر سکتا۔

☆ اگر پانی قریب موجود ہو اور اپنی ملکیت بھی ہو اور انسان ذاتی کمزوری کی وجہ سے اس تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) کوئی پانی لا کر دینے والا موجود نہیں ہے۔

(2) کوئی پانی لا کر دینے والا موجود ہے۔

☆ اگر کوئی پانی لا کر دینے والا موجود ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) اس شخص پر اس کی اطاعت لازم ہے جیسے نوکر غلام یا اولاد ایسی صورت میں وہ شخص بالاتفاق تیمم نہیں کر سکتا اور اگر وہ شخص ایسا ہو جس پر اس کی خدمت تو لازم نہ ہو مگر وہ اس کے کہنے پر عمل کرے گا جیسے دوست' بیوی' شوہر

(2) اگر پانی لا کر دینے والا کوئی اور شخص ہے اور وہ اس کام کی اُجرت طلب کرتا ہے تو اس کی مزید ذیلی قسمیں ہوں گی جن کی وضاحت آئندہ سطور میں کی جائے گی جہاں قابلِ فروخت پانی کے متعلق احکام بیان ہوں گے۔

☆ اگر پانی قریب موجود ہے اور اس کی اپنی ملکیت بھی ہے لیکن یہ کسی بیماری کی وجہ سے اسے استعمال نہیں کر سکتا تو اس کی پھر دو صورتیں ہوں گی:

(1) یہ پہلے سے مریض ہے۔

(2) پہلے سے مریض نہیں ہے۔

☆ اگر پہلے سے مریض ہو تو اس کی دو ذیلی صورتیں ہوں گی:

(1) مرض میں اضافہ ہونے کا اندیشہ ہو۔

(2) مرض کے افاقے میں تاخیر کا اندیشہ ہو۔

نوٹ: اس کے لیے یہ شرط ہے کہ سابقہ تجربے' کسی ظاہری علامت' یا کسی مستند معالج کی تجویز موجود ہو۔

☆ اگر پہلے سے مریض نہیں ہے مگر تجربے' علامات' کسی اور مستند وجہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ وضو کرنے کی صورت میں بیمار ہو جائے گا۔

نوٹ: یہ تمام احکام اس اصول کے پیشِ نظر ہیں کہ تیمم کو مشروع کرنے کا بنیادی مقصد ''حرج'' کو دفع کرنا ہے اور مذکورہ بالا تمام صورتیں ''حرج'' کی مختلف شکلیں ہیں۔

☆ اگر پانی پاس موجود ہو اور اس کی اپنی ملکیت نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) وہ پانی وقف ہوگا۔

(2) وہ پانی قابلِ فروخت ہوگا۔

☆ اگر وہ پانی وقف ہے تو اس کی مزید دو صورتیں ہوں گی:

(1) وہ صرف پینے کے لیے وقف ہوگا' وضو و غسل کی اجازت نہیں ہوگی۔

(2) وہ پانی مخصوص افراد کے لیے وقف ہوگا اور یہ ان میں شامل نہ ہوگا

☆ اگر وہ پانی قابلِ فروخت ہو تو اس کی مزید دو صورتیں ہوں گی:

(1) وہ پانی عام قیمت سے مہنگا ہوگا (اس صورت میں خریدنا ضروری نہیں ہے)

(2) وہ پانی عام قیمت پر دستیاب ہوگا۔

☆ اگر وہ پانی قابلِ فروخت ہو اور عام قیمت پر دستیاب ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی:

(1) یہ آدمی اسے خریدنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔

(2) اسے خریدنے کی استطاعت رکھتا ہے۔

☆ اگر خریدنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) پانی کی قیمت اس کے پاس موجود ہے (اس صورت میں قیمت ادا کر کے پانی خریدنا ضروری ہوگا)

(2) پانی کی قیمت پاس موجود نہیں ہے اب اگر فروخت کنندہ اسے بطورِ ادھار فروخت کرنے پر تیار ہے تو یہ سودا کرنا ضروری ہوگا لیکن اگر وہ ادھار فروخت کرنے پر تیار نہیں ہے تو یہ شخص تیمم کر سکتا ہے۔

☆ پانی پاس موجود ہو اپنی ملکیت ہو استعمال کی قدرت بھی ہو یعنی کسی بیماری کا اندیشہ نہ ہو تو بھی اس کی بعض ذیلی صورتی ہیں:

(1) وہ پانی اتنی قلیل مقدار میں موجود ہے کہ اگر اس سے وضو کر لیا تو پیاس کا اندیشہ ہوگا اس کی مزید ذیلی صورتیں ہیں:

(i) اپنے پیاسے رہ جانے کا اندیشہ ہو۔

(ii) اپنے ساتھی کے پیاسے رہ جانے کا اندیشہ ہو۔

(iii) اپنے جانور کے پیاسے رہ جانے کا اندیشہ ہو۔ خواہ وہ جانور کتا ہی کیوں نہ ہو جسے پالنا جائز ہے۔

نوٹ: پیاسے رہ جانے کا مطلب پیاس کی شدت سے بیمار، نحیف، قریب المرگ وغیرہ ہو جانا ہے یہاں ضمنی طور پر وہ تمام صورتیں موجود ہوں گی جن کا ذکر سابقہ سطور میں کیا گیا ہے جیسے قابلِ فروخت پانی دستیاب ہو سکتا ہے مگر اسے خریدنے کی استطاعت نہیں، دام زیادہ ہیں، نقد ادائیگی نہیں کی جا سکتی، اُدھار نہیں ہو سکتا وغیرہ۔

☆ پیاسے رہ جانے کی طرح بھوکے رہ جانے کے اندیشے کی صورت میں بھی پانی محفوظ رکھنا ضروری ہے اور تیمم کیا جا سکتا ہے اس میں وہ تمام صورتیں شامل ہوں گی جو پیاسے رہ جانے کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں۔

☆ اسی مسئلے کی ایک ضمنی صورت یہ ہے کہ انسان کے پاس قلیل مقدار میں پانی موجود ہو اور اس کے لباس یا جسم پر ایسی نجاست لگی ہوئی ہو جس کی موجودگی میں نماز پڑھنا جائز نہ ہو اب اگر یہ شخص اس پانی سے اس نجاست کو دھوتا ہے تو وضو کے لیے پانی نہیں بچتا ایسی صورت میں اس نجاست کو دھو کر تیمم کر لے۔

☆ انسان کسی سواری پر سوار ہے اور نیچے اُترنے کی صورت میں سواری کے اس سے بدک جانے کا اندیشہ ہے کہ دوبارہ اس پر سوار ہونا اسے قابو کرنا مشکل ہوگا تو بھی تیمم ہی کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے پاس تیمم کے لیے مٹی موجود ہو یا پھر سواری کے جسم پر اتنی گرد پڑی ہوئی ہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔

☆ انسان سواری پر سوار ہے لیکن کمزوری کی وجہ سے خود اُتر چڑھ نہیں سکتا۔

نوٹ: یہاں وہ تمام ذیلی صورتیں شامل ہوں گی جن کا ذکر سابقہ سطور میں کیا گیا ہے کہ پاس کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو اُترنے چڑھنے میں اس کی مدد کر سکے یا اگر موجود ہو تو وہ معاوضہ طلب کرے اس پر پھر تین ذیلی صورتیں ہوں گی، معاوضہ ادا کرنے کی استطاعت

نہ ہونا استطاعت ہولیکن معاوضہ دُگنا ہو معاوضہ مناسب ہومگر نقد رقم پاس موجود نہ ہو اور مقابل اُدھار پر تیار نہ ہو۔

☆ عورت سوار ہو اور پاس کوئی محرم موجود نہ ہو۔

☆ تیمم کے جواز کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان کسی کنویں کے پاس موجود ہو اس کی دو ذیلی صورتیں ہوں گی:

(1) کنویں سے پانی نکالنے کے لیے کوئی آلہ موجود نہ ہو۔

(2) کنویں سے پانی نکالنے کے لیے کپڑا موجود ہو لیکن اس عمل کے لیے کپڑا پھاڑنا پڑے یا وہ کپڑا خراب ہو جائے اب اگر اس کپڑے کی قیمت ایک درہم سے زیادہ ہو تو تیمم کی اجازت ہے۔

☆ اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لیے چرخی موجود ہو تو اس کی مزید ذیلی قسمیں ہوں گی:

(1) کمزوری یا بیماری کی وجہ سے یہ خود نکالنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

(2) کوئی دوسرا شخص معاوضے کے عوض میں پانی نکال کر دے سکتا ہے مگر اس میں وہ تمام ضمنی صورتیں پائی جاتی ہیں جو قابل فروخت پانی کے ضمن میں بیان کی جا چکی ہیں۔

☆ تیمم کے جواز کی بعض صورتیں خواتین کے ساتھ مخصوص ہیں یعنی پردے کی وجہ سے خاتون کا گھر سے باہر نکلنا ممکن نہ ہو اور کوئی لا کر دینے والا بھی نہ ہو۔

☆ اسی طرح بعض اوقات لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے غسل نہیں کیا جاسکتا جیسے کسی کھلے مقام پر غسل کی حاجت پیش آ جائے اور کوئی آڑ دستیاب نہ ہو تو تیمم کیا جائے گا اس کی مزید ذیلی صورتیں ہیں۔

☆ ایسی فرض واجب یا سنت نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جس کی قضا نہ کی جاسکتی ہو اور وضو کی صورت میں نماز نہ مل سکتی ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔[1]

❀—❀❀—❀

بَابُ ۲۳۵: التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ وَبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيْضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُنَاوِلُهُ يَتَيَمَّمُ وَاَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ اَرْضِهٖ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمَرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلّٰى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ

''حضر (مقیم) حالت میں اگر پانی نہ ملے اور نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر لیا جائے۔ عطاء بن ابی رباح نے یہی فتویٰ دیا ہے' حضرت حسن بصری نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جس مریض (کے قریب کسی جگہ پر) پانی موجود ہو (وہ خود وہاں تک نہ پہنچ سکتا ہو) اور کوئی دوسرا شخص بھی موجود نہ ہو جو اسے پانی لا کر دے سکے تو وہ مریض تیمم کر سکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ ''جرف'' کے مقام پر موجود اپنی زرعی اراضی سے واپس آ رہے تھے ''مربد النعم'' کے مقام پر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا' آپ نے

---

[1] فاضل بریلوی نے ان شقوں کی مزید ذیلی قسمیں ذکر کی ہیں۔ ان کے بارے میں علماء کے فتاویٰ ذکر کیے ہیں' ان میں سے بعض سے اختلاف کیا ہے' ان کے اسباب و دلائل کی نشاندہی کی ہے وغیرہ لیکن ہم سر دست اسی پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ ہم یہاں مزید تفصیل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اصل مسئلہ کا نمونہ پیش کرنا تھا تا کہ کوئی صاحب اسے دیکھ کر اس سمت میں بھی ہمت آزمائی کریں اور فقیر کے نامۂ اعمال میں حسنات کے اضافے کا باعث بنیں کم از کم دعائے خیر میں تو یاد رکھیں۔ مصنف عفی عنہ

وہاں نماز ادا کی اور پھر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس وقت سورج غروب ہونے میں کچھ وقت باقی تھا لیکن آپ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا۔

•••——•••——•••

327- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ الْأَنْصَارِيُّ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

اعرج بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عمیر کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا (عمیر کہتے ہیں) ایک مرتبہ میں سیدہ میمونہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بن یسار کے ہمراہ حضرت ابوجہیم بن حارث انصاری کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوجہیم نے ہمیں بتایا ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بئر جمل) کی طرف تشریف لے جا رہے تھے' راستے میں ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا' آپ نے پہلے دیوار پر ہاتھ پھیر کر اپنے چہرے اور بازوؤں پر مسح کیا (یعنی تیمم کیا) اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضر یعنی شہر میں قیام کے دوران میں بھی انسان کو تیمم کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک اثر بھی نقل کیا ہے' جس کے بارے میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک حضر کی حالت میں بھی تیمم کرنا جائز ہے کیونکہ اس روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جس مقام تک جانے کا حکم ہے' اسے شرعی طور پر سفر قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہی بات ترجمۃ الباب سے مناسبت رکھتی ہے اس اثر سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تیمم کے لیے نماز کے وقت ختم ہونے کے اندیشے کا خیال نہیں رکھتے تھے کیونکہ جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس وقت سورج ابھی بلند تھا لیکن یہاں یہ احتمال موجود ہے کہ شاید وہ یہ سمجھے ہوں کہ میں مقررہ وقت تک مدینہ منورہ تک نہیں پہنچ سکوں گا اور یہاں اس بات کا احتمال بھی موجود ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ تیمم حدث کی وجہ سے نہ کیا ہو بلکہ کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ ہر نماز کے وقت سابقہ وضو موجود ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کیا کرتے تھے اس لیے اس وقت جب انہوں نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اگرچہ وہ پہلے سے باوضو تھے لیکن دوسرے وضو کے بدل کے طور پر انہوں نے تیمم کر لیا۔[1]

سند پر تبصرہ: اس کی سند میں عمیر بن عبداللہ' عبدالرحمٰن بن ہرمز اور جعفر بن ربیعہ طبقہ تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

1 عسقلانی' احمد بن علی بن حجر' "فتح الباری"

بَابُ۲۳۶: هَلْ يَنْفُخُ فِيْ يَدَيْهِ بَعْدَ مَا يَضْرِبُ بِهِمَا الصَّعِيْدَ لِلتَّيَمُّمِ
کیا تیمم کے لیے مٹی پہ ہاتھ مارنے کے بعد ہاتھ پر پھونک بھی ماری جائے گی؟

•••——•••——•••

328- حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّىْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِىْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَجْنَبْنَا فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ

سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا کہ ایک مرتبہ میں جنابت کا شکار ہو گیا اور مجھے پانی دستیاب نہیں ہو سکا تو حضرت عمار بن یاسر (جو اس وقت وہاں موجود تھے) نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ کو یاد ہے ایک مرتبہ سفر کے دوران ہمیں بھی یہی صورت لاحق ہوئی تھی آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی اور میں نے زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی اور جب میں نے اس بات کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ تمہارے لیے اتنا ہی کافی تھا اور پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر مار کر پہلے ان پر پھونک ماری پھر ان کے ذریعے اپنے چہرے اور بازوؤں کا مسح کیا۔

<u>سند پر تبصرہ</u>: اس روایت کی سند میں عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جبکہ سعید بن عبدالرحمٰن ذر بن عبداللہ اور حکم بن عتیبہ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد آدم اور ان کے استاد شعبہ تبع تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ان دونوں صاحبان کے سوا تمام راوی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

<u>حدیث کی قسم</u>: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

❀——❀❀——❀

بَابُ۲۳۷: التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ
چہرے اور بازوؤں کا مسح کرنا

•••——•••——•••

329- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِى الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ثُمَّ اَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ

حضرت سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے حضرت عمار کا یہ بیان نقل کرتے ہیں (جو حدیث **328** میں ذکر کیا گیا

ہے) اس روایت کے راوی شعبہ نے یہ عمل کر کے دِکھایا' پہلے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر انہیں اپنے منہ کے قریب کیا (یعنی ان پہ پھونک ماری) پھر ان کے ذریعے اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں پہ مسح کیا۔ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔)

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند وہی ہے جو حدیث: **328** کی ہے' فرق یہ ہے کہ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حجاج بن منہال السلمی ہیں۔

حدیث کی قسم: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تین سندیں نقل کی ہیں' یہ تینوں مرفوع ہیں لیکن ان میں سے ایک متصل اور بقیہ دو معلق ہیں۔

•••——•••——•••

330- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ ، ـهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ كُنَّا فِىْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيْهِمَا

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وقت حضرت عمر کے پاس موجود تھے جب حضرت عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا (آپ کو یاد ہے) ایک مرتبہ ایک سریے کے دوران ہم جنبی ہو گئے تھے"۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند بھی وہی ہے جو حدیث: **326** کی ہے۔ فرق یہ ہے کہ ان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سلیمان بن حرب ہیں جو بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

•••——•••——•••

331- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيْكَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّيْنِ

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ روایت کرتے ہیں' حضرت عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا (آپ کو یاد ہے) میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا تھا پھر جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپ کو یہ واقعہ سنایا) تو آپ نے فرمایا تھا تمہارے لیے چہرے اور بازو کا (مسح کر لینا) کافی تھا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند بھی وہی ہے جو حدیث: **328** کی ہے' فرق یہ ہے کہ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن کثیر العبدی ہیں' آپ بھی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

حدیث کی قسم: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اسی سند کے ساتھ ایک اور استاد مسلم بن ابراہیم کے حوالے سے نقل کیا ہے' یہ صاحب بھی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

•••——•••——•••

332- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ

حضرت عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' میں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا جب حضرت عمار نے ان سے کہا تھا (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد وہی پہلے والی حدیث کے الفاظ ہیں۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند بھی وہی ہے جو حدیث: **328** اور اس کے بعد والی روایات کی ہے۔

333- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بیان کرتے ہیں' حضرت عمار نے بتایا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر ان کے ذریعے چہرے اور دونوں بازوؤں کا مسح کیا۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کے تمام راوی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔
حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ حدیث فعلی ہے۔

بَابٌ۲۳۸: اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَآءِ وَقَالَ الْحَسَنُ يُجْزِيْهِ التَّيَمُّمُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَاَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّهُوَ مُتَيَمِّمٌ وَّقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى السَّبَخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا

مسلمان کے وضو کرنے کے لیے پانی (کی عدم دستیابی کی صورت میں اس) کی جگہ پاک مٹی کافی ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب تک حدث لاحق نہ ہو اس وقت تک تیمم کافی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تیمم کر کے امامت کی تھی۔ حضرت یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں جو زمین سیم تھور والی ہو وہاں نماز پڑھنا یا اس مٹی کے ذریعے تیمم کرنا جائز ہے۔

334- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا اَسْرَيْنَا حَتّٰى كُنَّا فِيْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَّلَا وَقْعَةَ اَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا اَيْقَظَنَا اِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيْهِمْ اَبُوْ رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ لَمْ يُوْقَظْ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِاَنَّا لَا نَدْرِيْ مَا يَحْدُثُ لَهُ فِيْ نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَاٰى مَا اَصَابَ

النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيْدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا اِلَيْهِ الَّذِىْ اَصَابَهُمْ قَالَ لَا ضَيْرَ اَوْ لَا يَضِيْرُ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلَ فَسَارَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّاَ وَنُوْدِىَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِىْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى اِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ نَسِيَهٗ عَوْفٌ وَّدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَآءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَاَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ اَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ عَلٰى بَعِيْرٍ لَّهَا فَقَالَا لَهَا اَيْنَ الْمَآءُ قَالَتْ عَهْدِىْ بِالْمَآءِ اَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوْفًا قَالَا لَهَا انْطَلِقِىْ اِذًا قَالَتْ اِلٰى اَيْنَ قَالَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الَّذِىْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ قَالَا هُوَ الَّذِىْ تَعْنِيْنَ فَانْطَلِقِىْ فَجَآءَا بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيْثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ اَوْ سَطِيْحَتَيْنِ وَاَوْكَاَ اَفْوَاهَهُمَا وَاَطْلَقَ الْعَزَالِىَ وَنُوْدِىَ فِى النَّاسِ اسْقُوْا وَاسْتَقُوْا فَسَقٰى مَنْ شَآءَ وَاسْتَقٰى مَنْ شَآءَ وَكَانَ اٰخِرُ ذَاكَ اَنْ اَعْطَى الَّذِىْ اَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ اِنَاءً مِّنْ مَّاءٍ قَالَ اذْهَبْ فَاَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِىَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ اِلٰى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْاَةً مِّنْهَا حِيْنَ ابْتَدَاَ فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لَهَا فَجَمَعُوْا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَّدَقِيْقَةٍ وَّسَوِيْقَةٍ حَتّٰى جَمَعُوْا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوْهَا فِىْ ثَوْبٍ وَّحَمَلُوْهَا عَلٰى بَعِيْرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا فَقَالَ لَهَا تَعْلَمِيْنَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَّائِكِ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِىْ اَسْقَانَا فَاَتَتْ اَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِيَنِىْ رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِىْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِىْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَاَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَقَالَتْ بِاِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا اِلَى السَّمَآءِ تَعْنِى السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اَوْ اِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِىْ هِىَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا اُرٰى اَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَدْ يَدْعُوْنَكُمْ عَمَدًا فَهَلْ لَكُمْ فِى الْاِسْلَامِ فَاَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِى الْاِسْلَامِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ صَبَاَ خَرَجَ مِنْ دِيْنٍ اِلٰى غَيْرِهٖ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ (الصَّابِئِيْنَ) فِرْقَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ الزَّبُوْرَ اَصْبُ اَمِلْ

حضرت عمران بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے' رات کے آخری حصے میں پڑاؤ ڈالا گیا' قافلے کے تمام افراد سو گئے ویسے بھی مسافر کو نیند بہت پیاری ہوتی ہے' ہم سب کی آنکھ سورج کی تمازت کی وجہ سے کھلی' سب سے پہلے فلاں شخص بیدار ہوا پھر فلاں پھر فلاں (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس حدیث کے راوی ابورجاء نے اپنے شاگردوں کے سامنے ان تمام حضرات کے نام بیان کیے تھے لیکن ابورجاء کے شاگرد عوف (جنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے) وہ نام بھول گئے۔ (حضرت عمران فرماتے ہیں) پھر حضرت عمر بن خطاب بیدار ہونے والے چوتھے شخص تھے' نبی اکرم ﷺ جب سوتے تھے تو ہم آپ کو بیدار نہیں کرتے تھے بلکہ آپ خود ہی بیدار ہوا کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمیں یہ تو پتہ نہیں ہوتا

تھا کہ خواب کے دوران آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آ رہا ہے۔ (یعنی ہوسکتا ہے کہ خواب کے دوران وحی کا نزول جاری ہو) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور انہوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو وہ کیونکہ غصے کے تیز تھے اس لیے انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کر دی اور اس وقت تک کہتے رہے جب تک ان کی آواز کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ بیدار نہیں ہو گئے جب نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے تو لوگوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں اس پریشانی کی شکایت پیش کی' آپ ﷺ نے فرمایا کچھ نہیں ہوتا تم یہاں سے چلنے کی تیاری کرو' سب لوگ وہاں سے روانہ ہوئے اور کچھ فاصلے پر پہنچ کر دوبارہ پڑاؤ کیا۔ نبی اکرم ﷺ اپنی سواری سے اُترے' آپ ﷺ نے وضو کے لیے پانی منگوایا پھر وضو کیا پھر اذان دی گئی' آپ ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی' نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک شخص الگ کھڑا ہے اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی' آپ نے اس سے پوچھا' اے فلاں! تم نے سب کے ساتھ نماز میں کیوں شریک نہیں ہوئے تو اس نے جواب دیا' مجھے جنابت لاحق ہو گئی اور یہاں پانی موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم مٹی استعمال کرو' وہ تمہارے لیے کافی ہو گی۔ نبی اکرم ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے' کچھ آگے جا کر لوگوں نے پیاس کی شکایت کی' آپ ﷺ اپنی سواری سے اُترے اور فلاں شخص کو بلوایا (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) حدیث کے راوی ابورجاء نے اس شخص کا نام روایت کیا تھا لیکن اس کے شاگرد عوف اس کا نام بھول گئے اس شخص کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان دونوں کو حکم دیا' تم دونوں جاؤ اور پانی ڈھونڈ کر لاؤ' یہ دونوں حضرات پانی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے' ان کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جس نے اپنے اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے لادے ہوئے تھے' ان دونوں صاحبان نے اس سے پوچھا' پانی کہاں سے ملے گا؟ اس نے جواب دیا' یہ پانی مجھے کل اسی وقت ملا تھا (اسی سے آپ فاصلے کا اندازہ کر سکتے ہیں) ہمارا قافلہ پیچھے آ رہا ہے' ان دونوں حضرات نے اس عورت سے کہا' تم ہمارے ساتھ چلو اس نے دریافت کیا' کہاں؟ ان حضرات نے کہا' اللہ کے رسول (ﷺ) کی بارگاہ میں' وہ عورت بولی وہی جنہیں "صابی" کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات بولے' بالکل وہی! تم چلو! یہ حضرات اس عورت کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے اور سارا واقعہ سنایا۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا اسے اونٹ سے نیچے اُتارو پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور اس میں ان مشکیزوں کا پانی انڈیل دیا گیا پھر لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ وہ خود بھی پانی پئیں اور دوسروں کو بھی پلائیں۔ لوگوں نے خود بھی پیا اور دوسروں کو بھی پلایا سب سے آخر میں وہ شخص آیا جسے جنابت لاحق ہوئی تھی' اسے پانی کا ایک برتن دیا گیا' آپ ﷺ نے اسے ہدایت کی جا کر اس سے نہا لو۔ وہ عورت کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ اس کا مختصر سا پانی کتنے لوگوں کے استعمال میں آ رہا ہے؟ (حضرت عمران کہتے ہیں) خدا کی قسم! جب وہ پانی اس عورت کے مشکیزوں میں بھر کر اسے واپس دیا گیا تو خدا کی قسم! وہ مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی (کھانے کا سامان) اکٹھا کرو' تمام حاضرین عجوہ کھجوریں' آٹا' جو (جو جس کے پاس تھا) لے آئے جب یہ سب کچھ اکٹھا ہو گیا تو انہوں نے اسے ایک کپڑے میں باندھا اور اس بوڑھیا کے اونٹ پر لاد کر اس عورت کے نام کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس عورت سے کہا' تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی کو کم نہیں کیا البتہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کیا ہے۔ وہ عورت واپس اپنے قافلے میں پہنچی اس کے قافلے والوں نے اس سے پوچھا' تم کہاں رہ گئیں تھیں؟ اس نے جواب دیا' میرے ساتھ ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا ہے' مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے ان صاحب کے پاس لے گئے جنہیں (ان کے مخالفین) صابی کہتے ہیں۔ انہوں نے یہ معجزہ ظاہر کیا پھر اس عورت

نے اپنی درمیانی انگلی اور انگوٹھا آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے کہا' اللہ کی قسم! وہ ان دونوں یعنی زمین وآسمان میں موجود تمام لوگوں میں سب سے بڑے جادوگر ہیں (یعنی خرقِ عادت کا مظاہرہ کرنے والے ہیں) اور بے شک وہ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ حضرت عمران بیان کرتے ہیں' مسلمان آس پاس کے علاقوں کے مشرکین پر حملہ آور ہوتے رہے لیکن وہ عورت جس قبیلے سے تعلق رکھتی تھی' مسلمانوں نے اس قبیلے پر حملہ نہیں کیا۔ ایک دن اس عورت نے اپنے قبیلے والوں سے کہا' میں یہ سمجھتی ہوں' یہ لوگ جان بوجھ کر تمہیں نظر انداز کر رہے ہیں اگر تم اسلام کے بارے میں کوئی نرم گوشہ رکھتے ہو تو اسلام قبول کرلو تو وہ تمام قبیلے والے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (لفظ صابی' صبا سے ماخوذ ہے اور) صبا کا مطلب ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا ہے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں' صائبین' عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے جو زبور کی کتابت کرتا ہے۔

❀—❀❀—❀
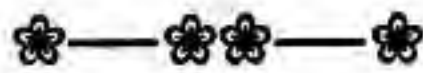
بَابٌ ۲۳۹: اِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلٰى نَفْسِهِ الْمَرَضَ اَوِ الْمَوْتَ اَوْ خَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ وَيُذْكَرُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اَجْنَبَ فِىْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا (وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا) فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ

اگر جنبی شخص کو بیمار یا فوت ہو جانے کا ڈر ہو یا پیاسے رہ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ تیمم کرسکتا ہے۔ یہ روایت مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرو بن العاص ایک سرد رات میں جنبی ہو گئے تو انہوں نے تیمم کرلیا (اور اس کے جواز میں قرآن کی یہ آیت پیش کی) ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے۔'' یہ بات بھی مذکور ہے کہ جب اس واقعہ کا علم نبی اکرم ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے کچھ نہیں کیا۔

•••—•••—•••

335- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَآءَ لَا يُصَلِّىْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ نَعَمْ اِنْ لَّمْ اَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا لَّمْ اُصَلِّ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِىْ هٰذَا كَانَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هٰكَذَا يَعْنِىْ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى قَالَ قُلْتُ فَاَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ اِنِّىْ لَمْ اَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ

حضرت ابووائل روایت کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے دریافت کیا اگر کسی شخص کو پانی نہ ملے تو کیا وہ نماز ترک کردے؟ تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا' ہاں! اگر مجھے ایک ماہ تک بھی (وضو کے لیے) پانی نہ ملے تو میں نماز نہیں پڑھوں گا اگر میں لوگوں کو اس کی اجازت دے دوں (کہ وہ بوقتِ ضرورت تیمم کرلیا کریں) تو جس شخص کو ذرا سی سردی محسوس ہوگی' وہ بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لیا کرے گا۔ (حضرت ابووائل کہتے ہیں) میں نے عرض کی حضرت عمار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا' میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بیان پر قناعت کی ہو۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگر انسان کے پاس پانی موجود ہو لیکن

اس کے استعمال کی وجہ سے بیمار ہوجانے مرجانے پیاسے رہ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں بھی انسان تیمم کرسکتا ہے۔ علی حضرت نے ان تمام جزئیات کو اپنے رسالے "سمح الندری" میں نقل کیا ہے جس کی تلخیص ہم نے اس کتاب میں نقل کی ہے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن العاص کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کے مطابق انہوں نے ایک مرتبہ شدید سردی کے موسم میں تیمم کرلیا تھا۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے روایت نقل کی ہیں جس کے مطابق وہ ایسی صورت میں تیمم کرنے کو درست نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ اگر لوگوں کو چھوٹ دی گئی تو وہ اس حکم کو غلط طور پر استعمال کریں گے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند میں عبداللہ بن قیس یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جبکہ شقیق بن سلمہ اور سلیمان بن مہران تابعی ہیں اس روایت کے تمام راوی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

————***

336- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَذِهِ الْآيَةِ فَمَا دَرَى عَبْدُ اللَّهِ مَا يَقُولُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللَّهِ لِهَذَا قَالَ نَعَمْ

حضرت شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کی خدمت میں حاضر تھا' حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عبداللہ سے کہا' اے ابوعبدالرحمن! اگر کوئی شخص جنبی ہوجائے اور اسے پانی نہ ملے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا' وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے جب تک اسے پانی مل نہ جائے۔ حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا' آپ حضرت عمار والی حدیث کے بارے میں کیا کہیں گے جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ تمہارے لیے (تیمم کرلینا) کافی ہے؟ تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا' آپ نے غور نہیں کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بیان پر قناعت نہیں کی تھی تو حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا' ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بیان کو نہیں لیتے' قرآن کی آیت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ حضرت عبداللہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے تو یہی بولے کہ اگر ہم اسی طرح لوگوں کے سامنے رخصت بیان کرنے لگ جائیں تو عنقریب ایسا بھی ہوگا کہ جس شخص کو پانی ٹھنڈا محسوس ہوگا' وہ پانی کو چھوڑ کر تیمم کرلے گا۔ (حدیث کے راوی اعمش کہتے ہیں) میں نے اپنے استاد حضرت شقیق سے پوچھا' کیا حضرت عبداللہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا' ہاں!

سند پر تبصرہ: اس روایت کی سند کا ابتدائی حصہ وہی ہے جو حدیث: **335** کی سند کا ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے۔ اگرچہ اس کا بیشتر حصہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے متعلق ہے۔

بَابُ ۲۴۰: التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ

تیمم میں صرف ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارا جائے گا۔

337- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ عَبْدِاللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ مُوْسٰى لَوْ اَنَّ رَجُلًا اَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا اَمَّا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَاِنْ كَانَ لَمْ يَجِدْ شَهْرًا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ مُوْسٰى فَكَيْفَ تَصْنَعُوْنَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ فِيْ سُوْرَةِ الْمَآئِدَةِ ﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ﴾ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِيْ هٰذَا لَاَوْشَكُوْا اِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَآءُ اَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيْدَ قُلْتُ وَاِنَّمَا كَرِهْتُمْ هٰذَا لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَآءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّآبَّةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا فَضَرَبَ بِكَفِّهٖ ضَرْبَةً عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهٖ بِشِمَالِهٖ اَوْ ظَهْرَ شِمَالِهٖ بِكَفِّهٖ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ اَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَّزَادَ يَعْلٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ كُنْتُ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ اَنَا وَاَنْتَ فَاَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيْدِ فَاَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً

حضرت شقیق بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کی خدمت میں حاضر تھا' حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عبداللہ سے کہا اگر کوئی شخص جنبی ہو جائے اور اسے ایک ماہ تک پانی نہ مل سکے تو کیا وہ اس تمام عرصے میں تیمم کر کے نماز پڑھتا رہے گا؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا اگر اسے ایک ماہ تک بھی پانی نہ ملے تو بھی وہ تیمم نہ کرے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا' آپ سورۂ مائدہ کی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے جس میں تیمم کا حکم موجود ہے؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا اگر ہم اس بارے میں لوگوں کو رخصت دینا شروع کر دیں تو وہ وقت دُور نہیں کہ جب اگر کسی کو پانی ٹھنڈا محسوس ہوگا تو وہ بھی مٹی کے ذریعے تیمم کرلے گا۔ (حضرت شقیق کہتے ہیں) میں نے عرض کی کیا آپ صرف اسی وجہ سے تیمم کو ناپسند کرتے ہیں تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا' ہاں! حضرت ابوموسیٰ نے کہا' کیا آپ نے وہ روایت نہیں سُنی جس کے مطابق حضرت عمار نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بتایا تھا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اپنے کسی کام سے مجھے بھیجا' راستے میں' میں جنبی ہو گیا' مجھے کہیں پانی نہیں ملا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا بالکل اسی طرح جیسے کوئی جانور لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے جب میں نے اس بات کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ تم یہ کر لیتے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر لگائے پھر انہیں جھاڑا اور پھر ان کے ذریعے اپنے بازوؤں اور پھر چہرے کا مسح

کیا۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بیان پر قناعت نہیں کی۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' ایک اور روایت میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے' حضرت ابوموسیٰ نے کہا کہ آپ نے وہ واقعہ نہیں سنا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور آپ کو کہیں بھیجا تھا اور اس دوران میں جنابت کا شکار ہو گیا تو مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا پھر جب ہم اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا' تمہارے لیے اس طرح کر لینا ہی کافی تھا پھر آپ نے اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں پر ایک مرتبہ مسح کیا۔

ترجمۃ الباب: اس ترجمۃ الباب کے ذریعے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ تیمم کرنے کے لیے زمین پر ایک مرتبہ ہاتھ مارنا کافی ہے۔

سند پر تبصرہ: اس روایت میں' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طبقہ صحابہ سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ شقیق بن سلمہ تابعی ہیں۔ یہ تینوں حضرات کوفہ میں قیام پذیر رہے ہیں۔

حدیث کی قسم: یہ روایت بیانِ تابعی پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے دو صحابہ کرام کے درمیان مکالمے کا ذکر کیا ہے اور اس مکالمے کا تعلق دو دیگر صحابہ کرام کے ساتھ ہے۔ روایت کے آخر میں امام بخاری نے ایک اور سند کے ہمراہ اس روایت کو مزید اضافے کے ہمراہ نقل کیا ہے۔ تاہم دونوں روایات کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے کہ تمہارے لئے اس طرح کر لینا کافی تھا' روایت کا یہ حصہ حدیثِ فعلی ہے۔

نفسِ مسئلہ: تیمم کے لیے زمین پر کتنی مرتبہ ہاتھ مارا جائے گا؟ نیز اس ہاتھ کو کون سے اعضاء پر' کہاں تک پھیرنا ضروری ہے؟

الکاسانی تحریر کرتے ہیں' ہمارے ائمہ (احناف) کے نزدیک زمین پر دو مرتبہ ہاتھ مارا جائے گا' ایک مرتبہ چہرے کے مسح کے لیے اور دوسری مرتبہ کہنیوں تک' دونوں بازوؤں کا مسح کرنے کے لیے ایک روایت کے مطابق امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں' تاہم ایک روایت کے مطابق ان کے نزدیک صرف دونوں ہاتھوں' کا کلائیوں تک مسح کر لینا کافی ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام زہری کے نزدیک دونوں بازوؤں کا بغلوں تک مسح کیا جائے گا جبکہ ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک دونوں مرتبہ کی ضرب میں ہاتھ اور چہرے دونوں کا مسح کیا جائے گا۔[1]

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں' تیمم میں زمین پر دو مرتبہ ضرب لگائی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ چہرے کا مسح کیا جاتا ہے اور دوسری مرتبہ دونوں بازوؤں کا کہنیوں تک مسح کیا جاتا ہے اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

"تیمم میں (زمین پر) دو مرتبہ ہاتھ مارا جاتا ہے' ایک مرتبہ چہرے کے لیے اور دوسری مرتبہ بازوؤں کے لیے۔"[2]

ابن ہمام لکھتے ہیں' یہ روایت ان الفاظ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے اور اسے امام حاکم اور دار قطنی نے نقل کیا ہے' حاکم نے اس کی روایت پر تبصرہ بھی کیا ہے تاہم حاکم اور دار قطنی نے حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالے سے حدیث کے یہ الفاظ نقل

---

1. کاسانی' ابوبکر بن مسعود' "بدائع الصنائع"
2. الفرغانی' علی بن ابوبکر' "الھدایہ" (9/1)' نیشاپوری' محمد بن عبداللہ حاکم' "المستدرک" (179/1)' دار قطنی' علی بن عمر' "السنن" (180/1)

کیے ہیں:

''تیمم میں ایک مرتبہ چہرے (پر مسح) کے لیے (زمین پر) ہاتھ مارا جائے گا اور ایک مرتبہ کہنیوں پر (بازوؤں پر) مسح کے لیے (زمین پر) ہاتھ مارا جائے گا''۔[1]

حاکم اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں' اس کی سند صحیح ہے لیکن امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور مسلم نے اسے نقل نہیں کیا جبکہ دار قطنی فرماتے ہیں اس کی سند کے تمام راوی مستند ہیں۔[2]

❀—❀❀—❀
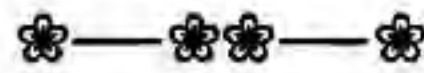
بَابُ ۲۴۱:

•••——•••——•••

338- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَّمْ يُصَلِّ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ

حضرت عمران بن حصین خزاعی بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو الگ کھڑے ہوئے دیکھا جس نے لوگوں کے ہمراہ نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ نے اس سے پوچھا' اے فلاں! تم نے سب کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مٹی استعمال کرو' وہ تمہارے لیے کافی ہے۔

ترجمۃ الباب: امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب کا کوئی عنوان تجویز نہیں کیا لیکن بعد میں جو حدیث نقل کی ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر جنابت کی حالت لاحق ہو جائے اور غسل کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو تیمم کر کے نماز ادا کر لی جائے یعنی تیمم' وضو اور غسل دونوں کے قائم مقام ہے۔

حدیث کی قسم: یہ روایت مرفوع متصل ہے اور یہ ایک سابقہ حدیث: **334** کا جزوی حصہ ہے۔

•••——•••——•••

[1] نیشاپوری' محمد بن عبداللہ حاکم'' المستدرک'' (179/1)' دار قطنی' علی بن عمر'' السنن'' (181/1)' بیہقی' احمد بن حسین'' سنن کبریٰ'' (207/1)' الہیثمی' علی بن ابوبکر'' مجمع الزوائد'' (263/1)

[2] سیواسی' محمد بن عبدالواحد'' فتح القدیر'' (129/1)

20 مستند کتب سے مفصل

تخریجِ احادیث

صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، جامع ترمذی،
سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی
مسند احمد، مسند ابویعلیٰ، (مسند بزار) البحر الزخار، مستدرک حاکم، معجم طبرانی
مصنف عبدالرزاق، الادب المفرد، شعب الایمان، موطا امام مالک

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث 1	1-صحیح بخاری	ایمان کا بیان	اعمال کا دارومدار نیت پر ہے	52
	2-صحیح بخاری	غلامی کے احکام	غلامی سے آزادی میں غلطی اور بھول جانا	2344
	3-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	ہجرت مدینہ	3609
	4-صحیح بخاری	نکاح کے احکام	جس نے عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی	4687
	5-صحیح بخاری	قسم اور نذر کا بیان	قسم میں نیت کا عمل دخل	6195
	6-صحیح بخاری	حیلے کا بیان	حیلے کے چھوڑنے کا حکم	6439
	7-صحیح مسلم	امارت کا بیان	اعمال کا دارومدار نیت پر ہے	3530
	8-جامع ترمذی	جہاد کی فضیلت	جو دکھاوے کے لئے جہاد کرتا ہے	1571
	9-سنن نسائی	طہارت کا بیان	وضو میں نیت کا بیان	74
	10-سنن نسائی	طلاق کے احکام	کلام کے مختلف احتمالات میں سے ایک کا ارادہ کرنا	3383
	11-سنن نسائی	قسم اور نذر کا بیان	قسم میں نیت کا عمل	3734
	12-سنن ابوداؤد	طلاق کے احکام	طلاق میں نیت کا عمل دخل	1882
	13-سنن ابن ماجہ	زہد کا بیان	نیت کا بیان	4217
حدیث 2	1-صحیح بخاری	مخلوق کی ابتداء	فرشتوں کا بیان	2976
	2-صحیح مسلم	فضائل کا بیان	نزول وحی کے وقت، سردی میں، آپ ﷺ کو پسینہ آنا	4303
	3-صحیح مسلم	فضائل کا بیان	نزول وحی کے وقت، سردی میں، آپ ﷺ کو پسینہ آنا	4304
	4-جامع ترمذی	نبی ﷺ کے مناقب کا بیان	نبی اکرم ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی تھی	3567
	5-سنن نسائی	الافتتاح/ابتداء	نزول قرآن کو جمع کرنے کا بیان	924
	6-سنن نسائی	الافتتاح/ابتداء	نزول قرآن کو جمع کرنے کا بیان	925
حدیث 3	1-صحیح بخاری	مخلوق کی ابتداء	فرشتوں کا بیان	2999
	2-صحیح بخاری	پیغمبروں کا بیان	کتاب الٰہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ	1341
	3-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	قول ابن عباس (عسیر) کی تفسیر	4541
	4-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: اٹھیے اور لوگوں کو ڈرائیے	4542
	5-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو	4543
	6-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: اور اپنے کپڑے پاک رکھیے	4544
	7-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: اور ناپاکی سے دور رہیے	4545
	8-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: اپنے رب کے نام سے پڑھیے	4572
	9-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا فرمایا	4573
	10-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: پڑھیے اور آپ کا رب عظمت والا ہے	4574
	11-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: پڑھیے اور آپ کا رب عظمت والا ہے	4575
	12-صحیح بخاری	آداب کا بیان	آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا بیان	5746
	13-صحیح بخاری	تعبیر کا بیان	سب سے پہلے آپ ﷺ پر وحی سچے خوابوں کی شکل میں آئی	6467
	14-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	نبی اکرم ﷺ پر وحی کی ابتداء	231
	15-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	نبی اکرم ﷺ پر وحی کی ابتداء	133
	16-جامع ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے ثبوت کی آیات	3565
حدیث 4	1-صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: جلدی کیلئے زبان کو حرکت نہ دو	4546

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: قرآن جمع کرنا اور پڑھانا ہمارا کام ہے	4547
	3-صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: تم ہمارے پڑھنے کی طرح پڑھو	4548
	4-صحیح بخاری	قرآن مجید کے فضائل	قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا بیان	4556
	5-صحیح بخاری	توحید کا بیان	ارشاد باری تعالیٰ: اپنی زبان کو حرکت نہ دو	6970
	6-صحیح مسلم	نماز کے احکام	قرأت کا سننا	679
	7-صحیح مسلم	نماز کے احکام	قرأت کا سننا	680
	8-جامع ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورۃ قیامۃ	3252
	9-سنن نسائی	الافتتاح	قرآن کو جمع کرنا	926
حدیث 5	1-صحیح بخاری	روزے کے احکام	نبی اکرم ﷺ رمضان میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے	1769
	2-صحیح بخاری	مخلوق کی ابتداء	فرشتوں کا بیان	2981
	3-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	اوصاف نبوی ﷺ	3290
	4-صحیح بخاری	قرآن مجید کے فضائل	جبرائیل، نبی اکرم ﷺ پر قرآن پیش کرتے ہیں	4613
	5-صحیح مسلم	فضائل کا بیان	نبی اکرم ﷺ تیز آندھی سے زیادہ سخی تھے	4268
	6-سنن نسائی	روزے کے احکام	ماہ رمضان میں سخاوت کرنے کی فضیلت	2068
حدیث 6	1-صحیح بخاری	ایمان کا بیان	جبرائیل کا آپ ﷺ سے ایمان، اسلام اور احسان کے متعلق پوچھنا	49
	2-صحیح بخاری	گواہی کے احکام	وعدہ پورا کرنے کا بیان	2484
	3-صحیح بخاری	جہاد کے احکام	جنگ "سجال" کا دوسرا نام	2594
	4-صحیح بخاری	جہاد کے احکام	کیا مسلمان اہل کتاب کو راہ ہدایت کی طرف بلا سکتا ہے؟	2719
	5-صحیح بخاری	جہاد کے احکام	نبی اکرم ﷺ کا لوگوں کو دعوت اسلام دینا	2723
	6-صحیح بخاری	جہاد کے احکام	فرمان نبوی ﷺ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی	2756
	7-صحیح بخاری	جزیہ کے احکام	وعدہ پورا کرنے کی فضیلت	2938
	8-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: فرماؤ، اے اہل کتاب آؤ اس بات پر اکٹھے ہوں	4188
	و-صحیح بخاری	آداب کا بیان	عورت کا اپنی ماں سے صلہ رحمی کرنا	5522
	10-صحیح بخاری	اجازت طلب کرنا	اہل کتاب کو خط کیسے لکھا جائے؟	5790
	11-صحیح بخاری	حکمرانی کے احکام	حکمران کا اپنے لیے ترجمان کا رکھنا جائز ہے؟	6657
	12-صحیح مسلم	جہاد کے احکام	نبی اکرم ﷺ کا ہرقل کی طرف دعوت اسلام کا خط	3322
	13-جامع ترمذی	اجازت طلب کرنا	مشرکین کی طرف خط کیسے لکھا جائے؟	2641
	14-سنن ابوداؤد	ادب کا بیان	ذمی کو خط لکھنے کا بیان	4470
حدیث 7	1-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ارکان اسلام کا بیان	19
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ارکان اسلام کا بیان	20
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ارکان اسلام کا بیان	21
	4-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ارکان اسلام کا بیان	22
	5-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	ایمان کے کتنے شعبے ہیں؟	2534
	6-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کے کتنے شعبے ہیں؟	4915
حدیث 8	1-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ایمان کے کتنے شعبے ہیں؟	50
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ایمان کے کتنے شعبے ہیں؟	51

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	ایمان کی تکمیل، کمی وزیادتی کا بیان	2539
	4-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کے شعبہ جات کا بیان	4918
	5-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کے شعبہ جات کا بیان	4919
	6-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کے شعبہ جات کا بیان	4920
	7-سنن ابوداؤد	سنت کا بیان	اُمید کے رد کے بیان میں	4056
	8-سنن ابن ماجہ	مقدمہ	ایمان کا بیان	56
حدیث 9	1-صحیح بخاری	رقاق	گناہوں سے بچنے کا بیان	6003
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	دین اسلام کی فضیلت	57
	3-سنن نسائی	ایمان کا بیان	مسلمان کا وصف	4910
	4-سنن ابوداؤد	جہاد کے احکام	کیا ہجرت ختم ہو چکی ہے؟	2122
حدیث 10	1-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	اسلام کی فضیلت کا بیان	59
	2-جامع ترمذی	قیامت کی نشانیاں	حوض کوثر اور اس کے متعلقات	2428
	3-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں	2552
	4-سنن نسائی	ایمان کا بیان	کون سا اسلام بہتر ہے	4913
حدیث 11	1-صحیح بخاری	ایمان کا بیان	سلام کو پھیلانا مسلمان ہونے کی علامت ہے	27
	2-صحیح بخاری	اجازت طلب کرنا	واقف اور ناواقف (دونوں) کو سلام کرنے کا بیان	5767
	3-صحیح مسلم	کھانے کے آداب	اسلام کی افضلیت کا بیان	56
	4-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	کھانا کھلانے کی افضلیت	1778
	5-سنن نسائی	ایمان کا بیان	کون سا اسلام بہتر ہے؟	4914
	6-سنن ابوداؤد	آداب کا بیان	سلام پھیلانے کا بیان	4520
	7-سنن ابن ماجہ	کھانے کا بیان	کھانا کھلانے کا بیان	3244
	8-سنن ابن ماجہ	آداب کا بیان	سلام پھیلانے کا بیان	3684
حدیث 12	1-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرنا جو خود کرتا ہے، مومن ہونے کی دلیل ہے	64
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرنا جو خود کرتا ہے، مومن ہونے کی دلیل ہے	65
	3-جامع ترمذی	قیامت کی نشانیاں	حوض کوثر اور اس کے متعلقات کا بیان	2439
	4-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی علامت	4930
	5-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی علامت	4931
	6-سنن ابن ماجہ	مقدمہ	ایمان کا بیان	65
حدیث 13	1-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی علامت	4929
حدیث 14	1-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت ہونا واجب ہے	62
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت ہونا واجب ہے	63
	3-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی علامت	4927
	4-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی علامت	4923
	5-سنن ابن ماجہ	مقدمہ	ایمان کے بیان میں	66
حدیث 15	1-صحیح بخاری	ایمان کا بیان	سچا مومن وہ ہے، جو کفر کی طرف پلٹنے سے نفرت کرے	20
	2-صحیح بخاری	ادب کا بیان	اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا	5518

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-صحیح بخاری	الاکراہ (مجبوری کا بیان)	جس نے مار پیٹ اور قتل کو کفر پر ترجیح دی	6428
	4-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ان خصال کا بیان جن سے ایمان کی مٹھاس ملتی ہے	60
	5-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ان خصال کا بیان جن سے ایمان کی مٹھاس ملتی ہے	61
	6-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	نماز ترک کرنے کا بیان	2548
	7-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کا ذائقہ	4901
	8-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی مٹھاس	4902
	9-سنن نسائی	ایمان کا بیان	اسلام کی مٹھاس	4903
	10-سنن ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	مصیبت پر صبر کرنا	4023
حدیث 16	1-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے	3500
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی دلیل ہے	108
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی دلیل ہے	109
	4-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی علامت	4933
حدیث 17	1-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	انصار کے وفود کا مکہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آنا اور بیعت عقبہ	3603
	2-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	انصار کے وفود کا مکہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آنا اور بیعت عقبہ	3604
	3-صحیح بخاری	غزوات کا بیان	غزوۂ بدر میں ملائکہ کے حاضر ہونے کا بیان	3698
	4-صحیح بخاری	قرآن مجید کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: جب عورتیں تمہارے پاس بیعت کے لئے آئیں	4515
	5-صحیح بخاری	حدود کے احکام	حدود کفارہ ہیں	6286
	6-صحیح بخاری	حدود کے احکام	چور کی توبہ	6303
	7-صحیح بخاری	دیت کے احکام	ارشاد باری تعالیٰ: ومن احیاھا	6365
	8-صحیح بخاری	فتنوں کا بیان	ارشاد نبوی ﷺ: تم میرے بعد ایسے امور دیکھو گے جو درست نہیں	6332
	9-صحیح بخاری	حکمرانی کرنے کا بیان	امام لوگوں سے بیعت کیسے لے	6660
	10-صحیح بخاری	حکمرانی کرنے کا بیان	عورتوں کی بیعت	6673
	11-صحیح بخاری	توحید کا بیان	اللہ کی مشیت اور ارادے کا بیان	6914
	12-صحیح مسلم	توحید کا بیان	حدود کفارہ ہیں	3223
	13-صحیح مسلم	توحید کا بیان	حدود کفارہ ہیں	2324
	14-صحیح مسلم	توحید کا بیان	حدود کفارہ ہیں	3225
	15-جامع ترمذی	توحید کا بیان	حدود کفارہ ہیں	1359
	16-سنن نسائی	بیعت کے احکام	سن کر اطاعت کرنے پر بیعت	4080
	17-سنن نسائی	بیعت کے احکام	اس بات پر بیعت کہ کسی معاملہ میں جھگڑا نہیں کریں گے	4081
	18-سنن نسائی	بیعت کے احکام	حق بات کہنے پر بیعت	4082
	19-سنن نسائی	بیعت کے احکام	عدل کے ساتھ بات کرنے پر بیعت	4083
	20-سنن نسائی	بیعت کے احکام	ظلم و جبر میں بھی اطاعت کرنے پر بیعت	4084
	21-سنن نسائی	بیعت کے احکام	جہاد کرنے پر بیعت	4091
	22-سنن نسائی	بیعت کے احکام	جہاد کرنے پر بیعت	4092
	23-سنن نسائی	بیعت کے احکام	شرک کرنے والے سے الگ رہنے پر بیعت	4107
	24-سنن نسائی	بیعت کے احکام	بیعت کو پورا کرنے والے کے لئے ثواب	4139

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	25-سنن نسائی	ایمان کا بیان	اسلام لانے پر بیعت	4916
	26-سنن ابن ماجہ	حدود کے احکام	الحدود کفارة	2593
	27-سنن ابن ماجہ	جہاد کے احکام	بیعت کے احکام	2857
حدیث 18	1-صحیح بخاری	مخلوق کی ابتداء	مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں	3035
	2-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	اسلام میں نبوت کی علامت	3333
	3-صحیح بخاری	رقاق	بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے	6014
	4-صحیح بخاری	فتنوں کا بیان	(التعرب في الفتنة)	6561
	5-سنن نسائی	ایمان کا بیان	دین کے ساتھ بھاگنا فتنہ ہے	4950
	6-سنن ابوداؤد	فتنوں کا بیان		3722
	7-سنن ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	العزلة	3970
حدیث 19	1-سنن ابوداؤد	روزے کے احکام	جو رمضان میں جنابت کی حالت میں صبح بیدار ہو	2041
حدیث 20			اس کی تخریج حدیث 15 گزر چکی ہے	
حدیث 21	1-صحیح بخاری	اذان کے احکام	سجدے کی فضیلت	764
	2-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد خداوندی: "بیشک اللہ ذرہ برابر بھی نا انصافی نہیں کرے گا	4215
	3-صحیح بخاری	قرآن کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: (يوم يكشف عن ساق)	4538
	4-صحیح بخاری	رقاق	جنت اور دوزخ کے اوصاف	6075
	5-صحیح بخاری	رقاق	پل صراط جہنم کا پل ہے	6088
	6-صحیح بخاری	توحید کا بیان	ارشاد باری تعالیٰ کچھ روشن چہرے اپنے رب کا دیدار کریں گے	6885
	7-صحیح بخاری	توحید کا بیان	ارشاد باری تعالیٰ کچھ روشن چہرے اپنے رب کا دیدار کریں گے	6886
	8-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	دیدار الٰہی کا طریقہ	267
	9-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	دیدار الٰہی کا طریقہ	268
	10-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	دیدار الٰہی کا طریقہ	269
	11-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	شفاعت کا ثبوت اور اللہ ایک کو ماننے والوں کی جہنم سے خلاصی	270
	12-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	شفاعت کا ثبوت اور اللہ ایک کو ماننے والوں کی جہنم سے خلاصی	271
	13-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	جنت کا نچلا ترین درجہ	287
	14-جامع ترمذی	قیامت کی علامات	شفاعت کا بیان	2358
	15-جامع ترمذی	قرآن پاک کی تفسیر	سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر	3073
	16-سنن نسائی	تطبیق کا بیان	سجدہ کرنے کی جگہ	1128
	17-سنن ابن ماجہ	زہد کا بیان	مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کا بیان	4270
	18-سنن ابن ماجہ	زہد کا بیان	شفاعت کا ذکر	4299
حدیث 22	1-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	حضرت عمرؓ کے مناقب	3415
	2-صحیح بخاری	تعبیر کا بیان	نیند میں قمیص کا ذکر	6419
	3-صحیح بخاری	تعبیر کا بیان	نیند میں قمیص کھینچنا	6492
	4-صحیح مسلم	صحابہ کرام کے فضائل	حضرت عمرؓ کے فضائل	4403
	5-جامع ترمذی	خواب کا بیان	نبی اکرم ﷺ کا خواب میں دودھ اور قمیص دیکھنا	2210
	6-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی زیادتی کا بیان	4925

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث 23	1-صحیح بخاری	آداب کا بیان	حیاء کا بیان	5653
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ایمان کے شعبے	52
	3-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	حیاء ایمان کا حصہ ہے	2540
	4-سنن نسائی	ایمان کا بیان	حیاء کا بیان	4947
	5-سنن ابوداؤد	آداب کا بیان	حیاء کا بیان	4162
حدیث 24	1-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم کہ وہ کہہ دیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	33
حدیث 25	1-صحیح بخاری	حج کے احکام	حج مقبول کی فضیلت	1422
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	افضل ترین عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے	118
	3-جامع ترمذی	جہاد کے فضائل	کون سا عمل افضل ہے	1582
	4-سنن نسائی	حج کے مناسک	حج کی فضیلت	2577
	5-سنن نسائی	جہاد کے احکام	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا بدلہ کیا ہے؟	3079
حدیث 26	1-صحیح بخاری	زکوٰۃ کے احکام	ارشاد باری تعالیٰ: یسئلون الناس الحافا	1384
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	کمزور ایمان والے کا تالیف قلب کرنا	214
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	کمزور ایمان والے کا تالیف قلب کرنا	215
	4-صحیح مسلم	زکوٰۃ کے احکام	اس شخص کو کوٰۃ دینا جس کے ایمان سے منحرف ہونے خدشہ ہو	1752
	5-سنن نسائی	ایمان کا بیان	فرمان الٰہی' قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا کی تاویل	4906
	6-سنن نسائی	ایمان کا بیان	فرمان الٰہی' قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا کی تاویل	4907
	7-سنن ابوداؤد	سنت کا بیان	ایمان کی کمی اور زیادتی کی دلیل	4063
	8-سنن ابوداؤد	سنت کا بیان	ایمان کی کمی اور زیادتی کی دلیل	4065
حدیث 27			اس کی تخریج حدیث 11 کے تحت گزر چکی ہے	
حدیث 28	1-صحیح بخاری	غلامی کے احکام	فرمان نبوی' غلام تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ	2359
	2-صحیح بخاری	آداب کا بیان	گالی اور لعنت سے ممانعت	5590
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	غلامی کو وہی کھلاؤ اور پہناؤ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو	3139
	4-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	غلامی کو وہی کھلاؤ اور پہناؤ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو	3140
	5-جامع ترمذی	نیکی اور صلہ رحمی کا بیان	غلام سے احسان کرنے کا حکم	1868
	6-سنن ابوداؤد	آداب کا بیان	غلاموں کے حقوق	4490
	7-سنن ابوداؤد	آداب کا بیان	غلاموں کے حقوق	4491
	8-سنن ابن ماجہ	آداب کا بیان	غلاموں سے احسان کرنے کا حکم	3680
حدیث 29	1-صحیح بخاری	دیت کے احکام	فرمان الٰہی: ومن احیاھا (اور جس نے اسے زندہ کیا)	6367
	2-صحیح بخاری	فتنوں کا بیان	جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ لڑائی کریں	6556
	3-صحیح مسلم	فتن کا آثار قیامت	جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ مقابلہ کریں	5139
	4-صحیح مسلم	فتن کا آثار قیامت	جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ مقابلہ کریں	5140
	5-صحیح مسلم	فتن کا آثار قیامت	جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ مقابلہ کریں	5141
	6-سنن نسائی	قتل کی ممانعت	قتل کرنا حرام ہے	4048
	7-سنن نسائی	قتل کی ممانعت	قتل کرنا حرام ہے	4051

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	8-سنن نسائی	قتل کی ممانعت	قتل کرنا حرام ہے	4052
	9-سنن نسائی	قتل کی ممانعت	قتل کرنا حرام ہے	4053
	10-سنن نسائی	قتل کی ممانعت	قتل کرنا حرام ہے	4054
	11-سنن ابوداؤد	فتنوں کا بیان	فتنہ کے دور میں لڑائی کرنا منع ہے	3723
	12-سنن ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ برسرپیکار ہوتے ہیں	3955
حدیث 30	1-صحیح بخاری	غلامی کے احکام	فرمان نبوی، غلام تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ	2359
	2-صحیح بخاری	آداب کا بیان	گالی اور لعنت سے ممانعت	5590
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	غلاموں کو وہی کھلاؤ اور پہناؤ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو	3139
	4-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	غلاموں کو وہی کھلاؤ اور پہناؤ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو	3140
	5-جامع ترمذی	نیکی اور صلہ رحمی کا بیان	غلام سے احسان کرنے کا حکم	1868
	6-سنن ابوداؤد	آداب کا بیان	غلام کے حقوق	4490
	7-سنن ابوداؤد	آداب کا بیان	غلام کے حقوق	4491
	8-سنن ابن ماجہ	آداب کا بیان	غلاموں سے احسان کرنے کا حکم	3680
حدیث 31	1-صحیح بخاری	انبیاء سے متعلق احادیث	ارشاد باری تعالیٰ: واتخذ الله ابراهيم خليلا	3110
	2-صحیح بخاری	انبیاء سے متعلق احادیث	ارشاد باری تعالیٰ: ولقد اتينا لقمان الحكمة الخ	3174
	3-صحیح بخاری	انبیاء سے متعلق احادیث	ارشاد باری تعالیٰ: ولقد اتينا لقمان الحكمة الخ	3175
	4-صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: ولم يلبسوا ايمانهم بظلم	4263
	5-صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	ارشاد باری تعالیٰ: ولا تشرك بالله ان الشرك لظلم	4403
	6-صحیح بخاری	استتابة المرتدين	جو شخص شرک کا ارتکاب کرے اس کا گناہ اور عذاب	6407
	7-صحیح بخاری	استتابة المرتدين	تاویل کرنے والوں کے بیان میں (ماجاء فی المتاولین)	6424
	8-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	سچا اور پرخلوص ایمان	178
	9-جامع ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورۂ ایمان کی تفسیر	2993
حدیث 32	1-صحیح بخاری	گواہی کے احکام	وعدہ پورا کرنے کا حکم	2485
	2-صحیح بخاری	وصیت کے احکام	ارشاد باری تعالیٰ: من بعد وصية يوصى بها او دين	2544
	3-صحیح بخاری	آداب کا بیان	ارشاد باری تعالیٰ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو	5630
	4-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	منافق کی نشانیاں	89
	5-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	منافق کی نشانیاں	90
	6-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	منافق کی نشانیاں	2555
	7-سنن نسائی	ایمان کا بیان	منافق کی نشانیاں	4935
حدیث 33	1-صحیح بخاری	ظلم اور غصب	جھگڑتے وقت گالی دینا	2279
	2-صحیح بخاری	جزیہ کے احکام	وعدہ پورا نہ کرنے کا گناہ	2942
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	منافق کی نشانیاں	88
	4-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	منافق کی نشانیاں	2556
	5-سنن نسائی	ایمان کا بیان	منافق کی نشانیاں	4934
	6-سنن ابوداؤد	سنت کا بیان	ایمان کا زیادہ اور کم ہونا	4063
حدیث 34	1-صحیح بخاری	ایمان کا بیان	ماہ رمضان میں نوافل پڑھنا ایمان کی علامت ہے	36

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-صحیح بخاری	ایمان کا بیان	ماہ رمضان میں احتساب کے ساتھ روزے رکھنا ایمان کی علامت ہے	37
	3-صحیح بخاری	روزے کے احکام	رمضان میں روزے رکھنے کا بیان	1769
	4-صحیح بخاری	تراویح کی نماز	رمضان میں نوافل پڑھنے کی فضیلت	1869
	5-صحیح بخاری	تراویح کی نماز	رمضان میں نوافل پڑھنے کی فضیلت	1870
	6-صحیح بخاری	تراویح کی نماز	لیلۃ القدر کی فضیلت	1885
	7-صحیح مسلم	مسافروں کی نماز اور قصر	رمضان میں قیام کرنے کی فضیلت (تراویح)	1268
	8-صحیح مسلم	مسافروں کی نماز اور قصر	رمضان میں قیام کرنے کی فضیلت (تراویح)	1269
	9-جامع ترمذی	روزے کے احکام	ماہ رمضان کی فضیلت	2169
	10-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2170
	11-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2171
	12-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2172
	13-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2173
	14-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2174
	15-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2175
	16-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2176
	17-سنن نسائی	روزے کے احکام	رمضان میں احتساب سے روزے رکھنے کی فضیلت	2177
	18-سنن نسائی	روزے کے احکام	یحیٰ بن ابی بکر اور نضیر بن شیبان کا اختلاف	2178
	19-سنن نسائی	ایمان کا بیان	یحیٰ بن ابی بکر اور نضیر بن شیبان کا اختلاف	4941
	20-سنن ابوداؤد	نماز کا بیان	رمضان میں قیام (نوافل) کا بیان	1164
	21-سنن ابوداؤد	نماز کا بیان	رمضان میں قیام (نوافل) کا بیان	116
حدیث 35	1-صحیح بخاری	جہاد کے احکام	افضل ترین شخص وہ ہے جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا ہے	2579
	2-صحیح بخاری	جہاد کے احکام	شہادت کی آرزو کرنے کا بیان	2588
	3-صحیح بخاری	جہاد کے احکام	الجهائل والحملان في السبيل	2750
	4-صحیح بخاری	خمس کی فرضیت	فرمان نبوی: احلت لكم الغنائم	2891
	5-صحیح بخاری	آرزو کا بیان	شہادت کی آرزو	6685
	6-صحیح بخاری	آرزو کا بیان	شہادت کی آرزو	6686
	7-صحیح بخاری	توحید کا بیان	فرمان باری تعالیٰ: ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین	6903
	8-صحیح بخاری	توحید کا بیان	فرمان باری تعالیٰ: قل لوکان البحر مدادا لکلمات ربی	6909
	9-صحیح مسلم	امارت کا بیان	جہاد کی فضیلت	3484
	10-صحیح مسلم	امارت کا بیان	جہاد کی فضیلت	3425
	11-صحیح مسلم	امارت کا بیان	جہاد کی فضیلت	3486
	12-صحیح مسلم	امارت کا بیان	جہاد کی فضیلت	3487
	13-سنن نسائی	جہاد کے احکام	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے پر جنت دی جائے گی	3071
	14-سنن نسائی	جہاد کے احکام	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے پر جنت دی جائے گی	3072
	15-سنن نسائی	جہاد کے احکام	اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کی آرزو	3101
	16-سنن نسائی	ایمان کا بیان	جہاد کا بیان	4943

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	17- سنن نسائی	ایمان کا بیان	جہاد کا بیان	4944
	18- سنن ابن ماجہ	جہاد کے احکام	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت	2743
حدیث 36			اس کی تخریج حدیث 34 کے تحت گزر چکی ہے	
حدیث 37			اس کی تخریج حدیث 34 کے تحت گزر چکی ہے	
حدیث 38	1- صحیح بخاری	بیماری کا بیان	بیمار کا موت کی آرزو کرنا	5241
	2- صحیح بخاری	رقاق	عمل پر ہمیشگی	5982
	3- صحیح مسلم	احوال قیامت	عمل کی بجائے اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی	5036
	4- صحیح مسلم	احوال قیامت	عمل کی بجائے اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی	5037
	5- صحیح مسلم	احوال قیامت	عمل کی بجائے اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی	5038
	6- صحیح مسلم	احوال قیامت	عمل کی بجائے اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی	5039
	7- صحیح مسلم	احوال قیامت	عمل کی بجائے اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی	5040
	8- صحیح مسلم	احوال قیامت	عمل کی بجائے اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی	5041
	9- سنن نسائی	ایمان کا بیان	دین آسانی کا نام	4948
	10- سنن ابن ماجہ	زہد کا بیان	التوقی علی العمل	4191
حدیث 39	1- صحیح بخاری	ایمان کا بیان	قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے لئے کیا جائے گا؟	384
	2- صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	فرمان الٰہی سیقول السفهاء من الناس	4126
	3- صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	فرمان الٰہی: ولکل وجهة هو مولیها	4132
	4- صحیح بخاری	اخبار الاحاد	خبر واحد کی اجازت کا بیان	6711
	5- صحیح مسلم	مساجد کا بیان	بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی تبدیلی	818
	6- صحیح مسلم	مساجد کا بیان	بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی تبدیلی	819
	7- جامع ترمذی	ایمان کا بیان	قبلہ کی ابتداء کا بیان	312
	8- سنن نسائی	ایمان کا بیان	قبلہ کی فرضیت	484
	9- سنن نسائی	ایمان کا بیان	قبلہ کی فرضیت	485
	10- سنن نسائی	قبلہ کا بیان	قبلہ کی طرف منہ کرنا	734
	11- سنن ابن ماجہ	نماز قائم کرنے کا بیان	قبلہ کا بیان	1000
حدیث 40	1- صحیح بخاری	ایمان کا بیان	جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ لکھ لی جاتی ہے	183
	2- صحیح بخاری	ایمان کا بیان	جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ لکھ لی جاتی ہے	184
	3- صحیح بخاری	ایمان کا بیان	جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ لکھ لی جاتی ہے	185
	4- صحیح بخاری	ایمان کا بیان	جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ لکھ لی جاتی ہے	186
	5- جامع ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورۃ انعام کی تفسیر	2999
حدیث 41	1- صحیح بخاری	جمعہ کے احکام	صبح کے وقت سونے کا بیان	1064
	2- صحیح بخاری	جمعہ کے احکام	تشدد فی العبادۃ مکروہ ہے	1083
	3- صحیح بخاری	روزہ کے احکام	شعبان کے روزے	1833
	4- صحیح بخاری	روزہ کے احکام	شعبان کے روزے	1834
	5- صحیح بخاری	روزہ کے احکام	کیا دنوں کی تخصیص ہوتی ہے؟	1851
	6- صحیح بخاری	الرقاق	عمل پر ہمیشگی	5980

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	7-صحیح بخاری	الرقاق	عمل پر ہیشگی	5981
	8-صحیح بخاری	الرقاق	عمل پر ہیشگی	5983
	9-صحیح بخاری	الرقاق	عمل پر ہیشگی	5984
	10-صحیح بخاری	الرقاق	عمل پر ہیشگی	5985
	11-صحیح بخاری	الرقاق	عمل پر ہیشگی	5986
	12-صحیح مسلم	مسافر کی نماز اور قصر	رات کی نماز کا بیان	1225
	13-صحیح مسلم	مسافر کی نماز اور قصر	رات کے قیام میں ہیشگی کی فضیلت	1302
	14-صحیح مسلم	مسافر کی نماز اور قصر	رات کے قیام میں ہیشگی کی فضیلت	1303
	15-صحیح مسلم	مسافر کی نماز اور قصر	رات کے قیام میں ہیشگی کی فضیلت	1304
	16-صحیح مسلم	مسافر کی نماز اور قصر	رات کے قیام میں ہیشگی کی فضیلت	1305
	17-صحیح مسلم	مسافر کی نماز اور قصر	جو شخص نماز میں تھک جائے	1307
	18-صحیح مسلم	روزے کے احکام	جو شخص نماز میں تھک جائے	1308
	19-صحیح مسلم	روزے کے احکام	رمضان کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے روزے	1953
	20-صحیح مسلم	روزے کے احکام	رمضان کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے روزے	1954
	21-صحیح مسلم	روزے کے احکام	رمضان کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے روزے	1955
	22-صحیح مسلم	روزے کے احکام	رمضان کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے روزے	1956
	23-صحیح مسلم	روزے کے احکام	رمضان کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے روزے	1957
	24-صحیح مسلم	قیامت کی نشانیاں	جنت کا حصول عمل کی بجائے رحمت الٰہی ہے	5044
	25-سنن نسائی	قبلہ کا بیان	(المصلی یکون بینہ وبین الامام سترہ)	754
	26-سنن نسائی	رات اور دن کے نوافل	کس وقت قیام کیا جائے؟	1598
	27-سنن نسائی	رات اور دن کے نوافل	رات کو زندہ کرنے میں حضرت عائشہ سے اختلاف	1624
	28-سنن نسائی	رات اور دن کے نوافل	نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا	1634
	29-سنن نسائی	روزے کے احکام	محمد بن ابراہیم کا اختلاف	2148
	30-سنن نسائی	روزے کے احکام	نبی اکرم ﷺ کا روزہ	2307
	31-سنن نسائی	روزے کے احکام	نبی اکرم ﷺ کا روزہ	2303
	32-سنن نسائی	روزے کے احکام	نبی اکرم ﷺ کا روزہ	2311
	33-سنن نسائی	ایمان کا بیان	اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین	4949
	34-سنن ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے وقت نبی اکرم ﷺ کا قیام فرمانا	1122
	35-سنن ابوداؤد	نماز کے احکام	ما یومر بہ من القصد فی الصلوٰۃ	1161
	36-سنن ابوداؤد	نماز کے احکام	ما یومر بہ من القصد فی الصلوٰۃ	1163
	37-سنن ابوداؤد	نماز کے احکام	نبی اکرم ﷺ کیسے روزہ رکھتے تھے	2079
	38-سنن ابن ماجہ	نماز کے احکام	نبی اکرم ﷺ کیسے روزے رکھتے تھے	1700
	39-سنن ابن ماجہ	زہد کا بیان	عمل پر استقامت	4228
حدیث 42	1-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	جنت کا زیرین درجہ	284
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	جنت کا زیرین درجہ	285
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	جنت کا زیرین درجہ	286

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	4-جامع ترمذی	جہنم کے اوصاف	جہنم کے دو سانس ہیں	2518
	5-سنن ابن ماجہ	زہد کا بیان	شفاعت کا بیان	4203
حدیث43	1- صحیح بخاری	غزوات کا بیان	حجۃ الوداع کا بیان	4055
	2-صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	فرمان الٰہی الیوم اکملت لکم دینکم	4240
	3-صحیح بخاری	کتاب وسنت سے تمسک	باب	6726
	4-صحیح مسلم	قرآن پاک کی تفسیر	باب	5332
	5-صحیح مسلم	قرآن پاک کی تفسیر	باب	5333
	6-صحیح مسلم	قرآن پاک کی تفسیر	باب	5343
	7-جامع ترمذی	قرآن پاک کی تفسیر	سورۃ المائدہ کی تفسیر	2969
	8-سنن نسائی	حج کے مناسک	یوم عرفہ کا ذکر	2952
	9-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان کی زیادتی کا بیان	4926
حدیث44	1-صحیح بخاری	روزے کے احکام	ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت	1758
	2-صحیح بخاری	گواہی کے احکام	حلف کیسے دیا جاتا ہے؟	2481
	3-صحیح بخاری	حیلے کے احکام	زکوۃ کا بیان	6442
	4-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ارکان اسلام میں سے نماز کا بیان	12
	5-سنن نسائی	نماز کے احکام	دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں	454
	6-سنن نسائی	روزے کے احکام	روزہ کی فرضیت	2063
	7-سنن نسائی	ایمان کا بیان	زکوۃ کا بیان	4942
	8-سنن ابوداؤد	نماز کے احکام	نماز کی فرضیت	331
	9-سنن ابوداؤد	قسموں اور نذروں کا بیان	باپ دادا کی قسم کی ممانعت	2830
حدیث45	1-صحیح بخاری	جنازہ کے احکام	جنازہ کے پیچھے جانے کی فضیلت	1239
	2-صحیح بخاری	جنازہ کے احکام	میت کو دفنائے جانے کا انتظار کرنا	1240
	3-صحیح مسلم	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ کی فضیلت	1570
	4-صحیح مسلم	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ کی فضیلت	1571
	5-صحیح مسلم	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ کی فضیلت	1572
	6-صحیح مسلم	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ کی فضیلت	1573
	7-صحیح مسلم	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ کی فضیلت	1574
	8-جامع ترمذی	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت	961
	9-سنن نسائی	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ پڑھنے والے کا ثبوت	1967
	10-سنن نسائی	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ پڑھنے والے کا ثبوت	1968
	11-سنن نسائی	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ پڑھنے والے کا ثبوت	1969
	12-سنن نسائی	نماز جنازہ کا بیان	نماز جنازہ پڑھنے والے کا ثبوت	1970
	13-سنن نسائی	ایمان کا بیان	جنازہ میں شرکت کرنا	4946
	14-سنن ابوداؤد	جنازہ کے احکام	نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت	2755
	15-سنن ابن ماجہ	جنازہ کے احکام	نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت	1528
حدیث46	1-صحیح بخاری	آداب کا بیان	گالی گلوچ اور لعنت کی مخالفت	5584

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-صحیح بخاری	فتنوں کا بیان	فرمان نبوی ﷺ: میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا	6549
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے	97
	4-جامع ترمذی	نیکی اور صلہ رحمی کا بیان	گالی دینے کا بیان	1906
	5-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	مومن کا گالی دینا گناہ ہے	2558
	6-جامع ترمذی	ایمان کا بیان	مومن کو گالی دینا گناہ ہے	2259
	7-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4036
	8-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4037
	9-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4038
	10-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4039
	11-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4040
	12-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4141
	13-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4042
	14-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4043
	15-سنن نسائی	خون بہانا حرام ہے	مسلمان کو قتل کرنا	4044
	16-سنن ابن ماجہ	مقدمہ	ایمان کا بیان	68
	17-سنن ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے	3929
حدیث 47	1-صحیح بخاری	تراویح کا بیان	لوگوں کے لڑنے کی وجہ سے لیلۃ القدر کا علم اٹھالیا گیا	1883
	2-صحیح بخاری	آداب کا بیان	گالی دینے اور لعنت کرنے کی ممانعت	5589
حدیث 48	1-صحیح بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	فرمان الٰہی: عنده علم الساعة	4404
	2-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ایمان، اسلام اور احسان کا بیان	10
	3-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	ایمان، اسلام اور احسان کا بیان	11
	4-سنن نسائی	ایمان کا بیان	ایمان اور اسلام کے اوصاف	4905
	5-ابن ماجہ	مقدمہ	ایمان کا بیان	63
	6-ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	قیامت کی نشانیاں	4034
حدیث 49			اس حدیث کی تخریج حدیث 2 کے تحت ملاحظہ فرمائیں	
حدیث 50	1-صحیح بخاری	خرید و فروخت کے احکام	حلال وحرام واضح کر دیا گیا	
	2-صحیح مسلم	المساقات	حلال کو اختیار کرنا اور مشابہ کو ترک کرنا	2996
	3-جامع ترمذی	خرید و فروخت کا بیان	شبہات کو ترک کرنے کا بیان	1126
	4-سنن نسائی	خرید و فروخت کا بیان	شبہات سے اجتناب کرنا	4317
	5-سنن نسائی	الاشربة	شبہات چھوڑنے کی ترغیب	5614
	6-سنن ابوداؤد	خرید و فروخت کے احکام	شبہات سے اجتناب	2892
	7-سنن ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	شبہات کے نزدیک	3974
حدیث 51	1-صحیح بخاری	علم کا بیان	ایمان کی حفاظت کا بیان	85
	2-صحیح بخاری	نماز کے اوقات	ارشاد باری تعالیٰ: منيبين اليه واتقوه	492
	3-صحیح بخاری	زکوٰۃ کے احکام	زکوٰۃ کی فرضیت	1311
	4-صحیح بخاری	خمس کا فرض ہونا	خمس کی ادائیگی دین کا حصہ ہے	

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	اسمٰعیل کی طرف یمن کی نسبت	3248
	6-صحیح بخاری	غزوات کا بیان	عبدالقیس کا وفد	4020
	7-صحیح بخاری	غزوات کا بیان	عبدالقیس کا وفد	4021
	8-صحیح بخاری	آداب کا بیان	مرحبا کہنے کا بیان	5708
	9-صحیح بخاری	خبر واحد کا حکم	وصیت	6724
	10-صحیح بخاری	توحید کا بیان	ارشاد باری تعالیٰ: واللہ خلقکم وما تعلمون	7001
	11-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	اللہ پر ایمان لانے کا حکم	23
	12-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	اللہ پر ایمان لانے کا حکم	24
	13-صحیح مسلم	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3698
	14-صحیح مسلم	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3699
	15-صحیح مسلم	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3700
	16-صحیح مسلم	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3701
	17-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3705
	18-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3706
	19-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3707
	20-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3708
	21-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3709
	22-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3710
	23-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3711
	24-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3712
	25-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3713
	26-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3714
	27-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3715
	28-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3716
	29-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3717
	30-	شراب کا (بیان)	مزفت اور دبا کے استعمال کی ممانعت	3719
	31-	سیر کا بیان	خمس کا بیان	1525
	32-	ایمان کا بیان	فرائض کی ایمان کی طرف نسبت	2536
	33-	ایمان کا بیان	خمس کی ادائیگی	4945
	34-	الاشربۃ	خلیط البلح والتمر	5453
	35-	الاشربۃ	ودلالۃ علی النھی للموصوف	5597
	36-	الاشربۃ	التی تقدم ذکرھا کان حتما لازما	5597
	37-	الاشربۃ	فی الاوعیۃ	3205
	38-	الاشربۃ	فی الاوعیۃ	3207
	39-	الاشربۃ	فی الاوعیۃ	2310
	40-	سنت کا بیان	فی رد الارجاء	4057

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث 52			اس حدیث کی تخریج حدیث 1 کے تحت گزر چکی ہے	
حدیث 53	1-صحیح بخاری	غزوات کا بیان	بدر میں فرشتوں کا اترنا	3705
	2-صحیح بخاری	نفقات کا بیان	نفقہ کی فضیلت	4923
	3-صحیح مسلم	زکوٰۃ کے احکام	قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرنا	1669
	4-جامع ترمذی	نیکی کا بیان	اپنے اہل پر خرچ کرنے کی فضیلت	1888
	5-سنن نسائی	زکوٰۃ کا بیان	کون سا صدقہ افضل ہے	2498
حدیث 54	1-صحیح بخاری	نماز جنازہ کے احکام	ثاء النبی سعد بن خولہ	1213
	2-صحیح بخاری	وصیت کا بیان	ورثاء کے لئے زیادہ مال چھوڑنا بہتر ہے	2537
	3-صحیح بخاری	وصیت کا بیان	ایک تہائی وصیت کرنے کا بیان	2539
	4-صحیح بخاری	مناقب کا بیان	صحابہ کی ہجرت اور مرتبہ کے لئے دعاء نبوی	3643
	5-صحیح بخاری	غزوات کا بیان	حجۃ الوداع کا بیان	4057
	6-صحیح بخاری	نفقات کا بیان	اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا	4935
	7-صحیح بخاری	بیماری کا بیان	مریض پر ہاتھ رکھنا	5227
	8-صحیح بخاری	بیماری کا بیان	مریض کا کہنا کہ مجھے درد ہے	5236
	9-صحیح بخاری	دعاؤں کا بیان	بلا کو دور کرنے کے لئے دعا کرنا	5896
	10-صحیح بخاری	فرائض کا بیان	بیٹوں کی وراثت	6236
	11-صحیح مسلم	وصیت کا بیان	ایک تہائی کی وصیت	3076
	12-صحیح مسلم	وصیت کا بیان	ایک تہائی کی وصیت	3077
	13-صحیح مسلم	وصیت کا بیان	ایک تہائی کی وصیت	3078
	14-صحیح مسلم	وصیت کا بیان	ایک تہائی کی وصیت	3079
	15-جامع ترمذی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	2042
	16-سنن نسائی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	3567
	17-سنن نسائی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	3568
	18-سنن نسائی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	3569
	19-سنن نسائی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	3570
	20-سنن نسائی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	3571
	21-سنن نسائی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	3572
	22-سنن نسائی	وصیت کا بیان	ایک تہائی میں وصیت ہوگی	3575
	23-سنن ابوداؤد	وصیت کا بیان	وصیت کرنے والے کے لیے کیا جائز نہیں؟	2480
حدیث 55	1-صحیح بخاری	ایمان کا بیان	دین نصیحت کا نام ہے	56
	2-صحیح بخاری	نماز کا وقت	نماز قائم کرنے پر بیعت	493
	3-صحیح بخاری	زکوٰۃ کا بیان	زکوٰۃ ادا کرنے پر بیعت	1313
	4-صحیح بخاری	خرید وفروخت	ھل یبیع حاضر لباد بغیر اجر	2012
	5-صحیح بخاری	شروط کا بیان	اسلام میں کونسی شرائط جائز ہیں	2513
	6-صحیح بخاری	شروط کا بیان	اسلام میں کونسی شرائط جائز ہیں	2514
	7-صحیح بخاری	الاحکام	امام لوگوں سے بیعت کیسے لے؟	6664

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	8-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	دین نصیحت کا نام ہے	83
	9-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	دین نصیحت کا نام ہے	84
	10-صحیح مسلم	ایمان کا بیان	دین نصیحت کا نام ہے	85
	11-جامع ترمذی	نیکی اور صلہ کی اہمیت	نصیحت کا بیان	1848
	12-سنن نسائی	بیعت کا بیان	ہر مسلمان کی بھلائی کرنے پر بیعت	4086
	13-سنن نسائی	بیعت کا بیان	ہر مسلمان کی بھلائی کرنے پر بیعت	4086
	14-سنن نسائی	بیعت کا بیان	ہر پسند اور ناپسند کام پر بیعت	4104
	15-سنن نسائی	بیعت کا بیان	شرک سے علیحدگی کرنے پر بیعت	4105
	15-سنن نسائی	بیعت کا بیان	شرک سے علیحدگی کرنے پر بیعت	4106
	16-سنن نسائی	بیعت کا بیان	اپنی استطاعت کے مطابق پر بیعت ہوگی	4118
حدیث56			اس کی تخریج حدیث 55 کے تحت ہو چکی ہے	
حدیث57	1-بخاری	رقاق کا بیان	امانت کا اٹھ جانا	6015
	2-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	8374
	3-ابویعلی	مسند انس	ثابت البنانی کی روایات	3277
	4-ابویعلی	مسند انس	السدی کی روایات	4049
	5-صحیح ابن خزیمہ	جمعہ کا بیان	علم کی رخصت	1796
	6-صحیح ابن حبان	بھلائی اور احسان کا بیان	صحبت اور ہم نشینی	565
	7-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث لکھنے کی ممانعت	104
	8-سنن بیہقی	آداب قاضی	عورت' فاسق اور جاہل قاضی نہیں بن سکتے	2094
حدیث58	1-بخاری	علم کا بیان	حدیث کو تین مرتبہ دھرانا	94
	2-بخاری	وضو کا بیان	پاؤں دھونا ضروری ہے	158
	3-مسلم	طہارت کا بیان	مکمل پاؤں دھونا فرض ہے	354
	4-مسلم	طہارت کا بیان	مکمل پاؤں دھونا فرض ہے	355
	5-نسائی	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا فرض ہے	110
	6-ابوداؤد	طہارت کا بیان	اچھی طرح وضو کرنا	89
	7-مسند احمد	مکثرین صحابہ کی بقیہ مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6518
	8-مسند احمد	مکثرین صحابہ کی بقیہ مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6589
	9-مسند احمد	مکثرین صحابہ کی بقیہ مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6617
	10-مسند احمد	مکثرین صحابہ کی بقیہ مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6681
	11-مسند احمد	مکثرین صحابہ کی بقیہ مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6806
حدیث59	1-بخاری	علم کا بیان	استاد کا شاگردوں کا امتحان لینا	60
	2-بخاری	علم کا بیان	علم میں مہارت حاصل کرنا	70
	3-بخاری	علم کا بیان	علم حاصل کرنے سے شرمانا	128
	4-بخاری	خرید وفروخت کا بیان	گوہ کی خرید وفروخت	2057
	5-بخاری	قرآن پاک کی تفسیر	حدیث کی تشریح	4329
	6-بخاری	کھانے کا بیان	گوہ کو کھانا	5024

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	7- بخاری	کھانے کا بیان	کھجور کی برکت	5028
	8- بخاری	ادب کا بیان	دین حاصل کرنے میں شرمانا نہیں چاہئے	5657
	9- صحیح ابن حبان	ایمان کا بیان	اہل ایمان کی سفات	246
	10- صحیح ابن حبان	ایمان کا بیان	اہل ایمان کی سفات	244
حدیث 62	1- نسائی	روزوں کا بیان	روزوں کی فرضیت	2064
	2- نسائی	روزوں کا بیان	روزوں کی فرضیت	2065
	3- نسائی	روزوں کا بیان	روزوں کی فرضیت	2066
	4- ابوداؤد	نماز کا بیان	مشرک کا مسجد میں داخل ہونا	411
	5- ابن ماجہ	نماز قائم کرنا	مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت	1396
	6- مسند احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12002
	7- مسند احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12258
	8- مسند احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12541
	9- صحیح ابن حبان	ایمان کا بیان	فرض ایمان	15
	10- سنن بیہقی	صدقات کی تقسیم	صدقات شہر والوں میں تقسیم کئے جائیں	13410
	11- صحیح ابن خزیمہ	زکوۃ کا بیان	فقراء میں زکوۃ کی تقسیم	2358
	12- المستدرک	مغازی کا بیان	مغازی اور سرایا	4380
	13- سنن بیہقی	نماز کا بیان	مشرک مسجد میں داخل ہوسکتا ہے	4433
حدیث 64	1- بخاری	جہاد وسیر کا بیان	یہود ونصاریٰ کو دعوت تبلیغ	2722
	2- بخاری	غزوات کا بیان	نبی اکرم کا قیصر وکسریٰ کو خطوط بھیجنا	4072
	3- بخاری	خبر واحد کا بیان	نبی اکرم کا بادشاہوں کو دعوت اسلام دینا	6722
	4- احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبد اللہ بن عباس کی ابتداء	2075
	5- احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبد اللہ بن عباس کی ابتداء	2644
	6- سنن بیہقی	سیر کے احکام	نبی اکرم ﷺ کے دین کا ظہور	19118
حدیث 65	1- بخاری	جہاد وسیر کے احکام	یہود ونصاریٰ کو دعوت تبلیغ	2721
	2- بخاری	لباس کا بیان	انگوٹھی کا نگینہ	5421
	3- بخاری	لباس کا بیان	انگوٹھی کا نقش	5423
	4- بخاری	لباس کا بیان	چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننا	5425
	5- بخاری	لباس کا بیان	مہر استعمال کرنا	5426
	6- بخاری	لباس کا بیان	نبی اکرم جیسی مہر نہ بنوائی جائے	5428
	7- مسلم	لباس وزینت کا بیان	نبی اکرم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی ہے	3901
	8- مسلم	لباس وزینت کا بیان	نبی اکرم نے مہر بنوائی	3902
	9- مسلم	لباس وزینت کا بیان	نبی اکرم نے مہر بنوائی	3903
	10- مسلم	لباس وزینت کا بیان	نبی اکرم نے مہر بنوائی	3904
	11- مسلم	لباس وزینت کا بیان	انگوٹھی کی صفت کا بیان	5106
	12- نسائی	زینت کا بیان	نبی اکرم کی انگوٹھی کی صفات	5183
	13- ابوداؤد	مہر کا بیان	انگوٹھی بنوانے کا بیان	3681

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	14-احمد	مکثرین کی بقیہ	مسند انس بن مالک	11513
	15-احمد	مکثرین کی بقیہ	مسند انس بن مالک	11551
	16-احمد	مکثرین کی بقیہ	مسند انس بن مالک	12170
	17-احمد	مکثرین کی بقیہ	مسند انس بن مالک	12259
	18-احمد	مکثرین کی بقیہ	مسند انس بن مالک	12277
	19-احمد	مکثرین کی بقیہ	مسند انس بن مالک	12399
	20-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12573
	21-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12666
	22-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12706
	23-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12849
	24-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12873
	25-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	13301
	26-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	13407
	27-احمد	مکثرین کی بقیہ	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	13577
	28-شعب الایمان	ایمان کا 40 واں شعبہ	مردوں کا زیور پہننا	6341
	29-سنن بیہقی	آداب قاضی	تحریر پر مہر لگانا	20996
	30-ابو یعلی	مسند انس	مسند انس	3271
حدیث 66	1-بخاری	نماز کا بیان	مسجد میں دائرہ بنا کر بیٹھنا	454
	2-مسلم	سلام کا بیان	محفل میں گنجائش دیکھ کر بیٹھ جائیں	4042
	3-ترمذی	مسنون آداب	محفل کے آخری حصے میں بیٹھ جائیں	2648
	4-احمد	مسند انصار	ابو واقد لیثی کی احادیث	20901
	5-مالک	جامع روایات	سلام کے بارے میں روایات	1515
	6-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث لکھنے سے روکنا	86
	7-سنن بیہقی	جمعہ کا بیان	محفل میں گنجائش دیکھ کر بیٹھنا	5984
حدیث 67	1-بخاری	علم کا بیان	حاضر کو چاہیے کہ غائب کو علم پہنچائے	102
	2-بخاری	حج کا بیان	ایام منیٰ میں خطبہ دینا	1625
	3-بخاری	مخلوق کی ابتداء	سات زمینوں کا بیان	2958
	4-بخاری	غزوات کا بیان	خطبہ حجۃ الوداع	4054
	5-بخاری	قرآن کی تفسیر	اللہ تعالیٰ کا قول مہینوں کی تعداد	4294
	6-بخاری	قربانی کا بیان	قربانی کا دن عید الضحیٰ ہے	5124
	7-بخاری	فتنوں کا بیان	نبی اکرم کا قول میرے بعد کافر نہ ہو جانا	6551
	8-بخاری	توحید کا بیان	اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر	6893
	9-مسلم	جنگ اور مال غنیمت کے احکام	جان و مال کی حفاظت کا بیان	3179
	10-مسلم	جنگ اور مال غنیمت کے احکام	جان و مال کی حفاظت کا بیان	3180
	11-ابن ماجہ	مقدمہ	علم کی تبلیغ	229
	12-احمد	بصریوں کی پہلی مسند	ابو بکرہ نفیع بن حارث کی احادیث	19492

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	13-احمد	بصریوں کی پہلی مسند	ابوبکرہ نفیع بن حارث کی احادیث	19512
	14-احمد	بصریوں کی پہلی مسند	ابوبکرہ نفیع بن حارث کی احادیث	19551
	15-احمد	بصریوں کی پہلی مسند	ابوبکرہ نفیع بن حارث کی احادیث	19594
	16-دارمی	مناسک کا بیان	یوم نحر کو خطبہ دینا	1836
	17-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	عرفہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنا	3848
	18-صحیح ابن حبان	رہن کا بیان	جنایات کے احکام	5973
	19-صحیح ابن حبان	رہن کا بیان	جنایات کے احکام	5975
	20-صحیح ابن حبان	رہن کا بیان	جنایات کے احکام	5974
	21-سنن بیہقی	حج کا بیان	قربانی کے دن خطبہ دینا	9703
	22-سنن بیہقی	حج کا بیان	محرم کو صفر کہنا مکروہ ہے	9872
	23-سنن بیہقی	غصب کا بیان	غصب حرام ہے	11689
حدیث 68	1-بخاری	علم کا بیان	درس وتدریس کیلئے دن مخصوص کرنا	68
	2-بخاری	دعاؤں کا بیان	وقفوں کے ہمراہ وعظ کرنا	5932
	3-مسلم	جنت وجہنم اور قیامت کی صفات	مختصر وعظ کرنا	5047
	4-مسلم	جنت وجہنم اور قیامت کی صفات	مختصر وعظ کرنا	5048
	5-ترمذی	مسنون آداب کا بیان	فصاحت بیان کا حکم	2782
	6-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3400
	7-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3836
	8-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3854
	9-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3973
	10-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	4008
	11-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	4177
	12-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	4208
	13-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5137
	14-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5032
	15-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5226
	16-البحر الزخار	مسند عبداللہ بن مسعود	ابووائل کی روایات	1670
	17-البحر الزخار	مسند عبداللہ بن مسعود	ابووائل کی روایات	1695
	18-صحیح ابن حبان	سیر کا بیان	خلافت اور امارت	4524
حدیث 69	1-بخاری	آداب کا بیان	نبی اکرم کا قول آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو	5660
	2-مسلم	جہاد کے احکام	لوگوں کو سہولت دینے کا حکم	3264
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11883
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12698
	5-الادب المفرد	کسی کو تسلی دینا	کسی کو تسلی دینا	480
	6-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7319
حدیث 70	1-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5137

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-صحیح ابن حبان	سیر کا بیان	خلافت اور امارت	4524
حدیث 71	1-بخاری	خمس کی فرضیت	خمس کی فرضیت کا حکم	2884
	2-بخاری	مناقب کا بیان		3369
	3-بخاری	کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا	نبی اکرم کا قول میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی	6768
	4-بخاری	توحید کا بیان		6906
	5-مسلم	زکوۃ کا بیان	مانگنے کی ممانعت	1719
	6-مسلم	زکوۃ کا بیان	مانگنے کی ممانعت	1721
	7-مسلم	امارت کا بیان	نبی اکرم کا قول میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی	3548
	8-ابن ماجہ	مقدمہ	نبی اکرم کی رسالت پر ایمان لانا واجب ہے	217
	9-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16231
	10-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16246
	11-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16257
	12-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16270
	13-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16284
	14-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16290
	15-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16299
	16-احمد	اہل شام کی مسند	معاویہ بن ابوسفیان کی احادیث	16313
	17-مالک	جامع	مسند ابو اسحاق	1400
	18-دارمی	مقدمہ	علماء کی اقتداء	226
	19-دارمی	مقدمہ	علماء کی اقتداء	228
حدیث 72			اسی حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 73	1-بخاری	زکوۃ کا بیان	انفاق المال فی حقہ؟	1320
	2-بخاری	احکام کا بیان	اجر من قضی بالحکمۃ؟	6608
	3-بخاری	کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا	فیصلوں کے بارے میں احتیاط کرنا	6772
	4-مسلم	مسافر کی نماز		1352
	5-ابن ماجہ	زہد کا بیان	حسد کا بیان	4198
	6-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3469
	7-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3900
	8-ابو یعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5227
	9-ابو یعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5078
	10-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث لکھنے سے روکنا	90
	11-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث لکھنے سے روکنا	125
	12-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث لکھنے سے روکنا	126
	13-شعب الایمان	ایمان کا 19 واں شعبہ	قرآن کی تلاوت کرنا	1971
	14-شعب الایمان	ایمان کا 51 واں شعبہ	لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا	7528
	15-ابو یعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5186

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	16-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5417
	17-ابویعلی	مسند ابوسعید خدری	مسند ابوسعید خدری	1085
	18-مصنف عبدالرزاق	قرآن کے فضائل	قرآن کو پاک کرنا	5974
	19-البحر الزخار	مسند عبداللہ بن مسعود	قیس بن ابوحازم	1890
	20-سنن بیہقی	آداب قاضی	سرکاری فرائض صحیح طریقے سے سرانجام دینا	20744
	21-سنن بیہقی	زکوۃ کا بیان	صدقہ کا وجوب	7917
	22-سنن بیہقی	زکوۃ کا بیان	صدقہ کا وجوب	7918
حدیث 74	1-بخاری	علم کا بیان		72
	2-بخاری	علم کا بیان		119
	3-بخاری	کرائے کا بیان		2106
	4-بخاری	شرائط کا بیان	الشروط مع الناس بالقول	2526
	5-بخاری	مخلوق کی ابتداء	شیطان اور اس کے لشکر کی صفت	3036
	6-بخاری	انبیاء کی احادیث	خضر اور موسیٰ کی احادیث	3148
	7-بخاری	انبیاء کی احادیث	خضر اور موسیٰ کی احادیث	3149
	8-بخاری	قرآن کی تفسیر	موسیٰ کا قول یوشع کیلئے	4356
	9-بخاری	قرآن کی تفسیر	موسیٰ کا کھانا طلب کرنا	4358
	10-بخاری	ایمان اور نذر کا بیان	بھول کر قسم توڑنا	6179
	11-بخاری	توحید کا بیان	ارادہ و مرضی کا حکم	6924
حدیث 75	1-مسلم	فضائل کا بیان	موسیٰ کے فضائل	4375
	2-مسلم	فضائل کا بیان	خضر کے فضائل	4386
	3-مسلم	فضائل کا بیان	خضر کے فضائل	4387
	4-مسلم	فضائل کا بیان	خضر کے فضائل	4388
	5-ترمذی	تفسیر قرآن	سورۃ کہف کی تفسیر	3074
	6-احمد	مسند انصار	عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث	20196
	7-احمد	مسند انصار	عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث	20197
	8-بخاری	وضو کا بیان	وضع الماء عند الخلاء؟	140
	9-بخاری	مناقب کا بیان	ابن عباسؓ کا ذکر	3473
	10-بخاری	کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا	باب	6728
	11-مسلم	فضائل صحابہ	حضرت ابن عباس کے فضائل	4526
	12-ترمذی	مناقب کے بارے میں احادیث	مناقب حضرت ابن عباس	3760
	13-ابن ماجہ	مقدمہ	حضرت ابن عباس کی فضیلت	162
	14-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کا آغاز	1743
	15-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند فضل بن عباس	1712
	16-احمد	مسند بنی ہاشم	عبداللہ بن عباس کی مسند کا آغاز	2263
	17-احمد	مسند بنی ہاشم	عبداللہ بن عباس کی مسند کا آغاز	2288
	18-احمد	مسند بنی ہاشم	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	3200
	18-المستدرک	صحابہ کی معرفت	حضرت عبداللہ بن عباس کا تذکرہ	62878
	19-المستدرک	صحابہ کی معرفت	حضرت عبداللہ بن عباس کا تذکرہ	6288

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	20-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	مناقب صحابہ	7054
حدیث 76	1-بخاری	نماز کا بیان	امام کے سامنے سترہ بنانا	463
	2-بخاری	اذان کا بیان	بچوں کے وضو کا حکم	814
	3-بخاری	حج کا بیان	بچوں کے حج کا حکم	1724
	4-بخاری	غزوات کا بیان	حجۃ الوداع کے احکام	4060
	5-مسلم	نماز کا بیان	نمازی کے سترے کا حکم	780
	6-مسلم	نماز کا بیان	نمازی کے سترے کا حکم	781
	7-ترمذی	نماز کا بیان	کسی بھی چیز سے نماز نہیں ٹوٹتی	309
	8-نسائی	قبلہ کا بیان	کس صورت میں نماز ٹوٹتی ہے	744
	9-نسائی	قبلہ کا بیان	کس صورت میں نماز ٹوٹتی ہے	746
	10-ابوداؤد	قبلہ کا بیان	جس شخص کی نماز فوت ہو جائے وہ دوبارہ نماز پڑھے	614
	11-ابوداؤد	نماز کا بیان	گدھا گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی	615
	12-ابن ماجہ	نماز کی اقامت	کس طرح نماز ٹوٹتی ہے	9137
	13-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	1793
	14-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	1991
	15-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	2256
	16-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	2667
	17-احمد	مسند بنی ہاشم	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	2749
	18-احمد	مسند بنی ہاشم	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	2862
	19-احمد	مسند بنی ہاشم	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	3001
	20-احمد	مسند بنی ہاشم	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	3136
	21-احمد	مسند بنی ہاشم	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	3275
	22-مالک	نماز کیلئے پکارنا	نمازی کے آگے سے گزرنے کی رخصت	332
	23-دارمی	نماز کیلئے پکارنا	نماز کسی بھی چیز سے نہیں ٹوٹتی	1379
	23-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	امام کی پیروی فرض ہے	2151
	24-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	نمازی کے لئے کیا مکروہ ہے	2393
	25-سنن بیہقی	نماز کا بیان	سترہ کے بغیر نماز پڑھنا	3571
	26-سنن بیہقی	نماز کا بیان	آگے سے گدھا گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی	3592
حدیث 77	1-بخاری	وضو کا بیان	وضو کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا	182
	2-بخاری	نماز کا بیان	گھر میں کہیں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں	406
	3-بخاری	نماز کا بیان	گھر میں نماز کیلئے جگہ مقرر کرنا	407
	4-بخاری	اذان کا بیان	بارش کے دوران گھر میں نماز پڑھیں	627
	5-بخاری	اذان کا بیان	اگر حکمران یا عالم کہیں جائے تو وہی امامت کروائے	645
	6-بخاری	اذان کا بیان	امام کے سلام پھیرنے پر سلام پھیرا جائے	794
	7-بخاری	اذان کا بیان	امام کے سلام کا جواب نہیں دیا جائیگا	795
	8-بخاری	جمعے کا بیان	باجماعت نفل پڑھنا	1113
	9-بخاری	غزوات کا بیان	غزوہ بدر میں فرشتوں کی موجودگی	3708
	10-بخاری	کھانے کا بیان	خزیرہ کا بیان	4982

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	11-بخاری	دعاؤں کا بیان	بچوں کو برکت کی دعا دینا	5877
	12-بخاری	غلامی کے احکام	اللہ کی رضا کیلئے کوئی عمل کرنا	5943
	13-بخاری	مرتد کو توبہ کی دعوت	اختلاف قرات کا بیان	6425
	14-مسلم	ایمان کا بیان	عقیدہ توحید پر مرنے والا جنتی ہے	48
	15-مسلم	مساجد اور نماز کی جگہوں کا بیان		1052
	16-ابوداؤد	نماز کا بیان		1202
	17-ابن ماجہ	طہارت کا بیان		652
	18-ابن ماجہ	مساجد اور جماعت کے احکام	گھروں میں مسجد بنانے کا حکم	746
	19-احمد	انصار کی بقیہ مسند	محمود بن لبید کی احادیث	22514
	20-احمد	انصار کی بقیہ مسند	محمود بن لبید کی احادیث	22530
	21-صحیح ابن حبان	سیر کا بیان	خلافت امارت کا بیان	4534
حدیث78			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
79	1-مسلم	فضائل کا بیان	نبی اکرم کی بعثت کی مثال	4232
	2-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت ابوموسیٰ کی احادیث	18752
	3-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7311
	4-صحیح ابن حبان	مقدمہ	سنت کو مضبوطی سے تھامنا	4
حدیث80	1-بخاری	علم کا بیان	علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی	79
	2-بخاری	نکاح کا بیان	آدمیوں کی کثرت اور عورتوں کی قلت	4830
	3-بخاری	پینے کے احکام	فرمان الٰہی کی تفسیر	5149
	4-بخاری	حدود کا بیان	زنا کا گناہ	6310
	5-مسلم	علم کا بیان	علم کا اٹھ جانا	4825
	6-ترمذی	فتنوں کے بارے میں احادیث	قیامت کی نشانیاں	2131
	7-ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	قیامت کی نشانیاں	4035
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس	11506
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس	11764
	10-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس	12069
	11-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس	12342
	12-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12622
	13-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	12753
	14-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	13377
	15-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	13436
	16-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	13564
	17-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	2892
	18-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	2931
	19-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	3062
	20-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	3070
	21-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	3085
	22-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	3040

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	23-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	3178
	24-مصنف عبدالرزاق	علم کا بیان	قیامت کی علامات	20801
	25-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	امت میں پیدا ہونیوالے فتنے	6768
حدیث 81			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے۔	
حدیث 82	1-بخاری	مناقب کا بیان	حضرت عمر کے مناقب	3405
	2-بخاری	تعبیر کا بیان	دودھ کے احکام	6489
	3-بخاری	تعبیر کا بیان	ناخنوں سے دودھ نکلنے کی تعبیر	6490
	4-مسلم	صحابہ کے فضائل	حضرت عمر کے فضائل	4404
	5-ترمذی	نبی اکرم کے خواب	نبی اکرم کا خواب میں قمیص اور دودھ دینا	2209
	6-ترمذی	نبی اکرم کے مناقب	مناقب عمرؓ	3620
	7-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	5295
	8-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	5602
	9-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	5868
	10-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	6059
	11-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	سابقہ مسند کا بقیہ حصہ	6138
	12-دارمی	خوابوں کا بیان	(خواب میں) قمیص وغیرہ دیکھنا	2060
	13-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	مناقب صحابہ	6878
	14-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	علم کی فضیلت	13607
	15-مصنف عبدالرزاق	جامع روایات	صحابہ کرام کا تذکرہ	20384
حدیث 83	1-بخاری	علم کا بیان	رمی جمار کے وقت سوال وجواب	121
	2-بخاری	حج کا بیان	جمرہ کے نزدیک سواری پر جواب دینا	1621
	3-بخاری	حج کا بیان	جمرہ کے نزدیک سواری پر جواب دینا	1622
	4-بخاری	قسم اور نذر کے احکام	بھول کر قسم توڑنا	6172
	5-مسلم	حج کا بیان	قربانی سے پہلے سر منڈوانا	2301
	6-مسلم	حج کا بیان	قربانی سے پہلے سر منڈوانا	2302
	7-مسلم	حج کا بیان	قربانی سے پہلے سر منڈوانا	2303
	8-مسلم	حج کا بیان	قربانی سے پہلے سر منڈوانا	2304
	9-مسلم	حج کا بیان	قربانی سے پہلے سر منڈوانا	2305
	10-ترمذی	نبی اکرم کا حج	ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوانا	839
	11-ابوداؤد	مناسک کا بیان	کسی ایک رکن کو مقدم کرنا	1722
	12-ابن ماجہ	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم کرنا	3042
	13-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص	6196
	14-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص	62509
	15-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص	62593
	16-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص	6663
	17-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص	67326
	18-مالک	حج کا بیان	حج کے احکام	837
	19-دارمی	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم کرنا	1828

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	20-دارمی	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم کرنا	1829
حدیث 84	1-بخاری	حج کا بیان	حلق سے پہلے ذبح کرنا	1606
	2-بخاری	حج کا بیان	حلق سے پہلے ذبح کرنا	1607
	3-بخاری	حج کا بیان	حلق سے پہلے ذبح کرنا	1608
	4-بخاری	حج کا بیان	شام کے بعد رمی کرنا	1619
	5-بخاری	حج کا بیان	شام کے بعد رمی کرنا	1620
	6-بخاری	حج کا بیان	بھول کر قسم توڑنا	6173
	7-مسلم	حج کا بیان	قربانی سے پہلے حلق کروانا	2306
	8-نسائی	حج کا بیان	شام کے بعد رمی کرنا	3017
	9-ابوداؤد	مناسک حج	سر منڈوانا اور بال کٹوانا	1692
	10-ابن ماجہ	مناسک حج	کسی ایک منسک کو مقدم کرنا	3040
	11-ابن ماجہ	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم کرنا	3041
	12-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس	1760
	13-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	2222
	14-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	2295
	15-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	2516
	16-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	2595
	17-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا آغاز	2689
حدیث 85	1-بخاری	جمعے کا بیان	زلزلے اور نشانیاں	978
	2-بخاری	زکوۃ کا بیان	رد ہونے سے پہلے صدقہ کرنا	1323
	3-بخاری	مناقب کا بیان	اسلام میں نبوت کی نشانیاں	3340
	4-بخاری	قرآن کی تفسیر	جب ایمان نفع نہیں دے گا	4269
	5-بخاری	قرآن کی تفسیر	جب ایمان نفع نہیں دے گا	4270
	6-بخاری	ادب کا بیان	سخاوت کی تعریف و بخل کی مذمت	5577
	7-بخاری	غلامی کے احکام	نبی اکرم کے فرمان کی تشریح	6025
	8-بخاری	مرتد کو توبہ کیلئے کہنا	نبی اکرم کے فرمان کی تشریح	6423
	9-بخاری	فتنوں کا بیان	فتنوں کا ظہور	6537
	10-بخاری	فتنوں کا بیان	قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی	6582
	11-بخاری	فتنوں کا بیان	(قرب قیامت میں) آگ نکلنا	6588
	12-مسلم	زکوۃ کا بیان	صدقے کی ترغیب	1681
	13-مسلم	زکوۃ کا بیان	صدقے کی ترغیب	1682
	14-مسلم	علم کا بیان	علم کا اٹھ جانا	4827
	15-ابوداؤد	فتنوں کا ذکر	فتنوں کا ذکر اور ان کی نشانیاں	3713
	16-ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	قیامت کی نشانیاں	4037
	17-ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	قرآن اور علم کا رخصت ہو جانا	4042
	18-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	6889
	19-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7176
	20-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7234

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	21-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7533
	22-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7787
	23-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9026
	24-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9162
	25-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9518
	26-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9841
	27-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9980
	28-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	10306
	29-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	10369
	30-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	10443
	31-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	10505
	32-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	10532
	33-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	10561
	34-صحیح ابن حبان	مسند ابو ہریرہ	امت میں پیدا ہونے والے فتنے	6718
	35-ابویعلی	مسند ابو ہریرہ	اعرج کی روایات	6323
	36-ابویعلی	مسند ابو ہریرہ	شہر بن حوشب کی روایات	6511
	37-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	امت میں پیدا ہونے والے فتنے	6651
حدیث 86	1-مسلم	نماز کسوف کا بیان	نماز کسوف کے دوران نبی اکرم کے سامنے جنت پیش ہونا	1509
	2-نسائی	جنازے کے احکام	قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا	2035
	3-ابن ماجہ	اقامت نماز	نماز کسوف کا بیان	1255
	4-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت اسماء کی احادیث	25688
	5-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت اسماء کی احادیث	25716
	6-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت اسماء کی احادیث	25752
	7-مالک	نماز کیلئے پکارنا	نماز کسوف کا بیان	401
	8-صحیح ابن حبان	جنازے کا بیان	مریض کے احکام	3114
	9-سنن بیہقی	نماز خسوف کا بیان	نماز کسوف کے بعد خطبہ دینا	61452
حدیث 87	1-مسلم	ایمان کا بیان	اللہ پر ایمان لانے کا حکم دینا	23
	2-مسلم	ایمان کا بیان	اللہ پر ایمان لانے کا حکم دینا	24
	3-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3698
	4-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3699
	5-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3700
	6-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3701
	7-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3705
	8-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3706
	9-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3707
	10-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3708
	11-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3709
	12-مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3710

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	13۔مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3711
	14۔مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3712
	15۔مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3713
	16۔مسلم	پینے کی چیزوں کا بیان	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3714
	17۔مسلم	پینے کی چیزوں کے احکام	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3715
	18۔مسلم	پینے کی چیزوں کے احکام	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3716
	19۔مسلم	پینے کی چیزوں کے احکام	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3717
	20۔مسلم	پینے کی چیزوں کے احکام	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3718
	21۔مسلم	پینے کی چیزوں کے احکام	شراب کے برتنوں کی ممانعت	3719
	22۔ترمذی	نبی اکرم کی سیر کا بیان	خمس کے بارے میں احادیث	1525
	23۔ترمذی	ایمان کے بارے میں احادیث	ایمان میں فرائض کا اضافہ	2536
	24۔نسائی	ایمان اور اس کے راستے	خمس کی ادائیگی	4945
	25۔نسائی	پینے کی چیزوں کے حکام	شراب کی مختلف قسموں کے احکام	5453
	26۔نسائی	پینے کی چیزوں کے حکام	شراب کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت	5549
	27۔نسائی	پینے کی چیزوں کے حکام	شراب کی حرمت کی وضاحت	5597
	28۔ابوداؤد	پینے کی چیزوں کے حکام	برتنوں کے احکام	3205
	29۔ابوداؤد	پینے کی چیزوں کے حکام	برتنوں کے احکام	3207
	30۔ابوداؤد	پینے کی چیزوں کے حکام	برتنوں کے احکام	3210
	31۔ابوداؤد	سنت کا بیان	امید کورد کرنا	4057
	32۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1905
	33۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2347
	34۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2369
	35۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2476
	36۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2494
	37۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2518
	38۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2632
	39۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2923
	40۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا بقیہ حصہ	2991
	41۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا بقیہ حصہ	3087
	42۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا بقیہ حصہ	3130
	43۔احمد	مسند بنی ہاشم	مسند ابن عباس کا بقیہ حصہ	3232
	44۔احمد	مسند بنو ہاشم	مسند ابن عباس کا بقیہ حصہ	3338
حدیث 88	1۔ترمذی	رضاعت کا بیان	رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے	1071
	2۔نسائی	نکاح کا بیان	رضاعت میں گواہی	3278
	3۔ابوداؤد	فیصلوں کا بیان	رضاعت میں گواہی	3127
	4۔احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	عقبہ بن حارث کی احادیث	15562
	5۔احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	عقبہ بن حارث کی احادیث	18608
	6۔دارمی	نکاح کا بیان	رضاعت میں ایک عورت کی گواہی	2155

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	7-صحیح ابن حبان	وضاحت کا بیان	وضاحت کا بیان	4218
حدیث 89	1-مسلم	طلاق کا بیان	ایلاء کے احکام	2704
	2-مسلم	طلاق کا بیان	ایلاء کے احکام	2705
	3-مسلم	طلاق کا بیان	ایلاء کے احکام	2706
	4-مسلم	طلاق کا بیان	ایلاء کے احکام	2707
	5-ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورہ تحریم کی تفسیر	3240
	6-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند عمر کا آغاز	217
	7-صحیح ابن حبان	نکاح کا بیان	بیویوں کے ساتھ طرز سلوک	4187
	8-البحر الزخار	مسند عمر بن خطاب	عکرمہ کی روایات	206
	9-صحیح ابن حبان	طلاق کا بیان	طلاق کے احکام	4268
حدیث 90	1-مسلم	نماز کا بیان	امام کو با جماعت نماز میں تخفیف کا حکم	713
	2-ابن ماجہ	نماز قائم کرنا	امام مختصر نماز پڑھائے	974
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	7871
	4-احمد	شامیوں کی مسند	حضرت ابو مسعود انصاری کی احادیث	16448
	5-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابو مسعود انصاری کی احادیث	21312
	6-دارمی	نماز کا بیان	امام کو نماز میں تخفیف کا حکم	1231
	7-سنن بیہقی	نماز کا بیان	امام کا مختصر نماز پڑھنا	5366
	8-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	امام کی پیروی فرض ہے	2137
	9-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	امام کا مختصر نماز پڑھنا	3726
حدیث 91	1-مسلم	گری ہوئی چیز کا بیان	باب	3247
	2-مسلم	گری ہوئی چیز کا بیان	باب	3248
	3-مسلم	گری ہوئی چیز کا بیان	باب	3249
	4-مسلم	گری ہوئی چیز کا بیان	باب	3250
	5-ترمذی	رسول اکرم کے احکام	گری ہوئی چیز اور گمشدہ اونٹ اور بکری کا بیان	1293
	6-ابوداؤد	گری ہوئی چیز کا بیان	گری ہوئی چیز کی تعریف	1451
	7-ابوداؤد	گری ہوئی چیز کا بیان	گری ہوئی چیز کی تعریف	1452
	8-ابوداؤد	گری ہوئی چیز کا بیان	گری ہوئی چیز کی تعریف	1453
	9-ابن ماجہ	احکام کا بیان	گمشدہ مویشیوں کے احکام	2495
	10-ابن ماجہ	احکام کا بیان	گری ہوئی چیز کے احکام	2498
	11-احمد	شامیوں کی مسند	حضرت زید بن خالد جہنی کی بقیہ احادیث	16427
	12-احمد	شامیوں کی مسند	حضرت زید بن خالد جہنی کی بقیہ احادیث	16431
	13-احمد	مسند انصار	حضرت زید بن خالد جہنی کی احادیث	20697
	14-مالک	فیصلوں کا بیان	گری ہوئی چیز کے بارے میں فیصلہ دینا	1248
	15-سنن بیہقی	لقطہ کے احکام	کون سی گری چیز کو اٹھانا جائز ہے	12298
	16-صحیح ابن حبان	لقطہ کا بیان	لقطہ کے احکام	4898
	17-سنن بیہقی	لقطہ کا بیان	گری ہوئی چیز امیر اور غریب دونوں استعمال کر سکتے ہیں	12281
	18-سنن بیہقی	لقطہ کا بیان	کون سی گری ہوئی چیز اٹھانا جائز ہے	12297
	19-سنن بیہقی	لقطہ کا بیان	کون سی گری ہوئی چیز اٹھانا جائز ہے	12299

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	20-صحیح ابن حبان	لقطہ کا بیان	لقطہ کے احکام	4890
	21-مصنف عبدالرزاق	لقطہ کا بیان	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	18602
حدیث 92	1-مسلم	فضائل کا بیان		4355
	2-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7303
	3-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث لکھنے کی ممانعت	106
	4-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	مخلوق کا آغاز	6245
	5-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	نبی اکرم ﷺ کی سیرت	6429
	6-مسند ابویعلی	مسند انس	زہری کی روایات	3601
	7-مسند ابویعلی	مسند انس	ابوسفیان کی روایات	3689
	8-مصنف عبدالرزاق	علم کا بیان	قیامت کی علامات	20796
حدیث 93	1-مسلم	فضائل کا بیان	غیرضروری سوالات کی ممانعت	4351
	2-مسلم	فضائل کا بیان	غیرضروری سوالات کی ممانعت	4352
	3-مسلم	فضائل کا بیان	غیرضروری سوالات کی ممانعت	4353
	4-مسلم	فضائل کا بیان	غیرضروری سوالات کی ممانعت	4354
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11602
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12198
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12324
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12355
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس کا بقیہ حصہ	12672
	10-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس کا بقیہ حصہ	13173
حدیث 94	1-ترمذی	مسنون آداب کا بیان	شروع میں علیک السلام کہنا مکروہ ہے	2647
	2-ترمذی	مناقب کے بارے میں احادیث	نبی اکرم کے کلام کے بارے میں روایات	3573
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک کا بقیہ حصہ	12744
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک کا بقیہ حصہ	12830
حدیث 96	1-مسلم	ایمان کا بیان	نبی اکرم کی رسالت پر ایمان لانا فرض ہے	219
	2-مسلم	نکاح کا بیان	کنیز آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت	2563
	3-ترمذی	نبی اکرم کا نکاح	کنیز آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت	1035
	4-نسائی	نکاح کا بیان	کنیز آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت	3292
	5-نسائی	نکاح کا بیان	کنیز آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت	3293
	6-ابوداؤد	نکاح کا بیان	کنیز آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت	1757
	7-ابن ماجہ	نکاح کا بیان	کنیز آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت	1946
	8-احمد	کوفیوں کی پہلی مسند	ابوموسیٰ اشعری کی احادیث	18711
	9-احمد	کوفیوں کی پہلی مسند	ابوموسیٰ اشعری کی احادیث	18743
	10-احمد	کوفیوں کی پہلی مسند	ابوموسیٰ اشعری کی احادیث	18777
	11-احمد	کوفیوں کی پہلی مسند	ابوموسیٰ اشعری کی احادیث	18808
	12-احمد	کوفیوں کی پہلی مسند	ابوموسیٰ اشعری کی احادیث	18825
	13-احمد	کوفیوں کی پہلی مسند	ابوموسیٰ اشعری کی احادیث	18880
	14-دارمی	نکاح کا بیان	کنیز کو آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت	2146

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	15-الادب المفرد	غلام کا فرمانبردار ہونا	غلام کا فرمانبردار ہونا	203
	16-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7256
	17-شعب الایمان	ایمان کا 59واں شعبہ	آقا کے غلام پر حقوق	8609
	18-مصنف عبدالرزاق	طلاق کا بیان	کنیز کی آزادی کو؟ قرار دینا	13112
	19-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	کنیز کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا	14038
	20-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	کنیز کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا	14039
	21-صحیح ابن حبان	ایمان کا بیان	فرض ایمان	227
	22-صحیح ابن حبان	نکاح کا بیان	نکاح کے احکام	4053
حدیث 97	1-مسلم	نماز عیدین کا حکم	باب	1464
	2-مسلم	نماز عیدین کا حکم	باب	1465
	3-مسلم	نماز عیدین (عیدگاہ میں)	عید سے پہلے نماز نہیں پڑھی جائے گی	1476
	4-نسائی	نماز عیدین	عید کی نماز کے بعد خطبہ دینا	1551
	5-ابوداؤد	نماز کا بیان	عید کے دن خطبہ دینا	965
	6-ابن ماجہ	اقامت نماز	عید کی نماز کا بیان	1263
	7-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	1803
	8-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	1879
	9-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	1958
	10-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	2061
	11-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	2402
	12-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	2443
	13-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	2904
	14-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	2940
	15-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	2988
	16-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	3056
	17-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	3144
	18-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	3162
	19-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کی ابتداء	3186
	20-دارمی	نماز کا بیان	نماز عیدین اذان کے بغیر ہوتی ہیں	1553
حدیث 98	1-سنن بیہقی	حجر کا بیان	عورت کی ملکیت	11515
	2-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	عیدگاہ میں نماز پڑھنا	1436
	3-سنن بیہقی	عیدین کی نماز	عید کی نماز میں دو رکعت ہیں	6289
	4-سنن بیہقی	عیدین کی نماز	خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھی جائے	6292
حدیث 98	1-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہؓ	8503
	2-المستدرک	ایمان کا بیان	ایمان کا بیان	233
	3-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	حوض اور شفاعت	6466
حدیث 100	1-مسلم	علم کا بیان	علم کا رخصت جانا	4828
	2-ترمذی	نبی اکرم کا علم	علم کا رخصت جانا	2576
	3-ابن ماجہ	مقدمہ	قیاس کرنے سے بچنا	51

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	4-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6222
	5-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6498
	6-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص	6602
	7-دارمی	مقدمہ		241
	8-صحیح ابن حبان	سیر کا بیان	حکام کی اطاعت کرنا	4571
	9-المعجم صغیر	''ز'' سے شروع ہونے والے نام	زکریا نامی راوی کی روایات	460
	10-البحر الزخار	مسند عبداللہ بن عمرو	مسند عبداللہ بن عمرو	2423
	11-البحر الزخار	مسند عبداللہ بن عمرو	مسند عبداللہ بن عمرو	2422
	12-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	اُمت میں نو وارد ہونے والے فتنے	6719
	13-شعب الایمان	ایمان کا 17 واں شعبہ	علم کی طلب کا بیان	1660
	14-سنن بیہقی	آداب قاضی	جاہل کا فتویٰ یا فیصلہ دینے کا گناہ	20933
حدیث 101	1- مسلم	بھلائی اور آداب کا بیان		4768
	2-نسائی	جنازے کے احکام		1853
	3-ابن ماجہ	جنازے کے احکام		1592
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوسعید خدریؓ	10683
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوسعید خدریؓ	10869
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوسعید خدریؓ	11261
	7-ابویعلی	مسند ابوسعید خدریؓ	مسند ابوسعید خدریؓ	1279
	8-صحیح ابن حبان	جنازے کے احکام	صبر کا بیان	2944
	9-شعب الایمان	ایمان کا سترواں شعبہ	صبر کا بیان	9743
حدیث 102	1-مستدرک حاکم	کتاب الایمان	کتاب الایمان	238
	2-ابویعلی	مسند انس بن مالک	عبدالعزیز بن صہیب کی روایات	3927
	3-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5116
	4-مصنف عبدالرزاق	جامع موضوعات	جس کا بچہ مر جائے	20139
	5-سنن بیہقی	جنازے کے احکام	بچوں کے مرنے پر حاصل ہونے والا اجر	7238
	6-سنن بیہقی	جنازے کے احکام	بچوں کے مرنے پر حاصل ہونے والا اجر	7240
	7-شعب الایمان	ایمان کا سترواں شعبہ	صبر کا بیان	9744
	8-شعب الایمان	ایمان کا سترواں شعبہ	صبر کا بیان	9748
	9-شعب الایمان	ایمان کا سترواں شعبہ	صبر کا بیان	9749
	10-الادب المفرد	بچے کی وفات کا ثواب	بچے کی وفات کا ثواب	151
حدیث 103	1-مسلم	جنت اور اس کی صفات	حساب کتاب کا اثبات	5122
	2-مسلم	جنت اور اس کی صفات	حساب کتاب کا اثبات	5123
	3-ترمذی	قیامت کی صفات		2350
	4-ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورۃ انشقاق کا بیان	3260
	5-ابوداؤد	جنازے کے احکام	عورتوں کی عیادت کرنا	2689
	6-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	حضرت عائشہؓ کی احادیث	23069
	7-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	حضرت عائشہؓ کی احادیث	23464
	8-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	حضرت عائشہؓ کی احادیث	23574

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	9-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	حضرت عائشہ کی احادیث	23625
	10-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	حضرت عائشہ کی احادیث	23810
	11-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	حضرت عائشہ کی احادیث	24340
	12-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	حضرت عائشہ کی احادیث	24525
	13-شعب الایمان	ایمان کا آٹھواں شعبہ	یوم محشر کا بیان	269
حدیث104	1-مسلم	حج کا بیان	مکہ کی حرمت کا بیان	2413
	2-ترمذی	نبی اکرم کا حج	مکہ کی حرمت کا بیان	737
	3-نسائی	مناسک حج	مکہ میں جنگ کرنا حرام ہے	2827
	4-احمد	اہل مدینہ کی مسند	ابوشریح خزاعی کی حدیث	15778
	5-احمد	قبائل کی مسند	ابوشریح خزاعی کی حدیث	25907
	6-سنن بیہقی	جزیہ کا بیان	حربی کے احکام	19296
	7-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	احرام باندھے بغیر حدود حرم میں داخل ہونا	13658
حدیث105	1-مسلم	مال غنیمت کی تقسیم	خون عزت اور مال کی حرمت	3179
	2-مسلم	مال غنیمت کی تقسیم	خون عزت اور مال کی حرمت	3180
	3-احمد	بصریوں کی مسند	حضرت ابوبکرہ کی احادیث	19492
	4-احمد	بصریوں کی مسند	حضرت ابوبکرہ کی احادیث	19512
	5-احمد	بصریوں کی مسند	حضرت ابوبکرہ کی احادیث	19594
	6-احمد	بصریوں کی مسند	حضرت ابوبکرہ کی احادیث	1836
	7-دارمی	مناسک کا بیان	قربانی کے دن خطبہ دینا	
	8-صحیح ابن حبان	رہن کا بیان	جنایات کے احکام	5974
	9-صحیح ابن حبان	رہن کا بیان	جنایات کے احکام	5975
	10-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	عرفہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنا	3848
	11-سنن بیہقی	حج کا بیان	قربانی کے دن خطبہ دینا	9703
	12-سنن بیہقی	قتل کا بیان	قتل کی حرمت سنت سے ثابت ہے	16275
	13-صحیح ابن حبان	رہن کا بیان	جنایات کے احکام	5973
	14-ابویعلی	مسند عمار بن یاسرؓ	مسند عمار بن یاسرؓ	1622
	15-سنن بیہقی	حج کا بیان	محرم کو صفر کہنا مکروہ ہے	9872
	16-شعب الایمان	ایمان کا ۳۸ شعبہ	کسی کے مال پر قبضہ کرنا حرام ہے	5489
	17-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	ایام تشریق کے دوران خطبہ دینا	2973
حدیث106	1-مسلم	مقدمہ	نبی اکرم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا شدید گناہ ہے	2
	2-ترمذی	نبی اکرم کا علم	نبی اکرم کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کا شدید گناہ ہونا	2584
	3-ابن ماجہ	مقدمہ	جان بوجھ کر نبی اکرم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا شدید گناہ ہے	31
	4-ابن ماجہ	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابی ابوطالب	595
	5-ابن ماجہ	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابی ابوطالب	953
	6-ابن ماجہ	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابی ابوطالب	1022
	7-ابن ماجہ	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابی ابوطالب	1225
	8-بحر زخار	مسند علی بن ابوطالب	ربعی بن حراش کی روایات	905
	9-مستدرک حاکم	مال غنیمت کی تقسیم	مال غنیمت کی تقسیم	22614

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	10-ابویعلی	مسند علی بن ابوطالب	مسند علی بن ابوطالب	513
	11-ابویعلی	مسند علی بن ابوطالب	مسند علی بن ابوطالب	627
	12-شعب الایمان	ایمان کا ۳۴ شعبہ	زبان کی حفاظت	4825
	13-بحر زخار	مسند علی بن ابوطالب	ربعی بن حراش کی روایات	903
حدیث 107	1-ابوداؤد	علم کا بیان	نبی اکرم کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کا شدید گناہ ہونا	3166
	2-ابن ماجہ	مقدمہ	جان بوجھ کر نبی اکرم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا شدید گناہ ہے	36
	3-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند زبیر بن عوام	1339
	4-دارمی	مقدمہ	حدیث نقل کرتے وقت احتیاط کی جائے	235
	5-ابویعلی	مسند زبیر بن عوام	مسند زبیر بن عوام	667
	6-ابویعلی	مسند انس	علی بن زید کی روایات	4001
حدیث 108	1-مسلم	مقدمہ	نبی اکرم کی طرف جھوٹی منسوب کرنے کا شدید گناہ ہونا	4
	2-ترمذی	علم کے بارے میں احادیث	جھوٹی احادیث روایت کرنے کی ممانعت	2585
	3-ابن ماجہ	مقدمہ	حدیث رسول کی تعظیم	22
	4-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس بن مالک	11504
	5-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس بن مالک	11667
	6-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس بن مالک	11711
	7-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس بن مالک	12241
	8-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس بن مالک	12303
	9-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس بن مالک	12337
	10-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس کا بقیہ حصہ	12627
	11-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس کا بقیہ حصہ	12712
	12-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس کا بقیہ حصہ	12853
	13-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس کا بقیہ حصہ	13450
	14-احمد	مکثرین کی مسند کا بقیہ حصہ	مسند انس کا بقیہ حصہ	13459
	دارمی	مقدمہ	حدیث نقل کرنے میں احتیاط کا بیان	238
	دارمی	مقدمہ	حدیث نقل کرنے میں احتیاط کا بیان	240
حدیث 109	1-احمد	اہل مدینہ کی مسند	حضرت سلمہ ابن اکوع	15909
	2-احمد	اہل مدینہ کی مسند	حضرت سلمہ ابن اکوع	15927
	3-صحیح ابن حبان	مقدمہ	سنت کو مضبوطی سے تھامنا	28
	4-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	مناقب صحابہ	6982
	5-مستدرک حاکم	علم کا بیان	علم کا بیان	349
حدیث 110	1-مسلم	مقدمہ	جھوٹی حدیث بیان کی ممانعت	4
	2-مسلم	آداب کا بیان	ابوالقاسم کنیت رکھنے کی ممانعت	3981
	3-مسلم	خواب کا بیان	حدیث جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا	4206
	4-مسلم	خواب کا بیان	حدیث جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا	4207
	5-ترمذی	رسول اکرم کا خواب	خواب کی تعبیر بیان کرنا	2206
	6-ابوداؤد	آداب کا بیان	ابوالقاسم کنیت رکھنے کا حکم	4314
	7-ابن ماجہ	آداب کا بیان	نبی اکرم کا سا نام اور کنیت ایک ساتھ رکھنا	3725

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	8-ابن ماجہ	خوابوں کی تعبیر	نبی اکرم کو خواب میں دیکھنا	3891
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	6871
	10-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7073
	11-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7218
	12-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7238
	13-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7333
	14-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	7403
	15-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	7761
	16-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	8152
	17-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	8732
	18-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	8768
	19-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	8948
	20-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9124
	21-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9226
	22-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9486
	23-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9514
	24-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9553
	25-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9587
	26-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9675
	27-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9697
	28-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9728
	29-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9801
	30-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	9977
	31-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	10077
	32-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	10218
	33-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	10308
	34-ابو یعلی	مسند انس	ثابت البنانی کی روایات	3285
حدیث 111	1-مسلم	آزادی کا بیان	آزاد شخص کو غلام بنانا حرام ہے	2774
	2-ترمذی	دیت کے بارے میں احادیث	مسلمانوں کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا	1332
	3-ترمذی	ولایت اور ہبہ کے احکام	جو شخص غلام نہ ہو اسے غلام بنانا	2053
	4-نسائی	قسامت کا بیان	آزاد لوگوں اور غلاموں کے قصاص کے احکام	4653
	5-نسائی		مسلمانوں کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا	4663
	6-نسائی		مسلمانوں کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا	4664
	7-نسائی		مسلمانوں کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا	4665
	8-ابوداؤد	دیت کے احکام	مسلمانوں کو کافر کے بدلے میں قتل کرنے کا حکم	3927
	9-ابن ماجہ	دیت کے احکام	مسلمانوں کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا	2648
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	565
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	743

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	759
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	832
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	908
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	913
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	944
	10-دارمی	دیت کے احکام	مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا	2250
	11-ابویعلی	مسند علی بن ابوطالب	مسند علی بن ابوطالب	451
	12-مصنف عبدالرزاق	دیت کا بیان	ذمی کے بدلے میں مسلمان کی دیت	18508
	13-سنن بیہقی	نفقات کا بیان	قصاص کے احکام	16335
حدیث 112	1-مسلم	حج کا بیان	مکہ کی حرمت کا بیان	2414
	2-مسلم	حج کا بیان	مکہ کی حرمت کا بیان	2415
	3-ابوداؤد	مناسک کا بیان	مکہ کی حرمت کا بیان	1725
	4-ابوداؤد	علم کا بیان	علمی بات تحریر کرنا	3164
	5-ابن ماجہ	دیت کے احکام	مقتول کے ورثاء کا اختیار	2614
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ کا بیان	6944
	7-دارمی	خرید وفروخت کے احکام	حج کے دوران گری ہوئی چیز اٹھانا منع ہے	2487
	8-سنن دارقطنی	حدود اور دیت کے احکام	حدود اور دیت کے احکام	60
	9-سنن بیہقی	نفقات کا بیان	قصاص میں اختیار کا بیان	16470
حدیث 113	1-ترمذی	نبی اکرم کا علم	رخصت کے احکام	2592
	2-ترمذی	مناقب کا بیان	حضرت ابوہریرہ کے مناقب	3772
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7084
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	8863
	5-دارمی	مقدمہ	علمی بات تحریر کرنے کی رخصت	483
	6-مستدرک حاکم	علم کا بیان	علم کا بیان	357
	7-مصنف عبدالرزاق	علم کا بیان	علم کا بیان	20489
	8-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	مناقب صحابہ	7152
حدیث 114	1-مسلم	وصیت کے احکام	وصیت ترک کرنا	3089
	2-مسلم	وصیت کے احکام	وصیت ترک کرنا	3090
	3-مسلم	وصیت کے احکام	وصیت ترک کرنا	3091
	4-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1834
	5-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2544
	6-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2835
	7-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2945
	8-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3165
	9-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	نبی اکرم ﷺ کے مرض کا بیان	6597
	10-مصنف عبدالرزاق	غزوات کا بیان	نبی اکرم ﷺ کے مرض کی ابتداء	9757
حدیث 115	1-ترمذی	فتنوں کا بیان	فتنوں کے بارے میں پیشین گوئیاں	2122
	2-احمد	بقیہ مسند انصار	حضرت ام سلمہ کی احادیث	25334

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-مالک	جامع	عورتوں کیلئے کس طرح کا لباس پہننا مکروہ ہے	1422
	4-صحیح ابن حبان	رقائق کا بیان	فقر زہد اور قناعت	691
	5-مستدرک حاکم	فتنوں کا بیان	فتنوں کا بیان	8552
	6-مصنف عبدالرزاق	علم کا بیان	فتنوں کا بیان	20748
	7-شعب الایمان	ایمان کا ۲۱واں شعبہ	اذان واقامت کی فضیلت	3085
	8-شعب الایمان	ایمان کا ۷۱واں شعبہ	زہد کا بیان	10489
	9-ابویعلیٰ	مسند اُم سلمہؓ	مسند اُم سلمہؓ	6988
حدیث116	1-مسلم	صحابہ کے فضائل	نبی اکرم کی حدیث کی تشریح	4605
	2-ترمذی	فتنوں کا بیان	ابن صائد کا تذکرہ	2177
	3-ابوداؤد	ملاحم	قیامت قائم ہونے کا بیان	3784
	4-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر کا بقیہ حصہ	5360
	5-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر کا بقیہ حصہ	5755
	6-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر کا بقیہ حصہ	5873
	7-سنن بیہقی	نماز کا بیان	عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے	2173
	8-مصنف عبدالرزاق	علم کا بیان	ایک صدی	20534
	9-صحیح ابن حبان	جنازے کا بیان	مریض سے متعلق احکامات	2989
حدیث117	1-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1274
	2-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1275
	3-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1276
	4-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1277
	5-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1278
	6-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1279
	7-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1280
	8-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1281
	9-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1282
	10-ترمذی	نماز کا بیان	کسی کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا	215
	11-ترمذی	نماز کا بیان	نبی اکرم کے رات کے نوافل	405
	12-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	نیند سے بیدار ہونے کے بعد وضو کرنا	438
	13-نسائی	امامت کا بیان	اگر مقتدی بچہ ہو تو امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کا طریقہ	797
	14-نسائی	تطبیق کا بیان	سجدے کے دوران دعا مانگنا	1109
	15-نسائی	رات کا قیام	نوافل کا آغاز کس طرح کیا جائے	1602
	16-ابوداؤد	طہارت کا بیان	رات کے نوافل سے پہلے مسواک کرنا	53
	17-ابوداؤد	نماز کا بیان	دو باجماعت نماز پڑھنے والے کس طرح کھڑے ہوں	516
	18-ابوداؤد	نماز کا بیان	رات کے نوافل کا بیان	1148
	19-ابوداؤد	نماز کا بیان	رات کے نوافل کا بیان	1149
	20-ابوداؤد	نماز کا بیان	رات کے نوافل	1150
	21-ابوداؤد	نماز کا بیان	رات کے نوافل	1151
	22-ابوداؤد	نماز کا بیان	رات کے نوافل	1157

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	23-ابوداؤد	نماز کا بیان	رات کے نوافل	1158
	24-ابوداؤد	ادب کا بیان	سوتے وقت وضو کرنا	1160
	25-ابوداؤد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	4386
	26-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1812
	27-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1915
	28-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2056
	29-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2133
	30-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2211
	31-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2288
	32-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2358
	33-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2428
	34-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3003
	35-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3026
	36-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3101
	37-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3131
	38-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3153
	39-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3187
	40-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3206
	41-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3299
	42-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3310
	43-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3322
	44-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3360
	45-دارمی	نماز کے احکام	اگر ایک مقتدی ہوتو وہ کہاں کھڑا ہو	1227
	46-سنن بیہقی	نماز کا بیان	عشاء کے بعد چار نوافل پڑھنا	4609
	47-سنن بیہقی	نماز کا بیان	تین یا پانچ وتر پڑھنا	4910
حدیث 118	1-مسلم	صحابہ کے فضائل	حضرت ابو ہریرہ کی فضائل	4547
	2-مسلم	صحابہ کے فضائل	حضرت ابو ہریرہ کی فضائل	4549
	3-ابن ماجہ	مقدمہ	اگر کسی شخص سے کوئی علمی بات پوچھی جائے اور وہ اسے چھپائے	258
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	6976
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7380
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	8057
	7-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	مناقب صحابہ	7153
	8-مستدرک حاکم	تفسیر کا بیان	سورۃ بقرہ کی تفسیر	3704
حدیث 119	1-مسلم	صحابہ کے فضائل	حضرت ابو ہریرہ کے فضائل	4547
	2-مسلم	صحابہ کے فضائل	حضرت ابو ہریرہ کے فضائل	4549
	3-ابن ماجہ	مقدمہ	اگر کسی شخص سے کوئی علمی بات پوچھی جائے اور وہ اسے چھپائے	258
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	5976
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7380

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث 120	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ کا بقیہ حصہ	8057
حدیث 121			اس حدیث کو صرف امام بخاری نے نقل کیا ہے	
	1-مسلم	ایمان کا بیان	نبی اکرم کے فرمان کی تشریح	98
	2-نسائی	خون کی حرمت	قتل کی حرمت کا بیان	4067
	3-ابن ماجہ	فتنوں کا بیان	میرے بعد زمانہ کفر کی طرح قتل و غارت شروع نہ کر دینا	3932
	4-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت جریر بن عبداللہ کی روایات	18376
	5-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت جریر بن عبداللہ کی روایات	18420
	6-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت جریر بن عبداللہ کی روایات	18458
	7-دارمی	مناسک کا بیان	مسلمان کی حرمت کا بیان	1840
	8-صحیح ابن حبان	رہن کا بیان	فتنوں کا بیان	5940
	9-صحیح ابن حبان	ایمان کا بیان	فرض ایمان	187
	10-مستدرک حاکم	صحابہ کرام کی معرفت	حجر بن عدی کے مناقب کا بیان	5982
	11-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	5326
	12-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	5586
	13-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	5592
	14-بحر زخار	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	(عبدالملک بن عمیر کی روایات)	2020
	15-المعجم الصغیر	حاء سے شروع ہونے والے نام	(حاتم نامی راوی کی روایات)	428
	16-سنن بیہقی	حج کے احکام	(یوم نحر کو خطبہ دینا)	9703
حدیث 122	1-مسلم	فضائل کا بیان	حضرت خضر کے فضائل	4385
	2-مسلم	فضائل کا بیان	حضرت خضر کے فضائل	4386
	3-مسلم	فضائل کا بیان	حضرت خضر کے فضائل	4387
	4-مسلم	فضائل کا بیان	حضرت خضر کے فضائل	4388
	5-ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورۂ کہف کی تفصیل	3074
	6-احمد	مسند انصار	حضرت عبداللہ بن عباس کی روایات	20192
	7-احمد	مسند انصار	حضرت عبداللہ بن عباس کی روایات	20197
حدیث 123	1-مسلم	امارت کا بیان	اللہ کی رضا کیلئے جنگ کرنا	3524
	2-مسلم	امارت کا بیان	اللہ کی رضا کیلئے جنگ کرنا	3525
	3-مسلم	امارت کا بیان	اللہ کی رضا کیلئے جنگ کرنا	3526
	4-ترمذی	جہاد کے فضائل	ریاکاری کے لئے جنگ کرنا	1570
	5-نسائی	جہاد کے فضائل	اللہ کی رضا کیلئے جنگ کرنا	3085
	6-ابوداؤد	جہاد کے فضائل	اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے جنگ کرنا	7156
	7-ابن ماجہ	جہاد کے فضائل	جنگ کی نیت کیا ہو گی	2773
	8-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایات	18673
	9-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایات	18742
	10-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایات	18771
	11-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایات	18805
	12-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایات	18905
	13-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	753

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	14-صحیح ابن حبان	سیر کے احکام	جہاد فضیلت	4636
	15-المستدرک	جہاد کا بیان	جہاد کے احکام	2520
	16-مصنف عبدالرزاق	جہاد کا بیان	شہید کے احکام	9567
	17-سنن بیہقی	سیر کے احکام	جہاد کی نیت	19055
	18-سنن بیہقی	سیر کے احکام	جہاد کی نیت	19056
حدیث124	1-مسلم	حج کا بیان	قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوانا	2301
	2-مسلم	حج کا بیان	قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوانا	2302
	3-مسلم	حج کا بیان	قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوانا	2303
	4-مسلم	حج کا بیان	قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوانا	2304
	5-مسلم	حج کا بیان	قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوانا	2305
	6-ترمذی	نبی اکرم کا حج	قربانی سے پہلے سر منڈوانے کے بارے میں روایات	839
	7-ابوداؤد	مناسک کا بیان	حج کے دوران کسی رکن کو مقدم یا مؤخر کرنا	1722
	8-ابن ماجہ	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم کرنا	3042
	9-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو	6196
	10-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو	6509
	11-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو	6593
	12-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو	6663
	13-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمرو	6736
	14-مالک	حج کا بیان	حج کے بارے میں احادیث	837
	15-دارمی	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم یا مؤخر کرنا	1828
	16-دارمی	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم یا مؤخر کرنا	1829
حدیث124	1-سنن دار قطنی	حج کا بیان	مواقیت حج	71
	2-البحر الزخار	مسند عبداللہ بن عمرو	عبداللہ بن عمرو کی احادیث	2418
	3-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	حلق اور ذبح کا احکام	3877
	4-سنن دار قطنی	حج کا بیان	مواقیت حج	72
	5-سنن دار قطنی	حج کا بیان	مواقیت حج	68
	6-سنن دار قطنی	حج کا بیان	مواقیت حج	78
	7-سنن دار قطنی	حج کا بیان	مواقیت حج	74
	8-سنن دار قطنی	حج کا بیان	مواقیت حج	75
	9-سنن دار قطنی	حج کا بیان	مواقیت حج	69
	10-ابویعلی	مسند علی بن ابوطالب	مسند علی بن ابوطالب	312
	11-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	کسی ایک منسک کو مقدم کر دینا	2949
	12-ابن جبان	حج کا بیان	حلق اور ذبح کے احکام	3878
	13-سنن بیہقی	حج کا بیان	حج کے اعمال میں تقدیم و تاخیر	9711
حدیث125	1-مسلم	قیامت، جنت و جہنم کی صفات	یہودیوں کا روح کے بارے میں سوال کرنا	5002
	2-ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورہ بنی اسرائیل کی تفصیل	3066
	3-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3505
	4-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3703

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	4027
	6-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث لکھنے سے روکنا	98
	7-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5390
	8-البحرالزخار	مسند عبداللہ بن مسعود	علقمہ کی روایات	1529
حدیث 126	1-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	2367
	2-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	2368
	3-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	2369
	4-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	2370
	5-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	2371
	6-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	2372
	7-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	2373
	8-مسلم	حج کا بیان	کعبہ کی دیواریں اور دروازہ	2374
	9-ترمذی	نبی اکرم کا حج	کعبہ کے ٹوٹنے کا ذکر	801
	10-نسائی	مناسک حج	کعبہ کی بنیاد	2851
	11-نسائی	مناسک حج	کعبہ کی بنیاد	2853
	12-نسائی	مناسک حج	کعبہ کی بنیاد	2854
	13-نسائی	مناسک حج	حطیم کا بیان	2861
	14-ابوداؤد	مناسک حج	حطیم میں نماز پڑھنا	1733
	15-ابن ماجہ	مناسک حج	طواف حطیم سے باہر	2946
	16-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	23162
	17-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	23248
	18-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	23475
	19-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	23568
	20-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	23683
	21-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	23897
	22-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	24266
	23-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	24290
	24-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	24836
	25-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	24905
	26-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	24955
	27-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	25055
	28-مالک	حج کا بیان	کعبہ کی تعمیر کا بیان	710
	29-دارمی	مناسک کا بیان	حطیم کعبہ کا حصہ ہے	1793
	30-دارمی	مناسک کا بیان	حطیم کعبہ کا حصہ ہے	1794
	31-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	مکہ میں داخل ہونا	3818
	32-المستدرک	مناسک کا بیان	مناسک کے احکام	1764
حدیث 127			اس روایت کو نقل کرنے میں امام بخاری منفرد ہیں	
حدیث 128	1-مسلم	ایمان کا بیان	توحید کے عقیدے پر مرنے والا جنت میں جائے گا	47

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11882
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12145
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	13071
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	13245
	6-احمد	مسند انصار	معاذ بن جبل کی روایت	20987
	7-شعب الایمان	ایمان کا دوسرا شعبہ	رسولوں پر ایمان	
	8-صحیح ابن حبان	بھلائی اور احسان کا بیان	اطاعت اور اس کا ثواب	
	9-ابویعلی	مسند انس بن مالک	عبدالعزیز بن صہیب کی روایات	
	10-ابویعلی	مسند انس بن مالک	ابوعمران الجونی کی روایات	
حدیث129	1-مسلم	ایمان کا بیان	توحید کے عقیدے پر مرنے والا جنت میں جائے گا	47
	2-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سیدانس بن مالک	11882
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	سیدانس بن مالک	12145
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس کا بقیہ حصہ	13071
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس کا بقیہ حصہ	13245
	6-احمد	مسند انصار	معاذ بن جبل کی روایات	20987
حدیث130	1-مسلم	حیض کا بیان	خروج منی سے عورت پر غسل کا وجوب	471
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	عورت کے احتلام کا حکم	113
	3-نسائی	طہارت کا بیان	عورت کے احتلام کا حکم	195
	4-نسائی	طہارت کا بیان	عورت کے احتلام کا حکم	196
	5-نسائی	طہارت کا بیان	عورت کے احتلام کا حکم	197
	6-ابن ماجہ	مسنون طہارت	عورت کے احتلام کا حکم	592
	7-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ ام سلمہ کی روایات	25295
	8-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ ام سلمہ کی روایات	25367
	9-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ ام سلمہ کی روایات	25397
	10-احمد	بقیہ مسند انصار	حضرت ام سلیم کی احادیث	25865
	11-مالک	طہارت کا بیان	احتلام کے بعد غسل کرنا عورت پر واجب ہے	106
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عورت کا احتلام	813
	13-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کے احکام	1167
	14-ابویعلی	مسند ام سلمہ	مسند ام سلمہ	6895
حدیث131			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث132	1-مسلم	حیض کا بیان	مذی کے احکام	458
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	منی اور مذی کے احکام	106
	3-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کس طرح ٹوٹتا ہے	152
	4-نسائی	طہارت کا بیان	منی کی وجہ سے غسل واجب ہے	193
	5-نسائی	طہارت کا بیان	منی کی وجہ سے غسل واجب ہے	194
	6-نسائی	غسل وتیمم کا بیان	مذی سے وضو لازم ہوتا ہے	431
	7-نسائی	غسل وتیمم کا بیان	مذی سے وضو لازم ہوتا ہے	432
	8-نسائی	غسل وتیمم کا بیان	مذی سے وضو لازم ہوتا ہے	433

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	9-نسائی	غسل وتیمم کا بیان	مذی سے وضو لازم ہوتا ہے	434
	10-نسائی	غسل وتیمم کا بیان	مذی سے وضو لازم ہوتا ہے	435
	11-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مذی کے احکام	178
	12-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مذی کے احکام	179
	13-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	572
	14-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	584
	15-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	626
	16-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	770
	17-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	806
	18-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	814
	19-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	826
	20-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	848
	21-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	930
	22-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	960
	23-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	976
	24-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	1018
	25-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	1121
	26-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند علی بن ابو طالب	1174
	27-مالک	طہارت کا بیان	مذی کی وجہ سے وضو لازم ہوتا ہے	76
حدیث 132	1-سنن بیہقی	نماز کا بیان	کپڑوں پر مذی لگنے کا حکم	4231
	2-سنن بیہقی	نماز کا بیان	کپڑوں پر مذی لگنے کا حکم	4230
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مذی اور ودی سے غسل واجب نہیں ہوتا	1711
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	منی کے خروج سے غسل واجب ہوتا	821
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مذی اور ودی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	811
	6-سنن بیہقی	مسند علی	حسین بن قبیصہ	563
	7-بحر زخار	مسند علی	مسند علی	803
	8-مسند ابو یعلی	مسند علی	مسند علی	458
	9-مسند ابو یعلی	مسند علی	شرم گاہ کو دھونا	457
	10-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	مذی کو دھونا	23
	11-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	مذی سے وضو لازم آتا ہے	20
	12-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	محمد بن حنفیہ کی روایات	18
	13-بحر زخار	مسند علی	مذی سے وضو کا وجوب	659
	14-صحیح ابن خزیمہ	کتاب الوضو	مسند علی	19
	15-ابو یعلی	مسند علی	نواقض وضو	314
	16-صحیح ابن حبان	مسند علی	مذی کے احکام	1106
	17-مصنف عبد الرزاق	طہارت کا بیان	مذی اور ودی سے وضو لازم آتا ہے	650
	18-سنن بیہقی	طہارت کا بیان		562
حدیث 133	1-ترمذی	نبی اکرم کا حج	مواقیت احرام کا بیان	761

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-نسائی	نبی اکرم کا حج	اہل مدینہ کا میقات	2603
	3-نسائی	نبی اکرم کا حج	اہل شام کا میقات	2604
	4-نسائی	نبی اکرم کا حج	اہل نجد کا میقات	2607
	5-ابوداؤد	مناسک کا بیان	مواقیت کا بیان	1476
	6-ابن ماجہ	مناسک کا بیان	تمام مواقیت	2905
	7-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4223
	8-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4327
	9-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4356
	10-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4815
	11-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4826
	12-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4843
	13-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4865
	14-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4925
	15-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5071
	16-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5235
	17-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5273
	18-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5589
	19-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5866
	20-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5916
	21-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5975
	22-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	6101
	23-مالک	حج کا بیان	مواقیت ہلال	640
	24-مالک	حج کا بیان	مواقیت ہلال	641
	25-دارمی	مناسک کا بیان	حج کے مواقیت	1723
	26-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	حج کی مواقیت	3761
	27-مسند ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5475
	28-مسند ابویعلی	مسند عبداللہ بن عمر	مسند عبداللہ بن عمر	5803
	29-سنن بیہقی	حج کا بیان	اہل مدینہ وشام کا میقات	8988
	30-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	مواقیت حج	3759
	31-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	مواقیت حج	3760
	32-سنن بیہقی	حج کا بیان	اہل مدینہ وشام کا میقات	8987
	33-صحیح ابن خزیمہ	مناسک حج کا بیان	احرام باندھے بغیر میقات عبور کرنا مکروہ ہے	2593
حدیث 134	1-مسلم	حج کا بیان	محرم کیلئے کیا جائز ہے؟	2012
	2-مسلم	حج کا بیان	محرم کیلئے کیا جائز ہے؟	2013
	3-مسلم	حج کا بیان	محرم کیلئے کیا جائز ہے؟	2014
	4-ترمذی	نبی اکرم کا حج	محرم کیلئے کیا پہننا جائز نہیں ہے؟	763
	5-نسائی	مناسک حج	محرم رنگین کپڑے نہ پہنے	2618
	6-نسائی	مناسک حج	محرم رنگین کپڑے نہ پہنے	2619

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
7	نسائی	مناسک حج	محرم قمیص نہ پہنے	2621
8	نسائی	مناسک حج	حالت احرام میں ٹوپی پہننا منع ہے	2626
9	نسائی	مناسک حج	حالت احرام میں ٹوپی پہننا منع ہے	2627
10	نسائی	مناسک حج	موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ دیا جائے	2632
11	نسائی	مناسک حج	عورت احرام میں نقاب نہ کرے	2633
12	ابوداؤد	مناسک حج	محرم کیا پہنیں	1554
13	ابن ماجہ	مناسک حج	محرم کس طرح کے کپڑے پہنیں	2970
14	ابن ماجہ	مناسک حج	محرم پاجامہ اور موزے کب پہن سکتا ہے	2923
15	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4222
16	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4252
17	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4310
18	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4510
19	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4603
20	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4638
21	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4664
22	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4761
23	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4831
24	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4860
25	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4885
26	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4919
27	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4946
28	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4992
29	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5056
30	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5073
31	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5170
32	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5215
33	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5269
34	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5238
35	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5731
36	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5964
37	احمد	مکثر ین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5984
38	مالک	حج کا بیان	حالت احرام میں کس طرح کا لباس پہننا منع ہے	624
39	مالک	حج کا بیان	حالت احرام میں رنگین کپڑا پہننا	625
40	دارمی	مناسک کا بیان	محرم کس طرح کا لباس پہن سکتا ہے	1730
41	دارمی	مناسک کا بیان	محرم کس طرح کا لباس پہن سکتا ہے	1732
42	سنن دار قطنی	حج کا بیان	حج کے احکام	63
43	ابو یعلی	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	5533
44	ابو یعلی	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	مسند عبداللہ بن مسعودؓ	5425

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	45-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	احرام کے احکام	3784
	46-ابویعلی	مسند عبداللہ بن عمر	مسند عبداللہ بن عمر	5812
		کتاب الوضوء		
حدیث 135	1-مسلم	طہارت کا بیان	نماز کیلئے وضو لازم ہے	330
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	ہوا سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	71
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	55
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7732
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7875
حدیث 135	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	نواقض وضو	573
	2-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	حدث سے وضو لازم ہوتا ہے	530
	3-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان		11
	4-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	نماز کا انتظار	2211
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مکمل وضو کرنا	769
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	فرض نماز کے لئے وضو ضروری ہے	1123
	7-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے	3469
حدیث 136	1-مسلم	طہارت کا بیان	وضو میں غرہ و تحجیل کو طول دینے کا استحباب	362
	2-مسلم	طہارت کا بیان	وضو میں غرہ و تحجیل کو طول دینے کا استحباب	363
	3-ابن ماجہ	زہد کا بیان	حوض کوثر کا ذکر	4296
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ کا بقیہ حصہ	8061
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ کا بقیہ حصہ	8386
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ کا بقیہ حصہ	8828
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ کا بقیہ حصہ	10360
	8-مالک	طہارت کا بیان	وضو کے بارے میں احکام	53
حدیث 136	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جسم پر پانی بہانا مستحب ہے	259
	2-شعب الایمان	ایمان کا ۲۰ واں شعبہ	وضو کی فضیلت	2742
	3-ابویعلی	مسند ابوہریرہ	شہر بن حوشب کی روایات	6140
	4-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کی فضیلت	1049
	5-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	اُمت محمدیہ کی فضیلت	7241
	6-شعب الایمان	ایمان کا ۲۰ واں شعبہ	وضو کی فضیلت	2746
حدیث 137	1-مسلم	حیض کا بیان	طہارت ختم ہونے میں شک کافی نہیں	540
	2-نسائی	طہارت کا بیان	ہوا کے خروج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	160
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	اگر وضو ٹوٹنے کے بارے میں شک ہو	150
	4-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	صرف حدث کی وجہ سے وضو ٹوٹتا ہے	506
	5-احمد	اہل مدینہ کی مسند	حضرت عبداللہ بن زید کی روایات	15847
حدیث 137	1-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	وضو صرف یقین سے واجب ہوتا ہے	25
	2-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	نمازی کو وضو ٹوٹنے کا شک ہونا	1018
	3-ابویعلی	مسند ابوسعید خدری	مسند ابوسعید خدری	1249
	4-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹنے کا شک ہونا	538

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹنے کا شک ہونا	538
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	نماز کے دوران پانی مل جانا	باب
	7-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹ جانا	3464
	8-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹ جانا	3466
	9-سنن بیہقی	خلع وطلاق کا بیان	طلاق میں شک کا حکم	15519
	10-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	نواقض وضو	24
	11-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	وضو کے بارے میں احادیث	28
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	نواقض وضو	557
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	نواقض وضو	275
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا	770
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا	771
	16-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹ جانا	3465
	17-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹ جانا	3467
	18-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضو ٹوٹنے کا شک ہونا	533
	19-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	نماز میں سہو کا صدور	3463
	20-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	سجدہ سہو کے احکام	2666
حدیث 138	1-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1274
	2-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1275
	3-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1276
	4-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1277
	5-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1278
	6-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1279
	7-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1280
	8-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	12821
	9-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1282
	10-ترمذی	نماز کا بیان	ایک شخص کی ہمراہی میں نماز پڑھنا	215
	11-ترمذی	نماز کا بیان	نبی اکرم کے رات کے نوافل	405
	12-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	سونے سے پہلے وضو کرنا	438
	13-نسائی	امامت کا بیان	امام اور بچہ مقتدی کس طرح کھڑے ہوں	797
	14-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3206
	15-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3299
	16-مالک	اذان کا بیان	نبی اکرم کی وتر کی نماز	245
	17-دارمی	نماز کے احکام	اگر ایک مقتدی ہو تو وہ کہاں کھڑا ہو	1227
	18-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مسجد میں سونا	604
حدیث 139	1-مسلم	حج کا بیان	رمی تک تلبیہ پڑھنا مستحب ہے	2245
	2-مسلم	حج کا بیان	رمی تک تلبیہ پڑھنا مستحب ہے	2246
	3-مسلم	حج کا بیان	رمی تک تلبیہ پڑھنا مستحب ہے	2247
	4-مسلم	حج کا بیان	عرفات سے مزدلفہ منتقلی	257

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-مسلم	حج کا بیان	عرفات سے مزدلفہ منتقلی	2258
	6-مسلم	حج کا بیان	عرفات سے مزدلفہ منتقلی	2259
	7-مسلم	حج کا بیان	عرفات سے مزدلفہ منتقلی	2260
	8-مسلم	حج کا بیان	عرفات سے مزدلفہ منتقلی	2261
	9-نسائی	مواقیت کا بیان	مغرب اور عشاء کو کس طرح اکٹھا پڑھا جائے	605
	10-نسائی	حج کے مناسک	عرفات سے واپسی پر سواری سے اترنا	2974
	11-نسائی	حج کے مناسک	عرفات سے واپسی پر سواری سے اترنا	2975
	12-نسائی	حج کے مناسک	رمی کے وقت تلبیہ نہ پڑھیں	3005
	13-نسائی	حج کے مناسک	رمی کے وقت تلبیہ نہ پڑھیں	3006
	14-نسائی	حج کے مناسک	رمی کے وقت تلبیہ نہ پڑھیں	3030
	15-نسائی	حج کے مناسک	عرفات سے واپسی	3031
	16-نسائی	حج کے مناسک	عرفات سے واپسی	3032
	17-ابوداؤد	حج کے مناسک	حاجی کب تلبیہ نہ پڑھے	1641
	18-ابوداؤد	حج کے مناسک	حاجی کب تلبیہ نہ پڑھے	1644
	19-ابن ماجہ	حج کے مناسک	حاجی کب تلبیہ نہ پڑھے	3030
	20-ابن ماجہ	مناسک کا بیان	حاجی تلبیہ کہنا کب ختم کرے	3031
	21-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1882
	22-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2301
	23-احمد	مسند انصار	حضرت اسامہ بن زید کی روایت	20747
	24-احمد	مسند انصار	حضرت اسامہ بن زید کی روایت	20761
	25-احمد	مسند انصار	حضرت اسامہ بن زید کی روایت	20804
	26-مالک	حج کا بیان	محصور حاجی کے احکام	797
	27-دارمی	مناسک کا بیان	دو نمازیں اکٹھی پڑھنا	1806
	28-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	دو نمازوں کو جمع کرنا	1954
	29-سنن بیہقی	حج کا بیان	حج کے احکام	9584
	30-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	عرفہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنا	3857
حدیث 140	1-نسائی	طہارت کا بیان	کانوں کا مسح کرنا	100
	2-نسائی	طہارت کا بیان	سر کے ہمراہ کانوں کا مسح کرنا	101
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	118
	4-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	ایک چلو کے ذریعے کلی کرنا	397
	5-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2291
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	چہرے کا دھونا	244
	7-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آیت وضو کی قرأت	344
حدیث 141	1-مسلم	نکاح کا بیان	صحبت کے وقت کیا دعا پڑھی جائے	2591
	2-ترمذی	نبی اکرم کا نکاح	صحبت کے وقت کیا دعا پڑھی جائے	1012
	3-ابوداؤد	نکاح کا بیان	نکاح کے احکام	1846
	4-ابن ماجہ	نکاح کا بیان	صحبت کے وقت کیا دعا پڑھی جائے	1909
	5-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1770

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	6-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1809
	7-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2069
	8-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2424
	9-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2466
	10-دارمی	نکاح کا بیان	صحبت کے وقت کی دعا	2115
	11-مصنف عبدالرزاق	نکاح کا بیان	جماع کے وقت بات کرنا	10466
	13-صحیح ابن حبان	تعویذ کے احکام	دعائیں	983
	14-مصنف عبدالرزاق	نکاح کا بیان	جماع کے وقت بات کرنا	10465
	15-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	صحبت کے وقت کیا پڑھنا چاہیے	14154
حدیث142	1-مسلم	حیض کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا	563
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا	5
	3-ترمذی	طہارت کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا	6
	4-نسائی	طہارت کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا	19
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا	4
	6-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا	292
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11509
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11545
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	13488
	10-دارمی	طہارت کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا	667
حدیث142	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بیت الخلاء میں داخلے کی دعا،	455
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1407
	3-المعجم الصغیر	م سے شروع ہونے والے نام	محمد نامی راویوں کی روایات	889
	4-ابویعلی	مسند انس بن مالک	عبدالعزیز بن صہیب کی روایات	3902
	5-ابویعلی	مسند انس بن مالک	عبدالعزیز بن صہیب کی روایات	3914
	6-ابویعلی	مسند انس بن مالک	عبدالعزیز بن صہیب کی روایات	3931
	7-ابویعلی	مسند انس بن مالک	عبدالعزیز بن صہیب کی روایات	3940
	8-مصنف عبدالرزاق	مغازی کا بیان	اصحاب کہف	9752
	9-الادب المفرد	نبی اکرم کی دعائیں	نبی اکرم کی دعائیں	713
حدیث143	1-مسلم	صحابہ کے فضائل	حضرت عبداللہ بن عباس کے فضائل	4526
	1-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	مناقب صحابہ	7053
	2-ابویعلی	مسند ابن عباس	مسند ابن عباس	2553
	3-صحیح ابن حبان	مناقب صحابہ	مناقب صحابہ	7055
	4-مستدرک حاکم	معرفت صحابہ	حضرت عبداللہ بن عباس کا تذکرہ	6280
حدیث144	1-مسلم	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	388
	2-نسائی	طہارت کا بیان	رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا منع ہے	21
	3-نسائی	طہارت کا بیان	رفع حاجت کے وقت (مدینہ میں) مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا جائے	22
	4-ابوداؤد	طہارت کا بیان	قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے	8

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا منع ہے	314
	6-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوایوب انصاری کی احادیث	22414
	7-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوایوب انصاری کی احادیث	22424
	8-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوایوب انصاری کی احادیث	22457
	9-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوایوب انصاری کی احادیث	22474
	10-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حکم	1416
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	رخصت کا حکم	445
	12-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حکم	1440
	13-ابویعلی	مسند عبداللہ بن عمر	پاکیزگی کا حکم	5741
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	قبلہ رخ کی ممانعت	433
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	قبلہ رخ کی ممانعت	435
	16-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	تین پتھروں سے استنجا کرنا واجب ہے	500
	17-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	استقبال قبلہ کا حکم	10
حدیث 145	1-مسلم	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	390
	2-نسائی	طہارت کا بیان	گھروں میں رخصت	23
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	استقبال قبلہ کی رخصت	11
	4-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	عمارت میں استقبال قبلہ کی رخصت	317
	5-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4749
	6-مالک	نماز کا بیان	استقبال قبلہ کی رخصت	408
	7-دارمی	طہارت کا بیان	استقبال قبلہ کی رخصت	665
حدیث 145	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمارت میں رُخصت کا حکم	438
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1421
	3-سنن بیہقی	نماز کا بیان	پاؤں کو کشادہ رکھنا	2774
	4-ابویعلی	مسند عبداللہ بن عمر	مسند عبداللہ بن عمر	5741
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمارت میں رُخصت کا حکم	440
حدیث 146	1-مسلم	سلام کا بیان	عورتوں کا قضائے حاجت کیلئے جانا	4035
	2-احمد	انصار کی بقیہ مسند	سیدہ عائشہ کی احادیث	23155
	3-احمد	انصار کی بقیہ مسند	مسند عائشہ کا بقیہ حصہ	24682
	4-احمد	انصار کی بقیہ مسند	مسند عائشہ کا بقیہ حصہ	25126
	5-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	آیت حجاب کا شان نزول	13793
	6-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	آیت حجاب کا شان نزول	13791
حدیث 149	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1421
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمارت میں رُخصت کا حکم	438
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمارت میں رخصت کا حکم	440
	4-ابویعلی	مسند عبداللہ بن عمر	مسند عبداللہ بن عمر	5741
حدیث 150	1-مسلم	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	399
	2-مسلم	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	400
	3-نسائی	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	45

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	4-ابوداؤد	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	39
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11657
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12293
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس کا بقیہ حصہ	12636
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس کا بقیہ حصہ	13221
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس کا بقیہ حصہ	13515
	10-دارمی	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	672
	11-دارمی	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	674
حدیث150	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حکم	1442
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	86
	3-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	پانی کے ذریعے استنجاء کرنا	87
حدیث151	1-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	نبی اکرم ﷺ کا پانی کے ساتھ استنجاء کرنا	86
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	نبی اکرم ﷺ کا پانی کے ساتھ استنجاء کرنا	87
حدیث153	1-مسلم	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت	392
	2-مسلم	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت	393
	3-مسلم	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت	394
	4-مسلم	پینے کے احکام	برتن میں سانس لینا منع ہے	3780
	5-ترمذی	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے	15
	6-ترمذی	پینے کے احکام	برتن میں سانس لینا مکروہ ہے	1811
	7-نسائی	طہارت کا بیان	رفع حاجت کے وقت دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا منع ہے	24
	8-نسائی	طہارت کا بیان	رفع حاجت کے وقت دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا منع ہے	
	9-نسائی	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا منع ہے	47
	10-ابوداؤد	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا منع ہے	29
	11-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا اور استنجاء کرنا منع ہے	306
	12-احمد	کوفیوں کی مسند	حضرت ابوقتادہ انصاری کی روایات	18604
	13-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوقتادہ انصاری کی روایات	21484
	14-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوقتادہ انصاری کی روایات	21522
	15-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوقتادہ انصاری کی روایات	21584
	16-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت ابوقتادہ انصاری کی روایات	21595
	17-دارمی	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا منع ہے	671
	18-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کی ممانعت	78
	19-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کی ممانعت	79
	20-سنن بیہقی	تصادق کے احکام	پانی کے برتن میں سانس لینا مکروہ ہے	15020
	21-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے شرمگاہ نہ پکڑو	546
حدیث154	1-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت	79
	2-سنن بیہقی	تصادق کے احکام	برتن میں سانس لینے کی ممانعت	15020
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1474
	4-سنن بیہقی	وضو کا بیان	دائیں ہاتھ سے شرمگاہ نہ پکڑو	546

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دائیں ہاتھ سے شرمگاہ نہ پکڑو	68
حدیث155	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	استنجاء کے احکام	527
حدیث156	1-ترمذی	طہارت کا بیان	پتھر کے ذریعے استنجاء کرنا	17
	2-نسائی	طہارت کا بیان	پتھر کے ذریعے استنجاء کرنے کی رخصت	42
	3-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	پتھر کے ذریعے استنجاء کی اجازت	310
	4-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3502
	5-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3770
	6-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3850
	7-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	4069
	8-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	4203
	9-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5336
	10-سنن بیہقی	نماز کا بیان	بول اور روث کی نجاست	4245
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	استنجاء کے احکام	529
حدیث157	1-ترمذی	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنے کے بارے میں احادیث	40
	2-نسائی	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنا	79
	3-نسائی	طہارت کا بیان	کانوں کا مسح کرنا	100
	4-نسائی	طہارت کا بیان	سر کے ہمراہ کانوں کا مسح کرنا	101
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنا	119
	6-ابوداؤد	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنا	397
	7-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	ایک چلو کے ذریعے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	405
	8-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنے کے بارے میں احادیث	433
	9-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کانوں کا مسح کرنا	17911
	10-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1968
	11-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2291
	12-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2913
	13-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کا بقیہ حصہ	2947
	15-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس کا بقیہ حصہ	692
	16-دارمی	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنا	693
	17-دارمی	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنا	
	18-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5598
	19-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	وضو کا طریقہ	378
	20-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مکرر وضو کرنا	380
	21-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ	4
	22-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنا جائز ہے	171
	23-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	وضو کا طریقہ	124
	24-بحر زخار	مسند عمر بن خطاب	اسلم کی روایات	292
حدیث158	1-احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	حضرت عبداللہ بن زید کی احادیث	15836
	2-احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	حضرت عبداللہ بن زید کی احادیث	15857

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-دارمی	طہارت کا بیان	دو مرتبہ وضو کرنا	691
	4-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	فرض وضو	1094
	5-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دو مرتبہ وضو کرنا	170
	6-مستدرک حاکم	طہارت کا بیان	طہارت کے احکام	533
	7-ابویعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5598
	8-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	دو دفعہ وضو کرنے کا بیان	376
	9-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	دو دفعہ وضو کرنے کا بیان	377
	10-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	وضو میں تکرار	380
	11-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	نبی اکرم ﷺ کا وضو	4
	12-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	نبی اکرم ﷺ کا وضو	6
	13-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	تثلیث کی دلیل	9
	14-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	فرض وضو	1084
	15-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	فرض وضو	باب
	16-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دو مرتبہ وضو کرنا جائز ہے	باب
	17-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	بعض اعضاء کو طاق اور بعض کو جفت تعداد میں دھونا	173
حدیث 159	1-مسلم	طہارت کا بیان	کامل وضو کا طریقہ	331
	2-مسلم	طہارت کا بیان	کامل وضو کا طریقہ	332
	3-مسلم	طہارت کا بیان	وضو کی فضیلت	336
	4-نسائی	طہارت کا بیان	کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	83
	5-نسائی	طہارت کا بیان	کونسے ہاتھ کے ذریعے کلی کی جائے	84
	6-ابوداؤد	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	96
	7-ابوداؤد	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	97
	8-ابوداؤد	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	98
	9-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند عثمان بن عفان	442
	10-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند عثمان بن عفان	522
	11-دارمی	طہارت کا بیان	تین مرتبہ وضو کرنا	690
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	چہرے کو دو مرتبہ دھونا	245
حدیث 160	1-مسلم	طہارت کا بیان	ناک میں طاق تعداد میں پانی ڈالیں	350
	2-نسائی	طہارت کا بیان	ناک میں پانی ڈالنے کا حکم	87
	3-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا	403
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	6923
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	6999
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7140
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7405
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7818
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	8668
	10-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	8843
	11-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	9590

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	12-مالک	طہارت کا بیان	وضو کا طریقہ	30
	13-دارمی	طہارت کا بیان	ناک میں پانی ڈالنا	660
	14-دارمی	طہارت کا بیان	ناک میں پانی ڈالنا	697
	15-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1438
	16-المعجم الصغیر	الف سے شروع ہونیوالے نام	احمد نامی اساتذہ کی روایات	127
	17-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	طاق تعداد میں پتھر استعمال کرنا	75
	18-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1439
	19-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان	236
	20-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	طاق پتھر استعمال کرنا	507
	21-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1410
	22-المستدرک	طہارت کا بیان	طہارت کے احکام	561
	23-مصنف عبدالرزاق	عنقاری کا بیان	طاق تعداد	9803
	24-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	224
	25-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	طاق پتھر استعمال کرنا	509
حدیث 161	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	برتن میں داخل کرنے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا	202
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1439
	3-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	بیدار ہونے کے بعد ہاتھ دھونا	4
	4-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1063
حدیث 162	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا فرض ہے	321
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا فرض ہے	321
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا فرض ہے	323
	4-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	پاؤں دھونے میں احتیاط	166
	5-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1088
	6-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1055
	7-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	پاؤں دھونے میں احتیاط	161
	8-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	پاؤں دھونے میں احتیاط	162
	9-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا	62
	10-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا	63
	11-بحر زخار	مسند عبداللہ بن عمرو	حدیث عبداللہ بن عمرو	2362
حدیث 163	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1060
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	برتن میں ہاتھ داخل کرنا	221
	3-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	وضو اور نماز کا انکار	139
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	برتن میں ہاتھ داخل کرنا	218
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	چہرے کو بار بار دھونا	245
	6-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	نبی اکرم کا وضو	14
	7-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1058
	8-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	تین مرتبہ وضو کی فضیلت	3
	9-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر کا مسح	263

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	10-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بازو بار بار دھونا	255
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پاؤں بار بار دھونا	319
	12-شعب الایمان	ایمان کا ۲۰واں شعبہ	وضو کی فضیلت	2720
	13-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز میں خشوع وخضوع کا بیان	3611
حدیث 164	1-مسلم	طہارت کا بیان	مکمل پاؤں دھونا فرض ہے	357
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	ایڑیوں کے عذاب کی وعید	39
	3-نسائی	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا فرض ہے	109
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	6825
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7459
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	7482
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	8685
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	8897
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	8936
	10-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	9186
	11-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	9642
	12-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	9711
	13-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	9858
	14-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	10054
	15-دارمی	طہارت کا بیان	ایڑیوں کے عذاب کی وعید	701
	16-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا فرض ہے	323
	17-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	پاؤں دھونا	62
حدیث 165	1-مسلم	حج کا بیان	سواری پر چڑھتے وقت تلبیہ پڑھنا	2035
	2-مسلم	حج کا بیان	مکہ میں ثنیہ علیا سے داخل ہونا مستحب ہے	2203
	3-نسائی	طہارت کا بیان	جوتوں میں وضو کرنا	116
	4-ابوداؤد	نبی اکرم کا احرام باندھنا	نبی اکرم کا احرام باندھنا	1509
	5-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	مواقیت حج	3763
	6-سنن بیہقی	حج کا بیان	تلبیہ پڑھنا	9062
	7-سنن بیہقی	حج کا بیان	منیٰ جاتے وقت تلبیہ پڑھنا مستحب ہے	9016
حدیث 166	1-مسلم	جنازے کے احکام	میت کو غسل دینا	1557
	2-مسلم	جنازے کے احکام	میت کو غسل دینا	1561
	3-نسائی	جنازے کے احکام	میت کو دائیں طرف سے غسل دیا جائے	1861
	4-ابوداؤد	جنازے کے احکام	میت کو غسل دینے کا طریقہ	2735
	5-سنن بیہقی	جنازے کا بیان	میت کو وضو کروانا	6725
	6-صحیح ابن حبان	جنازے کا بیان	مریض کے احکام	3032
	7-سنن بیہقی	جنازے کا بیان	غسل کی ابتداء دائیں جانب سے کرنا	6726
حدیث 167	1-مسلم	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے وضو کرنا	395
	2-مسلم	طہارت کا بیان	دائیں ہاتھ سے وضو کرنا	396
	3-ترمذی	جمعہ کا بیان	دائیں ہاتھ سے وضو کرنا مستحب ہے	553

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	4-نسائی	غسل وتیمم کا بیان	دائیں طرف سے وضو کیا جائے	418
	5-نسائی	زینت کا بیان	دائیں طرف سے کنگھی کی جائے	5145
	6-ابوداؤد	لباس کا بیان	جوتا پہننے کے آداب	3611
	7-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	وضو میں دائیں طرف سے آغاز کرنا	395
	8-احمد	مسند انصار کا بقیہ حصہ	سیدہ عائشہ کی احادیث	23486
	9-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23841
	10-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23989
	11-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24157
	12-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24204
	13-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24369
	14-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24484
	15-احمد	بقیہ مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24581
	16-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	دائیں طرف سے آغاز مستحب ہے	10164
	17-شعب الایمان	ایمان کا ۴۰واں شعبہ	بالوں کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے	65466
حدیث 168	1-مسلم	فضائل کا بیان	نبی اکرم کے معجزات	4224
	2-مسلم	فضائل کا بیان	نبی اکرم کے معجزات	4225
	3-ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم کی نبوت کا اثبات	3564
	4-نسائی	طہارت کا بیان	برتن سے وضو کرنا	75
	5-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	معجزات کا بیان	6539
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	اگر وضو کے لئے پانی نہ ہو	949
حدیث 170	1-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا	77
	2-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11898
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12040
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12233
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12266
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12331
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12767
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12789
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	13105
	10-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	13567
	11-مالک	طہارت کا بیان	وضو کے احکام	57
حدیث 171	1-مسلم	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے کا حکم	418
	2-مسلم	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے کا حکم	419
	3-مسلم	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے کا حکم	420
	4-مسلم	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے کا حکم	421
	5-ترمذی	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے کا حکم	84
	6-نسائی	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے کا حکم	63
	7-نسائی	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے کا حکم	64

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	8-نسائی	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے پانی کو بہا دیا جائے	65
	9-نسائی	پانی کے احکام	کتے کے جوٹھے کا حکم	333
	10-نسائی	پانی کے احکام	برتن کو مٹی سے دھویا جائے	336
	11-نسائی	پانی کے احکام	برتن کو مٹی سے دھویا جائے	337
	12-ابوداؤد	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے سے وضو کرنا	65
	13-ابوداؤد	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے سے وضو کرنا	66
	14-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے برتن کو دھونا	357
	15-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے برتن کو دھونا	358
	16-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7043
	17-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7135
	18-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7286
	19-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7348
	20-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	7801
	21-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	8804
	22-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	9119
	23-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	9146
	24-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	9549
	25-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	9831
	26-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	9862
	27-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	9948
	28-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابو ہریرہ	10190
	29-مالک	طہارت	وضو کے احکام	60
	30-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کتے کے جوٹھے برتن کو دھونا	1182
	31-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	کتے کا برتن میں منہ ڈالنا	335
	32-المعجم الصغیر	الف سے شروع ہونے والے نام	ابراہیم نامی راویوں کی روایات	256
	33-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پانی میں داخل	1188
	34-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بلی کا جوٹھا	1217
	35-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	کتے کا برتن میں منہ ڈالنا	1
	36-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	کتے کا برتن میں منہ ڈالنا	12
	37-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	جھیل کا پانی	1294
	38-صحیح ابن حبان	جھیل کا پانی	جھیل کا پانی	1296
	39-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	کتے کے جوٹھے برتن کو دھونا	97
	40-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	کتے کے جوٹھے پانی کو بہا دینا	98
	41-مصنف عبدالرزاق	مناسک کا بیان	تربیت یافتہ کتے کا شکار	8515
	42-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کتے اور سور کی کھال کا استعمال ممنوع ہے	58
	43-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کتے کا جوٹھا نجس ہے	1181
	44-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	قلیل نجس پانی	1257
	45-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	کتے کا برتن میں منہ ڈالنا	2

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث172	1-مسلم	سلام کا بیان	جانور کو کھلانے پلانے کی فضیلت	4162
	2-ابوداؤد	جہاد کے احکام	جانوروں سے حسن سلوک کے آداب	2187
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	8519
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	10281
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوہریرہ	10334
	6-مالک	جامع	کھانے پینے کے احکام	1455
حدیث172	1-صحیح ابن حبان	بھلائی اور احسان	پڑوسی کے احکام	544
	2-سنن بیہقی	زکوٰۃ کا بیان	پانی سے سیراب ہونے والے کھیت کے احکام	7898
	3-سنن بیہقی	اخراجات کا بیان	چوپایوں کے اخراجات	16245
	4-شعب الایمان	ایمان کا ۲۰واں شعبہ	کھانا کھلانا اور پانی پلانا	3372
	5-الادب المفرد	جانوروں سے حسن سلوک	جانوروں سے حسن سلوک	383
	6-صحیح ابن حبان	بھلائی اور احسان	پڑوسی کے احکام	543
	7-صحیح ابن حبان	بھلائی اور احسان	پڑوسی کے احکام	540
	8-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	مساجد کا بیان	1656
	9-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	مسجد میں کتوں کا آنا	300
	10-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کتے کو چھونے کا حکم	1196
	11-سنن بیہقی	نماز کا بیان	خشک زمین پاک ہے	4345
	12-سنن بیہقی	نماز کا بیان	خشک زمین پاک ہے	4344
حدیث173	1-مسلم	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	3560
	2-مسلم	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	3561
	3-مسلم	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	3562
	4-مسلم	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	3563
	5-مسلم	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	3564
	6-مسلم	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	3565
	7-مسلم	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	3566
	8-ترمذی	شکارے کے بارے میں احادیث	کتے کے شکار کا حکم	1385
	9-ترمذی	شکارے کے بارے میں احادیث	کتے کے شکار کا حکم	1389
	10-ترمذی	شکارے کے بارے میں احادیث	کتے کے شکار کا حکم	1390
	11-ترمذی	شکارے کے بارے میں احادیث	کتے کے شکار کا حکم	1391
	12-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	شکار بھیجتے وقت بسم اللہ پڑھنا	4190
	13-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو	4191
	14-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	تربیت یافتہ کتے کا شکار	4192
	15-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	اگر کتا شکار کو مار دے	4194
	16-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	اگر کتے کے ہمراہ ایک اور کتا موجود ہو	4195
	17-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	اگر کتے کے ہمراہ ایک اور کتا موجود ہو	4196
	18-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	اگر کتے کے ہمراہ ایک اور کتا موجود ہو	4107
	19-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	اگر کتے کے ہمراہ ایک اور کتا موجود ہو	4198
	20-نسائی	شکار اور ذبیحہ کے احکام	اگر کتے کے ہمراہ ایک اور کتا موجود ہو	4199

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	21-نسائی	شکاراورذبیحہ کے احکام	اگر کتا شکار کھالے	4200
	22-نسائی	شکاراورذبیحہ کے احکام	اگر کتا شکار کھالے	4201
	23-ابوداؤد	شکار کے احکام	شکار کے احکام	2464
	24-ابوداؤد	شکار کے احکام	شکار کے احکام	2465
	25-ابوداؤد	شکار کے احکام	شکار کے احکام	2466
	26-ابوداؤد	شکار کے احکام	شکار کے احکام	2468
	27-ابن ماجہ	شکار کا بیان	کتے کے شکار کا حکم	3199
	28-ابن ماجہ	شکار کا بیان	کتے کے شکار کا حکم	3203
	29-ابن ماجہ	شکار کا بیان	کتے کے شکار کا حکم	3205
	30-ابن ماجہ	شکار کا بیان	کتے کے شکار کا حکم	3206
	31-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	عدی بن حاتم کی حدیث	17534
	32-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	عدی بن حاتم کی حدیث	17588
	33-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	عدی بن حاتم کی حدیث	17544
	34-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	عدی بن حاتم کی حدیث	17547
	35-سنن دارمی	شکار کا بیان	شکاری کتے کو بھیجتے وقت بسم اللہ پڑھنا	1918
حدیث 173	36-سنن بیہقی	شکاراورذبح کا بیان	تربیت یافتہ کا جوٹھا شکار	19388
حدیث 174	1-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	متشابہ امور کے احکام	360
	2-ابویعلی	مسند ابوہریرہ	شہر بن حوشب کی روایات	6430
حدیث 175	1-مسلم	حیض کا بیان	طہارت کے یقین اور حدث کے شک کا حکم	540
	2-نسائی	طہارت کا بیان	ہوا کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے	160
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	اگر حدث میں شک ہو	150
	4-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	صرف حدث کی وجہ سے وضوٹوٹتا ہے	506
	5-احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	حضرت عبداللہ بن زید کی روایت	15847
حدیث 175	1-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	شک سے وضو نہیں ٹوٹتا	25
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	شک سے وضو نہیں ٹوٹتا	1018
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	نماز کے دوران پانی نظر آنا	باب
	4-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹ جانا	3464
	5-سنن بیہقی	خلع وطلاق کا بیان	مشکوک طلاق کا حکم	15519
	6-ابویعلی	مسند ابوسعید خدریؓ	مسند ابوسعید خدریؓ	1249
	7-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹنے کا شک ہونا	537
	8-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹنے کا شک ہونا	538
	9-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹ جانا	3466
	10-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	ہوا کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے	24
	11-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	بو دار یا با آواز ہوا کے خروج سے وضوٹوٹتا ہے	28
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بول وبراز سے وضوٹوٹ جاتا ہے	557
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ذکر سے ہوا کا خروج ناقض وضو ہے	575
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا	770
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا	771

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	16-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹ جانا	3465
	17-سنن بیہقی	نماز کا بیان،	نماز کے دوران وضوٹوٹ جانا	3467
	18-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹ جانا	533
	19-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹ جانا	3463
	20-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹنے کا شک ہونا	534
	21-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹنے کا شک ہونا	536
	22-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	نماز کے دوران وضوٹوٹنے کا شک ہونا	6526
	23-مصنف عبدالرزاق	جنازے کے احکام	جنازے میں شرکت کے بعد واپس آنا	6527
حدیث176	1-مسلم	حیض کا بیان	مذی کے احکام	458
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	منی اور مذی کے احکام	106
	3-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کس طرح ٹوٹتا ہے	152
	4-نسائی	طہارت کا بیان	منی کے خروج سے غسل واجب ہوجاتا ہے	193
	5-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	منی کے خروج سے غسل واجب ہوجاتا ہے	431
	6-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	مذی کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے	432
	7-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	مذی کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے	433
	8-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	مذی کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے	434
	9-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	مذی کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے	435
	10-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مذی کے احکام	178
	11-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مذی کے احکام	179
	12-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند علی بن ابوطالب	572
	13-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند علی بن ابوطالب	584
	14-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند علی بن ابوطالب	626
	15-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند علی بن ابوطالب	770
	16-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند علی بن ابوطالب	806
	17-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند علی بن ابوطالب	814
	18-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند علی بن ابوطالب	826
	19-احمد	مسند عشرہ ومبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	848
	20-احمد	مسند عشرہ ومبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	930
	21-احمد	مسند عشرہ ومبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	960
	22-احمد	مسند عشرہ ومبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	976
	23-احمد	مسند عشرہ ومبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	1018
	24-احمد	مسند عشرہ ومبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	1121
	25-احمد	مسند عشرہ ومبشرہ	مسند علی بن ابوطالب	1174
	26-مالک	طہارت کا بیان	مذی کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے	76
	27-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	مذی کے احکام	604
	28-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مذی اور ودی ناقص وضو ہیں	562
	29-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	مذی ناقص وضو ہے	18
	30-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	مذی ناقص وضو ہے	19

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	31-ابویعلی	مسند علی	مسند علی	314
	32-سنن بیہقی	وضو کا بیان	مذی اور ودی ناقص وضو ہیں	563
حدیث 177	1-مسلم	حیض کا بیان	انزال سے غسل واجب ہو جاتا ہے	524
	2-احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند عثمان بن عفان	420
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے غسل واجب ہو جاتا ہے	794
	4-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث تحریر کرنے سے روکنا	127
	5-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	صحبت کرنے سے غسل لازم نہیں ہوتا	224
	6-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	غسل کے موجبات	957
حدیث 178	1-مسلم	حیض کا بیان	انزال سے غسل واجب ہو جاتا ہے	521
	2-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	انزال سے غسل واجب ہو جاتا ہے	598
	3-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوسعید خدری	10736
	4-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوسعید خدری	10775
	5-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند ابوسعید خدری	11459
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے غسل واجب ہوتا ہے	795
	7-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کے احکام	1171
حدیث 179	1-مسلم	حج کا بیان	لگاتار تلبیہ پڑھنے کا استحباب	2245
	2-مسلم	حج کا بیان	لگاتار تلبیہ پڑھنے کا استحباب	2246
	3-مسلم	حج کا بیان	لگاتار تلبیہ پڑھنے کا استحباب	2247
	4-مسلم	حج کا بیان	عرفہ سے مزدلفہ جانا	2256
	5-مسلم	حج کا بیان	عرفہ سے مزدلفہ جانا	2257
	6-مسلم	حج کا بیان	عرفہ سے مزدلفہ جانا	2258
	7-مسلم	حج کا بیان	عرفہ سے مزدلفہ جانا	2259
	8-مسلم	حج کا بیان	عرفہ سے مزدلفہ جانا	2260
	9-مسلم	حج کا بیان	عرفہ سے مزدلفہ جانا	2261
	10-نسائی	مواقیت کا بیان	نماز جمع کرنے کا طریقہ	605
	11-نسائی	مناسک حج	عرفہ سے واپسی پر سواری سے اترنا	2974
	12-نسائی	مناسک حج	عرفہ سے واپسی پر سواری سے اترنا	2975
	12-ابوداؤد	مناسک حج	عرفہ سے واپسی	1641
	13-ابوداؤد	مناسک حج	عرفہ سے واپسی	1644
	14-مالک	حج کا بیان	مزدلفہ میں نماز پڑھنا	797
	15-دارمی	مناسک کا بیان	دو نمازیں اکٹھی پڑھنا	1806
	16-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	مغرب و عشاء الگ پڑھنا جائز ہے	2851
	17-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	اپنے ساتھی کو وضو کروانا	390
حدیث 180	1-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	404
	2-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	405
	3-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	406
	4-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	407
	5-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	408

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	6-مسلم	طہارت کا بیان	پیشانی اور عمامے پر مسح کرنا	409
	7-مسلم	طہارت کا بیان	پیشانی اور عمامے پر مسح کرنا	410
	8-مسلم	طہارت کا بیان	پیشانی اور عمامے پر مسح کرنا	411
	9-مسلم	نماز کا بیان	اگر امام نہ آئے تو کسی اور شخص کو امام مقرر کر دیا جائے	412
	10-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کا حکم	640
	11-ترمذی	طہارت کا بیان	موزوں کے اوپری حصے پر مسح کرنا	90
	12-ترمذی	طہارت کا بیان	عمامے پر مسح کرنا	91
	13-ترمذی	طہارت کا بیان	خادم کا آقا کو وضو کروانا	93
	14-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کے آغاز میں کلائی تک ہاتھ دھونا	78
	15-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کے آغاز میں کلائی تک ہاتھ دھونا	81
	16-نسائی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	130
	17-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کے بارے میں روایات	538
	18-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	موزے کے اوپری اور نیچے والے حصے پر مسح کرنا	543
	19-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی احادیث	17432
	20-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی احادیث	17440
	21-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی احادیث	17454
	22-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی احادیث	17461
	23-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی احادیث	17469
	24-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی احادیث	17496
	25-احمد	کوفیوں کی مسند کا آغاز	حضرت مغیرہ بن شعبہ کی احادیث	17510
	26-مالک	طہارت کا بیان	(نبی اکرم کا) موزوں پر مسح کرنا	64
	27-دارمی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کا بیان	707
	28-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	1323
	29-سنن بیہقی	وضو کا بیان	نبی اکرم کا موزوں پر مسح کرنا	1815
	30-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	موزوں اور عمامہ پر مسح کرنا	734
	31-صحیح ابن خزیمہ	ایمان کا انتالیسواں شعبہ	کھڑے ہو کر کھانا پینا	5982
	32-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1057
	33-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	1340
	34-ابویعلی	مسند علی بن ابوطالب	مسند علی بن ابوطالب	368
حدیث 181	1-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1274
	2-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1275
	3-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1276
	4-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1277
	5-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1278
	6-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1279
	7-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1280
	8-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1281
	9-مسلم	مسافر کی نماز	رات کے نوافل میں دعا مانگنا	1282

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	10-ترمذی	نماز کا بیان	دو آدمیوں کا باجماعت نماز پڑھنا	215
	11-نسائی	غسل و تیمم کے احکام	بیدار ہونے کے بعد وضو کرنے کا حکم	239
	12-نسائی	امامت کے احکام	اگر مقتدی بچہ ہو تو امام کہاں کھڑا ہو	79[illegible]
	13-نسائی	تطبیق کے احکام	سجدے کے دوران دعا مانگنا	1109
	14-نسائی	قیام اللیل کے احکام	قیام کا آغاز کس طرح کیا جائے	1602
	15-ابوداؤد	طہارۃ کا بیان	بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا	53
	16-ابوداؤد	نماز کے احکام	دو آدمیوں کے باجماعت نماز پڑھنے کا طریقہ	516
	17-ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے نوافل	1148
	18-ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے نوافل	1149
	19-ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے نوافل	1150
	20-ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے نوافل	1151
	21-ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے نوافل	1157
	22-ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے نوافل	1158
	23-ابوداؤد	نماز کے احکام	رات کے نوافل	1160
	24-ابوداؤد	ادب کا بیان	باوضو سونا	4386
	25-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1784
	26-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1812
	27-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2056
	28-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2133
	29-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2211
	30-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2288
	31-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2358
	32-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2428
	33-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3003
	34-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3026
	35-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3101
	36-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3131
	37-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3153
	38-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3187
	39-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3299
	40-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3310
	41-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3322
	42-احمد	مسند بنی ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3360
	43-مالک	اذان کا حکم	نبی اکرم کی وتر کی نماز	245
	44-دارمی	نماز کے احکام	اگر ایک مقتدی ہو	1227
	45-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	نوافل کا بیان	2592
	46-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نبی اکرم کے نوافل	4784
	47-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	نبی اکرم کا قیام لیل	4708

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	48-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت	1675
	49-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	ایک شخص کا دوسرے کی امامت کرنا	3866
	50-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بے وضو حالت میں وضو کرنا	422
حدیث182	1-مسلم	نماز کسوف کا بیان	نماز کسوف کے دوران نبی اکرم کے سامنے جنت کا پیش کیا جانا	1509
	2-نسائی	جنازے کے احکام	قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا	2035
	3-ابن ماجہ	اقامت نماز	نماز کسوف کا بیان	1255
	4-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت اسماء بنت ابوبکر کی روایات	25688
	5-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت اسماء بنت ابوبکر کی روایات	25716
	6-احمد	انصار کی بقیہ مسند	حضرت اسماء بنت ابوبکر کی روایات	25752
	7-مالک	نماز کا حکم	نماز کسوف کا بیان	401
	8-صحیح ابن حبان	جنازے کے احکام	مریض سے متعلقہ احکام کا بیان	3114
	9-سنن بیہقی	نماز خسوف کا بیان	نماز کسوف کے بعد خطبہ	6452
	10-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے دوران اشارہ کرنا	3510
حدیث183	1-مسلم	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	346
	2-نسائی	طہارت کا بیان	سترہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا	30
	3-نسائی	طہارت کا بیان	غسل کی مقدار	96
	4-نسائی	طہارت کا بیان	سر کے مسح کا طریقہ	97
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	نبی اکرم کا وضو کا طریقہ	103
	6-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	سر کا مسح کرنا	428
	7-احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	عبداللہ بن زید کی روایت	15836
	8-احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	عبداللہ بن زید کی روایت	15843
	9-احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	عبداللہ بن زید کی روایت	15857
	10-احمد	اہل مدینہ کی مسند کا آغاز	عبداللہ بن زید کی روایت	15864
	11-مالک	طہارت کا بیان	وضو کا طریقہ	29
	12-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	وضو میں بعض اعضاء کو طاق یا جفت تعداد میں دھونا	173
	13-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	وضو میں کتنی دفعہ عضو دھویا جائے	138
	14-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1084
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مکمل سر کا مسح درست ہے	270
	16-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح مستحب ہے	155
	17-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	سر کا مسح	5
حدیث184	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	اعضاء کو ایک، دو، تین مرتبہ دھونا	379
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	231
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1077
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	230
	5-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	وضو کا مسنون طریقہ	213
حدیث185	1-ابو یعلی	مسند سیدہ میمونہ	مسند سیدہ میمونہ	7314
	2-ابو یعلی	مسند ابوجحیفہ	مسند ابوجحیفہ	891
	3-صحیح ابن حبان	احسان و بھلائی	صحبت و ہم نشینی	558

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث 186	1-صحیح ابن حبان	سیر کا بیان	موادعت کا بیان	4872
	2-مصنف عبدالرزاق	مغازی کا بیان	غزوۂ حدیبیہ	9702
	3-سنن بیہقی	جذیہ کے احکام	مہادنت کا بیان	19321
	4-شعب الایمان	ایمان کا پندرہواں شعبہ	نبی اکرم کی تعلیم وتقریر	1525
حدیث 187	1-مسلم	فضائل کا بیان	مہر نبوت کا اثبات	4328
	2-ترمذی	مناقب کا بیان	مہر نبوت کا بیان	3576
حدیث 188	1-مسلم	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	346
	2-نسائی	طہارت کا بیان	غسل کی مقدار	96
	3-نسائی	طہارت کا بیان	سر کے مسح کا طریقہ	97
	4- ابوداؤد	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	103
	5-ابن ماجہ	طہارت اور اسکی سنتیں	سر کے مسح کا حکم	428
	6-احمد	مسند اہل مدینہ	حضرت عبداللہ زید کی روایات	15836
	7-احمد	مسند اہل مدینہ	حضرت عبداللہ زید کی روایات	15857
	8-احمد	مسند اہل مدینہ	حضرت عبداللہ زید کی روایات	15864
	9-موطا	مسند اہل مدینہ	وضو کا طریقہ	29
	10-دارمی	مسند اہل مدینہ	دو مرتبہ وضو کرنا	691
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ایک ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	230
حدیث 189	1-مسلم	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	346
	2-نسائی	طہارت کا بیان	غسل کی مقدار	96
	3-نسائی	طہارت کا بیان	سر کے مسح کا طریقہ	97
	4-ابوداؤد	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	103
	5-ابن ماجہ	طہارت کی سنتیں	سر کے مسح کا حکم	428
	6-احمد	مسند اہل مدینہ	حضرت عبداللہ بن زید کی روایات	15836
	7-احمد	مسند اہل مدینہ	حضرت عبداللہ بن زید کی روایات	15857
	8-احمد	مسند اہل مدینہ	حضرت عبداللہ بن زید کی روایات	15864
	9-مالک	مسند اہل مدینہ	وضو کا طریقہ	29
	10-دارمی	مسند اہل مدینہ	دو مرتبہ وضو کرنا	691
	11-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1077
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ایک ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	230
	13-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	سر کا مسح کرنا	48
	14-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1056
حدیث 190	1-نسائی	طہارت کا بیان	عورتوں اور مردوں کا اکٹھے وضو کرنا	70
	2-ابوداؤد	طہارت کا بیان	عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا	72
	3-ابن ماجہ	طہارت کی سنتیں	میاں بیوی کا ایک ساتھ وضو کرنا	375
	4-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4251
	5-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5537
	6-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5658
	7-احمد	مکثرین صحابہ کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	6001

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	8-مالک	مکثرین صحابہ کی مسند	میاں بیوی کا ایک ساتھ وضو کرنا	40
	9-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	بیوی کے ساتھ صحبت کرنا	1265
حدیث 191	1-مسلم	فرائض کا بیان	کلالہ کی وراثت کا حکم	3031
	2-مسلم	فرائض کا بیان	کلالہ کی وراثت کا حکم	3032
	3-مسلم	فرائض کا بیان	کلالہ کی وراثت کا حکم	3033
	4-مسلم	فرائض کا بیان	کلالہ کی وراثت کا حکم	3034
	5-ترمذی	فرائض کے بارے میں احادیث	بیٹوں اور بیٹیوں کا وراثت میں حصہ	2022
	6-ترمذی	فرائض کے بارے میں احادیث	بہنوں کی وراثت کے احکام	2023
	7-ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورۃ النساء کی تفصیل	2941
	8-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کے بچے ہوئے پانی سے نفع حاصل کرنا	138
	9-ابوداؤد	فرائض کا بیان	کلالہ کے احکام	2500
	10-ابوداؤد	فرائض کا بیان	اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو	2501
	11-ابن ماجہ	فرائض کا بیان	کلالہ کے احکام	2718
	12-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند جابر بن عبداللہ	13671
	13-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند جابر بن عبداللہ	13779
	14-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند جابر بن عبداللہ	14468
	15-دارمی	طہارت کا بیان	آب مستعمل سے وضو کرنا	727
	16-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	آب مستعمل کا حکم	1266
	17-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آب مستعمل پاک ہے	1155
	18-سنن بیہقی	وراثت کے احکام	ذوی الارحام سے وراثت نہ ملنا	12445
حدیث 192	1-مسلم	فضائل کا بیان	نبی اکرم کے معجزات	4224
	2-مسلم	مناقب کا بیان	نبی اکرم کے معجزات	4225
	3-ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم کی نبوت کی علامات	3564
	4-نسائی	طہارت کا بیان	برتن سے وضو کرنا	75
	5-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا	77
	6-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11591
	7-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	11698
	8-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12042
	9-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12233
	10-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12266
	11-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12331
	12-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12767
	13-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	12789
	14-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	13105
	15-احمد	مکثرین کی بقیہ مسند	مسند انس بن مالک	13567
	16-مالک	طہارت کا بیان	وضو کے احکام	57
	17-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہر طرح کی چیز سے طہارت حاصل کی جاسکتی ہے	115
	18-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	معجزات کا بیان	6545

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث 193	1-ابویعلی	مسند سیدہ میمونہ	مسند سیدہ میمونہ	7314
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	شیشے کے برتن سے وضو کا حکم	124
	3-مستدرک حاکم	طہارت کا بیان	طہارت کا بیان	600
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہر طرح کے برتن سے وضو کیا جاسکتا ہے	118
	5-دارقطنی	طہارت کا بیان	نبی اکرم کا وضو	10
حدیث 194	1-مسلم	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	346
	2-نسائی	طہارت کا بیان	غسل کی مقدار	96
	3-نسائی	طہارت کا بیان	سر کے مسح کا طریقہ	97
	4-ابوداؤد	طہارت کا بیان	نبی اکرم کے وضو کا طریقہ	103
	5-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	سر کے مسح کا حکم	428
	6-احمد	اہل مدینہ کی مسند	حضرت عبداللہ بن زید کی روایات	15836
	7-احمد	اہل مدینہ کی مسند	حضرت عبداللہ بن زید کی روایات	15857
	8-احمد	اہل مدینہ کی مسند	حضرت عبداللہ بن زید کی روایات	15864
	9-مالک	طہارت کا بیان	وضو کا طریقہ	29
	10-دارمی	طہارت کا بیان	دو مرتبہ وضو کرنا	691
حدیث 195	1-بخاری	اذان کا بیان	مریض کا باجماعت نماز میں شریک ہونا	624
	2-بخاری	اذان کا بیان	مریض کا باجماعت نماز میں شریک ہونا	625
	3-بخاری	ہبہ کی فضیلت	شوہر و بیوی کا ایک دوسرے کو ہبہ کرنا	2399
	4-مسلم	نماز کا بیان	امام کا کسی کو اپنا نائب مقرر کرنا	630
	5-مسلم	نماز کا بیان	امام کا کسی کو اپنا نائب مقرر کرنا	631
	6-ابن ماجہ	جنائز کا بیان	نبی اکرم کا مرض وفات	1607
	7-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	22974
	8-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23713
	9-احمد	مسند انصار	مسند انصار کا بقیہ حصہ	24725
	10-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہر طرح کے برتن سے وضو کرنا جائز ہے	119
	11-مصنف عبدالرزاق	مغازی کا بیان	نبی اکرم کی بیماری کا آغاز	9754
حدیث 196	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ایک ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	230
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1077
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1079
	4-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	138
	5-بحرزخار	طہارت کا بیان	وضو میں کتنی مرتبہ عضو دھویا جائے	791
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	دایاں ہاتھ برتن میں داخل کرنا	218
	7-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ایک ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	237
	8-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	نبی اکرم کا وضو	13
حدیث 197	1-بخاری	مناقب کا بیان	اسلام میں نبوت کی علامات	3307
	2-بخاری	مناقب کا بیان	اسلام میں نبوت کی علامات	3308
	3-بخاری	مناقب کا بیان	اسلام میں نبوت کی علامات	3309
	4-بخاری	مناقب کا بیان	اسلام میں نبوت کی علامات	3310

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-مسلم	فضائل کا بیان	نبی اکرم کے معجزات	4224
	6-مسلم	فضائل کا بیان	نبی اکرم کے معجزات	4225
	7-ترمذی	مناقب کا بیان	نبی اکرم کی نبوت کی نشانیاں	3564
	8-نسائی	طہارت کا بیان	برتن سے وضو کرنا	75
	9-نسائی	طہارت کا بیان	وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا	77
	10-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11591
	11-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11898
	12-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12040
	13-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12233
	14-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12266
	15-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12331
	16-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12767
	17-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12789
	18-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13105
	19-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13567
	20-مالک	طہارت کا بیان	وضو کے احکام	95
	21-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہر طرح کے برتن سے وضو کیا جا سکتا ہے	117
	22-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	شیشے کے برتن سے وضو کرنا جائز ہے	124
	23-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہر طرح کے برتن سے وضو کیا جا سکتا ہے	116
	24-ابو یعلی	مسند انس	ثابت البنانی کی روایات	3329
	25-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	معجزات کا بیان	6546
	26-ابو یعلی	مسند انس	ثابت البنانی کی روایات	3327
حدیث 198	1-مسلم	حیض کا بیان	غسل کیلئے پانی کی مستحب مقدار	490
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	وقت کی کمی	956
حدیث 199	1-احمد	عشرہ مبشرہ کی مسند	مسند عمر بن خطاب	83
	2-مالک	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کا بیان	103
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح	1319
حدیث 200			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنے کی رخصت کا بیان	1324
حدیث 201	1-بخاری	وضو کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	198
	2-نسائی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	118
	3-ابن ماجہ	طہارت کی سنتیں	عمامے پر مسح کرنا	555
	4-احمد	اہل شام کی مسند	حضرت عمرو بن امیہ کی احادیث	16607
	5-احمد	اہل شام کی مسند	حضرت عمرو بن امیہ کی احادیث	16953
	6-احمد	اہل شام کی مسند	حضرت عمرو بن امیہ کی احادیث	21440
حدیث 202			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 203	1-بخاری	لباس کا بیان	جنگ کے دوران اونی جبہ پہننا	5353
	2-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	408

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	409
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	1378
حدیث 204	1-بخاری	کھانے کا بیان	گوشت کو دانتوں کے ذریعے نوچ کر کھانا	4985
	2-مسلم	حیض کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے	531
	3-مسلم	حیض کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے	532
	4-نسائی	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ضروری نہیں	184
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ضروری نہیں	159
	6-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی رخصت	481
	7-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1884
	8-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2046
	9-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2079
	10-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2172
	11-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2282
	12-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2393
	13-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2414
	14-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2787
	15-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2857
	16-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	2942
	17-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3142
	18-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3181
	19-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3229
	20-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	3256
	21-مالک	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں	82
	22-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1140
	23-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1143
	24-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1144
	25-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	نبی اکرم نے بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں کیا	41
	26-شعب الایمان	ایمان کا ۳۹واں شعبہ	کھانے پینے کے آداب	5824
	27-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1142
	28-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم	42
	29-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1153
	30-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	636
	31-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	721
	32-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1131
	33-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1151
	34-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	38
	35-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	39
حدیث 205	1-بخاری	اذان کا بیان	جب کھانے کے دوران اذان ہو جائے	634

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-بخاری	جہاد اور سیر کا بیان	چھری کے احکام	2706
	3-بخاری	کھانے کا بیان	چھری کے ذریعے گوشت کاٹنا	4988
	4-بخاری	کھانے کا بیان	بکری کے شانے اور پہلو کا گوشت	5002
	5-بخاری	کھانے کا بیان	جب کھانا دسترخوان پر موجود ہو	5041
	6-مسلم	حیض کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے	533
	7-مسلم	حیض کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے	534
	8-ترمذی	کھانے کے بارے میں احادیث	چھری کے ذریعے گوشت کاٹ کر کھانا جائز ہے	1759
	9-دارمی	طہارت کا بیان	(گوشت کے کھانے کے بعد) وضو نہ کرنا جائز ہے	721
	10-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1141
	11-شعب الایمان	ایمان کا ۳۹واں شعبہ	گوشت کھانے کا حکم	[illegible]
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	724
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	725
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	744
حدیث 206	1-بخاری	وضو کا بیان	حدث ہوئے بغیر وضو کرنا	208
	2-بخاری	جہاد اور سیر کا بیان	جنگ کے دوران زادِ راہ ساتھ لے کے جانا	2759
	3-بخاری	مغازی کا بیان	غزوۂ خیبر کا بیان	3874
	4-بخاری	کھانے کا بیان	نابینا اور لنگڑے کیلئے جنگ میں شریک ہونا ضروری نہیں ہے	4965
	5-بخاری	کھانے کا بیان	ستو کا بیان	4971
	6-بخاری	کھانے کا بیان	کھانے کے بعد کلی کرنا	5034
	7-نسائی	طہارت کا بیان	ستو کھانے کے بعد کلی کرنا	186
	8-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں	485
	9-احمد	اہل مکہ کی مسند	حضرت سعد بن ابی وقاص کی مسند	1523
	10-احمد	اہل مکہ کی مسند	حضرت سوید بن نعمان کی احادیث	15421
	11-مالک	طہارت کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں ہے	83
	12-شعب الایمان	ایمان کا ۳۹واں شعبہ	کھانے پینے کے احکام	5822
	13-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1155
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	دودھ پینے کے بعد کلی کرنا	764
حدیث 207	1-مسلم	حیض کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم ہونے کا حکم منسوخ ہے	535
	2-احمد	مسند انصار	سیدہ میمونہ کی احادیث	25585
	3-صحیح ابن خزیمہ	وضوء کا بیان	گوشت کھانے کے بعد کلی کرنا ضروری نہیں	44
	4-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1131
	5-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1140
	6-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1143
	7-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1144
	8-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1153
	9-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ضروری ہے	38
	10-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ضروری ہے	39
	11-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ضروری ہے	40

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	12-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	بکری کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	41
	13-ابویعلی	مسند ابوبکر صدیق	مسند ابوبکر صدیق	24
	14-ابویعلی	مسند جابر	مسند جابر	2017
	15-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	3759
	16-شعب الایمان	ایمان کا انتالیسواں شعبہ	کھانے پینے سے متعلق احکام	5824
حدیث 208	1-بخاری	مشروبات کا بیان	دودھ پینا	5179
	2-مسلم	حیض کا بیان	آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم ہونے کا حکم منسوخ ہے	537
	3-ترمذی	طہارت کا بیان	دودھ پینے کے بعد کلی کرنا	82
	4-نسائی	طہارت کا بیان	دودھ پینے کے بعد کلی کرنا	187
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	دودھ پینے کے بعد وضو کرنا	168
	6-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	دودھ پینے کے بعد کلی کرنا	491
	7-احمد	مسند بنو ہاشم	حضرت عبداللہ بن عباس کی مسند	1850
	8-احمد	مسند بنو ہاشم	حضرت عبداللہ بن عباس کی مسند	1903
	9-احمد	مسند بنو ہاشم	حضرت عبداللہ بن عباس کی مسند	2893
	10-احمد	مسند بنو ہاشم	حضرت عبداللہ بن عباس کی مسند	2957
	11-احمد	مسند بنو ہاشم	حضرت عبداللہ بن عباس کی مسند	3357
	12-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	دودھ پینے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے	47
	13-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	مشروب پینے کے بعد کلی کرنا	683
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان		762
	15-ابویعلی	مسند ابن عباس	دودھ پینے کے بعد کلی کرنا	2418
	16-سنن بیہقی	طہارت کا بیان		763
حدیث 209	1-مسلم	مسافر کی نماز	غنودگی کے عالم میں نماز پڑھنا	1309
	2-نسائی	طہارت کا بیان	اونگھ کے احکام	162
	3-ابوداؤد	نماز کا بیان	نماز میں اونگھ آنا	1115
	4-ابن ماجہ	نماز قائم کرنا	نمازی کو اونگھ آنے کے احکام	1360
	5-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23152
	6-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24481
	7-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24517
	8-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25031
	9-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25105
	10-مالک	اذان کے احکام	رات کے نوافل	239
	11-دارمی	نماز کا بیان	نماز میں اونگھ آ جانا	1347
	12-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	اونگھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی	907
	13-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	نوافل کا باب	2583
	14-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نوافل کا باب	4832
حدیث 210	1-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	439
	2-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11993
	3-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12062

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	4-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13120
	5-ابویعلی	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	2801
	6-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	نماز جمعہ کا باب	2791
	7-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	نماز جمعہ کا باب	907
	8-صحیح ابن خزیمہ	جمعہ کا بیان	نماز جمعہ کا باب	1819
	9-مستدرک الحاکم	جمعہ کا بیان	نماز جمعہ کا باب	1075
	10-ابویعلی	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	2800
	11-ابویعلی	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	2802
	12-ابویعلی	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	2803
	13-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	4222
	14-مصنف عبدالرزاق	طلاق کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	13646
	15-مصنف عبدالرزاق	عقل کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	18064
	16-مصنف عبدالرزاق	گری ہوئی چیز کے بیان میں	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	18744
	17-سنن بیہقی	نماز کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	4832
	18-سنن بیہقی	نماز کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	4834
	19-سنن بیہقی	جمعہ کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	6019
	20-سنن بیہقی	جمعہ کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	6020
	21-سنن بیہقی	جمعہ کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	6022
	22-سنن بیہقی	جمعہ کا بیان	مسند ابوقلابہ عبداللہ بن زید	21002
حدیث 211	1-ترمذی	طہارت کا بیان	ہر نماز کے وقت وضو کرنا	53
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	ہر نماز کے وقت وضو کرنا	54
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	ایک وضو سے زیادہ نمازیں پڑھنا	146
	4-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	ہر نماز کے وقت وضو کرنا	502
	5-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11896
	6-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12106
	7-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12547
	8-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13237
	9-دارمی	طہارت کا بیان	ہر نماز کے وقت وضو کرنا	714
حدیث 212			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	211
حدیث 213	1-بخاری	وضو کا بیان	پیشاب دھونا	1273
	2-بخاری	جنازے کا بیان	قبر پر شاخ لگانا	1289
	3-بخاری	جنازے کا بیان	غیبت کی وجہ سے قبر میں عذاب ہونا	5592
	4-بخاری	ادب کا بیان	غیبت کے احکام	5595
	5-بخاری	ادب کا بیان	چغلی کبیرہ گناہ ہے	439
	6-مسلم	طہارت کا بیان	پیشاب کی نجاست کی دلیل	65
	7-ترمذی	طہارت کا بیان	پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی شدید تلقین	31
	8-نسائی	طہارت کا بیان	پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا	2041
	9-نسائی	جنازے کا بیان	قبر پر شاخ لگانا	

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	10-ابوداؤد	طہارت کا بیان	پیشاب سے بچنا	19
	11-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	پیشاب سے بچنا	341
	12-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1877
	13-دارمی	طہارت کا بیان	پیشاب سے بچنا	732
حدیث214			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث215			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث216	1-بخاری	وضو کا بیان	مسجد میں پیشاب پر پانی بہا دیا جائے	214
	2-بخاری	آداب کا بیان	ہر معاملے میں نرمی اختیار کی جائے	5566
	3-مسلم	طہارت کا بیان	پیشاب اور دیگر نجاسات کو دھونا واجب ہے	427
	4-مسلم	طہارت کا بیان	پیشاب اور دیگر نجاسات کو دھونا واجب ہے	428
	5-مسلم	طہارت کا بیان	پیشاب اور دیگر نجاسات کو دھونا واجب ہے	429
	6-ترمذی	طہارت کا بیان	زمین پر موجود پیشاب کے احکام	137
	7-نسائی	طہارت کا بیان	پانی میں توقیت کو ترک کرنا	54
	8-نسائی	طہارت کا بیان	پانی میں توقیت کو ترک کرنا	55
	9-نسائی	پانی کے احکام	پانی میں توقیت	327
	10-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	اگر زمین پر پیشاب ہو تو اسے کیسے دھویا جائے	521
	11-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11639
	12-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11689
	13-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12248
	14-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12515
	15-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12889
	16-مالک	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا	129
	17-دارمی	طہارت کا بیان	مسجد میں توقیت	733
حدیث217	1-بخاری	آداب کا بیان	نبی اکرم کا فرمان کہ آسانی پیدا کرو	5663
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	اگر زمین پر پیشاب کر دیا جائے	137
	3-نسائی	طہارت کا بیان	پانی میں توقیت آ کر کرنا	56
	4-نسائی	پانی کے احکام	پانی میں توقیت	328
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	زمین پر پیشاب لگ جانا	324
	6-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	زمین پر پیشاب کر دیا جائے تو اسے کیسے دھویا جائے	522
	7-احمد	مسند مکثرین	مسند ابوہریرہ	6957
	8-احمد	مسند مکثرین	مسند ابوہریرہ	7467
	9-احمد	مسند مکثرین	مسند ابوہریرہ	10129
حدیث218	1-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	مسجد میں پیشاب کرنا	1660
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	مسجد میں پیشاب کرنا منع ہے	293
	3-ابویعلی	مسند ابن عباس	مسند ابن عباس	2557
	4-ابویعلی	مسند انس	شریک کی روایات	3626
	5-سنن بیہقی	نماز کا بیان	پیشاب والی زمین کو صاف کرنا	4340
	6-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	پیشاب والی زمین کو صاف کرنا	2

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
حدیث 219	1- بخاری	عقیقہ کا بیان	پیدائش کے اگلے دن نومولود کا نام رکھنا	5046
	2- بخاری	آداب کا بیان	بچے کو گود میں لینا	5543
	3- بخاری	دعاؤں کا بیان	بچوں کو برکت کی دعا دینا	5878
	4- مسلم	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	430
	5- مسلم	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	431
	6- نسائی	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	301
	7- ابن ماجہ	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	516
	8- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23062
	9- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23122
	10- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24586
	11- مالک	طہارت کا بیان	بچے کے پیشاب کے احکام	127
حدیث 219	1- سنن بیہقی	نماز کا بیان	بچے کا پیشاب دھونا	4253
	2- ابو یعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4623
	3- سنن بیہقی	نماز کا بیان	بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا	4254
	4- مصنف عبد الرزاق	نماز کا بیان	بچے کا پیشاب	1489
	5- سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	بچے کے پیشاب کا حکم	4
حدیث 220	1- مسلم	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	432
	2- مسلم	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	433
	3- ترمذی	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کو دھونا	66
	4- نسائی	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کو دھونا	300
	5- ابوداؤد	طہارت کا بیان	کپڑے پر بچے کے پیشاب لگنے کا حکم	319
	6- ابن ماجہ	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	517
	7- احمد	مسند انصار	سیدہ ام قیس بنت محصن کی احادیث	25756
	8- مالک	طہارت کا بیان	بچے کے پیشاب کا حکم	128
	9- دارمی	طہارت کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	734
حدیث 220	1- صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم	286
	2- صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست پاک کرنے کا طریقہ	1374
	3- مصنف عبد الرزاق	نماز کا بیان	بچے کا پیشاب	1485
	4- مصنف عبد الرزاق	جامع احکام	دوا کی تعریف	20168
	5- سنن بیہقی	نماز کا بیان	بچے کا پیشاب دھونا	4252
	6- مصنف عبد الرزاق	نماز کا بیان	بچے کا پیشاب	1486
	7- صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست پاک کرنے کا طریقہ	1373
	8- صحیح ابن حبان	طب کا بیان	طب کے احکام	6070
	9- صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	بچے کا پیشاب دھونا	225
حدیث 221	1- بخاری	وضو کا بیان	کسی کی موجودگی میں پیشاب کرنا	218
	2- بخاری	وضو کا بیان	کچرے کے ڈھیر پر پیشاب کرنا	219
	3- بخاری	مظالم وغضب کا بیان	کچرے کے ڈھیر کے پاس ٹھہر کر پیشاب کرنا	2291
	4- مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	402

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	5-مسلم	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کرنا	403
	6-ترمذی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	13
	7-نسائی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	18
	8-نسائی	طہارت کا بیان	صحراء میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	26
	9-نسائی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	27
	10-نسائی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	28
	11-ابوداؤد	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	21
	12-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	301
	13-احمد	مسند انصار	حضرت حذیفہ بن یمان کی احادیث	22157
	14-احمد	مسند انصار	حضرت حذیفہ بن یمان کی احادیث	22255
	15-دارمی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا	666
حدیث 221	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1475
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح کی رخصت	1323
	3-المعجم الصغیر	"ق" سے شروع ہونے والے نام	قاسم کی روایات	753
	4-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1424
	5-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1427
	6-ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1428
	7-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت	61
	8-المستدرک	طہارت کا بیان	طہارت کے احکام	644
	9-المستدرک	طہارت کا بیان	طہارت کے احکام	660
	10-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	موزوں پر مسح	751
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا	489
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا	491
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سفر وحضر میں موزوں پر مسح	1342
	14-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	موزوں پر مسح	186
حدیث 222	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1429
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا	990
حدیث 223	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پاکیزگی کا حصول	1429
حدیث 224	1-بخاری	حیض کا بیان	حیض کے خون کو دھونا	296
	2-مسلم	طہارت کا بیان	خون کا نجس ہونا	438
	3-ترمذی	طہارت کا بیان	کپڑے سے حیض کے خون کو دھونا	128
	4-نسائی	طہارت کا بیان	کپڑے پر لگے ہوئے حیض کے خون کا حکم	291
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حیض والے کپڑے کو دھونا	306
	6-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حیض والے کپڑے کو دھونا	307
	7-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کپڑے پر لگے ہوئے حیض کے خون کا حکم	621
	8-احمد	مسند انصار	حضرت اسماء بنت ابوبکر کی احادیث	25683
	9-احمد	مسند انصار	حضرت اسماء بنت ابوبکر کی احادیث	25742

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	19-مالک	طہارت کا بیان	حیض کے احکام	121
	20-دارمی	طہارت کا بیان	کپڑے پر لگے ہوئے حیض کا حکم	765
	21-دارمی	طہارت کا بیان	عورت حیض والے کپڑے کو دھوئے	998
حدیث224	1-سنن بیہقی	نماز کا بیان	کپڑے سے حیض کا خون	4206
	2-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کیلئے جسم اور کپڑے کا پاک ہونا	4185
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست ختم کرنا	1397
	4-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	خون آلود کپڑا دھونا	276
حدیث225	1-بخاری	حیض کا بیان	استحاضہ کے احکام	295
	2-بخاری	حیض کا بیان	حیض کی آمد و رخصت	309
	3-بخاری	حیض کا بیان	ایک ہی مہینے میں تین مرتبہ حیض آنا	314
	4-بخاری	حیض کا بیان	مستحاضہ کا طہر	319
	5-مسلم	حیض کا بیان	مستحاضہ کا غسل اور نماز	501
	6-ترمذی	طہارت کا بیان	مستحاضہ کے احکام	116
	7-نسائی	حیض واستحاضہ کا بیان	قروء کا بیان	355
	8-نسائی	حیض واستحاضہ کا بیان	قروء کا بیان	356
	9-نسائی	حیض واستحاضہ کا بیان	حیض واستحاضہ میں فرق	360
	10-نسائی	حیض واستحاضہ کا بیان	حیض واستحاضہ میں فرق	361
	11-نسائی	حیض واستحاضہ کا بیان	حیض واستحاضہ میں فرق	362
	12-نسائی	حیض واستحاضہ کا بیان	حیض واستحاضہ میں فرق	363
	13-نسائی	حیض واستحاضہ کا بیان	حیض واستحاضہ میں فرق	364
	14-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حیض ختم ہوتے ہی نماز پڑھنے کا حکم	244
	15-ابوداؤد	طہارت کا بیان	ایک طہر سے دوسرے طہر تک غسل کرتے رہنا	256
	16-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	مستحاضہ ایام حیض کا خیال رکھے گی	612
	17-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	مستحاضہ ایام حیض کا خیال رکھے گی	613
	18-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	مستحاضہ ایام حیض کا خیال رکھے گی	616
	19-احمد	مسند انصار	سیدعائشہ کی احادیث	23016
	20-احمد	مسند انصار	سیدعائشہ کی احادیث	24443
	21-احمد	مسند انصار	سیدعائشہ کی احادیث	24500
	22-احمد	مسند انصار	سیدعائشہ کی احادیث	25054
	23-مالک	طہارت کا بیان	مستحاضہ کے احکام	122
	24-دارمی	طہارت کا بیان	مستحاضہ کا غسل	767
	25-دارمی	طہارت کا بیان	مستحاضہ کا غسل	772
حدیث225	1-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ ہر نماز کے لئے وضو کرے	1170
	2-سنن دار قطنی	حیض کا بیان	حیض سے متعلق احکام	2
	3-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے لئے جسم اور کپڑے پاک ہونا	4186
	4-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ تمیز کرسکتی ہو	15910
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	568
	6-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ خون دھوکر نماز پڑھے	167

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	7-سنن دار قطنی	حیض کا بیان	حیض کے احکام	35
	8-سنن دار قطنی	حیض کا بیان	حیض کے احکام	46
	9-مصنف عبدالرزاق	حیض کا بیان	استحاضہ کے احکام	1165
	10-سنن بیہقی	حیض کا بیان	استظہار کا بیان	1161
	11-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ کا خون دھو کر نماز پڑھنا	1668
	12-سنن دار قطنی	حیض کا بیان	حیض کے احکام	36
حدیث 226	1-بخاری	وضو کا بیان	منی کو دھونا	223
	2-بخاری	وضو کا بیان	منی کو دھونے کے بعد نشان باقی رہنا	224
	3-بخاری	وضو کا بیان	منی کو دھونے کے بعد نشان باقی رہنا	225
	4-مسلم	طہارت کا بیان	منی کا حکم	436
	5-نسائی	طہارت کا بیان	کپڑے سے منی دھونا	293
	6-ابوداؤد	طہارت کا بیان	کپڑے پر منی لگ جانا	318
	7-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کپڑے پر منی لگ جانا	529
	8-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24793
حدیث 226	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست ختم کرنا	1381
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست ختم کرنا	1382
	3-سنن بیہقی	نماز کا بیان	منی دھونا	4281
حدیث 227			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 228			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 229			اس حدیث کی تخریج پہلے تحت گزر چکی ہے	
حدیث 230	1-بخاری	زکوۃ کا بیان	مسافر صدقے کے اونٹ کا دودھ استعمال کر سکتے ہیں	1405
	2-بخاری	جہاد اور سیر کا بیان	اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو جلادے	2795
	3-بخاری	مغازی کا بیان	عکل اور عرینہ کا واقعہ	3821
	4-بخاری	قرآن کی تفسیر	انما جزاء الذین	4244
	5-بخاری	طب کا بیان	اونٹنی کے دودھ کو دوا کے طور پر استعمال کرنا	5253
	6-بخاری	طب کا بیان	اونٹ کے پیشاب کو دوا کے طور پر استعمال کرنا	5254
	7-بخاری	طب کا بیان	علاج کیلئے آب و ہوا تبدیل کرنا	5286
	8-بخاری	حدود کا بیان	کفار اور مرتدین کے ساتھ جنگ کرنا	6304
	9-بخاری	حدود کا بیان	مرتدین کو سزائے موت دینا	6306
	10-بخاری	حدود کا بیان	جنگ کرنے والے مخالفین کی آنکھوں میں سلائیاں پھروانا	6307
	11-بخاری	قیامت کا بیان	محاربین اور مرتدین کے احکام	3162
	12-مسلم	قیامت کا بیان	محاربین اور مرتدین کے احکام	3163
	13-مسلم	طہارت کا بیان	حلال جانوروں کے پیشاب کا حکم	67
	14-ترمذی	کھانے کا بیان	اونٹوں کا پیشاب پینا	1768
	15-نسائی	طہارت کا بیان	حلال جانوروں کے پیشاب کا حکم	303
	16-نسائی	طہارت کا بیان	حلال جانوروں کے پیشاب کا حکم	304
	17-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	انما جزاء کی تفسیر	3958
	18-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	انما جزاء کی تفسیر	3959

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	19-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	انما جزاء کی تفسیر	3960
	20-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	حضرت انس کی روایت میں اختلاف کا ذکر	3961
	21-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	حضرت انس کی روایت میں اختلاف کا ذکر	3962
	22-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	حضرت انس کی روایت میں اختلاف کا ذکر	3963
	23-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	حضرت انس کی روایت میں اختلاف کا ذکر	3964
	24-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	حضرت انس کی روایت میں اختلاف کا ذکر	3965
	25-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	حضرت انس کی روایت میں اختلاف کا ذکر	3966
	26-نسائی	خون کی حرمت کا بیان	حضرت انس کی روایت میں اختلاف کا ذکر	3967
	27-ابوداؤد	حدود کا بیان	محاربہ کے بارے میں احکام	3798
	28-ابن ماجہ	حدود کا بیان	بغاوت کے احکام	2568
	29-ابن ماجہ	طب کا بیان	اونٹوں کے پیشاب کا حکم	3294
	30-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11600
	31-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	1217
	32-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12207
	33-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12276
	34-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12354
	35-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12468
	36-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12572
	37-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12654
	38-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12961
	39-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13549
	40-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13572
حدیث 230	1-صحیح ابن حبان	حدود کا بیان	راہزنی کے احکام	4468
	2-سنن بیہقی	قسامت کا بیان	قسامت کے احکام	16930
	3-صحیح ابن حبان	حدود کا بیان	راہزنی کے احکام	4469
	4-صحیح ابن حبان	حدود کا بیان	راہزنی کے احکام	4472
	5-ابویعلی	مسند انس	ابوقلابہ کی روایات	2816
	6-ابویعلی	مسند انس	قتادہ کی روایات	3170
حدیث 231	1-بخاری	نماز کا بیان	بکریوں کے گلے میں نماز پڑھنا	411
	2-مسلم	مساجد کا بیان	مسجد نبوی کی تعمیر	817
	3-ترمذی	نماز کا بیان	جانوروں کے گلے میں نماز پڑھنا	318
	4-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11885
	5-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12548
	6-ابویعلی	مسند انس	ابوالتیاح کی روایات	4178
	7-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1127
	8-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1154
	9-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1156
	10-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقص وضو	1157

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	11-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا	32
	12-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	اونٹ کی ریوڑ میں نماز پڑھنا منع ہے	795
	13-ابویعلی	مسند انس	ابو التیاح کی روایات	4174
	14-عبدالرزاق	نماز کا بیان	جانوروں کے ریوڑ میں نماز پڑھنا	1595
	15-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	جانوروں کے ریوڑ میں نماز پڑھنا	1596
	16-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا	754
حدیث 232	1-بخاری	وضو کا بیان	گھی یا پانی میں نجاست گرنے کے احکام	229
	2-بخاری	قربانی اور شکار کے احکام	اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے	5112
	3-بخاری	قربانی اور شکار کے احکام	اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے	5113
	4-بخاری	قربانی اور شکار کے احکام	اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے	5114
	5-ترمذی	کھانے کا بیان	گھی میں چوہا گر جانا	1720
	6-نسائی		گھی میں چوہا گر جانا	4185
	7-نسائی		گھی میں چوہا گر جانا	4186
	8-نسائی		گھی میں چوہا گر جانا	4187
	9-ابوداؤد	کھانے کے احکام	گھی میں چوہا گر جانا	3344
	10-ابوداؤد	کھانے کے احکام	گھی میں چوہا گر جانا	3345
	11-احمد	مسند انصار	مسند ام المومنین سیدہ میمونہ	25569
	12-احمد	مسند انصار	مسند ام المومنین سیدہ میمونہ	25616
	13-مالک	متفرق احکامات	گھی میں چوہا گر جائے کا حکم	1536
	14-دارمی	طہارت کا بیان	گھی میں چوہا گر جانے کا حکم	731
	15-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7078
	16-سنن بیہقی	قربانی کے احکام	گھی میں چوہا مر جانے کا حکم	20172
	17-سنن بیہقی	قربانی کے احکام	گھی میں چوہا مر جانے کا حکم	20179
	18-سنن بیہقی	قربانی کے احکام	گھی میں چوہا مر جانے کا حکم	20173
	19-سنن بیہقی	قربانی کے احکام	گھی میں چوہا مر جانے کا حکم	20176
	20-ابویعلی	مسند ابوہریرہ	مسند ابوہریرہ	5841
حدیث 233			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 234	1-بخاری	جہاد و سیر کا بیان	اللہ کی راہ میں زخمی ہونا	2593
	2-بخاری	ذبائح و شکار کے احکام	مشک کا بیان	5107
	3-مسلم	امارت کا بیان	جہاد کی فضیلت	3486
	4-ترمذی	جہاد کے فضائل	اللہ کی راہ میں زخمی ہونا	1580
	5-نسائی	جہاد کا بیان	اللہ کی راہ میں زخمی ہونا	3096
	6-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7001
	7-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7858
	8-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	8725
	9-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	10241
	10-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	10323
	11-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	10514

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	12-مالک	جہاد کا بیان	شہداء کے احکام	873
	13-دارمی	جہاد کا بیان	اللہ کی راہ میں زخمی ہونے کی فضیلت	2299
	14-سنن بیہقی	سیر کے احکام	اللہ کی راہ میں زخمی ہونے کی فضیلت	19040
	15-سنن بیہقی	سیر کے احکام	جہاد کا بیان	19039
	16-شعب الایمان	ایمان کا 26واں شعبہ	جہاد کا بیان	4237
	17-مصنف عبدالرزاق	جہاد کا بیان	جہاد کی فضیلت	9528
	18-سنن بیہقی	جنازے کا بیان	شہید کو اس حالت میں دفن کیا جائے گا	6901
	19-صحیح ابن حبان	سیر کے احکام	شہادت کی فضیلت	4652
	20-ابویعلی	مسند ابو ہریرہ	اعرج کی روایات	6263
حدیث 235	1-بخاری	جمعہ کا بیان	جمعہ کی فرضیت	827
	2-بخاری	جہاد و سیر کا بیان	حاکم کی طرف سے لڑائی میں شریک ہونا	2736
	3-بخاری	انبیاء کا تذکرہ	غار والی حدیث	3227
	4-بخاری	قسم کا نذر کا بیان	لا یواخذکم کی تفسیر	6134
	5-بخاری	دیت کا بیان	دیت وصول کرنا	6379
	6-بخاری	توحید کا بیان	یریدون ان یبدلوا کی تفسیر	6941
	7-مسلم	جمعہ کا بیان	اس وقت کا جمعہ نصیب ہونا	1412
	8-مسلم	جمعہ کا بیان	اس وقت کا جمعہ نصیب ہونا	1413
	9-مسلم	جمعہ کا بیان	اس وقت کا جمعہ نصیب ہونا	1414
	10-نسائی	جمعہ کا بیان	جمعہ کی فرضیت	1350
	11-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	7009
	12-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	7092
	13-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	7381
	14-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	7767
	15-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	8147
	16-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	9739
	17-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	10126
	18-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	10144
	19-مسلم	طہارت کا بیان	کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے	424
	20-مسلم	طہارت کا بیان	کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے	425
	21-ترمذی	طہارت کا بیان	کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے	63
	22-نسائی	طہارت کا بیان	کھڑے ہوئے پانی کے احکام	57
	23-نسائی	طہارت کا بیان	کھڑے ہوئے پانی کے احکام	58
	24-نسائی	طہارت کا بیان	کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے	221
	25-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	جنبی شخص کا ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنا	394
	26-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	جنبی شخص کا ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنا	395
	27-ابوداؤد	طہارت کا بیان	ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کا حکم	64
	28-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے	338
	29-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	7213

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	30-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	7839
	31-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	8202
	32-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	8385
	33-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	8752
	34-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابو ہریرہ	9224
	35-دارمی	طہارت کا بیان	ٹھہرے ہوئے پانی سے وضو کرنا	724
	36-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پانی کے احکام	1254
	37-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پانی کے احکام	1251
	38-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پانی کے احکام	1256
	39-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے	66
	40-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	جس پانی میں پیشاب کیا گیا ہو اس سے وضو کرنا منع ہے	94
	41-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	کھڑے پانی میں پیشاب کرنا	299
	42-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	کھڑے پانی میں پیشاب کرنا	300
	43-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	کھڑے پانی میں پیشاب کرنا	302
	44-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آبِ مستعمل سے وضو نہیں ہوگا	1169
	45-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آبِ مستعمل سے وضو نہیں ہوگا	1172
	46-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آبِ مستعمل سے وضو نہیں ہوگا	1173
	47-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	آبِ مستعمل سے وضو نہیں ہوگا	1174
	48-حاکم	طہارت کا بیان	طہارت کے احکام	595
حدیث 236	1-بخاری	نماز کا بیان	عورت نمازی کے جسم سے ناپاک چیز ہٹا سکتی ہے	490
	2-بخاری	جہاد و سیر کا بیان	کفارہ کو بددعا دینا	2717
	3-بخاری	جزیہ کا بیان	مشرکین کی لاشوں کو گڑھے میں پھینک دیا جائے	2948
	4-بخاری	مناقب کا بیان	نبی اکرم صحابہ کرام کو مشرکین مکہ کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف	3565
	5-بخاری	مغازی کا بیان	نبی اکرم کا کفار قریش کو بددعا دینا	3665
	6-مسلم	جہاد و سیر کا بیان	نبی اکرم کو مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف	3349
	7-مسلم	جہاد و سیر کا بیان	نبی اکرم کو مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف	3350
	8-مسلم	جہاد و سیر کا بیان	نبی اکرم کو مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف	[illegible]
	9-نسائی	طہارت کا بیان	حلال جانور کی ناپاکی کا (نمازی کے) جسم پر لگنا	305
	10-احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3537
	11-احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3587
	12-احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن مسعود	3766
	13-سنن بیہقی	سیر کے احکام	مشرکین مکہ کی بدسلوکیاں	18227
	14-البحر الزخار	مسند عبداللہ بن مسعود	عمرو بن میمون کی روایات	[illegible]
	15-صحیح ابن حبان	تعریف کا بیان	نبی اکرم ﷺ کے فرائض	[illegible]
	16-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	نماز کے کپڑے پر نجاست لگنے کا حکم	285
	17-ابو یعلی	مسند عبداللہ بن مسعود	مسند عبداللہ بن مسعود	5312
حدیث 237	1-ابن ماجہ	نماز قائم کرنا	نمازی کا تھوک	1014
حدیث 238	1-بخاری	مشروبات کا بیان	شہد کی شراب	5157

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2- بخاری	مشروبات کا بیان	شہد کی شراب	5158
	3- مسلم	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز حرام ہے	3727
	4- مسلم	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز حرام ہے	3728
	7- ترمذی	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز حرام ہے	1786
	8- ترمذی	مشروبات کا بیان	کثیر مقدار میں نشہ آور چیز قلیل مقدار میں بھی حرام ہے	1789
	9- نسائی	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا	5496
	10- نسائی	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا	5497
	11- نسائی	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا	5498
	12- نسائی	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا	5499
	13- نسائی	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز کا حرام ہونا	5500
	14- ابوداؤد	مشروبات کا بیان	نشہ آور چیز سے منع کرنا	3197
	15- ابوداؤد	مشروبات کا بیان	نشہ آور چیز سے منع کرنا	3202
	16- ابن ماجہ	مشروبات کا بیان	ہر نشہ آور چیز حرام ہے	3377
	17- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	22953
	18- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23287
	19- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23511
	20- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23843
	21- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24396
	22- احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24704
	23- مالک	مشروبات کا بیان	شراب کا حرام ہونا	1331
	24- دارمی	مشروبات کا بیان	شراب کے احکام	2005
	25- صحیح ابن حبان	مشروبات کا بیان	پینے کے آداب	5393
	26- صحیح ابن حبان	مشروبات کا بیان	پینے کے آداب	5397
	27- ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4526
	28- ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7103
	29- سنن بیہقی	طہارت کا بیان	شراب سے وضو کرنا منع ہے	23
	30- سنن بیہقی	مشروبات کا بیان	خمر کی تحقیق	17850
	31- سنن بیہقی	مشروبات کا بیان	خمر کی تحقیق	17851
	32- سنن بیہقی	مشروبات کا بیان	محض پکانے سے مشروب شراب نہیں بن جاتا	17862
	33- شعب الایمان	ایمان کا ۳۹ واں شعبہ	حرام چیزوں کا بیان	5574
	34- سنن دار قطنی	مشروبات کا بیان	مشروبات کے احکام	28
	35- سنن دار قطنی	مشروبات کا بیان	مشروبات کے احکام	29
حدیث 239	1- بخاری	جہاد و سیر کا بیان	زرہ کے احکام	2688
	2- بخاری	جہاد و سیر کا بیان	خود کے احکام	2695
	3- بخاری	جہاد و سیر کا بیان	زخمیوں کو دوا فراہم کرنا	2810
	4- بخاری	مغازی کا بیان	غزوہ احد میں نبی اکرم کا زخمی ہونا	3767
	5- بخاری	نکاح کا بیان	اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر	2827
	6- بخاری	طب کا بیان	خون روکنے کیلئے چٹائی کی راکھ لگانا	5181

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	7-مسلم	جہاد و سیر کا بیان	غزوہ احد کا تذکرہ	3345
	8-ترمذی	طب کا بیان	راکھ کو دوا کے طور پر استعمال کرنا	2011
	9-ابن ماجہ	طب کا بیان	زخمیوں کی دوا	3455
	10-ابن ماجہ	طب کا بیان	زخمیوں کی دوا	3456
	11-احمد	مسند انصار	حضرت ابو مالک سہل بن سعد کی احادیث	21734
	12-احمد	مسند انصار	حضرت ابو مالک سہل بن سعد کی احادیث	21763
حدیث 240	1-مسلم	طہارت کا بیان	مسواک کے احکام	373
	2-نسائی	طہارت کا بیان	مسواک کرنے کا طریقہ	3
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مسواک کیسے کی جائے	45
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	مسواک کی فضیلت	142
حدیث 241	1-بخاری	جمعہ کا بیان	جمعہ کے دن مسواک کرنا	840
	2-بخاری	جمعہ کا بیان	رات کے نوافل میں طویل قیام کرنا	1068
	3-مسلم	طہارت کا بیان	مسواک کے احکام	274
	4-مسلم	طہارت کا بیان	مسواک کے احکام	375
	5-نسائی	طہارت کا بیان	رات بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا	2
	6-نسائی	قیام اللیل کا بیان	رات بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا	1603
	7-نسائی	قیام اللیل کا بیان	رات بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا	1604
	8-ابوداؤد	طہارت کا بیان	رات بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا	50
	9-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	مسواک کے احکام	282
	10-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12557
	11-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1072
	12-المعجم الصغیر	''م'' سے شروع ہونے والے نام	محمد نامی راوی	1046
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنے کی تاکید	1614
	14-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	وضو کے فرائض	1075
	15-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	نوافل کا بیان	2591
	16-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	بیدار ہونے کے بعد مسواک کا استحباب	136
	17-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	رات کے نوافل کے وقت مسواک کرنا	1149
	18-شعب الایمان	19واں شعبہ	قرآن پڑھتے وقت مسواک کرنا	2114
	19-شعب الایمان	19واں شعبہ	قرآن پڑھتے وقت مسواک کرنا	2115
حدیث 242	1-بخاری	دعاؤں کا بیان	باوضو سونے کی فضیلت	5836
	2-بخاری	دعاؤں کا بیان	سوتے وقت پڑھی جانے والی دعا	5838
	3-بخاری	دعاؤں کا بیان	دائیں پہلو کے بل سونا	5840
	4-بخاری	توحید کا بیان	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان انزلہ بعلمہ	6934
	5-مسلم	ذکر اور دعا	سوتے وقت کی دعا	4884
	6-مسلم	ذکر اور دعا	سوتے وقت کی دعا	4885
	7-ترمذی	دعاؤں کا بیان	سوتے وقت کی دعا	3316
	8-ترمذی	دعاؤں کا بیان	کشادگی کا انتظار کرنا	3498
	9-ابوداؤد	ادب کا بیان	سوتے وقت کیا پڑھا جائے	4389

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	10-ابن ماجہ	دعا کا بیان	سوت وقت کی دعا	3866
	11-مسند احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت براء بن عازب کی احادیث	17782
	12-مسند احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت براء بن عازب کی احادیث	17826
	13-مسند احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت براء بن عازب کی احادیث	17848
	14-مسند احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت براء بن عازب کی احادیث	17874
	15-مسند احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت براء بن عازب کی احادیث	17906
	16-مسند احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت براء بن عازب کی احادیث	17932
	17-دارمی	استیذان کا بیان	سوتے وقت کی دعا	2567
	18-صحیح ابن حبان	زیب وزینت کا بیان	سونے کے آداب	5536
	19-شعب الایمان	33واں شعبہ	سونے کے آداب	4704
	20-صحیح ابن حبان	زیب وزینت کا بیان	سونے کے آداب	5527
	21-ابویعلی	مسند براء بن عازب	مسند براء بن عازب	1668
	22-ابویعلی	مسند براء بن عازب	مسند براء بن عازب	1721
	23-الادب المفرد	سوتے وقت دُعا کی فضیلت	سوتے وقت دُعا کی فضیلت	1248
	24-المعجم الصغیر	''ا'' سے شروع ہونے والے نام	احمد نامی راویوں کی روایات	3
	25-المعجم الصغیر	''م'' سے شروع ہونے والے نام	محمود نامی راویوں کی روایات	1072
	26-شعب الایمان	ایمان کا ۳۳واں شعبہ	سونے کے آداب	4706
	27-الادب المفرد	سوتے وقت کی دُعا	سوتے وقت کی دعا	1246
	28-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	دعاء قنوت	4989
حدیث 243	1-بخاری	غسل کا بیان	بالوں میں خلال کرنا	264
	2-ابوداؤد	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	210
	3-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23123
	4-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23559
	5-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24944
	6-مالک	طہارت کا بیان	غسل جنابت کا طریقہ	89
	7-دارمی	طہارت کا بیان	غسل جنابت کا طریقہ	741
	8-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بالوں کی جڑوں کا خلال کرنا	846
	9-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا باب	1196
	10-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا غسل کرنا	999
	11-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	غسل کا وجوب	11
	12-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	بالوں کی جڑوں کا خلال کرنا	242
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل سے پہلے وضو کرنا	842
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل سے پہلے وضو کرنا	843
حدیث 244	1-بخاری	غسل کا بیان	ایک مرتبہ وضو کرنا	249
	2-بخاری	غسل کا بیان	کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا	251
	3-بخاری	غسل کا بیان	وضو اور غسل الگ سے کرنا	257
	4-بخاری	غسل کا بیان	غسل سے پہلے وضو کرنا	265
	5-بخاری	غسل کا بیان	غسل کے بعد ہاتھ جھاڑنا	267

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	6-ترمذی	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	96
	7-نسائی	غسل اور تیمم	غسل شروع کرنے سے پہلے نجاست دھونا	415
	8-ابوداؤد	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	213
	9-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	566
	10-دارمی	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	740
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بالوں کی جڑوں کا خلال کرنا	847
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	لوگوں کی موجودگی میں غسل کے وقت پردہ کرنا	980
	13-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا باب	1191
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل کے دوران پاؤں بعد میں دھوئے جائیں	844
	15-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا غسل کرنا	998
حدیث 245	1-نسائی	طہارت کا بیان	غسل کیلئے کوئی مقدار معین نہیں ہے	231
	2-نسائی	طہارت کا بیان	بیوی کے ہمراہ ایک ہی برتن سے غسل کرنا	235
	3-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	بیوی کے ہمراہ ایک ہی برتن سے غسل کرنا	370
	4-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23213
	5-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24200
	6-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	وقت کی تنگی کے باعث مختصر وضو کرنا	236
	7-ابویعلی	مسند عائشہؓ	مسند عائشہؓ	4872
	8-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	اگر وضو یا غسل کا موقع نہ ملے	951
	9-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	بلی کا جوٹھا	18
حدیث 246	1-مسلم	حیض کا بیان	پانی کی مستحب مقدار	481
	2-نسائی	طہارت کا بیان	پانی کی مقدار	227
	3-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23293
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کم از کم ایک مد پانی سے وضو کیا جائے	964
حدیث 247	1-بخاری	غسل کا بیان	سر پر تین مرتبہ پانی بہانا	247
	2-بخاری	غسل کا بیان	سر پر تین مرتبہ پانی بہانا	248
	3-مسلم	حیض کا بیان	تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے	496
	4-نسائی	طہارت کا بیان	پانی کی مقدار	230
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	کتنے پانی سے وضو کرنا جائز ہے	85
	6-احمد	مکثرین کی مسند	مسند جابر بن عبداللہ	13599
	7-احمد	مکثرین کی مسند	مسند جابر بن عبداللہ	13673
	8-احمد	مکثرین کی مسند	مسند جابر بن عبداللہ	13732
	9-احمد	مکثرین کی مسند	مسند جابر بن عبداللہ	14490
	10-احمد	مکثرین کی مسند	مسند جابر بن عبداللہ	14507
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	کم از کم ایک مد پانی سے وضو کیا جائے	963
حدیث 248	1-مسلم	حیض کا بیان	پانی کی مستحب مقدار	486
	2-ترمذی	طہارت کا بیان	ایک ہی برتن سے اکٹھے غسل کرنا	57
	3-نسائی	طہارت کا بیان	ایک ہی برتن سے اکٹھے غسل کرنا	236
حدیث 249	1-مسلم	حیض کا بیان	سر پر تین مرتبہ پانی بہانا	493

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	2-مسلم	حیض کا بیان	سر پر تین مرتبہ پانی بہانا	494
	3-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کیلئے کتنا پانی بہانا کافی ہے	250
	4-نسائی	غسل کا بیان	جنبی کیلئے کتنا پانی بہانا کافی ہے	422
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	207
	6-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	568
	7-مسند ابویعلی	مسند انس	حمید طویل کی روایات	3739
	8-مسند ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7397
	9-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا غسل	995
	10-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	وضو غسل کا حصہ ہے	863
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر پر بار بار پانی ڈالنا سنت ہے	857
حدیث 250	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا باب	1191
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	سر پر تین مرتبہ پانی ڈالنا	243
	3-ابویعلی	مسند جابر	مسند جابر	1846
	4-ابویعلی	مسند جابر	مسند جابر	2227
	5-ابویعلی	مسند جابر	مسند جابر	2320
	6-ابویعلی	مسند جابر	مسند جابر	4865
	7-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا غسل کرنا	990
	8-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا غسل کرنا	994
	9-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا غسل کرنا	1006
	10-مصنف عبدالرزاق	جمعہ کا بیان	جمعے کے دن غسل کا حکم	5545
	11-بحر ذخار	مسند عثمان	ابوسلمہ بن عبدالرحمن کی روایات	418
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر کا مسح بار بار کرنا	295
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر کا مسح کرنا	297
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر کا مسح کرنا	301
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بالوں کی جڑوں کا پانی سے خلال کرنا	848
	16-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر پر بار بار پانی بہانا سنت ہے	854
	17-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر پر بار بار پانی بہانا سنت ہے	855
	18-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	نبی اکرم ﷺ کا طریقہ وضو	1
	19-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	تین مرتبہ وضو مسح کرنا	2
	20-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	تین مرتبہ مسح کرنا	7
حدیث 251	1-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	گھنے بالوں والا شخص تین مرتبہ سر پر پانی ڈالے	243
	2-ابویعلی	مسند جابر	مسند جابر	2320
	3-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4865
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سر پر بار بار پانی ڈالنا	854
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عورت کا غسل کرنا	878
	6-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	غسل کے واجب ہونے کے بیان	12
حدیث 252	1-ابویعلی	مسند میمونہ	مسند میمونہ	7101
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	لوگوں کی موجودگی میں غسل کے وقت پردہ کرنا	980

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	غسل کا واجب ہونا	14
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل سے پہلے وضو کرنا	843
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پورے جسم پر پانی بہانا	859
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی تاکید	862
	7-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	غسل جنابت کا طریقہ	241
	8-ابو یعلی	مسند طلحہ	مسند طلحہ	633
	9-ابو یعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4430
	10-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	حالت جنابت میں سونا کھانا پینا	1077
	11-مصنف عبدالرزاق	علم کا بیان	نبوت کا بیان	20538
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	زمین پر ہاتھ رگڑنا	838
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل کے دوران پاؤں آخر میں دھوئے جائیں	845
حدیث 253	1-مسلم	حیض کا بیان	غسل جنابت کا طریقہ	478
	2-نسائی	غسل اور تیمم	غسل جنابت میں جلد دھونا	421
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	غسل جنابت کے احکام	208
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	دائیں طرف سے آغاز کرنے کا انتخاب	897
حدیث 254			اس کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 255	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل کے آخر میں پاؤں دھوئے جائیں	13
	2-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	غسل کا وجوب	998
	3-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا غسل کرنا	1017
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	لوگوں کی موجودگی میں غسل کے وقت پردہ کرنا	980
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کا سوتے وقت وضو کرنا	1002
	6-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	وضو کے دوران پاؤں کو مکمل طور پر دھونا	10
	7-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	غسل کا وجوب	11
حدیث 256	1-بخاری	غسل کا بیان	بالوں میں خلال کرنا	264
	2-مسلم	حیض کا بیان	پانی کی مستحب مقدار	482
	3-مسلم	حیض کا بیان	پانی کی مستحب مقدار	484
	4-نسائی	طہارت کا بیان	اکٹھے غسل کرنا	232
	5-نسائی	طہارت کا بیان	اکٹھے غسل کرنا	235
	6-نسائی	غسل اور تیمم	اکٹھے غسل کرنا	409
	7-ابوداؤد	طہارت کا بیان	عورت کا فضل وضو	70
	8-ابن ماجہ	طہارت کا مسنون طریقہ	اکٹھے غسل کرنا	370
	9-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	22887
	10-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23213
	11-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	33805
	12-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24185
	13-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24200
	14-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24236
	15-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24406

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	16-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24430
	17-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24751
	18-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24981
	19-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25201
	20-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1111
	21-صحیح ابن حبان	وضو کا بیان	وقت کی تنگی میں غسل کرنا	236
	22-ابویعلی	مسند عائشہؓ	مسند عائشہؓ	4872
	23-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی اور حائضہ کا پسینہ پاک ہوتا ہے	911
	24-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	بلی کا جوٹھا پاک ہے	18
	25-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا باب	1192
	26-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا باب	1193
	27-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا باب	1194
	28-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	جنابت کے احکام	1262
	29-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا	1664
	30-صحیح ابن حبان	حظر واباحت کا بیان	حظر واباحت کا بیان	5577
	31-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	وقت کی تنگی میں غسل کرنا	باب
	32-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	میاں بیوی کا اکٹھے غسل کرنا	250
	33-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	بیوی کا شوہر کے ہاتھ پر پانی ڈالنا	251
	34-المستدرک حاکم	طہارت کا بیان	طہارت کا بیان	601
	35-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4457
	36-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4483
	37-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4484
	38-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4726
	39-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	ایک ساتھ غسل کرنا	1027
	40-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	ایک ساتھ غسل کرنا	1031
	41-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	ایک ساتھ غسل کرنا	1032
	42-ابویعلی	''س'' سے شروع ہونے والے نام	سلم نامی راویوں کی روایات	490
	43-ابویعلی	''ع'' سے شروع ہونے والے نام	عبداللہ نامی رایوں کی روایات	594
	44-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل کے لئے ہر طرح کا برتن استعمال کر سکتے ہیں	123
	45-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کا بچا ہوا پانی	916
	46-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کا بچا ہوا پانی	917
	47-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کا بچا ہوا پانی	919
	48-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کا بچا ہوا پانی	920
	49-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا	933
	50-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	وقت کی تنگی میں غسل یا وضو کرنا	950
	51-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	وقت کی تنگی میں غسل یا وضو کرنا	952

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	52-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	وقت کی تنگی میں غسل یا وضو کرنا	955
حدیث 257	1-بخاری	غسل کا بیان	بالوں میں خلال کرنا	264
	2-مسلم	حیض کا بیان	غسل جنابت کا طریقہ	474
	3-مسلم	حیض کا بیان	غسل جنابت کا طریقہ	475
	4-مسلم	حیض کا بیان	پانی کی مستحب مقدار	482
	5-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا اپنے سر کا خلال کرنا	248
	6-ابوداؤد	طہارت کا بیان	غسل جنابت کا بیان	211
	7-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23507
	8-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل کے احکام	847
	9-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے سر کے بالوں کا خلال کرنا	1196
	10-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	مسند عائشہ	242
	11-ابویعلی	مسند عائشہ	غسل جنابت کا طریقہ	449
	12-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا	999
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہاتھ کو زمین پر رگڑنا	835
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل سے پہلے وضو کرنا	839
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل سے پہلے پاؤں دھونا	843
	16-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل کے آخر میں پاؤں دھونا	845
	17-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے بالوں کی جڑوں کا خلال	846
	18-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے غسل کا وجوب	11
حدیث 258			اس حدیث کی تخریج پہلے ہو چکی ہے	
حدیث 259	1-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11662
	2-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11713
	3-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11866
	4-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	11920
	5-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	12707
	6-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13107
	7-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کا بچایا ہوا پانی	930
حدیث 260			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 261			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 262	1-بخاری	غسل کا بیان	خوشبو لگانے کے بعد غسل کرنا	262
	2-بخاری	لباس کا بیان	مانگ کا ذکر	5463
	3-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2057
	4-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2058
	5-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	غسل کے بعد خوشبو کا نشان باقی رہنا	414
	6-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	تمام بیویوں کے لئے ایک ہی غسل	428
	7-نسائی	مناسک حج کا بیان	خوشبو لگانے کی جگہ	2656
	8-نسائی	مناسک حج کا بیان	خوشبو لگانے کی جگہ	2657
	9-مسند احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24251

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	10-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	خوشبو لگانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے	2588
	11-سنن بیہقی	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	9044
حدیث263	1-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13018
	2-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13156
	3-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس بن مالک	13595
	4-دارمی	طہارت کا بیان	بیویوں کیلئے ایک ہی غسل کرنا	746
	5-دارمی	طہارت کا بیان	بیویوں کیلئے ایک ہی غسل کرنا	747
	6-بخاری	غسل کا بیان	جنبی بازار میں چل پھر سکتا ہے	275
	7-بخاری	نکاح کا بیان	زیادہ بیویاں ہونا	4680
	8-بخاری	نکاح کا بیان	آدمی کا یہ کہنا کہ میں آج رات	4814
	9-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	نبی اکرم کو 4 سے زیادہ شادیوں کی اجازت حاصل تھی	13635
	10-مسند ابو یعلی	مسند انسؓ	قتادہ کی روایات	3176
	11-مسند ابو یعلی	مسند انسؓ	قتادہ کی روایات	3203
حدیث264	1-مسند ابو یعلی	مسند انسؓ	قتادہ کی روایات	2941
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	جنبی کے احکام	1208
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	جنبی کے احکام	1209
	4-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	ایک ہی غسل کا وجوب	231
حدیث265			اس روایت کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث266	1-بخاری	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	1438
	2-بخاری	لباس کا بیان	مانگ کا ذکر	5463
	3-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2048
	4-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2049
	5-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2050
	6-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2051
	7-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2052
	8-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2054
	9-نسائی	مناسک حج	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2645
	10-نسائی	مناسک حج	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2646
	11-نسائی	مناسک حج	خوشبو لگانے کا مقام	2647
	12-نسائی	مناسک حج	خوشبو لگانے کا مقام	2648
	13-نسائی	مناسک حج	خوشبو لگانے کا مقام	2649
	14-نسائی	مناسک حج	خوشبو لگانے کا مقام	2650
	15-نسائی	مناسک حج	خوشبو لگانے کا مقام	2651
	16-ابوداؤد	مناسک حج	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	1484
	17-ابن ماجہ	مناسک حج	احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	2918
	18-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23787
	19-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23818
	20-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23835

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	21-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24347
	22-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24541
	23-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24593
	24-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24688
	25-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24886
	26-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24934
	27-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25099
	28-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25192
حدیث 267	1-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	حالت احرام میں خوشبو کا نشان	2587
	2-سنن بیہقی	حج کا بیان	احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا	9039
	3-سنن بیہقی	حج کا بیان	احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا	9043
	4-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	احرام کے احکام	3767
	5-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا	2585
	6-سنن بیہقی	حج کا بیان	احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا	9040
	7-سنن بیہقی	حج کا بیان	احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا	9042
	8-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست اور اس کی تطہیر	1376
	9-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست اور اس کی تطہیر	1377
	10-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	احرام کے احکام	3768
	11-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	مسند عائشہ	3769
	12-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4833
حدیث 268	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	بالوں میں خلال کرنا	847
	2-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے غسل لازم	11
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا طریقہ	1196
	4-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4497
	5-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	غسل جنابت	999
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا	836
حدیث 269	1-بخاری	اذان کا بیان	کسی علت کی وجہ سے مسجد سے باہر جانا	603
	2-بخاری	اذان کا بیان	امام کی واپسی کا انتظار کرنا	604
	3-مسلم	مساجد اور نماز کے مقامات	لوگ نماز کیلئے کب کھڑے ہوں	950
	4-مسلم	مساجد اور نماز کے مقامات	لوگ نماز کیلئے کب کھڑے ہوں	951
	5-نسائی	امامت کا بیان	مصلی پر کھڑے ہونے کے بعد یاد آنا	784
	6-نسائی	امامت کا بیان	امام کی آمد سے پہلے صفیں قائم کرنا	800
	7-ابوداؤد	طہارت کا بیان	جنبی کا بھول کر نماز پڑھانا	203
	8-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	6940
	9-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7202
	10-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7471
	11-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	8112
	12-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	9410

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	13-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	10301
	14-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے غسل کا وجوب	14
حدیث 270	1-سنن بیہقی	نماز کا بیان	جنبی کی امامت	4172
	2-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	عدم طہارت کی حالت میں نماز کا آغاز	168
حدیث 271	1-ابوداؤد	طہارت کا بیان	عورت غسل کے وقت بال کھولے؟	220
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	لوگوں کی موجودگی میں پردہ کرنا	980
حدیث 272	1-بخاری	انبیاء کا ذکر	حضرت خضر و حضرت موسیٰ کی ملاقات	3152
	2-مسلم	حیض کا بیان	تنہائی میں برہنہ ہو کر غسل کرنا	513
	3-مسلم	فضائل کا بیان	حضرت موسیٰ کے فضائل	4372
	4-مسلم	فضائل کا بیان	حضرت موسیٰ کے فضائل	4373
	5-ترمذی	قرآن کی تفسیر	سورۂ احزاب کی تفسیر	3145
	6-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7826
	7-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	8729
	8-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	10262
	9-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	10493
	10-بخاری	انبیاء کا ذکر	ارشاد باری تعالیٰ کی تفسیر	3140
	11-بخاری	توحید کا بیان	اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر	6939
	12-نسائی	غسل اور تیمم کا بیان	غسل کے وقت پردہ کر لینا	406
	13-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7008
	14-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7695
	15-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	7812
	16-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	8213
	17-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	9958
	18-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	10227
	19-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	تنہائی میں برہنہ غسل کرنا	987
	20-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	مخلوق کا آغاز	6211
	21-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	تنہائی میں برہنہ غسل کرنا	986
	22-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	مخلوق کا آغاز	6229
حدیث 273	1-بخاری	نماز کا بیان	ایک ہی کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھنا	344
	2-بخاری	جزیہ کا بیان	عورت کا امان دینا	2935
	3-بخاری	ادب کا بیان	لوگوں کے گمان کا تذکرہ	5692
	4-مسلم	حیض کا بیان	غسل کے وقت پردہ کر لینا	509
	5-مسلم	حیض کا بیان	غسل کے وقت پردہ کر لینا	510
	6-مسلم	مسافر کا نماز قصر کرنا	چاشت کی کم از کم دو رکعات ہیں	1179
	7-ترمذی	آداب کا بیان	مرحبا کہنے کا ذکر	2658
	8-نسائی	طہارت کا بیان	غسل کے وقت پردہ کرنا	225

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	9-نسائی	غسل اور تیمم	مٹی کے برتن سے غسل کرنا	412
	10-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	وضو کے بعد رومال استعمال کرنا	458
	11-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	غسل کے وقت پردہ کرنا	606
	12-احمد	قبائل کی مسند	سیدہ ام ہانی کی احادیث	26111
	13-مالک	اذان کا بیان	چاشت کی نماز	323
	14-دارمی	نماز کا بیان	چاشت کی نماز	1417
	14-شعب الایمان	اکسٹھواں شعبہ	عام اخلاقی تعلیمات	8888
	15-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	عید قربان کی نماز	4861
	16-سنن بیہقی	سیر کے احکام	عورت کا امان دینا	18683
	17-سنن بیہقی	طہارت کے احکام	لوگوں کی موجودگی میں پردہ کرنا	982
حدیث274			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث275	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عورت کا خواب	813
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کے احکام	1167
	3-ابویعلی	مسند ام سلمہؓ	مسند ام سلمہؓ	6895
	4-معجم الصغیر	الف کا بیان	ابراہیم نامی راویوں کی روایات	225
	5-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	عورت کا احتلام	1094
حدیث276	1-بخاری	غسل کا بیان	جنبی بازار میں چل سکتا ہے	276
	2-مسلم	حیض کا بیان	مسلمان ناپاک نہیں ہوتا	556
	3-ترمذی	طہارت کا بیان	جنبی سے مصافحہ کرنا	112
	4-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کے ساتھ بیٹھنا	269
	5-ابوداؤد	طہارت کا بیان	جنبی کے ساتھ مصافحہ کرنا	200
	6-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	جنبی کے ساتھ مصافحہ کرنا	527
	7-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	6913
	8-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	8610
	9-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	9704
	10-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے	934
	11-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پانی کے احکام	1259
	12-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	پانی کے احکام	1258
	13-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست اور اس کی تطہیر	1670
	14-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے	935
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے	934
	16-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نجاست اور اس کی تطہیر	1369
حدیث277			یہ روایت پہلے گزر چکی ہے	
حدیث278			یہ روایت پہلے گزر چکی ہے	
حدیث279	1-بخاری	غسل کا بیان	جنبی وضو کر کے سو سکتا ہے	279
	2-مسلم	حیض کا بیان	جنبی کا سونا جائز ہے	460

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-مسلم	حیض کا بیان	جنبی کا سونا جائز ہے	461
	4-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا کھاتے وقت وضو کرنا	255
	5-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا کھاتے وقت صرف ہاتھ دھونا	256
	6-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا کھاتے وقت صرف ہاتھ دھونا	257
	7-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا سوتے وقت وضو کرنا	258
	8-ابوداؤد	طہارت کا بیان	جنبی کا کچھ کھانا	192
	9-ابوداؤد	طہارت کا بیان	جنبی کا وضو کرنا	193
	10-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	جنبی وضو کیے بغیر نہ سوئے	577
	11-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	جنبی کیلئے صرف ہاتھ دھونا کافی ہے	586
	12-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	22954
	13-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23416
	14-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23467
	15-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23560
	16-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23727
	17-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23755
	18-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23821
	19-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24630
	20-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25179
	21-داری	طہارت کا بیان	جنبی سوتے وقت کیا کرے؟	750
حدیث 280	1-بخاری	غسل کا بیان	جنبی وضو کر کے سو سکتا ہے	280
	2-بخاری	غسل کا بیان	جنبی وضو کر کے سو سکتا ہے	281
	3-مسلم	حیض کا بیان	جنبی کا سونا جائز ہے	462
	4-مسلم	حیض کا بیان	جنبی کا سونا جائز ہے	463
	5-مسلم	حیض کا بیان	جنبی کا سونا جائز ہے	464
	6-ترمذی	طہارت کا بیان	جنبی کا سوتے وقت وضو کرنا	111
	7-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا سوتے وقت وضو کرنا	259
	8-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا سوتے وقت وضو کرنا	260
	9-ابوداؤد	طہارت کا بیان	جنبی کا سونا	191
	10-مسند احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند عمر بن خطاب	224
	11-مسند احمد	مسند عشرہ مبشرہ	مسند عمر بن خطاب	339
	12-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4433
	13-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4693
	14-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4812
	15-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	4943
	16-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5062
	17-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5185

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	18-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5240
	19-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5571
	20-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5696
	21-مسند احمد	مکثرین کی مسند	مسند عبداللہ بن عمر	5882
	22-مالک	طہارت کا بیان	جنبی کا سوتے وقت وضو کرنا	99
حدیث 280	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	جنبی کے احکام	1215
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	جنبی کیلئے سوتے وقت وضو کرنا مستحب ہے	2142
	3-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	جنبی کیلئے سوتے وقت وضو کرنا مستحب ہے	2118
	4-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا سونا' کھانا' پینا	1077
	5-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کے لئے سوتے وقت وضو کرنا	994
حدیث 281	1-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا سونا' کھانا' پینا	1073
	2-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا سونا' کھانا' پینا	1077
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی سونے سے پہلے وضو کرے	997
	4-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	جنبی سوئے یا کھانے پینے سے پہلے کیا کرے؟	3
حدیث 282			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 283	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	جنبی کے احکام	1213
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	جنبی کے احکام	1214
	3-سنن بیہقی	نکاح کا بیان	جنبی کا سونا	14428
	4-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی سونے سے پہلے وضو کرے	993
حدیث 284	1-مسلم	حیض کا بیان	التقائے ختنین کی وجہ سے غسل کا وجوب	525
	2-نسائی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین کی وجہ سے غسل کا وجوب	191
	3-نسائی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین کی وجہ سے غسل کا وجوب	192
	4-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مرد کا انزال کے بغیر صحبت کرنا	186
	5-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	التقائے ختنین کی وجہ سے غسل کا وجوب	602
	6-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	6900
	7-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	8220
	8-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	8744
	9-احمد	مکثرین کی مسند	مسند ابوہریرہ	9702
	10-دارمی	طہارت کا بیان	شرمگاہوں کے مل جانے کا حکم	754
	11-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کے احکام	1178
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے غسل کا وجوب	786
	33-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	موجبات غسل	940
حدیث 285	1-صحیح ابن حبان	علم کا بیان	حدیث تحریر کرنے کی ممانعت	127
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے وجوب غسل	794
حدیث 286	1-مسلم	حیض کا بیان	پانی سے پانی واجب ہوتا ہے	522
	2-احمد	مسند انصار	حضرت ابوایوب انصاری کی احادیث	20175

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	التقائے ختنین سے وجوبِ غسل	792
	4-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا بیان	1169
	5-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا بیان	3باب
	6-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	موجباتِ غسل	957
	7-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عورت کی شرمگاہ کی رطوبت کا حکم	4233
		حیض کا بیان		
حدیث 287	1-بخاری	حیض کا بیان	حائضہ عورت طواف کے علاوہ تمام مناسک ادا کرے	294
	2-بخاری	حیض کا بیان	غسل حیض کے وقت کنگھی کرنا	305
	3-بخاری	حیض کا بیان	غسل حیض کے وقت بال کھولنا	306
	4-بخاری	حیض کا بیان	حائضہ کس طرح احرام باندھے	308
	5-بخاری	حج کا بیان	حائضہ کس طرح احرام باندھے	1454
	6-بخاری	حج کا بیان	اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر	1458
	7-بخاری	حج کا بیان	تمتع قران اور افراد کا بیان	1459
	8-بخاری	حج کا بیان	قران کرنے والے کا طواف	1530
	9-بخاری	حج کا بیان	حائضہ عورت طواف کے علاوہ تمام مناسک ادا کرے	1540
	10-بخاری	قربانی کا بیان	مسافر اور عورت کی قربانی	5122
	11-بخاری	قربانی کا بیان	دوسروں کی طرف سے قربانی کرنا	5133
	12-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھنے کے طریقے	2108
	13-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھنے کے طریقے	2109
	14-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھنے کے طریقے	2110
	15-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھنے کے طریقے	2112
	16-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھنے کے طریقے	2114
	17-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھنے کے طریقے	2115
	18-مسلم	حج کا بیان	احرام باندھنے کے طریقے	2117
	19-نسائی	طہارت کا بیان	احرام والی عورت حیض آنے پر کیا کرے؟	288
	20-نسائی	حیض اور استحاضہ	حیض کا آغاز	346
	21-نسائی	مناسک حج	احرام باندھتے وقت تسمیہ نہ پڑھنا	2691
	22-نسائی	مناسک حج	عمرہ کا احرام باندھنے والی عورت کو حیض آ جائے اور اسے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو	2713
	23-ابوداؤد	مناسک کا بیان	حج افراد کا ذکر	1518
	24-ابن ماجہ	مناسک کا بیان	حائضہ عورت طواف کے علاوہ تمام مناسک ادا کرے	2954
	25-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24654
	26-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24891
	27-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25139
	28-سنن بیہقی	حج کا بیان	طہارت کی حالت میں طواف کرنا	9383
	29-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	مکہ میں داخل ہونا	3834

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	30-ابویعلی	مسند عائشہؓ	مسند عائشہؓ	4719
	31-سنن بیہقی	حیض کا بیان	حائضہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے	1519
	32-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	حائضہ طواف کے سوا تمام ارکان حج ادا کرے	2938
	33-سنن بیہقی	حج کا بیان	حج افراد افضل ہے	8885
حدیث288	1-بخاری	اعتکاف کا بیان	حائضہ معتکف کی کنگھی کر سکتی ہے	1888
	2-بخاری	اعتکاف کا بیان	معتکف اپنے سر گھر میں داخل کر سکتا ہے	1905
	3-بخاری	لباس کا بیان	حائضہ کا شوہر کی کنگھی کرنا	5470
	4-نسائی	طہارت کا بیان	حائضہ کا شوہر کا سر دھونا	276
	5-نسائی	حیض اور استحاضہ کا بیان	حائضہ کا معتکف شوہر کی کنگھی کرنا	383
	6-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24553
	7-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24782
	8-مالک	طہارت کا بیان	حیض سے متعلق احکام	120
	9-دارمی	طہارت کا بیان	حائضہ شوہر کی کنگھی کر سکتی ہے	1040
	10-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	حیض واستحاضہ کا بیان	1359
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	حائضہ وجنبی کا پسینہ پاک ہے	908
	12-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	جنبی کا ایک ساتھ غسل کرنا	1031
	13-مصنف عبدالرزاق	حیض کا بیان	حائضہ کا (شوہر) کی کنگھی کرنا	1248
حدیث289	1-بخاری	اعتکاف کا بیان	معتکف دھونے کیلئے سر گھر میں داخل کر سکتا ہے	1905
	2-نسائی	حیض واستحاضہ	حائضہ کا معتکف شوہر کی کنگھی کرنا	383
	3-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24553
	4-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24782
	5-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25047
	6-مالک	طہارت کا بیان	حیض کے احکام	120
	7-دارمی	طہارت کا بیان	حائضہ شوہر کی کنگھی کر سکتی ہے	1040
	8-مصنف عبدالرزاق	حیض کا بیان	حائضہ کا (شوہر) کی کنگھی کرنا	1247
	9-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	(حیض واستحاضہ کے احکام)	1359
حدیث290	1-بخاری	توحید کا بیان	نبی اکرم کا یہ فرمان کہ قرآن کا ماہر	6994
	2-مسلم	حیض کا بیان	حائضہ شوہر کا سر دھو سکتی ہے	454
	3-نسائی	حیض واستحاضہ	شوہر حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھ سکتا ہے	378
	4-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حائضہ کے ساتھ کھانا پینا	227
	5-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	حائضہ مسجد سے کوئی چیز پکڑ سکتی ہے	626
	6-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23261
	7-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23298
	8-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23717
	9-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23881
	10-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24087

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	11-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24397
	12-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24502
	13-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25024
	14-سنن بیہقی	حیض کے احکام	حائضہ سے مباشرت	1540
حدیث 291	1- بخاری	حیض کا بیان	حائضہ کے ساتھ سوجانا	311
	2- بخاری	حیض کا بیان	حیض کیلئے الگ سے کپڑے رکھنا	312
	3- بخاری	روزے کا بیان	روزے دار کا بوسہ لینا	1794
	4-مسلم	حیض کا بیان	حائضہ کے ساتھ ایک لحاف میں لیٹنا	444
	5-نسائی	طہارت کا بیان	حائضہ کے ساتھ لیٹنا	281
	6-نسائی	حیض واستحاضہ	حائضہ کے ساتھ لیٹنا	368
	7-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	حائضہ بیوی کے ساتھ مرد صحبت نہیں کرسکتا	629
	8-احمد	مسند انصار	سیدہ ام سلمہ کی احادیث	25316
	9-احمد	مسند انصار	سیدہ ام سلمہ کی احادیث	25355
	10-احمد	مسند انصار	سیدہ ام سلمہ کی احادیث	25479
	11-دارمی	طہارت کا بیان	حائضہ کے ساتھ رہنا	1026
	12-دارمی	طہارت کا بیان	حائضہ کے ساتھ رہنا	1027
	13-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	حیض واستحاضہ کے احکام	1363
	14-صحیح ابن حبان	حج کے احکام	ایام تشریق میں رمی جمار	3901
	15-سنن بیہقی	روزوں کے احکام	بوسہ دینے کی اباحت	8195
	16-ابویعلی	مسند ابوسلمہ	مسند ابوسلمہ	6991
	17-سنن بیہقی	روزوں کے احکام	بوسہ دینے کی اباحت	8195
	18-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	ایام تشریق میں رمی جمار کرنا	3901
	19-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	ایام تشریق میں رمی جمار کرنا	1363
حدیث 292	1-ترمذی	طہارت کا بیان	حائضہ کے ساتھ مباشرت کرنا	122
	2-نسائی	حیض واستحاضہ	حائضہ کے ساتھ مباشرت کرنا	371
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	(عورت حائضہ ہو) تو مرد صحبت کے علاوہ کیا کرسکتا ہے	234
	4-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	(عورت حائضہ ہو) تو مرد صحبت کے علاوہ کیا کرسکتا ہے	628
	5-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23870
	6-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24568
	7-دارمی	طہارت کا بیان	حائضہ کے ساتھ مباشرت کرنا	1019
	8-مصنف عبدالرزاق	حیض کے احکام	حائضہ کا (شوہر) کی کنگھی کرنا	1248
	9-سنن بیہقی	طہارت کے احکام	ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا	933
	10-مصنف عبدالرزاق	طہارت کے احکام	جنبی کا اکٹھے غسل کرنا	1031
حدیث 293	1-نسائی	حیض واستحاضہ	حائضہ کے ساتھ مباشرت کرنا	370
	2-نسائی	حیض واستحاضہ	حائضہ کے ساتھ مباشرت کرنا	371
	3-نسائی	حیض واستحاضہ	نبی اکرم حائضہ ازواج کے ساتھ کیا عمل کرتے تھے	372

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	4-احمد	مسند انصار	حضرت عائشہ کی احادیث	23872
	5-سنن بیہقی	حیض کے احکام	حائضہ سے مباشرت	1531
	6-صحیح ابن حبان	حیض کے احکام	حیض واستحاضہ کے احکام	1364
	7-صحیح ابن حبان	حیض کے احکام	حیض واستحاضہ کے احکام	1367
	8-سنن بیہقی	حیض کے احکام	حائضہ سے مباشرت	1530
	9-المستدرک حاکم	طہارت کے احکام	طہارت کے احکام	614
	10-ابویعلی	مسند عائشہؓ	مسند عائشہؓ	4810
حدیث 294	1-ابوداؤد	نکاح کا بیان	حائضہ کے مباشرت کرنا	1852
	2-ابویعلی	مسند میمونہؓ	مسند میمونہؓ	7092
	3-سنن بیہقی	حیض کے احکام	حائضہ سے مباشرت	1533
حدیث 295	1-بخاری	زکوۃ کا بیان	قریبی عزیزوں کو زکوۃ دینا	1369
	2-مسلم	ایمان کا بیان	نیکی کی کمی کی وجہ سے ایمان کم ہو جاتا ہے	114
	3-صحیح ابن حبان	حظر واباحت کا بیان	لعن کا بیان	5744
	4-سنن بیہقی	روزوں کے احکام	حائضہ روزے نہیں رکھے گی	1517
	5-سنن بیہقی	روزوں کے احکام	حائضہ روزے نہیں رکھے گی	8203
	6-صحیح ابن خزیمہ	روزوں کے احکام	حائضہ روزے نہیں رکھے گی	2045
حدیث 296	1-سنن بیہقی	حج کے احکام	حج افراد افضل ہے	8885
	2-صحیح ابن حبان	حج کے احکام	ہدی کے احکام	4005
	3-صحیح ابن حبان	حج کے احکام	مکہ میں داخل ہونا	3834
	4-ابویعلی	مسند عائشہؓ	مسند عائشہؓ	4719
	5-سنن بیہقی	حج کے احکام	طہارت کی حالت میں طواف کرنا	9383
حدیث 297	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	حیض اور استحاضہ کے احکام	1350
	2-سنن بیہقی	حیض کا بیان	حیض کی کم از کم مدت	1579
	3-سنن دار قطنی	حیض کا بیان	حیض کا بیان	1
	4-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ تمیز کر سکتی ہے	1593
	5-سنن بیہقی	حیض کا بیان	استظہار کا بیان	1610
	6-سنن دار قطنی	حیض کا بیان	حیض کا بیان	2
	7-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے لئے جسم و کپڑے پاک ہونے چاہئیں	4186
	8-مصنف عبدالرزاق	حیض کا بیان	مستحاضہ کے احکام	1165
	9-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ خون دھو کر نماز پڑھ لے	1668
	10-سنن بیہقی	حیض کا بیان	حیض کی کم سے کم مدت	1578
	11-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ تمیز کر سکتی ہے	1591
	12-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ تمیز کر سکتی ہے	1592
	13-ابویعلی	مسند عائشہؓ	مسند عائشہؓ	4486
	14-معجم الصغیر	''الف'' سے شروع ہونے والے نام	ابراہیم نامی راویوں کی روایات	230

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	15-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	568
	16-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ کا غسل کرنا	1600
	17-سنن بیہقی	حیض کا بیان	استظہار کے بیان میں	1611
	18-سنن بیہقی	حیض کے احکام	مستحاضہ کا خون دھونا	1570
حدیث 298			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 299	1-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	کپڑے پر حیض کا خون لگنے کا حکم	622
	2-سنن بیہقی	نماز کا بیان	پانی چھڑکنے کا حکم اس مقام کے بارے میں ہے جہاں خون نہ لگا ہو	4209
حدیث 300	1-بخاری	حیض کا بیان	مستحاضہ کا اعتکاف کرنا	299
	2-بخاری	حیض کا بیان	مستحاضہ کا اعتکاف کرنا	300
	3-بخاری	اعتکاف کا بیان	مستحاضہ کا اعتکاف کرنا	1896
	4-ابوداؤد	روزے کا بیان	مستحاضہ اعتکاف کرسکتی ہے	2117
	5-ابن ماجہ	روزے کا بیان	مستحاضہ اعتکاف کرسکتی ہے	1770
	6-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23849
	7-دارمی	طہارت کا بیان	حیض کے بعد خارج ہونے والا مواد	866
	8-سنن بیہقی	حیض کے احکام	مستحاضہ کی نماز اور اعتکاف	1605
حدیث 301			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 302			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 303	1-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حیض والے کپڑے کو دھونا	304
	2-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حیض والے کپڑے کو دھونا	309
	3-دارمی	طہارت کا بیان	حائضہ عورت اسی کپڑے میں (دھونے کے بعد) میں نماز پڑھ سکتی ہے	991
	4-سنن بیہقی	نماز کا بیان	خون دھونا واجب ہے	4200
	5-سنن بیہقی	نماز کا بیان	کون سے خون کو دھونا واجب ہے	4198
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پانی کے ذریعے نجاست زائل کرنا	37
حدیث 304	1-بخاری	طلاق کا بیان	سوگ منانے والی عورت سادہ کپڑے پہنے	4923
	2-مسلم	طلاق کا بیان	شوہر کی وفات پر سوگ منانا لازمی ہے	2739
	3-مسلم	طلاق کا بیان	شوہر کی وفات پر سوگ منانا لازمی ہے	2740
	4-نسائی	طلاق کا بیان	سوگ منانے والی عورت رنگین کپڑے نہ پہنے	3478
	5-ابوداؤد	طلاق کا بیان	عدت کے دوران کیا کچھ منع ہے	1959
	6-ابن ماجہ	طلاق کا بیان	کیا عورت شوہر کے علاوہ کسی کا سوگ کرسکتی ہے	2078
	7-احمد	اہل بصرہ کی مسند	سیدہ ام عطیہ کی احادیث	19864
	8-احمد	قبائل کی مسند	سیدہ ام عطیہ کی احادیث	26041
	9-دارمی	طلاق کا بیان	عدت کے دوران زیب و زینت منع ہے	2184
	10-سنن بیہقی	حد کا بیان	حد کیسے جاری کی جائے	15948
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل حیض کے وقت خوشبو استعمال کرنا	895
حدیث 305	1-بخاری	حیض کا بیان	حیض کے مقام کو دھونا	304
	2-بخاری	کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنا	احکام دلائل کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں	6810

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-مسلم	حیض کا بیان	غسل حیض کے وقت خوشبو کا استعمال	499
	4-مسلم	حیض کا بیان	غسل حیض کے وقت خوشبو کا استعمال	500
	4-نسائی	حیض کا بیان	غسل حیض کا طریقہ	251
	5-نسائی	غسل اور تیمم	غسل حیض کا طریقہ	424
	6-ابوداؤد	طہارت کا بیان	غسل حیض کا طریقہ	270
	7-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	غسل حیض کا طریقہ	634
	8-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23760
	9-دارمی	طہارت کا بیان	مستحاضہ کے غسل کا طریقہ	766
	10-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4733
	11-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	غسل حیض کے وقت خوشبو استعمال کرنا	493
	12-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	حیض اور جنابت سے غسل کرنا	877
	13-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	غسل کا باب	1199
حدیث 306			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 307			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 308	1-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	نبی اکرم کا حج	3942
	2-صحیح ابن خزیمہ	مناسک کا بیان	عمرہ کرنے والا ہدی ند لے جائے	3028
	3-سنن بیہقی	حج کا بیان	حج سے پہلے عمرہ کرنا	8865
حدیث 309	1-بخاری	انبیاء کا ذکر	حضرت آدم اور ان کی اولاد کی تخلیق	3086
	2-بخاری	تقدیر کا بیان	تقدیر کے احکام	6106
	3-مسلم	تقدیر کا بیان	انسان کی تخلیق	4785
	4-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس	11714
	5-احمد	مکثرین کی مسند	مسند انس	12042
	6-سنن بیہقی	ولادت کا بیان	حمل ساقط ہو جانا	15828
حدیث 310			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 311	1-مصنف عبدالرزاق	حیض کا بیان	مستحاضہ کے احکام	1165
	2-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ خون دھوئے	1668
	3-سنن بیہقی	نماز کا بیان	نماز کے لئے جسم ولباس پاک ہو	4186
	4-سنن دار قطنی	حیض کا بیان	حیض کے احکام	باب
	5-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	حیض واستحاضہ کے احکام	1350
	6-معجم الصغیر	"الف" سے شروع ہونے والے نام	ابراہیم نامی راویوں کی روایات	230
	7-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4405
	8-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ تمیز کر سکتی ہے	1591
	9-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ کا غسل	1593
	10-سنن بیہقی	حیض کا بیان	استظہار کے احکام	1611
	11-سنن بیہقی	حیض کا بیان	حیض کی کم از کم مدت	1579

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	12-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ تمیز کر سکتی ہے	1596
حدیث312	1-مسلم	حیض کا بیان	حائضہ پر روزے کی قضا لازم ہے	506
	2-مسلم	حیض کا بیان	حائضہ پر روزے کی قضا لازم ہے	507
	3-مسلم	حیض کا بیان	حائضہ پر روزے کی قضا لازم ہے	508
	4-ترمذی	طہارت کا بیان	حائضہ نماز کی قضا نہیں کرے گی	120
	5-نسائی	حیض واستحاضہ	حائضہ سے نماز ساقط ہے	379
	6-نسائی	روزے کا بیان	حائضہ روزہ نہیں رکھے گی	2279
	7-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حائضہ نماز کی قضا نہیں کرے گی	229
	8-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	حائضہ نماز کی قضا نہیں کرے گی	623
	9-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	22908
	10-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23492
	11-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23519
	12-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23740
	13-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23957
	14-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24345
	15-دارمی	طہارت کا بیان	حائضہ روزے کی قضا کرے گی	963
	16-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	حیض واستحاضہ	1349
حدیث313			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث314			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث315	1-بخاری	نماز کا بیان	لباس پہن کر نماز پڑھنا فرض ہے	338
	2-بخاری	جمعہ کا بیان	ایام منٰی کی تکبیرات	918
	3-بخاری	جمعہ کا بیان	اگر نماز کیلئے اوڑھنی نہ ہو	927
	4-بخاری	جمعہ کا بیان	حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں گی	928
	5-بخاری	حج کا بیان	حائضہ عورت طواف کے علاوہ تمام ارکان حج ادا کرے گی	1542
	6-مسلم	عید کی نماز	خواتین عید کی نماز کیلئے جاسکتی ہیں	1473
	7-مسلم	عید کی نماز	خواتین عید کی نماز کیلئے جاسکتی ہیں	1474
	8-مسلم	عید کی نماز	خواتین عید کی نماز کیلئے جاسکتی ہیں	1475
	9-ترمذی	جمعہ کا بیان	خواتین کا عید کی نماز کیلئے جانا	495
	10-نسائی	حیض واستحاضہ	حائضہ خواتین کا عیدگاہ جانا	387
	11-نسائی	عید کی نماز	خواتین کا عیدگاہ جانا	1540
	12-نسائی	عید کی نماز	حائضہ خواتین کا نماز سے الگ رہنا	1541
	13-ابوداؤد	نماز کا بیان	خواتین کا نماز عید کیلئے جانا	961
	14-ابوداؤد	نماز کا بیان	خواتین کا نماز عید کیلئے جانا	962
	15-ابن ماجہ	نماز قائم کرنا	خواتین کا نماز عید کیلئے جانا	298
	16-احمد	اہل بصرہ کی مسند	سیدہ ام عطیہ کی احادیث	19859
	17-دارمی	نماز کا بیان	خواتین کا نماز عید کیلئے جانا	1559

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	18-صحیح ابن خزیمہ	نماز کا بیان	عیدین کے لئے عورتوں کا جانا	1466
	19-سنن بیہقی	عیدین کی نماز	عورتوں کا نماز عید پڑھنے جانا	6333
حدیث316			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث317	1-نسائی	حیض واستحاضہ	زرد اور خیالا مواد	365
	2-ابوداؤد	طہارت کا بیان	طہر کے بعد زرد اور خیالے مواد کا خروج	264
	3-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	طہر کے بعد زرد اور خیالے مواد کا خروج	639
	4-دارمی	طہارت کا بیان	طہر کیا ہے	853
	5-دارمی	طہارت کا بیان	طہر کے بعد خیالے مواد کا خروج	859
	6-مستدرک حاکم	طہارت کا بیان	طہارت کے احکام	620
	7-مستدرک حاکم	طہارت کا بیان	طہارت کے احکام	621
	8-سنن بیہقی	حیض کا بیان	زرد اور خاکی رطوبت	1643
	9-سنن بیہقی	حیض کا بیان	زرد اور خاکی رطوبت	1641
	10-سنن بیہقی	حیض کا بیان	زرد اور خاکی رطوبت	1642
حدیث318	1-مسلم	حیض کا بیان	مستحاضہ کے غسل اور نماز پڑھنے کا حکم	502
	2-مسلم	حیض کا بیان	مستحاضہ کے غسل اور نماز پڑھنے کا حکم	503
	3-مسلم	حیض کا بیان	مستحاضہ کے غسل اور نماز پڑھنے کا حکم	504
	4-مسلم	حیض کا بیان	مستحاضہ کے غسل اور نماز پڑھنے کا حکم	505
	5-ترمذی	طہارت کا بیان	مستحاضہ ہر نماز کے وقت غسل کرے	119
	6-نسائی	طہارت کا بیان	غسل حیض کے احکام	203
	7-نسائی	طہارت کا بیان	غسل حیض کے احکام	204
	8-نسائی	طہارت کا بیان	غسل حیض کے احکام	205
	9-نسائی	طہارت کا بیان	غسل حیض کے احکام	206
	10-نسائی	طہارت کا بیان	قروء کا ذکر	209
	11-نسائی	طہارت کا بیان	قروء کا ذکر	210
	12-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حیض آنے پر نماز چھوڑ دے	246
	13-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مستحاضہ ہر نماز کے وقت غسل کرے	249
	14-ابوداؤد	طہارت کا بیان	مستحاضہ ہر نماز کے وقت غسل کرے	250
	15-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	اگر مستحاضہ کو پتہ نہ چل سکے	618
	16-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23382
	17-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23824
	18-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23943
	19-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24368
	20-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24675
	21-دارمی	طہارت کا بیان	مستحاضہ کے احکام	761
	22-ابویعلی	مسند عائشہ	مسند عائشہ	4410
	23-مستدرک حاکم	صحابہ کی معرفت	سیدہ ام حبیبہ حمنہ بن جحش	6907

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	24-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	حائضہ کا وضو	826
	25-سنن بیہقی	حیض کا بیان	مستحاضہ کا غسل	1685
حدیث319	1-بخاری	حج کا بیان	قربانی کے دن طواف زیارت کرنا	1618
	2-بخاری	حج کا بیان	اگر عورت طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوجائے	1638
	3-بخاری	حج کا بیان	محصب سے رات کے وقت روانہ ہونا	1649
	4-بخاری	مغازی کا بیان	حجۃ الوداع	4050
	5-بخاری	طلاق کا بیان	اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفصیل	4913
	6-بخاری	ادب کا بیان	نبی اکرم کا تربت عینک کہنا	5619
	7-ابوداؤد	مناسک کا بیان	طواف افاضہ کے بعد حائضہ عورت واپس جاسکتی ہے	1712
	8-ابن ماجہ	مناسک کا بیان	طواف وداع سے پہلے حائضہ عورت واپس جاسکتی ہے	3063
	9-احمد	مسند کا انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	22972
	10-احمد	مسند کا انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23384
	11-دارمی	مناسک کا بیان	اگر عورت کو طواف زیارت کے بعد حیض آجائے	1837
	12-سنن بیہقی	حج کا بیان	حائضہ طواف وداع نہ کرے	9852
حدیث320	1-بخاری	حج کا بیان	اگر عورت طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوجائے	1640
	2-دارمی	مناسک کا بیان	طواف وداع کا بیان	1852
	3-سنن بیہقی	حج کا بیان	حائضہ طواف وداع نہ کرے	9854
	4-صحیح ابن حبان	حج کا بیان	ایام تشریق میں رمی کرنا	3898
حدیث321			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث322	1-بخاری	جنازے کا بیان	نفاس والی عورت کی نماز جنازہ	1245
	2-بخاری	جنازے کا بیان	مرد اور عورت کی نماز جنازہ میں کہاں کھڑا ہوا جائے	1246
	3-مسلم	جنازے کا بیان	نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو	1602
	4-مسلم	جنازے کا بیان	نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو	1603
	5-ترمذی	جنازے کا بیان	نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو	956
	6-نسائی	حیض واستحاضہ	نفاس والی عورت کی نماز جنازہ	390
	7-نسائی	جنازے کا بیان	کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھنا	1950
	8-نسائی	جنازے کا بیان	مردوں اور عورتوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھنا	1953
	9-ابوداؤد	جنازے کا بیان	امام نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے کہاں کھڑا ہو؟	2780
	10-ابن ماجہ	جنازے کا بیان	امام نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے کہاں کھڑا ہو؟	1482
	11-احمد	اہل بصرہ کی مسند	حضرت سمرہ بن جندب کی احادیث	19303
	12-احمد	اہل بصرہ کی مسند	حضرت سمرہ بن جندب کی احادیث	19347
	13-صحیح ابن حبان	جنازے کا بیان	مریض کے احکام	3067
	14-مصنف عبدالرزاق	جنازے کا بیان	نماز جنازہ کی امامت کا حقدار کون	6370
	15-مصنف عبدالرزاق	جنازے کا بیان	میت کی نماز جنازہ	6454
حدیث323	1-بخاری	نماز کا بیان	نمازی کا کپڑا عورت سے چھوجائے	366
	2-بخاری	نماز کا بیان	چادر پر نماز پڑھنا	368

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	3-بخاری	نماز کا بیان	ایسے کپڑے پر نماز پڑھنا جس پر حائضہ عورت موجود ہو	487
	4-بخاری	نماز کا بیان	ایسے کپڑے پر نماز پڑھنا جس پر حائضہ عورت موجود ہو	488
	5-مسلم	نماز کا بیان	نمازی کے سامنے لیٹنا	797
	6-مسلم	مساجد کا بیان	چٹائی یا چادر پر نفل پڑھنا جائز ہے	1057
	7-نسائی	مساجد کا بیان	چادر پر نماز پڑھنا	730
	8-ابوداؤد	نماز کا بیان	چادر پر نماز پڑھنا	560
	9-ابن ماجہ	نماز قائم کرنا	اگر نمازی کے سامنے کوئی موجود ہو	948
	10-ابن ماجہ	نماز قائم کرنا	چادر پر نماز پڑھنا	1018
	11-احمد	مسند انصار	سیدہ میمونہ کی احادیث	25577
	12-احمد	مسند انصار	سیدہ میمونہ کی احادیث	25618
	13-دارمی	نماز کا بیان	چٹائی پر نماز پڑھنا	1338
		تیمم کا بیان		
حدیث 324	1-بخاری	تیمم کا بیان	اگر پانی یا مٹی نہ مل سکے	324
	2-بخاری	مناقب کا بیان	نبی اکرم کا یہ فرمان اگر میں نے کسی کو دوست بنانا ہوتا	3396
	3-بخاری	مناقب کا بیان	سیدہ عائشہ کی فضیلت	3489
	4-بخاری	قرآن کی تفسیر	وان کنتم مرضی (کی تفسیر)	4217
	5-بخاری	قرآن کی تفسیر	فلم تجدوا ماء (کی تفسیر)	4241
	6-بخاری	قرآن کی تفسیر	فلم تجدوا ماء (کی تفسیر)	4242
	7-بخاری	نکاح کا بیان	دلہن کیلئے کپڑے وغیرہ مستعار لینا	4766
	8-بخاری	نکاح کا بیان	باپ کا ناراضگی کے اظہار میں بیٹی کو ٹھوکا دینا	4849
	9-بخاری	حدود کا بیان	اپنے اہل خانہ کو تادیب کرنا	5432
	10-بخاری	حدود کا بیان	اپنے اہل خانہ کو تادیب کرنا	6338
	11-بخاری	حدود کا بیان	ہار ادھار لینا	6339
	12-مسلم	حیض کا بیان	تیمم کے احکام	550
	13-مسلم	حیض کا بیان	تیمم کے احکام	551
	14-نسائی	طہارت کا بیان	تیمم کے احکام	308
	15-نسائی	طہارت کا بیان	اگر پانی یا مٹی دستیاب نہ ہو	321
	16-ابوداؤد	طہارت کا بیان	تیمم کے احکام	271
	17-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	تیمم سے متعلق روایات	561
	18-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	23164
	19-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	24283
	20-احمد	مسند انصار	سیدہ عائشہ کی احادیث	25136
	21-مالک	طہارت کا بیان	تیمم سے متعلق روایات	110
	22-دارمی	طہارت کا بیان	ایک مرتبہ تیمم کرنا	739
	23-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1300
	24-مصنف عبدالرزاق	طہارت کا بیان	تیمم کی ابتداء	880

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	25-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1317
	26-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جس سفر میں تیمم کرنا جائز ہو	1093
	27-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	تیمم کے نزول کی رخصت	1021
	28-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	سفر میں تیمم کی رخصت	262
حدیث325	1-بخاری	نماز کا بیان	فرمان نبوی میرے لیے تمام زمین مسجد ہے	419
	2-بخاری	خمس کی فرضیت	فرمان نبوی تمہارے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا	2890
	3-مسلم	مساجد اور نماز کے مقامات	بلاعنوان	810
	4-نسائی	غسل اور تیمم	مٹی سے تیمم کرنا	429
	5-نسائی	مساجد کا بیان	اونٹ کے گلہ کی رخصت	728
	6-احمد	مکثرین کی مسند	مسند جابر بن عبداللہ	13745
	7-دارمی	نماز کا بیان	تمام زمین پاک ہے	1353
حدیث325	1-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	نبی اکرم ﷺ کی سیرت	6398
	2-سنن بیہقی	نماز کا بیان	زمین اصل میں پاک ہے	4365
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پاک مٹی سے تیمم کرنا	1048
	4-سنن بیہقی	مال غنیمت کی تقسیم	مصارف صدقات	12979
	5-سنن بیہقی	سیر کے احکام	مخلوق کا آغاز	18213
	6-سنن بیہقی	نماز کا بیان	خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کا حکم	3900
	7-شعب الایمان	ایمان کا ۱۴ واں شعبہ	نبی اکرم کی نبوت	1479
	8-صحیح ابن حبان	تاریخ کا بیان	حوض کوثر اور شفاعت کا بیان	6462
حدیث326	1-صحیح ابن حبان	نماز کا بیان	نماز کی شرائط کا بیان	1709
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	وضو کا بیان تیمم کے بغیر نماز کا جائز ہونا	261
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جس شخص کو پانی اور مٹی نہ ملے	1059
حدیث327	1-مسلم	حیض کا بیان	تیمم کے احکام	554
	2-نسائی	طہارت کا بیان	حضر میں تیمم کرنا	309
	3-ابوداؤد	طہارت کا بیان	حضر میں تیمم کرنا	278
	4-احمد	اہل شام کی مسند	حضرت ابوجہیم کی احادیث	16883
	5-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	تیمم کا حکم	3
	6-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	حالت حضر میں تیمم کا استحباب	274
	7-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	تیمم کیسے کیا جائے؟	1822
	8-صحیح ابن حبان	غلامی کے احکام	انکار کا بیان	805
	9-سنن دارقطنی	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	4
حدیث328	1-بخاری	تیمم کا بیان	چہرے اور بازوؤں پر تیمم کرنا	327
	2-بخاری	تیمم کا بیان	چہرے اور بازوؤں پر تیمم کرنا	328
	3-بخاری	تیمم کا بیان	چہرے اور بازوؤں پر تیمم کرنا	329
	4-بخاری	تیمم کا بیان	چہرے اور بازوؤں پر تیمم کرنا	330
	5-بخاری	تیمم کا بیان	اگر تیمم کرنے والے کو بیماری یا موت کا اندیشہ ہو	332

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	6-بخاری	تیمم کا بیان	اگر تیمم کرنے والے کو بیماری یا موت کا اندیشہ ہو	333
	7-بخاری	تیمم کا بیان	تیمم میں ایک ہی ضرب ہوگی	334
	8-مسلم	حیض کا بیان	تیمم کے احکام	552
	9-مسلم	حیض کا بیان	تیمم کے احکام	553
	10-نسائی	طہارت کا بیان	حضر میں تیمم کرنا	310
	11-نسائی	طہارت کا بیان	تیمم کی دوسری صورت	314
	12-نسائی	طہارت کا بیان	تیمم کی دوسری صورت	315
	13-نسائی	طہارت کا بیان	ایک اور صورت	317
	14-نسائی	طہارت کا بیان	جنبی کا تیمم کرنا	318
	15-ابوداؤد	طہارت کا بیان	تیمم کے احکام	274
	16-ابوداؤد	طہارت کا بیان	تیمم کے احکام	275
	17-ابن ماجہ	طہارت کا بیان	تیمم میں ایک ہی ضرب ہے	562
	18-احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت عمار بن یاسر کی احادیث	17596
	19-احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت عمار بن یاسر کی احادیث	17600
	20-احمد	اہل کوفہ کی مسند	حضرت عمار بن یاسر کی احادیث	18125
	21-دارمی	طہارت کا بیان	تیمم ایک مرتبہ ہوگا	738
	22-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمار بن یاسرؓ کی تیمم کی کیفیت کے بارے میں روایات	10036
	23-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1306
	24-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد ان پر پھونک مارنا	268
	25-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1309
	26-ابو یعلی	مسند عمار بن یاسر	مسند عمار بن یاسر	1607
	27-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمار بن یاسر کی تیمم کی کیفیت کے بارے میں روایات	1037
	28-بحر زخار	مسند عمار بن یاسر	عبدالرحمن بن ابزی کی روایات	1387
حدیث 329			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 330	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1306
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1309
	3-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد ان پر پھونک مارنا	268
حدیث 331			اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے	
حدیث 332	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جنبی کیلئے پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کرنا کافی ہے	1066
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1132
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	نواقض وضو	1136
	4-مستدرک حاکم	ادب کا بیان	ادب کا بیان	7707
	5-سنن سعید بن منصور	نکاح کی شرائط کا بیان	نکاح کی شرائط کا بیان	662
	6-ابو یعلی	مسند عمرؓ بن خطاب	مسند عمرؓ بن خطاب	196
	7-ابو یعلی	مسند عمار بن یاسرؓ	مسند عمار بن یاسرؓ	1619
	8-ابو یعلی	مسند عمار بن یاسرؓ	مسند عمار بن یاسرؓ	1624

حدیث نمبر	اسماء کتب	کتاب	باب	حدیث نمبر
	9-مصنف عبدالرزاق	نماز کا بیان	تشہد کا بیان	3097
	10-مصنف عبدالرزاق	نکاح کا بیان	نکاح کی شرائط	10608
	11-مصنف عبدالرزاق	گواہی کا بیان	جھوٹی گواہی کی سزا	15383
	12-مصنف عبدالرزاق	مشروبات کا بیان	ربیع کے بیان میں	17028
	13-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمار بن یاسر کی تیمم کی کیفیت کے بارے میں روایات	1037
	14-سنن بیہقی	نماز کا بیان	سلام پڑھنے سے پہلے کلمۂ شہادت پڑھا جائے	2906
حدیث 333	1-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1034
	2-بحر ذخار	مسند عمار بن یاسرؓ	عبدالرحمٰن بن ابزی کی روایت	1385
	3-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	31
	4-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	34
	5-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	ماء مستعمل کے بیان میں	1267
	6-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کے بیان میں	1306
	7-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کے بیان میں	1309
	8-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد اُن پر پھونک مارنا	268
	9-مستدرک حاکم	طہارت کا بیان	طہارت کا بیان	637
	10-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	تیمم کیسے کیا جائے؟	1030
	11-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	29
حدیث 334	1-بخاری	تیمم کا بیان	تیمم میں ایک ضرب ہوگی	335
	2-بخاری	مناقب کا بیان	اسلام میں نبوت کی علامات	3306
	3-مسلم	مساجد اور نماز کے مقامات	فوت شدہ نماز ادا کرنا	1100
	4-ابوداؤد	نماز کا بیان	اگر نماز کے وقت سو تا رہ جائے	375
	5-احمد	مسند بنو ہاشم	مسند عبداللہ بن عباس	1950
	6-احمد	اہل بصرہ کی مسند	حضرت عمران بن حصین کی احادیث	19115
حدیث 335	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	جس شخص کو پانی اور مٹی نہ ملے	1061
	2-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	عمار بن یاسر کی تیمم کی کیفیت کے بارے میں روایات	1045
	3-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سفر کے دوران تیمم کرنا	1104
حدیث 336	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	سفر کے دوران تیمم کرنا	1104
حدیث 337	1-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	15
	2-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد ان پر پھونک مارنا	270
حدیث 338	1-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پانی کی عدم موجودگی میں جنبی کیلئے تیمم کرنا کافی ہے	1065
	2-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1301
	3-صحیح ابن حبان	طہارت کا بیان	تیمم کا بیان	1302
	4-صحیح ابن خزیمہ	وضو کا بیان	جنبی کے لئے تیمم کرنا جائز ہے	271
	5-سنن دار قطنی	طہارت کا بیان	مشرکین کے برتنوں سے تیمم یا وضو کرنا	3
	6-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	فرض غسل	870
	7-سنن بیہقی	طہارت کا بیان	پانی مل جانے کے بعد جنبی کا غسل کرنا	1076